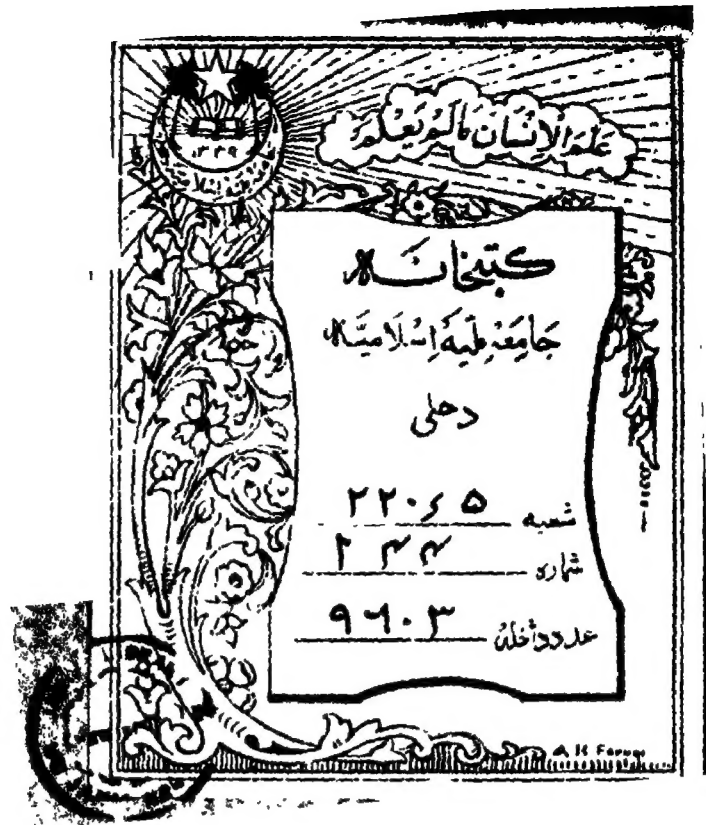


۲۲۰۵۵ ۲۴۴ ۹۶۰۳

یہ کتاب اُس تاریخ کو جو سب سے اخیر میں ڈالی گئی ہے  
واپس کرنی ہے، ورنہ پانچ پیسے روزانہ کے حساب سے  
' ہرجانہ ادا کرنا ہوگا '

|  |  |  |
|--|--|--|
|  |  |  |
|--|--|--|



علم الانسان الترقى

کتابخانه

جامعہ ملیہ اسلامیہ

دہلی

شعبہ ۲۲۰۶۵

شمارہ ۲۳۴

عدد داخلہ ۹۶۰۳

A. H. Farooq

DECEMBER 1965-66

رسالہ السنوہ حبیبیہ

من ابتداء اگست ۱۹۱۷ء لغایت جولائی ۱۹۱۸ء

結語

مطبوعات

کے

معارف القرآن

|    |                             |    |                                |
|----|-----------------------------|----|--------------------------------|
| ۴۳ | تفریبات نامہ - - - - - ۱۵۵  | ۶۵ | مہینہ کی کجیور - - - - - ۱۵۱   |
| ۴۴ | تذویر العیون - - - - - ۱۵۱  | ۶۶ | مشاہیر یونان و دوسرے ممالک ۱۵۲ |
| ۴۵ | جامع الخطب مترجم ۱۵۲        | ۶۷ | مطالب القرآن - - - - - ۱۵۳     |
| ۴۶ | چکیاں اور کدگریاں ۱۱۳       | ۶۸ | ملفوظات نامہ - - - - - ۱۵۴     |
| ۴۷ | حقائق الاسلام - - - - - ۱۵۵ | ۶۹ | نیلا و ناسر - - - - - ۱۵۵      |
| ۴۸ | حمایت الاسلام - - - - - ۱۵۵ |    | <b>موقت الشیوخ</b>             |
| ۴۹ | خذ ما صفا - - - - - ۱۵۶     | ۷۰ | المرقان - مجبور - - - - - ۱۵۷  |
| ۵۰ | ذکر الغیب و ذکر الجہیل ۱۵۷  | ۷۱ | العصر - لاہور - - - - - ۱۵۸    |
| ۵۱ | روضہ المرادین - - - - - ۱۵۸ | ۷۲ | العلم - انگلند - - - - - ۱۵۹   |
| ۵۲ | ربناے سعادت - - - - - ۱۵۹   | ۷۳ | المقتدر - کلمہ - - - - - ۱۶۰   |
| ۵۳ | سفرہ حرمین شریفین ۱۶۰       | ۷۴ | اردو صلیح - کتبہ - - - - - ۱۶۱ |
| ۵۴ | شام زندگی - - - - - ۲۱۱     | ۷۵ | پنجاب - لاہور - - - - - ۱۶۲    |
| ۵۵ | طبی جوہر - - - - - ۲۱۵      | ۷۶ | رازدنیادکنار و زفرہ ۱۶۳        |
| ۵۶ | طبقات الارضی - - - - - ۱۶۴  | ۷۷ | ستارہ صبح - کرم آباد ۱۶۴       |
| ۵۷ | عائشہ صدیقہ - - - - - ۱۶۵   | ۷۸ | سجن پنج گھنٹہ ۱۶۵              |
| ۵۸ | فلسفۃ اجتماع - - - - - ۲۱۵  | ۷۹ | عصرہ بیاض گری - کتبہ ۱۶۶       |
| ۵۹ | قواعد ریاضی اردو ۲۱۶        | ۸۰ | کافی - لاہور - - - - - ۱۶۷     |
| ۶۰ | کلام شیرنگ - - - - - ۲۱۷    | ۸۱ | معارف - انگلند - - - - - ۱۶۸   |
| ۶۱ | کسان الغیب جلد دوم ۲۱۸      | ۸۲ | نظام التسلخ - لاہور ۱۶۹        |
| ۶۲ | لغات انوار محمدیہ ۲۱۹       | ۸۳ | جہنم - کتبہ - - - - - ۱۷۰      |
| ۶۳ | محرمہ خطبہ غلڈان عزیزہ ۲۲۰  |    |                                |

|    |             |        |
|----|-------------|--------|
| ۸۴ | آیات قدرت   | ما خود |
| ۸۵ | انوار اسلام | ما خود |

|     |                                       |     |                        |   |
|-----|---------------------------------------|-----|------------------------|---|
| ۸۶  | بذل فی سبیل اللہ -                    | ۱۱۹ | معارف و معارف -        | جناب مولوی شیخ نور الدین صاحب جرم ص ۱۸۵         |
| ۸۷  | تفسیر سورہ کافرون -                   | ۱۲۰ | مصابیہ رسول -          | علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی ص ۱۹۱     |
| ۸۸  | تفسیر الفاتحہ -                       | ۱۲۱ | نعت -                  | جناب مولوی عبدالعزیز صاحب وکیل ص ۲۳۳            |
| ۸۹  | جہان بوجہ اپنے کو جلاکت میں ڈالو -    | ۱۲۲ | نور محمدی -            | علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی ص ۱۹۳     |
| ۹۰  | عہد کی قدرت -                         | ۱۲۳ | ورود و خروج -          | جناب مولوی شیخ نور الدین صاحب جرم ص ۱۸۷         |
| ۹۱  | خلق اللہ تعالیٰ تعالیٰ -              |     |                        |   |
| ۹۲  | زمین کے وارث صانع کبھی -              | ۱۲۴ | اخوت اسلامی -          | ماخوذ ص ۲۲۲                                     |
| ۹۳  | سلطنت کس کو ملتی ہے -                 | ۱۲۵ | اسلام ماضی و حال -     | پروفیسر نور الدین صاحب کراچی ایس بی ص ۲۳۳       |
| ۹۴  | سورہ کریمہ مانع -                     | ۱۲۶ | السلام علیکم -         | جنابان بہادر مرزا سلطان احمد خاں ص ۱۹۲          |
| ۹۵  | شفا عت اور رسالت -                    | ۱۲۷ | ایمان و اسلام -        | جناب مولوی فتح محمد ولد ابیاری صاحب لکھنؤ ص ۱۳۳ |
| ۹۶  | صادق البیان و الیاف و وعدہ -          | ۱۲۸ | تقصیب اور اسلام -      | جناب مولوی محمد عظیم صاحب وادھا اسلام ص ۱۵۵     |
| ۹۷  | صیغہ اللہ -                           | ۱۲۹ | توحید اسلامی -         | ماخوذ ص ۱۲۵                                     |
| ۹۸  | ضمیمہ کی صدا -                        | ۱۳۰ | جمہوریت قیس -          | ماخوذ ص ۱۲۳                                     |
| ۹۹  | فلسفہ شاعری و انوار شہر دار -         | ۱۳۱ | خلفانِ حق -            | ماخوذ ص ۱۹۲                                     |
| ۱۰۰ | قرآن مجید کی ترتیب -                  | ۱۳۲ | خاندان کی ادبی اصلاح - | ماخوذ ص ۲۴۵                                     |
| ۱۰۱ | قرآن کی آواز (ظہر) -                  | ۱۳۳ | علم و اسلام -          | جناب مولوی عبدالکرم صاحب کسبوی ص ۱۳۳            |
| ۱۰۲ | قرآن اور فلسفہ انسان -                |     |                        | وعدہ ۱۵۵ و وعدہ ۱۹۲ و وعدہ ۲۹۲                  |
| ۱۰۳ | کفایت شجاری و میاں دروی -             | ۱۳۴ | علمی آزادی -           | ماخوذ ص ۲۲۶                                     |
| ۱۰۴ | لیڈروں کے فرائض -                     | ۱۳۵ | عورتیں اسلام میں -     | علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی ص ۱۷۷     |
| ۱۰۵ | منطق الطیر -                          | ۱۳۶ | لارہبانیہ فی الاسلام - | جناب مولوی محمد عظیم صاحب وادھا اسلام ص ۱۲۸     |
| ۱۰۶ | نجات کا دار و مدار اعمال صالحہ -      | ۱۳۷ | نکاح اسلام میں -       | علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی ص ۱۷۱     |
| ۱۰۷ | زوجہ باری پر استدلال -                |     |                        |   |
| ۱۰۸ | السیرۃ النبیۃ و السیرۃ النبیۃ         | ۱۳۸ | اس خوبصورتی -          | ماخوذ ص ۱۹۹                                     |
| ۱۰۹ | استعارہ آدمی و صبر و تقویٰ -          | ۱۳۹ | انسان کیا ہے -         | مولوی حافظ عبدالرشید صاحب لکھنؤ ص ۱۷۷           |
| ۱۱۰ | برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل -        | ۱۴۰ | چند بر دیوار -         | ماخوذ ص ۱۵۱                                     |
| ۱۱۱ | ترجہ باری و حسرت و رجوع و اصلاح ظہر - | ۱۴۱ | درس نعل -              | جناب ماسٹر حمزہ خان صاحب ملک پوری ص ۱۳۳         |
| ۱۱۲ | سفرہ اکر کا مدل (ظہر) -               | ۱۴۲ | نصا و تسلیم -          | علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی ص ۱۷۷     |
| ۱۱۳ | خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم -        | ۱۴۳ | زمانہ کا چکر -         | جناب آزاد بیگ صاحب ص ۱۵۱                        |
| ۱۱۴ | رسول اللہ کا نام مبارک -              | ۱۴۴ | سلک مروارید -          | جناب شیخ لائق حسین صاحب حیدر آباد ص ۱۷۷         |
| ۱۱۵ | شایعہ سچے الاول (ظہر) -               | ۱۴۵ | عزم و الحزم -          | جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں ص ۱۷۷        |
| ۱۱۶ | تھیمہ لکھتہ -                         | ۱۴۶ | غم کی حقیقت -          | جناب مولوی فضل لائق صاحب لکھنؤ پوری ص ۱۷۷       |
| ۱۱۷ | قیام امن عالم کی روایت -              | ۱۴۷ | کچھ تنہائی -           | جناب مولوی حکیم محمد ربیع صاحب ملک ص ۱۷۷        |



[illegible]

|     |                              |   |     |                                |                                      |
|-----|------------------------------|---|-----|--------------------------------|--------------------------------------|
| ۲۱۳ | مسند قوی                     | مولوی حکیم اسرار الحق صاحب مکتبہ مولانا | ۲۱۳ | تہجد راجات عرش نام نظم         | جناب سید ابراہیم شاہ صاحب            |
| ۲۱۴ | الہام التبیان کتاب مقررہ     | جناب مولوی سید محمد طارق صاحب           | ۲۱۴ | جذبات اکبر                     | خان مبارکدہ مولوی سید کبیر حسین صاحب |
| ۲۱۵ | اسرار الہی برقرآن مجید       | دہشتہ ۲۵۰ و ص ۲                         | ۲۱۵ | جذبات شوق (نظم)                | خان مبارکدہ مولوی سید محمد حسین صاحب |
| ۲۱۶ | ایمان بالقدر                 | ماخوذ - - - - - ص ۱۲۵                   | ۲۱۶ | دیہاتی زندگی                   | ماخوذ - - - - - ص ۱۳۰                |
| ۲۱۷ | بکلی سے جہنم کا ثبوت         | جناب مولوی سید محمد علی صاحب            | ۲۱۷ | زبان آمد میں الفاظ سنسکرت      | علامہ ابو الفضل محمد احسان صاحب      |
| ۲۱۸ | پہلیہ جہنم کی ثبوت اور احکام | جناب مولوی محمود علی صاحب               | ۲۱۸ | سائنس کی قوت                   | ماخوذ - - - - - ص ۱۳۵                |
| ۲۱۹ | سورۃ شتیٰ القرآن پاک متعلقہ  | جناب مولوی نیاز محمد صاحب               | ۲۱۹ | سکندر کا نبوت (نظم)            | جناب شیخ ابوالحسن مبارک شاہ صاحب     |
| ۲۲۰ | ملک کی فرشتے                 | دہشتہ و ص ۹۲ و ص ۱۶۲                    | ۲۲۰ | سلام (نظم)                     | جناب شیخ لائق حسین صاحب              |
| ۲۲۱ | کیا معجزہ دلیل نبوت ہے       | جناب مولوی محمد قاسم صاحب               | ۲۲۱ | کمزور چوٹی (نظم)               | جناب غلام شاہ صاحب                   |
| ۲۲۲ | نبوت اور احکام               | ماخوذ - - - - - ص ۲۶۰                   | ۲۲۲ | آشتات                          |                                      |
| ۲۲۳ | نبوت کی تصدیق کیونکر ممکن ہے | ماخوذ - - - - - ص ۲۶۵                   | ۲۲۳ | آسودہ حسنہ کے معاون            | ۱۱ ص ۱۱                              |
| ۲۲۴ | عَلَمِ رِوَادِی              | ۱۲ ص ۱۲                                 | ۲۲۴ | ایضاً آسودہ حسنہ کے متعلق غلام | ۱۵ ص ۱۵                              |
| ۲۲۵ | اکل حلال (نظم)               | جناب مولوی احمد علی صاحب                | ۲۲۵ | افغانی معنون                   | ۲ ص ۲                                |
| ۲۲۶ | چول اور شد کی کمی            | جناب مولوی نواب غلام الحسین صاحب        | ۲۲۶ | دارالحدیث دیوبند               | ۱ ص ۱                                |
| ۲۲۷ | تختہ ہماز (نظم)              | جناب مولوی محمد رفیق صاحب               | ۲۲۷ | دیباجہ                         | ۱ ص ۱                                |
|     |                              |   | ۲۲۸ | عذر خواہی                      | ۲ ص ۲                                |
|     |                              |   | ۲۲۹ | معاونین آسودہ حسنہ             | ۱ ص ۱                                |

اُسوہ حسنہ کا اصلاحی نظام العمل

[illegible]

# مقامِ نبویؐ



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلِ عظیم کا آئینہ،  
 حُسنِ حیرتِ معاشرت کا روحانی خلیب، اخلاقی و  
 شہدائی دامن کا بڑی سلی سلیمان مردوں کا ہر عورت کا  
 ہر سطرِ حق کا امانیق مفید و صلائی مضامین کا دلکش مجموعہ  
 ہر شمسِ مبینہ کی پہلی تاریخ کو شہرِ مدینہ و شہرِ اشفاق

سالانہ چندہ مع حصولِ ڈاک  
 قیمتوں کا + قمر دوم  
 بیت کی پیمائش

مالِ استِ سعادی کہ راہِ صفا + تو اس وقت جزو دہے مصطفیٰ  
 خلافِ پیسہ کے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزلِ غواہ رسید

انوارِ نبویؐ پر نورِ نبویؐ، نورِ نبویؐ پر نورِ نبویؐ  
 مجیدِ لاہور کے پروفیسرِ بریلو، پروفیسرِ بریلو، پروفیسرِ بریلو







# پچھ مشہور دوا یون کا بکس



ڈاکٹر ایس کے برمن کی تجرب و دوائیں گزشتہ ۱۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں اس لیے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں  
موت کے حساب کے لیے جو اشتہاری ادویات سے مستقر ہو گئے ہیں یقین دلائے اور آزمائش کے لیے یہ مندرجہ ذیل پچھ مشہور اور محبوب ادویات کے (خود بکس)  
بندہ جس میں اس قدر کافی ہر ایک ادویہ ہیں کہ آزمائش پورے طیر سے ہو سکتی ہے یہ پیشینہ پیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند  
رہتی ہیں جن کے ساتھ ان کے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر دار یوں کے لیے یہ انمول ہے۔ اور مسافرت کی حالت میں  
بہت مدد دیتی ہے۔ محو سے خراب میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا قافہ ملتا ہے +

## دواؤں کے نام



دھمکی دوا۔ دھمکیا ہی زور میں ہو فوراً داتی ہے۔ کو لاٹانک ہر ایک کیلئے طاقت بڑھانے کی دوا۔  
مقوی باہ کی گولیاں جیسا نام ویسا فائدہ۔ عرق کا فور۔ ہینڈ اور گرمی کے دستوں کی ایک ہی دوا جو  
جلد اب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتی ہے۔ عرق پو وینہ ہنر دوا  
اندہ بامی درد کی دوا۔ نوٹ۔ پوری حالت کی فہرست بلا قیمت طلب کر کے دیکھئے۔ ادویہ ہر جگہ وکانڈول در دواؤں  
سے مل سکتی ہیں۔ در نہ براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے۔ قیمت کی خبر اور پتہ اند (پتہ) بھولڈاک (لہر)

## ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۱۰ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ



## بāg و بāgche

لگائے والوں کو مرادہ



رہنمائی باغبان اور ہر قسم کی بڑائیوں، بیویاں، درختوں اور ہر قسم کی پھولوں اور پھل کے  
طریقے، بوئے کا موسم اور بہت ہی متفرق باتیں درج ہیں تاکہ ہر شخص باغبانی کو عام اصولوں  
اور پھیلاؤ کو مستفید ہو سکے اور باغبان کی خوشامد کو بچے قیمت ۲۰ سے ملے جو بکس میں ملتا ہے  
سیر و سیاحت۔ ہندوستان چٹا چٹا نامی جدیدہ چیلر مشینوں کا حال و سیاحت کو  
بڑا کام دینے پر جگہ کی تجارت مشینوں کے حاصل عملی خاکہ قابل قیمت خرید حاصل  
جملہ کتاب ۱۲۰۰ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے جلدی کرو جو اکثر سفر کرتے ہیں اور فریڈیا  
نعمتوں کا طوائف تھاں قیمت کم کر کے اور پھیلاؤ بڑھانے کی وجہ سے ہر قسم کے کمائی  
شایدان۔ چارٹر۔ اچھا پڑھیں ان کا اور فریڈیا و تجارت عام فہم کی گواہی کو بھی ملتا ہے  
دو ہی عمر و عمر و لڑکیوں کا ناامیت ملا۔ پچھلے طرزی کے کتابوں کو ہنسی کی پڑہ دلوگو  
شکستہ کرتی ہو ٹیکس اور بیکہ کو باغ باغ کرتی ہو قابل دیہ ہونے کے لطف کا مجموعہ  
مختار ۱۲۵ سے قیمت مع حصول کیا داتے (۱۱) ہے۔ کتابوں کو بکس کا پتہ

مینجور قیصر ہند بکس نمبر ۱۹



## عید کا تحفہ شرب سالال



جس کی

حضوریت کا اندازہ ہمارے دفتر میں خطوط دیکھنے سے ہو سکتا ہے بفضلہ  
اس کی قدر باری امید سے زیادہ ہو رہی ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا شربت  
ہے جس کے ذائقے شرباً بطور اکا پر کیف لطف حاصل کر دیا ہے  
اس کے پیتے ہی طبیعت مسرور ہو جاتی ہے۔ دماغ شاداب گلشن  
کی طرح جھپکے لگتا ہے۔ چہرے پر شرمیلی اور شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے  
گرمی کے تمام عوارض اس کے پیتے ہی دور ہو جاتے ہیں۔ پیاس  
بالکل معلوم نہیں ہوتی۔ خصوصاً رمضان شریف میں ہر مسلمان اس کو  
استعمال کرے تو روزے بآسانی رکھے جائیں گے۔ عید پر دوستوں  
اور عزیزوں کو بطور تحفہ دیجیئے۔ رمضان شریف ملنے اس کی قیمت بڑھ  
کی جائے پھر لی جائے گی۔ محصولہ اک ہر حالت میں بڑھ کر خریدار ہوگا

مینجور دواخانہ قاسمی بازار سیٹارام دہلی

# شریف بیون کی پٹھنے کی کتابیں

بیت الرسول خاتون بنت حضرت فاطمہ زہرا کی پاک زندگی کے حالات ۵  
 رشتیق مرزا اشلیہ قندو غیر تعلیم یافتہ بیویوں کا مقابلہ دیکھو کافیل ہو۔ ۴  
 جو ران جنت۔ عرب کی بڑی بڑی عالمہ اور قاضیہ بیویوں کی حالات ... ۴  
 صبر کی دیوی۔ سوتیا واک کی دردناک داستان فریادیں کی گئی ہو۔ ۳  
 جمیلہ خاتون۔ ایک خدیوہ اور ناگھ خاتون کا واسطہ پر لانا۔ ۳  
 آداب نسواں۔ عورتوں کے لطیف خاص و خاص و آداب و معاشرت کی باتیں۔ ۴  
 حلیمہ خانم۔ ایک غریبہ ناز کی لڑکی کا لیدی ڈاکٹر بننا۔ ۸  
 وایہ۔ بچے کے نکمہ رکھنا و کا طریقہ زچاؤ کی نگہداشت۔ ۶  
 چھپ کی داد۔ طبقہ نسواں کی معنی تشریف معج العاطفیں بیان کی گئی ہو۔ ۱  
 حالات زمین خاتون کے کہیں کیا واسطہ جزائی فیاضی کا بیان کیا کتاب ۶  
 علم کی دیوی۔ ایک لسان خاتون کا ایک عیسائی خاتون کو قتل دیکھنا۔ ۵  
 رابعیات حالی۔ سوانح حالی کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ و محسوس باعیاں۔ ۳  
 بیخ مشفق۔ بیخ مشفق کی بیوی ایک بیوی کی موت کو بچانے کے قابل۔ ۳  
 قومی گیت۔ بچوں اور بچوں کے یاد کرنے کے قابل و محسوس قومی گیت۔ ۱  
 زنانہ خطوط۔ عورتوں کو خطوط نویسی کا طریقہ بتلانی کتاب۔ ۵  
 تائید شہادت۔ بیعت خیر و بد و تصدیق کر عمر اولاد کو ضرور پڑائی۔ ۱۰  
 چرخ چرخے کی کہانی۔ انسان کی بے مروتی کی تصویریں۔ ایک نئے  
 سے حیوان کی زبانی ... ۳  
 سوانح عمریاں۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہ السلام  
 کی غلطی و غلطی نہایت پاکیزہ سوانح عمریاں ... ۲-۲  
 گلہ نشین۔ بہت اچھی اچھی تازہ فضیلتیں جمع کی ہیں۔ ۳  
 لیکچر اسلام۔ سرائی بسینٹ صاحبہ کا لیکچر اسلام کے متعلق ... ۳  
 اصلاح الرسوم۔ بڑی رسموں کو دور کرنے کے مفید اسباب ... ۲  
 سولہ کہانیاں۔ ایک شریف خاتون کی جیس کی ہوئی و محسوس کہانیاں ... ۲  
 زنانہ نصاب۔ قاعدہ (۲) اردو کی پہلی ... ۲  
 اردو کی دوسری (۲) اردو کی تیسری ... ۳  
 اردو کی چوتھی (۳) اردو کی پانچویں ... ۵

مہتمم پڑھ نشین (زنانہ) لائبریری اگر

# شرح دیوان خطا

مفصل سوانح بزبان اردو و موصوم بلسان الغیب زبیر ولی اللہ علیہ السلام  
 وکیل اسٹیل آلو۔ اپنی جان شرح آپ نے کسی نہ کسی ہوگی حریفانہ رنگ ہی آئیں  
 جو دوسرے لوگوں کی پہلو بھی طوطا۔ کثیر التعداد اردو فارسی اور عربی اشعار سے  
 معانی اور بھی واضح ہو گئے ہیں۔ جابجا آیات قرآنی و احادیث نبوی سنہج  
 کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اچھی۔ جلد اول جہم۔ ۴  
 فی جلد دوم مع حصول ڈاک۔ باقی جلدیں دفتر پیشانیہ جو جائیں گی +  
 مصنف کے پتہ سے طلب فرما کر ملاحظہ کیجئے

## اسلامی دنیا

کو حق مانو جو جو بدعت معلوم نہیں کرنا چاہتا کہ دنیا کی کس کس ملک میں مسلمان ہو  
 ان کی آبادی کتنی ہو جائے گا آجکل کو کوشش علی پولیٹیکل علوم عام علاقہ کیسے ہو جائے گا  
 اور کونساں تازہ حال میں کیا کیلیں۔ دنیا میں مسلمانوں کی کیا حالت ہے جس میں تمام دنیا کا  
 عیسائی پادریوں نے جمع ہو کر ملکر اسلام کی کیفیت آپس کی اطلاع کی ہے یہی تحریر ہے  
 مہتمم گنجائے نظامیہ مزنگ لاہور

## سہارن پوری تحفے!

چاول سہارن پور کا مشہور ہے۔ دور دراز ملکوں میں جاتا ہے۔ آپ کو جعفر  
 ضرورت جو طلب کریں۔ ۵ سیر ڈھالی سیرنگا و قیمت پیشگی و معطل ہو چکا ہے  
 ہونگے (۱) بھیلی چاول بھٹی ۵ سیر مع حصول شیعہ و پیرا آٹہ (۲) بھیلی چاول بھٹی  
 (۳) سیر مع حصول دو روپیہ (۳) بھیلی چاول رام جوان ۵ سیر مع حصول تین روپیہ  
 (۴) بھیلی چاول رام جوان دو سیر مع حصول پیر۔ دی پی ارسال نہیں ہونے +  
 تھوک فروش در وقت کریں +  
 پودے و تخم: یہوے ہلد درختوں کے پودے اور پھولوں۔ ترکاریوں کو تخم  
 جو مطلوب ہوں طلب کرو۔ فہرست مفت منگاؤ +  
 جسی: بگڑوں کو کھلائی جاتی ہو۔ گھوڑا چرت چالاک اور طاقتور ہو جاتا ہو  
 قیمت کی بوری ایک من ۱۵ سیر سیل سات روپیہ آٹھ آنے (نچر) ریلو کی اسٹیشن پر  
 کرانے ریلو ڈپو حرمیا۔ فرمائش کو وقت دو روپیہ کی بوری حوالہ ہونے پر پٹی رسید  
 نوٹ: سہارن پور سے جو چیز مطلوب ہو منگاؤ۔

المش  
 منیر دکان لالہ متھرا داس ناول۔ مور گنج سہارن پور۔ پٹی

# ہشتات

۱۷۔ ... .. "خاموشی"۔

۱۸۔ ... .. خاموشی - منشی یعقوب احمد صاحب

۱۹۔ ... .. نواز کے قلم پر منشی محمد تقی صاحب قمر گیا دی۔

۲۰۔ ... .. زمانہ میں دیکھو تو کیا ہو رہا ہے (قلم، منشی عزیز الدین صاحب

۲۱۔ ... .. عزیز جانندہ ہری۔

مذكرة السلف

۲۱ مسلمانوں کا عالمی شغف۔ مولوی رحمت اللہ خان صاحب شاکر۔  
 ۲۲ کلام انجیل (نظم) خاندان صاحب لوی محمد اسماعیل صاحب میرٹھی۔  
 مسدس قومی (نظم) مولوی حکیم محمد اسد الحق صاحب  
 قادری صدیقی احمد دہوی۔ ... ..  
 ۲۳ حیرات انظار حق (نظم) مولانا شبلی رحوم۔ ... ..  
 ۲۴

## مذکرہ و مناظرہ

ملا کہ یافرتے ۔ مولوی محمد قاسم صاحب متعلم مدرسہ الہیات ۲۵۔  
معجزہ شق القمر پر ایک محققانہ نظر مولوی نیاز محمد صاحب  
غلام مختوری ... ۲۷

## اشتہارات

تفسیر الفاتحہ - ترجمہ تفسیر المنار ..... ۲  
صادق البیانی والیقائی وعدہ - ماخوذ از الاسلام ..... ۴  
قرآن اور فلسفۃ السنہ - خانبہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب ..... ۵  
آیات قدرت - ماخوذ از تفسیر المنار ..... ۷

السيرة المحمدية وخصائص النبوة

استلغ لؤی بر قصبر و کفوی۔ بیولوی شیخ نور الدین صاحب تاجہ جرم۔ ۹  
خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اغوا اور حرکت العلماءین۔ ۱۰

## حکمت و مغفرت

رضا و سلیم . علامہ ابو الفضل عباسی . ... ۱۱  
السان کیا . مولوی حافظ محمد عبدالنواب صاحب عالم نائل بیتک ۱۳

تقدیم اسلام

تغییب بود اسلام - مولوی محمد عظیم صاحب واعظ اسلام --- ۱۵  
کلام حالی: مولانا حالی مرحوم و مغفور --- ۱۶

# معاملہ کی بات

جمع حضرات کا سال خریداری اس پرچہ کے پہونچنے پر ختم ہو جائے گا اگر وہ آئندہ سال کے لیے خریداری جاری رکھنا چاہتے ہیں تو براہ کرم مبلغ **عج** ذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ ۱۵ اگست تک سال آئندہ کی قیمت موصول نہ ہوئی اور کوئی اطلاع انکاری بھی دفتر میں نہ پہونچی تو ضابطہ دفتر کے بموجب ستمبر کا سالہ دیہی بجھکر سالانہ قیمت **عج** قسم دوم کے خریداروں سے اور مبلغ تھے قسم اول کے خریداروں کو وصول کرنی جائے گی۔ اگر آپ کسی مجبوری کو آئندہ سال کے لیے (مذخرات) رسالہ نہیں خرید سکتے تو بواسطہ ڈاک ایک کارڈ لکھ کر ہم کو مطلع کر دیجیے کہ آئندہ آپ کے نام اسوہ حسنہ نہ بھیجا جائے۔ ایک پیسہ کا کارڈ لکھنے میں آپ کا انکشاف صاف نہیں ہوگا خالصتہً دیہی کے واپس آنے سے ہم کو تکلیف اور زہر باری ہوگی۔ ہمارے آپ کا ایک سال (ایس وی سی زیادہ) سے تعلق ہے۔ امید ہے کہ آپ اس تعلق کا خیال رکھیں گے اور دیہی واپس کر کے خواہ مخواہ ہم کو نقصان نہ پہونچائیں گے۔ + **منیجر**

# سائنس کی نئی سائنسہ مجربات کا اعلان

ہموس کے مشہور خانان کی مجربات میں جو چند درجہ زیادہ آزادی ہوئی ان میں کثرت میں پیش کی جاتی ہیں ایک بار استعمال کرنے پر سداقت شل آفتاب و شش و چاندی کی بوقت : ان کو علاوہ ہر قسم کے امراض کا لازمی علاج بلکہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ مریضوں کے خطوط کی حفاظت کا انتظام ہے +

وقت باہ کے ازاد و ترقی میں برقی اثر رکھتی ہیں اور ساتھ ہی معدہ - جگر گردہ - اور شند و قلب و دماغ کو قوت دیتی ہیں - قیمت فی درجن - ایک روپیہ (ظہر)

سینہ طاعون - بخار حرق - دہائی - مختلف وضع و حالت کے دلغ - نقابت - بچوں کی پیاس اور اسہال کو اینس عید ہے - قیمت فی تولد - للحدہ

ہموس کے دماغ کو ترقی دینے کے بعد یہ عرق تیار ہوا - ذیل کے امراض پر اس کا بار آور ہو جاتا ہے - ہر قسم کو - ہرے - جاذبہ - ہر قسم کا بخار - و دماور - کھانسی - معدہ کے تمام امراض اور دم و شور ہر قسم کے دوا و دشتیات ہر طور

طاعون وغیرہ میں شرا و طلاء استعمال ہوتا ہے - قیمت فی شیشی (ماشعور علی (عند) وقت : دو - اس کا - لذت - تینوں خواص میں بار آور یا گیا - قیمت

مرن تین روپیہ (ستے) ابتدا کے عرق غلط کاروں کا بہتر علاج ہے - رطوبات ناقصہ کو دور کر کے جسمی نظار میں اضافہ کرتا ہے - قیمت فی تولد - دو روپیہ (ظہر)

سوغند چرائی سو ناکہ قیم و جدید کھینچ کر ہر قسم کی وزن خاکیا شستہ ۱۲ تولد ایسے ہلکے مرض کو کم روز میں دور کر دیتی ہے - ایک لی خراک قیمت للحدہ تولد

یہ تھیرمکس ہیں کوئی نشہ اور چیز شل نہیں ہوا کوئی نقصان حساب کو تھیرمکس قیمت فی درجن ایک روپیہ (ظہر)

آپ نے سینکڑوں تہاہد کئے ہوں گے اب کوششیں ہادی ہیں منگائیے درشت میں میں بار کھائیے دانتوں کی حاجت نسیب کی ضرورت ہر ش کو دینے والوں پر لگا لیجیے - اور بال بار - بروکی کوشش میں یہ غوغا کا تیار ہوا استعمال کر نیچے خونی صوم ہو چکی ہے

خود شالی کی ضرورت نہیں قیمت فی شیشی جس میں تولد عرق ہو گا مرن (۱۲) ٹوٹ - ایک روپیہ کہ کہ خواست کی نقیل - کھائیگی - جوابی امور کیے شستہ آنمزوری ہو

ابوالحمود حکیم محمد اسرار الحق صدیقی قادری مینو پیل کشر اہوہ ہادی منزل اہوہ صنلع مراد آباد

مقام ہندوستان میں کیلاہ انوکھا - لیلیا ماہوار با تصویر دیکھیں

مرن لاز و نیاز تجوہم صفوں پر اکیر و مہا میں کہتہ شائع ہوتا ہے قیمت

سالانہ صرف (۱۲) مصلحتوں کے قریب خیر راز و نیاز لال کرتی میر

# سفر حرمین شریفین و اعجاز

علامہ باقصور مصنفہ خان بہادر حاجی محمد عبدالحکیم

حساب اکسٹینٹ سپرنٹنڈنٹ سر و آف انڈیا

یہ نا اور اوہ و سفر نامہ زمین شریفین احوال درم نامہ باقصور علی مقدس مقامات

ونقشہ کلی کرہ عرب مع بیان جس میں ایک مقام کی بلندی و پستی - آبادی و

غیر آبادی - زمین - پہاڑ - بگستان - راستہ و آب شیریں وغیرہ کو پوری صحت

وصفا فی سے دکھایا گیا ہے تاکہ زائرین کو انشائے سفر میں کسی قسم کی

تکلیف نہ پہونچے - اس کے علاوہ یک لکھی پوری بات ہو کہ ایک مقام کو

دوسرے مقام کا فاصلہ ہر ریمہ بیان دیکھ سکتے ہیں - حضرات یہ

وہ سفر نامہ ہے کہ جو جو گرائیکل سوسائٹی لندن میں پوری عزت

ت دیکھا گیا ہے - اور اعلا بر شش حکام کی نظرت گزرا اور اپنی

خاص مغولیت کو پہونچا ہے - اور علاوہ سفر نامہ حرمین شریفین

کے جغرافیائی حیثیت سے مفید عام ہے - بلکہ مالک عرب کا رہبر

کہنا چاہیے - یورپین دراز پر خوشخط کاغذ عمدہ - نہایت صفائی کے ساتھ

طبع ہوا ہے - قیمت بلا جلد (ستے) مجلد (ستے)

النقل و الحقل اگر آپ نظر معان اس نام میں خود کریں گے تو ان دو

لفظوں میں کتاب کے مضامین کا محل فہرست نظر آئے گی یہ کتاب بہار محترم

مولانا مولوی شبیبو اسلم صاحب عثمانی کی ذمہ دانت اور دعوت نظر علی

کا ایک ایسا بہر دست شام ہے کہ اپنے تنہا وجود سے لضا بہتات

کو پورا کر دیتا ہے عقل و نقل کی حقیقت ان دو لفظی قوت کا باہمی علاقتہ

اور ان کے مراتب پر محققانہ قلم فرسائی کی گئی ہے اور یہ ثابت کیا ہے عقل

سلیم اور نقل صحیح میں ہرگز اختلاف کو گنجائش نہیں ہے جہاں اختلاف ہے

وہاں یا عقل کی سلاست مجروح ہو یا نقل کی صحت لنگ - اگر عقل کی سلا

یا نقل کی صحت میں قصور ہوا اور اسکی بناء پر اختلاف ہو جا تو اس کا

فیصلہ کس طرح پر ہونا چاہیے ہے اسکا معیار بتایا گیا ہے - قیمت صرف

(۸ روپے) ضرور منگائیے - اسکا کاغذ بھی نہایت عمدہ ہے +

حاجی محمد محی الدین سو اگر و حاجت

نمبر ۳۹۹ موہی بازار - شکر بنگلور









دینے اور بار آور بنانے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتے اور پھر خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اس کو اپنی کوشش میں کامیابی ہو اور اس کی کھیتی آفات اجتنابی و مساوی کو محفوظ طریقہ یا شلو ایک ماہر جو اپنے لیے کسی خاص قسم کی تجارت کو منتخب کرنے میں پوری احتیاط و کام لینا ہو اور من تر و یک دستیر میں کافی مہارت ہو پھر چاہے اور نیاں یا بعد خدا پھر دوسرے کے اپنے کام میں لگا دیتا ہے۔ اس قسم کی استقامت سوائے خدا کے کسی اور کو حاصل نہیں ہوتی۔ یہیں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو لوگ اپنی مشکلات کے حل چاہتے ہیں ان کو کھانا پانی حاجات کے پورا ہونے کھیتی کے نشو و نما اور دشمنوں کی طاقت کے لیے مہارت و اہل قور سے استقامت کرتے ہیں وہ تو حید کی شریک سے بھاگ گئے ہیں اور خدا کی یاد سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

پھر اس کا ملکہ ایک نسیبیت میں دو اچھے نسیبیتوں کی تعلیم کرنا اس کو ہمارے لیے دنیا و آخرت میں بہت فلاح و سعادت میں ایک نہ کم سود کا کام ہے۔ مصروف بہل اور بھاگنے سے جو ان کو ملے گی اسے انجام دینے کی کوشش کریں کیونکہ دوسری کاماؤ کی حالت میں طلب کیا جاسکتی ہے پھر پوری کوشش و طاقت صرف کرنے کے بعد بھی کسی کام کا ملکہ ملے گا یا کسی نہ چوینکا قوی اندیشہ ہوا اور اس کو وہ کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے دوسرے کے امداد و حاجات کا طالب ہو۔ دیکھ لیجئے میں اگر کسی کے ہاتھ سے کاغذ پر لکھ کر پڑھ کر تو اس پر طلب کرنا ضروری نہیں ہوتا لیکن اگر کھاری گھڑی کی سرک بچ کر پڑھ کر پڑھ کر وہ اپنی تمام قوت صرف کرنے بھی کہیلا اس گھڑی کو اٹھائے سے قاصر ہے تب بالآخر اسے جھمکا لیا جائے میں دوسرے کو مدد دینی پڑے گی۔ دوسری امر میں اپنی پوری طاقت و کوشش صرف کرنے کے بعد اسے دوسرے کو مدد لینا دینی سعادت کا نیشہ اور آخری سعادت کا ثمر ہے۔

دوسری امر یہ ہے کہ اس بات سے معلوم ہوتی ہے کہ طاقت بشری سے جو کام ہمارے میں ہیں ان کو خدا کے کسی سے استقامت و کثرت حاصل ہو۔ یہ تعلیم بعد مذہب سے جس سے وہ خاص توجہ حاصل کر سکتے ہیں اس سے جو اپنے مقصدوں کے لئے کوشش کر رہے ہیں پر چاہتی اور غیر ذہنی غلطی کا زور کرنا اور وہاں رہیں اور ہمارے شریک کی قید سے ان کے امداد کو خدائی دیتی ہو اور جو کچھ وہ غلطوں کا بچہ بخواد وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کو عزیمت و نجات دلائی ہو اور توجہ خاصہ کا دل پر تھا دیکھو وہ ملا سکتے ہیں کیا یہ تھکاؤ زاد اور ہرگز سردار نہ رہا جو غریبوں کی تھکات نہایت ہی عاجز و کمزور ہے۔

وَمَنْ يُلِيحِ اللَّهُ وَدَعَا لَكَ فَقَدْ فَادَا لَكَ اِنَّهُ اَشَدُّ رُكُوبًا لِّى اَعْلَى اَسْ سَبْرًا  
فَكَوْنَا عَظِيمًا +

کامیابی حاصل کی + (باقی آئندہ)

کاموں کی درستی و انجام دہی میں تمام امکانی قوتوں کو صرف کر دینا ہمارا فرض ہے جو خود میں نہیں کے پورا کرنے میں ہیں ایک دوسرے کی مدد میں کیوں نہیں پڑے۔ البتہ جو امور جاری تھیں اور اختیار ہو اور چاہیں ہم خود نہیں کر سکتے۔ ہمیں قادر مطلق ہی پھر پڑے جو اختیار کیا اور اسی کو ہم کو اختیار کرنی اور مدد مانگنی چاہیے کہ وہ ہمارے کام کو پورا کر دے اور اس کی طاقت سے ہمیں بہرہ اندوز فرمائے۔ اس لئے کہ تمام انسانوں کو جو اسباب یکساں عطا فرمائے گئے ہیں ان کے علاوہ اور جس قدر اسباب میں فرق ہو اس لئے سبب اسباب اور بنا لایا ہے کہ کوئی قادر نہیں ہے۔ اس معلوم ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ایک نسیبیت نسیبیت اور ارشاد سابق ایک نسیبیت کا۔ کیونکہ ان نسیبیتوں میں استقامت سے یہی مراد ہے کہ اصل قطع اسباب کے ساتھ خدا سے عزوجل کی طرف رجوع ہو جائے اور نفس جھٹلے اس سے اٹھ لٹکتی پیدا کرے اور یہی عبادت کا لب لباب ہے۔ مگر جو یہ صورت استقامت کے لئے کوئی بندہ غیر اللہ کی جانب متوجہ ہو گا تو اس کا فعل اسی قسم کی تپ پستی میں شمار ہو گا جو نزول قرآن کے بارے میں اور اس سے قبل پہلی ہوئی تھی +

اس استقامت کا خصوصیت یہاں سے لے کر کیا گیا کہ حامل خدا جھٹلے خدا کے سوا اور کو ہوا دلی شکر کہ ہے اور ان اسباب میں جو طاقت بشری سے خارج ہیں ان سے استقامت کر سکتے ہیں۔ یہ دیکھ لیں کہ یہ استقامت بھی وہی ہے جیسے تمام انسانوں کو عام سبب کے حصول میں کی حاجت ہے۔ اس میں کسی بھی نہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس صحرے کو محفوظ رکھنے کے لیے بیان کر دیا کہ ایسے امور میں جو اللہ کی طاقت و امکان و خارج ہیں۔ انسان کو مدد مانگنا بھی مقررہ اسباب ہی کے استعمال کی ایک صورت کا نام ہے۔ اور اس قسم کی مدد مانگنا ان آلات ہی کی مدد میں مشاکیب جانے گا جو کہ ایسے کام کے لیے مقرر ہوئے ہیں جو اوزار و آلات کے ذریعے سے کیا جاتا ہے اور یہ استقامت اس استقامت سے بالکل مختلف ہے جو ایسے اسباب کے حصول کے لیے کی جاتی ہے جو طاقت بشری سے خارج ہیں۔ مثلاً کوئی دوا تو کرے نہیں اور اس بات کا طالب ہو کہ اس کا مرض اچھا ہو جائے یا بغیر سامان و لشکر کے فراہم کیے دشمن پر فتح پانے کی استعداد رکھنی چاہئے۔ اس قسم کی حاجات کے لیے ہر شے خدا تعالیٰ کے اور کسی مخلوق کے رجوع نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ایسے امور میں عالم کے کسی فرد کا زور نہیں ملتا۔ اس معنیوں کی توضیح کیئے شیخ نے دو مثالیں بیان کیں کہ انسان کھیتی کرتے۔ اس میں کھاد ڈالنا اور اس کو پانی

## صَادِقُ الْبَيَانِ وَ اِيْقَانِي وَعْدُهُ

اور اس کا کفارہ جو دس مساکین کی ہرچ اس کا کھانا کھلائے۔ یا ایک ہر دو آزاد کرنا پھر جسے یہ عہدہ زندہ ہو وہ تین دن روزہ رکھے۔

جب یہ تو قزاق مندی کیوں نہ ہو انصاف کی کہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرنا اللہ تم کو یہ حکم دیتا ہے۔ تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

مسلمانوں! خدا کو اور دوسرے بولنے والوں میں رہو۔

اور جب تم اپنےس قول کو قرار کرو تو اللہ کی قسم کو پورا کرنا اور تمہیں کو جب تک کہ کو نہ تو قزو۔

حالانکہ اللہ کو اپنے خاص شہر چکے ہو۔ اللہ ہمارے انصاف و مقررہ واقعہ ہے۔ (الاسلام)

زمانہ جاہلیت کے عربوں میں تمام عہدہ تھے لیکن وعدہ کے وہ کیے ہوتے تھے اور کنبہ کو نہایت مذہم جانتے تھے۔ باوجودیکہ اس کو متعلق عربوں کو چند تعلیم کی صورت تھی پھر بھی قرآن میں اس کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں۔ اگر عربوں کی حالت اس وقت ہندوستان و کسلاں لگا ہوتی تو شاید قرآن کے دو حصوں میں عہدہ یوگان اور ایثار و وعدہ کے احکام ہوتے اور ایک حصہ میں دیگر احکام جمع کیے جاتے قرآن کی آیتیں جو اس کو متعلق ہیں وعدہ حبیب ہیں۔

مسلمانوں! اپنے قول کو پورا کرو۔

تمہاری لائبریری یعنی غیر مادی امور کو خدا تعالیٰ نہیں کر گیا ہاں ہی تمہوں کا تم کو مواخفہ کرے گا۔

# قرآن اور فلسفہ النہ

## وَعَلَّمَ آدَمَ مَا لَا سَمَاءَ كَلَّمَا

مردودہ ہونا فقہ و آئن میری ایک آیت ہے اس میں ایک ہر شخص خاص پر یہ فرمایا گیا ہے کہ:

ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھا دیے یا بتائے

اس آیت کی پہلی طرف مذہبی حد و دیر ہی ختم نہیں ہو جاتی اور صرف اس وقت

حالات انسانی کے ساتھ ہی اس کی خصوصیت نہیں بلکہ اس آیت میں اس فلسفی اور اس مفسر کا بھی

ذکر کیا گیا ہے کہ اولیٰ دنیا کا شروع اور علیٰ و علیٰ کائنات کی ابتدا ہے اور میں نے انسانی کمالات

اور فضائل کا انحصار ہے اور جس کے بغیر انسان اس شرف سے محروم رہتا ہے جسے اسے اولیٰ کمالات

کے بعد اس میں غائب ہے

اور ان کو دوسری کمالات پر اس واسطے بھی فخر ہے کہ وہ بتا دیں گی۔ یہ کمالات کا بچہ رنگ اس

معنی ہے کہ وہ سرور و مذہب تو بھی اپنے اپنے رنگ میں ایک قسم کا نقیض رکھتی ہے کہ وہ خصوصیت

انسانی کو حاصل ہے وہ کوئی اور نطق نہیں رکھتا اور اس خصوصیت کا وہ ہے انسان کے نطق

یا انسان کو اطلاق کہا جاتا ہے اور اس کی تہذیب خاصہ بھی ملتی جاتی ہے اگرچہ وہ جاندار مخلوق بھی

ہے اپنے رنگ میں ہوتی ہے اس میں اس کا ہونا انسانی محاورے کے وہ سے نطق نہیں کہا جاتا

ذی فضل اللہ تو تیبہ منہ شیکہ

جتنی زبانیں سوکت اس کائنات انسانی میں پائی جاتی ہیں وہ سب اپنی اپنی حدود میں بہت کچھ ذخیرہ

مفاد رکھتی ہیں اگرچہ تمام دنیا کی کل زبانوں کے ذخائر الفاظ کا اندازہ نہ کریں تو جہاں وہ ان کے بہت

کچھ چھپ چکی ہیں یہاں پر تو قبل از حادثہ انسانی کے اس الفاظ کا ذخیرہ کسی اور مخلوق کی جانب سے

موجود نہ تھا۔

لہذا یہ جانب سے اور انشاء کی طرح الفاظ ہست کا کوئی سرمایہ کوئی سٹوری کوئی کارخانہ

میں نہیں کہا گیا تھا

اسی کائنات میں سے کوئی اور مخلوق انسانی الفاظ میں گفتگو یا بات چیت کرنے کی جاوی

نہیں تھی

اسان سے الفاظ کی زبان نہیں جوتی اور نہ زمین سے فضا آگئے ہیں

اگرچہ ذخائر انسانی کے سوائے ایک نقطہ بھی ساری دنیا کی دوسری شاخوں میں دیکھنا

دیکھنا چاہیں تو نہ دکھائی دیتا ہے اور نہ لیا جاسکتا ہے

اسی حالات ثابت ہے کہ یہ سب زبانیں اور ان سب زبانوں کے الفاظ صرف انسان ہی

کے شجر طبعیت اور علیٰ زمین کا ثمرہ ہیں انسان ہی ان کا موجد ہے اور انسان ہی ان کا بانی

اور مخرج۔ جب اس کائنات میں انسان نہیں تھا تو اس وقت یہ زبانیں اور ان زبانوں کے

الفاظ بھی نہیں تھے۔ انسان کے ساتھ ہی ان کا بھی جلوہ ہوا۔ اور انسان کی جتنی ہی

ان کی سستی بھی نکلی

دیکھ۔ جہاں انسان نہیں وہاں نہ کوئی زبان ہے اور نہ کوئی نطق و ذخیرہ الفاظ ہے

بے شک دیگر حیاتیات ہوں گی لیکن ان کی زبانوں سے یہاں بحث نہیں۔ انسانی رنگ کی زبان

کے لیے نذرہ میں۔ نہ ہوگی جہاں انسان نہیں۔

اس سے ثابت ہے کہ انسانی زبانوں کا موجد انسان ہی ہے۔ اور یہ محض ذات انسانی

کا اثر نہیں بلکہ اس عقلیہ اور اس شیش و درخت کا اثر ہے جو قدرت کی جانب سے جو اسے

آپت مند۔ یہ عنوان انسان کی طبیعت میں رکھی گئی ہے انسان کو یہ دوسری ملک اور طبیعت

طوریٰ قوت حاصل ہے کہ وہ نیکون الفاظ اور دین زبان پر قدرت رکھتا ہے۔ آیت سدرج

عزیز کا مطلب یہ ہے کہ:-

قدرت کی جانب سے انسانی طبیعت میں یہ ملک رکھا گیا ہے کہ وہ مختلف اس کی تخلیق

یا دین پر قادر ہو سکے

ضرورت پر وہ اپنی طبیعت سے ایسے الفاظ نکال سکے یا ایسے الفاظ گھڑ سکے۔ یا ایسی

الفاظ بول سکے جو ضرورت زندگی کے تقاضے ہیں اور جن سے خواہ مخواہ زندگیانی خوش اسلوبی

پوری ہو سکے۔ جوئی اور رنگ۔ رنگ میں کام و سبکیں

جب ہم قدرت اس کے الفاظ پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں شکر گزاری کے ساتھ اعتراف

کرنہ پڑتا ہے کہ قدرت نے انسان کو جو قوت اور حاکم و باقی اس کی بدولت خوش اسلوبی اور

کثرت کے ساتھ ذخیرہ الفاظ مہیا ہوا جاتا ہے۔ اور محنت نہ لگنے کی زبانیں انسانی کائنات

میں نشو و نما لے رہی ہیں

آپت مند جہنم میں الفاظ ذیل قابل غور۔ اور قابل بحث ہیں:-

علم۔ آدم۔ اسما۔ کلمہ

لفظ علم سے جو بحث ثابت ہے کہ قدرت ہی اس تعلیم الفاظ میں انسان کی متعلم اور سیر

ہوئی ہے۔ یعنی قدرت ہی انسان کی طبیعت میں ایسا علم رکھا گیا ہے جو ضرورتہ الفاظ تک

یا بتا سکے۔ علم کا یہ مطلب نہیں کہ انسان کو چند الفاظ یا مخصوص سکھاتے اور بتائے گئے تھے۔

یا حضرت آدم علیہ السلام کو چند الفاظ یا ذکر ادا دیے گئے تھے بلکہ مطلب علم کا یہ ہے کہ اس کی

ذات میں نوعیت الفاظ اور دین اسماء کا علم رکھا گیا ہے۔ تعلیم سے مراد محض چند باتوں کا

سکھا دینا ہی نہیں جوتا کہ ایک ملک یہ اگر اچھی ہے یا کسی ملک میں جوتی کرنے کے وسائل کا

تبادلیہ سوچا دینا۔ دیکھو جب کوئی نوکلا مدرس میں داخل ہوتا ہے تو وہ علم سیکھنے یا عمل کی

باتیں یاد کرنے کا علم نہیں اپنے ساتھ ہی لاتا ہے۔ اس وقت صرف چند قواعد ہی سکھاتا ہے

ہر حال قلم سے مراد جو کچھ لکھ کر ہے جو تخلیق کار اور ترویج الفاظ بنا رہے ہو۔  
 آیت کریمہ میں لفظ آدم کا لکھا گیا ہے۔ کچھ لکھ نہیں کہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام ہی مراد  
 ہیں لیکن قرآن طرز روایت اور شان کے مطابق اس آیت کو یہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام  
 ہی مراد ہیں بلکہ وہ روایت اور لکھ وہ اصل مراد ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے نکلی ہے۔ دوسرے  
 الفاظ میں کل انسانی نہیں۔ گو لفظ اس آیت میں مخاطب حضرت آدم علیہ السلام ہی ہیں۔  
 لیکن اس میں کل انسان مخاطب ہیں۔ دونوں سے۔  
 (الف) نسبت مورثیت سے۔  
 (ب) نسبت عام فیضان سے۔  
 جس صورت میں طبیعت میں یہ لکھ رکھا گیا تھا ضرور ہے کہ اس کی نش اور ذرات بھی  
 تسلی ہوئے اس میں حصہ لرا اور اس سے منتفع ہو۔  
 علیہ قدرت الہیہ امور یہ ہمیشہ عام ہوتا ہے اور ایک نوع کے کل افراد کے بعد سے  
 دیا جاتا ہے۔  
 ۳ دلیل ہی نہیں بلکہ تعبیر ہوگی کہ کل انسانی طبائع کے اندر یہ لکھ رکھا گیا ہے اور ہر  
 ایسا کائنات ایسا سمجھنا چاہیے جس میں ہے بلکہ چند دلائل اور براہین کے باعث ہم اس کی بات  
 یوں اطمینان کر سکتے ہیں کہ۔  
 جس قدر زبانیں بنی یا بنائی گئی ہیں وہ حضرت آدم علیہ السلام یا کسی مورث انسانی  
 کے وقت میں موجود نہ تھیں بلکہ رفتہ رفتہ معرض وجود میں آئی ہیں۔ جب وہ حضرت مورث  
 اعلیٰ کے حکم سے جنم لیں اور اب ان کا الفاظ میں وجود دیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا  
 کہ وہ رفتہ رفتہ بعد کے زمانوں میں اور بعد کی نسلوں کی کوششاں و مزاں سے پیدا ہوئی ہیں۔  
 جیسے نسلیں مختلف ہیں ایسے ہی زبانیں بھی مختلف ہیں۔ جو ہیں جس بات کی کہ برل سے  
 اپنی اپنی زبان کے وقت صدوں کی داغ بیل ڈالی ہے۔  
 ہر زبان میں کچھ نہ کچھ لگوں یا ان نسلوں کی خصوصیات اور باتیں یا جاتی ہیں جنہیں  
 وہ بولی جاتی ہے۔ یہ بھی ایک لیل اس بات کی ہے کہ ہر ایسی زبان خود ہی کی ترتیب اور ہے۔  
 ہر زبان کے بہت سے الفاظ اس کی بولنے والی قوم کے لہجہ سے ایک خاص نسبت  
 رکھتے ہیں یہ بھی ایک لیل اس بات کی ہے کہ یہ سب زبانیں اللہ کی ساخت ہیں۔  
 وہی قوم اور وہی نسلیں جو اس وقت اس زبان کو بولتی ہیں اس زبان میں رفتہ  
 رفتہ نئے الفاظ داخل کرتی رہتی ہیں۔  
 جو رنگ لڑکیاں اچھی طرح ابھی ہل بھی نہیں سکتے ہیں سُن سے کوئی نہ کوئی لفظ نکال دیتے  
 ہیں حالانکہ انھوں نے وہ الفاظ کبھی سُنے بھی نہیں ہوں گے جو وہ بول رہے ہیں۔ یہ اس سبب  
 کہ قدرت نے ان کی طبائع میں لکھ رکھا ہے کہ پھر بڑا ہے اس سے زیادہ اور کون سی دلیل اس  
 بات کی ہوگی کہ انسان کی طبیعت میں ہی ایسا لکھ رکھا گیا ہے اور انسان اپنی طبیعت  
 میں ہی ایسی قوت رکھتا ہے جو ضرورت پر الفاظ بنا سکتی یا گھر سکتی ہے۔  
 یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ قرآن مجید کے پہلے سے بیان سے بھی لفظ آدم میں کل انسانی نسلیں  
 شامل ہیں اور یہ ذکر کل انسانوں کا ہے یا انسانی ذرات کا۔ یہ کہنا کہ صرف حضرت آدم علیہ السلام  
 ہی کو یہ لکھ دیا گیا تھا درست نہیں بلکہ انسانی فطرت میں ہی یہ لکھ رکھا گیا ہے کہ وہ یہ لکھ گیا ہو۔

الْوَلَدُ سِرٌّ لَا يَشِينُ +  
 تیسرا لفظ اس آیت کریمہ میں آسمان کا وارد ہوا ہے۔ یہ فرمایا گیا ہے کہ سب چیزوں کو آسمان  
 سکھائے یا بتائے گئے۔ اس میں لطافت اور خوبی یہ ہے کہ علمی یا ادبی دنیا کا شروع رنگ سکھانا  
 آسمان ہی سے ہوتا ہے۔ اولیٰ آسمان ہے اور زماں بعد فعل۔ دیکھو صرف وہاں میں سب سے پہلے آدم کی  
 کی بحث پر حائل جاتی ہے۔ آدم ہی کا یہ سب مخلوق ہے اور آدم ہی کیساتھ یہ تمام مہربانیاں و بہتیاں  
 انسان کو صحیح ناول آسمان کی ضرورت تھی۔ اور آسمان ہی سے اس کے تمام کا مدار شروع ہوتا تھا  
 آسمان ہی پر اس کا دار و مدار ہے اور آسمان ہی اس کا اور گناہ گوار ہے۔ افعال آسمان کا ہی  
 ہیں۔ انسان ذات خود ایک اسم ہی تو ہے۔ اس کے لئے لازمی تھا کہ مکہ ٹھکان آسمان ہی اس کی  
 طبیعت اور اس کے ذہن میں رکھا جاتا اس کا کام آسمان ہی سے شروع ہوتا ہے اور آسمان ہی پر  
 ختم بھی ہو جاتا ہے۔  
 چوتھا لفظ "کتاب" ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سب آسمان یا سب ہشیام کا نام اس کو سکھایا  
 گئے۔ سکھانے اور بتانے سے وہی مراد ہے جو ہم اوپر کی سطروں میں ظاہر کر چکے ہیں یعنی ایک  
 لکھ رکھ کر انسانی کی طبائع میں لکھ دیا گیا ہے۔ اس اصول کے تحت اس کا مطلب نہیں چوتھا  
 کہ ہر ایک چیز کے نام حضرت آدم علیہ السلام کو حفظ کرانے گئے تھے۔ کیونکہ اس وقت تو  
 سب چیزیں موجود بھی نہ تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی طبیعت میں لکھ رکھا گیا تھا  
 اس خوبی۔ عمدگی۔ وسعت اور جامعیت سے رکھا گیا ہے کہ احساس ضرورت پر انسان ہر ایک  
 قسم کے الفاظ بنا سکتا ہے۔  
 اب ہر ایک شخص علمی رنگ میں یہ دیکھ سکتا ہے کہ ضرورت کی پیش رفت پر انسان ایسا کر سکتا ہے  
 اور دوسرا جو کچھ ہم کسی نئی چیز کو دیکھتے ہیں وہ اس کی تعریف اور اس کا نام کرنا تو اہل حق ہیں  
 تو دیکھتے ہیں ہر بدل میں آتا ہے کہ اس کا نام اور اس کی کیفیت اور فائز کیا ہے جس میں کوئی  
 دوسرا شخص اس کا نام بتانے سے قاصر رہتا ہے تو پھر خود اپنے ہی اجتہاد کو اس کا کوئی نہ کوئی نام  
 رکھ دیتے ہیں اجتہاد ہی تعبیر کرنے کے بعد اس کی اشاعت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔  
 ہم ضرورت کے احساس پر ایسا کرتے یا ایسا سوچنے کے کیوں غامی ہیں۔ اس کے اسطے کہ قدرت نے  
 ہماری فطرت میں ایسا لکھ رکھا ہے کہ وسعت اور کچھ بڑا ہے۔ یہ کل زبانیں اور کل زبانوں کا لفظ  
 ہی طرح ہے اور بتائے گئے ہیں۔ پس اس لوگوں نے اشارت کیا کہ اس کا نام لیا اور رفتہ  
 رفتہ لکھ رکھا کہ اور اور ظہور ہوتا گیا۔ جس طرح اب بھی نئے اشارات اور کتابت کو اولیٰ  
 کام لیتے ہیں اور پھر اس ہوش بڑھنے کے بعد سُن سے الفاظ بھی نکالے لگ جاتے ہیں شروع  
 شروع میں لفظ کچھ درست نہیں ہوتا رفتہ رفتہ وہ بھی صحیح اور درست یا بچتہ ہوتا جاتا ہے۔  
 شروع شروع میں بچتے پانی (آقا۔ مثلاً) کہہ لگتے ہیں۔ ذرا ہوش سمجھانے پر پانی کہہ لگتا  
 ہے۔ جبکہ یہ بھی درست ہے کہ اس باب یا اور گھر والوں سے سُن کر پانی کہتے ہیں گریٹ  
 تو یہ کہ خود ان کی طبیعت بھی تخلیق الفاظ کا ملکہ اور مادہ رکھتی ہے اور وہ ان کو کل زبان  
 ہے شروع شروع میں جس کے سُن سے اس ضرورت پر لفظ "پانی" نکلا تھا وہ بھی کچھ  
 اور ہی بولا ہوگا۔ بعد ازاں رفتہ رفتہ اس کا یہ تلفظ ہو گیا۔ بچوں کی کیفیت اور حالت  
 اس پر شاہد ہے کیونکہ ہم بھی سب کے سب بچے ہی تو تھے اور اُس کی زبان میں بولنے  
 جانتے بھی تھے۔





اور پھر ان کے بعض جزئیات جو خود ہزاروں حسیہ نبات کوٹھل میں  
اس طرح سے بیان فرمائے ہیں جن کے ذریعہ سے خیال کو جو وسعت  
ہوتی ہے۔ اور بے حدود شمار آیات قدرت تک جا پہنچتا ہے +

اس وقت سینکڑوں ہزاروں حکمت و فلسفہ کی کتابیں موجود ہیں  
اور ان میں کیا ہے؟ وہی حقائق عالم ہیں جو آیت مذکورہ کے پہلو میں سے  
کسی دیکھی باب میں مثال و داخل ہیں اور کسی طرف ان سے خارج نہیں  
ہو سکتے۔

یہ تو ہر گز دیکھ کر تعجب کیسے؟ انہی لوگوں نے جو حقائق عالم پر غور و  
خواہ کرتے رہے اور کرتے ہیں اور انہیں کو وہ تھکانے والے حقائق بنا دیے ہیں  
جن کے ان پر غور و تامل کرنے سے صرف حقائق اور سو مند قوانین قدرت ہی  
نہیں معلوم ہوتے بلکہ قادر بیچون کی قدرت اور اس کے نظام کا علم حاصل ہوتا  
ہے۔ اور جس قدر زیادہ غور کیا جاتا ہے اسی قدر اس کی عظمت کا تصور اور  
اس کی توحید کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔ اور جو تک پہنچتے ہیں تصور و یقین اصل ہے  
دین کی۔ اور بہترین و مستحکم ایمان ہے۔ خدا نے آسمانوں کو بھی عظمتوں کو  
چشم اعتبار کھولنے اور کائنات میں غور کرنے کا حکم دیا۔ اور ہر محقق نے بھی  
اس آیت قرآنی میں غور کرنا واجب ٹھہرایا۔ اور آیت میں فکر و تامل کرنا بھی  
ہم جو حوادث آیت میں مذکور چھتے۔ یا جو ان کے مائل ہیں ان پر  
یکمسامہ و عاقلانہ غور نظر ڈالی جائے۔ تاکہ ایک طرف حقائق علم معلوم  
ہوں اور آدمی اس کمال کو پہنچے جس کی استعداد اپنے ساتھ لایا  
ہے۔ اور دوسری طرف خدا کے وجود اور اس کی حکمت و قدرت کا  
مستفاد ہو جائے۔ کہ عقیدہ قدرت و حکمت مستحکم ہو۔ اور توحید کا یقین  
راجح ہو جائے +

مطلب یہ کہ کائنات کا تحقیقی علم حاصل کرنا برائے انسان پر فطرۃ واجب ہے جیسا  
کہ لسانی فطرت اس وجہ کو خود محسوس کرتی ہے اور اسلام بتا گیا اس کا حکم دیا  
ہے۔ پھر اسلام کو علم و حکمت کا شانی کہا اور تمدن کا دشمن نہ بنا۔ جب کہ  
تمدن علم و حکمت ہی کا نتیجہ ہے۔ اسلام پر جو پاب کا بہتان نہیں تو اور کیا ہے  
ان جب مسلمان کتاب و سنت سے باخبر تھے۔ اور ان پر عمل کرتے تھے تو  
علم و حکمت کی جستجو اور حقائق کائنات کی تحقیق ان کا شیوہ تھا جسکے جلالہ المومنین  
اسی لیے علم و حکمت میں ان کا پلہ ڈینا پر بھاری تھا۔ اسلام کی آیات و تفسیلات  
ہمارے اس دعوے کا ذریعہ ثبوت ہیں۔ لیکن جب سے مسلمان کتاب و سنت  
سے بے خبر ہوئے اور بے معنی ہوتا صدقہ ان کا درد ٹھہرا۔ اور خود تحقیق  
کرنے کے بجائے غیروں کے محقق و نا محقق اقوال و آراء کو وحی آسمانی  
سمجھنے لگے۔ نہ صرف علم و حکمت سے ان کو الوداع کہا۔ بلکہ ان کا شوق  
بھی ناپسید ہو گیا +

[ ماخوذ از تفسیر القرآن ]

اور پھر ان کی فہم کا اپنے حال اور خواص پر قائم رہنا۔ جو ان کا بقیہ تھانے حال اونی  
پر بنا رہتا ہے۔ ان لوگوں کا زمین و آسمان کے مابین عقیدہ ہونا چاہیے جو ان کا حال خدا کی وصیت  
کا اظہار کرتے ہیں اس لیے کہ اگر کسی ایک طرف درمطالعہ اور تکرار خداوند ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ  
ان کی مشینیں کچھ بھی انہیں معارف نہ ہوں اور دنیا کا نظام ایک ہی روش ایک ہی  
دھڑلہ پر چلا جائے۔ اور سر موڑنے نہ آئے۔

اور جب حقائق ایک ہے۔ تو وہ ایک ہے۔ منظم ایک ہے۔ تو معبود بھی ایک  
ہی ہونا چاہیے۔ وہی طاقت و عبادت کا حق ہے۔ کسی مخلوق و معبود۔ اور  
ماحقہ کو کیا حق حاصل ہے کہ عبادت میں اس کے ہٹا کر شریک کیا جائے۔ اور  
بند سے دو تھی اور سینکڑوں معبودوں کی پرستش کریں +

ماہر انسانی اور رحمت عام کا مسئلہ۔ یعنی کائنات و احد کی نگرانی اور رحمت  
اتنی وسیع ہو سکتی ہے کہ جیسے تمام کائناتی جو جائے وہ بھی نہ گورہ باحوادث کو  
ظاہر و عیاں ہے کیونکہ اس نے ان کو در صورت ہی۔ ان میں وہ انتظام رکھا  
اور وہ خواص عطا کیے جو سب کے سب مخلوق عالم کے حق میں انتہائی رحمت ہیں۔  
اور اس رحمت کے بغیر کوئی مخلوق کا قوام اور پھر اس کا قیام اور اس کی حیات ناممکن  
ہے اور بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن سے خاص خاص مخلوق ہی مستفید ہوتی ہو  
مطلب یہ کہ خدا نے کائنات کی ذات میں رحم عام بھی ہے اور رحم خاص بھی۔  
ان کی خلق المسکونات والارضی۔ لایزال لغو و بقیوں و  
خلق ارضی و سموات سے صرف زمین و آسمان کی آفرینش ان کی جہانی عظمت  
کے ساتھ ان کی عظمت کا خیال کرتا ہی مراد نہیں بلکہ تمام ارضی و سماوی مخلوق  
کی نیابت میں غور کرنا بھی مقصود ہے۔ کیونکہ فقط خلق جیسے پیدائش و آفرینش  
کے سنی میں آئے۔ دینے ہی مخلوق کے معنی میں بھی ہوا جاتا ہے۔ اور یہاں  
تقسیم میں جو عظمت ہے وہ خصوصیت میں باقی نہیں رہتی اور مقام استیلا  
بھی یہی چاہتا ہے کہ بیش از بیش بہتر بات ان امور کا ذکر ہو۔ چنانچہ عظمت  
استدلال ہی کی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی  
ابت لایزال و بقیوں کا کھانا بین تجلیہ و لہر تفکر اور معین روایتوں  
میں ہے و بقیوں قراء ہذا الاية فجاء بها یعنی انہوں نے اس  
شخص پر جو اس آیت کو اپنے دونوں جبروں میں چاہے (پڑھ جائے) اور انہیں  
غور کرے یا انہوں نے اس آدمی پر جو اس آیت کو پڑھے اور غور کرے  
پانی کی طرح اسے اگل دے عظمت استدلال کی اس سے زیادہ اور کیا ہوگی۔  
کہ خدا نے کائنات کے تمام پیش نظر مخلوق اور ایسے حوادث عظام کو غور کرنے  
کے لیے ہمیشہ کیا ہے جو اپنی وسعت کے لحاظ سے حوادث عالم کے ابواب  
ہو سکتے ہیں کیونکہ جو کچھ حوادث ہم سمجھتے ہیں وہ یا تو زمین پر واقع ہوتے ہیں  
اور متعلق بر زمین یا آسمان پر نظر ہوتے ہیں اور متعلق آسمان ہیں یا زمین کو سمجھنا  
کے مابین ہوتے ہیں اور انہی تینوں ارضی و سماوی و سماوی حوادث کی طرف  
خدا نے کائنات کے خلق ارضی و سماوی و سموات و ارضی و سموات سے انہیں اشارہ کیا ہے +



# اتحاد اذی پر میر تقی

تہذیب کے لیے ہر وی کرتے کہ بھلا اللہ کا عود نوز و سحر دے

## اسیرۃ احمدیہ و انحصار النبۃ اتحاد اذی پر صبر و تقویٰ

الضعیف من الدین اولو الکتاب  
من قبلکم ومن الدین اشکوا  
اذی کثیرا وان تصبروا و  
تتقوا فان ذلك من عندکم  
(پہلے مسکن عمران ص ۱۱۱)

جن لوگوں کو تم سے پہلے آسانی کتاب دی گئی  
سے یعنی یہود و نصاریٰ سے اور تم سے تم  
سے ہی ایذا کی باتیں فوراً نہ دے اور اگر میر  
کے ہوا اور پر میر گائی کو افسوس نہ جانے دو  
تہذیب کے لیے ہر وی کرتے کہ بھلا اللہ کا عود نوز و سحر دے

یہ وہ دفعہ کا ہے کہ حضرت سعد بن جابر رضی اللہ عنہما جو نبی عمارت بن خویلد کے ہاتھ میں تھے  
تھے یہاں پر گئے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دن کو تشریف لے گئے آپ ایک  
گرتے پر سوار تھے جب پر زک کی بی بی بولی چاؤ پر ہی تھی ادا اسامہ بن زید آپ کے روئے تھے  
یہ وہ دفعہ کا ہے کہ حضرت سعد بن جابر رضی اللہ عنہما جو نبی عمارت بن خویلد کے ہاتھ میں تھے  
یہ وہ دفعہ کا ہے کہ حضرت سعد بن جابر رضی اللہ عنہما جو نبی عمارت بن خویلد کے ہاتھ میں تھے

بنی سہیل (مشہور و معروف) منافق بیٹھا تھا اور اس وقت تک عیداد بن ابی صہبہ  
جس کا نام نہیں ہوا تھا اس مجلس میں شریک نہ تھا۔ یہودی ہر مذہب و ملت کے لوگ بیٹھے تھے  
وہ حضرت بن روہم صحابی بھی وہاں موجود تھے جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی  
قریب تھی اور گھر کے پاؤں کی گرد مجلس والوں پر پڑنے لگی تو عیداد بن ابی نے چاؤ سے نبی  
تاک ڈھاک لیا۔ اور گھر کے پاؤں پر گرد متاثر ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظر کو  
سلام کیا اور شیر گھبرا کر پڑ گئے۔ اس سے اہل مجلس قرآن کریم پڑھنا شروع کیا اور نبی  
دعوت دی۔ عیداد بن ابی نے کہا بھلا آدمی ایسا کلام تو بہت اچھا ہے کہ اگر میر  
بھی ہے جو کچھ کہتا ہے ہم نے یہ تو مناسب نہیں کہ ہم کو ہمارے مجلس میں نہ لائے۔ جا اپنے گھر  
چلا جا۔ اور وہ شخص تیسرے پاس آئے اس کو یہ کہنے لگا عیداد بن روہم جو کچھ کہتا ہے  
اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہ پڑتا ہے۔ تھے کہ نہیں یا رسول اللہ آپ بہ و مکر ہمارے  
ہر ایک مجلس میں تشریف لایا کریں۔ ہم ہر امر کو نظر استحسان دیکھتے ہیں۔ اس وقت پر مسلمانوں یہودیوں  
اور مشرکوں میں گالی گلوں شروع ہوئی قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں۔ حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہے تھے اور نہ کہ ہے تھے کہ لوگ ناچھا نہیں جب لوگ سالت  
ضامت ہوئے تو آپ اسے لکھے پر سوار ہو کر گئے اور عیداد بن روہم پاس پہنچے ادا ان سے  
کہ تم نے میرے لیے یہی گفتگو نہیں کی تھی اس نے مجھے سے ایسی باتیں کہیں جو سعد بن عباد نے  
موضع کی یا رسول اللہ صراحت نے دیکھ دے کہ فرمائی۔ اصل بات یہ ہے کہ اس پر مددگار کی

کرتے آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا ہے کہ جو کتاب آپ پر حق بکارت و حقانی نے نازل فرمائی ہے  
بلاشبہ سچا کلام ہے۔ اس نبی والوں نے بھی اہل عرب سے آپ کے قدم محبت لازم ہے چھٹی  
یا حیرم کر لیا تو کہ عیداد بن ابی کو سرداری کا تمن چھاپیں۔ اس کی دستا بندی کر کے اس کی  
بات و بارت کا اعتراض و اعلان کریں۔ مگر ادا کو یہ منظور نہ تھا بلکہ اللہ کو تو منظور تھا کہ  
آپ کو اپنا سچا کلام دے کہ سردار بنائے۔ اب وہ آتش حسد سے جھلک رہا تھا کہ آپ پر لکھے۔  
اسی وقت عیداد کو جب اس نے کلمات ناشائستہ زبان سے نکالے ہیں حضرت سردار  
ابن ابی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے یہ بات نہ کہ عیداد بن ابی کا قصور و عادت  
فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادا آپ کے اصحاب برابر شکرین اور اہل کتاب کی عزت  
کلیں سے اور اگر ادا ان کی ایذا اذی پر صبر کرتے رہے جیسا کہ آیہ مجیدہ مرقومہ بالا میں تھا  
بکارت و حقانی نے ارشاد فرمایا ہے۔ یہودیہ ہیسی واد منافقین بار وین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض و انکسار اور وعدہ و وعظ سے متنبہ نہ ہوئے اور نہ ہی ان کی قرآن و  
کتاب سے جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو بجائے التسلیم  
علیک کے التسام علیک کہتے۔ یہ اور ہے کہ سلام و سلامی کے جس معنی سلامی کے  
ہیں اور سلام بد و عام ہے اور اس کے معنی موت کے ہیں۔ گویا اہل الفتن و معاندین اسلام  
بجائے التسلیم علیک کے سلام کی سلام دعا کرنے کی جگہ بد و دعائیت کہ تم مرد۔ قرآن کریم میں اسی وقت  
کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔ واذا جاء اولیٰ حیولکم بما لکم بھیک یدرأ اللہ  
دب ۲۰۹ ص ۱۱۱ (۱) توجہ اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو زبان و باکر لطف و  
کچھ سلام کرتے ہیں جن لفظوں سے خدا نے تم پر سلام نہیں بھیجا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی صبر و تقویٰ سے کلام کیا۔ چنانچہ جب ایک یہودی نے آپ کو  
اداکے چھاپے کو ای طرح سے سلام کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے التسام علیک  
کہ تیرے پاس آتے ہیں ارشاد فرمایا کہ جب کوئی اہل کتاب میں سے تم کو سلام کرے تو جا میں صرف ایک  
کہ دیکھو یا مالک اذنت۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک یہودی کے ان الفاظ میں سلام کہہ کر  
نعت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے ادب و ادا کو اس کو گھبرائے اور آپ نے  
مانعت فرمائی اور کہا کہ میں نے بھی تو کو عربی علیک کہا ہے۔

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک فرماتے اور مسلمان کوئی بات دیکھتے تو ادا



وَمِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ كُتُوبٌ مُبِينَةٌ  
مِنْ كُتُوبِ دِيْنِ كَلْبِ يَكْسِي دَوْلَتِ بَانِي

# حکمت و معطیت

## رضا و تسلیم

ہنوں تک انفس میں رہتا ہے۔ اسی طرح نوریوں کو اپنی حالت پر صرف ابتدا میں چند دنوں تک رنج ہوتا ہے اور پھر زایل ہو جاتا ہے۔ تپ و دق کے سر میں نہایت آرام سے سر میں بنجائی تکلیف صرف شروع میں محسوس ہوتی ہے اور پھر طبیعت کے شوگر ہونے پشالی ہو جاتی ہے۔ پچھائی پانے والوں پر لوگ انفس کہتے ہیں لیکن پچھائی پانے والے کی طبیعت فی الواقع اکی دو ختم ہو جاتی ہے۔ جب اسے حکم سزا سنا دیا جاتا ہے۔ ہمارے پچھائی پانے پر لوگ مرنے کی تکلیف سب میں مساوی ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ضرور عافیت کا یقین ہے لیکن غور کیجئے تو حقیقی انفس کا عارضہ عافیت اور پچھائی پانے کا عارضہ عافیت ہے حقیقی انفس کی طبیعت بھی دیکھنے والوں کے نزدیک جتنا سخت معلوم ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ آسان سخت نہیں ہوتا طبیعت تو اگر ہوئی تو مرض آسان ہو جاتا ہے۔ دانت کا درد یا آنکھ کا درد یا کچھ نہیں ہے اس کا دورہ ہوتا رہتا ہے مگر تیسرے مرض سے بچنے تو وہ بھی کہیں کتاب ہے کہ آنکھ چھوٹ جائے تو پچھائی ہو کہ دور رفع ہو یا اکی خالی ہے آنکھ چھوٹی ہو گئی تو زبان نہ زو عطا ہے۔

بیماریوں کے متعلق تو نہایت سانی سے تھا دیا گیا ہے کہ بیاہوں کی تکلیف بہ فرزند ہر یکساں ہے۔ اس کے بن کھائے پینے کا وجہ ہے لیکن اگر حالت صحت ہو تو کھانے کا وجہ پر بالا ہے۔ جس کے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہے **ع**  
برائے ہمدان پر سنگ و چہرہ زہر

انسان صرف اتنا ہی کھا تا ہے جتنی کہ اس کے معدہ میں گنجائش میں ہوتی ہے۔ پیٹ بھر کر کھا نا خدا ہر شخص کو پہونچاتا ہے۔ اگر کھا جائے کہ بہت سے آدمی جو کھوں مر جاتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ بیک سے مرنے والوں کی تعداد ان لوگوں کی تعداد سے ہرگز کم نہیں ہے۔ جو زیادہ کھانے کی وجہ سے مرض صدمہ یا بذر رنج امراض مختلف میں مبتلا ہو کر مرنے میں سب یہی بحث غذائے لطیف کی، سبکی نسبت اتنا سمجھنا کافی ہے کہ جو کی رفتی اور سالگرہ میں ماضی ضرور دیا ہے وہ ہرگز امرا کو اپنے خاں خاں میں ماضی نہیں ہوتا۔ ایک صحت سمجھنے کی یہ بھی ہے کہ لوگ جسے غذائے لطیف سمجھتے ہیں وہ فی الواقع غذائے کثیف ہے کچھ عوام صلاک اس سے پیدا نہیں ہوتا اور اس لیے شرع محمدیؐ غذائے سادہ کھانے کی تاکید ہے۔ غذائے سادہ کی وجہ سے غربا کی صحت پر نسبت امرا کے بھی رہتی ہے کیونکہ

تصوف کا جو حق بنی علیہم سلسلہ رضا و تسلیم یعنی یہ سمجھنا ہے کہ خدا کی رضا جبر میں ہے اس پر بندہ کائنات تسلیم فرم رہنا چاہئے کیونکہ خدا جو کچھ کرتا ہے شان عدل سے کرتا ہے وہ بندوں کے حق میں غیر منصف نہیں ہے اپنے تمام بندوں کو وہ ایک نظر سے دیکھتا ہے سب کا خالق ہے اور سب کا پروردگار ہے۔ اس بات کی طرح حکمان سے بھی بڑھ کر وہ سب کے ساتھ یکساں رحمت رکھتا ہے۔ خدا جو کچھ ہمارے ساتھ کرتا ہے، اس پر ہم بھی نہیں سکتے یہ سچی بات ہے کہ خدا بندوں کے ساتھ برائی کرتا ہی نہیں۔ اور اگر ہم یہ جان کر کہیں کہیں بشر کو خدا تکلیف پہونچاتا ہے اور بعض کو رنج دیتا ہے۔ یہ ایک بندے سے صبر کیجئے ہیں اور چھ نہیں کرتے۔ تو ایسا کھنا خدا کے حمل پر بڑھ لگا ہے۔ انسان کو یہ سمجھنا چاہئے۔

کہ خدا عادل ہے اور تمام بندوں کے ساتھ وہ یکساں برتاؤ رکھتا ہے یہ عقائد بعض زبان سے کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ دل سے یقین کرنا اس میں شرط ہے۔ لیکن کوئی امر حبیہ تک کہ میرا آئے دل سے اس کا یقین نہیں ہو سکتا۔ بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ جو اپنی تکلیف کا گھر کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا کو منصف بھی کہتے ہیں خدا کو منصف جو کچھ کیا وہ مقتضا

انسان ہوتا تو یہ لوگ کس بات کا بے بھرم اور بے خبر یہ ہے یہ ظاہر کرنا چاہئے ہیں کہ خدا تمام بندوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے اور یہ بندوں کی کچھ کا تصور ہے کہ وہ خدا کو ایک پروردگار کے ساتھ دوسرے پروردگاروں سے وجہ فرم کر لیتے ہیں۔ اس غلط فہمی میں ایک عالم تبار ہے جو اس کی غلط فہمی کی بنیاد پر بندوں کے مسئلہ متنازع قائم کر رکھا ہے اور اس مسئلہ کے ذریعہ وہ غیر عادل ہونے کا الزام خدا پر سرور اٹھاتے ہیں کہ جو وہ چیز میں اگر کوئی رحمت ہے تو وہ رحمتا ہی ہے کہ گزشتہ جنم میں وہ خوب فزے کر چکا ہے لیکن شرع محمدیؐ ان خیالات کی تائید نہیں کرتی مسلمانوں کے نزدیک موجودہ جنم کے قبل کوئی جنم نہیں تھا اور موجودہ حالت میں تمام انسان کے لیے رنج و راحت کی گھڑیاں برابر ہیں۔

دل کی خوشی کا نام راحت جو دل کی خوشی کے سبب یا بعد حالات مختلف میں خولنے جان ملتی ہے یا کیفیت پیدا کی ہے کہ خلاف مزاج باتوں سے وہ دکھتا ہے وہاں یہ بھی غافل ہیں اس نے رکھا ہے کہ بہت جلد ہی طبیعت کا یہ شوگر ہو جاتا ہے۔ آنکھ والے اندھوں کو دیکھ کر نہایت انفس کرتے ہیں لیکن ماوراء نادانہ ہو گئے اپنے عدم بصارت کو کچھ بھی نہ سکتے ہیں اس کو انور گشتہ نگہ اپنی آنکھوں کے ذرائع ہونے پر صرف ابتدا میں چند دنوں یا چند

عبداللہ ابن مروان دنیا کے بڑے بادشاہوں میں ہوا ہے اور میرا خیال تو یہ ہے کہ سوائے اسکے بیٹے ولید کے اور کوئی بادشاہ اس سے بڑا بلحاظ قد اور ذہنی مغفہ بلحاظ مردم شمار ہی رہا یا۔ بلحاظ مسطرت و حکومت اور بلحاظ حکومت باطن نہیں ہوا ہے تاریخ پر پڑھنے والوں کو یہ خیال گذرے گا کہ جتنا یہ بڑا یہ بادشاہ تھا۔ اتنا ہی خدا کا کردار ہر امر و نادر تر تھا لیکن خود عبداللہ نے اسے جو کچھ وہ خود اسکے افس مغفہ سے جو نزع روح سے خود قبل اسکے منہ سے نکالا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے۔ مرض الموت کی آخری حالت میں وہ اپنے محل کے بالائی کمر میں غلی گدے پر پڑا ہوا کہ دشمن لے آیا تھا۔ اور تمام ملکوں کو قائم مقام اسکے دولت پر حاضر تھے۔ اطمینان حاذق دوا بیوں کی شیشی ہاتھ میں لیے بچک وقت کا انتظار کر رہے تھے۔ اور خدام معجمین کو دین بدلتے میں مدد دینے کو اشارہ کے منتظر دست برد کمر لے تھے۔ اسی حالت میں دفعتاً دریچ محل سے بادشاہ کی نظر ایک

مثال کے طور پر اتنا بیان کر دینا کافی ہے کہ مسلمانوں کے خیال کے مطابق جب بڑا وہب آنحضرت  
 رسول ہوئی تو گورہ افغانی نے خدا فرمایا لیکن دنیا میرا آنحضرت کو راحت بیت کم نصیب ہوئی آنحضرت  
 کے سوا غم غری پر نظر ڈالے تو جبرائیلین آنحضرت کو اٹھاتا پڑی وہ آنحضرت کے ہم عصر ہیں کی  
 اٹھا نماز پڑھے۔ فرشتے چلتے بیٹھی اور سب کے مرے۔ زلزلہ دلی کی کیا لین جیاتی اور وطن  
 گناہوں کے مظالم کیا لین خلا وطن کیا لین کاشی۔ اپنے ساتھ نبی ہمدی احکام الہی کا بار۔



عقیدہ اہل

الذخيرة

وہ جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اگر آدمیت اور انسانیت کسی ایسے چیز کا نام ہے اس انسان کو مضر پہنچے  
اطلاعات و معلومات کی وجہ سے معلوم ایسا نہ کہہ سکی کہ حقیقت تک سائنس کی بنیاد پر کتنا صحیح نسبت

## حضرت انسان!

پند گیر کر اور فرزند است ایمان ما ازین سخن انصاف است  
 افرغیانی ہیں اپنی رضا جوئی کی توفیق عطا فرمے۔ آمین شہ آمین  
 والسلام علی من اتبع الهدی  
 (ایمان دار محمد محمد عبد التواب)



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اہم مقام ہے یہ کو تھارے لے گا دل کر کے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے (اسی) دین اسلام کو پسند فرمایا

# تعلیم اسلام

## تعصب اسلام

قوی روح بھی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ انسان کا روح بھی جتنا ہو جاتی ہے۔ اور قوم کی حیثیت  
بہتر ہو جاتی ہے۔ ہن کی طرح ناپید ہو جاتی ہے اگر اس کے کچھ اجزاء باقی رہے تو درجہ اور  
حیثیت کی طرح پرانہ رہتی ہے اور تمام قاعدہ کا خاتمہ کے بعد جب کسی اور قوم کا  
جذبہ بن جاتی ہے۔ یا موت ہی کے قبضہ میں پڑے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بارہ زخمی  
کے لیے دوسری روح میں ڈال جاتی ہے۔ اور جب کسی قوم میں مصیبت گزرتی ہو جاتی ہے  
تو اللہ تعالیٰ اسے سست اندک کی دیکھتا ہے اور افراد قوم روح کلی کے بیکار ہو جانے کی  
وجہ سے ایک دوسرے کے حال سے غافل ہو جاتے ہیں اور غفلت فتنہ فتنہ سے بے خبر ہو جاتے ہیں  
وہ تعلقات کو کاٹ بیٹھتی ہے۔ اور لوگ ایک دوسرے سے منہ پھیرتے اور الگ الگ ہوتے جاتے ہیں  
اس وقت قوموں کی مرافقت کا موقع ملتا ہے اور جب تک کہ دوبارہ خدائے پاک قوم کو قوم بنانا  
نہ چاہے کوئی اس قوم میں یوگیاں کو بنانے والا نہیں کھڑا ہوتا۔

اس لیے اور تمام فضائل انسانی کا وسط مدبہ اعتدال اور اس کے مدار افراط و تفریط  
ہوتے ہیں۔ ویسے ہی تعصب بھی قیوں دیر ہے۔ اعتدال و تفریط دیکھ، کی حالت تعصب  
اور اس کے نتائج کی جو کچھ کیفیت ہوتی ہے وہ ہم بیان کر کے ہیں۔ تعصب کی طرح افراط کا  
درجہ بھی ذمہ ہے جو ظلم و جبر پر قوم کو آمادہ کرتا ہے۔ تعصب میں افراد کو اپنے ذاتی  
سے مدافعت کرنا ہے لیکن جا اور جہاں جہاں تعصب ہی کو اور اور کو امت کا سختی بھرت  
ہے اور غیر کو نہایت ذلت اور عقاب کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کا کوئی حق نہیں، بہت  
اور ایک مدد بیان کا خیال رکھنا ہے۔ اور اس کا مدد اعتدال سے نکلنا ہو جاتا  
ہے اور تعصب کا نفع نقصان سے بدل جاتا ہے اور قوم کی آبرو جاتی رہتی ہے بلکہ  
جو خرفہ کی پرکھ جاتی ہے۔ ایسے کی مدد ہی نہایت اجتماع کو مدد ہے اور وہی  
قوی زندگی کا دار ہے اور جو قوت کے مدد کے مدد و مفاد پر کو نہیں دیکھتا۔ مدد  
یہاں سے دیکھنا پڑتا ہے یہی افراد تعصب کی وجہ سے اور مطلق کے نزدیک پسندیدہ  
ذات محمد ہے۔

تعصب کا اطلاق جیسے ہی قوت پر ہوتا ہے۔ جو ایسی ارتباط اور ایک جگہ رہنے سے  
پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح مدد دین کا مفاد ہے لیکن میں ایک مدد کی پیدا ہوتی ہے

بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہو گا جس کے امور غریب رسالہ اہلنا میں تعصب ایک  
مضمون چھپا تھا جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر موصوفہ نہایت عمدہ طریقے سے  
روشنی ڈالی تھی۔ لیکن ہندوستان کے کوئی اور اخبار میں اس مضمون کا اقتباس  
شائع ہو چکا ہے لیکن چونکہ میرے خیال میں مضمون مذکورہ بالا نہایت مفید و  
مضمون ہے اور اس کے مطالعہ سے پیش قیمت معلومات حاصل ہوتی ہیں اس لیے  
میں چاہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ بلطفہ اسوہ حسنہ میں شائع کا دل تاکہ تعصب کا  
مفہوم اور اس کے متعلق اسلام کی تعلیم ناظرین کرام کے اچھی طرح ذہن نشین ہو  
اور میرے پیسے مضمون تعصب اور اسلام، کو چوکی گوشہ میں شائع  
ہو چکا ہے مزید تقویت ہو سکے۔ خاک را بخور عظیم عفا

تعصب ایک مدد کل ہے۔ اور نہایت اجتماع قوم کا بدن اس کا افراد قوم کی تمام چیزیں  
اور اس مدد کل کے جو اس میں جب ان میں سے کسی حاکم کو کسی ایسی اور غیر کے ماحول  
اور ناظر اس سے سچا و مالک احساس ہوتا ہے۔ روح کلی اس سے متعلق ہوتی ہے اور  
طبیعت کلیہ حافظہ کے لیے جو ش میں آ جاتی ہے اس سے تعصب عام حیثیت اور مذہبی حیثیت  
کو مانگنے کو ملے ملا ہے نہایت مذہبی حیثیت اور غیرت افراد قوم کو خیانت اور افغانی سے گندھا  
سے جن سے قوم کو نقصان پہونے اور اس کا انجام پیش آئے روکھی اور انکی طبیعتوں کو بند کرتی ہو  
اور جنی خد کا افراد قوم میں اس قسم کا تعصب و اتحاد نہ زیادہ ہو تب سے اس کا قدر قوم میں استقلال  
طبیعت اور مدد فیضیت کا مرتبہ زیادہ اونچا ہوتا ہے۔ اور قوم کا ہر فرد بن مسیح کا حصہ  
سیلم میں جاتا ہے اور جو کام اس کا ہوتا ہے اسے اچھی طرح ادا کرنا ہے جیسے کہ بدن میں  
بند ہو کر اپنے آپ کو پاؤں سے متعلق اور برتر خیال نہیں کرتا۔ اور پاؤں باوجود زمین پر رگڑنے  
رہنے کے اپنے آپ کو ذلیل و خوار نہیں کرتے۔ بلکہ حفظ بدن کے لیے خوشی خوشی اپنے خیر میں  
ادارتہ میں اور تفریح و تامل کے خطرہ بد کو پاس نہیں آنے دیتے۔

جب حیثیت تعصب کا باعث قوم کی قوت رہ کر مدد ہوتی ہے۔ تو اس کے حساب میں دیگر  
چاہتا ہے کہ وہ رگ و پے بیکار ہو جائے جس اور اس سے آہستہ قوتیں گھٹنے اور گھٹنے گھٹنا ہے  
پیسے کا احصاء اور گھٹنے کے سست ہوتے ہوتے ایک دن شخصی بدن ناہوا رہتا ہے

جی ہے کہ ایسا ہی ہو نا چاہئے۔ اور ہوا ہے کہ اہل علم انسان رابطہ قوی سے تہذیبی ہونا  
 اور ہونا چاہئے۔ مگر ان لوگوں کو اگر مذہبی تعصب کی برائی پر ابھار دیا جائے تو یہ سب کچھ  
 کھانا خیال ہی رہے ہوئے ہیں کہ حقیقت میں جو باادان دینی کی احاطت اور جلا میں واحد  
 بنات ہیں وہ ہیں۔ ان کو کمال تمدن کی طرف پیش ہے اور فہم و معرفت کے قائل کرنے سے  
 بلکہ ہے اور کمال حالت کے ذہنی کے کنٹرول میں دیکھتی ہے۔ ان میں فرقی نہ ہو دالہ اور علم  
 سب کے لئے ہے۔ ہر شخص کو ہے۔ ان لوگوں کی رائے میں استحصال مفاد اور تکمیل حاصل ہونے  
 کوئی چیز ہے تو صرف یہ کہ نصیبت مذہبی کا نام و نشان نہ رہے اور نفوس پر یہ عقیدہ  
 کی حکومت سے باہر نکل جائیں۔ اور حقیقت یہ کہ وہ اس تعصب کے ساتھ مسلمانوں کو بدنام کیا جاتا ہے  
 اور تمام سنگدلت مذہم تعصب ان کے سر پہ جاتے ہیں لیکن جھوٹے ہیں۔ یہ ایسا گروہ ان  
 ہیں، نہیں، جانتے کہ مذہب بھی نفوس انسانی کا پہلا اور کامل تر معلوم اور سنا ہے۔ کچھ  
 علوم اور توحید صحت کی ہر ایک کو کہتا ہے۔ اور ہم ہمیں ادیب ہے۔ اور انہوں نے جو خوب  
 ہے جو انسانی اور دل کو آداب سے اور اخلاق شریفہ کے زور سے آراستہ کرتا ہے۔ اور  
 نفوس کو باوجود عدل و اعتدال پر قائم کرتا ہے۔ اور شفقت و مہم کے احساس کو اجاگر کرتا ہے۔  
 خصوصاً اسلام جس نے عربی خشونت وین فحش القلب اور فحش قوم کو پستی سے اٹھا کر مروج  
 کمال پر پہنچا دیا۔ اور تہذیب و تمدن میں محنت و تدبیر کے زینہ پر وہ کچھ چڑھا دیا۔ اور اس  
 نصیبت قوی کو افراط و تفریط ہوتی ہے بعض اوقات مذہبی نصیبت بھی افراد کو پہنچ جاتی  
 ہے اور ان کو جو رکاوٹ باعث ہر جنس اوقات ایک مذہب والوں کو دوسرے مذہب والوں  
 کے مسئلے اور اپنا پیر کر دینے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ جیسے کہ عیسوی جنگوں کے زمانہ میں مسیحیت  
 شریعت پر جس غور و بری اور مخالفین کے مسئلے اور فساد کرنے کے لیے چڑھائی کی۔ لکن غرض  
 اور دعوت مذہب کے لیے۔ اور جیسے اسپین والوں نے انڈس کے مسلمانوں کے ساتھ کیا  
 اور جیسے ان دونوں اوقات سے پہلے عیسائیوں نے اپنی بڑھتی ہوئی شہرت کے نادر  
 میں جو دو بیت المقدس میں سب کے کے جلا و اعتدال لیکن مذہبی نصیبت کی بنا پر  
 چونکہ اصول مذہب کے خلاف ہے۔ اس لئے زیادہ طول نہیں دیکھتی۔ اور بطوری ہی اہل دین کے  
 اصول کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں۔ جو ان دو مہم۔ عدل و انصاف کے نوایہ پر مبنی ہیں۔  
 مسلمانوں میں سے بعض گروہ کو شریعت زمانے میں مذہبی تعصب میں افراط پر پہنچ گئے تھے  
 لیکن اس اور مذہب کا انھیں کبھی بھی نہیں پہنچا کہ انھوں نے اپنے خلاف دلائل و قائل ہلاک کرنے  
 اور جن کو ان سے مخالفت کرنے کے لئے اپنی شہرت نہ ہوئی۔ چنانچہ اسلامی تاریخ میں ایسے واقعات  
 ہیں پھر زمانہ تک نہیں ہے خصوصاً اس وقت کے بعد کہ مسلمانوں نے جو یہ ملک جو ہے  
 باہر ملکر حکمرانی شروع کی (البعیدہ پتلی)

ہم نے قریب سمیت کو بھی اپنے مقدس ترس میں قرار دیا ہے کہ وہ ہے ان خاص افراد کا  
کے خلاف کو شکرانہ کے حرم و خواص داخل حال کو شکر کہ ہے اسی طرح وہ ایک قوم کے  
مستعد قابل فکر اگر ان کے لئے کی مخالفت و مغایرت باقی کو بھی متنبہ ہے اگرچہ ان کی  
ان کی زبان ان کی عادت کتنی ہی چھٹکے گیوں دو ہوا نہ صحت و فضل میں بھی کتنا ہی متاثر  
گیوں دو ہوا امان کے مختلف خیالات و احوالوں کی ایک غلط پر جمع کر دیتا ہے اور یہی مورد  
شرافت و توقیر و تہن و ادبا و لوگوں کی دیر باز غمی کی اصل بننا ہے یہی بننا کام نہ بھیجیت  
کے سپرد کیا گیا ہے ۔ اور تاریخ شاہد صلی ہے کہ اس نے اپنا کام بجا کیا ۔ اور جس کی

## اسرار

اسراف  
 مشیت دس اپنے حق میں کاڑھوئیں  
 نعت دھند کی راجھوں کو  
 جس سے کہ فضولیو پنہان کی روئیں  
 بدو کہ ہزار بار اسے جو نہ کہتے  
 دیکھتا خطا ہے دھواب  
 دیکھتیں سبیل پر گر جھینو مذہب  
 سبیل کے سولے سے تراش جاباب  
 (شرعی علماء مولانا حامد اعظمی صاحب مدظلہ العالی مرحوم مؤلف)



# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہم تو آپ کو پند و نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہونگے

## اصلاح الاشلاق و الاعمال

سیاست مدین

تہذیب النفس

### باطل پرستی

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

اُن کے گھون پر، اور اُن کے دلوں میں دُلیں نہ ہوں۔ پھر وہی سوال کیا جا رہا ہے جو تیرے سپر سے پہلے عرب کے خونخوار دشمنوں سے کیا گیا تھا +  
فَقُلْ يَنْتَظِرُونَ الْآيَاتِ الْبَاطِلِ أَمْ الْآيَاتِ الْحَقِّ قَبْلَهُمْ فَتَلِيهِمْ فَتَلَوْنَ كَذِبًا  
[یونس: آیت ۱۰۲] کہنے والوں میں سے ہیں +

[یونس: آیت ۱۰۲]

پھر فرمایا جاتا ہے کہ :-

فَقُلْ يَنْتَظِرُونَ الْآيَاتِ الْبَاطِلِ أَمْ الْآيَاتِ الْحَقِّ قَبْلَهُمْ فَتَلِيهِمْ فَتَلَوْنَ كَذِبًا  
[یونس: آیت ۱۰۲] کہنے والوں میں سے ہیں +

اُن کے گھون پر، اور اُن کے دلوں میں دُلیں نہ ہوں۔ پھر وہی سوال کیا جا رہا ہے جو تیرے سپر سے پہلے عرب کے خونخوار دشمنوں سے کیا گیا تھا +  
فَقُلْ يَنْتَظِرُونَ الْآيَاتِ الْبَاطِلِ أَمْ الْآيَاتِ الْحَقِّ قَبْلَهُمْ فَتَلِيهِمْ فَتَلَوْنَ كَذِبًا  
[یونس: آیت ۱۰۲] کہنے والوں میں سے ہیں +

جی ہاں! یہاں کی ہدایت دو پہنی کے لئے قرآن کریم نے بل سابقہ کی روشنی میں  
کے ساتھ رکھ کر مختلف چرائوں میں مختلف اذکار کے ساتھ بار بار اس ایک نامہ وال  
حقیقت کو سمجھا رہا ہے کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" یعنی "حق" ہوں گا  
جس رنگ میں اور جس لباس میں ہوگا ہمیشہ "بود و ہوت" کے لئے ہے۔ قرآن نے ہم پر یہ کیلئے  
ہوت آمیزی کا نور خانہ حق جس دور و انداز کے ہدایت و رہنمائی کے وہ تمام فرائض بھی  
اور کہ وہ دنیا کی عدالت و انصاف و انسان کے نقطہ خیال سے متقاضی تھا یہ سب تقسیم تباری  
اور اُن کے لئے اذکار و پناہ دیا کہ کیا ہو گتا ہوا اور کیا ہو چکا ہے چلی تھیں اور گزری ہوئی ہمارے  
اپنے لئے حق کو چھوڑ کر باطل پسند کیا اور اپنی بد اعمالیوں کے فتنہ میں پڑا، پھر کمر کا تقیم  
کو چھوٹانے لگیں۔ اُن کے لئے سزا و جزا کا دور و نہ کھولا گیا اور جس وقت تک وہ برائوں میں  
جدا کا، خدای پیغام نازل ہوا تو وہ خونخوار عربوں کو کہنے لگے کیسے کیسے عبرت آموز  
ہم نے ملنا ہے :-

فَقُلْ يَنْتَظِرُونَ الْآيَاتِ الْبَاطِلِ أَمْ الْآيَاتِ الْحَقِّ قَبْلَهُمْ فَتَلِيهِمْ فَتَلَوْنَ كَذِبًا  
[یونس: آیت ۱۰۲] کہنے والوں میں سے ہیں +

اُن کے گھون پر، اور اُن کے دلوں میں دُلیں نہ ہوں۔ پھر وہی سوال کیا جا رہا ہے جو تیرے سپر سے پہلے عرب کے خونخوار دشمنوں سے کیا گیا تھا +  
فَقُلْ يَنْتَظِرُونَ الْآيَاتِ الْبَاطِلِ أَمْ الْآيَاتِ الْحَقِّ قَبْلَهُمْ فَتَلِيهِمْ فَتَلَوْنَ كَذِبًا  
[یونس: آیت ۱۰۲] کہنے والوں میں سے ہیں +



# خاموشی

## مَنْ سَكَتَ سَلَّمَ وَمَنْ سَلَّمَ تَلَّمَ

خاموشی کی نصیحت کرنے سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مٹ کر کسی کو سمجھ نہ آئے۔ نہ سوچو کہ میں دوسرے کو کہتے ہیں بلکہ یہ فرض ہے کہ تم بولا جائے اور ضرورت کے وقت بولا جائے۔

لغضم ما قبلہ

دو چیز تیرے عقل پرست اور فربہ پرست ہوتی ہیں گفتن و گفتن بوقت خاموشی بولنا زیادہ بولنے میں تو میں غور و خوض۔ فکر و تدبیر۔ سوچ بچار کرنے کا مادہ کم ہو جاتا ہے۔

اور کبھی کسی کی نصیحت کہ اڑ نہیں کرتی شیخ شریزی صاحب فرماتے ہیں کہ فرادان یعنی ہمشہ آگندہ گوشش نصیحت نہ گیر و مگر در غموشش +

جو لوگ زیادہ بولتے ہیں ان کی کچھ وقعت نہیں ہوتی۔ ان کی رائے۔ حکم اور مشورے کی کوئی قدر نہیں کرتا۔ اور ان کی تمام باتوں کو خواہ وہ کسی ایسے کی ہوں نہایت ہلکی گامے دیکھا جاتا ہے۔ زیادہ بولنے والے کسی کی صحبت یا تقریر سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ

چہ خواہی کہ گوئی نفس نفس حلاوت نیالی و گفتار کس ہمارے حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہاں ہیں سیکڑوں ہزاروں طریقے نکالتے کہ

عظیم نامے ہیں وہاں ایک نہایت آسان اور اعلیٰ درجہ کی نجات اور سلامتی کا طریقہ یہ بھی بتایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے مَنْ سَكَتَ سَلَّمَ وَمَنْ سَلَّمَ تَلَّمَ اور مَنْ صَمَتَ قَتَلَ نَفْسَہُ۔ چہ خاموش۔ جس نے غصہ بولنے سے پرہیز کیا وہ سلامت رہا اور جو صمت نہ کیا اس نے نجات پائی۔ جس نے خاموشی اختیار کی بے شک وہ نجات یافتہ ہو گیا۔

ہمارے صوفیائے کرام نے خاموشی کو نصیحت کا ایک رکن قرار دیا ہے بعض طریقے عظام نے خاموشی کو نصیحت تصور فرمایا ہے۔ ایک شخص حضرت بابا فرید گنج شمس کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحت کے اصول دریافت کیے۔ آپ نے فرمایا نصیحت کے پیرے اصول دو ہیں تم کھانا اور کم بولنا۔ ایک حکیم کا قول ہے زیادہ بولنا اور

زیادہ ہنسنا بے وقوفی کی علامت ہے۔ شیخ سعدی ۲۰ فرماتے ہیں کہ

زبان در گشت اسے مرد بسیار داں کہ فزادتم نیت بر بے زبان

خلیفہ دارون الرشید نے اپنے قرۃ العین کی تعلیم و تربیت کے واسطے ایک مائتہ ہند عالم اعلیٰ جن میں بے بدل کو مقرر کیا۔ چنانچہ شاہزادہ حبیب تمام علم و ہنر اور ادب و حیرہ میں بیکسے زمانہ چمکیا تو اسے مولانا موصوف نے ایک آخری نصیحت کی

اور خواست کی مولانا نے فرمایا مجھے اس وقت اپنے اسی برج کا ایک قول یاد آیا کہ اس کو میں تیری نصیحت کے لئے کافی خیال کرتا ہوں اور وہ یہ ہے مَنْ سَكَتَ سَلَّمَ

و مَنْ سَلَّمَ تَلَّمَ۔ شہزادے نے اپنے ابا امین کی نصیحت پر عمل کرنے کا دل میں بچہ چھو کر لیا۔ چنانچہ جب وہ محل میں واپس آیا اسی وقت سے اس نے معمول سے کم بات

اختیار کیا اور رفتہ رفتہ یہاں تک اپنے استاد کی نصیحت پر عمل کیا کہ عظام کو شاہزادہ

کے گونگا ہونے کا شک ہو گیا۔ شہزادہ اس کی خبر خلیفہ دارون الرشید کو پہنچی اس نے بڑے بڑے طبیب حاذق جمع کیے اور شہزادے کا علاج شروع کرایا لیکن

عمر میں بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر کار ایک حکیم نے صلاح دی کہ شاہزادہ کو شکار کے واسطے اچھڑا دینا چاہیے۔ بادشاہ نے حکیم صاحب کے مشورہ کے مطابق

عمل کیا جب شاہزادہ کی سواری جنگل کی طرف چلا۔ سچ کا وقت تھا نسیم سحر کا ٹھکانا تھا کرتی ہوئی چل رہی تھی۔ بھینس بھینس دل و دماغ کو فرحت پہنچانے والی خوشبو میں چل رہی

طرف سے آ رہی تھیں۔ پرندے چھوڑ رہے تھے۔ اور خداوند کریم کی تسبیح و تہلیل کر رہے تھے۔ ناچاران پاکیزہ عبادت میں منہمک۔ جہان میں نہایت خوش و خرم

کے ساتھ قیام میں مشغول اور تمام چارے رکوع میں مصروف تھے۔ سورج اپنی طمانی زندگی برتن کی پوشاک پہن کر پردہ سے باہر نکلنے کی تیاری کر رہا تھا کہ یکایک ایک چمک

ع خیبر کے بولنے کی آواز آئی۔ آواز آئی تھی کہ پرکاب ٹکا۔ یوں نے آواز پر نشان لگایا تیرا بھی دل کھول کر بولنے میں نہ پایا تھا کہ قنصا کے تیر کا نشانہ ہوا۔ شاہزادے کا

عمر تھک واقعہ سے دل بھڑک اٹھا اور بے ساختہ اس کے منہ سے کھو حاکمت و عا اہلکیت (کیوں بولا جو ہاک ہوا) شاہزادے کا یہ کہنا تھا کہ سب سامعین خاموش

ہو گئے اور خاموشی خوشی محسوس ہو گئی۔ وہ اس بات کے امیدوار تھے کہ بادشاہ کو مقام و اکرام پائیں گے لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ شاہزادہ عارضی وجہ سے بول اٹھا تھا۔ چنانچہ محل میں ڈاکچر بھی گونگا ہو گیا۔ بادشاہ شہزادے کی اس حرکت کو

بہودہ سب خیال کر کے بہت برہم ہوا۔ اور حکم دیا کہ کوڑے مارے جائیں۔ جلاوطن کیا۔ حکم کوڑے لگانے شروع کیے شہزادہ کو جس نے اپنی نام عریض و آرام مگر رہی تھی اور تکلیف و مصیبت کا سہنا تو درکنار کبھی ان کا نام بھی نہ سنا تھا ابھی تو شریعت سے کوڑے لگے تھے کہ وہ ان کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکا۔ دو دو بھرے دل کو ایک

آہ کی اور کہا۔ صدق رسول اللہ من سکت سلم ومن سلم غنی

جسے خاموشی اختیار کی وہ دنیا سلامتی کے کنارہ پر چاہو تو اور ناجی ہو گیا۔ کاش اگر اس وقت تیر شہزادہ نہ ہو تو ہرگز نہ مارا جاتا اور اگر اس وقت میرے منہ سے حاکمت نہ نکلتا

اہلکیت نہ نکلتا تو ہرگز نہ مارا جاتا اور اگر اس وقت میرے منہ سے حاکمت نہ نکلتا

حضرت عثمان علیہ السلام جس پائے کو بزرگ ہو کر یہ بیان نہیں۔ یہ اصل میں ایک حبشی شہزادہ بن گئے۔ ان کے ملکستان کو ڈکی قیسم۔ قابل اور دانائی بیکرا زادہ کو لکھا

حضرت عثمان نے اپنی نظری دانائی اور ہوشیاری سے اپنے آپ کو خود حکم بنایا۔ ایک دن وہ اپنے خوش چینان فیض کو دولت و مائتہ و دانائی سے لالال کر رہے تھے کہ ایک

شخص ملے آکر کھڑا ہو گیا اور دیر تک ان کی صورت کو دیکھتا رہا پھر تقریر کو

انسان کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے کم پوئے اور ضرورت کے وقت ضرورت  
کے موافق پوئے۔ خاموشی یا کم گوئی عالم و جاہل دونوں کے واسطے بڑی  
نعمت ہے۔

نوائی فتر: اسے خداوند ہوش  
دکار است و تا اہل را پردہ پوش  
یعقوب احمد

تاریخ: آخر پہلے کی بلا شایہ تم وہی ہو جو فلاں مقام پر میری بکریاں چلا کرتے  
تھے۔ حضرت نقان نے جواب دیا کہ فلاں ہے شک میں تمہارا وہی مقام ہے۔ تب اس  
مخبر کو روک دیا کہ یہ مرتبہ تمہیں کیا نکر حاصل ہوا۔ فرمایا حضرت دو باتوں کو  
لیا ہے بولنا۔ دوسرے بے ضرورت بات نہ کرنا۔

زبان مرد و نادان در حجت است کہ بیکو کہ شیخ از زبان سوخت است

## نوائی فتر

بسان ہر نمایاں ہے نزد دین بسین ہمارے واسطے بوندرا کائنات کی  
جہاں میں برقی ملیسا تڑپ تڑپ کے رکی شمع دیکھ لے جب تیر رسالت کی  
جہے خبر میں نشیب و فراز عالم سے انہیں کو فکر ہے دنیا میں تیر ویرت کی  
انہی کے ہاتھ میں تسبیح ہو جانا ہیں نگر دیش میں جہاں میں دیش نعت کی  
جواب چوڑکے انھوں کو یہ دیا میں نے درست اور بجایا ہے یہ بات حضرت کی  
خدا نے جن کو بنایا ہے قوم کا حاسمی  
طبع انھیں کو ہے انعام اور خلعت کی

(مولوی) محمد تقی فتر دیکھا دیا

گھٹائیں پھائی ہیں کیوں کیوں غفلت کی قریب شیخ نے پہنچا کہ وہ زمانہ شناس  
نہ فکر کچھ اسے صنعت کی بوجہ نہ۔ فتنہ کی ہمارے قوم پر ضرورت خواب غفلت میں  
جہاں سے حضرت سید نے جب سے رحلت کی رواج علم و ہنر دروں میں کچھ بھی نہیں  
انہیں بھی فکر نہیں دین کی استحضار کی دلوں میں جس کے کچھ علم سبزی کی جنگ  
کہ مرعبا زبے اولاد اہل دولت کی یہ سن کے آج پھر گناہ میرا بڑا رونا  
نہ اتحاد کی خوب ہے نہ بے سوگت کی دکام قوم کو نہ بے ہو نہ نعت سے  
ہر اک دلف میں باتیں بھری ہیں نعت کی غضب ہے ایک سے دل ایک کا کدھر  
جگہ ہو جس میں غفلت جہل کی کہورت کی فزون رفیع جو سینہ ہے طور سینا سے  
وہ بھول سوکھ گئے جن کی بوجہی غفلت میں وہ بھول سوکھ گئے جن کی بوجہی غفلت میں

## زمانے میں بیکو کہ کیا ہو رہا ہے؟

گدا کوئی بھولے سے آیا جو در پہ دین بہر دشنام دا ہو رہا ہے  
کہیں رقص ہے گھر خان جہاں کا کہیں کھیں اندر سجھا ہو رہا ہے  
کہیں دوزخ ہے بادہ ارحواں کا کسی کا نشہ کر گیا ہو رہا ہے  
کہیں تماشہ شطرنج۔ چوہر کی غفلت کہیں ذوقی دل ہو گیا ہو رہا ہے  
کہیں نمٹے سجی ترانہ نوازی کہیں غرض ایک فتنہ جہاں ہو رہا ہے  
بنے بیٹھے ہیں بزم میں راجہ اندر چہ حق عبادت ادا ہو رہا ہے  
جو مجھے کوئی پوچھے تو یوں کہو گنگا بڑا کر رہے ہیں بڑا ہو رہا ہے  
خدا کے لیے جو اپ غفلت ہو چو کو زمانے میں دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے  
چڑھو اب ترقی کے زینہ پر تم بھی بہت سوچکے تم کو کیا ہو رہا ہے  
ذرا حیرت قوموں کی جانب تو دیکھو ترقی ہو ہر اک خدا ہو رہا ہے  
جہالت کو چھوڑو۔ کرو علم حاصل مسافر آئے جو خفا ہو رہا ہے  
عزیز اپنے دشمن پوئے اور نہ بیکے کہ اپنا ہی سب کچھ کیا ہو رہا ہے

عزیز الدین (حافظ ہری)

جد ہر دیکھو محشر بپا ہو رہا ہے اکہی زمانہ میں کیسا ہو رہا ہے  
تو بھائی سے بھائی خفا ہو رہا ہے ہیں ماں باپ اولاد سے اپنی ناخوش  
علا ایک کا دوسرا ہو رہا ہے نہیں الفت اپنوں میں اک دوسرے سے  
بھلا ہو رہا یا بڑا ہو رہا ہے ہیں اسکی پر و انہیں کوئی اہملا  
شنا بھی کس حال کیا ہو رہا ہے یتیمان بے کس کا خاقوں کے مارے  
گزر کس طرح پر ترا ہو رہا ہے کبھی جا کے ہسائی بیوہ سے پوچھا  
بس اپنا ہی مدعا ہو رہا ہے تشنق نہیں ہے کسی سے ہمارا  
ہیں کیا غرض اس کو کیا ہو رہا ہے مرے کوئی بھوکا کوئی پیاسا تڑپے  
ہیں عیش کا مشغلا ہو رہا ہے بلا سے چپے یا مرے کوئی لیسکن  
نہیں گھر کی ہمد کہ کیا ہو رہا ہے شراب اور جوئے سے لے دگر راحت  
طوائف کا عجز ادا ہو رہا ہے رن و مہنگی و فرزند کا غم نہیں ہو  
یہاں تو مرے پر مزا ہو رہا ہے جو گھر والے رونے کو ترسین بلا سے  
دکھاوا دلی دے ہو رہا ہے خود و فانیس ہی تیر نظر ہو  
یہ بھی شکر فتنہ ادا ہو رہا ہے تھیں کی گمانی اڑاتے ہیں جیبا



جانتا تھا عبداللہ کو من ان کو القصر میں جمع کر کے امتحان دیا کرتا تھا۔ یونہی ہی خاص (واقعہ مراکو) میں مصر، اندلس اور فرانس سے طلباء بغرض تدریس آتے تھے۔ یہ یونہی ہی مشہور صحیری کے بہن گمشد میں قائم ہوئی تھی۔ اس سے پہلے دنیا میں کوئی یونہی سرسٹی نہیں ہوئی۔

نہیں ہوئی۔  
غرض مسلمانوں نے کائنات کے خزانوں کو نعمت سے لیا۔ استقلال سے رکھا اور  
سے برتا۔ دنیا کے پرہیز پر ناگہانی ترقی کے سبب پہلے اور سبک پھیلے مثال قایم کی  
اور ہر میدان فوجیت میں انھوں نے کسرتی اور قیصر کو بچا دکھا یا۔ اور دوسرے میدان فوجیت  
میں یونان کو تباہ کیا۔ عرب کو سکھایا۔ سائنس فتح کیا اور قرطیس میں مدافرت در تہیان  
کیں جبکی نسبت یہ مشہور ہو کر کہ اگر پرندہ کا دودھ لینا ہو تو دماغ جاویم آسان کم کا قیاس  
اگر نینداد اور انقاہرہ کے عینا اور جگر کا رٹھا تو باہتاب قرطبہ اور غلامہ کے گنبدوں  
پر گرا گھوٹیں صدی کے ساتھ ان ترقیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ تنزل شروع ہوا اور آفتوں  
کو ساتھ لایا جن سے مسلمانوں کو اس قدر بڑا ہونے لگا کہ وہ در عیان ہیں کہ اسے وہ انہیں  
خود تھا۔ جانتے ہیں نہ یا نہ چاہتے ہیں لیکن یہی حقیقت ہے۔ لاطینی زبان میں ایک شکل  
مشہور ہے کہ دہوت کی آئینہ میں کو دیکھتی ہے۔ "لہذا اگر بڑی ہوئی قسم کے لیے سب سے  
زیادہ ضروری ہے۔"

یاد رہے کہ یہ ہے۔  
زمانہ کا قاصد کہ ہمیشہ وہ قوم کی سرگرمی اور فکریانہ قوت کے دولے  
گزشتہ مصائب سے نصیحت لینا اور گزشتہ معارج کو عبور کرنا۔ ترقی  
و بہبودی کی جستجو ہے۔ بزرگوں کی سرگزشت ہم کو بتاتی ہے کہ ہم بھی اپنی زندگی  
اچھی بناتے ہیں۔ سلف کے وہ نامی گرامی معنصفین جو دنیا کے اسلام میں بے شمار نصیحت  
یا ذکر و نصیحت کیے ہیں۔ وہ تاریخ عالم میں سلف سے باتیں کرنے پر سب سے زیادہ مستعد  
اور آمادہ نظر آتے ہیں۔

افسوس آمادہ ایسے کہ بوجہ اس کثرت احوال کے ہم میں سے خال خال کو  
اپنی توفیق سے کہ ان باتوں سے سبق لے۔ سبق بھی وہ سبق جس سے انکو اپنے  
میرا استاد نہیں بلکہ دے۔ زمین کا لگا جینا دیا تھا اگر ملک تھے علم بھی ضرور تھے۔ عالم کی  
دنیا کا ایک کنہ وادائی اکبر تھا تو دوسرا جیسے ستارہ تھا۔ مگر اس دنیا نے اپنی  
پھیلائے ہم کو دغا دی۔ آسمان نے پے پیچ کی۔ ہم تاریکی میں آئے۔ رون کل آیا۔ مگر  
ہمارے لیے ابھی رات ہے۔ نہ ہم میں وہ ہمت اور نہ ہم میں وہ جرأت !! جنم میں  
جوش !! اور نہ ہم میں وہ خوشی۔

آگہ۔ ازاحت کہ برہات

(محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ)

کلام اسماعیل

دنیا کے لیے ہیں سب ہمارے دو بندے  
ظاہر ہر چہ باطن گندے  
دل کی پوچھو تو خواہشوں کے بندے  
یہ قول کسی بزرگ کا سچتا ہے  
ڈالی سے جدا نہ ہو تو پھل کپتا ہے  
گوریش سفید ہو مگر بخت تلپے

## سیدس وقتی

ساقی پادے آج نے غم رہا مجھے ہاں سنا عجب توی بلا مجھے  
 سطر ہوں غار ڈور کا نظر دکھائے کرنی ہے اپنی قوم سے یکجا مجھے  
 آجائے یاد لطف عرب بکھیا م کا  
 صدیق اور نبی کے سلام و پیام کا  
 ساقی خبر ہے کون ہوں میں ظلم کا مبتلا مجمع ہے کس کی نسل کا اور کیا ہے دعا  
 جس کی شناس اگر کم کہتا ہے خدا اولاد ہیں اوس کی یہ سب میرے ساقیا  
 جس کو خلیل کہتا ہے اشد کا خلیل  
 ہم سب اوس کی نسل پر گئے آج ہیں ذلیل  
 نبیوں کے بعد جسکو شرف ہو جان پر ایسا چہرہ کا جاری ہے کل اہل جان پر  
 ہو چکے ہیں مکان سے جب لا مکان پر حق نے کیا کلام اوس کی زبان پر  
 جس کو امام اپنا بنایا رسول نے  
 احسان جس کا سر پہ بتا یار نے  
 جو کور رسول جانتے تھے افضل البشر جس پر حق کے بعد صحابہ کی تھی نظر  
 عجب نبی کی جس کو سیر غر مجر دیوے خود کی دہیں گھر بار مال و زر  
 جو حق کی اور نبی کی حقیقت میں ہو شریک  
 جسکے جسد پہ جامہ خلافت کا اکوٹیک  
 تصدیق سے پہلے نبی کی انہی نے کی ہجرت میں ساتھ رہنے کی عورت انہی کی  
 جنگ اور میں جس نے تکی نبی کو دی مہنی خمیر میں بھی شہرین نبی کی تھی  
 شاخیں ہیں سب اوسی شجر سایہ دار کی  
 اولاد ہیں اوسی شریہ عالی وقار کی  
 اکیس سال پاک حضرت صدیق یا رضا سردار دین خلیفہ اول کی یاد کار  
 پھر خدائے آفرین کے نبی کا پیار کس خاندان میں ہیں صحابہ نبی کے چار  
 باب اور بیٹا نبی کا بیٹا عتیق کا  
 ایمان لایا کس نے نبی کے رفیق کا  
 بیٹا ہیں ان کی عایشہ محبوبہ رسول آیات جن کی شانیں قرآن میں ہیں دل  
 مضبوط جسے کر دے سب میں کوہل جن کی تمنا ہے حق میں دعا ہو گئی قبول  
 اصلاح تھی تمنا ہی تنہا یا رضا  
 کرتے تھے آپ حق سے دعا اس کی پیار  
 بیڑوں کا بار خدا کے کچھ باجواستوا حال اپنے باب دادوں کی ایک ہفتادو  
 پہلے برے کی حالت بگڑے وہاں سونا پھر چھوٹے حد کی حرات و ذکر و مانو  
 تھے قیسرے جو شام کی فوج کو لے گئے  
 ہو کر شہید حیدہ میں وہ لا اولاد مرے

جس نے فامیر شام کی پادہ کی دوا ہے خوف رہت گئی کا حق کر دیا ادا  
 نر یا یا یہ طریق ہے کس کی کار ملا لایا کیا نہ مال کا نے خوف جان کا  
 ابن بزرگ تھے وہ جناب عتیق کے  
 فار شہ تھے صدق ہیں وہ نبی کے عتیق کے  
 شیر خد کی فوج کا سر دار ناچار سخت دہل جناب ابو بکر با وقار  
 ہمنام شاہ دین محمد وفا شعار جرأت امیر مصر کی ہے سب پہ آشکار  
 تھی داک کی تیج کی شام عراق میں  
 سہ کو گھیبہ آتا ہے ذکر فراق میں  
 بتاؤ اہل شام کا اوس نامہ کے ساتھ تحمل بیان کرنا ہوں میں شہر تر کے ساتھ  
 صبدہ ہوا عتیق کے نور نظر کے ساتھ جو کچھ ہوا رسول کے سخت مجر کے ساتھ  
 برے نکالے خوب نبی بدر و منین کے  
 انہی کے پیارے کو بھائی حسین کے  
 ان سرمدوں کی نسل ہے لگی آل ہے جس پر زمانہ بھرے زیادہ وبال ہے  
 کس قوم کا ہماری طرح غیر حال ہے دل میں آئی کا درد اسی کا ملال ہے  
 جس قوم کا ستارہ فاکل آسمان پر  
 آج اُس کا نام ملک نہیں آتا زبان پر  
 اپنے سلف کے حال پر ڈالو تو ایک نفر کتنی تمنا ہی قوم میں گذرے ہیں نامہ  
 قاسم اگر ہیں فتنہ میں بے شل باہر علامہ ابن جوزی محدث بھی ہیں احمد  
 مازی را فلسفی کوئی اسلام میں نہیں  
 قاضی کا لفظ آپ کے گرام میں نہیں  
 صدیق و کرم کو علم تقاضا ہے وہ کمال ملنی نہیں ہے جس کی قوم میں مثال  
 اس محنت ہے نظیری میرا جاہ اور مال جس پر قیام حشر تکائے نہ کچھ زوال  
 جتنے ہیں نقشبندی طریقہ کے اولیا  
 سردار سلسلہ کے ہیں صدیق با صفا  
 اولاد میں جناب کی صدا ہوئے دی سردار سرحد پہ ہے نسل آپ کی  
 شاہ ولایت اپنے جو ہیں سید وصفی امروہہ کی ولایت سے گھرے نہیں ہی  
 ایمان سے پہلے ہی گھر میں آیا تھا  
 حق نے انہیں کو مہبط رحمت بنایا تھا  
 یہ حال تھا سلف کا خلف کا ہے یہ مزاج وہ عیب کو نسل ہے جو ہم نہیں پہنچا  
 برا بھلا کے ہاتھ مجھے صدیق نبی لایا ممکن ہے اب بھی لگے کریں اب اگر ملایا  
 کیا زندگی کا لطف ہے اس حال ناز میں  
 ذی علم جوش وہ بھی جان دو ہزار میں



ہمارے پھرتے ہیں بیکارات دن  
بتی کے پڑتے جاتے ہیں آلودہ شان  
گھٹنا ہے علم جلی ترقی پر ہے ضرور  
جاتے ہیں جیکے پاس وہ کھڑا کھڑا  
لس نہ سے آج دعویٰ ملکیت کرین  
ستارے کون کر سے وہ دہلی کیس  
دنات گشتی جاتی ہے جو قوم ہم پر  
اس ہو کی خبر ہے نہیں آج کہ ہیں وہ  
لزم ہے سب کے پچھے تو آپس کا اتفاق  
تو لابی ہے انصاف الا شیا والاطلاق  
ہے قوم کی ترقی کی بنیاد اتحاد  
دیتا ہے ساری قوم کو امداد اتحاد  
جو قوم متفق ہو بڑی خوش نصیب ہے  
اخلاق میں بے شک پھلتے عجیب ہے  
دونی ہے اتفاق کی ساری جائیں  
پھیلانے نور اس کی زمین آسمان میں  
توں کو اتفاق نے سلطان بنا دیا  
مٹی کو امد پانی کو انسان بنا دیا  
قہروں کے جناح سے دیا چور دان  
فروں نے ملے کیسے بنے یہاں مکان

انسان ہے وہی جسے الفت ہو قوم کی  
عزت وہی ہے جس میں کبر و شو قوم کی  
ہے آج ساری قوموں کو حاسن خیر  
صلہ قبیل کی قوم ہے کھاتی ہے بے خبر  
دادا سے آگے نام کیسے نہیں ہیں یاد  
کیا دی ہے ہنسنے دکھوں ملکیت کی داغ  
مزم آتی ہے کہ اپنے کو صدیقی ہم کیس  
اھ اس بلا پستی میں بھی مبتلا رہیں  
ہے آج وہ زمانہ ترقی کا وہ واہ  
ہر قوم کے لیے ہے گورنمنٹ کی پناہ  
تعلیم کے لیے متعدد سکول ہیں  
محکم ہر ایک قوم کے فروع و مصلحت ہیں  
آسان کر دیا ہے تجارت کو اس قدر  
حرفیت میں نے گونڈ صنعت میں کچھ ضرر  
جس طرح چاہو اپنی ترقی دی کر دو  
لیکن یہ وقت ہاتھ سے ملتیوں نہ دو  
گر ہاتھ سے نکل گیا یہ وقت زینہ ساز  
نام خدا بھی میں بہت تم میں ہوشیار  
سب بکے اپنی قوم کا کچھ کہ لو منتظام  
جو تم کو نیستی سے نکالے کر وہ کام

(ابو محمد سلیمان محمد اسرار الحق صلیبی قادیانوی)

## جراتِ اظہارِ حق

جب دلی عہد ہوا تختِ حکومت کا زید  
کردلی عہد کا بھی نام پڑھا جائے خود  
وقت آیا تو چڑھا پائیہ منبر خطیب  
یہ نئی بات نہیں ہے کہ ابو بکر و عمر  
دفعہ جمع حجاز سے بولا ایک شخص  
اپنے بیٹے کو بنا یا تھا خلیفہ کس نے؟  
یہ طریقہ متواتر ہے تو کفار میں ہے

حاکم بشر و بیجا کو یہ ہو چنے احکام  
خطیب پڑھتا ہے حریم نبوی میں جو امام  
اگر کہا یہ کہ نہ بڑا باب ہے امیر الاسلام  
جانشین کر گئے جب موت کا پہنچا پیغام  
جھوٹ بکنا پڑا تو یہ اوی خلیفہ مثل پیام  
ماں مگر قیصر و کسریٰ کی ہے ہیئت عام  
ورد اسلام ہے اک مجلس شری کا نظام

اس سے بھی قطع نظر و مثل عرب میں ہم لوگ  
وہ کوئی اند ہیں، پورے ہیں شیاہوں کے غلام

(مجلس العلماء مولانا شبلی مرحوم مخدوم)



# مذکر و مناظرہ

اور ان کے ساتھ بحث پسند یہ طور پر کیا کرو

## مذکر و مناظرہ

### مذکر و مناظرہ

(گزشتہ سے پرست)

کو خبر دے دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ سارے دنیا تک وہ خبر پہنچ جاتی ہے۔

حدیث مذکورہ بالا سے یہ مطلب صاف طور پر روشن ہے کہ احکام الہیہ کے پونچھے ہاں اس عالم میں ایک روحانی سلسلہ ہے اور اس سلسلہ میں جو کام کرنے والی چیزیں ہیں وہ علم و ادب کی کھیتی ہیں۔ دوسری حدیث یہ ہے۔ ان الله اذا احب عبداً دعا جبرئیل فقال انی احب فلا تا فاحبه قال فیکبه جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان الله یحب فلا تا فاحبه فیکیه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض واذا ابغض عبداً دعا جبرئیل فیقول انی ابغض فلا تا فابغضه قال فیکبضه جبرئیل ثم ینادی فی اهل السماء ان الله یبغض فلا تا فابغضوه قال فیکبضونہ ثم یوضع له البغضاء فی الارض (اس حدیث شریف کا اصل یہ ہے کہ جب خدا کسی کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل کی خبر جبرئیل کو دیتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ تو بھی اسکو دوست رکھ کر جبرئیل بھی اسکو چاہے گئے ہیں پھر جبرئیل آسمان پر منادی کرتے ہیں کہ خدا فلاں کو دوست رکھتا ہے تم سب اسکو دوست رکھو تو اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کے بعد وہ زمین پر قبول ہو جاتا ہے اور اگر خدا کسی سے متنفر ہوتا ہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے یہاں تک کہ وہ دنیا میں مردود و نشتی ہوجاتا ہے۔ اس حدیث سے کوئی شک نہیں رہتا کہ ایک عالم غیب ہے جس میں خدا کے حکم سے کام کرنے والی ارواح موج و ہیں جن سے خدا ایک محبت کرتا ہے اور ان سے وہ نفرت کرتے ہیں جسے حضرت جلالہ کو نفرت ہوتی ہے اور ان سے وہ نفرت کرتے ہیں۔ احادیث اس مضمون کی بہت ہیں۔ مگر ہم اسی اہل عالم والی حدیث پر بحث کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ الفاظ حدیث میں اختلاف ہے اور اس اختلاف کی بنیاد پر حدیث ضعیف بشرط الی جاتی ہے۔ مگر اختلافی حصہ کو چھوڑ کر دیکھنا چاہئے کہ تمام روایات کا قدر مشترک یہ نکلتا ہے کہ ایک شخص آتا ہے اور اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت سوال کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس سے دریافت کرتے ہیں کہ

دوسری حدیث قرآن کریم کی یہ ہے۔ بلما کان فیہ من ان ینکدرہ اللہ الا وحیاً او من وراء حجاب او یوسل رسوکی فیکشف لک ما ذلک ان حینما الیہ سر وھا من احصا (اس یہ کریمہ کا یہ منشا ہے کہ خدا کا کلام کوئی دوسرا نہیں لکھ سکتا۔ مگر یہ کہ خدا کے ولی ہیں اپنے کلام کو ڈال دے۔ یا وہ حجاب کبریائی کی آڑ سے کلام ربانی کو سننے یا نہ لکھ کر اپنا سفیر اور قاصد بھیجتا ہے۔ اسی طرح اسے نبی کہتے ہیں جسے پاس نبی الیک خاص روح کو سفیر بنا کر بھیجتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ روح خود نبی کی روح نہیں ہو سکتی۔ نہ نبی کو یہ کہ کوئی قوت جسکو منکر بن ملائکہ ملکہ نبوت سے تعبیر کیے ہیں اس واسطے کہ یہی والا اور جو چیز بھی گئی اور جسکے اس بھی گئی تینوں عقائد میں ہیں ملائکہ اس کے قوت پر روح کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ روح صاحب علم و ادا دے اور قوت بے شعور و جاہل۔ اسی طرح اور بھی بہت سی آیات قرآنی ہیں جسے صاف طور پر سمجھنا ہے کہ ملائکہ مستقل بالذات ہستیاں ہیں نہ اغراض و قوتیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ ملائکہ جتنی عقلی و مادی محض غیر محسوس ہونے کی بنیاد پر ایسی ہستیاں سے بن کر بنیاد ہے۔ اولیات بیدہ سے قرآن کریم کے اہل معنی و عرف بنائے جاتے ہیں۔ جب قرآن کریم کے بعد احادیث کو دیکھتے ہیں تو قرآن کریم کے معانی کی ان احادیث سے کامل طور پر توضیح و تشریح ہوجاتی ہے۔ حضور سرور کائنات کا ارشاد ہے۔ اذا قضی امر من شئ حلت العرش ثم یسبح اهل السماء الذین یلوہنہم حتی یمیل السبح اهل هذا السماء الذین انما ثم قال الذین یلون حلت العرش ثم حلت العرش ما ذا قال ربکم فیخبرونہم و ما ذا قال فیستخبرونہم اهل السبلون بعضا حتی یمیل الخیر اهل هذا السماء) جب خدا کسی کام کا حکم کرتا ہے تو مابین عرش اہل پاک بیان کرتے ہیں پھر پاک بیان کرتے ہیں جو ان کے قریب ہیں یہاں تک کہ ان کی تسبیح سارے دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر مابین عرش سے ملنے والے اور ان سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اذن الہی ہے تو وہ اذن دیکھتا ہے۔ یہی جبرئیل کے بعد دیگرے ایک دوسرے

افطی صراحتی کی طرف متوجہ ہوتی ہے یعنی جی کے یہ معنی ہیں کہ فرشتہ کو براہِ راست روحِ نبی سے اتصال ہوتا ہے اس اتصال کی حالت میں فرشتہ کی مثالی صورت نما آواز صاحبِ جان فوتِ قدسہ کو محسوس ہوتی ہے۔

نیز کل سائنس اسلام شیخ شهاب الدین ۳۶ وردی جن کا اشراقی فلسفہ اور تصوف سلسلہ کے واسطے اہم ناز ہے اقسامِ وجود میں فرماتے ہیں کہ ایک وجودِ مثالی ہے اور حقیقی اور رویت، منکر اسی وجود سے متعلق ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء و غیرہ کو جو عالمِ رب کی یا میں معلوم ہوتی تو یہ سب مثالی صورتیں ہیں۔ جو بذاتِ خود قائم ہیں قریب قریب بکمالِ خیالِ عقیدت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجتہ السالبا لہ فیہ میں اہلِ مثال اور حقیقتِ ملائکہ کی اہمیت ظاہر فرمایا ہے۔

کہا گیا ہے کہ ملائکہ کا وجود صرف انبیاء کی اس میں ہوتا ہے لیکن ان کا وجود ملائکہ کی یہ بہت اونے صورت ہے کہ ان کی وجود حسی ماننا ناممکن ہے جس کی عقلی طاقت اور نظائر کوئی صورت نہیں جیتھتا۔ جو حسی منکرینِ عالمِ غیب کے مقابل میں ایک تاویل ہے جو حسی اس سے زیادہ کچھ نہیں نہ وہی فوت کے تھریفات ایسے غیر واقعی موجودات کو نمایاں کرتے ہیں۔ یہ اگرچہ عوام کے لیے جائز ہو سکتا مگر اس سے نظر ثانی آنا اور جو غلطیوں سے قدرِ پاکِ بستان میں جکڑ جی کہنا جاتا ہے اور جن کی عقلیں عالمِ عقل گئی ہیں۔ اولیٰ بات ایسا خیال کرنا ایک نہایت شرکِ اتمامِ جاہلانہ مغالطہ کا علاوہ اس کے اعزازی دلی عویض میں وجودِ حسی کی تاویل کو بالکل اطل کا کتا ہے لہذا کوئی زیادہ بھی کی صورت نہ صرف آنحضرت کو معلوم ہوئی تھی بلکہ تمام ماضین صحابہ نے اولیٰ تسلیم کی اس کو کئی گفتگو کی سب کا کوئی کسر نہ تھا کہ آنحضرت کا استخراق اور انہماک و مہم جو کو بھی تھا کہ انھوں نے مثل آنحضرت کے خیالات کی نوبت میں اپنے ساتھ ساتھ ایک غیر موجودی انھار جیڑ کر موجودی انھار جیڑا تھا اور کیا بتایا جا سکتا ہے کہ ایک غلط مشاہدہ سب کو ایک ساتھ کیوں پیش آیا

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملائکہ کا شکل انسانوں کے مجسم اور شکل ہونا یہودیوں سے لایا گیا ہے۔ یہودیوں میں یہ خیال جو جس سے آیا ہے ہم اسکے متعلق اس قدر گھبرانا کا فیہ ہے کہ یہودیوں کے تمام عقائد اور کیا جو سر کے سبب خیالات غلط ہیں ان کا یہودیوں کی تو حید و رسالت میں بھی مخالفت کی جا سکتی ہے۔ یہی احکامِ حشر و باطل بھی غلط ہیں اور کیا جو سببوں کے یزدان کی بھی مخالفت کی جا سکتی ہے۔ یہ عجیب استدلال ہے کہ کفار گمراہ فرقہ چونکہ اس عقیدہ کا قائل ہے ایسے ہم اسے نہیں مان سکتے کیا انہیں بھی حیات پر فلسفہ مذہب کی تحقیق اور تفریق ملتی نہیں۔ ان کو بھی نہیں ہم کو کیا ہے خودی غورنا چاہئے کہ جو عقیدہ ہمارے سامنے پیش کیا گیا وہ فطرتِ علیہ کی رو سے کیا ہے۔ یہ بالکل مشکوک کہا گیا ہے کہ یہ خیال انسانی فطرت کے ساتھ ساتھ پیدا ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہلِ کتاب پر پھر نہیں۔ بہت پرستوں میں بھی یہی خیال و پوتاؤں کے نام سے پایا جاتا ہے۔ دوم ویزان ہندوستان اور چین کے تمام اصنام پرست اس عقیدہ میں ہم آچلتا ہیں۔ مگر ہم جلدی کو بھی تو توحید و توفیق کے سامنے کوئی چیز نہیں کہتے اور جس خد کو ہم اہلِ کتاب کے ماننے میں کہ انہ عقیدہ کے آنا وہ کہ استدلال کی عقلی طاقت



تجربہ از تحت آفت زنج سے دیکھتی تھی اس کا قریب تر ہونا۔ اقلوبیت الساعۃ  
 دیکھا گیا اور اس کا ثبوت بھی ساتھ ہی ساتھ دیا کہ **وَالشَّقِ الْقَهْرِ**۔  
**اقلوبیت الساعۃ** انتقال کا معنی ہے۔ اور باب الفعّال کا خاصہ بیان ہے کہ یہ  
 علم معانی کا سلم سلسلہ ہے کہ لفظ کی ادنیٰ معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے (الساعۃ  
 لحد کے ساتھ جب اللہ لام تا ہے نوبت عرب میں ہمیشہ قیامت کے معنی دیتا ہے  
 الساعۃ ہی الدھل (دھوس) انشعق کے معنی جھوٹا ہونا وہ حال کے معنی  
 دیتا ہے اور سبب کے معنی ایک قرآن میں وقد انشعق النقص ہے جیسا کہ  
 اور خود عماد نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ ماضی کے اوپر قد ب دہل ہوتا ہے تو  
 تحقیق وقوع کو ظاہر کرتا ہے اور اسلئے اس صورت میں شوقِ قہر کا لفظ  
 وقوع لفظ قد کے اضافہ کرنے سے ظاہر کیا گیا۔ اقلوبیت اور انشعق دونوں  
 صیغہ ہی ہیں۔ اسلئے ظاہر ہے کہ ان کا اشارہ اسی فعل یا حال کی طرف ہوتا ہے  
 جزا نہ گذشتہ میں ہو چکا ہے اقلوبیت الساعۃ یعنی قیامت قریب تر ہو گئی  
 اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کا زمانہ وقوع قریب تر ہو گیا یا یہ  
 کہ عند الحفل وہ قریب تر ہو گئی چونکہ گذشتہ فقرے کے منکر تھے اور وہ اجرام فلکیہ  
 کا پست جانا محال سمجھتے تھے اسلئے تجرہ شوقِ القہر سے بات قریب تر ہو گئی اور جو  
 فکر شوق ہو سکتے ہیں۔ اور چونکہ قیامت کی نسبت منکرین سے یہ معنی ظاہر کیا جاتا تھا  
 کہ کسوت آسمان و زمین وہ ہم پر ہم ہو جائیں گے تمام ثواب و عذاب ٹوٹ پھوٹ  
 جائیں گے۔ اور اسکو منکرین محال سمجھتے تھے۔ اسلئے جب ان کے سامنے واقعہ شوقِ قہر  
 ہو گیا تو اب ان کے لیے یہ بات ماننے کے قابل ہو گئی کہ قیامت کا وقوع ہی طرح  
 ہو سکتا ہے جس طرح رسول اللہ نے ظاہر کیا تھا امام رازی نے، اقلوبیت  
 الساعۃ کی تفسیر میں اقرب اب مطلق مراد لیا ہے۔ اجمالاً اس کے بعد کہ آیت ملاحظہ  
 کیجئے کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے **وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْجَبُوا وَيَتَوَلَّوْا**  
**مُتَوَلِّينَ** ان لوگوں کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس سے دور گزرتے  
 کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جھوٹ ہے۔ مگر سحر سے مراد سحر تو کیا یا سحر  
 جو ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ اس آیت سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شوقِ قہر کے معجزہ  
 کے بعد ان آیات کا نزول ہوا اور نہ پھر کفار کی نسبت خدا سے تعالیٰ کا یہ فرمان کہ  
 کہ کفار کی عادت ہے کہ معجزات سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اُسے جادو کہنے لگتے  
 ہیں و لغوہ عمل ہو جاتے گا۔ یہ انداز بیان ایسا نکاحا ہوتا ہے کہ شوقِ القہر ہو چکا تھا  
 اور اسکو دیکھ کر کفار نے سحر و فریہ سے تعبیر کیا تھا۔ قسریٰ آیت ہے۔  
**وَلَمَّا بَلَغُوا أَجْعَالَهُمُ الْكُفْرَ دُخِلُوا فِيهَا** اس معجزہ کو جبکہ وہ دیکھ چکے اور اسانی  
 نضالِ ہشتات کی پیر ہی کہنے لگے۔ اس سے بھی عیاں ہے کہ شوقِ القہر کا  
 وقوع ہوا تھا اور کفار نے اُس کی تکذیب کی تھی۔ کی طرح اس سے معنی مستنبط  
 نہیں ہو سکتے کہ جب کبھی آئندہ شوقِ القہر ہو گا تو وہ تکذیب کرے گا اور اُفاق  
 دونوں ماضی کر سینگے ہیں جو گذشتہ واقعہ کو ظاہر کرتے ہیں۔  
 ابھی کہ سب سے آئندہ کے ساتھ شوقِ قہر کو منسوب کر کے یہ کہنا کہ قریب تر ہونا

کے ہو گا۔ اور یہی مراد خدا کی ہے۔ یوں بھی درست نہیں ہو سکتا کہ انداز بیان سے یہ  
 بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ شوقِ قہر جو بطور معجزہ کے دیکھا گیا تھا اُس کی تکذیب  
 کفار نے کی تھی۔ اس لیے اب اگر زمانہ آئندہ کے ساتھ منسوب کر کے وقوع قیامت کی  
 وقت شوقِ القہر کو ماضی قریب سے بڑا نقص ہے۔ یہاں تک کہ یہ کہ پھر اسی وقت شوقِ القہر  
 معجزہ نہ رہے گا۔ بلکہ وہ تو حادثات قیامت میں شامل ہو جائے گا۔ اور پھر تکذیب  
 کفار کی موقع ہی نہیں ہے۔ پس کلامِ اللہ میں اس بات کا اظہار کہ کفار نے تکذیب کی۔  
 اسی بات کو چاہتا ہے کہ شوقِ القہر معجزہ ہو۔ اور وہ معجزہ اس وقت ہو سکتا ہے۔ جب  
 قیامت سے پہلے اسکا وقوع ہو گیا ہو۔ ورنہ بیکار ہے۔ اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے جو ایسے معجزات سے کہ وہ معجزہ انہیں کے زمانہ میں ہوا ہو۔ کیونکہ پھر ان کے  
 بعد ہم معجزہ جاری نہیں رکھتی تھی۔  
 وہ حضرت جنہوں نے شوقِ القہر کے معجزہ سے انکار کیا ہے انہوں نے کلامِ اللہ میں  
 ان آیات کی بھی تاویل کی ہے کہ ان میں اقلوبیت۔ و انشعق بعد انہوں مضارع  
 کی معنی میں آئے ہیں یا مضارع انشعق مضارع کے معنی میں آیا ہے۔ مگر اس میں غلطی  
 نے غلطی کی ہے۔ کیونکہ انشعق کا عطف اقلوبیت پر ہے اور اقلوبیت صیغہ  
 ماضی ہے۔ ان اگر اقلوبیت بعد مضارع کا صیغہ ہوتا تو انشعق کے معنی ماضی  
 یا مستقبل کے ہو سکتے تھے کیونکہ یہ نحو کا قاعدہ ہے کہ جب ماضی کا عطف مضارع  
 پر ہوتا ہے تو وہ صیغہ ماضی مضارع کے معنی دیتا ہے لیکن یہاں ایسا نہیں ہے  
 اگر یہ کہا جائے کہ وہ نہیں اقلوبیت بھی مستقبل کے معنی میں آیا ہے اور مضارع  
 ہے کہ جب قیامت قریب آئے گی تو شوقِ القہر ہو گا۔ تو صحیح نہیں کیونکہ اس  
 صورت میں یہ جملہ شرطیہ ہو جائے گا۔ اور انشعق القہر جواب شرط واقع ہو گا  
 وہ معطوف ہے۔ اور نحو کا قاعدہ ہے کہ جواب الشرط لا يعطف عليه  
 یعنی جواب شرط معطوف اپنی شرط پر نہیں ہوتا اگر یہ کہا جائے کہ پورا جملہ  
 اقلوبیت الساعۃ و انشعق القہر جملہ شرطیہ ہے اور جواب اس کا  
 معطوف ہے یعنی جب قیامت قریب آئے گی۔ اور چاند کہے گا تو یہ ہو گا دھچکا  
 دھک نہیں ہے تو بھی صحیح نہیں کیونکہ حرف شرط و جزا دونوں کا خلاف بلا قیود  
 ہے اور پھر سب سے بڑا نقص آئندہ آیات کے معنی کے لحاظ سے پیدا ہوتا ہے کہ  
 اس طرح ان کا مفہوم لغو ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس قدر  
 تحقیق سے بہر حال یہ امر ثابت ہو گیا کہ شوقِ القہر ماضی ماضی سے ثابت ہے  
 اور اس کا ذکر ایسے الفاظ میں ہے کہ کوئی تاویل دوسری ہو ہی نہیں سکتی اور چہ  
 اس امر کے تحقیق ہو جانے کے بعد کہ یہ واقعہ قرآن کی آیات سے صاف طور پر سمجھ  
 معلوم ہوتا ہے۔ اور کسی بحث کی ضرورت نہیں باقی رہتی کیونکہ نفسِ لطیف کے مقابل میں  
 اجماعِ دین و اجماع کی بحث بیکار ہوتی ہے، مگر نہیں ہم اس پر بھی غور کر چکے ہیں  
 کہ بعض علماء نے جو تاویل کی ہے کیوں کی وہ ادا حادث اس باب میں کیا ظاہر ہوئی  
 (باقی واصل)

(نیاز محمد خان نیاز فقہری)

۱۰۰ غیر مجلد ۱۰۰ مجلد ۱۰۰ مجلد

تبیغیہ لطیفہ خیالات ظریف

محمد بن حنفیہ (دوسری) کی کتاب اسلام اور حقیقت کا نہایت ہی مدلل اور دلچسپ  
کتاب ہے اور اسلامی عقاید کا عقلی اور سائنسی لاش کو زیر بحث نہ لے کر کیا؟  
خداوند تعالیٰ ہی فیضانِ دلچسپی کی ہے۔ قدرت مہربان ہے۔ (مدرسہ)

**شرعیہ طر لقیّت** شرعیہ و طر لقیّت کے متعلق غلط فہمیاں آنکھ پھیل رہی ہیں۔ اس میں کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ شرعیہ طر لقیّت کے متعلق غلط فہمیاں آنکھ پھیل رہی ہیں۔ اس میں کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ شرعیہ طر لقیّت کے متعلق غلط فہمیاں آنکھ پھیل رہی ہیں۔ اس میں کوئی ہمدردی نہیں ہے۔

حیات مرتبہ ہمارے (۴۰)  
 شفا فی الاستقامۃ فی الصلوٰۃ  
 یہ جواب کتاب چچ ہزار عربی و روم شریف  
 کا مجموعہ جس کے نام پر ہر وقت نماز مستند

**علی شہر الانام**

حدیث کی کتابوں کی چھان بین کر کے بڑی محنت و گفتاشی سے اس کو ترتیب دیا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام مطبوعہ تصانیف، احوال و معادلات، خوارق و عجائب، سوانح و غزوات و حج و عمرہ کا

اور دوسری مہی کے پر اہ میس کے کرکروا ہے جہر طمان کو زہر بی جا ہے قیمت فخر ۱۲  
**انتخاب توحید** میر تقی کے مشہور و معروف انتخاب۔ کو حید کے اہل بیگستانی

حضرت مولانا غلام حسن نظامی صاحب دہرہ دوسرے مستند اشعار وادوں کے قابلِ دیدنی ہیں  
جس کے گئے میں نورت حضرت ۱۲

**جنگلے بس چون مٹی**  
 ہاؤسنگ منسٹرا چارڈزوں کو مٹانی صفائی لکڑی

ہاؤسنگ منسٹرا چارڈزوں کو مٹانی صفائی لکڑی

اچھی کہ دوسری حالت میں اس کی فیکٹرنگ کے شکی قیمت صرف ۱۲

مطابق کتبہ مدیر مکتبہ قادریہ سعید منزل شہر میرٹھ





وہاں سے وہ بڑے غائب  
ہو کر گئے غریبوں کی جانب

میں نے اس کو دیکھا تھا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم کا آئینہ  
سالانہ ہفت روزہ جس کا نام ہے "آئینہ" و  
قسم ہفت روزہ "آئینہ" ہفت روزہ  
تقدیرِ امارت کا ہفت روزہ سلطانِ مہر وں کا ہفت روزہ  
ہفت روزہ "آئینہ" ہفت روزہ "آئینہ" ہفت روزہ  
ہر کسی کے لیے کی پہلی تاریخ کو ہفت روزہ "آئینہ" ہفت روزہ

ممالک متحدی کے راہِ صفا + توں رفت جزو دپے  
ظاہرِ مہر کے رو گزیدہ + کہ ہرگز ہنس نہ لخواہ رسید

انوارِ ابدی و نورانی  
میں نے اس کو دیکھا تھا

فانی







# چھ مسہور وایوں کا کس



ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوا میں گوشہ ۳۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں۔ اس لیے قدیم خریداروں کو مخاطب کر کے ضرورت نہیں صرف نیا صاحب کے لیے جو شہنشاہی ادویات کو متفرق ہو گئے ہوں یقین دلانے اور آزمائش کے لیے یہ مندرجہ ذیل ہمشہور اور مجرب ادویات کے ذمہ نہ کس، ہمارے جسم میں قدر کافی ہو ایک ادویہ جس کا نام میں پورے طور پر چوسکتی ہے۔ سپیٹ شیشیوں میں بھری ہوئی جو صورت کاغذ کے کچن میں بند رہتی ہیں جن کے ساتھ ان کے حالات کی کچھ جونی خراب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر باریوں کے لیے یہ انمول ہے اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ خطوط کے خریداریں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا نام دیتا ہے۔

## دواؤں کے نام



دوسری دوا ویدیا ہی دور میں ہو ذرا دہاتی ہے۔ کولاناٹانک۔ ہر ایک کے لیے طاقت بڑھانے کی دوا  
مقوی باہ کی گولیاں جیسا نام ویسا فائدہ عرق کا فور۔ مہینہ اور گری کو دست کی ایک ہی دوا ہے۔  
جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خلاصہ صحت بہت بھلائی ہے عرق کو دینیہ بہتر در شکر  
سیاحی ورد کی دوا۔ نوٹ۔ پوری حالت کی فہرست طاقت طلب کر کے دیکھئے۔ ۱۱ ویات ہر جگہ  
دکان داروں و دوا فروشوں سے لی سکتی ہیں۔ ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے۔  
فیخت فی کس۔ ایک روپیہ آٹھ آنے (پچھڑ) محصول ڈاک چار آنے (۴۴)

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۱۵ و ۱۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

## سہارنپوری تحفے

**چاول** سہارن پور کا مشہور ہے۔ دو دراز ملکوں میں جاتا ہے۔ آپ کو جس قدر ضرورت ہو طلب کریں۔ یہ سید ڈالی سیرنگا کو قیمت پیشگی وصولی ہو ذی پر چاول روانہ ہونگے (۱) پختی چاول باستی ۵ سیرین محصول سیر (۲) پختی چاول باستی دوسیرین محصول عمار (۳) پختی چاول رام جوان ۵ سیر۔ مع محصول تین روپیہ (۴) پختی چاول رام جوان ۲ سیرین محصول غیر۔ دی پی ارسال نہیں ہوتے۔ شوک فروکش دریافت کریں۔

**پودے و تخم** میوے دار درختوں کے پودے اور پھولوں۔ ترکاریوں کے تخم جو مطلوب ہوں ہم سے طلب فرمائیے۔ فہرست مفت ہمسے منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔

**جینی** یہ گھوڑوں کو کھلائی حالت ہے۔ گھوڑا چست چالاک اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ قیمت فی پوری ایک من ۱۵ سیر منیجر دیو کوٹیشن پر کرایہ ریلوے ذمہ خریدار فرائض کو وقت بچاتی پوری وصول ہونی پڑتی رہا ہوگی نوٹ۔ سہارن پور سے جو چیز مطلوب ہو منگا دیے۔  
مینجر دوکان لالہ تھرا دس نالول مور گنج سہارنپور

## باغ باغی لگانیوالوں کو مرہ

میتھ کے باغبان اس میں ہر قسم کی ترکاریوں سے چار درختوں در ہر قسم کی بیلوار پیدا کرنے کے طریقے دئے گئے اور بہت سی مشرقی باتیں بھی ہیں تاکہ ہر شخص باغبانی کا کام حاصل کرے اور پھل و پھل سے خوش ہو سکے۔

سیر و شہنشاہ ہندوستان و پنجاب کے ۱۶ نامی حیدر حیدر مشہور شہر و ملک حال جیسا کہ دنیا کا کام ہیں۔ ہر طرح کی قیمت مشہور عمارات کا مفصل حال سفر کا آرام قابل دید قیمت صرف مع محصول ایک جگہ کتاب ۱۲ روپیہ۔ پختی پودے فروخت ہو رہی ہے۔ جلدی کرو۔

**قیمتوں کا طالعی محال** ہر قسم کے کھانے اور شہنائیاں وغیرہ بنانے کی لاجواب کتاب جو پچھلے ہر قسم کے کھانے اور شہنائیاں چاہا وغیرہ آچار مرہ پڑ پڑ شہنائیاں ترکاریاں وغیرہ دینا اور عمارت عام ہر گز اجرت کو بھی پڑے کہ سدا و تودہ ہی عمدہ و عمدہ لذیذ کھانے بنانے قیمت ۱۱ روپیہ پختی پودے۔ یہ نادار کتاب روٹوں کو ہنسائی ہے۔ ہر مردہ دلوں کو شگفتہ کرتی ہے۔ محکمین اور رنجیدہ کو باغ باغ کرتی ہے۔ قابل دید۔ مہذب و عمدہ لطافت کا مجموعہ۔ ۱۲ روپیہ۔ قیمت مع محصول ڈاک ۱۱ روپیہ +

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ

مینجر قیصر ہند ایکسپریس نمبر ۱۹ سہارنپور

رسالہ اسوہ نمبر بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ۲ ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ لغایت ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

نمبر ۲۶

فہرست مضامین

جلد (۴)

## حکمت و وعظہ

کنج تنہائی جناب مولوی محمد رکن الدین صاحب آقا (عالم فاضل) ۴۸  
اصلی خوبصورتی :- ماخوذ از حکمت علی ۴۹

## مذاکرہ و مناظرہ

معجزہ عشق اقمیر پر ایک محققانہ نظر جناب مولوی نیاز محمد صاحب نیادفتویٰ ۵۰

## اصلاح اخلاق و الاعمال

جنت ہو چوتھا خط نظم جناب مولوی عاشق حسین صاحب نیادفتویٰ ۵۲  
شرابی کی بیوی نظم جناب مولوی محمد حسین صاحب عارف ایم۔ اے ۵۳  
دبیانی مسلمان جناب مولوی عرفان علی صاحب مولوی سببوری ۵۴  
اصلاحی لطیفہ :- منقول از ٹیپرس میگزین ۵۴

## علم ادب

تحفہ حجاز (نظم) جناب مولوی محمد تقی صاحب قرگیاوی ۵۵  
سکندر کا تابوت (نظم) جناب منشی انوار حسین صاحب  
رتوا۔ ڈیہاوی ۵۵

## اشتیہات

## اشتات

ویاچہ ۲۹  
انتہائی مضمون ۲۹  
ایک جدید اسلامیہ کالج ۳۰  
مکاتب اسلامیہ ۳۱ جنگ اور بیکاری ۳۱

## معارف القرآن

تفسیر الفاتحہ ترجمہ تفسیر المنار ۳۲  
سورہ کریمہ ماعون جناب مولوی خواجہ عبدالحی صاحب دی ۳۴  
سلطنت کس کو ملتی ہے ؟ :- ماخوذ از تفسیر القرآن ۳۶

## عقائد الاسلام

توحید باری کو براہین ثلاثہ جناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب ۳۷  
عقائد الاسلام جناب مولوی حافظ محمد عبداللہ صاحب (عالم فاضل) ۳۸  
عقیدہ توحید اور اس کے منافع :- ماخوذ از "الاسلام" ۴۲

## السيرة المحمدية والخصال النبوية

برگزیدہ نبی کو برگزیدہ خصائل جناب مولوی محمد عظیم صاحب واعظ اسلام گٹر ۴۳  
قیام امن عامہ کو تو کون بنی الاقوامی معاہدہ مولوی نور الدین صاحب آجروم ۴۴  
رسول اللہ کا نامہ مبارک :- منقول از رحمتہ للعالمین ۴۷

## گزارش

جن حضرات کا سالانہ خریداری اس پرچہ کے پہونچنے پر ختم ہو جائے گا اگر وہ آئندہ کے لئے خریداری جاری رکھنا چاہتے ہیں تو براہ کرم مبلغ ۵ روپے بھیج کر  
دوسرا فراموش نہ کریں۔ ۵ اکتوبر تک سالانہ آئندہ کی قیمت موصول نہ ہوئی اور کوئی اطلاع انکاری بھی دفتر میں نہ پہونچی تو منسلکہ دفتر کے بموجب اکتوبر کا رسالہ ذی بی بی بیکھر  
سالانہ قیمت کا قسم دوم کے خریداروں سے اور مبلغ سے و قسم اول کے خریداروں کو وصول کر لی جائے گی۔ اگر آپ کسی مجبوری سے آئندہ سال کے لئے (خدا عزوجل سے)  
رسالہ نہیں خرید سکتے تو ابھی ڈاک ایک کارڈ لکھ کر ہم کو مطلع کر دیجیو کہ آئندہ آپ کے نام اسوہ حسنہ نہ بھیجا جائے۔ ایک پیسہ کا کارڈ لکھ دینے میں آپ کا  
اتنا نقصان نہیں ہو گا جتنا کہ وہی پی کے واپس آنے سے ہم کو تکلیف اور زبرداری ہوگی۔ ہمارا آپ کا ایک سال دیا اس سے بھی زیادہ سے تعلق ہے۔ آپ  
کہ آپ اس حق کو خیال رکھیں گے اور وہی پی واپس کیے خواہ خواہ ہم کو نقصان نہ پہونچائیں گے۔ منہ

# قَابِلُ مِطَا الْعَمَلِ

ازاد قضا من مملکت افغانستان صاحب کرامت و شرف کی سند و تائید ہے۔  
ممد و جود و ترقی کا راز خانہ و خاص کوشش ہو لیکر نہ ہو لیکر کا ترجمہ کر لیا ہے۔  
صص تیار ہر قیمت حد اول سے۔ حد دوم سے۔ حد سوم سے۔ کمال کتاب سے  
مقدمہ تاریخ ابن خلدون کا اردو ترجمہ (۱) تین جلدوں میں جو بعینہ کثیر  
کس شخص کو بھی عبارت کی وقت کہ دوسرا درمیں ترجمہ کر کے حرات ہنوی سے کمال ترجمہ  
یہ ہے۔ اتم شہادت امام حسین علیہ السلام پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ جلد اول کا۔ جلد  
دوم کا۔ حد سوم سے۔ کمال کتاب سے۔

تاریخ اسلام مصنفہ سید امیر علی صاحب کرامت و ترجمہ۔ اس حیثیت کی کوئی  
تاریخ آج تک نہیں تھی۔ گو یاد کیا کوڑہ میں بند کر دیا ہے قیمت چار  
تاریخ خاندان عثمانیہ (۱) مفصل تاریخ جدید اصول تاریخ نویسی کی مطابقت  
بہترین راوی کے ذکر شدہ سو سال میں اس پایہ کی کوئی اسلامی تاریخ کسی اسلامی ملک  
میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ ہر دو جلد لکھیے

انجیل بر بناس اس مقدس بنجیل کا ترجمہ ہے جس کو خاندان دین عیسوی نے  
عہد نامہ میں بالکل نابود کر دیا تھا۔ گو کہ اس میں حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی  
سبب جو وہ ہے اسکی تعلیم دیگر مروجہ انجیل کی تعلیم سے بدرجہا بڑھ کر اعلیٰ و موثر ہے۔  
اسکا ترجمہ انات قرآن مجید کی مطابقت رکھتا اور اس کا اصلی انجیل جو نیکائیت و بت پرستی  
سے بے انجیل و فتنہ گر انہماک و طور پر ہاتھ لائی گئی علمائے اس کو جلی بتاؤں میں برسی ہی ہو گئی  
لی گاہ کہ یہ تاریخ حقیقت سے اسکی قدر قدرتی اور اصل ایتھالیٹھی و انگریزی میں  
کر گئی ہے کیا کیا کچھ مصرعے ایک مشہور عیانی نے اسکا عربی زبان میں ترجمہ کیا اور کارخانہ  
اس کا وکرو کا مارچا مسلمانوں کے لئے ایک قابل دیدہ و محض ہے۔ قیمت چار

قلید خزانہ قرآنی اسکی مدد کسی آیت کا کوئی ایک لفظ یا کلمہ ہو تو ہر ناکل ہدی  
بیت کا پتہ نشان سورہ و تعداد آیت مل جائے مزید ہر اک اس کتاب کا ذریعہ ہے یہی فہم معلوم  
ہو سکتا ہے کہ فلاں لفظ کتنی مرتبہ اس کے قرآن میں آیا ہے مثلاً صلوٰۃ کا لفظ نو بار بار ماضی لایم  
وہی آیت میں حوالہ دیتے ہیں جیسے کہ لفظ آج اس میں کلمہ ہر نصف آیت کو زیادہ  
وقت صرف یہ کہ کتابت کے بعد طبع و تصنیف کی حکایت ہے۔ یہی لفظ کو علاوہ یہ لفظ  
رکھی ہو کہ آخر میں پیدا ہے اور عشرہ آیات بتاؤں کی جہلی یہاں تیار کر دیا  
گئی جس کی اسکی فائدہ رسائی دو چند ہو گئی ہے۔ صفحات ۶۶ صفحات قیمت ۲۲ + ۲۹

قیمت چار روپے (۱)۔ وطن بلدنگس لاہور

# الْمَوْلُ عَلِيٌّ

نیر اعظم مدظلہ العالی کا نام سال کا سب سے بڑا نام عز و اور زیادہ ہے۔  
آزاد خوش بیان مشہور معروف اخبار ہے۔ نمونہ طلب فرمائیے۔

گنج شاہ گنج (۱) قدیم شاہن ایران سے لیکر اس وقت تک کی دنیا بھر کی  
سلطنتوں و ریاستوں و خیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکوں کو  
دونوں رٹوں کی اہلی تصویر۔ حلال و حرام۔ مابہیت اور ایک بسوط فہرست سلطانین ہند  
و جلال الدین اکبر کے سکوں کی دی گئی ہے۔ دو جلد۔ دو روپیہ (۱)۔

مخزن الطوائف (۱) دنیا بھر کے اور ان۔ پہلے۔ مقادیر سکجات کے حالات نوٹ  
گرائی۔ زنگرانی۔ انٹون بلاک بنانا۔ سید پرکھو دنا۔ تصاویر نقشہ جات کے  
روغن و نقش مصنف کا ذکر۔ دو جلد۔ دو روپیہ (۱)۔

تاج و نشان۔ دنیا بھر کی سلطنتوں و ریاستوں و غیرہ کے تاج و نشان۔ نوی  
ارکے پھر یہ۔ مالوگرام و غیرہ کی اہلی تصویر قیمت۔ دو جلد۔ طر  
دستار و کلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی کڑی۔ ٹوپی۔ کٹھنپ۔ خود بندہ عا  
دکھی بچیاں۔ پائے۔ بیوں کی متفرق ٹوپیاں۔ انگلیزی مردوں۔ لوگوں کو لکھنا  
اور لکھنے کی مختلف اوقات کی ٹوپوں کی تصویریں۔ ۸۔

ملہم تاریخ ترجمہ از دو شخص مسلمانان مرحوم۔ اسیر کتب معتبرہ و نقات سے  
امداد لیکر تیار و ذخیرہ تاریخی کیا گیا ہے اسکا تمام قواعد و ذرہ بحر اختلاف  
تمام مادہ و اعلیٰ پیش اور سب کے قول فیصل و بات دونوں کو یکجا کر دیا ہے اور جو کچھ طلب بھی  
مستوفیہ و ضائع کر دیا ہے ہر محققان ان کا اختلاف بھی دکھا دیا ہے تاریخی کو کسٹانی بیان  
بھی تھا جو یہ مثال و نظائر کے طور پر اور خوب خیرہ نہیں۔ تاریخ کا دائرہ و نقشہ لگا دیا  
شکل میں تقریباً تمام و بڑی بھڑکی و ایرانی اسلام الہیات است و کی تاریخیں پیش کی گئی ہیں  
تاریخ گولی کی تمام منہش وجود ہیں۔ طر

عدوالت تاریخ معدودت پر جنیل تاریخی مصنفہ ایضاً ۳۳ عدو لیکر ۲۰۰۰ بزرگ  
ہر شے کے مقابلہ میں تو ہی عدو کا الفاظ فقرات۔ محاورات۔ آیات حدیث و ضرب الامثال  
مصرعات و غیرہ لاکھوں کثرت سے مادے ہیں۔ طر

جنگ یورپ کہ زمین کا بر اعظم یورپ توپ و تفنگ معاشی ہوائی جہازات  
و جدید ترین آلات حربہ کا اچھا و شکار گاہ بنا ہے آپ اگر اس کو مفصل حالات دیکھنا  
چاہتے ہیں تو جلد منگوائیے کسی حصوں میں چھاپی گئی ہے ہندوستانی زبان میں اس  
جنگ کی پہلی تاریخ ہے۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

آئینہ جنگ کی فہرست ہے۔ ۱۔  
(۱) اسباب جنگ۔ (۲) مصطلحات جنگ۔ (۳) نتائج جنگ کی فوجی طاقت (۴)  
متحصین کی بھری قوت۔ (۵) جنگ کو مشہور مقامات کی فہرست و حالات (۶) جنگ

قیمت چار روپے (۱)۔ وطن بلدنگس لاہور

کے مشہور لوگوں کی فہرست و حالات (۱۰) روزنامہ جنگ (۸) ضروری نشریات  
(۹) آفات جنگ کی تصاویر و شرح (۱۰) ضروری نقشے قیمت ۴  
کنز الطفر المعروف بنقل حیرت قدیم و جدید۔ قسم کے ۳ سو تالیفات  
ایک ایک منے پر بیع کلان۔ چودہ آنے (۱۲)  
تاریخ اردو مکمل چار جلدوں پر ان ملک سعادت خاں کے عہد سے  
واجد علی شاہ کی معزولی تک کے مفصل حالات درج ہیں یہ کتاب ۷۷ تالیفات  
مکتب تاریخ سے مرتب کی گئی ہے۔ فہرست معنایں ۲۰ صفحوں پر ہے۔ نو آنے  
پرس ہائیں تک حاکمائی اور تحقیق و تلاش و داخلی محنت کو اس کو ترتیب دیا  
قیمت پچھوے (دسٹہ)

**حسن الاذکار** فی مناقب غوث الارباب حضرت غوث پاک کی مفصل  
سوانح عمری۔ کرامات و حالات و حسب و نسب مناقب مجید ۱۲  
اصول فقہ۔ اردو میں ایسی جات کوئی کتاب فقہ کے متعلق نہیں لکھی گئی جیسی  
مکمل کتاب و تمام فقہ کا اصل اصول مجلس اردو میں ۲۰ صفحوں میں حل میں  
کی گئی ہے۔ فہرست معنایں ۱۵۰ نمبر کی ہے تمام جائگاہوں کو دست بلد میں  
بیر قیمت پچھوے ہیں

**بکھر الغرائب**۔ بیانات دقیقہ و اشارات شککہ و طریقہ ہائے تفسیر۔ ایک جلد  
کی شروع و خواص اسمائے خداوندی کی مفصل شرح۔ آٹھ آنے (۱۱)  
تاریخ بدھران۔ بدھ قوم کی مختلف تاریخ ان کی ابتدا۔ ان کے سلطانین  
کا تالیف انہیں کی سند تاریخوں سے۔ قیمت ۴۴۔ کلان نازد ایک سو ۱  
سوانح عمری مہاراجہ نرندر پرش و سابق پیشکار دولت آصفیہ و مہاراجہ  
کشن پرش و سابق و بدھ دکن کے خاندان کے تفصیلی حالات جن کا مقدمہ شیعہ بیگم  
مشہور ہو دکن کے ناموروں کے سماعتات۔ قیمت ۴

المشتر بینیر عظم و یکا یحییٰ مراد آباد

## مرورید ثلاثہ

برائین نیرہ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن زندہ کامل۔ اور  
ناحق الہام ہے۔ قیمت ۱۰ (دس آنے)  
اسوہ حسنہ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم ایک مذہب  
اور کامل رسول ہیں۔ قیمت ۴

**آتم الالسنہ** جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عربی زبان ایک ذہ کامل و نامزد زبان  
قیمت ۴۔ ہر کتب معنیہ خواجہ کامل الدین حیدر خان و مولانا دلائی خان  
مکمل سلسلہ پر ایہ مراد کرتے ہیں۔ آتم الالسنہ اپنی نوعیت پر ایک نئی کتاب ہے جس پر ہر کتب  
دلائل و ثبوت ہے کہ عربی زبان کل دیگر زبانوں کی مانند خدا کی زبان نہیں ہے بلکہ  
میں ہر سال اشاعت اسلام عزیز منزل نو لکھا لاہور

## روزنامہ العصر

### اگر آپ ایک ایسا اخبار خریدنا چاہتے ہیں

- (۱) جو دعوت حق و خدمت صدق کے لئے وقت ہو۔
- (۲) جو ملک کو پابندی اصول آئین کی برکات و مستفید ہو چکی رہنمائی کرتا ہو۔
- (۳) جو ترقی علم و عمل میں کوشاں ہو۔
- (۴) جو ملک کی حقیقی تائیدگار و قوم کو دلی جذبات کی صحیح ترجمانی کرتا ہو۔
- (۵) جو ملک قوم کی ظاہری و باطنی خوشحالی اور ترقیات کے لئے جائز کوشش کرتے ہوئے عام اخباری افواض کی جامعیت کو نظر رکھتا ہو۔
- (۶) جو جنس لطیف کو متعلق بھی نہایت جانناک جواہر برے پیش کرتا ہو۔
- (۷) جو دولت برطانیہ کا مفصل اور عقیدت کیش مشیر ہو۔
- (۸) جو اسلام کا غلام ہو۔
- (۹) جو ہر ایک قسم کے سودمند و مفید و اہم خبریں حامل مقام و شائع کرتا ہو۔
- (۱۰) جو تربیت اطفال کے متعلق بھی خاص ترین معنایں شایع کرتا ہو۔

### روزانہ العصر خریدیے جس کی قیمت میں اب عید الفطر کی تقریب سید ہے

یہ خاص رعایت کی گئی ہے کہ جو حضرات اسراگت مسئلہ ایک اخبار کا چند  
پڑھو یعنی آرڈر سال کر دیں تو ان کو مفصلہ ذیل رعایتی شرح سے چند لیا جائیگا۔  
ایک لکھ کے لئے پچاس کے عہد ۱۰ لکھ کے لئے پچاس کے عہد  
تین لکھ کے لئے پچاس کے عہد ۱۰ لکھ کے لئے پچاس کے عہد  
نوفت رعایت محض اس وقت کی ہوگی جو اسراگت مسئلہ ایک ہفت روزہ کی کوئی ایک تیر لکھ  
کے چند کا منہ پڑھیں اس کو پچاس کے عہد میں۔ منیج العصر لاہور

## کلیات شفیقہ و حسرتی

جناب غفران پے ابغیم اللہ سرور ملک غفران علی محمد صلی علیہ وسلم صاحب جم و مہر و آس خرمی و  
کونہات خوش گوار و سلم الشیو شہر اس پر تھوڑے ویران پچاس شفیقہ و حسرتی اور فاری میں حسرتی۔ غفران  
کو اودہ کی فاری شریعی ایک لکھ خاص گئی ہے آپا کلیات ایک لکھ پچاس کے عہد میں ایک لکھ پچاس کے عہد میں  
وقت مناسب و توفیق تھاجہ کا لکھ کے عہد میں ہے ابجی عملیاتی خانہ پچاس ہادی میں ایک لکھ پچاس کے عہد میں  
حقیقت صنف نے یہ کلیات حال ہی میں زیر نو طبع کر لیا ہے جو شروع میں حضرت مصنف کی دو لکھ تیر لکھ  
پچاس آپ کا کام پڑے ہو اور جو نقد فاری دیوان و شہادت پر مشتمل ہے غفران پچاس کے عہد میں ایک لکھ پچاس کے عہد میں  
جم کا یہ لکھ پچاس کے عہد میں ہے قیمت تھاجہ کا لکھ کے عہد میں ایک لکھ پچاس کے عہد میں دو لکھ دوم لکھ  
لکھ پچاس کے عہد میں۔ منیج انٹرنیٹ پریس علی گڑھ



# اشتات

## اشتات

### دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ سالہ بھی وقت معین پر ناظرین باتکین کی خدمت میں پہنچ کر  
 ان کو مسرور و محفوظ کر لگا۔ اس پرچہ میں کوئی مضمون ایسا تو نہیں ہے جو اعلیٰ مضامین میں  
 نہ مل جائے البتہ اس پرچہ کے مضمونوں میں کسی مضمون مفید و دلچسپ ہیں اور قابلیت و  
 تحقیق کے لئے گئے ہیں۔ جناب مولوی حافظ محمد عبدالنور صاحب (عالم فاضل) کا مضمون  
 "مراۃ اسلام" ایک عمدہ تعلیمی مضمون ہے۔ جو لوگ عقائد اسلام سے واقف ہیں انہیں مضمون  
 غور سے چھٹا بلکہ سلف یاد کر لینا چاہیے کیونکہ نتیجہ عقائد ایک مسلمان کو اپنے تہذیب و تمدن کی  
 بنیاد ہے۔ جب مولوی عزیز عظیم صاحب حافظ اسلام کا مضمون برگزیدہ نئی کے برگزیدہ  
 فضائل کا مباحثہ ہے۔ وہ مفید سلسلہ اسوہ حسنہ میں عرصہ سے جاری ہے۔ ناظرین کرام  
 اس کے خاص و فو سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ ہمارے دیرینہ معاون مخلص جناب  
 مولوی دیکرم، رکن الدین صاحب وانا (عالم فاضل) جن کے گرانقدر مضامین کو اکثر  
 ناظرین شوق و دلچسپی سے پڑھتے ہیں عرصہ دراز تک سخت علیل رہنے کی وجہ سے اسوہ حسنہ  
 نے اپنے مضامین نہیں لکھ سکے تھے اب کہ بفضلہ تعالیٰ آپ صحتیاب ہو گئے ہیں امید ہے  
 کہ اپنے رشتہات قلم سے برابر ناظرین کو محفوظ و مستفید فرماتے رہیں گے۔ اس پرچہ  
 میں جناب صوف کا بھی ایک دلچسپ مضمون کچھ تنہائی درج ہے جو ابھی ناقص ہو  
 اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنا قبل از وقت ہے۔ مولوی شیخ نور الدین صاحب تاجر  
 حرم کا مضمون سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک دلچسپ تاریخی مضمون ہے

مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوشاں جزیرہ ہی ہدایت ہے کہ وہ اپنی ولی نعمت  
 اور آقائے نامدار کے متبرک سوانح حیات کو باخبر ہوں۔ مولوی حواجہ عبدالحی صاحب  
 فاروقی کا مضمون سورہ کریمہ مائون نمائندہ کے مقتدر رسالہ البلاغ سے نقل ہوا ہے  
 اس لئے اس کے ذریعہ ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس رسالہ میں مختلف کتب کے  
 جو اقتباسات درج ہوئے ہیں ان میں مسلمانوں کی موجودہ ضروریات کا خیال رکھا گیا  
 ہے اس لئے وہ خاص طور پر مفید و دلچسپ ہیں۔ ہمارے خیال میں مجموعی حیثیت سے  
 یہ رسالہ بھی اپنے ماضی نمبروں سے کچھ کم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ترقی کرنے کی  
 توفیق عطا فرمائے۔

### العامی مضمون

اسوہ حسنہ کی جلد ۲ میں معیار تقدس کے اعلیٰ موضوع پر کل سات مضامین  
 شائع ہوئے ہیں، مگر اسوس ہے کہ ایسے اہم موضوع پر بھی کوئی مضمون ایسا  
 جان نہیں مل سکا جو پورے اعلیٰ کے قابل سمجھا جاتا۔ نچلے سات مضمونوں کے تین  
 مضمون باقی چار مضمونوں سے بہتر ہیں۔ مگر یہ تینوں مضمون اس قسم کے ہیں جن میں  
 سے کسی ایک کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ باقی مضمونوں سے اچھا ہے کیونکہ  
 ہر ایک مضمون بعض اعتبارات سے دوسرے مضامین سے بڑھا ہوا ہے اور بعض  
 اعتبارات سے گھٹا ہوا۔ لہذا یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ کون سا مضمون بہترین  
 مضمون ہے اس لئے شیخ زین العابدین صاحب دین میرٹھ کی یہ رائے کہ اعلیٰ



ایک جدید اسلامیہ کلج

میں نے اس کے لئے ایک نیا ہیرو بنا دیا۔  
اس نے اس کے لئے ایک نیا ہیرو بنا دیا۔  
اس نے اس کے لئے ایک نیا ہیرو بنا دیا۔  
اس نے اس کے لئے ایک نیا ہیرو بنا دیا۔  
اس نے اس کے لئے ایک نیا ہیرو بنا دیا۔

[illegible]

کہ وہ اس کے حاصل ہونے میں مدد دے۔ لیکن محض اسی ایک مقصد کے لئے کسی جدید کالج کے عظیم ائٹان مصارف کو برداشت کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ یہ مقصد جو کالج سے بھی بخوبی حاصل ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ قوم متفق ہو کہ اسباب زیادتی مصارف کو رفع کرنے کے لئے کافی سرمایہ فراہم کر دے۔ اور منتظین و امینان کالج پر زور ڈالے کہ وہ حتی الامکان کفایت شعرا کی کوٹھڑا رکھیں اور طابعیوں سے فضو تخریجی اور تن آسانی کی عادت چھڑا دیں۔ علی گڑھ کالج میں ان اصلاحات کو عمل میں لانے کے لئے مستصلین کی ایک با اثر تعداد کجاعت امینان میں بڑا ضروری ہے۔ اگر بحر یک رقابت کوئی دوسرا کالج قائم ہوا تو ان مستصلین کی تمام توجہ نئے کالج کی جانب منطف ہو جائے گی اور علی گڑھ میں اصلاحات کا دروازہ سدود ہو جائے گا۔ اس لئے مجوزین دہرہ دون کالج سے ہیں امید ہے کہ وہ تحریکات تائیس کالج میں سے رقابت علی گڑھ کالج کے خیال کو اگر ایسا خیال کی وجہ سے موجود ہے) دل سے بخال دیں گے۔ اور اپنے لئے ایک ایسا نصب العین تجویز کریں گے جو علی گڑھ کے معلوم مضب العین سے مختلف ہو اور جس سے قوم کو وہ نفع پہونچ سکے جو اس وقت کسی موجود کالج سے نہیں پہونکتا۔ ہر حالت میں کہ تمام سرکاری و غیر سرکاری مدارس مسلمانانہ کو ملائت کے لئے تیار کر رہے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ دہرہ دون کا یہ پیکار اپنی قیلمی برکات کی نسبت میں حصول ملازمت کی امید کو کوئی جگہ دے۔ ہر سر کجھ میں ایک رسک ہو کہ از کم ایسی بھی مونی چاہیے جو ہماری ہی نس کو معدود چند افراد کو کسی اعلیٰ اور مفید تر مقصد کے لئے تعلیم دے سکے۔ موجودہ کالجی کالجوں کے نتائج کی اصلی صورت کو نظر خاطر سے غلطی ہو مگر چشم بصیرت کو پوشیدہ نہیں ہے۔ اور اب کوئی ذی ہوش و فہم شخص اس کو انکار نہیں کر سکتا کہ وہ نتائج قوم کو حقیقی ترقی کے مارج پر پہونچانے کے لئے کسی طرح کافی نہیں ہیں۔ ان کا جو دھرن اس لئے منتہم ہے کہ وہ عدم سے بہتر ہے ہمیں ایک ایسی تعلیم دے کہ بھی ضرورت ہے اور جلد ضرورت ہو جو ہماری پس ماندہ قوم میں اسلامی کیریکٹر پیدا کرے۔ وہ کیریکٹر جو آج مغربی اقدام کو ایہ کامیابی و ذلیلہ تھا ہے۔ اور جس صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ کہے جانے کے قابل بنائے۔ جو کم کم وقت اور قلیل سے قلیل صرف میں ہم کو زیادہ سے زیادہ نفع پہونچائے جو ہماری جسمانی و دماغی قوتوں کو فارغ التحصیل ہونے کے بعد بیکار نہ کر دے جو ہم میں اجتہادی اور عملی قابلیت پیدا کرے۔ جو ہماری اندرونی قوتوں کو ہماری قوم کی دولت و قوت کی حفاظت کرے۔ تجارت زراعت اور صنعت و حرفت میں دوسری اقدام کے ساتھ دانش پرورش کھڑا ہونے کے قابل بنائے اور ہماری مادری زبان اردو کو کارآمد علوم و فنون سے مالا مال کر دے۔ اگر ہندوستان کی کوئی یونیورسٹی ایک ایسے کالج کو جو مذکورہ بالا غایات و مقاصد کو مد نظر رکھ کر صحیح اصول پر قائم کیا گیا ہو جس میں ذریعہ تعلیم ہمارے مادری زبان اردو اور ہندو لینگوئج انگریزی عربی یا فارسی ہو۔ اپنے ساتھ شوق

کرتے لیے تیار نہیں ہے تو نہ ہو۔ انشاء اللہ بہت تھوڑے زمانہ میں قومی کالج کی سذوں کی عزت و وقعت پورے پورے کی ڈگریوں اور ڈپلوموں کو بڑھ جائے گی اور ہم محسوس کرنے لگیں گے کہ سب معیشت کے لیے سڑکی لائنیں ہی واحد ذریعہ نہیں ہے بلکہ رزائی کریم نے حصول معاش کے اور بھی بہت سے ذرائع اپنے مصالح جنوں کے لیے ہمیں فراہم کیے ہیں جو ملاوٹ سے رہا بہتر ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ پرنس حمید اللہ خاں صاحب اور ان کے مشیران بالکل اسے شوروہ پر غور فرمائیں گے۔

### حکات اسلام

میر بہ ظاہر بیدار مغز حکمران ہوں سرسبز زمین میں بہاؤ نے اپنے عہد کو جس میں نون کے تعلیم اور سیاسی حقوق کی تجدید اور ان کے بعض جائز خطا کے چارے میں جس فراخ دلی اور مدد پروری سے کام لیا جو اس کیلئے ایک ممدوح تمام مسلمانان ہند کے شکر و امتنان کے مستحق ہیں۔ آپ کی ذات کے اندر جو نوعیات قومی ہوش اور باخبر مسلمانوں نے شروع میں قومی کیلئے وہ بدیع پوری ہوتی جاتی ہیں اور اگر بعض افسوسناک غلط فہمیوں کی وجہ سے ان کا پورے کی مسجد کا ناگوار واقعہ پیش نہ آتا تو یقیناً شمس سرگرمی عام مسلمانوں میں بھی ایسی ہر دلنریزی حاصل ہوتی جو ممدوح کے یقینہ و حاکم سوچ پر ان کو اب تک نصیب نہیں ہوتی۔

سر میں لو اپنے صوبہ کی قلیل التعداد جماعتوں کی تعلیمی پستی اور سیاسی پستی کا اتنا ہی خیال ہے جتنا کہ ایک عدل پرور اور مظلوم نواز حکمران ہونا چاہیے۔ اور جہاں تک مصالح حکومت اجازت دیتے ہیں وہ تعداد جماعتوں کی ترقی کے راستہ سے موانع و مشکلات کے دور

پیشہ کو شاہد رہتے ہیں۔ چنانچہ ہزار گزرنے یہ دیکھ کر کہ صوبہ ہند میں ابتدائی تعلیم میں ہندو بلکہ دیگر اقوام کے بہت پیچھے ہیں، سرکار نے پورے راولپنڈی میں سطور کیا کہ مسلمانوں کے لیے ابتدائی تعلیم کی بنیادیں ہم بچوں کے لیے غرض سے صوبہ ہند میں مخصوص اسلامیہ گورنمنٹ کی طرف سے بہ کثرت قائم کیے جائیں جن میں مدرسین مسلمان ہوں اور ان کے اعلیٰ افسران نگران بھی مسلمان ہی رکھے جائیں تاکہ جو مسلمان اپنے بچوں کو عام تحصیل مدارس میں محض اس لیے بھیجنا پسند نہیں کرتے کہ ان میں قرآن مجید پڑھانے کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا وہ پورے تعلیمی اسلامیہ مکاتیب میں تعلیم قرآن و دینیات کا انتظام کر سکیں۔ یہی شکیات بھی رفع ہو جائے کہ بعض اوقات غیر اقوام جس مسلمان بچوں کو پوری ولسوہی اور محنت سے نہیں پڑھاتے ان کو سخت ضائع کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کی اس مریاد تجویز ۱۹۱۶ء سے عمل درآمد شروع ہو گیا ہے، امید ہے کہ صوبہ ہند کے

مسلمان جو جہالت کی تاریکی میں ٹپے ہوئے ہیں عاقبت اندیش حکمران گورنمنٹ کی اس فیاضانہ تجویز سے پورے طور پر فائدہ اٹھائے ہیں اور ان کے تعلق سے کام نہیں لینگے۔ کیونکہ ایسے بیش بہا مواقع ہمیشہ نہیں آتے جوتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے سیکڑوں بچے گلی کوچوں میں بے مارے چھوٹے ہیں مگر ہر ایک محلہ کے سربراہ اور وہ بارہا سوئے اشخاص ان آواز گرد بچوں کی دینی و دنیاوی تعلیم کے لیے اپنے اپنے محلوں میں اس قایم کروا دیں اور ان کی نگرانی میں دیکھی لیتے ہیں تو یقیناً وہ اسلام اور مسلمانوں کی ایک ایسی خدمت کریں گے جس سے زیادہ قابل قدر اور لائق تحسین اس زمانہ میں کوئی دوسری خدمت نہیں ہو سکتی۔ بڑی افسوس اور اندیشہ کی بات ہے کہ ہم مسلمانوں کے لیے نتیجہ سیاسی شور و شغب میں منہمک ہو کر دین تعلیم جیسے ضروری اور اہم کام کو بچے عرصہ سے بالکل ہی پس پشت ڈال رکھا ہے حالانکہ اب کوئی ذی ہوش اور عقلمند شخص اس کو انکار نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں کے اہل و عیال اور ذلت و مسکنت کی سب سے بڑی وجہ ان کی جہالت ہے، کاش چاہے پڑجوش ہی خواہ ان قوم اقبال کا قومی ترانہ "چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا" پڑھتے وقت اس شعر پر بھی غور کر لیں کہ:

نامہ نام ہے میر تو میں تم کو دکھا دوں گا کہ جو تسلیم سے بھاگیں گے نام انکا شادوں گا

### جنگ و بیکاری

ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ کی ہلاکت آفریں جنگ کے دور رس اثرات شہری وسائل معاش پر گزرنے والے لاکھوں مسلمانوں کو جو اپنے اخراجات آمدنی کو کم رکھنے کے عادی نہیں تھے، مفلسی و فاقہ مستی کا ہدف بنا رکھا ہے۔ بیکاری بے روزگاری کی دردناک صدائیں ہر طرف سے آرہی ہیں اور لوگ ذرائع معیشت کے سدود و محمدود ہو جائیسے نالان و پریشاں ہیں۔ کلکتہ کا انگریزی رسالہ "انڈسٹری" اس ناگوار صورت حال سے متاثر ہو کر مکتوبہ طبقہ کو ہندوستانیوں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ شہری زندگی کی دلفریبیوں کو خیر باد کہہ کر مواصلات و جنگلات میں جا لیں اور اس علم و واقفیت سے کام لیں جو انھوں نے شہروں میں حاصل کی ہے اپنی آبائی پیشہ کاشتکاری کو معاش حاصل کرنے کی کوشش کریں قریب قریب ہمارے کل مواصلات میں ایسی افکار زمینیں موجود ہیں جنہیں درست کر کے ان سے کام لیا جاسکتا ہے لیکن ہمارے دیہاتی کاشتکار جو جہاں و ناواقف ہوں ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھائے اگر واسطہ دیکھیں تعلیم یافتہ باشندگان قصبات زراعت کی جانب متوجہ ہو جائیں تو وہ نہ صرف اپنے ایک عہد و بدلہ معاش مہیا کریں گے بلکہ ملک قوم کو بھی بہت فائدہ پہنچائیں گے۔ ہمارے خیال میں اس مفید مشورہ پر عمل کرنے کی مسلمانوں کو بلکہ دیگر اقوام کو زیادہ ضرورت ہے کیونکہ وہ نہ صرف افلاس و مصائب ہی کا شکار ہو رہے ہیں بلکہ

میر بہ ظاہر بیدار مغز حکمران ہوں سرسبز زمین میں بہاؤ نے اپنے عہد کو جس میں نون کے تعلیم اور سیاسی حقوق کی تجدید اور ان کے بعض جائز خطا کے چارے میں جس فراخ دلی اور مدد پروری سے کام لیا جو اس کیلئے ایک ممدوح تمام مسلمانان ہند کے شکر و امتنان کے مستحق ہیں۔ آپ کی ذات کے اندر جو نوعیات قومی ہوش اور باخبر مسلمانوں نے شروع میں قومی کیلئے وہ بدیع پوری ہوتی جاتی ہیں اور اگر بعض افسوسناک غلط فہمیوں کی وجہ سے ان کا پورے کی مسجد کا ناگوار واقعہ پیش نہ آتا تو یقیناً شمس سرگرمی عام مسلمانوں میں بھی ایسی ہر دلنریزی حاصل ہوتی جو ممدوح کے یقینہ و حاکم سوچ پر ان کو اب تک نصیب نہیں ہوتی۔

# يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّكَ اَنْتَ رَسُوْلُكَ لِيَدَّبَّرُوا الْاَيَانَ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ

(قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ سمجھ سکیں۔ دالے دالے احکامات) بیعت حاصل کریں

## معارف قرآن

### تفسیر المفاتیح

سند سے لئے دیکھو اسوہ حسنہ اگست ۱۹۱۶ء  
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

ہمیں ملا جو جس ظاہری کے ساتھ اس اجتماعی زندگی کے لئے کافی ہو سکے جیسا کہ شہید کی سکھیں اور۔ چوبیسویں کو ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایسی وجہانی اور الہامی قوت عطا فرمائی ہے جو ان کو مجتہدہ زندگی بسر کرنے کے لئے کافی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کُل کے لئے اور کُل اپنے ہر ہر فرد کے لئے برابر سادہ عمل کو جاری رکھتی ہیں۔ اور اسی طریقہ سے اُن کی حیات نوعی قائم ہے۔ چنانچہ مشاہدہ اس کا گواہ ہے۔

الان کا خاصہ نوعی چوکا ایسا نہیں تھا کہ اُس کے اندر اس قسم کی الہامی قوت زیادہ رکھی جاتی اس لئے اندر تائی نے اُس کو ایک ایسی ہدایت عطا فرمائی جو جس الہام کی ہدایت سے بہتر و اعلیٰ ہے۔ یعنی عقل جس سے حواس و مشاعر کی غلطیوں کی اصلاح ہوتی اور اُن کے عمل و اسباب کا پتہ چل جاتا ہے۔ نگاہ دور سے بڑی چیز کو چھوٹا۔ اور بانی میں کھڑی ہوئی سیدھی لکڑی کو ٹیڑھا دکھتی ہے۔ علیٰ خد اصفاد کی زبان پر مٹی چیز کو دی معلوم ہوتی ہے۔ پس عقل ہی کا کام ہے کہ وہ ان اور کات کی نسبت ناقص و غلط ہونے کا حکم لگاتی ہے۔

چوتھی ہدایت دین ہے۔ حواس و مشاعر کی طرح عقل بھی اپنا داک میں غلطی کرتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی شخصی یا قومی نفع کے کاموں میں عقل حواس سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے اور ان ہدایات کو شہوات و لذات کا تابع کر کے ان کو طریق گمراہی اختیار کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اُسے معرض ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں۔ پس جبکہ حواس و مشاعر بھی سیدھے راستے سے ہٹ جاتیں اور خواہشات نفسانی عقل کو اپنا غلام بنالیں اور عقل اُن خواہشات کے لئے طرح طرح کے جیلے تراشے لگے تو انسان کے لئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ خوش نصیبی کی زندگی بسر کر سکے؟ پھر ان خواہشات و شہوات کی کوئی حد بھی نہیں ہے جہاں انسان رک جاسے۔ حتیٰ کہ ان نتائج صرف ایک انسان کی شخصیت ہی تک محدود نہیں رہتے بلکہ وہ لمبا اوقات و سرور کی ملکیت پر بھی دست دمازی کر بیٹھتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کے آپس میں

ہدایت اس بات کو سمجھنا کہ انسان شیخ محمد عبدہ دھوم نے پہلے ہدایت کی معنی بیان کیے کہ اہل لغت کے نزدیک ہدایت، اور اوافظ و کرم الیہ راستہ پر لگا دینے کا نام ہے جو مطلوب مقصود تک پہنچا دے۔ اس کے بعد علامہ معدون نے ہدایت کی اقسام و مراتب کی بحث شروع کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مقصود سعادت و حاصل کرنے کے لئے چار قسم کی ہدایتوں سے بہرہ مند فرمایا ہے:

اول و جہان طبیعی اور الہام فطری کی ہدایت ہے۔ یہ ہدایت ہی کے تحت سبچوں کے اندر موجود ہوتی ہے۔ کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی حاجت غذا کی تکلیف میں ہو کر محسوس کر کے فطری طور پر غذا کی طلب میں جھپٹا جاتا ہے اور جیسے ہی پستان اُس کے لبوں تک پہنچتی ہے فوراً بچہ کو اُس کے دبانے اور چوسنے کا الہام ہو جاتا ہے۔

دوسری حواس و مشاعر کی ہدایت ہے جو حیوانی زندگی میں پہلی ہدایت کی تکمیل کرتی ہے۔ مذکورہ بالا اقسام کی ہدایتیں جو ان مطلق و غیر مطلق دونوں میں مشترک ہیں بلکہ ان دونوں ہدایتوں کے کاغذ سے بے زبان جانور انسان سے بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ غیر مطلق حیوان کا الہام اور اُس کو حواس اُس کی ہدایتیں کے بتوڑے ہی عرصہ کے بعد درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں برخلاف انسان کے انسان کے حواس و مشاعر بدیع اور عمدہ دما میں مکمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ جیسا انسان پیدا ہوتا ہے تو اُس وقت کوئی علامت اُس کی ایسی نہیں ظاہر ہوتی جس سے یہ کہاجا سکے کہ وہ آوازوں کو سننا یا چیزوں کو دیکھنا ہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ دیکھنے لگتا ہے لیکن اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے فاصلہ کا اندازہ کرنے کو قادر رہتا ہے اور دور کی چیز کو قریب سمجھ کر اُس کے حاصل کرنے کے لئے اُس کی طرف اٹھ بڑھا دیتا ہے۔ خواہ وہ انسان کا چاند ہی کیوں نہ ہو۔ حواس و مشاعر کے کامل ہونے پر بھی اس قسم کی جتنی غلطیاں اکثر انسان سے ہوتی رہتی ہیں۔

تیسری عقل کی ہدایت ہے۔ انسان کی خلقت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ دنیا کی طور پر اپنی عقل کی زندگی بسر کرے مگر باوجود اس کے و جہان الہام حواس کو اس قدر

کو نہیں ملی۔ بلکہ خاص خاص لوگوں کو عطا ہوئی ہے۔ مراد اس ہدایت کو یہ ہے کہ خیر و نجات کا راستہ بھی بت دیا جائے اور اس راستہ پر چلنے کی توفیق بھی عطا ہوگی انسان سے شریعت و دین کے سمجھنے اور اس و عقل کے استعمال میں بکثرت غلطیاں ہوجاتی ہیں اور وہ گمراہی میں پڑ جاتا ہے (جیسا کہ قرآن مجید میں بیان کر چکے ہیں) اس لیے وہ ایک خاص مدد کا محتاج رہی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار و ارادہ پاک اھدنا الصراط المستقیم میں ہم کو حکم دیا کہ ہم اس مدد کو حق سبحانہ و تعالیٰ سے طلب کریں لہذا آئیے گریہ اھدنا الصراط المستقیم کے معنی یہ ہونے کے کہ ہمیں سیدہ بارستہ دکھا۔ اس طرح پر کہ شریعتی فیہ مدد بھی ہمارے شامل حال ہو جو ہمیں غلطی و گمراہی سے محفوظ رکھے۔ سب ہی پہلی دعا ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہی تعلیم فرمائی ہے۔ محض اس وجہ سے کہ مبالغہ اور چیزوں کی احتیاج کے ہمیں حق سبحانہ و تعالیٰ کی ضرورت زیادہ ہے ۔

الضراط المستقیم۔ اس کے بعد علامہ مدد نے صراطِ راستی  
بیان فرمائے کہ صراطِ راستہ کو کہتے ہیں۔ پھر اس کے اشتقاق کو بحث کی۔ یہی وہی صراطِ  
راستہ صراطِ کے معنی و اشتقاق کے متعلق بھی وہ تمام باتیں بیان کیں جو بحثِ لغویہ و  
لغت میں مذکور ہیں۔ پھر فرمایا کہ مستقیم (یعنی سیدھا) متوجہ یعنی تیز تھا  
کی ضد ہے لیکن متوجہ کے مقابل مستقیم ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ انہیں کبھی  
یا نیکمیدگی کا ہونا ضروری ہے بلکہ ہر وہ چیز جو اس غایت یا مقصود کو صرف  
ہو جائے جس پر اس کا منہ ہے جو نالازی و ضروری ہے متوجہ کہلائے گی اصطلاح  
علم ہندسہ میں مستقیم دو طرفوں کے درمیان قریب ترین ذریعہ وصل کو کہتے ہیں  
اور یہ اصطلاحی معنی لغوی معنی سے لڑوا سکتے ہیں جیسا کہ صنفِ ظاہر ہے یہ جو  
ہے کہا ہے کہ بحثِ لسانی مستقیم یعنی متوجہ سے ہر وہ چیز مراد ہے جو اپنی غایت کو  
صحرف ہو جائے۔ یہ اس وجہ سے کہا ہے کہ اگر کوئی راستہ ہی کسی بیشک کو آدم  
اُدھر چلا جائے تو وہ بہ نسبت اس شخص کے جو راستہ کی ٹیڑھی ترمیمی گنہ گار ٹیڑوں پر  
چل رہا ہے زیادہ گمراہ ہوگا۔ کیونکہ یہ دو سرائض تو کبھی نہ کبھی منزلِ مقصود پہنچنے  
پہنچ جائے گا اگر پہلے شخص کو جو راستہ ہی سے بیشک گیا ہے وہاں پہنچنا کبھی عجیب  
نہ ہوگا۔ بلکہ جس قدر وہ اپنی رفتار میں نوعِ محل و انتہاک کو کام لے گا اسی قدر غایت  
و مقصود سے دور ہو جائے گا۔

بعض مفسرین نے صراطِ مستقیم سے حق - دین اور عدل و عدوم ادا لے لے ہیں

۱۱  
 ۱۲

اُٹھنا ہی ہو جاتی ہے۔ وہ لڑتے ہیں جھگڑتے ہیں۔ لوٹ مار کرتے ہیں۔ ایک دوسرے چلے کر بیٹھتے ہیں۔ نوبت قتل و قتل تک پہنچ جاتی ہے۔ اور مذکورہ بالا حالات کو کچھ کاغذ پر چھپنا پس معلوم ہوا کہ ان کو ایک ایسی ہدایت کی ضرورت ہے جو ایسے وقت میں جبکہ خدا تعالیٰ نے ان کو انھما لعدا کی عقلوں کو مغلوب کر دیا ہو ان کی رہنمائی کرے اور ان کے لیے ان کے اعمال کی حدود کو ظاہر کر دے تاکہ وہ ان پہ چٹکے نہ لگ جائیں اور آگے دست برداری کرنے سے باز آئیں۔ انسان کی یہ ضرورت ہر امت و دین سے پوری ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں انسان کی خلقت و طبیعت میں جو باتیں رکھی گئی ہیں ان میں کو ایک یہ بات ہے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام جہان پر ایک عینی قوت مسلط ہے جس کی طرف وہ تمام باتیں منسوب ہوتی ہیں جن کا سبب معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسی قوت غیبیہ نے ہر ایک چیز کو خلقت و جوہانیت فرمایا ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس محدود مذہبی و عارف بھی کوئی اور مذہب لگا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مذکورہ بالا ہدایتوں کے ذریعہ وہ انسان یہ سمجھ سکے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو اور تمام جہان کو پیدا کیا ہے اور جس نے یہ ہدایتیں وغیرہ عطا فرمائی ہیں اس کے کیا کیا حقوق اس کے ذمہ واجب ہیں اور وہ ان کی باتیں ہیں جن کے ذریعہ سے وہ دوسری دذہب میں فلاح یا ب و سعادت مند ہو سکتا ہو اگر کر نہیں۔ بلکہ ان امور کے معلوم کرنے کے لیے اسے ایک جو حق ہدایت کی سخت ضرورت ہے اور اسی کا نام دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی اکثر آیاتوں میں اُن مختلف قسم کی ہدایتوں کا ذکر موجود ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہیں۔ انا محمد ایک آیت وَهَدَيْنَاهُ الْبَحْرَيْنِ ہے یعنی ہم نے اسے سعادت و شقاوت اور خیر و شر کا راہ دکھایا ہے۔ یہ آیت ہدایت خواہ ظاہری و باطنی اور ہدایت عقل و دین سب کو شامل ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے وَآتَاكُمْ مَعَهُ فَاَمْتَحَنكُمْ فَأَنْتُمْ مَكْنُوءُونَ اَللّٰهُ عَلٰی الشَّيْءِ عَزِيزٌ یعنی ہم نے تم کو (خیر و شر کی) راہ بتادی مگر تمہوں نے شر کے راستوں کو اختیار کر لیا جن کو اس آیت میں تمہی سے تبصرہ کیا گیا ہے۔

اسی مضمون کی اور کئی آیتوں کا ذکر کرنے کے بعد علامہ مددوح نے فرمایا کہ اب ہدایت کے ایک اور معنی بیان کیے جاتے ہیں جو آئہ کریمہ مندرجہ ذیل سے مفہوم ہوتے ہیں۔

أَوَلَيْكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ  
فِيهِدَاهُمْ أَتَتَدْرُكُهُ

یہاں پر حیاتِ سیّدہ جہاّت مراد نہیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کیونکہ آیات سابقہ میں جہاّت کے معنی دلالت کے ہیں اور دلالت کی صورت ایسی ہو جس کو کسی شخص کو دو ماستوں کے سرے پر لیجا کر کھڑا کر دیا جائے جن میں سے ایک ماستہ تو بھگ ہو اور دوسرا بھانیت منزل مقصود تک پہنچانے والا اور ہر ایک راستہ کے انجام سے اس کو مطلع کر دیا جائے یہی وہ جہاّت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انجیو فضل کرم کو تمام افراد انسانی کو عطا فرمائی ہے۔ لیکن اس آیت میں جس جہاّت کا ذکر ہوا ہے وہ ایک خاص جہاّت ہے جو جو کس و مشاہد و عقل و شریعت کی طرف ایک

ہم کہتے ہیں کہ وہ تمام باتیں جو ہیں دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرائی ہیں مجاہد و عقائد و آداب چوں یا احکام و تعلیمات سب پر صراطِ مستقیم کا سہارا ہو سکتا ہو رہا یہ سوال کہ ذرائع حصول سعادت کا نام صراطِ یارستہ کیوں رکھا گیا؟ اس کا جواب ایک مثال سے واضح ہو جائے گا۔ مثلاً حق ہی کا نفع ہے کہ وہ خدا اور نبوت اور احوال کائنات و بشر کے متعلق صحیح اعتقاد رکھنے کا نام ہے اور ان سب میں صراط کا مفہوم واضح طور پر موجود ہے۔ کیونکہ صراطِ یارستہ اسی کو کہتے ہیں جس پر منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے ہم چلتے ہیں۔ اسی طرح حق جو ہمارے لیے واقعی اور صحیح عقیدے کو ظاہر کرتا ہے، منزل اس کی راستہ کا جو بہت سے گمراہ کن راستے سے نکال کر ہمیں منزل مقصود کو لیجاتا ہے، پس عقل و نفس کے نزدیک حق کی بھی وہی صورت ہے جو حواس کے نزدیک ایک سیدی ترک یا شاہراہ کی ہے۔ اس پر جیسی ہوتی ہے اور اس پر سیر منوی۔ علیٰ ہذا القیاس جب تک حدود و احکام کے معنی میں غور کر گئے تو ان میں بھی صراط کا مفہوم موجود پائے گئے جو احکام و عمل سے متعلق ہیں ان کی تعلیم حسب ذیل اقسام میں کی گئی ہے۔ واجب۔ مندوب۔ مباح۔ مکروہ۔ اور اس سے ہمارے نفس و اجتہاد کو خیر و شر کی تفریق میں بہت بڑی آسانی ہو گئی ہے۔ پس ہدایت کبریٰ یعنی دین کے ذریعہ سے ان احکام کی تشریح ایسی ہی ہو جیسی کہ ایک صاف اور کشادہ شجر کے شاخ و برگ سے پتے چلتے ہیں۔ مگر بدو جس کو تم دیکھو گے کہ نفسانی خواہشات کے خلاف شرعی احکام کو بھی ایک میل بنا لیتے ہیں اور انھیں توڑ مروڑ کر اپنی خواہشات کے مطابق کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ بے وقوف عقل و حواس سے نفع اٹھانے کی بجائے انھیں اپنی ہلاکت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں دین کو کھیل بنا کر اپنی مرضی کے موافق توڑ مروڑ دینا یہ ایسی حرکت ہے جو عمل و دین کی سرحد ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ موصوف نے اس کے لیے ایک مثال بیان سنوائی

کہ جامع اذہر کے موقوف کتب خانہ کے کسی کمرہ سے ایک عالم فقیہ نے کوئی کتاب چوری کر لی اور اپنے اس فعل کو اس دلیل سے جائز کر لیا کہ واقعہ کی نیت کتاب کو دفع کرنے سے یہ بھی کہ اس سے نفع اٹھایا جائے۔ چنانچہ کتاب اس کے پاس آجائے تو مقصد حاصل ہے۔ برخلاف اس کے واقعہ نے کتب خانہ کو چھین کر دیں کتاب کو کھوایا تھا وہاں پر سے رہنے سے اس کا نفع فوت ہو چکا ہے۔ اس قسم کی تاویلات کو حرام چیزوں کو حلال کر لینے کی مثالیں بہت ہیں۔ اس وجہ سے انسان کو خدا تعالیٰ کی مخصوص اعانت و توفیق کی بھی ضرورت ہے اور بہت سخت ضرورت ہے تاکہ وہ ان چاروں ہدایتوں کے مطابق ایسی استقامت و استقلال کو عمل کرتا رہے کہ اسے سعادت دنیوی و اخروی حاصل ہو جائے۔ اس لئے اللہ جل شانہ نے ہمیں مشتبہ فرمادیا ہے کہ ہم انھار کے اس کو ہدایت کو طلب نہ کریں۔ تاکہ وہ ہمارے معین مددگار ہو جائے اور ہمیں اپنی خواہشات پر تکیہ ہونے کی توفیق حاصل فرمائے۔ آیت مذکورہ آیت سابق کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ طلب ہدایت میں بھی ہمیں سوائے خدا کے کسی ہی استعانت ذکر کرنی چاہیے اور یہ استعانت اس وقت کرنی چاہیے جبکہ ہم اپنی کوشش و فکر کو اس شریعت کے نکتے میں جو چھپرنا دل ہوتی ہے بقدر امکان صرف کر چکے ہوں اور جن شرعی احکام کا کھلو علم ہو گیا ہو ان پر غافل ہوں۔ یہ مقصد ان تمام مقاصد و فضائل جو جننے حصول کے لیے ہم خدا سے عز و جل سے مدد کے خواستگار ہوتے ہیں کیونکہ اس میں دنیا و آخرت دونوں جہان کی بھلائی شامل ہے گو باقی سچانہ تعالیٰ نے آیت ایاک نستعین میں یہ تبا کر کے استعانت سوائے اس کے اور کسی کو نہ ہونی چاہیے اھدا ما الصراط المستقیم میں یہ تعلیم فرمایا ہے کہ مدد کو نہ کرنا لگنی چاہیے (باقی آئندہ)

## سُورۃ کریمہ ماعون

دولت کے کٹے بھی عجیب و غریب ہیں۔ ایک مجتہد، شیطنت اور ملعونیت۔ ایک پیکرِ شق و فجور انسان، دُریں لباس زیب تن کیے ہوئے، تنہا ہی مجلس میں جاتا ہے۔ اس کا ایک ایک فعل، ایک ایک حرکت، اخلاق انسانی کو توڑنے والی اور نظامِ عالم کو درجہ برہم کرنے والی ہوتی ہے۔ مگر سونے کا چکدار تعیلا سب کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے اور تمام حاضرین سرسبز و چوکر "اَنْتَ الْهَیْکَلُ" نگارنے لگتے ہیں اس کی تمام بُرائیاں نیکیاں بن جاتی ہیں۔ اس کے تمام نقائص بحاس و فضائل میں بدل جاتے ہیں، اور وہی فساد و شیطنت کا شکار، مسموم و مملو ہر وہی بن جاتا ہے دولت کے یہ کیسے ہیں۔ تم ان کو روزمرہ مشاہدہ کرتے ہو۔ مگر تم ان کو نصیحت و وعبرت نہیں حاصل کرتے۔ یہ دونوں علیہا وھما عنہما معروض۔ دولت اپنے ساتھ خوبیاں بھی لیکر آتی ہے۔ اور بُرائیاں بھی۔ قرآن کریم الہامی سے تم کو نہیں روکتا۔ مختلف مقامات پر اس کو "خیر" سے تعبیر کیا ہے۔ مگر اس کے یہ

معنی نہیں ہیں کہ اس کے اندر عیب نہیں، قرآن اپنے انداز مخصوص کے لحاظ سے ہر ایک بحث کی تسبیح کرتا ہے۔ اس کے محاسن و فضائل ظاہر کرتا ہے۔ اس کو عیوب و مفاسد کہ کھولتا ہے اور پھر بتا دیتا ہے کہ صراطِ مستقیم کیا ہے؟ بل ایک نہایت ہی مذموم اور قبیح شے ہے۔ پس وقت کسی قوم کی مالی و جانی قربانی کا مادہ جاتا رہتا ہے۔ وہ قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ اور زندہ قوموں میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتی۔ سورۃ صمت میں فرمایا:۔۔۔ اَللّٰمَّ عَلٰی تَجَارَۃِ تَغْیِیْکُمْ مِنْ عَذَابِ الْیَمِّ تَوْمَنُوْنَ بِاللّٰهِ وَیَصْلُوْهُ وَتَجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبْیْلِ اللّٰهِ بِالْمَالِ وَانْفُسِکُمْ ذَکَکُمْ خَیْرٌ لِّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔۔۔ تو تمہیں وہ تجارت مایہ بتائیں جس کا یعنی اور ظنی نتیجہ ہو کہ عذاب الیم سے نجات مل جائے۔ وہ تجارت و حید صرف یہ ہے کہ اللہ و رسول پر کچھ ایمان لے آؤ۔ اور مال و جان کو

صاف اعلان کر رہے ہیں کہ اس کو قیامت سے قطعی انکار ہے۔ وہ کیا اتنی معمولی نیکی سے بھی گریز کرتا؟

یہ وہ جماعت ہے جس کے پاس مال ہے۔ دولت ہے اور وہ اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتی۔ بلکہ اُس کو خزانوں اور کونہوں میں مقفل کر کے بند رکھتی ہے ان کی بعینہ وہی حالت ہے جو یہودیوں کی تھی۔ والذین یکفزون الذهب والفضة ولا یفقدونها فی سبیل اللہ فبشرهم بعذاب الیم یوم بھی علیہا فی نار جہنم فتکفر لہا جبابہم وحبو بھم وظہودھم هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنزتم تکفزون۔ جو لوگ سونا اور چاندی، مال اور دولت جمع کر کے خزانوں میں جمع کرتے ہیں اور غریب و افلاس کے خوف سے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو عذاب الیم کی خوشخبری سننا دو۔ اس مال کو جہنم کی آتش میں گرم کر کے اُن کے ماتھے اُن کے لبوں اور اُن کی پشتوں پر داغ دیا جائے گا۔ اُس وقت اُن سے کہا جائے گا کہ یہی وہ مال و متاع زندگی ہے جو ہم غریب و محروم ہونے کے باعث تم جمع رکھتے تھے۔ دیکھو یہ اُس کا ثلث اور جمع کرنے کا نتیجہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرتبہ جہاد کے لیے روہیہ کی نزول تھی آپ نے مسجد میں جا کر خطبہ دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھ کو لاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر سے کچھ رلیکر دروازہ میں حاضر ہوئے۔ یہ اُس وقت امیر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے گھر میں کیا چھوڑا اور پھر اسے لیے کیا لائے؟

حضرت عمر نے عرض کیا۔ تمام مال جمع کیا۔ نصف حضور کی خدمت میں پیش کر دیا اور نصف اپنے اہل و عیال کے لیے رکھ آیا ہوں۔

اب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے ہیں۔ یہ اُس زمانہ میں غریب تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے دریافت فرمایا۔ تمہارے لیے کیا لائے۔ اور گھر میں کیا چھوڑا؟ عرض کیا۔ جو کچھ گھر میں موجود تھا سب کچھ جمع کر کے لے آیا ہوں اور گھر میں اللہ اور اُس کا رسول ہے۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ ان قرانیوں نے کیا نتائج پیدا کیے اور جس وقت مسلمانوں میں یہ جذبہ فداویت پیدا ہو جائے گا اُس کے نتائج دوبارہ دیکھ لیں گے۔

ان میں آیتیں ہیں ان ارباب مال و دولت کی تصویر کھینچ دی۔ جو اتفاق فی سبیل اللہ سے گریز کریں۔ اس کی بنا پر اُن لوگوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر دراصل اُس کے مقصد حقیقی کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔

فویل للمصلین الذین ہم عن صلا تھم ساعون الذین ہم براؤن ویمنعون المساعون۔ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں

چاہتے تھاکہ نماز ان کے اندر تمام وہ حضرات پیدا کر دیں جو نماز کے اصل مقاصد ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جانی قربانی تو کمالی قربانی تو بھی گریز کرتے

ہیں معمولی روز قرہ کے استعمال کی چیزیں تک لوگوں کو دینا سوا نہیں لکھی

حق کی راہ میں قربان کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر تمہیں ذرا بھی علم ہوگا تو تم کچھ لوگ کہ اس میں شہادے لیے جڑی ہی ضرور برکت ہے۔

پھر اس قربانی کو زیادہ داغ۔ نتیجہ خیز اور موثر بنانے کی غرض سے سورہ توہ میں فرمایا:۔ قل ان کان آباءکم وابناؤکم واولادکم وازواجکم وعتیرتکم واموالکم فترکتموها وحبارة تختشون کسادھا واماکن ترضوھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجماعہ فی سبیلہ فترکتموها حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا ینھدی القوم الفاسقین۔ مسلمانو! اگر تمہارے باپ۔ بیٹے۔ بھائی۔ عورتیں۔ برادری۔ وہ مال جو تم نے کمایا ہو۔ وہ سوداگری و تجارت جس کی کساد بازاری کا تمہیں ڈر ہے۔ وہ مکانات جو تمہیں بہت ہی عزیز ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی تم کو زیادہ عزیز ہے اللہ سے اُس کے رسول کو اور پھر اس کی راہ میں قربانی کرنے سے تو یقین کر لو کہ تمہارے لیے اللہ کی رحمت و نعمت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ پس اب تم اللہ کے آخری فیصلہ کا انتظار کرو۔ اور اس بات کا یقین کر لو کہ خدا کے حکیم و علیم ہر اخلاقیوں کی کبھی رہنمائی نہیں کرتا۔

غور کرو یہ اُس جانی و مالی قربانی سے بھاگنے کا نتیجہ ہے۔ جو اوپر بیان کیا گیا۔ اب ایسی قوم کی ہدایت کا دروازہ مقفل ہو گیا ہے۔ وہ مقنوب و ملعون ہو جاتی ہے۔ اور خدا کی لعنت کا آہنی طوق اُس کی گردن میں پڑ جاتا ہے پھر دنیا میں کون ہے جو اللہ کے ذیل کیے ہوئے کو عزت دے؟

قبل اگرچہ تم ابتدا میں صرت مال کے لیے کرو گے۔ مگر اس کا فساد عظیم جان کے عزیز ہونے تک پہنچ جائے گا اور خدا کے راستہ میں دکھ اٹھانا بھی تمہارے لیے مشکل ترین امر ہو جائے گا۔

یزین حکیم نے اسی قبل کو لیا۔ اور ایک مستقل سورہ میں اسکے نتائج کو واضح کیا۔ اذیت الذی یکذب بالذین 'فذلک الذی یدع الیتیم' ولا یحض علی طعام المسکین۔

کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس کو اتنا بھی یقین نہیں کہ اُس کو کسی مذہبی دن پر اعمال کا خدو چھوڑنا پڑے گا۔ اور اگرچہ زبان سے وہ قیامت کا اقرار کرتا ہو۔ مگر

اُس کے اعمال اُس کے اس اقرار کی تکذیب کر رہے ہیں؟ جو شخص یتیم کی ذرا بھی پرہیز کرے بلکہ جب وہ اپنی حاجات اس دولت مند شخص کے پاس لیکر آدیں تو اُن کو

دھکا دیکر نکال دے تو کیا اس عمل قبیح سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ اس کو قیامت پر ذرا بھی یقین نہیں؟ اُس کے ساتھ تو اُس کے اعمال جائیں گے نہ مال و دولت۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ اُس کو وہ دنگان بھی نہیں کہ شخص کو اپنے اعمال کا آپ جواب دینا ہے۔ خیر اس کو بھی جانے دو۔ اگر یہ نہ سہی تو کم سے کم اتنا تو ہوتا کہ دوسری

ہی کوئی شے کی ترغیب دیتا۔ مگر اس پر محبت کی حالت عجیب ہے کہ اوروں کو بھی مسکین و فقرہ کی خدمت کرنے پر ترغیب نہیں دیتا۔ اسکے یہ تمام اعمال و افعال صاف





وَمِنْ مَّا نُنزِّلُ فِيهِ الْقُرْآنَ لِيَذْكُرُوا أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہو تو ہم نازل کیا ہو گا کہ وہ اپنے قبول نہ ہو گا اور وہ انجام کار میں ہو گا۔

## عقائد اسلام

### تجوید باری کے براہین ثلاثہ

بیانات اور ماہر ہے۔

(۹) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ عَذَابُ اللَّهِ عَمَّا يُصْنَعُونَ اور خدا کو نہ پکارا کہ نہ کسی کو سوا کوئی خدا ہی نہیں ہر چیز نیست ہو گا اس کی ذات۔

(۱۰) هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وہ زندہ ہے اس کو سوا کوئی خدا نہیں اس کیلئے اعزاز میں کرتے ہوئے اسے پکارو سب تعریفیں خدا پروردگار عالمی کے لیے ہیں۔

(۱۱) هُوَ اللَّهُ الْغَنِيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَمْلِكُ الْفَتْحِ وَالْكَرْبِ وہی خدا ہے اس کو سوا کوئی خدا نہیں۔ شاہ جو بہت پاکیزگی والا۔

اسی طرح اور بہت آیات، بیانات وہ جن میں باری تعالیٰ نے اپنی توحید نہایت زبردست شاندار الفاظ اور پر زور معانی و مضامین کے ساتھ نہایت واضح طور پر عالم آشکارا فرمائی ہے۔ ان احسان اسی قدر آیات پر اکتفا نہیں عقلیہ نہایت سلیس صاف عرض کیے جاتے ہیں۔ ان براہین میں ہم قدر منطق کا طریقہ فیاض اور معتدلتین صغریٰ کہی بھی ترک نہ کرتے ہوتے منطق جدید کا رویہ یعنی برہمی مقدمات و مشاہدات سے دلائل کو مستحکم کرنے کیساتھ ساتھ قرآن حکیم کی آیات، بیانات بھی پیش کرتے جہاں گئے جو حقیقتاً فلسفہ حقانی و منطق ربانی کہے جانے کے قابل ہو۔

### برہان اول

صغریٰ: باری تعالیٰ واجب الوجود ہو۔ کبریٰ: واجب الوجود ایک ہی ہو گا جو نتیجہ برہن حق تعالیٰ ایک ہی ہو۔

تفصیل: صغریٰ سمات میں سے ہے کوئی مذہب اس کا منکر نہیں۔ نیز عقل بھی ہی ثابت کرتی ہے اس کو کہ اگر وہ ممکن ہو تو ممکنات میں سے اس کی کیا ترجیح ہوگی کہ وہ خالق و ملک ٹھہرے، دیگر ممکنات مخلوق و مملوک اور غیر وہ

دین فطرت، دین قیام، دین حق کا سب سے پہلا عقیدہ اور پہل اصول توحید باری تعالیٰ ہے جس کے متعلق بہت کچھ دلائل عقلیہ و نقلیہ ہیں۔ ہم پیشتر چند آیات قرآن حکیم سے اخذ کر کے تلاوت کرتے ہیں۔ وہاں بعد توحید باری تعالیٰ کا براہین عقیدہ پیش کریں گے۔ نتیجہ اور ہم تن گوش ہو کر سنیں۔

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اور تم سب کا ایک ہی خدا ہے اس کو سوا اور کوئی نہیں وہ مہربان بخش فرماؤ والا ہے (۲) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ فَرُّهُ اللَّهُ هُوَ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ زندہ اور قیوم ہے۔

(۳) هُوَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وہ وہ خدا ہی جو تمہیں ارحام میں جس صورت کا چاہتا ہے بناتا ہے اس کو سوا کوئی خدا نہیں وہ عزت والا اور حکمت والا ہے (۴) شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْعِصْطِطِ خدا ہی دیتا ہو کہ اس کو سوا کوئی خدا نہیں دے کر اور با علم بھی انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہیں۔

(۵) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يَحْيِي الْمَيِّتَ وَيُمِيتُ الْعَظِيمَةَ اللَّهُ هُوَ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ البتہ وہ تم کو قیامت کے دن بچا کرے گا۔ (۶) اَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وہ اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ کی عبادت کرو۔

(۷) اَنزِلَ فِي هَٰذَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ اس کی پیروی کرو جو وحی کی گنج پر تیرے پروردگار کی طرف سے۔ اس کو سوا کوئی خدا نہیں۔ اور مشرکوں سے اعراض کرو۔

(۸) اِنِّیْ رَسُوْلُ اللَّهِ اَلِیْکُمْ حَبِیْعًا الَّذِیْ لَیْ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ اَنْتُمْ فِیْ رَیْءِ خَدَّیْکُمْ ہوں انہی جانبہ خدا جس کا آسمان و زمین ملک ہے اس کو سوا کوئی خدا نہیں وہ

### برہان ثالث

یہ وہ برائی ہے جس کو خدا نے قدوس نے قرآن حکیم میں اتارا ہے جو کہ بڑا بے  
 تمانغہ نام و موسوم کہلاتی ہے۔ لَوْ كُنَّا فِيهِمْ آلِهَةً ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتْنَا  
 فساد حکم و عمل میں عداوت پیدا ہوتے ۖ خلل خدائی میں پڑتا جو خدا ہوتے  
 صغریٰ ۖ تشدد اللہ تنہا فساد ہے۔ کبریٰ ۖ اور فساد منہی ہے۔  
 نیتجہ ۖ پس تعدد اللہ منہی ہے۔

یعنی اگر دُعا ہوتے تو ہر ایک کا امداد و مشیت موجودات کے متعلق مختلف ہوتی جس سے ان میں تنازع پیدا ہو کر نظام عالم بگاڑ دیتا۔ لہذا توحید ثابت ہوئی جو ہمارا دُعا ہے

—

ممکن ہے کہ وہ دونوں متفق ہو کر کام کریں۔

ازادہ

غیر ملکی پر ایسی کہ مذہبی مطلق پر اسکو دوسرے کی شرکت کی حاجت نہیں کیونکہ شرکت کا وہی  
معلق ہونا چاہیے کہ کوئی عرض یا ضرورت اٹکی ہو تو یہ خدا الہی باتوں پر ایک ہوا جسے غنی محمد

3

ایک غالب دوسرا مغلوب ہو گا۔ اس صورت سے ڈوب سکتے ہیں۔

ازاد

استغفر اللہ۔ جو مغلوب ہو گا اس کو خدا کو ن کچھ گا۔ خدا تو وہی غالب و مختار ہے۔ یٰ اباغافلہ! دیگر ذات واجب الوجود متبع تابع کمالات کا نام ہے۔ اس متبع بحریر میں مسند توحید باری کی کسی تھہر روشنی ہی نہ ہے جس کو نہ ذات مطلوب ہو آیت اللہ میں غور کرے اور

کتابت فی علم کلام قدیم و جدید مطالعہ کرے ولنعم ما قیل  
وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهِ آيَاتٌ تَذَكَّرُ عَلٰی آتِهِ وَاحِدٌ

واقولہ

مِنْ لِسَانِ الصِّدِّيقِ كُلِّ شَيْءٍ . اِنَّمَا اللهُ إِلَهُ وَاحِدٌ .

ابو عبد محفوظ الحق علی قادری غفرلہ

آن نے شہر چھڑے گا۔ پھر غیر کے لئے کیونکر مہربانیاں دے گا۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علما اکبر

کبرئی بھی ثابت ہے۔ دلیل یہ کہ واجب الوجود اگر دو ہوں تو وہ دو لویا  
ماہیتہ واحد کے دو فرد ہوں گے۔ پھر اگر ان میں من کل الوجوه، تغایری یا نہیں  
اگر من کل الوجوه اتحاد ہو تو ان کو دو کہنا بعید از عقل ہے۔ مشابہات گواہ  
ہیں، دو چیزیں دو جب ہی ہو سکتی ہیں جب کہ اسی میں کچھ تغایری ہو۔ لہذا  
یہ شق باطل ہوئی۔ اگر من بعض الوجوه اتحاد اور من بعض الوجوه تغایری اور  
اختلاف ہو تو بعض امور ایسے نکلیں گے جو ہر ایک دوسرے میں نہ ہوں گے  
یہ کمال واجب تعالیٰ کے منافی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے کوئی حالت منقطو  
نہیں ہے۔ نیز ہر ایک میں جو بعض امور منقطو ہوں گے ان کی تکمیل میں  
محتاج الی غیرہ لازماً آئے گا اور یہ باطل ہے۔ پس سقری یعنی حق تعالیٰ  
واجب ہے۔ اور کبرئی یعنی واجب ایک ہی ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں مقتدرستین ہیں  
خاص ہو کر جس شخصہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ ایک ہی اور ہی تو وحد جہا مدعا ہے۔

برہان ثانی

صغریٰ واجب تعالیٰ عالم کیے علت اسہ جو کبریٰ : علت تامہ ایک ہوتی ہے۔  
 نتیجہ : پس واجب تعالیٰ ایک ہی ہے۔

تصغیر نہایت ہے۔ اس لیے کہ اگر بعض اجزاء عالم کے لیے عتق ماننے تو وہی کمال حبيب سے منکالت اور ذات واجب میں نقص لازم آتا ہے۔

کبریا ہی ثابت ہو اس لیے کہ اگر دولت نامہ ہوں تو وہ دونوں معلول میں خوشتر ہو گا یا نہیں اگر کیجیے۔ ہاں۔ تو معلول واحد پر علتیں مستقلین کا تدارک لازم آتا ہے جو براہہ باطل ہو۔ اگر کیجیے۔ نہیں۔ تو ایک واجب کی تعطیل لازم آتی ہے۔ نیز اسکو علت نہیں کہا جاسکتا۔ حالانکہ وہ عالم کے لیے علت نامہ تسلیم ہو چکا ہے لہذا اثبات مقدمتین کے بعد نتیجہ جزو ثابت ہو کہ واجب تعالیٰ ایک ہی ہے۔ اور میری توجہ ہمارا مدعا ہے۔

عقائد اسلام

وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ  
وَبَلَغَ الْبَيْتِ وَأَمَّا مَوْلَاكَ  
(مکارم شریف صفحہ ۱۸۷ شریف)

**تقیح عقائد کی ضرورت**  
جب تک عقائد سے واقفیت نہ ہو اور تقیح عقائد نہ کی جاوے اس وقت تک تمام اعمال، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات و صدقات وغیرہ سب باگال ہیں کیونکہ عقائد و حقائق اسلامیہ کو ناروا متخص کفر و شرک کو خود کو نہیں جاسکتا اور جب کوئی

اِنَّ الْاَيَاتِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ لَا یَسْلَمُ (ان عمران ع) ، بلیک خدا کو تر دیکھا اسلام کی حق پرستی  
 مذہب اسلام کا بناس مقدس باج مانوں پر بھی جو تجھیں ارکان خمسہ میں کہا جا تا ہو  
 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ  
 مَبْنٰی الْاِسْلَامِ عَلٰی خَمْسٍ ۝ اَوَّلُہَا اَلَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَآلَ مُحَمَّدٍ ۝  
 عِبَادَتُہٗ وَرَسُولُہٗ ۔  
 کی بنیاد باج چیزوں پر (تاکم) ہو اہل حق  
 خدائے واحد کو کہ معبود جو نیکی شہادت نامہ  
 اور ان کے کہ حضرت محمد زکوۃ دیندہ اور کس کے رسول



جنگ افسانہ ادا ہوئی۔ وعدہ وعید۔ جنت و دوزخ کی بات احکامات ہیں وہ  
سب صحیح و درست ہیں۔ اجمالا سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قورات۔ انجیل۔ نپو  
قرآن شریف پر تفصیلی ایمان لانا چاہیے۔ قولات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان ہوئی  
انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر۔ قرآن شریف  
حضرت سید الکونین و خیر و بہیمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہو گیا  
و آں شریف اللہ تعالیٰ کا آخری زمانہ ہے۔ نزول کے وقت کو لیکر آج تک  
نیز یہ پرہیز قرسم کی غلطیوں کو محفوظ رہے اور قیامت تک اسی طرح محفوظ رہے گا  
اللہ تعالیٰ خود قرآن شریف کا حافظ ہے۔ ارشاد ہوا۔ کی ہے۔

تورات عبرانی زبان میں، عیسیٰ سریانی میں، و تہوہ یونانی میں، اور فرقان

سمیعہ عربی زبان میں نازل ہوا۔  
قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا معجز کلام ہے۔ تمام مخلوقات جن پر ملائکہ انسان  
اس جیسا کلام بنانے سے عاجز ہیں۔ کفار نے جب کلام لکھی سے انکار کیا  
تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

اور ہم نے اپنے مہذب پر جو (قرآن) اتار دیا  
 اگر تم کو اس (کے کلام پہنچے ہوں) میں شک  
 ہو تو اسی جیسی ایک سورۃ تم بھی بنالو اور  
 اللہ کے سوا اپنے معین اور مددگار نہ  
 کو بھی بنالو۔

عقائد بالقيامة والبعث والنشر

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے قیمت کے متعلق جس قدر نشانیاں پہلے ہی  
 میں وہ سب پوری ہوئی گی۔

ترنے کے بعد مردوں کا جزا و سزا کے لیے اکٹھا ضروری و برحق ہو۔ تمام  
میں حضرت اسرافیل کے تصور ہوئے۔ میدان خضر میں جب ہو جائیں گے  
سنان و زمین بھٹ کر ٹوٹے ٹوٹے ہو جائیں گے۔ وَتَكُونُ الْجِبَالُ  
الْعِهْدِ الْمَنْفُوشِ (اور پہاڑ ڈھنسی ہوئی اون (پاؤں) کی طرح ہو جائیں گے)  
میدان خضر کی تکالیف اور مصائب سب گھبرا کر سب لوگ پیہروں کو پاس  
مغارش کے لیے درخواست کریں گے۔ مگر بالآخر ہرے آقا نے امار محمد رسول اللہ  
مغارش فرمائیں گے۔ ہرے پہلے سب قسم کے اعمال میزان عدالت (انصاف کا  
راز و) میں تولے جائیں گے۔ جن لوگوں کا نیکی کا پلہ دنیوی ہو گا وہ جنت میں  
داخل ہوں گے۔ اور جن لوگوں کا پلہ ہلکا ہو گا وہ دوزخ میں بھیج دیے جائیں گے  
جس کو نیک اعمال تول میں زیادہ دینی ہو  
توہ خاطر خواہ پیش میں ہو گا۔ اور جس کے  
اعمال نیک تول میں کم ٹھہریں گے تو اس کا  
ٹھکانا دوزخ کا گرہا ہو گا۔

مومن مسلمانوں کو نامہ اعمال ملنے پر اُٹھیں دیے جائیں گے۔ اور بدکاروں کو نامہ اعمال ملنے پر اُٹھیں دیے جائیں گے۔

مومن مسلمانوں کے ساتھ حساب میں آسانی اور سہولت برتی جائیگی، ارشاد باری کریم  
 فَأَمَّا مَنْ أَدْبَىٰ كَثِبَةً بَحْمِيخِهِ  
 فَسَوْفَ يَكْسِبُ حَسَابًا بَاسِيرًا  
 وَيُنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مُسْرُورًا  
 [انشقاق ۱- پ ۳۰]

پس اگر مسلمان مومن بندہ ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے :-  
 (۱) رَبِّی اللہ :- اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے !  
 (۲) وَلَیْسَ مُحَمَّدٌ :- اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں !!  
 (۳) وَدِیْنِی الْاِسْلَامُ :- اور ہمارا دین اسلام ہے !!!  
 اس کے لیے ہر طرح پر آماد و چین کے اسباب ہوتا ہوا ہے۔  
 سزا دہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر مردہ کافر ہوتا ہے تو وہ فرشتوں کے جواب  
 دیتا ہے :- ہَاہَا لَا اَدْرِی دُعا ! میں نہیں جانتا، کہتا ہے اس پر خدا کا سخت عذاب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے اپنی اہستہ کہ لوگوں کو پانی پلائیں گے اس کا پانی دودھ کی زیادہ مفید شہد سے زیادہ شیریں اور برف کی زیادہ ٹھنڈا ہو گا۔ +  
قیامت کے دن پہلی گھڑی سے گزرا ہو گا۔ نیک لوگ عبور کر کر جنت میں جاواں گے۔  
اور بد کردار دوزخ میں گر کر پڑیں گے۔ +





ترک کر کے قبروں کی زیارت کے لیے جانا۔ وہاں رتھ یوں کانا چلنا کہ بزرگوں کے باطنی کرنے کے خیال سے قبروں کی حد سے زیادہ تقظیم کرنا۔  
قبر کی طرف نماز پڑھنا۔ یہ سب باتیں ممنوع ہیں +  
عَنْ ابْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَيْنًا أَوْ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَكْرُمُ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ (نسائی شریف)

مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے۔  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَيْنًا وَتَبْلُغُنِي يَوْمَئِذٍ (مشکوٰۃ شریف)  
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهَدْيَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ! میری قبر کو دفن (ت) نہ بنائو کہ اس کی پرستش (پوجا) کی جاوے۔  
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهَدْيَ

### محمد عبد التواب شتی

(از رہنمائی)

## عقیدہ توحید اور اس کے منافع

خدا کو واحد اور قادر مطلق ماننے میں جو مصلحت ہو اسے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں جتنی باتیں وقوع پذیر ہوتی ہیں ان کے لیے ایک نہ ایک سبب ضرور ہوتا ہے۔ سبب یا قیاساً یہ کہ انسان اس کو بادی النظر میں یا ذرا غور کے بعد سمجھ جاتا ہے یا ایسا ہے کہ انسانی عقل اس کے ادراک سے قاصر ہے۔ آخر الذکر قسم میں بسا اوقات انسانی کمزوری کی گہری کھجی کھجی ہوتی ہے مثلاً بیاری کی حالت میں غلیب کو پاس جانا عطار سے دوا مانگنا۔ حجام کی خوشامدی کرنا بجانہیں ہو کیونکہ دنیا دار اس سبب سے اسباب کا محتاج بننا گویا قیادین قدرت کی باطل موافق ہونا ہو لیکن بیماری کو خطرناک سمجھ کر اسباب ظاہر سے چشم پوشی کیا اور کسی جاہل کے کہنے سے بیمار اپنے جسم کی برابر دھاگانا پ کر چلنے کے درخت میں لپٹا آئے اور آب رکھے کہ پیل ٹھاٹھنے میں اپنا اثر دکھانے لگا تو یہ عقل بہت معیوب ہے اور اسلام اس کو شرک بتاتا ہے اور صاف صاف صاف کہتا ہے کہ انہیں کم فہموں کے مٹانے کے لیے میں ضروری سمجھا گیا ہوں یعنی اسباب ظاہر ہوتے ہوئے کسی نے کو بے وجہ قادر مطلق مان لیا تو در مطلق کی قوت سے انکار کرنا ہے اور اسی کو اصطلاح شرع میں کفر کہتے ہیں۔ ایسی ہی حالت میں کسی کو اللہ کا ساتھی سمجھ لینا شرعی اصطلاح میں شرک کہلاتا ہے اور یہ کفر و شرک دونوں نوع انسانی کے لیے جید مضر ہیں جس طرح عالم اسباب ظاہر میں بسا اوقات حاکم وقت کی اطاعت لازم ٹھہرتی ہے اور بغیر اس کے انسان کو آرام میر نہیں آسکتا۔ ویسے ہی اسباب مخفیہ میں ایک قوت (اللہ) کو قادر مطلق ماننا۔ صبر۔ قناعت۔ دلگیری۔ قوت دل اور ضبط و خیاں کا سبب ہوتا ہے اور تجربہ کہتا ہے کہ بغیر ان باتوں کے کبھی خوشی جس کی احتیاج سے کوئی بے نیاز نہیں ہو سکتا کسی طرح حاصل نہیں ہوتی۔ جس طرح کئی خدا کے ماننے میں انسان کے خیالات میں پریشانی پیدا ہوتی ہے اسی طرح خدا کے انکار کرنے سے بھی دل میں کمزوری اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔ سب کو خود سے بڑا سمجھنے سے جس طرح دل بے انتہا کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح کسی کو

خود سے بڑا نہ سمجھنے سے دل بے انتہا زبردست ہو جاتا ہے اور یہ دونوں حالتیں انسان کے حسن معاشرت و حسن تمدن پر بڑا اثر رکھتی ہیں۔ اعتدال کی حالت یہ ہے کہ انسان صرف ایک خدا کا قائل ہو۔ کسی سے نہ ڈرے۔ مردانہ وار معاملات دنیا میں کوشش کرے۔ کامیابی کی صورت میں خدا کا شکر کرے کہ نجات نہ پیدا ہو اور ناکامی کی حالت میں یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ والاکم اللہ۔ اپنے مقدر سے نہ جانا نہ کام ہوا۔ سیدہ پھر کوشش کی جائے گی۔ خدا سے ناامید نہ ہونا چاہیے انہیں معتدل خیالات سے دنیا میں موصوفین ہمیشہ خوشحال اور سرسبز رہتی ہیں اور اسی لیے اس اعتدال کی تعلیم اسلام نے بھی کی ہے +  
"اللہ ایک ہے" (لا الہ الا اللہ) اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ دو تین اللہ نہیں ہیں بلکہ اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں جتنی باتیں ہوئیں۔ ہو رہی ہیں۔ یا ہوں گی۔ ان سب کا سبب صرف وہ قوت ہے جس کو مسلمان اللہ کہتے ہیں اور چونکہ قوت الہی قوت یا ایسا سبب ہے جہاں تمام قوتیں یا اسباب منتہی ہوتے ہیں اس لیے اس قوت یا سبب کا قادر مطلق ہونا لازم ہے اور کسی کو قوت در مطلق نہیں کہہ سکتے جب تک اس کے شریک یا ہمسر کا وجود متعین نہ ہو +  
خدا کا شریک کوئی دوسرا ٹھہرا یا جائے تو خدا کو تکلیف نہیں ہوتی۔ اور نہ خدا کو کوئی رنج پہنچتا ہے جب اس کے وجود سے انکار کیا جاتا ہے۔ وہ ان باتوں سے بے نیاز ہے۔ یا میں شرع محمدی میں اس لیے ممنوع ہیں کہ خود انسان کو ان باتوں سے باخفا ذات پوچھتی ہے۔  
منہ لا الہ الا اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام امور دنیاوی میں اللہ ہی سبب ہے خدا کی عظمت و جلالت کسی حالت میں کم نہ ہو۔ عملی طور پر دکھایا جائے کہ کلمہ گو دل کو کسی انسان یا حیوان کا خوف یا دنیاوی طمع اللہ کے قادر مطلق ہونے کے علم اور یقین کو ذرا جھکا کر ہٹائے دیتی۔ مسلمان کسی سے ڈرتا ہے تو صرف اسی حالت میں کہ وہ ڈرنے کو اپنے اوپر شرعاً فرض جانتا ہے۔ بجا و شامدے موقع چاہو سی ناروائی ہے ہرگز اہل اسلام کا شعار نہیں ہے۔ اسلام جو شجاعت تعلیم کرتا ہے اس کا آئینہ یہ ہے کہ اگر

راخو الاسلام علامہ غفرلہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ

تمہارے لیے پروردی کرنے کو رسول اللہ کا عمدہ نمونہ

# السيرة المحمدية وخصائص النبوة

## برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصال

### توکل و خالص باللہ

مجھے پچاس تھا ہے! ان ایمان سے لہریں الفاظ کو سنا اس کا فرسے ہاتھ تو تلواریں  
پھر آپ نے خود تلواریں اٹھائی اور فرمایا۔ تو بول اب میرے ہاتھ کی بجائے تمہارے ہاتھ کی جائیں گے  
وہ کہنے لگا کہ محمد کا رحم پچائیں گے! آپ نے فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ  
کہہ دے۔ اس نے کہا یہ تو میں نہیں کہتا میں آپ کی لڑوں گا نہ آپ کا ساتھ دوں گا  
نہ ان لوگوں کیساتھ ہو گا جو آپ سے لڑتے ہیں۔ آپ نے سنا کر بلا تجارتی شریف اور  
شرح الہنر لابن حجر میں اس کا نام حضرت بن ابی شریح لکھا ہے جو بعد میں ایمان  
لے آیا تھا۔ یہ شخص اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ  
الَّذِیْنَ (لوگوں میں سے سب سے اچھے کے پاس) میں تم میں آیا ہوں۔ (۱۹۹۸ء)  
(۴۴) واقعہ ہجرت ایک عجیب ہونٹاک واقعہ ہے۔ سارا عرب مخالفت اور خوف  
کا پیاسا تھا۔ مگر حضور علیہ السلام صحت ایک ساتھی لیجو مدینہ طیبہ کی طرف  
چل پڑے۔ راستہ میں وہ تمام قومیں آباد تھیں جو مذہب کی مخالفت کی وجہ سے  
آپ کو مارنے کی فکر میں تھیں اور صراحت کی غیر حاضری کو دیکھ کر قریش نے آپ کی  
گرفتاری اور قتل پر انعام مقرر کر دیا۔ اور اعلان شایع کر دیا کہ جو شخص رسول  
کریم اور آپ کے ساتھی حضرت ابو بکرؓ کو زندہ یا مردہ لے آئے گا اسے دو  
دوسواونٹ فی کس انعام ملے گا۔ اس لالچ اور طمع کی وجہ سے ہر طرف آپ کی  
فحاش شروع ہوئی۔ ایسے موقع پر بہا درسی بہا در انسان بھی دل ہا۔ بیٹھا ہے  
اور اگر کوئی نہایت قوی دل۔ نہایت دلیر اور خلافت معمول جرات رکھنے والا انسان  
بھی ہو تو آپس بھی خوف ایسا سہی ہو جاتا ہے کہ اس کی ہر ایک حرکت سے اس کا ہنکار  
ہو رہی لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی لوگوں میں تو یہ تو آپ کی  
نظریں دنیا کی طرف لگی ہوئی نہیں تھیں۔ بلکہ آپ کی نگاہ خدا سے تعالیٰ کی طرف  
امچی ہوئی تھیں۔ دُنیکے اسباب آپ کی تہ نظر نہ تھے۔ آپ یہ دیکھ رہے تھے کہ میری  
ساتھ وہ خدا ہے جو ہمیشہ سواپنے نیک بندوں کا کافظ جلا آتا ہے اور جس کو وار  
کا کوئی دشمن مقابلہ نہیں کر سکتا۔  
سراقہ بن جشم لالچ اور دشمنی کو گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے تعاقب میں نکلا

حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فعل، ہر حرکت اور ہر کون  
بے شک کے دریا میں مارتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا موقع نہیں جہاں آپ کے پاک  
دلی کی پاکیزگی کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ اور جہاں آپ کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق  
پورے توکل اور کامل اخلاص کا پتہ نہ لگتا ہو۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت  
خدا تعالیٰ کا خیال رہتا تھا۔ اُسی کو سہاے اور بھروسہ پر آپ کی پاک زندگی کا  
دار و مدار تھا۔ یوں تو آپ کی پاک زندگی کا ہر ایک لمحہ ہر ایک ساعت اور  
لحظہ ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ توکل اور اخلاص کا پورا پورا پتہ ملتا ہے مگر ذیل میں  
نمونہ چند واقعے دیے گئے ہیں جن سے اس سکہ پر کافی روشنی پڑ سکتی ہے  
(۱) کھانے پینے یا تلاش رزق کی نسبت تو آپ کا توکل اس درجہ بڑا ہوا تھا  
کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
كَانَ لَا يَذِيْخُ شَيْئًا اِلَّا يَخْدُ (ترجمہ شریف) یعنی آپ کل کے کو کبھی کوئی چیز  
گھر میں نہیں رکھتے تھے۔

(۲) حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ ابتداً  
ابو عریبہؓ نبوت اور اشاعت دین اسلام کے آغاز میں جو نیک کفار کی کثرت تھی  
اور سب کو سب دھوکے قتل رہتے تھے آپ کی حفاظت کے لیے آپ کو گروہ پر رہا  
کرتا تھا جب آیت وَاللّٰهُ يَفْصِلُ بَيْنَ النَّاسِ (یعنی ای رسول! اللہ تو  
دشمنوں کے شر کو بچائے رکھیں گے) نازل ہوئی تو آپ نے اُسی وقت پہرہ موقوف کر دیا  
اور فرمایا کہ اب پہرہ کی حاجت نہیں رہی اب میری حفاظت کا ذمہ خدا کی تعالیٰ نے  
لے لیا ہے۔ اللہ اللہ! آپ کو خدا کی تعالیٰ پر کس قدر ایمان تھا اور وَاللّٰهُ يَفْصِلُ  
بَيْنَ النَّاسِ پر کیسا یقین تھا۔ راستی اور صداقت کا اس کو بڑھ کر اور کیا ثبوت  
ہو سکتا ہے؟

(۳) ایک دن آپ اپنی تلوار ایک درخت میں ڈال کر سو رہے تھے کہ اتنی میں  
آپ کو دشمنوں میں سے ایک مشرک آیا اور تلوار اٹھا کر کھینچ لی اور آپ سے کہا  
کہ اب مجھ کو آپ کو کون پچاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یعنی میرا خدا

دور سے دیکھ کر آپ کی طرف گھڑے کو دوڑایا۔ جس طرح شکاری اپنی شکار کو دیکھ کر لپکتا ہے اسی طرح وہ آپ کو دیکھ کر آپ کی طرف لپکا۔ اور تیرکان لپک کر چاہتا ہے کہ آپ پر وار کرے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کو بھیڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ایک سوار آچو پچا ہے اور آپ پر ہارنا چاہتا ہے۔ نیکو آپ بالکل سراقہ کی اتنی بھی پروا نہیں کرتے جتنی ایک بیل کی بچاوتی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس سے اور بہاوری کے۔ باوجود اس ایمان اور یقین کے۔ باوجود اس توکل اور بھروسہ کو کہ آپ میں پایا جاتا تھا۔ مگر ذکر کر دیکھتے ہیں اور گھبراہٹ ہے۔ مگر رسول کو خوف نہ تھا۔ یہ توکل اور بھروسہ تھا کہ سراقہ کی پروا بھی نہیں کرتے۔ اور گھبراہٹ اور دوڑنا تو الگ۔ خوف و ہراس کا اظہار تو بعد اس آپ تک ایک دفعہ منہ پھیر کر بھیجئے اس کا غریب بندہ دیکھا یہ وہ توکل و اخلاص باللہ کی انتہائی حد ہے کہ جہاں سوائے آپ کسی دوسرے کی رسائی نہیں۔ آپ کی اس اولادت سراقہ کو کہ وہ طرہ حیرت میں ڈال دیا۔ اس کی آنکھیں کھل گئیں کہ میں کس انسان کا پچھلا کر رہا ہوں۔ وہ مدت و اعتراف اس فطرت کو اپنی حفاظت

نہیں مٹا سکا بلکہ وہ ہمیشہ اس خلاف معمول واقعہ کو بیان کرتا رہا اور کہا کرتا تھا کہ سمعت قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو لا یلتفت و ابوبکر یکترا لا لتفات میں گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے رسول کریم کی سمت نزدیک ہو گیا کہ میں آپ کے قرآن پڑھنے کی آواز سن رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ آپ دائیں بائیں بالکل نہیں دیکھتے۔ ہاں ابو بکر بار بار دیکھتے تھے۔ آپ کے اندر تعالیٰ کے سچے رسول ہونے اور آپ کے تمام کاروبار کے خزانہ اللہ ہونے کے لیے یہی اقد کافی شاہد ہے (۵) کفار دشمنی نشانہ قدم بچاوتی بچاوتی اور پیٹ لگا لگا کر جب غارتگری پر گئے تو حضرت ابو بکر صدیق نے ان کی آہٹ مٹانی نہایت مضطرب ہو کر آئیے عرض کیا کہ کفار آپ پر جو بہیم دونوں کا ہیرا فترا ہے حضرت ہر دو خداوند غیبی نازک حالت میں جبکہ موت آنکھوں کا سامنہ ہے یہی تمام دنیا کا خدایتناظر توکل باللہ و استعجال و عدم التعلل جانتی ہو اور اذکار لا یخون فی اللہ تعالیٰ کی یاد میں کیا غیباں اللہ ہر دو سلفہ (توبہ ۱۰) یہ وہ خجستہ الفاظ ہیں جن سے مٹا دینے کی جگہ نہ رہے۔ دیکھو کہ قابل ہیں اور توکل و اخلاص باللہ کی عجم تصور میں یہ سہو حسنہ کا مخصوص طرز توکل قابل توجہ عمل ہے۔

## قیام امن عامہ کے لیے بین الاقوامی معاہدہ

یہ وہ دنی کی عہد شکنی، شرارتیں اور سازشیں اور ان کے عواقب و نتائج

ایک نظر سے دیکھے جائیں گے۔

(۴) اگر کوئی شخص معاہدہ اقوام کے ساتھ جہاد و قتال کرے گا تو مسلمان اس کا مقابلہ کریں گے اور معاہدہ بین کی نفرت کریں گے۔

(۵) مسلمانوں کے تعلقات اپنی سعادہ اقوام کے ساتھ خیر خواہی، خیر نشینی اور فائدہ رسانی پر مبنی ہوں گے۔ ضرر و نقصان و غنیمت و غصیان کے نہ ہوں گے۔

(۶) اقوام جنگ میں بیہودہی مسلمانوں کے ساتھ مصالحت حربہ مغرب میں شامل رہیں گے۔

(۷) بیہودہی کے دوسرے اقوام کے حقوق بیہودہی کی برابر و مساوی سمجھے جائیں گے۔

(۸) کوئی شخص اپنے حلیف معاہدہ کے ساتھ مخالفانہ کاروائی کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(۹) مظلوم کی نصرت و حمایت کی جائے گی۔

(۱۰) اس معاہدہ کی رو سے مدینہ طیبہ میں کشت و خون کرنا تمام اقوام پر حرام ہوگا۔

(۱۱) ہمسایوں کو بھی معاہدہ اقوام جیسے حقوق حاصل ہوں گے۔

(۱۲) اس معاہدہ کی قوسوں میں اگر کوئی اس قسم کی نئی بات یا نہایت پیدا ہو جس سے

انڈیشہ فساد متصور ہو تو اس کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سمجھا جائے گا۔

معاہدہ مذکورہ بالا کو بغیر غور و فتنہ پڑھو اور خود کر دو کہ انسان کامل حضرت رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں دلائل دی اور براہ دیات و مختلف اقوام میں اس دلائل کیا

رکھئے اور مدینہ منورہ کی حفاظت کے فرض سے مرتب فرمایا۔ تمام اہل مدینہ اس معاہدہ کو

بظور احسان دیکھا اور اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ قابل بیہودہ و غیر فاضل۔ جو نصیب

اور جو قرینہ بھی بعد کو سوچا دیکھ کر مصطفیٰ شریک ہو گئے اور اگر اس معاہدہ کی پابندی کی گئی

اللّٰہَ یَنْ عَاهِدَاتٍ مِنْهُمْ شَرٌّ  
یَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِی کُلِّ مَرْجُو  
وَهُمْ لَا یَتَّقُونَ فَاِمَّا تَنْفِقُہُمْ  
فِی الْحَرْبِ فَتَرَوْہُمْ مِنْ خَلْفِہُمْ  
لَعَنَہُمْ رَبُّکُمْ وَکُفُّوا عَنْ  
(پہ۔ س انفال۔ ع ۳)

بجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی علمداری ہو گئی اور جمہوریہ اسلامیہ کا اولین

مدرسہ صدر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اس وقت مدینہ طیبہ میں مختلف

اقوام آباد تھیں۔ جن کے مذاہب بھی الگ الگ تھے۔ بیہودیوں کے مختلف قبائل

جو تھیں قطار۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ، بالخصوص بے حد طاقتور شدیدیہ شہید اور ادبائیں

ان کا ایک کالم بھی وہاں تھا جو بیت المدائن کہتے تھے۔ یہ پڑھے لکھے جن مسلمانوں

کو چین و نہیں رہنے دیتے تھے اس بنا پر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بتجارت و مصیبت انتظامی اور بغیر قیام امن عامہ تمام اقوام سے معاہدہ بین الاقوامی

جمہوری اصول پر ترتیب دیا جس کا مفاد حسب ذیل ہے۔

(۱) ہر عرب جمہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کل مسلمانوں کے دین

عام اس کو کہ وہ قریشی ہوں یا اہل یثرب یا وہاں لوگوں کے درمیان جو مسلمانوں کے ساتھ

لے ہوئے اور کاروبار میں ان کے شریک حال رہنا چاہیں۔

(۲) ہر لوگ ملکر ایک ہی قوم سمجھے جائیں گے۔

(۳) بنی ہون کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم متصور ہوں گے اور سب

کونکرہ بن جحش نے کہا: اور تو کہہ کر تیری تہذیب کا موقع مل کر رہے ہو جسے تہذیبی  
انہی نے اپنے درباروں سے مار ڈالا ہے۔ سب سے پہلی اسے تعصب و اعاقت کا پیش قدمی ہو۔  
اسلام کو ان کے دل سے نکل کر ان کے دل میں آجائے۔ ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں  
ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں آجائے۔ ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں  
ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں آجائے۔ ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں  
ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں آجائے۔ ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں

یہ وہی ہے جو تہذیب کا موقع مل کر رہے ہو جسے تہذیبی  
انہی نے اپنے درباروں سے مار ڈالا ہے۔ سب سے پہلی اسے تعصب و اعاقت کا پیش قدمی ہو۔  
اسلام کو ان کے دل سے نکل کر ان کے دل میں آجائے۔ ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں  
ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں آجائے۔ ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں  
ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں آجائے۔ ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں  
ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں آجائے۔ ان کے دل میں آجائے تو ان کے دل میں

اس واقعہ کے وقوع سے مسلمانوں اور یہودیوں میں نزاع قائم ہو گئی۔ حیلہ تھکھنہ تک پہنچ  
میں ہم پر سے اتنا تعصب لاسے جو یہودیوں کو قینقاغ سے جو معاہدہ بین الاقوامی میں شامل تھو  
اس واقعہ کی باہر سے کی۔ یہ قینقاغ بجائے اس کے کہ ان کے حرکات انسانیہ پر نادم ہوئی مشیخی  
میں آئے اور نہایت شور مچائی۔ جواب دیا کہ اسے محمد (ص) علیہ السلام کا حکم (مسلمانانہ)  
کا کامیابی پر غرور نہ کرنا۔ قریش آئین حربہ حضرت نوح علیہ السلام سے جس وقت ہمارا ساتھ تھا باکرہ  
نور حال معلوم ہو جائے گا۔ یہ کہ ان پہنچا یہودیوں نے معاہدہ کا کاغذ واپس بھیج دیا۔  
معاہدہ پر تو کون عائد کیا من عائد میں غلغلہ مازا میں پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے یہ حال دیکھ کر ان معتمدوں کے محلے کا محاصرہ کر لیا۔ اب تو قینقاغ کو جوش آگیا  
اور کچھ کو واقعہ پر کی طرح ہمارا بھی استیصال ہو جائے گا اس لیے صلح کے لیے جی ہوئے  
اور محمد اللہ بنی انسانی کے لیے بچاؤ کے لیے ان شرائط پر صلح کر دی کہ قینقاغ اس زمانہ  
کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کو ساتھ لیکر مدینہ طیبہ سے نکل جائیں۔ ان کے

مستقبل اور زمینیں ضبط کی جائیں۔ اس طرح فضائے مدینہ طیبہ ان پر طینت و بارش  
کے حضرت پاک ہو گئی اور یہ لوگ خیر میں آجائے ہو گئے۔

اب ہمارے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ خط کہنے کے لیے نبی کی طرف روانہ کیا۔ نبی کی طرف  
وہاں کے باشندے مشتعل ہوئے۔ اسلام پر جانیں گے۔ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
وہاں کی مخالفت کی۔ اس سے ذمہ داری سنبھال کر قرآن مجید اور نبی علیہ السلام کا  
نام نہ لینے اسلام کے لیے اس کے ساتھ۔ وہاں فرماتے ہیں: سب لوگ میرے رسول پر ایمان  
اور نبی کے نام سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک روانہ کیا مگر اس نے ظلم سے  
بچے گناہ کا صلہ کو مل کر ڈالا۔ اور کچھ ایک ٹہنی جانتے تھے کہ میرا وہ چمکے اور جو  
درمیان مسلمانوں کو شہید کرنا۔ حضرت عمر بن امیہ (مصری) اور ایک اور شخص جو مروہ  
میں پڑے۔ ان کے بچے عمر بن امیہ (مصری) جب یہ خبر ہوئی تو اسے مدینہ منورہ کی طرف  
وانہا۔ اس میں دو شخص مسیح بنی عامر کے جن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
عہد و پیمان تھا ملے ہوئے۔ چونکہ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ہو تھا۔ اس بنا پر عمر بن امیہ (مصری) کے دل میں خیال آیا کہ غلامیہ یہ لوگ بھی اخوان  
تھے۔ ان کے قاتلوں میں ہوں گے۔ اس لیے اس نے ان لوگوں کو جوش انعام میں مبتلا کر دیا  
اور مدینہ منورہ میں پہنچ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام ہتھیار و اسلحہ غور کر  
سویں واقعہ نکل صحت اور سچائی۔ تاہم جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا کہ ہم ان دونوں مقتولوں کا خون بہاؤں اگر نافروری دلا جائے سمجھتے ہیں۔

اور میان ہوجاے نہ یہودی بنی نصیر اس معاہدہ میں شامل ہو گئے تھے جو حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار فرمایا تھا۔ اس بنا پر اور نیز اس خیال سے کہ نبی نصیر  
اور نبی راہ تہذیب میں ہیں جنے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت اور ان کے  
میں مدد دیا ہے۔ اور جو وہاں نصیر بنی شہل چنڈا بھی کہہ کر بنی نصیر کے محلہ میں مشن  
لے گئے اور ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ بنی نصیر نے آپس میں یہ صلاح کی کہ اس وقت  
آپ مدینہ منورہ میں ہیں ان کی زندگی کا خاکہ کر دینا آسان ہے۔ چنانچہ انھوں نے عمرو  
بن قحاش کو اس بات پر مامور کیا کہ دیوار کے اوپر سے ایک ایک ہتھیار پھینک  
آپ پر وکیل دے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حافظہ حقیقی نے بھولائے آئیہ مجیدہ  
واللہ یعصمک من الذنایں بذریعہ وحی والہام ان اشرار کے اس منصوبہ سے  
اطلاع دی۔ جب آپ نے نوبت سے ان کے تیور پہچان لیے تو معاً اٹھ کھڑے ہوئے  
اور مدینہ منورہ کو واپس تشریف لے آئے۔ بنی نصیر کی اس دغا بازی کے علاوہ یہ امر بھی  
پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ انھوں نے جنگ احد کے بعد مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے اپنا ہتھیار  
سرور قریش کے ساتھ جس کو قبل از اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ ہتھیار  
عوی تھا حالت اٹھایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دغا بازوں کو جنوں  
نے معاہدہ بین الاقوامی (ص) صریح خلاف ورزی کی تھی پیمانہ بھیجا کہ اب ہتھیار و حق میں ہر  
یہی ہے کہ تمہارے لیے چلے جاؤ۔ بنی نصیر پہلے تو اس بات پر رضامند ہو گئے۔ مگر بعد  
بنی ہاشمیہ مشہور و معروف منافق کے کھڑکے سے لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھ پر کراہی پڑ جاتی کی۔ بنی نصیر قلعہ بند ہو گئے اور حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ بالآخر قلعہ بندوں کے بعد امر قرار پایا کہ لاگ  
مدینہ سے چلے جائیں اور پتھیا روں کے سوا جس قدر مال و اسباب ان کے اونٹ، گھاسیں  
اپنے ساتھ لے جائیں۔ پناہ پناہوں نے چم سو اونٹوں پر اپنا مال و اسباب لاد کر اونٹوں  
مکانوں کو چھوڑ دیا اور پتھیا روں میں جا کر آباد ہو گئے۔

بنی نصیر خبر میں جا کر بھی اپنی سرائیوں سے باز آئے چنانچہ ان کے میں سردار  
کچھ خطر میں چھوئے۔ اور انھوں نے ابوسفیانؓ کو جنگ پر آمادہ کیا۔ پھر مختلف شوپ و  
قبائل کو براہِ نجات کیا۔ اور خود بھی دریائے اسیطی تیار ہو گئے۔ اس طرح قریش کو  
ہیود اور دیگر قبائل عرب سب متفق و متحد ہو کر دس ہزار کی زبردست جمیعت کو مدینہ  
منورہ پر حملہ آور ہوئے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ہزار آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کو نکلے  
اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے بحیالِ تحفظ خود بخود بغیر  
صحابہ کے ساتھ شہر کے گرد وخت عنت کر کے چہرہ دن میں ایک گہری خندق کھودی۔  
تمام عورتوں اور بچوں کو شہر میں ایک محفوظ مقام پر بچا کر رکھا۔ یہ لڑائی جنگ  
احزاب اور جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس لڑائی میں مخالفین معاندین  
اسلام سب ملکر مدینہ طیبہ پر چڑھ آئے تھے۔ اور سلاہوں نے اپنی حفاظت کے لیے مدینہ  
منورہ کے گرد اگر خندق کھودی تھی۔ دشمن نے اگر وہوں نے محاصرہ شروع کر دیا  
اور ہر طرف پھیل کر اپرائے جانے کا راستہ سد دو کر کے جنگ شروع کر دی  
باوجودیکہ ہیود بنی قریظہ معاہدہ بین الاقوامی میں شامل تھے اور سلاہوں کو اور  
ان سے صلہ تھی۔ مگر انھوں نے بھی عہد شکنی کی۔ اور دشمنوں کے گروہوں کیساتھ مل  
ہو گئے۔ حضرت سردار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند صحابہ کو حضرت سعد  
بن معاذ کے ہمراہ بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور ان کو معاہدہ بین الاقوامی یاد دلایا  
مگر ان گھنٹوں نے صاف جواب دیا کہ کون محمدؐ؟ کس علم؟ کیا رسولؐ؟ ہم کیوں  
اُس کا کہا مانیں؟ ہمارے اور اُس کے درمیان کوئی بھی عہد و پیمان نہیں ہے کوئی  
ایک مہینہ کے قریب دشمن مدینہ کو گھیرے پڑے رہے۔ مسلمانوں نے محاصرہ کی سختی کو  
کمال استقلال کے ساتھ برداشت کیا اور ہنایت دیر کی کاپی مورچوں پر قائم  
رہے۔ بالآخر حق سبحانہ و تعالیٰ نے دعائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقرون  
ہو اجابت فرمائی۔ دشمن حملہ پر حملہ کرتے کرتے عاجز آ گئے مگر کوئی مورچہ سر نہ کر سکا  
ہذا کی قدرت سے ایک آدمی حلی اور مخالفین و معاندین اسلام میں کھلبلی  
سبج گئی۔ ڈیروں کی طنابیں اکھڑ گئیں۔ گھوڑوں کی اکاڑیاں بچھڑا لیاں  
لوٹ گئیں۔ آگ بجھ گئی۔ سارے لشکر میں تہلکہ مچ گیا۔ ہمیشہ پست ہو گئیں۔  
طاقت طاق ہو گئی۔ جو اس جاتے رہے۔

بنی قریظہ اور قریش ایک دوسرے سے بظن ہو گئے۔ لشکر میں نا اطمینانی پھیل  
گئی۔ آخر دشمن محاصرہ اٹھا اپنا سامنہ لیس کر چل دیے۔ اور عجیب بے سرو سامانی  
سے گرد و غبار کی طرح آندھ کی آغوش میں چلے گئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ بنی قریظہ نے جنگ بدر میں بھی خلافت معاہدہ بین الاقوامی مخالفین معاندین  
اسلام کفار قریش کو مدد دی تھی اور جب محاصرہ کی صورت خلافت و رزی کی نسبت ان  
سے باز پرس کی گئی تو عذر و معذرت کر کے بچ گئے تھے۔ اب جنگ احزاب کی موقع پر  
پھر عہد شکنی کے مرتکب ہوئے اور عین موقع پر مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھ دیکر  
اسلام کے نعل و نعل اور مسلمانوں کے استیصال میں کوئی دقیقہ اٹھانا رکھا۔

جب بنی قریظہ سردار ہیود بنی نصیر جو جنگ احزاب کا بالائی سپاہی اور تمام فتنہ  
فساد اور شوش کا محرک تھا دشمنوں کی راہ فرار اختیار کرنے اور محاصرہ اٹھ جانے  
کے بعد بنی قریظہ کے اہل ہی پناہ گزین تھا۔ ایسی عذر و توسل سے توقع ہو سکتی تھی کہ وہ  
مدینہ میں نکلے بیٹھتے۔ اور قیام امن عامہ میں غفلت اٹھانے سے بچتے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی سرکوبی کے لیے بیعت خد و حشم روانہ ہوئے  
تو بنی قریظہ تاپ مقابلہ نہ لاکر قلعہ بند ہو گئے۔ لیکن محاصرہ کی طوالت ہی عاجز و بے بس  
ہو کر کہلا بھیجا کہ بنی نصیر کی طرح ہم بھی جلائے وطن پر آمادہ و مستعد ہیں۔ ان کو  
پیغام کا یہ جواب دیا گیا کہ تم اپنے آپ کو بلا شرط سپرد کر دو۔ پھر جناب رسالت مآب  
صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نسبت جو احکام مناسب سمجھیں گے صادر فرمائیں گے اس پر  
انھوں نے درخواست کی کہ تمہاری دیر کیلئے ابولہب کو جو اس قوم سے تھو جو بنی قریظہ کو حلیف  
تھے مشاورہ کیلئے ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ ان کی درخواست منظور ہوئی جب ابولہب ہیود کو  
کے پاس گئے تو انھوں نے ان کو چھپا کر ہم تمہاری پیغمبر کے حکم پر اپنے تئیں سپرد کر دینا  
قبول کر رہے یا نہیں؟ ابولہب نے ہیودوں کے سوال کا جواب تو اظہار میں یا مگر اپنی گونڈ  
ہاتھ چھپا کر یہ اشارہ کیا کہ تمہارا شیل کیلئے جاؤ گے کیونکہ ابولہب جانتے تھے کہ بنی قریظہ دو

مرتبا پناہ عہد تو چکے ہیں۔ آئندہ ان کا کوئی معاہدہ قابل اعتبار نہ ہوگا۔ اگر وہ قبول اسلام  
پر رضامند ہوں گے تو بھی وہ انہیں قبول امانت باللہ و بالیومیر کا آخر و معاہدہ  
جو زمینیں کو سرحد و مصداق کہے جائیں گے غور کرو۔ ہیود بنی قریظہ جرم بناوٹ کی سزا کو  
مستوجب تھے اور یہ قوم و ہر سلطنت کو قوانین سیاست و مملکتی میں بغاوت کی سخت عنت  
سزا مقرر ہے اسی بنا پر ابولہب اپنے قیاس کو تو اپنی اشارہ کیا کہ قتل کیلئے جائیں گے  
تب بنی قریظہ نے اس بات پر اپنی نہیں سپرد کرنے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں گی  
ان کی نسبت فیصلہ صادر فرمائیں گے انکار کیا۔ بالآخر انھوں نے بنی اوس و مسلمانوں کی  
وساطت ہی میں کہ ساتھ ان کا پہلے سر ربط و ضبط تھا اجنبی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے  
منوالیا کہ بنی قریظہ کے معاملہ میں معدنی معاؤ کو جو بنی اوس کے سردار تھے حکم تسلیم کیا جاوے  
پر سخت اگر اپنا معاملہ حضرت بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سپرد کر دیتے تو حضرت  
رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ان پر رحم فرماتے اور ان کو ساتھ دہی سلوک کیا جاتا جو  
بنی قریظہ عار و ذیولہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ بنی قریظہ کے ہیودوں و سجد بن معاذ کو حکم  
مقرر کر کے وقت خیال کیا ہوگا کہ وہ ان کی رعایت کریں گے۔ مگر انھوں نے ضروری تحقیقات  
کے بعد ان کی نسبت وہی سزا جو بڑی جو باغیوں کو دی جانی مناسب و دروین امانت  
ہوتی ہے۔ ان کے فیصلہ کا حاصل صہیل ہے :-

(۱) بنی قریظہ کے جنگجو مرد قتل کیے جائیں +

(۲) عورتیں اور بچے لوٹ کر غلام بنائے جائیں۔

(۳) ان کی جائیداد ضبط کی جائے۔

اس فیصلے کی تعمیل کی گئی۔ سوائے تین شخصوں کے جن پر بغاوت کا الزام ثابت نہیں ہوا تھا قریب ڈھائی سو آدمیوں کے قتل کیے گئے۔ ایک سطحی خیال آدمی کہ گاؤں کو قریب کے یودیوں کو نہایت سخت سزا دی گئی۔ لیکن جن لوگوں نے آجے عالم کو بغور و متق پر صاحب وہ جانتے ہیں کہ ہر زمانہ یہی باغیوں کو سخت سے سخت سزائیں دی تھیں اور کئی سو آدمیوں کا مجرم بغاوت

تہ تیغ ہونا گئی پڑا خونخوار واقعہ نہیں۔

حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ ہر عہد یودی قوانین قدرتی ایک قدر دفعہ جزاء و عقاب کے منشاء و مآب تھا۔ سنہ ۱۰۰۰ء کی بغاوت۔ تاروں اور سازشوں کی پاداش میں اپنے کیے سے رو کر پوچھ کر تباہ و برباد ہوئے +

نور الدین نجرانوالہ

## رسول اللہ کا نام مبارک

### "نجاشی" بادشاہ حبش کے نام

انصحر بن ابرہہ بادشاہ حبش الملعب : نجاشی کے پاس عمر بن امیہ الصغریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیکر گئے تھے۔ یہ بادشاہ حبشی تھا۔ تاریخ طبری سے اس نام مبارک کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
من محمد رسول اللہ الی النجاشی  
مملک الحبشہ۔ سلامت فانی  
احمد الیک اللہ الملک القدوس  
المنزلہ المومن المہمین۔  
واسعد ان عیسیٰ بن مریم و  
اللہ وکلمتہ القا الی مریم البتول  
الطیبۃ المحسنۃ فحمدتہ بعیسیٰ  
فخلقه اللہ من روحہ ونفخہ  
کما خلق آدم ربیدہ ونفخہ  
ولی ما دعوت الی اللہ وحده  
لا شریک لہ والموا لا تعنی طاعنہ  
وان تتبعنی وتومن بالذی  
جاء فی فانی رسول اللہ۔

خدا کے نام کو جو بڑی رحمت اور کمال نام والا ہے  
یہ خط اللہ کے رسول محمد کی طرف سے نجاشی کے بادشاہ  
حبش کے نام پر تجھے سلامتی ہو۔ میں پیغمبر اللہ  
کی تائید کرتا ہوں۔ جو ملک قدوس۔ سلام  
ہو من اور ہمیں جو۔ اور ظاہر کرتا ہوں کہ  
عیسیٰ بن مریم اللہ کی مخلوق اور اس کا حکم ہیں  
مریم بول طیبہ عقیقہ کی جانب بھیجا گیا۔ اور  
انہیں صلی کا اس کو پس ٹھہر گیا۔ خدا نے صلی کو  
اپنی روح اور نفخ سے مصلح پیدا کیا جیسا کہ آدم  
اپنے اذی اور نفخ سے پیدا کیا ہے اب میری رحمت  
یہ ہے کہ خدا پر جو کھلا دلا شریک ہو لایا  
اور حبشی کی فرما باری میں را کر اور میرا  
کر اور میری تعلیم کا سچے دل کو اثر کر۔ کیونکہ میں  
اللہ کا رسول ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الی محمد رسول اللہ من النجاشی  
من انجور سلام علیک یا نبی اللہ و  
رحمۃ اللہ وبرکاتہ من اللہ الذی  
لا الہ الا هو الذی هدانی لای الہ الا  
اقابلہ فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ  
فی ما ذکرک من امر عیسیٰ نور رب  
السماء والارض ان عیسیٰ ما یریدہ  
علی ما ذکرک شہد قفا۔ انہ کما  
قلت۔ وقد عرفنا ما بعثت بہ  
الینا۔ وقد قربنا ابن عمک و  
اصحابہ فاشہد انک رسول اللہ  
صادقاً مصلحاً وقد بايعتک  
وبایعت ابن عمک واسلمت علی  
ید یہ اللہ رب العالمین۔  
وقد بعثت الیک با بنی ارباب  
الاھمر بن ابجر فانی لا املاک  
الافسی وان شئت ان اتیلت  
ضلت یا رسول اللہ فانی اشہد  
ان ما تقول حق  
والسلام علیک یا رسول اللہ

اللہ رحمن اور رحیم کے نام سے  
محمد رسول اللہ کی خدمت میں نبی فانی محمد بن  
کی طرف سے۔ نبی اللہ کے آپ پر اللہ کی سلامتی  
رحمت اور برکت ہو۔ اسی خدا کی جس کو نبی  
نبیل و جس نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی ہے  
اب عرض ہے کہ خدا کا فرمان ہے کہ آپ پر سلامتی  
عیسیٰ کو مستحق جو کہ اپنے حق پر دیا ہے خدا نے  
زمین و آسمان وہ اس قدر برابھی پر ہوا  
ان کی حیثیت تھی ہی جو آپ نے خیر فرمائی  
میں نے آپ کی تعلیم کی ہے اور آپ کا نام اعلیٰ  
مسلمان میری دل آرام میں ہیں اور اگر  
کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مجھے بھی اور مستباز  
کی کمالی تائید کرتے ہیں۔ میں نے آپ کی رحمت  
کرتا ہوں۔ میں نے آپ کو مجھ پر نبی فانی  
خدا کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی تائید کرتے  
اور میں خود کی خدمت میں اپنے نزدیک راہ کو راہ  
کرتا ہوں۔ میں تو اپنی ہی ناس کا مالک ہوں۔  
اگر حضور کا منشاء یہ ہوگا کہ میں حاضر خدمت  
تو حضور حاضر ہوں گا کیونکہ میں بعینہ کرتا ہوں  
کہ حضور جو فرماتے ہیں وہی حق ہے۔  
اے خدا کے رسول آپ پر سلام۔  
(بجۃ للعالمین)

میں جس زمین اس ملک میں نبی محمد بنی ہجرت  
مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیج چکا ہوں  
تم سے بارام محمد اللہ۔ نجاشی۔ تم مجھے حضور  
کیونکہ میں تم کو اور تمہارے بار کو خدا کی طرف لایا  
ہوں۔ دیکھو میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا اور تمہیں  
مجھ کو لایا اب میں تم کو میری نصیحت میں لو  
سلام آپ پر جو سید ہی بات پر چلت ہے۔  
نجاشی اس فرمان مبارک پر مسلمان ہو گیا اور جواب میں یہ عرض فرمایا۔





ایک فلسفی انہی جذبات کرتا ہے کہ  
دل آلودہ تازہ چھوڑ دیتی فرصت کہ رات دن بیٹھا رہوں تصور جاناں کیے ہوئے  
یہ وہ روزِ زندگی ہے جو تنہائی پسند اور انجمن آرائی سے متفرق ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ  
کہ اس کو تمام سرور و فانیوں سے فرصت ہو۔ اور سب سے قطع تعلق کر کے جو خیالی بار  
چھو جائے۔  
یہ وہ زندگی ہے جو زندگی کا مال اور حیات انسانی کا آخری کسب ہے۔ جب  
ذوقِ خداوندی چھوٹا ہے اور فیضانِ الہی کے آثار مرتب ہونے شروع ہوتے ہیں تو  
عام طور پر یہی جذبات قلوب میں پیدا ہوتے ہیں۔

حصہ در حصہ کائنات کا جب زمانہ بعثت قریب آتا ہے تو آپ انہی جنس سے  
گھبراتے ہیں اور تنہا پہاڑ کے غاروں میں چسکے تصور جاناں کرتے ہیں جس کے بعد  
وہ مراجعِ خاص ہوتے ہیں جو حیات انسانی کا آخری کمال اور حصولِ غرض و نجات  
کی آخری حصہ ہے۔ یعنی یہ کہ

تم ہی ہوتے ہو ویر و دگویا جب کوئی دوسرا نہیں جوتا  
بس ہی دو رہے جو پیغمبروں کو حاصل ہے۔ اور جس کے لیے تمام اداں اپنا تنہائی  
زور لگاتے ہیں اور جس کو خدا چاہتا ہے عنایت کرتا ہے۔ لیکن یہ کس کا فیض ہے  
"اے کچھ تنہائی" کا جھکاؤ منکر روح گھبراتا ہے اور جو محض عاشقانِ خفیت  
کا حصہ سمجھا گیا ہے۔ حالانکہ جملہ بیدار بخشی اور عروج و کمال اسی کا فیضانِ کرم ہے

عموماً عشاق ہی عزت پسند ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ عشق و محبت توفیق کر رکھا  
اور خدا جانی کا اولین زمین ہے جس پر چکر اور دوسروں کی طلب ہوتی ہو  
اور وہ گوشہ نشینی اور عزت پسندی میں پنہاں ہوتے ہیں۔ اداں کی حقیقت یہ ہے  
کہ تمام حصولِ کمال کے لیے اجتماعِ خیالی اور مثبتِ قلب لازمی ہے اور یہ سوا  
کچھ تنہائی کے انجمن میں کہاں میسر ہے۔  
اور جس وقت کمال حاصل ہو گیا اور تصور جاناں باقی آخری حد پر پہنچ  
گیا یعنی

تم ہی ہوتے ہو ویر و دگویا جب کوئی دوسرا نہیں جوتا  
کار تبہ حاصل ہو گیا تو یہی کچھ تنہائی دنیا کی عزیز ترین چیز بن جاتی ہے +  
یہ تو خاص خاص حالتیں ہیں جو خواص کو حاصل ہوتی ہیں۔ عام طور پر تنہائی  
حیات انسانی کے لیے ایک ضروری کارآمد چیز ہے اس لیے کہ اس میں اجتماعِ  
خیالی کے باعث صحیح غور و فکر کا موقع ملتا ہے جس سے انسان صحیح احساس پیدا کر سکتا ہے  
اور صحیح تو یہ ہے کہ اگر انجمن آرائی قوم و ملت کے مفاد کے لیے نہ ہو تو پھر عزت نشینی  
بہر حال بہتر ہے کیونکہ انسان روحانی و جسمانی تمام اوقات سے محفوظ رہتا ہو۔ ع  
یہ آفتِ نرسد گوشہ تنہائی را

نوٹ:- یاد رہے کہ تنہائی یہ ہے کہ ہم سب کو چھوڑیں کہ سب ہم کو چھوڑ دیں +  
رکن الدین دانا

## اصلی خوبصورتی

خوبصورتی صرف یہی نہیں ہے کہ انسان کا رنگ اجلا اور صاف ہو بلکہ اصلی خوبصورتی  
یہ ہے کہ جسم ٹھنڈی اور موزوں ہو۔ اعضاء استوار اور پر گوشت اعصاب چمکے اور کھینچے ہو  
ہوں یہ خوبیاں ورزش سے پیدا ہوتی ہیں۔ سینہ چوڑا ہوتا ہے۔ پیش منقبض ہوتا ہے  
پہچا منقبض میں سہولت اور دل کی حرکت میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ ٹہیاں۔ لہلیاں  
منقبض ہوتی ہیں۔ کھانا خوب ہضم ہوتا اور چروچن ہوتا ہے۔ کھانا کھاتے ہی یا  
فلو معدہ میں دردِ زلزلہ نہیں کرتی چاہیے۔ کمزور آدمیوں کو لادم ہے کہ صبح کی ہوا  
خوری کو جانے سے پہلے کچھ کھالیا کریں۔ جن لوگوں کی عمر ۳۰ سال سے زیادہ ہے  
وہ بہت زیادہ ورزش کرنے سے پرہیز کریں کیونکہ عصبی طاقت بہت صرف ہوتی  
ہے اور اس زمانہ میں اعضاء جن ایسے لچکدار رہتے جیسے کہ اوائلِ عمر میں  
اور اس سبب سے محنت کی نکان ان سے جلدی ریف نہیں ہوتی۔ لیکن ان لوگوں کو  
بھی باقاعدہ ملکی ورزش روزانہ کرنی مفید ہے +

۲- تفریح و تہذیب حیات کے لیے ضروری چیز پاک و صاف ہوا ہے جس قدر پاک  
صاف ہوا ہے اسی قدر صحت زیادہ عمدہ اور درست ہوگی۔ کھانا تو دن میں  
دو تین ہی دفعہ کھاتے ہیں لیکن ہوا کی ضرورت ہر دم ہے۔ صاف ہوا کو خون  
زیادہ صاف ہوتا ہے۔ اور انصاف ہوا حقیقت زہر کا اثر رکھتی ہے۔ اگرچہ

ہم لوگ چھوٹے مکانوں میں اکٹھے رہتے ہیں جہاں میں ہوا صاف نہیں رہ سکتی  
لیکن پھر بھی مکان ہوا دار بنانا چاہیے اور کمرہ میں ایسے درتکے رکھے جائیں  
جہاں میں ہوا کی آمد و رفت خوب ہو۔ جب ہوا صاف نہیں ہوتی تو دل کا عمل بھی  
گمراہ ہو جاتا ہے اور آلاتِ تنفس صاف نہیں رہتے۔ بلکہ تمام جسم کا نشو و نما  
اچھی طرح نہیں ہوتا۔ رات کو منہ لپیٹ کر سونے کی عادت بھی مضر صحت ہے  
کیونکہ تازہ ہوا کپڑے کے اندر نہیں جا سکتی اور وہی خراب ہوا بار بار آلاتِ  
تنفس میں جا کر آلاتِ تنفس کو خراب کرتی ہے۔

صبح و شام ہوا چھوڑ کر۔ میدان کھیت اور باغ میں دو دو گھٹانا اور جھنڈ  
ہو سکے تماشے قدرت سے دل بہلانا غفلانِ محبت کے لیے اول درجہ کا مفید عمل  
ہے۔ زمین و آسمان۔ جنگل اور میدان۔ ندی۔ نالے۔ دریا اور تالاب بہاؤ اور  
ظفر کے سبق آموز ہیں۔ اور جو کچھ ہم کتابوں کو سیکھتے ہیں اس سے زیادہ یہیں کھاتی  
ہیں کیونکہ ایسے مقامات کی سیر کرنے سے قوتِ تنقید کو بہت بڑی ترقی ہوتی ہے  
ایسے مقامات پر قدرت کے۔ نظریہ منظر دیکھنا اور اس کی بے انتہا خوشنما  
دستکاریوں کا خزانہ صاف جانتی و چونکہ تازہ ہوا کپڑے کے اندر نہیں جا سکتی اور وہی خراب ہوا بار بار آلاتِ  
تنفس میں جا کر آلاتِ تنفس کو خراب کرتی ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَنَا الْمُتَكْفِرُونَ  
فِي أَكْثَرِ الْأَرْوَاحِ

اور ان سے مانجھ بخت پسند یہ طور پر کیا کرو

## مذکرہ و مناظرہ

### معجزہ شق القمر پر ایک تحقیق نظر

۱۔ حدیث لے دیکھو اسوہ حسنہ ص ۱۸۷

اگر اس بات کو ہر شخص آسمان ہی کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر حضرت آبادی کا سورہا ہوگا۔ جو جگہ۔ ہا ہوگا وہ اپنے کسی شہنشاہ میں مصروف ہوگا۔ اور جو فارغ بھی ہوگا اُسے اس چند لمحات کے تغیر کو محسوس نہ کیا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ اگر چاندنی پھینکی پڑ گئی ہوگی تو بھی ہمارا روزگار بگڑے گا۔ چاندنی راتوں میں کبھی کوئی شخص تعجب حیرت کی نگاہ سے اوپر نہیں دیکھنے لگتا۔ جب چاندنی پھینکی پڑ جاتی ہے یہ بات ایسی عامہ اور وہ ہے کہ کوئی شخص خیال بھی نہیں کرتا، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ علامہ مکہ کے اور کسی جگہ کے دو چار آدمیوں نے تو حضور درجہ چھوٹا ہونا اس کے ثبوت میں اخبار مجھے موجود ہیں کہ وہاں مکہ کا وہ قافلہ جو شام وین کی طرف سے آیا تھا اُس نے مکہ واپس آکر اس واقعہ کی تصدیق کی۔

دب) کی نسبت ہمارا جواب یہ ہے کہ دیگر علامات قیامت کا ظہور نقص قطعی سے کہیں ثابت نہیں ہے جس کی بنا پر معجزہ شق القمر کے متعلق انہیں کوئی تاویل کرنی پڑے۔ جن احادیث۔ سو نقص قطعی کے مقابلہ میں ان کو ترجیح نہیں دی جاسکتی، اور اگر ان کا خیال بھی ضروری ہو تو بھی ہم کہتے ہیں کہ علامہ مکہ کے ایک علامت اور قرب قیامت کی ظاہر ہو چکی ہے اس لیے یہ کہنا کہ جبہ مکہ کو اور دوسری علامت ظاہر ہو۔ شق القمر کا وقوع کیونکر تسلیم کر لیا جائے۔ یہ حدیث صحیح ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرا زمانہ نبوت اور زمانہ قیامت ایسا متصل ہوگا جیسے دو انگلیاں ملائی جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود رسول اللہ کی بعثت ایک علامت اور قرب قیامت کی ہے۔ پھر جب وہ علامت ظاہر ہوگی تو کوئی وجہ نہیں کہ شق القمر کو آئندہ زمانہ کے لیے سمجھا جائے۔

ج) کے متعلق ہم کو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہنا کہ جو اربعہ قرآن و احادیث سے ثابت ہو رہے ہیں اس لیے شبہ کرنا کہ تمام علامتیں اسکا ذکر کیوں نہیں کیے گئے بنیاد ہے۔ بالکل ممکن ہے کہ بعض علامتوں کا اس کی نسبت سکوت کرنا صرف اسی کاغذ سے ہو کہ جو بات نقص قطعی اور احادیث سے اس طرح صراحتاً ثابت ہو اُس کے اعادہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔

د) کی نسبت البتہ ہم کو ایک بسیط بحث کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ اس واقعہ کو

(۲) کلام مجید کی ہر آیت کا کوئی نہ کوئی سبب نزول ضرور ہوتا ہے۔ دراصل ان بات کو سبب نزول میں مفسرین کا اجماع ہے اور سب سے بلا اختلاف اس کی شان نزول یہ بیان کی ہے کہ کفار مکہ نے رسول اللہ سے درخواست کی کہ رسول اللہ سے دعا کی جائے کہ وہ شق القمر ہو گیا۔ یہ بات کہ علامہ رازی، عثمان بن عطاء، حنفی، حنفی اور حسن بدی بھی جو شق القمر کا بڑا مذہب ہے وہاں بیان کرتے ہیں اس شان نزول سے اختلاف نہیں کرتے۔ اس پر نشان نزول کے اعتبار سے تمام مفسرین کا اجماع ہے۔ ۱۔ ہا یہ کہ ان حضرات نے یہ تاویل کیوں کی اس کے متعلق ہم ان کے خیالات کا خلاصہ یہ ہے۔ ۲۔ کہ کرتے ہیں پھر سپر تنبیہ کرتے ہیں۔ (۱) شق القمر ایک سانچہ علیہ ہے اور اگر یہ واقعہ ہوتا تو تمام انہیں دیکھنے کے لیے ہواں کو چہ چل جاتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ کہ ساری دنیا کو معلوم ہو گیا ہوتا۔

دب) شق القمر قرب قیامت کی علامت ہے اور چونکہ دیگر علامات قیامت بھی تک رونما نہیں ہوئیں اس لیے قیامت کا رعب ہونا ابھی معلوم نہیں ہوتا اور شق القمر بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ تو قیامت قیامت کے قریب ہوگا۔

ج) اگر یہ معجزہ واقع ہوا ہوتا تو تمام علماء متواتر نقل کرتے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا (د) احادیث مختلف ہیں اور یقینی نہیں کہا جاسکتا کہ کس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ لہذا اذ انقادضا تنساقطاً کے اصول کو کسی کو صحیح ماننا جائیگا۔ (۱) کے متعلق ہیں اس بات کے کہنے میں ذرا تاثر نہیں ہے کہ یہ خیال بالکل ضابط عقل ہے کیونکہ اگر دس زین و کمر او ساری دنیا کو تو اس میں کھلی ہوئی غلطی یہ کہ جس وقت مکہ معظمہ میں رات ہوئی ہے اسی وقت دوسرے مقامات میں جو اُس سے چھ سات ہزار میل جانب غرب میں دن ہوتا ہے۔ پھر جب مکہ معظمہ کی رات ساری دنیا میں مشترک نہیں ہو تو کیونکر رات کو واقع ہو نہی الامعجزہ تمام دنیا کو نظر آسکتا ہے۔ جب کہ تمام دیگر مقامات میں دن ہو۔ اور اگر روئے زمین سے مراد صرف وہ مقامات ہیں جن کا طول البلد مکہ معظمہ کے طول البلد کے مطابق ہے تو بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایسے مقامات میں ہر جگہ ہر شخص کو دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ بہت جگہ ابر و باد مانع رہا ہوگا۔ اور جہاں آسمان صاف ہوگا وہاں بھی ہر شخص کا دیکھ لینا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی وجہ یہی



فَلْيَقْضِ تِلْكَ الْوَدْعَةَ مِنَ الذِّكْرِ إِنَّ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

ہم زیور میں پند و نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہونگے

## اصلاح الاخلاق والاعمال

### جنت سے چوتھا خط باپ کی طرف سے بچوں کے نام

مرا فراق اگر تم کو خوش گوار نہ تھا تو پھر تمہارے لیے تنگ یہ مزار نہ تھا  
یہ سب غلط کہ تمہیں دل پر اختیار نہ تھا یہ سب ہے جھوٹ کہ میری لیے قرینہ تھا  
یہ بات تھی تو میرے ساتھ دفن ہو جاتے  
یہ بات تھی تو میرے پاس آ کے سو جاتے

تمہیں ہے جس کا قلق اس کی ہے خیر نیکو کہ تم سمجھتے تھے اپنے لیے سب سمجھو  
خیال کرتے تھے راحت کا ذمہ دہر مجھو بدویر رسم کہا کرتے تھے پھر مجھو  
تمہاری بے بسیوں کا وکیل میں ہی تھا  
ضروریات جہاں کا کھنسل میں ہی تھا

تمہارے واسطے مال و منال لا آتا تھا خدائی کی میں تمہیں نعمتیں کھلاتا تھا  
ہر اک صیبت و غم سے تمہیں بچاتا تھا تمہارے ٹکے کے لیے آپ دکھاتا تھا  
ذرا خیال کرو پھر صرف بات کا ہے  
یہ سوگ میرا نہیں ہے تعلقات کا ہے

تعلقات ہی انسان کے یاد آتے ہیں تعلقات ہی بعد فنا ملائے ہیں  
مرے سلوک مجھے یاد اب دلاتے ہیں فریب صاف یہ دُنیا کو رشتہ دلاتے ہیں  
تعلقات کا اگر آدمی میں روگ نہ ہو  
تو اُس کے بعد زمانہ میں مسکاسوگ نہ ہو

نہ رو کو میرے بیٹو! فضول ہے رونا سفدرات سے وہ چوچکا جو عشا ہونا  
اب ایسے فکر سے مفت اپنی جان ہو کھونا نہ چھوڑو دن کو مشاغل نہ رات کا سونا  
تمہارے واسطے سامانِ کائنات تو ہیں  
نہیں ہونیں نہ یہی وہ تعلقات تو ہیں

طیگار دق بھی آرام بھی بہتر بھی نصیب ہوگا تمہیں الٰہی زبھی دولت بھی  
کر پیچھے خویش و اقارب وہی محبت بھی سکون و شیش بھی پاؤ گے اور راحت بھی  
رہا میں تو رہی کیا نہ خوبیاں باقی  
ابھی بہہ ہی نہا میں ہر باں باقی

یہ سبیم تجرا خدا تم کو زندہ نگاہی دے تمہاری سہ تمہیں مژدہ جانی دے  
الم نہ تم کو کوئی رنج ناگہانی دے وہاں نصیب تمہیں عشقِ جاوانی دے  
تمہارے دل نہ ڈھکیں یا اپنی مشا در ہو  
تم اُس جہانِ عشق میں با مژدہ اور ہو

خدا کے شکر نہ تم سے جدا کیا مجھ کو اب ہر نہ دستِ قضا کیا مجھ کو  
اب جس نے راہی دیا رہا کیا مجھ کو بنا کے صنایعِ قدرت نے کیا کیا مجھ کو  
ہلا دی شاک میں تصویر میری سبھی کی  
سوا دگر ہے تبسیر میری ہستی کی

جہاں ہوں میں نہ وہاں کوئی غمگیناں نہ کوئی مونس و ہمد نہ یا ر غار ہے آج  
تمہارے غم سے مری روح سو گیا رونا آج یہ دان صرف چراغِ شب ہزار ہے آج  
یہ آ رہا ہے نظر گور کے اندھیرے میں  
کوئی فریب بھی تھا میرے کوسویرے میں

نہاں نہ باپ نہ اولاد ساتھ آئی ہے بہن ہے پاس نہ بھوی نہ کوئی بھالی ہے  
برون قبرِ حیات کی آشنائی ہے کھد میں چار طرٹ بیگی ہی چھائی ہے  
دیا نہ ساتھ کسی نے طال سے اتنا  
تمہارے ساتھ تھی دُنیا خیال ہے اتنا

تمہارے ساتھ کیا پہنے ساری عمر نہا ہوئے تمہاری ترقی کے دوسوں میں تہا  
طاکی تمہیں آرام ہے خطبہ خواہ ہیں یہ اُس کا نتیجہ ملا ہے یا اللہ  
سقم ہے شمعِ فنا کو ماتہ تم نے دیا  
اندھیرے گور میں تجو نہ ساتھ تم نے دیا

غلط کہ میرے لیے بھقرا رہتے ہو مری جدائی میں تم آشکبار رہتے ہو  
ابو میرا سوگ تمہیں سو گوار رہتے ہو یقین نہیں ہے کہ زار و نزار رہتے ہو  
مری جدائی اگر ناگوار تھی تم کو  
تو کیوں مزار میں آئیے فارغ تھی تم کو

جو پٹنے جو تبار کسی کو رنج نہ ہو تعلقات کو دنیا میں اپنے کم کر دو  
 نہ دشمن اور نہ تم دوستوں کو دوست ہو جو چاہتے ہو سترت تو ایک کام کر دو  
 اس جہان سے بالکل لگاؤ دل اپنا  
 تعلقات جہاں کو اٹھاؤ دل اپنا  
 اگر یہ بات ہو امکان سے یہاں باہر تعلقات جہاں سے نہیں گریز و مفر  
 تو پھر سوگ یہ غم سب فطرت میں گیر یتیم بچہ ارے کیا نہیں ہے تم کو خبر  
 سکا رخصتہ و غم ہے آپ بننا ہے  
 ہماری صرح تمہیں بھی تو پاپ بننا ہے  
 ہمیں بھی آہ پڑے گا یونہی جُدا ہونا کہ رود کو دنیا میں بوقت ہونا  
 نہ چاہتے ہمارے مرنے سے غمزہ ہونا جو عام بات ہے اس کو لول کیا ہونا  
 ہم آج مر گئے کل دوسروں کی باری ہو  
 یہ ایک رسم ہزاروں برس سے جاری ہو  
 لٹے ہوئے ہو خود اس استہکاج میں گئے گزرے ہیں جس راستہ کی پیروی  
 کیے جو لاکھ برس بھی تو بھٹکتا تھا کہ کد کا سب کو یہی دیکھنا ہو خواب گراں  
 رہیں گے پھول نہ پھولوں میں رنگ بولتی  
 رہیں گے مرے معبود ایک تو باقی

سراستے دہر میں شب کے ہوا قیام نہیں مسافروں کو مٹرنے کا یہ مقام نہیں  
 رو چل چلا تو کسی کو کہاں دوام نہیں سحر جب آئی تو ملت نشانِ شام نہیں  
 یہ بگڑ رہے جہاں قافلے گزرتے ہیں  
 ہزار ہوتے ہیں پیدا ہزار مرنے ہیں  
 ہماری جہتی رفتگی یادگار ہو قہم ہمارے بخشش اسید کی بہرہ جو تم  
 ہماری خاک سے اٹھا ہوا غبار جو تم یہ کہہ نہی میں اسیدیں کہ ہوا ہوا جو تم  
 ہمارا نام ہے دنیا میں بیش و کم باقی  
 ہمارے دم کو میں گویا جہاں میں ہم باقی  
 ہمارا نام نہ تم خاک میں ملا دینا ہم آبرو نہ ہماری کہیں مست دینا  
 ہماری محنت مرحوم کا پیدا دینا ہمارے ہاتھ ہمارے اب چلا دینا  
 کہ مرنے والا ہے زندہ جو نام زندہ ہو  
 جتنے جو بعد فنا وہ تمام زندہ ہو  
 اٹھو اٹھو مصیبت عروج پاؤں میں بڑھو بڑھو قدم بڑھ چلو زمانہ میں  
 ہمارا نام ہو دینے کے کارخانے میں ہنرمیں علم میں تہو بڑھانے میں  
 عزیز بن کے وہ حاصل کرو شرف اپنے  
 کئے زمانہ کو اچھوں کے جس نطفہ اپنے  
 یہ مآب (صدیقی الواری اکبر آبادی)

## شرابی کی ہوی

نہیں شاعر نہ جھک شاعری یاں کچھ جانی ہو  
 تبار و واسطے اور نہ انو اس میں جو عبرت  
 بخت نہ کہ نہیں یہ تعقبات نام لول کی کا  
 شرفا نہیں اخلاق اس کو اور تعلیم ہی تھی  
 و خال میں حیا نکھڑوں میں پتلا ہو مروت کا  
 از سر محبت دے کہ وہ پہنچا ایسے جلسہ میں  
 گھڑی تھی میز پر دان کا کچے برقعہ میں فحش  
 وہ بھول پڑ گیا پوچھا پوچھا اس شیشہ میں کیا  
 یہی شے کہ زار جہاں جو باپ بہنوں میں  
 سنا جو گا کہ لایا کو پیش کسیر دیتی ہے  
 ستر کر لیا ہو اس کی شکل حاکم کو اب ایسا  
 اسی پیکر نہیں رہتا ہو باقی فکر غم کوئی  
 نہیں سخن دہیں ہو دلم سے ہوا ۱۱ ہرگز  
 گلاس اس کا زار بھر کر چھوٹا ہوا غم شیشہ  
 کس نے یہ کہہ انسان کو شیشہ میں انسان کا

غرض اس نوجوان نے عقل و عزت کو کشت  
 یہ بانی پھیر دیتا ہو حیا و شرم پر بانی  
 نہیں چھٹی یہ قہم اور تماشے کہ ہوتی ہو  
 گروہ دن تھا ایسا شوم اس بخت کو کیا  
 پڑا اک رات موری میں سو کر دست نکلیا  
 پشایا اس کو گئے کو کھڑا ہو چاٹا تھا کتے  
 اٹھایا لیٹ پرانی اور اس کو گھر میں لاؤلا  
 کہانے نہیں جھکو ضرورت کچھ تباہے کی  
 کوئی مجھ سے زیادہ اٹکو کیا جانیگا اس بھائی  
 اتر ڈولی کو اس گھر میں دم رکھا چوچند  
 تعلق ہوئی و شوہر کا کارک وہ بنایا ہو  
 ابھی کہ رات باقی تھی کہ لی پرست نے کرکٹ  
 رولا مات بھر کر کچھ کو تو نے مری ضد ہو  
 بھری بیٹھی تھی لحد میں لگی وہ چوکر دھوکا  
 کہاں تائی ہو نیند ان کو کہ چکر پٹ چٹائی





# ہٰکِیٰ سَیِّدِ الدِّیْنِ عَلَیْہِ سَلاٰتُ اللّٰہِ وَرَحْمَتُہٗ

کہیں جانتے والے اور نہ جانتے والے برابر ہوتے ہیں؟

## علم و ادب

### تحفہ حجاز

زادہ و تفضہ ہیں جواب کی بہار تک  
بہوش مار لالہ و گل کی یہ دھوم ہے  
ساقی سے لگے تپنے سے سب بادہ خوا  
پینا ہے کو ایک جام کے دو جام و سینہ  
یو ای سی راہ ساقی لبہوش کا فیض و جو  
ایسی جنت سل کی کنیوں کی بد سے  
کھینچیں مہار کو تھے ہیں باغ و ہر کی  
لہو جہاں آت فرح بخش ہے ہوا  
پھولوں کا ڈھیر چار طرقت کیا رہیں ہوا  
زعموں کو گل کھلائے ہر فصل بہار سے  
ناک بیدار سے جتنی کھلے ہیں پھول  
ارد کی کا بھی بہار ہوئی ماذاب کے سال  
چس تو بھی دیکھ لے لے باغ میں قمر  
تیرے دل حزن کی بھی کھل جائے گی کلی  
کس فکر و غم سے صنعت کی تصویر بگلیا  
دوری کا ہو خیال تو مذاق ہے کریم  
دیکھا کہ عہد و مال کی کرتا ہو حرس کیوں  
شاہان دہر نہ پیر زمین خاک ہو گئے  
ان کا وہ ترک ہے نہ وہ احتشام ہو  
اب انقباب دہر نے ایسا شاد دیا  
قاروں کے ساتھ سب زباند و خست گیا  
ہر شہار ہو کہ دن قری غفلت کو کٹ گئی  
مناں کو استعانت منعم سے کیا فرض  
امداد جا رہا ہے تو کر اس کو جا کو عرض  
نہیں جو ہیں کے گیا عرش پاک پر

جائیں گے بٹے گل کی طرح کو یا ہر تک  
ہے عطر بیز آن نسیم بہار تک  
جاتا ہے ابر جھوم کے جب کو بہار تک  
پہونچی ہوا لطف کی صدا گوش یار تک  
پہونچیں گو باغ جام و خوشگوار تک  
لیپے ہیں دامن گل و غنچہ سو خار تک  
چھتے ہیں پھول صبح سو لطف انہا تک  
فرط خوشی کو جھوٹو ہیں برگ باہر تک  
بوسے نہیں کو لیتے ہیں سید انا تک  
گلشن بنا ہوا ہو دل داغ دار تک  
پہونچے ہیں ان کی بارگاہے نگار تک  
بوہند کے گلوں کی گئی سبز دار تک  
یہ جوش یہ نود ہو فصل بہار تک  
سر سبز باغ میں ہیں مرغزار تک  
ہو زور و زعفران کی طرح چشم زار تک  
پائے ہیں رزق شام و صبح و روزگار تک  
بے زر گئے ہیں غلٹی کو سب تاجدار تک  
دیراں ہیں ان کو قصر جو اہر نگار تک  
تھے تلج و تحت زندگی مستعار تک  
باقی نہیں جہاں میں نشان مزار تک  
پہناں رہے گا خاک میں روز شمار تک  
پہونچا ہو نشہ نے ہستی عمار تک  
کیوں جاو مہر و زہ ہے اعتبار تک  
آتی تھی وحی جس شہ عالی و قار تک  
کہتا ہو خود حبیب جو کر دگار تک

کیا ذکر اہل چوہش جو اس کے مطلع میں  
قرآن جس کی مدح کو لہر یز ہے تمام  
ہو ایسی نہ امت دنیا کی جس نے کی  
یا با خطاب جس نے بشیر و نذیر کا  
یعنی محفل عذابی بادشاہ دیں  
شاہ مجاز نور شاہ خستہ مرکیں  
عزت میں ہیں کے در کے گز بادشاہیں  
ایسا ہی اس کی تہذیب میں نور تھا  
پائے کا داد مال و فریاد آہ کی  
اُس کو کبر پائے انہیں بھی چھڑا دیا  
یہ سن کے میں نے طلحہ روش رقم کیا

### مطلع دوم

آیا وہ اور اس چمن روزگار تک  
نقدیر جس کو نے تیری مزار تک  
دیکھا تجھے تو کھر کی ظلمت نے دی صدا  
تسے دیا ہو دین خدا کو دہاں رواج  
فرش حجاز تیرے قدم سے عرش قد  
نور خدا سے پاک نظر آنے سر بسر  
ہر بے زبان بھی تیرا ثنا خواں ہو خلق میں  
میں کیا ترے براق کی مدت کروں رقم  
نقش ششم براق کو ایسے ہی ہلال  
جو ہر تیری تیغ نے سب کو دکھائی  
مناظر کے ساتھ کئے رشتہ ہائے غلم  
امت تو مجھ کو بھولا کرتی نہیں ہو یا  
تو اس کی یاد سے کبھی غافل نہیں رہا

پڑتے ہیں رات دن کلمہ شیر خوار تک  
آتے تھے جبریل بھی جس دیو قار تک  
پہونچی نہ خاک پا بھی سر تابد ار تک  
ظاہر و حجب سو رحمت پر در دگار تک  
پہونچا کوئی بھی نہیں جتنے وقار تک  
روشن ہو جس ہو بحر و بر کو ہزار تک  
رکھتے ہیں گہڑیوں میں ڈر شاہو ایک  
جانی تھی جس کی صنو فلک کج مدار تک  
جا جلد و وضہ نہ نصف شکار تک  
جو جا چکے تھے خانہ و دوزخ کی ناز تک  
شرمندہ جس سے ہو گہرا آبدار تک

پرتو گلن رہے گا جو روز شمار تک  
پہونچا وہ شخص رحمت پر درگار تک  
آیا خدا کا نور عجب کے دیار تک  
گھر تھابتوں کا خانہ پر درگار تک  
تنظیم کو ہو خم فلک کج مدار تک  
اسے جو تیری خاک قدم چشم زار تک  
کرتے ہیں گہر و موج و بجار تک  
پہونچی نہ جس کو بو تو گل نو بہار تک  
روشن ہیں جن کو اخترہ و زبلاہ ار تک  
پہونچا دیا عدد کو جہنم کی ناز تک  
پہونچا گلوں سے غیر جو خنجر حجاز تک  
اس کو نہیں ہو خوف عذاب مزار تک  
امت کا تھا خیال دم احقرار تک

ایسے ہی لوگ اب تری امت میں رہ گئے  
اصحاب تیری ماحی کفر و منکدر تھے  
صدیق کی وفا کا زلزلے میں اصف  
ہوا پتہ نام۔ ذکر یہ آگے کا تم سنو  
عثمان نے غلام خدا کو کیا بھلا جمع  
خبر کا در اکھاڑ کے تبلیغ دین کی  
امت نے تیرے بعد کیسے آل پرستم  
پیا سا کیا جو عہد حق میں اسے شہید

چھوٹے نہیں جو مصعب پر درگاز تک  
تھا اوج دیو پاک گان چار یا رنگ  
جا کر نبی کا ساتھ دیا آست غارتک  
روقت حق دین کی عمر۔ مزار تک  
چرچے رہیں گے خلق میں در شمار تک  
معدود عقاب۔ ورشہ ذوالفقار تک  
مارا گیا حسین غریب لذت یا رنگ  
یہ غم بہکا خلق میں۔ زینہ شمار تک

بچہ ہوئے ہیں ظلم تری آل پاک پر  
کہنا سلام شوق ہمارا بھی ای صبا  
رکھتا ہوں میں زیارت بھلی کا آزد  
آدھا ہوا ہوں گھل کے ذرات حضور  
رکھ اس گن گہگار کو تو اپنی حفاظ میں  
میں ای قمر ہو چرخ کے دریغ میں یہ کہوں  
محبت نقی قمر (گیا دی)

## سکندر کا تابوت

شمل بزم حکومت قانع روزی زمین  
چھوڑ کر ساز و طبیب ای عقی ہوا  
نقل یوں تابوت زین میں رکھی جانتے  
بزم ماتم کا عجب عبرت فرا یہ سین تھا  
بھر کے آہ سرد بولا اک حکیم کتہ سخن  
ہو مقدم اور موخر کا یہاں بعد و فرق  
رہبر ملک عدم کا ہے مگر نقش قدم  
واو حسرت موت نے مجھوس اس کو کر لیا  
یہ اسی سلطان کا ہو جسم بجان ناظرین  
نکتہ نجوم اتھم ہی کچھ بھی جس عبرت ہو اگر  
حکیم ثانی۔ تابوت پر ہاتھ رکھ کر :-

والی بابل۔ سکندر۔ امور شاہ جہا  
آرزو میں نہیں سب باتھتی یوں کی یا  
جس طرح فریج قند میں ہو ڈیر کچا نہیں  
گرد تابوت سکندر کے سب حق و غوغا  
دہلے دالو۔ مر نوالے کے لکے کیوں پونہا  
در نہ جانی کو اسی منزل سو ہو کر رول  
ساکن مموہ ہستی کو عبرت کا نشان  
کل چو اپو دشمنوں کو قید کرنا تھا یہاں  
جس کو قدموں کی لگی حق و نفرت غوغا  
نذر غم نفرت۔ جیل اب کر و مرچ پر

اصتیاج نامہ نے عمر بھر رکھا دلیل  
بد غم نے جسکے تجھے سیو فانی کی صریح  
غیر کا حصہ ہوا سر مایہ ہستی ترا  
حکیم شاد دس  
ایکہ نچر قضا۔ تو مانج مشفق ہی تھا  
یاد میں ہم کو تری اکثر مضامین دلنہا  
تیرا مہمانا مگر ہو آج اک ہند لمین  
تو سراپا پسند خاموشی ہو سبکے سامن  
حکیم شابع  
عل تری تقریریں مجلس میں اکثر محضریں  
آج ہو آنت کو قضا بول اٹھنے کی ترک  
لگ گئی فہر خوشی کیوں لب اعجاز پر  
حکیم شامش  
تیرے صدق کتنی جانیں اس دنیا میں ہوئیں  
آج سکا لیکن نہ توڑو کی اہل کو تیری  
اٹک سطح پر خادام و مخدوم دونوں لگے  
حکیم شامش  
حکم تھا مجھ کو ہنوں ہم بھوک میں تجھ جوا  
میں ابھی قائم ہوں اپنی عہد پر اور تو نہیں  
حکیم شامش

سیم وزر صندوق میں بند رکھنا تھا  
زندگی سے فرخ کر کچھ سالم اسباب کو  
جی سکندر کی طرح اور ہر بندہ کی طرح  
حکیم ثالث  
جائے حیرت ہے جو کل غالب ہوئے  
سرکشوں کو ضعف جس کو ہر ذلت میں  
موت کر دیتی کچھ کسی اکیں کا یا بلٹ

آج خود وہ شاہ منعم ساکن تابوت  
کا ہی بھی آدھی کو اسٹے اک سو  
ذکر رہ جاؤ ترا گھر گھر سکندر کی طرح  
حکیم ثالث  
ہو گیا مغلوب کیسا بیکسی کا تھا میں  
رنگ لیاں کر ہی ہوئی خودی کا تھا میں  
نیتی ہو سادی استحکام ہو جاتی میں پٹ

تیرے صدق کتنی جانیں اس دنیا میں ہوئیں  
آج سکا لیکن نہ توڑو کی اہل کو تیری  
اٹک سطح پر خادام و مخدوم دونوں لگے  
حکیم شامش  
حکم تھا مجھ کو ہنوں ہم بھوک میں تجھ جوا  
میں ابھی قائم ہوں اپنی عہد پر اور تو نہیں  
حکیم شامش

یہ وہ مناد تھا خیالی مرگ کو جنونہا  
پھر قضا کیوں نہ ٹالا لا کچھ دن کیوں  
ورنہ اسید مل کر کھنا چاہو تھا مختصر  
عمر کو تا ہی بشر اسید ناحق کے لیے  
حکیم حنا مس  
کشتہ فکر و تردد۔ تیری سہی ناہاس  
کا بچہ بعد تیرے کھل گیا یعنی کیاس

دل کو پرہ میں کھا اور آرزویں اسکا  
تا کہ بر آتی تھا ڈولی ہے نہ تیار  
دست برو مرگ ہی تاکہ نہ ہوتیں سو گوار  
چشم دار کھتا ہو شوق دید ناقہ کیلئے  
حکیم حنا مس

کم نہیں یہ دن طلوع صبح محشر کی ہیں  
جائے جانے آج کو حراں غم پھر آگئے  
ہے لہذا فرود عبرت ہر ایسی آنکھ کو  
آج روئے شاہ اور شاہی کا منظر ہو گیا  
انوار حسین رسوا (ڈالوی)



تالیفات و تصنیفات علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ علیہ اسی

المشہر عبد الواحد خان مینچر قاضی اینٹہ کپنی گورکھ پورہ

[illegible]

کائنات کا حقیقی راز کون سا ہے؟  
 جس پر ہر شے کے وجود کا راز ہے۔

A black and white photograph showing a large, dense crowd of people gathered outdoors. The crowd is composed of individuals of various ages and genders, many of whom are looking towards the camera. The background features some trees and a building, suggesting an urban or park setting. The overall tone of the image is serious and historical.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible][illegible]

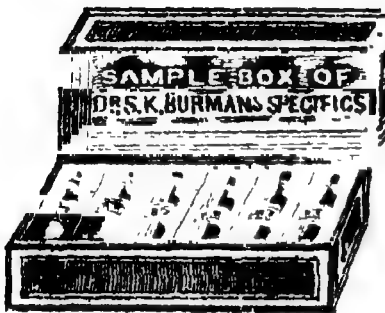


# چھ مشہور دواؤں کا کتب خانہ



ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دواؤں گزشتہ ۳۱ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں اس لیے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں صرف نئے اصحاب کے لیے جو اشتہاری ادویات سے متغیر ہو گئے ہوں یقین دلانے اور آزمائش کے لیے پندرہ روپے میں منہوا ادویات کے نمونہ نہیں بنا ہے جس میں اس قدر کافی ہر ایک ادویہ ہیں کہ آزمائش پورے طور پر ہو سکتی ہے۔ سینٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کی کچن میں ہندوستانی ہیں جنکے ساتھ ان کے حالات کی بھی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے۔ مگر بارہوں کے لیے یہ انمول ہے اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ ٹھوسے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص سفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔

## دواؤں کے نام



دوسری دوا ایک ہی دہریہ ہو فوراً داتی ہے کو لاناٹک ہر ایک کے لیے لطافت بڑھانے والی دوا۔  
مقوی باہ کی گولیاں جیہا نام دیا فائدہ عرق کا فوراً سفید و گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے  
جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھانے سے صبح کو خلاصہ حاجت ہو جاتی ہے عرق پود نیہ سبز  
درد شکم و ریاحی درد کی دوا۔ نوٹ: بد پوری حالت کی فہرست بلا قیمت طلب کر کے دیجیے۔ ادویات ہر جگہ  
دوکانداروں اور دوا فروشوں سے لی سکتی ہیں اور نہ کاغذ سے طلب کیجیے۔

قیمت فی بکس ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول اک چار آنے (۴)

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۱۹ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

## سہارا پوری تحفے

چاول سہارا پور کا مشہور نوجو دروازہ ملکوں میں جاتا ہے ایک جگہ ضرورت ہو چکے ہیں  
۱۔ سیر ڈھائی سیر سنگا وقت پہنچی وصول ہونے پر چاول روانہ ہو گا (۱) پھیلی چاول باہمی  
۲۔ سیر سیر (۲) پھیلی چاول باہمی ۳۔ سیر سیر (۳) پھیلی چاول ۴۔  
جوان ۵۔ سیر سیر (۴) پھیلی چاول ۶۔ سیر سیر (۶) پھیلی چاول ۷۔  
دی پی ارسال نہیں ہوتے۔ شوک فروش دریافت کریں۔

پودے و تخم: سیوسے دار درختوں کے پودے اور پھولوں، ترکاریوں  
میں سے جو مطلوب ہوں ہم سے طلب فرمائیے فہرست  
مفت ہم سے طلب کر کے ملاحظہ کیجیے۔

جی: یہ گھوڑوں کو کھلائی جاتی ہے۔ گھوڑا چست چالاک اور طاقتور  
کریہ رہے وقت خریدار آزمائش کے وقت دو روپے فی پوری وصول ہونے پر  
روانہ ہوگی۔ نوٹ: سہارا پور سے جو چیز مطلوب ہو سنگا پور

مینجر دوکان لالہ متھرا داس نانول مورنج گن سہارا پور

## باغ باغ لگانوالوں کو فزہ

رہنمائے باغبان اس میں ہر قسم کی ترکاریوں پودہ دار درختوں اور ہر قسم کی پھولوں پر کار  
ہو سکتی ہے کامیاب رہنے سے متفرق باتیں ہیں تاکہ شہنشاہ باغبانی کو تمام فصلوں اور پھولوں کو  
پرکے اور باغبان کی فزادہ سے بچے قیمت ۲۰ سے جلد محصول اک (۱۱) ہے۔  
سیر و شیشا سہارا پور و شاہجہاں پور نامی جدید جدید مشہور ترکاریوں حال جوسٹین کو  
بہت کام دیں ہر جگہ کی تجارت مشہور عمارت کا مفصل حال سفر کا آرام قابل قیمت متفرق  
محصولہ اک نمبر کتاب ۱۲ ہے، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا جلدی کرو۔  
نعمتوں کا طلالی محال: قسم قسم کے کھانے اور شیشا پانی غیر بنانے کی لاجب کتاب  
دینا بھر کے ہر قسم کے کھانے اور شیشا پانی غیر اجاڑے باڑ چینیوں ترکاریوں غیر خود بنا  
عبارت عالم گوار عورت کو بھی ترشکے شاد و فزہ بھی عمدہ عمدہ لذت کھانے بنائے  
پھل پھری: یہ نادر کتاب روٹوں کو بناتی ہے پھر وہ دونوں کو شگفتہ کرتی ہے  
نعمتیں اور بنیاد کو باغ باغ کرتی ہے قابل دید۔ مہذب و عمدہ لطافت  
کا مجموعہ ۱۲۵ سے قیمت محصول اک (۱۱) ہے۔

مینجر قیصر ہند کنبی نمبر ۱۹ سہارا پور



# حَسَنُ کا اُسو چھپ گیا

یعنی خواجہ حسن نظامی صاحب کرامت مضمین کا مجموعہ جو آج تک مختلف سالوں اخباروں میں شائع ہوئے تھے ایک کتاب میں جمع ہو کر شائع ہو گئے۔ یہ مجموعہ اُسوہ حسنہ کے سائز پر نہایت عمدہ کاغذ اور کھائی چھپائی و تیار ہوا ہے۔ ڈھائی سو صفحوں کا و مزین اختتام پر قیمت صرف پندرہ کارکن حلقہ المشائخ دہلی سے منگائیے۔

رسالہ اُسوہ حسنہ میرٹھ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء مطابق ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ لغتائیم مکرم الحرام ۱۳۳۵ھ

نمبر (۲۷)

فہرست مضمین

جلد (۴)

## حِکْمۃ و موعظۃ

غمِ جنابان بنادر مرزا سلطان احمد خان صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس ... ۷۱  
مطالعہ :- ماخوذ از حکمتِ علی ... ۷۳

## اصلاح الاخلاق الاعمال

تعلیم الاطفال جناب مولوی حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی ... ۷۴  
کیا نماز پڑھو گاموں کو روکتی ہے مولوی عبدالغفور صاحب بدای ... ۷۵  
مراسم صوفیہ معترف حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ... ۷۶  
جذباتِ علوی (نظم) جناب سید ظفر حسن صاحب علوی نظم و اثر اللہ بی۔ ۷۹  
کلام اکبر و اسان العصرین بہار سید اکبر حسین صاحب اکبر آلہ آبادی - ۷۹

## علم و ادب

پھول و شہد کی مکھی جناب مولوی خواجہ غلام حسین صاحب پانی پتی ... ۸۰

## تنقید و تقریط

اُمّ الاسلامہ ... صفحہ ۸۲ - حقایق الاسلام ... ۸۲  
سفرنامہ حرمین الشریفین ... ۸۳  
ابنِ مسلم ... ۸۳  
ملفوظات ناظر جمیل ... ۸۴  
ذکر الجیب و ذکر جمیل ... ۸۴  
مجموعہ خطب خاندان عزیز یہ ... ۸۴

## اشتات

دیباچہ ... صفحہ ۵۷  
دیوبند کا دارالحدیث ... ۵۸  
دائرہ معارف مشرقیہ ... ۵۸

## معارف القرآن

تفسیر الفاتحہ ... ترجمہ تفسیر المنار ... ۵۹  
اخوتِ اسلامی :- ماخوذ از تفسیر القرآن ... ۶۰

## تعلیم الاسلام

عورتیں اسلام میں :- جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان رحمۃ اللہ علیہ ۶۱

## مذاکرہ و مناظرہ

پیغمبر عرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور احکام حج جناب  
مولوی محمود علی صاحب پروفیسر کپور تھلہ کالج ... ۶۳  
معجزہ شوق القمر پر ایک محققانہ نظر :- جناب مولوی نیاز بخش  
صاحب نیاز فتحپوری ... ۶۷

## الستائرۃ الیچمن و الحاصل النبوی

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ حضائل :- جناب مولوی محمد عظیم  
صاحب واعظ اسلام ... ۶۹

مینجھ تہذیب النشوان لاہور و طلبہ

عِلْمًا وَسَلَفًا

ہماری قوی زبان اور دیکھو کہ مشہور مصنف جناب مولانا مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب  
شروانی کی نہایت مقبول تصنیف "علم و سلف" جو عربی کی مستند ترین تاریخی کتابوں کے  
تقریباً چھ ہزار صفحات کے عین مطالعہ کا نتیجہ ہے، بجز نر و خنث سجدہ "اس کتاب کو  
ایک نظرمیں معلوم ہوتا ہے کہ پانچ سو کے زمانہ میں مسلمانوں کو اندر ظلم کا کس قدر ذوق تھا۔ اور  
مسلمان ظلم کی پسند اور پانچ سوئٹ دنوں کی کیا کیفیت تھی، مختصر یہ کہ ایسی کتاب دنیا  
کسی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ کتاب کی خوبی صرف دیکھو جو تصدیق رکھتی ہے، بیان اور  
نشان کی پاکیزگی و شستگی کے ساتھ لکھائی چھپائی بھی نہایت دیرِ زیبا۔ قیمت صرف بارہ  
آنے (۱۲) سے محصول ڈاک۔ ملنے کا پتہ منجھو صاحب انسٹیٹیوٹ پریس علی گڑھ

## خواتین

ابن ابی اسلمہ سے آج تک جب قسطنطنیہ کی گرامی خواتین اسلام میں گزری ہیں ان میں سے ایک ایک حالت  
میں بہت ہی عمدگی کے ساتھ تربیت پانے میں مرتب کیے گئے ہیں عہد نبوت میں ایک آج تک کی ۳۳  
نویسین کا: انجیل سرکار عالمیدیکھ سکا جب بچوں کو شہر اور مفضل دواغ آئیں جو وہیں  
چھپائی، لکھائی اور کاغذ اعلیٰ پایہ کا جو ہر ایک مسلمان گھر نے میں اس کتاب کو پڑھا وہیں  
ضروری جو قیمت سواروپہ (پھر) ملنے کا ہے۔ منیر صاحب انسٹیٹیوٹ پریس علی گڑھ

عصر جدید پریس لالکھوڑی ممبئی

میں عربی فارسی اردو ناگہ ہر قسم کی لہجہ گوئی کا کام نبھاتا تھا۔ میرے عزیز اور صاحب  
موجود بنی پر بھی کچھ عہدہ پڑ گیا تھا۔ اس وقت آپ بھی اپنا کچھ کام چھوڑ کر ملا خطہ فرما دی۔

کیا مال نہیں؟

چشم بینا بود و گوشت و پوست و رت و دوی  
که هم آچکو

مکمل سورہ فاتحہ (الحمد شریف) مع بسم اللہ شریف اور آپ کے اسم گرامی کے  
بہایت صاف اور خوشخط ایک چاول کے دانہ پر لکھ کر ذکر کر رہے ہیں اور  
ساتھ ہی ایک اصلی چاندی کا لاکٹ اور تلاوت کے لیے ایک خود بین  
بھی دیتے ہیں، اس چاول میں دونوں باتیں آپ کو ملینگی ایک کمال  
انسانی کہ اتنی لمبی چوڑی عبارت صرف ایک چاول کو دانہ پر اس قدر  
خوشخط لکھی کہ بڑے بڑے صنّاع انجمنست بیدار ہو گئے اور دوسرے  
عجاز قرآنی کہ اس کی سب سے پہلی سورت اتنی جگہ میں بخوبی سما گئی اور  
خریدار کا نام لکھنے کے لیے بھی کافی جگہ چھوڑ دی۔ اگر آپ کمال کے  
قدرداں ہیں تو فوراً اپنی اور اپنے احباب کی فرمائشیں بھیج کر میٹرک  
چاول طلب فرمائیے اور صنّاع کی صناعی کی داد دیجیئے۔ ہدیہ مع  
چاندی کے لاکٹ اور آئی کلاس کے بچے اور خریداران اسوہ حسنہ کے  
دور رس (مخصوصہ اکٹ غیر ذمہ خریدار۔)

دور و پیہ اخصوندان غیرہ و مہم حیدر۔  
 چاول جیسے سورۃ اخلاص معہ لبس اللہ و نام خیدار تحریر جس خود میں غلج  
 چاول جیسے کلہ طیبہ دور و دشریفین نام خیدار تحریر ہے " " غیر  
 چاول جیسے صرف کلہ طیبہ اور خیدار کا نام تحریر ہے " " ۱۲  
 چاول جیسے ناد علی مع خیدار کے نام کے تحریر ہے " " غیر

اس متحرک چاول کو علاوہ

چنے کی دال پر بدینہ منورہ کا بالکل صحیح فوٹو مع خور و دین ... ع  
چنے کی دال پر کنگہ مغفلہ کا " " " " ع  
چنے کی دال پر بعد از شریف کا " " " " ع  
چنے کی دال پر اجیمیر شریف کا " " " " ع  
چنے کی دال پر احمد شریف مع بسم اللہ شریف و نام غریب ار ع  
کے ہمراہ ہر کے ٹکٹ ضرور آپے چاہئیں۔ تمام اور پتہ  
فرمائش صاف منظور میں نقل اور خوش خط لکھئے۔

مینجر دفتر کمال قلم کیمپ میرٹھ









# کِتَابُ التَّوْحِيدِ وَالْمِلَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ وَالْمِلَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ وَالْمِلَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ

(قرآن پڑھی) برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تم پر اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ کچھ رکھنے والے (راکھنے والے) ہیئت حاصل کریں

## معارج القرآن

### تفسیر الفاتحہ

سلسلہ کے لیے دیکھو سورہہ تیسرہ ۱۹۱۹

### صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اشارہ فرماتا ہے :-

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ  
اقتداء دکھایا۔ پس انہیں کی پیروی کرو۔

یعنی اہم سابقہ کے انبیاء، شہداء، صلحاء اور محدثین جنہو نے اللہ تعالیٰ نے انعام و

اکرام فرمایا ہے۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ نے یہاں ایک ایسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے جو

سورہ فاتحہ میں مجملہ ذکر ہے اور جسکی تمام قرآن میں بقدر ضرورت تفصیل کی گئی ہے۔

چنانچہ قرآن پاک کا تقریباً تین چوتھائی حصہ نقص پیش ہے جن میں عام نظروں کو

اہم سابقہ کے کفر و ایمان اور شقاوت و سعادت کے حالات سے عبرت حاصل کر سکی جانب

توجہ دلائی گئی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ واقعات اور مثالوں سے بڑھ کر کوئی شیخ انسان

کے لیے ہادی و رہنما نہیں ہو سکتی۔ پس جب ہم حق سبحانہ تعالیٰ کے اس حکم و ارشاد کی تعمیل میں

اہم سابقہ کے حالات اور ان کے علم و جبلت و وضع و عزت و ذلت و غرور کے اسباب

نظر ڈالیں گے تو اس کو ہماری طبیعتوں میں ایک ایسا اثر ہوگا جو ہمیں ان اقوام سلف کے

نیک کردار افراد کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے اور ایسے امور میں جو ان اقوام کے لئے سعادت

و نیاوی اقدار کا باعث ہوئے ہیں ان کی پیروی کرنے کی رغبت لائینگا۔ اور جو امور

اعتشاق و دہشت ہوئے ہیں ان سے بچنے اور محتر زہرے کی طرح بیک کرے گا یہاں

ایک عقل مند شخص پر روشن ہو جائیگا کہ علم تاریخ کس قدر اہم علم اور اس کے فوائد و منافع

کیسے عظیم الشان ہیں اور یہ سنکر اس کو سخت حیرت ہوگی کہ اس زمانہ بعض علماء و

حمایت دین کے مدعی جنکر تاریخ سے دشمنی رکھتے اور اس سے نفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں

کہ اس علم کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس سے کچھ نفع ہے حالانکہ قرآن کریم صاف

طور پر کہہ رہا ہے کہ علم امتوں اور قوموں کے حالات کا معارف کما دین و کام مقاصد کا

وَلْيَسْتَعْلَمُوا نَفْسَهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ اور مصلحت سے پہلے یہ لوگ تم کو بڑائی کی

الْحَسْبُ خَلْقًا وَقَدْ خَلَقْتُ مِنْ قَبْلِهِمْ جلدی کر رہے ہیں حالانکہ یہ سچا ہے اور حقائق

الْمَثَلَاتِ [جلد - ۴] ہرگز وہ جتنی کامیاب نہیں ہوتی ہیں۔

صراط مستقیم وہ راستہ ہے جو موصول الی الحق ہو، لیکن حق سبحانہ تعالیٰ سورہ فاتحہ میں  
صراط مستقیم کے موصول الی الحق ہونے کو اس پیرایہ سے نہیں بیان فرماتا جیسا کہ مثلاً  
سورہ القصص میں بیان فرمایا ہے بلکہ یہاں سورہ انعام کی آیت فَبِهِدَاهُمْ اَقْدَامُهُ  
کی طرح صراط مستقیم کی توضیح اس طریق سے کی گئی ہے کہ اس کو ان لوگوں کی طرقت  
مستقیم کر دیا ہے جو اس پر چل چکے ہیں۔

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ سورہ فاتحہ مجملہ ان تمام امور پر جاوی ہے جو تفصیلاً قرآن

پاک میں مذکور ہیں یہاں تک کہ اس سورہ میں وہ اخبار و قصص بھی موجود ہیں جو عبرت

و موعظت اور ہند و نصیحت کے لیے قرآن حکیم میں بیان کیے گئے ہیں۔ چنانچہ آیت

صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مجملہ قرآن کریم کے مجملہ اخبار و قصص پیش ہے۔

بعض علماء نے منہ علیہم سے مسلمان۔ مستحق علیہم سے یہود اور منافقین کو نکال

مراد لیں ہیں لیکن ہمارے خیال میں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ امیر المؤمنین حضرت

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول کے بموجب سورہ فاتحہ سب سورتوں سے پہلے نازل

ہوئی ہے اور چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لایا تو

اور آپ نے تربیت بھی حضور و انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی تھی اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ

اوروں کے اس بارہ میں زیادہ واقفیت ہوئی ہاں یہ ہے۔ اور بالفرض اگر سورہ فاتحہ کا

علم الاطلاق سب رتوں سے پہلے نازل ہوتا تو تسلیم نہ بھی کیا جاتا تب بھی اس کو تو

کسی کو ناخانی نہیں ہے کہ سورہ فاتحہ انہیں سورتوں میں سے ہے جو کہ ابتدا میں نازل

ہوئی ہیں۔ (جیسا کہ مقدمہ میں بیان کیا جا چکا ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ آغاز نزول کی

کے زمانہ میں مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں تھی کہ ان کی رہنمائی سے وایت حاصل کرنے

کی خواہش کی جاتی۔ انکی ہدایت کا دار و مدار قدامت و وحی پر تھا۔ علاوہ ان میں سے کچھ مسلمانوں

ہی کو کو دیکھا ہے کہ وہ خدا کے عز و جل سے صراط مستقیم پر یعنی ان لوگوں کے راست پر

چلنے کی توفیق کے خواستگار ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام فرمایا ہے۔ اس لیے

الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مسلمان نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جنکی نسبت حق سبحانہ تعالیٰ



اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا یَنْفَعُنِیْ وَ رِزْقًا یُّکْفِیْنِیْ وَ عَمَلًا یُسَلِّمُنِیْ مِنْ اَمْرٍ اَوْ اَمْرٍ  
 بہ تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارا۔ سے لے (اسی) دین اسلام کو پسند فرمایا

# تعلیم اسلام

## عورتیں اسلام میں

تفہد ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو جتنا لڑنا پڑا شاید کسی قوم کو اتنا لڑنا نہیں پڑا۔ کتب سیر کے اوراق اُٹھائے تو ایک عورت سے کبھی پہنچ کر کسی کام مسلمانوں نے نہیں لیا۔ کتبازوں میں صرف خولہ بنت ازیل کا نام ملے گا کہ اس نے خالد بن ولید کے محاربات میں اپنے جسم پر پتھیاں لگائے اور وہ بھی چھپکر۔ سپاہیانہ جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ محض اپنے بھائی ابن ازیل کو مصائب جنگ سے محفوظ رکھنے کے لئے۔ وہ جوش و انداز میں لڑ کر متلا جوا اور بہن فرط محبت سے اپنے بھائی کی سخت گھڑیاں دیکھ نہ سکی۔

ہندوستان کے باشندوں نے اپنے زمانہ ترقی میں عورتوں کو اپنے شوہروں کی نعشوں کے ساتھ صل جانا اور دکھکھڑ محض مردوں کی سنگ لی کا ثبوت نہیں بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عورتوں کا ذرا احترام ان کے دل میں نہیں تھا۔

ایرانی اپنے زمانہ ترقی میں اپنی بیبیوں کے ساتھ ان کی بہنوں اور رزمیوں کو دلی حرمت رکھتے تھے اس سے صرف ان کی بہائیت کا پتہ نہیں لگتا بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کی کچھ حرمت ان کی نگاہوں میں نہ تھی۔ ابتدائے اسلام میں نہ صرف جاہلی عربوں میں بلکہ بہت ہی مہذب قوموں میں تعدا و انواع غیر معین تھی اسلام نے اسے چار ایک محدود کیا اور وہ بھی سخت شرائط کے ساتھ جن سے یہ خیال کیا جاسکتا ہو کہ اسلام نے عملی طور پر ایک وقت میں صرف ایک بیوی رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ مگر جن مہذب ممالک میں مثل جانوروں کے ان کی بیبیوں کی تعداد ان کے دستور اور قوانین کے موافق غیر محدود تھی وہاں یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ذرا بھی عورتوں کا احترام مردوں کے دلوں میں تھا ہرگز نہیں +

آخر دوم و سوم۔ اسلام نے بیبیوں کی تعداد محدود کر کے اور اکثر صورتوں میں صرف ایک بیوی رکھنے کی تاکید کر کے عورتوں کے اعزاز کا بہترین سبق دیا۔

اگر عورتوں کو بچا آزادی سے ہم روکیں تو ضرور کہا جائے گا کہ عورتوں کی عزت و عظمت ہمارے دلوں میں نہیں ہے اب اس خصوص میں مسائل شرعی کا ذکر ملکوں کے قوانین سے مقابلہ کیجیے۔ اگر کوئی عورت اپنے مرد کو باقتضا خفطرت پسند نہیں کرتی تو وہ حق بجانب ہو، اسپر کوئی اضلاقی الزام ہرگز نہیں ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس خصوص میں عورتوں کی مطلق العنانی بھی ایک ایسا امر ہے کہ اگر وہ قائم رکھا

میں نے غور کیا تو اسلام کے تمام قوانین اور شعاریات ایک اصول بہادری پر مبنی ہیں نہ بہادری اور اسلام الفاظ مترادف ہو جاتے ہیں کمزوروں پر رحم کرنا اور بڑوں کو یا اپنے سے زیادہ تر قوت والوں سے مقابلہ کرنا شان بہادری ہے۔ عورتیں خلق خدا کے مردوں میں اس لئے مسلمان مردوں کا شمار ہے کہ وہ اپنی عورتوں کا احترام اور عزت بہت کرتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یورپ کی عیسائی تو یہ سب سے زیادہ عورتوں کا اعزاز کرتی ہیں۔ بہ شک ایک حد تک وہ عورتوں کا اعزاز کرتے ہیں اور مسلمانوں سے جہاں انھوں نے اور بہت سی باتیں سیکھی ہیں وہاں عورتوں کو مغز بگھنا بھی انھوں نے یہ کھسا ہے پھر بھی جہلی اعزاز مسلمان عورتوں کو حاصل ہے وہ ہرگز عیسائی عورتوں کو حاصل نہیں ہے بلکہ خوب سے بڑا نہ جاہلیت عورتوں کا اعزاز بالکل نہ تھا اور نہ قبل اسلام دنیا کی اور تو میں عورتوں کی اتنی عزت کرتی تھیں جتنی اسلام نے تعلیم کی ہے۔ آنحضرتؐ رسول عربیؐ نے کہا بارہ میں یہ تعلیم کی وہ اس خاص فیضان الہی کا بیج تھا جسکی خصوصیت کی وجہ سے آنحضرتؐ کو مسلمان پیرائے شریعت ہیں اور ان کے قائم کیے ہوئے دین کو خیر الادیان جانتے ہیں۔

گوچر بحث نہایت وسیع ہے مگر میں جو عدم الفرستی، انحصار کے ساتھ اپنے بیانات کو تین جنون میں تقسیم کرنا چاہوں، اقل یہ کہ عورتوں کو سزا نہ سمجھنے کا خیال شریعت محمدیؐ میں نہ تھا۔ اس کے پہلے عورتوں کا ذبح کر دینا بہائم کے قریب سمجھا جاتا تھا۔ دوم یہ کہ مسلمانوں میں عورتوں کے اعزاز پر جاننے کے متعلق کیا کیا تاثر ہے مقرر ہوئے۔ سوم یہ کہ یورپ میں عورتوں کی عزت آج کل کو بہت بڑھی ہوئی ہے لیکن وہ ناپیشی ہے وہاں پورے ہین ایڈیوں کے اعزاز کے قاعدے مثل مسلمانوں کی عورتوں کے اعزازی قواعد کے ملنے نہیں ہیں اور اس لئے مقابلہ مسلمانی طریقوں کے یورپین تہذیب اس بارے میں جو برصغور کی کا رہ چکی ہے +

آج کے ہر سادہ دماغ کی بڑی تصدیق ہو سکتی ہے۔

یورپ کے قدیم زمانہ ترقی میں عورتیں فوج میں بغیر کی جاتی تھیں۔ عورتوں کا جنگ میں جا کر مردوں کے چوتے چوتے، اپنے گھوں کا گھوڑا صرف مردوں ہی کے لئے جتنی کی جاتی ہیں ہے، بلکہ اس امر کا بھی یقین ثبوت ہو کہ مرد اپنی عورتوں کا حرام بالکل نہیں کرتے

کے ساتھ کوئی کام نہ کرنا واجب نہیں ہوتا۔ کوئی قوم دنیا میں اپنی قومی قانون میں ایسا مسئلہ دیکھا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر اگر مسلمان یہ کہیں کہ دنیا میں صرف ہم وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کا احترام سب سے بڑھ کر کرتے ہیں تو کیا بیجا ہے۔ بہت سی اقوام ایسی ہیں کہ جن میں عورتیں اپنے رشتہ داروں کے ترکوں میں جتنی نہیں ملتی ہیں، اسلام نے عورتوں کا جتنی حق قائم کیا اور میرا خیال یہ ہے کہ اولاً اقل اور اسلام ہی نے توجہ کی۔ اور یوں آپ کی منتخب قوموں نے اس خصوص میں اسلام کا متبع کیا +

رسم پر وہ جو بلاد اسلام میں ہے، کچھ تو فطریت کا ثبوت ہے سے  
یسا یہ ترانہ می پسندم + عشق ست و ہزار بدگمانی  
اور زائر تر عورتوں کے اعزاز میں مبالغہ کرنے کا نتیجہ ہے، ابھی حال ملکشماران  
نہا جان ہندوستان کی معزز ترین مسلمان عورتوں سے بھی دیا وہ پردہ نشین ہوتے  
تھے، تو میں نے ان کا اعزاز نہ بڑھا سکا تھا کہ وہ تخت اور چارپائی سے پاؤں پیچے  
نہیں کھتے تھے۔ اور نہ گھر سے باہر نکلتے تھے، دو یا تین سو پر وہ کمانوں میں قائم ہو گئی تھیں  
اُس کی بھلائی یا بُرائی سے مجھے اس وقت بحث کرنا نہیں ہے بلکہ مجھے صرف یہ نکھانا  
ہے کہ وہ کادستور ایک ثبوت اس امر کا ہے۔ کہ شرع محمدی نے جو عورتوں کا  
اعزاز بڑھایا تو اُس کے ماننے میں مسلمانوں کو کچھ مائل نہیں ہوا بلکہ انھوں نے  
اس بارے میں کچھ اوصاف ذکر کر دیا +

ثبوت فرار بچے گئے بکری کے دودھ پر بھی بسر کر سکتے ہیں اور غیر عورتوں کا  
دودھ پید بھی پیتے ہیں۔ پہلی صورت میں ان کی تندہی خراب اور دوسری صورت  
میں لچھی رہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس طرح گائے اور بکری کے دودھ سے پرورش پانے  
ولے بچے گایوں اور بکریوں کو قبول جاتے ہیں اُسی طرح کیا انسان کو بھی مناسب ہو کہ  
وہ اپنی مادرانہ رضاعی کو قبول جایا کرے؟ یہ شان بائیں انسان کے لیے تو ہرگز زیادہ  
نہیں ہے۔ اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر تعلق رضاء کی یاد دہانی کے لیے بچہ  
مسلمانوں کے کسی اور قوم نے بھی کوئی قاعدہ رکھا ہو؟ اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں  
ہو سکتا کہ ایسا قاعدہ بجز اسلام کے اور کہیں نہیں ہے۔

مادرانہ رضاعی اور ان کے قوی رشتہ داران کا احترام شرع محمدی نے قائم کر کے احسان  
فرموشی سے روکا ہے بلکہ عورتوں کی اعزاز کا ایک باب تو اہل حسنہ تمدن میں اضافہ کیا  
ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ جن سے ذی عقل لوگ یہ نتیجہ نکالے ہیں کہ شرع محمدی جس قدر  
حکمت کے خزانے ہیں کہیں اور نہیں ہیں۔ اور یہی وہ باتیں ہیں جو حکماء و عقلاؤ  
زمانہ کو رسول عربی کی تعریف میں طب اللسان رہنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اور  
اننا پڑتا ہے کہ عورتوں کا اعزاز جس قدر رسول عربی نے قائم فرمایا ہے وہ  
اور کسی قوم کو نصیب نہیں ہوا۔ اور اگر ہوا بھی ہے تو وہ صرف مسلمانوں  
کے اتباع کا نتیجہ سمجھا جاسکتا ہے +

ابو الفضل محمد احسان اللہ علی

جائے تو انتظام عالم جہاں تک تمدن انسانی سے اسے متعلق ہے قائم نہیں رہ سکتا۔  
ابن دوست متضاد حاکموں کے درمیان میں جو جاری معتدالہ شرع نے احکام طلاق بیان  
کیے ہیں ان سے نہ صرف احکام شرع کے بڑا جھگڑا ہونے کا ثبوت ملتا ہے بلکہ یہ ظاہر  
ہوتا ہے کہ جو اعزاز ان احکام کے ضمن میں عورتوں کے حقوق کا شرع محمدی میں محفوظ  
رکھا گیا ہے اُس کی مثال روزگار سے آج تک دنیا میں کہیں نہ قائم ہوئی۔ اور

نہایت اہم ہو +  
شرع محمدی میں طلاق بدترین مباح ہے لیکن مردوں کا اس بارے میں مطلق العنان  
ہونا نہ صرف مردوں اور عورتوں کے حق میں ایک نکتہ ہے بلکہ عورتوں کی آزادی کا ایک  
سبق ہے جو شرع نے پڑھایا ہے، عورتوں کے جہلا عورتوں کو جب ناپسند کرتے تھے تو محو  
زوریت سے خانی کر کے کارخانہ داری کے لیے مشغول کر دیا جیونگانی میں کہتے تھے  
اور یہ اہمیت تھیں تو حالت مظلومی میں رہتی تھیں اور خدمت دہنیں تو اپنی حکمت  
اور عزت میں داغ لگاتی تھیں، شرع نے یہ حکم دیا کہ مرد ایسی عورتوں کو طلاق دیکر  
ایسا کر دیں کہ وہ اپنا دوسرا نکاح کر سکیں، ہر مذہب اور ہر مذهب مالک میں فوت  
عرب کے زمانہ جاہلیت کا طلاق اُس حالت میں کہ مرد اپنی عورتیں پسند نہیں کرتے جاری  
ہے۔ ذرا غور سے غما غما طلاق اس حالت کو دل میں سوچیں، یہ غلط ہو اور سراسر  
غلط ہے کہ مسلمانوں کے اور مالک میں مذہب ہوں یا غیر مذہب دستور طلاق نہیں ہے  
ہر جگہ طلاق جاری ہے، ذرا غور سے کہ مسلمانوں میں مذہب صورت کی طلاق ہے اور  
دیگر اقوام میں غیر مذہب صورت طلاق کی جارہی ہے۔ مذہب صورت طلاق کی جو حکما  
میں جاری ہے وہ اس امر کا ایک ثبوت ہے کہ اسلام نے عورتوں کا احترام ملحوظ رکھا ہے  
یہ رُپ میں جب غنیمت طلاق کی غلط طلاق کی صورت میں لانا چاہتے ہیں تو یہاں پر یہی  
صورت اُس کے قائم کرنے کی عورت کی بدکاری ثابت کرنا ہوتی ہے اور یہی ممکن  
ہے کہ اپنے مرد کی رضامندی سے کوئی عورت اپنی بدکاری کا ثبوت حاصل کرے بعض  
مشائخ اس کی تائید بھی ہو چکے ہیں، دیکھئے "الاسلام" صفحات ۵۵۷ و ۵۵۸ میں  
یورپ کے ایک سر دھڑان میں طلاق حاصل کرنے کے لیے جو برائیاں کی گئی تھیں،  
ان کی تصریح بیان کی گئی ہے +

اسلام میں بعد طلاق کے زائد عدت تک عورتوں کو مردوں سے نان و نفقہ  
پانا بھی عورتوں کے احترام کا ثبوت ہے۔ شرع محمدی میں شوہر کے مالدار ہونے کی  
حالت میں بیبیوں پر یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں یہ بھی عورتوں  
کے احترام کی دلیل ہے +

عورتوں کے مال و اثبات کا زیادہ قلیل ہوتا ہے اور مردوں کی وفاداری کی ذمہ داری کوئی  
نہیں کر سکتا اس لیے شرع نے عورتوں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ نکاح کے قبل اپنے شوہر میں  
یہ عقد ہر روز پڑھ لے اور اپنے قبضہ میں کہیں اور ہر شے اپنے قبضہ میں کہیں  
عورتوں کے حق میں یہ احکام شرع کی حکمتیں ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ ثابت کرتا ہے کہ  
مسلمان اپنی بیبیوں کی طرف سے تمام قوموں کو نافرمان کر رہا ہے۔  
کون عورتوں کا ایک مسئلہ ہے کہ بیبیوں پر اپنے شوہر کے کچھ لے کر نکاح کر لے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور ان کے ساتھ بحث پسندیدہ طور پر کیا کرو

## مذکرہ مناظرہ

پیشروہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتاوا احکام حج

### سوال وجواب

نہ، سبکی سستی تعلیم و تکریم کو جائز ہی نہیں بلکہ فرض کر دیا اور ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن اس کی زبان ہوگی جس سے بولے گا اور انھیں بولگی جن سے دیکھے گا (۴) ۱۱۔ چہی اونٹ کے کوہان کو قبل از قربانی خون آلودہ کرنا (۵) دن۔ مشرکین کے دونوں میں بیت اللہ کیلئے طواف کعبہ میں اگر کر چلنے کا حکم تھا بعد میں اس کی ضرورت نہیں ہی۔ مگر حکم باقی رہا +

### جواب

نبوت اور نبوت کا حقدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارہ میں خود کر سنے سے پہلے نبوت کی حقیقت کو سمجھ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ جو خیالات انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں: بعض خیالات ایسے یا چھوٹے کسی نہ کسی طرح کے غور و فکر کا نتیجہ ہوتے ہیں اور بعض خیالات بغیر کسی غور و تامل کے دفعتاً ذہن میں آجاتے ہیں ایسے خیالات کم و بیش ہر شخص کے ذہن میں آتے ہیں اور اکثر نیچے نیچے کسی پیشہ کے متعلق کسی علمی مشغہ کے متعلق کسی جرم یا کسی شرارت کے متعلق کوئی اچھا خیال سمجھ پڑتا ہے اور نہیں تو خواب کی نسبت ضرور ہر شخص کو بخیر و بکرہ یاد آتا ہے اور زیادہ نہیں تو مدت العمر میں ایک آدھ بار ہی ایسا خواب ضرور دیکھنے میں آتا ہے جبیر دیکھنے والا تعجب کرتا ہے کہ ایسی بات دیکھی جو کبھی وہم خیال میں ہی نہیں آئی۔ اچھا تو وہ خیالات جو غور و فکر کے بعد پیدا ہوتے ہیں انسان کی اپنی ذات کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں اور وہ ذریعہ جس نے ایسے خیالات کو پیدا کیا اگر خیالات بد ہوں تو نفس نامہ کہلاتا ہے اور اچھے ہوں تو نفس کلید۔ یادوں کیلئے مشترک لفظ عقل کا استعمال کیا جاتا ہے اور بے غور و تامل پیدا ہونے والے خیالات اچھے چون یا بُھے الہامی کہلاتے ہیں اور وہ شرارت سے متعلق رکھتے ہوں تو واسطہ کو کلمہ شر و شیطانی کہتے ہیں (۱) ان الشیاطین لیکو حقوق الیٰی اویٰ لیا یقیناً اور غیر سے متعلق رکھیں تو کلمہ خیر یا ملائکہ (۲) قل تزلزلہ روح القدس میں میں یقیناً بالحق (۳) کلمہ خیر و کلمہ شر یا ملائکہ و شیاطین عقلی اور مذہبی اصطلاح میں ہر ایک حقیقت سے کہنی واقف نہیں اور ان کے اثر کا تہر سب کو چاہیے اگر تحقیق و جستجو اور ایمان

نہ بندہ جناب اذیر صاحب۔ السلام علیکم۔ ایک صاحب سے عنوان بالا کے متعلق خط کتابت ہوئی ان کے اعتراضوں کا خلاصہ اور جواب جو دیا گیا ہے، انھیں اشاعت ارسال کرتا ہوں۔  
نیا: کمیشنگھو دہلی پروفیسر۔ ندیہ کالج۔ کپور تھلہ۔ تحریر ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء

### سوال

مذہب اسلام کے احکام اور عقائد اور بالمقابل ان کے بعثت رسول مقبول مسلم کے زمانے اور تمام مرد و عورتوں کے مراسم و عقائد پر نظر غائر ڈالنے سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ مذہب اسلام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مذہب مذکورہ کے عقائد اور رسالت کا ایک انتخاب ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو موصدا و رعدا پرست تھا اور آپ عہد طفلی ہی سے نہایت ذکی الطبع پاک ایمان اور روشن خیال تھے، چالیس سال کے طویل زمانہ تک آپ ایسے شہر میں رہے جہاں ہمیشہ ہرگز کے خیالات مذہبی آپ کے گوش گذار ہوتے رہے، سفر شام کا بھی اتفاق تھا۔ اس طرح آپ نے تمام مذہب کے عقائد و احکام سے کما حقہ واقفیت پیدا کر لی۔ چونکہ آپ کے دل میں ہر روزی نوع انسان بدرجہ غایت جاگزیں تھی۔ اس لیے آپ صلا و قوم و مذہب کے لیے آادہ ہو گئے۔ اور ایسی تعلیم پیش کی جس کو آپ نے اپنی قوم کے لیے بہتر و مناسب سمجھا، اس میں ایسی کوئی بات نہ تھی جو آپ کو مرسل فی اللہ ثابت کیے؟ انتخاب غایت درجہ کی احتیاط سے کیا گیا تاہم متعدد احکام اور عقائد خلاف عقل اور تجربہ بھی شامل رہے۔ منجور دیگر احکام کے جو توہم پرستی اور تعلیم آباؤی پر مبنی خیال کیے جاسکتے ہیں مناسک حج میں حج میں سہارہ خیالات، واقفیت عادات و رسوم ترقی نہایت وغیرہ بہت سے غامض ہیں، مگر اعتراض حج کے اجزاء پر ہے کہ وہ ہر ملایا اور توہم پرستی سے سمجھ میں (نظر مخالفانہ) بالخصوص (۱) سی بین الصفا و المزد (۲) ہدیٰ الجبل (۳) قبیل جبرائیل جو شہاب الناب کا ایک



نصحا اور قرش کی رحلتہ الشما والصلیف یعنی سرانی اور گرائی سفر کے بغیر  
 وہاں کوئی چیز آتی تھی۔ نہ کہ نام مذہب کا سترہ تیرہ تھا۔ نہ کوئی دکنش اور چر فضا  
 مقام بلکہ وادعینہ ذریعہ۔ کعبہ نبوت سے بھرا ہوا، اور تمام عرب بیت پرست  
 وہاں کسی اور کو آنے سے مطلب کیا؟ شام کا سفر البتہ ہوا، اور دوبار ہوا اگر کسی دور  
 تک اور کئے دن کے لئے؟ کوئی شہادت ہے؟ کہ حضرت م نے اس ملک کے مشہور قادیان  
 کی سرک کی شاہیر سے جھینس ہوئیں۔ برس پچھپینے قیام فرمایا۔ خد کے غضب سے  
 ڈر کر ایک سفر بچپن کا جبکہ جنگل کے اندر کسی مسند کے پاس مقام ہوا۔ رات بسر کر  
 تھی کہ صبح کو وہاں سے کودنے گئے۔ دوسرے سفر میں بھی ایسی جلدی داپس آئے کہ لوگوں  
 کو تعجب ہوا اور ایسی آنکھ چوٹی کی آمدورفت میں تجارت کا تابڑا بھڑنا قائم دیکھ کر  
 عجیبے دلی تکل پر حنا مند ہو گئی۔ یہ بھی کوئی عاقلانہ عذر و ٹکڑے سوتے ہیں اور  
 موقع نما بھی تو شام میں دھڑکیا تھا؟ مریم پرستی اور ملیش یا لات وہل کیلک  
 حواریوں کے مجسمے اور ان کے آگے سجدہ برزی۔ وہی روشنی حضرت کو نظر آئی اور  
 اسی کے روشن ہو گئے انہی تکل اصلا پر اہل کرتی تو ملک شام سے سیح کی اہلیت پیر  
 آئے نہ کہ توحید۔

فوری عمل (۲) اگر یہ سب کچھ عقل کا کرشمہ تھا تو خود کی شکل بھی اور ہونی چاہیے تھی،  
 عقل دانوں کا دستور ہے جب کوئی خیال نیا سوچتا ہے تو پہلے مذہب پیدا ہوتا  
 ہے اور آدمی کچھ عرصہ خاموش رہتا ہے پھر گدگدی اٹھتی ہے تو اپنے دوستوں کو  
 مشورہ کرتا ہے، یہ عمل ایک بار نہیں مختلف دوستوں کو بار بار کیا جاتا ہے، جیسے  
 کایقین ہو جاتا ہے تو پھر یہ مشورہ کیا جاتا ہے کہ اس کو شہر کرنے کی کیا پیل ہو۔ مدت  
 تک مختلف صورتوں و جیلوں کو تلاش کرنے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی  
 صلاحیں ہوتی رہتی ہیں، کبھی ناامیدی ارادہ کو فسخ کرتی ہے، کبھی صداقت کایقین  
 حوصلہ برحائے اور بہت بڑی گفت و شنید کے بعد وقت آتا ہے جبکہ علانیہ خیالات  
 کے پھیلانے کی کوئی شکل اختیار کی جاتی ہے۔ مگر یہاں وہ متفرق بندہ و صلوات اللہ  
 علیہ، نبوت سے پہلے سب کا پیارا اور سب کا دوست ہے۔ بڑے بڑے چمکڑوں میں  
 علم کے پنے کی عزت رکھتا ہے۔ صفحہ و کی دلگیری کی شہرت رکھتا ہے اور اپنا پورا وقت  
 جمیلہ کے سبب سب کے دلوں میں گھر کیے ہوئے ہے۔ غرض ہر طرف ہوا خواہوں اور  
 دوستوں کا جوم دیکھتا ہے مگر چالیس سال کی عمر تک کسی سے مشورہ ایک طرف نہ دیکھتا

اس وقت کی عیسائیت پر ٹوٹت عیسائیت تھی جو بہت کچھ صلوات و مریم کو بدعت تھی تو متاثر کیا  
 ہو اس وقت میں بھی خدائے پریم خدائے سچ کے تمام حوری اور مذہب عیسوی کے تمام مشہور مقتدا۔

اسی طرح تھیں، اہل جات اور شکاکٹ مانے جاتے تھے جس طرح بت پرستوں کے خفقت دیوتا۔  
 کیسا ناموسہ ہوں کے مجسموں سے پھرے جوتے تھے اور سب کے آگے بڑھ کر یہ کہتا تھا  
 مودیوں جاتی تھیں۔ موجودہ عیسائیت خود تو اسلام کی میریت ہے اور یہ مشہور و کافانی  
 اگرچہ عیسایہ اسلام کو اپنے مشہور مذہب کے گرد بڑوں کی طوائف سے اظہار کرتا ہو  
 جس پر اس وقت کے راجع افکار عیسائی اسے مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے تھے +  
 خود ملی۔

مجھتا ہوں کہ درست ہے کیونکہ ہر شخص کا اپنا بڑا شہادت دیتا ہے (تو اگر کسی شخص کے دل  
 میں کوئی ٹیک اور مفید فکر ایک عرصہ کے مخور و نگہ سے پیدا ہوئی ہے تو اس کو بھڑکا  
 رہنا ضرور کہیں گے اور ہم با مومن اللہ نہ کھینکے۔ اور بغیر ظاہری وسائل تامل کے پیدا  
 ہوئی تو ایسا شخص پنیہ ہوگا اور اس کے خیالات وہی۔ میں جانتا ہوں کہ سترہوں کا کرشمہ  
 بھی نبوت کی ہی تصریح ہے کیونکہ اعتراض اسی بنیاد پر چسپاں ہوتا ہے۔ میں نے جو  
 اس کو طول دیا تو ایک ایسے تفاوت کو ظاہر کرنے کے لئے کہ معلوم ہوتا ہے سترہوں کا  
 نبوت یا الہام کے وجود سے منکر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ الہام کے عام اور ابتدائی جلوہ  
 ہر شخص کو نظر آتے ہیں اور بہت وہ اعلیٰ اور برتر ہونے جن کے حاصل کرنے والے کو مفید  
 کا خطاب دیا جائے اب ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے خاتم نبوت (علیہ السلام) پر  
 ختم ہو گئے اور اس طرح ہر ایک بھوتی ہی دلیل یہ بھی مل گئی کہ جب آئے اور حقیقت  
 باتوں کے لئے الہام کا۔ وازہ ہیشہ کھلا رہتا ہے تو کیا دنیا کی سب سے بڑی صلاح  
 کے لئے خدا کی طرف سے کوئی الہام ہی نہ ہوا ہوگا؟ اگر ہوا ہے تو ہمارے حضرت  
 (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زیادہ اس کا خدا کون ہو سکتا ہے؟

آنحضرت کی نبوت پر اجماع اب دیکھو کہ کیا حضرت کی تعلیم غور و تامل کا نتیجہ تھی اس بارہ میں  
 معلوم ہوتا ہے، معتبر نے عیسائی مصنفین کی تحریروں کو بہت دیکھا ہے اور ان کا  
 ہے کہ یہ حضرت کی عدم امثال اور عظیم الشان تعلیم کو دیکھتے ہیں اور بڑے خود ابن، نہ  
 بعد کسی اور کے آگے جینے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے تو لا حاصل نیا سات کا سلسلہ قائم  
 کرتے ہیں اور جھلی فتا کے لئے جس سامان کی ضرورت ہے، منتل پیدا کرتے ہیں کہ حضرت  
 کو وہ سامان میسر آگئے ہوں گے اور پھر اپنی کور باطنی سے کہنے لگے ہیں کہ فی حقیقت  
 وہی سامان میسر آگئے تھے ورنہ :-

وہاں قبل نوشت (۱) بالکل غلط ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خاندان توحید  
 پرست تھا، حضرت پرست پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں ہی کو توحید کی طرف بلانے کا حکم  
 نازل ہوا ہے (وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) حضرت کے چچا بوبہب کی عداوت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی مدد کرنے والے ابو طالب بھی مرتے دم تک لاکر لاکر اللہ  
 نہ کہہ سکے۔ اور عتبہ بن ربیعہ وغیرہ کفار گمراہ نے جب آنحضرت کو مال و دولت کا لالچ  
 دیکر تبلیغ سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے تو سب سے پہلے یہی کہا ہے کہ بتاؤ تم بہتر ہو  
 یا عبد اللہ تم بہتر ہو یا عبد المطلب مطلب یہ کہ جب وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے رہو  
 تو تم ان کی اولاد ہو کر اس کی مخالفت کیوں کرتے ہو (سیرۃ المصطفیٰ) نیز بالکل غلط  
 ہے کہ مگر مغلیہ میں مختلف مذہب کے پیر و آدم و رفت رکھتے تھے۔ کہ کوئی تجارتی مذہب

سے ابو طالب کے بارہ میں فرقہ شیعہ کا اختلاف ہے مگر وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ ابو طالب یا دیگر اہل بیت  
 پہلا توحید پرست تھے بلکہ وہ مشن ہونے کو اہل بیت علیہم السلام سے ہوا، ان کو انہیں پہلے دنیا کے راجہ بن کر  
 دیکھ کر ابو طالب کے طرف منسوب ہونا چاہتا تھا، ان کا یہ سلسلہ قائم کیا، کہ دیکھتے ہیں کہ ان کا مذہب جو  
 ابو طالب کو پیش آئے، انہیں تھا کہ وہ ان کی خدمت سے بدمعاش ہوں، ان کے ان کا عقاید بھی اصرار نکولا  
 کرتے ہیں، یہ کہتا ہے کہ ان کا مذہب سے توحید پرست ہونا ثابت نہیں دعوہ ابو طالب کے توحید کو بولنے کا مذہب کہتے  
 ہیں تو کہتے ہیں کہ ان کے بزرگوں میں علیہ السلام، با شرم اور عید مناسک کے مذہب پر مکتب ہوں +

تعلق نہ رکھیں کرنا اور جس ان کرنے پر آتا ہے دفعہ بالکل انوکھی بات بغیر کسی تیر  
اور تنبیہ کے طلاق پانے لگتا ہے۔ (۱) اِنَّمَا الدُّنْيَا قَرْطَبٌ قَانِزٌ وَدُنْيَاكَ فُكْرٌ  
عالمانہ، صلاحیتیں بھی نہیں؟ کیا کوئی اور بھی ایسا نظر آیا؟

(۲) عقلمند کو اپنی رائے کی مصابت پر کتنی ہی بھروسہ ہو، یہ تذبذب غزو  
پر تنہا کہ خدا جانے اس غریب کے بار آور ہوئے کا وقت آیا ہے یا نہیں اور نہ معلوم لوگ کیا  
یہ سب اللہ ہی کریں گے، مگر وہ مزادی کرنے والا (پالی انت واتی) یا رسول اللہ (جس کا  
مستادی رونے کو اُٹھتا ہے) یہی کہتا ہے کہ میرا کام پورا ہو کر رہے گا۔ کوئی کتنی ہی مخالفت کرو  
اور اللہ مہم مژدہ و لو سکرو الکافرون۔

(۳) عقلمند کو بھی عقین مصامت پر لائیں تو خواہ وہ مصاحت کا  
کیسہ ہی مخالفت ہو ضرور پیش کردہ شرائط کو غور سے دیکھے گا اور جواب دینے سے پہلے  
تال کرے گا کہ کس پر یہ ہیں؟ اب دے جس کا نتیجہ اچھا ہو، مگر میان مل و دولت  
باوش بہت اور حسن و جمال بھی کچھ پیش کیا جاتا ہے سب بڑا سامی چچا بھی مصامت پر  
بہان کرنا چاہتا ہے ورنہ حمایت سے دست بردار ہونے کا اندیشہ ظاہر کرتا ہے اور جواب  
دینے والا (علیہ العت سلام) نہ نمنوں کو دیکھتا ہے نہ مصیبتوں کو دیکھتا ہے اور  
ہلے آتا ہے۔ جواب دینے کے یہ بات ہونے، الی نہیں (مایا کوئن لی ان ابی لہ یمن  
تلفظ یہ نفی ہے) کیا عقلمند غور و فکر کی یہی شکل ہوتی ہے؟

(۴) اور دیکھو کہ سوچا تو سب کچھ عقل سے نہ فرشتہ نظر آیا نہ خدا کی  
زیات ہوئی پھر مد سے دعا دی۔ کہہ دو کہ عقلمند پالیسی تھے یعنی لوگ دیکھتے نہ ہاتھ  
معاہدہ تھا اور فرشتوں کا قصد مگر لیا۔ اس کی مصالحت قبل نبوت اور بعد نبوت کے  
تمام واقعات سے کر لیا۔ اگر کہیں اور ایک دفعہ بھی ایسا فن و فریب کیا ہوتا، جب بھی  
کہتے اچھے تھے۔ (۱) اَفْتَلَّ لَبِثْتُ فَبِئْسَ مَا مَنَّا مِنْ قَبْلِهِمْ اَفَلَا تَعْقِلُونَ (۵)

(۶) عقلمند دیکھتے نہیں؟ آج کل کے عقلا سقراط و ارسطو کی بھی  
ایسی ہی ڈالتے ہیں۔ یہ صاحب ملک ہوں یا مقصدی مذہب، ان کا رویہ کیا ہو؟ کہ جس  
قوم سے کسی دوسری جماعت جو اس قوم کے نفع میں کوشش کرنا ایک طرف، ایسی قوموں کو  
بھی نفع کی شکل میں پیش کرتے ہیں بلکہ عقلمند پالیسی بھی سمجھتے ہیں کہ مفروضہ مظالم  
اور عیوب کی داستان نہایت بلند آہنگی سے چند رنگ عالم میں مثالی جانے مانا پڑے  
مستحقین میں کو سزا یا عیب بھگت کرنا پڑے؟ آدھہ چوں اور کسی کے دل میں ای کی بھر دے  
دے۔ مگر عقل کل (صلو علیہ وسلم) تو حید کا لغو مار کر تمام دنیا کو دوست ہو  
دشمن بنا لیتا ہے۔ ان سے چھک بھی نہیں رہتا۔ سر میدان آتا ہے اور جاتا ہو کہ بیت

پر رہتا اور یہودی بھی دشمن ہیں مگر نسبتاً کمزور۔ اور سب بڑی طاقت جو دنیا پر  
حاکم ہے اور اس کی اُسیدوں کو سعادۂ اللہ پا ل کر سکتی ہے وہ محض پرستار ان بیچ  
کی ہے۔ ان سے بھی فہر و زنا ہونے کی نشان لیتا ہے اور اپنے منہ سے بھرا ہوا  
سیکھ سمندر میں کود دھنکے کی ترقیب دیتا ہے۔ غرض سب برا پالیسی برتنے اور  
عقلمند حال چلنے کا موافق ہر ایہوں کو دشمن سے متنفر کرنے کی ضرورت ہے  
مگر ہر بھی عیب ہی کو عیب کہتا ہے اور جس بڑے دشمن کو پال کرنے کے لئے غصہ

دلالت ہے انہی کی طبیعت و رحمت کی تعریف کرتا ہے (وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِهِمْ  
رَأْفَةً وَرَحْمَةً) اور اِنَّمَا لَمْ لَا تَسْتَكْبِرُوا وَكَامَرِي تَزَادُ كَاتِبَ۔ دُشمنی  
رہنے کے وقت عیب عیوب کا ایسا امتیاز اور انصاف کا یہ خیال۔ اگر فیض اللہ القدس  
نہ ہو تو محض عقل سے پیدا ہونے کی بجائے اس پر بھی ہے واسطہ فیض ربانی اور  
براہ راست کلمہ نبوت کو کوئی نہ مانے تو اس کا اختیار۔ ان تمام مارج کو محض عاملانہ  
غور و تامل سے حاصل کرنے کی کوئی اور مثال یقیناً نہیں مل سکتی۔

(۷) اس میں شک نہیں کہ اسلام کوئی سما مذہب اور جدید  
تعلیم نہیں لایا اور قرآن کریم بصراحت و تکرار دعویٰ کرتا ہے کہ جو کچھ کہا جاتا ہے پہلے  
جی بار کہا جا چکا ہے۔ (۱) اِنَّا اَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ  
مِنْ قَبْلِهِ (۲) اور جب خدا ایک ہے تو وہ ایک ہی صداقت ہونی چاہیے جو ہر  
منفصل بلکہ ہر مخلوق پر روشن کی جائے تفاوت جس قدر ہے وہ اس جیسے پیدا ہوا۔  
کہ اگر قبول کرنے والوں (پیغمبروں) کی استعداد اور ان کے ماننے والوں کا بھی میلان  
عقلیت تھا خدا کی ہستی کا اقرار اس کو تلاش کرنے کا جذبہ اور اس تک پہنچنے کو سبیل  
کی جستجو قدرت میں ودیعت ہے۔ ان میں سے جس کسی کی فطرت (ذرات) ہونی اُس کے  
اندیشہ جذبہ اور جستجو کا شوق زیادہ نمایاں ہوا۔ اور قلب میں جس قدر صفائی پیدا  
ہوئی، اُسی قدر صداقت کا نور چمکا۔ اور اُس نے اپنی استعداد کے موافق جن الفاظ میں  
ممکن تھا صداقت کو ظاہر کیا۔ پس یہ شخص بھی ہے اور نور جو، پھر چمکا دیتی۔ یہ الفاظ  
مذہب کی تعلیم میں غور کرنے سے میں اس نتیجہ تک پہنچا ہوں کہ بعض پیغمبروں اور بعض  
ابتدائی زمانہ کے پیغمبروں پر صرف خیال و ادل ہوتا رہا ہوگا اور لفظ اپنی اپنی استعداد  
کے موافق انھوں نے خود وضع کیے ہوں گے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے استعداد و تفسیر  
کے طور پر کبھی آگ کبھی ہوا، کبھی کسی قوی ہیکل یا خوش ادا جانور کبھی کسی  
بالا تر انسان کے نام سے خدا کو یاد کیا۔ اور ماننے والوں نے اپنے طبعی میلان کو دیکھا  
انہیں چیزوں کو معبود گردانا اور بعض پیغمبروں پر اللہ ظاہر اللہ ہونے لگا  
ان کی استعداد ایسی قوی تھی کہ صاف اور صریح الفاظ کو اندک کر سکتے۔ یا کسی جم  
سے ان کے دماغ میں ایسے الفاظ کا ذخیرہ موجود تھا جن میں خدا کی حقیقی اور  
مذہبی احکام کا الفاظ و صریح طور پر ہو سکتا۔ ایسے لوگوں کی تعلیم سے  
اپ بچنے کا رشتہ اور ایسور کے اوتاروں کا سلسلہ قائم ہوا یا تو حید ظاہر  
بھی ہوئی تو کسی طرح کے نقص باقی رہ گئے اور قد و سیت و کمال کا جلوہ جیسا  
چاہیے نظر نہ آیا۔

ہمارے حضرت ر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال اور ختم نبوت کی صفیات  
یہ ہے کہ بات کہنے کو وہی ہے جس کو دیگر مذاہب کی حقیقی تعلیم اور تمام ادیان  
سابقہ کا انتخاب کہا جائے مگر وہ ایسے معین، مشخص صاف اور صریح الفاظ

مذہب نبی ص علیہ السلام کی زمین و خدا کی شفقت و رحمت ظاہر کرنے کے لئے ان الفاظ صاف و  
اور جگہ جگہ کو زیادہ شفقت و رحمت میں نہیں چھپتا بلکہ ایک بار بار میں بھی پرتے ہیں  
کو ایچہ اپنے ساتھ ہے اس کو دل میں باپ کا صفہ شفقت و رحمت کا نمایاں نقش نہیں ہوتا۔ دوسرے اس صفہ

میں ہے کہ کسی چیز کو نہ اس کے ساتھ شکی کرنے اور اس کی ذات کو کسی طرح کا عیب نقص سے مستثنیٰ ماننے کا مطلق اندیشہ نہیں اور نیز وہ انہمازی و حوری بھی خواہ اور اچھوت ہے کہ اس میں کسی طرح کی آمیزش خدا سے برتری قدسیت اور کمال کے خلاف نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے اور تعلیم کی یہ شکل ایسی ہے کہ لاکھ بیویوں اور پیغمبروں کی تعلیم سے مقابلہ کر دے کسی میں ایسی وضاحت اور ہر ہر لفظ اور لفظ کی ایسی حفاظت ہرگز نہ رہے کہ باقی جانے لگی پس کیا ہم اور چنانچہ اس طرح کے شکوک بیدار نہ کرنے والے کی تعلیم کو دینی کہا جائے اور ایسی واضح اور صاف تعلیم پیش کرنے والے کو محض انتخاب کا دہ دیا جائے تو غلط نہ ہو گا۔

**کلام الہی اور کلام رسول کا تفاوت** (۸) اس کے ساتھ ہم یہ بحث بھی قائم ہو چکی ہے کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے کلام مبارک کا بھی بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور وہ کلام پاک بھی بعینہ موجود ہے جو خدا کی طرف سے القا ہوا۔ دونوں طرح کا کلام مضامین کے لحاظ سے تو گزشتہ نوے کے گمراہی پر مبنی ہے دیکھتے ہیں کہ حضرت کے اپنے کلام میں اور کلام باقی میں جو حضرت کی زبان سے نکلا طرز ادا کے لحاظ سے زمین و آسمان کا تفاوت ہے اور اگر دونوں انسانی کلام ہوں تو دونوں ایک شخص کے نہیں ہو سکتے۔

غرض اعتراض کرنے والا جان بوجھ کر انھیں بند کرنے تو اور بات ہو ورنہ انصاف سے حضرت کی تائید حضرت کے واقعات و روایات اور دیگر تمام مذاہب اور ائمہ کے رہنماؤں کے واقعات دیکھنے سے یہ خیال کسی طرح بھی دل میں نہیں آسکتا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیگر مذاہب کا انتخاب کیا ہے۔

**معمولی اور بڑے درجہ کلام** معروض کہتا ہے کہ ایک ہی مصنف کا کلام مصنف کا مختلف حالات اور مختلف خارجی ماحولوں سے مختلف قسم کا ہو سکتا ہے قرآن وحدیث کا اختلاف بھی اسی قسم کا ہو گا، مگر یہ بھی ممکن تو ہے کہ چونکہ احادیث کے اندر حضرت قریباً تمام زمانہ نبوت کا کلام موجود ہے کہیں گھر والوں خادموں و دروہوں

(واقعی معجزہ گوشت) اشتہار ایسا ہو کہ کسی علیہ السلام انہما مجھے گئے تو حید کا خون ہو گیا اور وہ وقت میں کہ میرا زات ہیو و استمال کیا یا اور ہم شفقت ظاہر کرتے کیلئے کہ اس طرح کو زبان زد نہیں کیا تاکہ وہ نرم دل اور مہربان ہو خدا کے فضل و کرم کا خیال کرنے سے عاجز ہو جائے اور میری بیعتی حضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زبان مبارک سے خدا کیلئے اکثر و بیشتر اعلیٰ رحمتوں کا اعلان ہوا اے گئے اور اس کثرت سے کہ جہاں عذاب کا ذکر ہوا ہے اکر ایسی حفاظت خدا کو یاد کیا گیا (ان روایات و صفو و ذوق عقاب الہم ان بطش ہا بلک لشدیدین) یہاں اشتہار کا شائبہ نہیں اور تب کا لفظ پرورش کرنے شفقت رکھنا اور ہر وقت مہربان حال پر متوجہ رہنا اور مطلب ظاہر کرنا کہ اس اور غفلت سے ادائیں ہو سکتی ہیں تمام غفلت کا بکڑ سے جو خیال جاننا اور جاننا و جاننا ہے یہاں ہر زبان پر کلام ہوتا ہے اور اس کا باب یا میرا کہنے سے جو مشن نبوت اور نبوت انسان کے طریق بیان ہے یہاں ان کے اندر جو رحمہ اللہ اور کون ہو سکتا تھا تو ان کے لیے اس کے اندر ان کو کوئی کلمہ کار رکھا ہے یہاں اپنی طرف سے ہی کاوش کی تو یہ چیز ہے جو ہر نبی و رسول و پیغمبر کی ہے کہ وہ میں پیدا ہوئی ہے اور یہاں تو قرآن کریم میں ہی ہے کہ

سے بے گنت گفتگو ہے کہیں نے اسے دونوں (ڈیوٹیشنز) کے سلسلے کی تقریریں ہیں کہیں ذی عظمت و سادگی مجلسوں کے جلسے کہیں عالی قدر بادشاہوں کے نام کے مراسلات کہیں جہاد وغیرہ و شہداء و عزمیتوں کی توحید دینے کا وعظ کہیں نہایت در ماندہ حالت کی دعائیں اور کہیں آخر عمر کی دعا کی وصیتیں غرض تمام معمولی اور بڑے درجہ کلام کے موقع پیش آئے ہیں اور ان کی نقل موجود ہے سب کی شان ایک اور قرآن کے طرز بیان سے جدا۔ اور قرآن بلکہ اس کے بڑے بڑے شرف بھی بطور لکچر کے سنائے نہیں گئے تاہم بڑے درجہ کلام کا نمونہ کہا جائے کہ ۲ سال کے لیے عرصہ میں ایک ایک اور دو دوا میں آڑی ہیں اور دو بھی کبھی کسی سورہ کی اور کبھی کسی سورہ کی اور اس طرح پر کئی سو مرتبہ بڑے بڑے عرصہ تک ناممکن رہی ہیں اور کبھی کسی میں اور کبھی کسی اور میں چند آیات کا اضافہ ہوتا رہا ہے اور پھر سب کو جمع کر کے لکھا جاتا ہے تو بارہ دوسروں کے مختلف الامکان مختلف القوانی اور مختلف الوزن ہونے کے تمام کتاب و قول سے آئینک مرصع اور ایک ہی مصنف کی تصنیف معلوم ہوتی ہے اور سب کا انداز حدیث سے الگ۔ آیتا بڑا تفاوت ایک ہی شخص کی دو مبطل و مختلف کلاموں میں کبھی بھی نہیں ہو سکتا اور آپ انشاء اللہ اس کی کوئی مثال پیش نہ کر سکیں گے (وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا)

**روایت بالسنی** معروض کہتا ہے کہ احادیث کی روایت بالسنی ہے یہ بھی بار بار کی ایک دہرے درجہ کتب احادیث کو دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ الفاظ رسول (علیہ السلام) کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر بارے قابل فخر اسلاف نے بڑی کوشش کی ہے خدا کو قرآن کی حفاظت منظور تھی اے ایسی قوم پر ہمارا جبر کا حافظ تمام دنیا میں ضرب اٹھ رہا ہے وہ دو بیگ سیکڑوں اشعار کے قصائد مجلس میں کیے خدا کے انبر کر لیتے تھے تو جس رسول کے عاشق تھے کیا اسی کے الفاظ کو یاد کرنے کی وقت حافظ کی نعمت سے محروم ہو جاتے ہوتے؟ میں مانتا ہوں کہ کتب حدیث

انہما تمام وہاں کسی قدر متواتر نشان موجود ہے خدا فرماتا ہے فَاذْكُرُوا مَا كُنْتُمْ عَلَّمَيْنِ (۱) انفسی کلمہ یعنی خود کو یاد رہا ہے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۲) جو خود ہماری قوم کا ایک فوجی (۳) ہم جانتے ہیں کہ خدا نے لوگوں کو خیال کیلئے اس کو دل میں کیا ہوتا تھا سنی ابتدائی زندگی کے ہر دور میں ہر شخص کو یاد رکھنا ہیو اور خود اپنے وقت پر اس کا کیا تھا ان کا ادب ہم جانتے ہیں و کسی دستاورد زندگی ہر کرتار ہے تو اب کیوں اتنا بڑا ترس کرے لگا کعبیہ کا حکم سننے پر نہیں اس کا پیہر کیے۔ (۴) قرآن کے کلام کا طریقہ جانتے ہو یا ان کا کلام بھی پہلے ہی اس سے سنا تھا؟ (۵) عزیر علیہ السلام کا عینہ کلمہ (۶) ہماری تعلیم و رہنمائی ہر ایک کی طرف جاتا ہے کیا ان کا رسول پر ہے وہ دہرے قراہ ہو کر بغیر کسی توحید و تہید کے پڑھ لکھا ہے آؤ او ہدی اس آگ میں نکل جاؤ۔ (۷) ہماری تعلیم کا نشان ہر جہاں ہے۔ ہم اپنی طرف سے ہلاکی کو تو یاد کرتے ہیں، چاہتے ہیں کہ وہ ہماری تعلیم کی طرف دیکھتا ہے ہماری تعلیم کی طرف سے ہلاکی کو تو یاد دہاؤں گے لکھا ہے۔ (۸) ان کو میرا ہیون و کلمہ (۹) ہماری تعلیم کی طرف سے ہلاکی کو تو یاد دہاؤں گے۔ اگر اپنی طرف سے فرض ہوتی تو دوسروں کی محبت میں سے نہیں نکلتے کہ ان کی

نہیں ایسا ذخیرہ بھی بہت ہے اور اگر قرآن معاذ اللہ بکھرتا کا اپنا کلام جو یہ مکتوبات کے وہ جملہ مرقعات کی دھمکے ہونے چاہئیں، مگر ایسا نہیں + (باقی آئندہ)

**محمود علی** - پروفیسر رندھیر گالچ کپور تھلہ

میں طلب و یا میں سمجھی کچھ ہے اور قرآن پاک کے سوا دنیا کی کسی کتاب کا حق نہیں کہ اس کے ورثہ کو من و عن تسلیم کیا جائے اور ادا ہوں کہ بہت جگہ روایت بالسنن بھی ہے مگر ہمارے بزرگوں کی صد اس سال کی ہی مشکور کی نسبت سخت ظلم ہو گا اگر کہاجائے کہ یہ ذخائر الفاظ رسول کے جو اہر ریزوں سے بالکل غالی ہیں۔

## سجڑہ شق القمر پر ایک تحقیق و نظر

(سلسلہ کے لیے: کچھ اسوہ حسنہ بابت مہتمم)

اس روایت سے یہ چہ چلتا ہے کہ دو چاند ہو گئے تھے تو کئی کوئی دوسرا چاند پیدا ہو گیا تھا، اس لیے اس روایت میں اور دوسری روایات میں تقابلیں ہیں۔ مگر سترض نے غو نہیں کیا۔ لغت اہل عرب میں تیسری تاریخ تک چاند کو چاند کہتے ہیں اور پھر تیسرا تک قر۔ چودھویں رات کے چاند کو بذر کہتے ہیں اور پھر پندرہویں شب سے ایام حاق تک قر کہتے ہیں اس لیے جب پورے چاند کے دو برابر ٹکڑے ہو جائیں گے تو ظاہر ہے کہ ان دونوں ٹکڑوں کو قرین ہی کہیں گے۔ اس لیے یہ خیال کہ ان کے دوسرا چاند پیدا ہو گیا تھا غلط ہے۔

دوسری روایت جو ابن ابی مالک سے منقول ہے اس کے الفاظ یہ ہیں :-  
ان اهل مكة سألوا رسول الله صلعم ان يرهم آية فاراهم القمر شقتين حتى راوا احراء بينهما اهل مكة رسول الله سے کہا کہ میں کوئی معجزہ دکھائیے پس آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے انہیں دکھا دیا۔ اس طرح پر کہ انھوں نے آراء کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا جس وقت سجڑہ شق القمر رسول اللہ نے دکھایا، ابن ابی مالک کی عمر ۵۰ سال کی ہو گئی اس لیے ان کی روایت بھی یہی شہادت میں اخل نہیں ہے اور اس لیے یہ روایت بھی مرسل ہے پھر اس پر بھی کوئی شبہ وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ نہیں ہیں کہ ہم نے خود اس معجزہ کو دیکھا +

تیسری روایت عبد اللہ بن عمر کی جس کو مجاہد نے نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں عن ابن عمر قال انطلق القمر على عهد رسول الله صلعم (چاند شق ہو گیا رسول اللہ کے زمانہ میں) اس میں بھی کہیں :- ذکر نہیں ہے کہ مجاہد نے خود اس معجزہ کو دیکھا، لیکن انہیں مجاہد سے ایک روایت اور ہے جس میں الفاظ سخن مع النبی صلعم موجود ہیں :- روایت شفاء قاضی عیاض میں ہے :- بیشک اس روایت پر شبہ وارد ہو سکتا ہے کہ مجاہد تابعین میں سے تھے، یہ کیونکہ رسول اللہ کے ساتھ ہو سکتے تھے۔ مگر شبہ بھی بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ یہ حدیث جس میں یہ الفاظ معیت رسول اللہ کے زمانہ میں انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے روایت نہیں کی بلکہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اور عبد اللہ بن مسعود کا رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہونا ثابت ہے اس لیے اس میں بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔

چشم دید راوی تو صرف یہی چار تھے جن کا ذکر ہو چکا۔ اور ان کی روایتوں میں تاہم کسی نوع کا تاقص یا تعارض نہیں ہے اب تین صحابہ اور ہیں جنھوں نے سوا تو نہیں دیکھا لیکن ان سے اس معجزہ کی روایت ہے وہ یہ ہیں (۱) عبد اللہ بن عباس (۲) انس بن مالک (۳) عبد اللہ بن عمر۔  
یہ فن حدیث کی اصطلاح ہے کہ جب کوئی صحابی کسی ایسے واقعہ کی روایت کرے جو اس سے دو دیکھا ہو اور اس روایت کو وہ سلسلہ ذکر سے یعنی جس سے اسے یہ روایت پہنچی ہے اس کا نام نہ لے تو ایسی روایت کو حدیث مرسل کہتے ہیں اور ایسی احادیث کا شمار صحیح احادیث میں نہیں ہوتا۔

ابن عبد اللہ بن عباس سے ایک روایت تو یہ منقول ہے الشق القمر علی زمان رسول اللہ صلعم عجلہ قبل الهجرة۔ قسطلانی نے جہاں اس روایت کو بیچ کیا ہے وہیں یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ یہ روایت مرسل ہے اس حدیث میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ انھوں نے خود اس معجزہ کو دیکھا، جس وقت یہ معجزہ صادر ہوا عبد اللہ بن عباس کی پیدائش بھی نہیں ہوئی یا اگر ہوئی تھی تو صرف دو تین سال کی ان کی عمر رہی ہوگی۔

فہم سے روایت ابن عبد اللہ بن عباس سے بیان کی جو ان القمر الشق دصاد قسقرین۔ اس روایت پر بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ تمام دیگر روایات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے لیکن

احادیث صحیحہ قورث، کو تو فیصل حسیعی اللہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

یہ الفاظ ہیں عبد اللہ بن مسعودؓ کے ذکر کا حصہ۔ اور غالباً یہ بات ظاہر ہو گئی ہوگی کہ اس روایت میں بھی کوئی بات خلاف عقل یا مضحکہ نہیں ہے۔

آجے تقریباً تمام شہادت پر فرداً فرداً نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ رفع ہوئے ہیں یا نہیں۔

(۱) اعتراض کہ نفع قطعی یعنی کلام اللہ سے کسی جگہ شق قرار دینا ثابت نہیں ہے اس کا ردالہ تو ہم شروع کے صفحات میں کر چکے اور ظاہر کر دیا کہ کلام اللہ میں صراحت اس کا ذکر موجود ہے اور ایسے الفاظ میں ہے کہ اس کی کوئی دوسری تاویل ہوتی نہیں ہے۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ تھا کہ مجبوراً کلام اللہ اس سلسلہ پر نہیں ہے چنانچہ بعض علماء اس میں اختلاف کرتے ہیں اس کے متعلق ہمیں کسی جواب کے بغیر جو کرنا ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جب ایک بات نفع قطعی سے ثابت ہو گئی تو پھر صراحت کی چیز نہیں ہے۔ چند علماء کے اختلاف سے کوئی ایسا مسئلہ ناقابل قبول نہیں ہو سکتا تاہم ہم نے اس کے متعلق بھی شروع میں گفتگو کی ہے جس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس اختلاف کے اسباب جو کچھ ہو سکتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔

(۳) تیسرا اعتراض متعلق احادیث کے ہے کہ ان میں باہم اختلاف ہے چنانچہ ہم نے احادیث کو بھی نقل کر دیا ہے مگر اس وقت تک ہیں یہ معلوم ہوا کہ وہ اختلاف کہاں تک اس انداز کا ہے۔ ہمارے پاس تو ایسے صحابہ ہیں جو صحیحہ شریف کے صدور کے وقت موجود تھے اور انھوں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا اور ان میں باہم کوئی تعارض یا اختلاف نہیں ہے۔ باقی تین روایتیں رسول ہیں جن کو اگر ہم صحیح بھی تسلیم کر لیں تو کوئی اختلاف معلوم نہیں ہوتا۔ صرف تھامہ کی اس روایت پر اعتراض ہو سکتا ہے جس میں الفاظ حق مع الہی شامل ہیں لیکن اس کے متعلق بھی ہم نے ظاہر کر دیا کہ یہ روایت تھامہ نے عبد اللہ بن مسعود سے نقل کی ہے اور اس میں کلام ہو ہی نہیں سکتا کہ عبد اللہ بن مسعود و صدور مجبور کے وقت رسول اللہ کے سامنے تھے۔

آپ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مجبور کس طرح اور کہاں واقع ہوا چنانچہ دیگر روایات جن میں اس واقعہ کی تفصیل درج ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دیگر کی جو دوسری مشتبہ کو سال ہجرت میں یہ واقعہ ہوا۔ صحابہ علیہ السلام کفار بننے کے وقت اس واقعہ سے پہلے اس وقت خانہ کعبہ میں تھے، رباہ امر کہ شق فرماتے ہیں ہوا اور حارہ دو دونوں ٹکڑوں کو درمیان نظر آیا یہ امر زیادہ بحث طلب نہیں ہے کیونکہ یہ بیان بالکل اس طرح ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ آفتاب شام کو سمندر میں ڈوب گیا۔ حالانکہ آفتاب نہ سمندر میں ڈوبتا ہے اور وہ کہیں بلکہ واقعہ کے بیان کرنے میں اس طرح ایک حالت نظر آتی ہے، کسی طرح ظاہر کر دی جاتی ہے عام اس سے کہ حقیقت کیا ہے۔ چاند کا سنی میں شق ہونا اور قرآن کا دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں آجنا بھی رویت کے لحاظ سے ہے یعنی انھوں نے ایسا محسوس کیا۔

یہاں تک تو جتنے مقالات سے بحث کی جس سے یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ علوہ قطعی کے (جس کی موجودگی میں پھر کسی اور حدیث یا روایت کی ضرورت نہیں ہے) احادیث سے بھی یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ مجبور شق القرآن ہے۔

رسول اللہ نے دکھایا۔ اور ان احادیث میں باہم کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسی ضمن میں ہم نے ان تمام اعتراضات پر بھی روشنی ڈال دی جو مقالات پر ہونے یا ہو سکتے ہیں اور ان کا رد بھی کر دیا لیکن اب ایک مستقل بحث مقالات کے متعلق باقی ہے اور وہ زیادہ دقیق ہے کیونکہ ایک مذہبی آدمی تو یہ کہہ کر خاموش کر دیا جاسکتا ہے کہ اس مجبور کا ذکر کلام اللہ و احادیث میں صاف صاف موجود ہے، مگر ایک شخص یا مسکوت مذہب اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ لہذا اب ہم ان اعتراضات کو لیتے ہیں جو از روئے حکمت و فلسفہ اس پر کیے جاتے ہیں اور پھر ان کا جواب دیں گے۔

کسی امر گزشتہ کے وقوع یا عدم وقوع کے متعلق اگر کوئی حکم لگایا جاسکتا ہے تو اس کا ذریعہ صرف تاریخ ہے یعنی تاریخ سے یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں واقعہ کسی زمانہ مخصوص میں ہوا یا نہیں کافی ثبوت اس کے وقوع یا عدم وقوع کے لیے ہو لیکن اگر محض تاریخ ہی پر انحصار نہ ہو بلکہ ضرورت اس کی بھی سمجھی جائے کہ فلسفہ واقعہ کو بھی غور سے دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جائے کہ ایسا واقعہ ہوا یا نہیں تو پھر اس وقت تک کے لیے کہ یہ صاف نہ ہو جائے، تاریخ الگ اٹھا کر رکھ دی جاتی ہے اور اس سے کوئی بحث نہیں کی جاتی، چونکہ علم التاریخ کا موضوع ہے صرف واقعات صحیحہ کا جمع کرنا۔ اس لیے پہلے ضرورت اس بات کے جانچ کر لے کی ہے کہ واقعات صحیحہ ہیں یا نہیں، اسی بنا پر دنیا کی کوئی تاریخ صرف اس واقعہ قابل اعتماد نہیں سمجھی جاسکتی کہ وہ تاریخ ہے، بلکہ روایت پہلا معیار ہے جس سے ہم تاریخ کی صحت یا عدم صحت کو سمجھ سکتے ہیں لیکن اگر کوئی واقعہ تاریخ سے ثابت ہو اور ایک فرقہ اس سے صرف اس لیے انکار کرتا ہو کہ وہ خلاف عقل یا محال ہے تو پھر اب اس واقعہ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے صرف اس بات کی ضرورت رہ جاتی ہے کہ اس خلاف عقل یا محال نہ ہونا ثابت کر دیا جائے، یہی حال مجبور شق القرآن کا ہے کہ اس کے وقوع یا عدم وقوع کا سوال تو تاریخ سے حل ہو گیا لیکن اس سے برتنا روایت انکار کیا جاتا ہے کہ ایسا ہونا محال ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان دلائل و براہین پر غور کریں جس سے اس کا محال ہونا ظاہر کیا جاتا ہے اور اگر ہم ثابت کر دیں کہ وہ دلائل کافی یا قابل اعتماد نہیں ہیں تو پھر یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کیونکہ فلسفہ وقوع کے متعلق تاریخ اس کی شاہد ہے۔

مجبور شق القرآن پر فلسفہ قدیم و جدیدہ دونوں نے اعتراض کیے ہیں اور وہ اعتراضات فلسفہ کے مختلف شعبوں سے متعلق رکھتے ہیں۔ قلم طبیعات، فطریات، ہیئت و سبب اور علم مناظر و الماریا وغیرہ سمجھ سے اس پر اعتراضات وارد کیے گئے ہیں اور اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ شق القرآن محال ہے، مگر قبل اس کے کہ ہم ان اعتراضات سے بحث کریں بطور بیادیت بحث کے لفظ محال کے کچھ کی ضرورت ہے کہ محال سے فلسفہ کی معنی میں بولا جاتا ہے اور اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے کیونکہ تا وقتیکہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ محال ہے کہی اور اعتراضات کا رنج کرنے میں وقت ہوگی اور اسی کے ضمن میں ہم یہ بھی بیان کریں گے کہ وہ علوم فلسفہ جنکی بنا پر اعتراضات کیے جاتے ہیں کیا سچے ہیں یا نہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ الْيَوْمَ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنُصْرَتُهُ الْيَوْمَ حَسْبُنَا اللَّهُ

تھارے لیے پیروی کرنے کو رسول اللہ کا ہمہ فائدہ ہو گا

## اسیرِ الحیدر و الخصالِ النبویہ

### برگزینہ نبی کے برگزیدہ خصال

#### قوم کا اعزاز و احترام

میں دیر سے، اگر وہ لینے سے انکار کرتا تو آپ اصرار کر کے اُسے دے ہی دیتے۔

ایک دفعہ ایک بڑھیا آپ کے پاس آئی، آپ نے اُس کی بہت تعظیم کی۔ جب آپ سے اُس کا حال پوچھا گیا تو فرمایا: "یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی ہے اور ان کا پاس اکثر آیا کرتی تھی۔"

آپ اپنے بزرگوں کی بڑی عزت کرتے اور ان کی بات مان لیتے تھے، آپ کی دایہ جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا ایک دفعہ آپ کی خدمت اقدس میں آئیں تو آپ نے اپنی جاؤ مبارک ان کے لیے کھجادی۔

ایک دفعہ آپ کو میں پر اپنے ایک صحابی کے ساتھ غسل کرنے گئے، انہوں نے لکھا پور کی آٹا آپ پر کر لی، جب آپ پہنچے، تو وہ صحابی نہانے لگے، آپ کڑا روک کر کھڑی ہو گئے کہ ان کو لوگوں سے آٹا میں کر دیں، انہوں نے کہا آپ پر میرے ماں باپ خدا ہوں، آپ ایسا نہ کریں، آپ نے "نہانا" اور جب تک وہ غسل سے فارغ نہ ہوئے۔ آپ پردہ کچھ کھڑے رہے۔

جہاں آپ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتے تھے اور عاجزوں پر رحم کرتے تھے وہاں جو لوگ نیک خلاق ہوتے ان کی عزت و احترام ان کا ادب و تعظیم کرتے تھے۔ حاتم طائی ایک مشہور بنی آدمی ہے اُس کا نام سب لوگوں میں مشہور ہے جب اُس کے قبیلے کے لوگ قید ہو کر حضرت کی خدمت میں آئے تو ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی، اُس نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں رہا کر دیں، اور عرب کے قبیلوں کو ہم پر منہ مائیں۔ میں اپنی جماعت کی سردار کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ اپنی قوم کی حمایت کرتا تھا۔ قیدیوں کو چھوڑ دیا کرتا تھا۔ بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا۔ انہیں کھانا کھلاتا تھا۔ تنگوں کو کپڑے پہناتا تھا۔ مسافروں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جو حاجت مند شخص اُس کے پاس آتا، مقصدور کے موافق اُس کی حاجت پوری کرتا تھا۔ اُس کا نام حاتم تھا۔ آجائے فرمایا کہ یہ بیان داروں کی صفیں ہیں، میرا باپ ایسا تھا، اس لیے ہم نے تجھ پر رحم کیا۔ تیری قوم کو

دوسروں کا ادب و احترام کرنا اور باوجود اپنے علوم و تربیت کے اوروں کیساتھ تواضع، انکسائے پیش آنا، انسانی خصائص میں ایک ایسی شریفانہ اور نیک خصلت ہے جس کو اخوت و اتحاد و رسالت و یکجہالت کی بنیادیں محکم ہوتی ہیں، اس لوحیت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوسروں کے ادب و احترام کا بہت خیال تھا اور اس امر خاص میں جو اُس کو احسن حضور انور نے اپنی امت کے لیے پیش فرمایا ہے اگر مسلمان اس پر عمل کرنے لگیں تو بہت جلد اپنی کھوئی ہوئی عزت کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ آپ کبھی مجلس میں پائے مبارک دیا کر کے نہ بیٹھتے نہ کھٹکتے اور اپنے اصحاب کو کنیت کے نام سے پکارتے تھے، دُعا میں عزت سے بلانے کا یہی دستور ہے، اگر آپ کو کوئی شخص بلاتا تو آپ اُس کے جواب میں لبیک (حاضر ہوں) فرمایا کرتے۔ کوئی شخص آپ کی خدمت اقدس میں آتا تو آپ اُس کی تعظیم کرتے، اُس کا ادب بجالاتے، ایک دفعہ آپ کسی حجرہ میں تشریف لے گئے تھے آپ کے اصحاب اس کثرت سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ حجرہ شلوغ بھر گیا۔ بیٹھے کو جگہ نہ رہی حضرت جبریل رضی اللہ عنہ جو ایک صحابی تھے تشریف لائے اندر بگڑ گئے، لیکن وہ طہیز پہنچ گئے، آپ نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر ان کے پاس پھینک دی اور فرمایا کہ اس پر بیٹھ جاؤ، انہوں نے چادر مبارک کو اٹھا کر آنکھوں سے لگا دیا اور ہرگز نہ ہلے گئے، اور تب کہ آپ کو پھر دی۔ اور عرض کی کہ میں اس لائق نہیں کہ آپ کی چادر مبارک پر بیٹھوں جیسی آپ نے میری تعظیم و تکریم کی خدا آپ کی تعظیم و تکریم کہتے ہیں آپ نے دین بائیں جھک کر فرمایا۔ جب تھارے پاس کوئی آدمی آئے تو تم اُس کی تعظیم کرنا بعض اوقات آپ کی خدمت اقدس میں کوئی حاضر ہوتا اور آپ تکبیر لگاتے دیکھتے ہوتے جس میں اتنی گستاخیں نہ ہوتی کہ اُس کو اپنے ساتھ بٹھالیں تو ٹھیک نکال کر

لے آتے تھے چڑے کا صاحب دیکھ کر کہتے تھے چڑے تھے، اہل کے سردار اور اہل کوئی نہیں لاندہ نہیں تھا (مشکوٰۃ)





وَمِنْ مِّنْهُ مَنْ يَتُوبُ إِلَىٰ رَبِّهِ ۚ وَمِنْهُ مَنْ لَا يَتُوبُ ۚ وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ الْعَاثِرِينَ

جس کو حکمت دی گئی، شکایت سے بری دست بردار

# حکمتِ موعظت

غم

بیروں کٹم ز سینہ دل غم کشیدہ را + انگلیں دہم ز گریہ باں حیلہ دیدہ را

دل تپائیں وہ ان دونوں جذبات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ بچہ کیا کوئی بڑا اور بالغ انسان بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اُس کے دل و دماغ پر خوشی اور غم کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ جذبات ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے اور ثابت بھی کر دے کہ باوجود خوشی اور استیلائے غم و یاس کے وہ صابر اور مستقل مزاج رہ سکتا ہو اور اُس کی طبیعت اپنے آپ سے باہر نہیں ہو جاتی۔

بے شک یہ طریق عمل، یہ استقلال صدا ہمارے کبار کے قابل ہے اور ایسی مثالیں بجز حضرت ہونی چاہئیں، لیکن پھر بھی ہم بشریت کے معقولات سے کس طرح باہر نکل سکتے ہیں۔ یہ کہنا کہ انسان خوشی اور غم کا احساس ہی نہ کرے اور استیلائے ملالت اور غم کے وقت اُس کی طبیعت اور دل و دماغ پر کچھ اثر ہی نہ ہو، ایک آرزوئے تار و اسرہ۔ کوئی انسان احساسِ غم سے بچ نہیں سکتا، چاہے وہ فلاسفر ہو اور چاہے نبی اور ولی، یہ ایک قانونِ فطرت ہے اس سے کون باہر جا سکتا اور پھر قانونِ فطرت کچھ بجا بھی نہیں ہے ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہر انسان آئے دن طرح طرح کے غموں اور افکار و مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں، ان کی باوسیاں اور کلفتیں انہیں ستاتی اور اُن کا کچھ مزاج ملتی ہیں، اُن کا اثر دل و دماغ دونوں پر ہو کر رہتا ہے، امید اگر حوصلہ بندھاتی ہے تو پورا نہ ہونے پر کڑھک بھی کرے اس سے اول کہ ہم خوشی، یاس اور غم کے احساسات سے بری ہوں امید دل سے ناامید ہونا چاہیے جب تک صیغہٴ امید تحفیف میں نہیں آئے گا اُس وقت تک انسان خوشی اور غم کے زبردست تاثرات سے بچ بھی نہیں سکتا۔ امید اور خوشی غم

لازم و ملزوم ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضرت انسان امیدوں کا ایک فکری تہیہ ہے

ہر کمال شوق بے سزا ہے ہمت

آفتے، فتنہ و بلائے است

اس واسطے قرآن مجید میں حضرت انسان کو مخاطب کر کے یہ کہا گیا ہے:-

"لَا تَعْظُمُوا مِثْرَ الْفِتَنِ"

وہ غم کیا ہے؟ کسی امید کا نہ پورا ہونا کسی منصوبہ میں ہزمت اٹھانا

ابھی دوست بھی نہیں گزے، دل خُرسند تھا، تو روح بشارت ملی، ایک کڑواہٹ بھی نہیں پئی کہ دل و روح کی حالت ہی بدل گئی، نہ وہ خوش رہی اور نہ وہ بشارت! اگر دل پر ایسی بھائی ہے تو روح اسے سوز اور کلفت کے قالب سے نکلنا چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی کیا راز ہے یا تو وہ بشارت و فرحت، یا یہ کلفت اور عالمِ یاس سے

خفتہٴ عشقِ دمی سوزِ دلِ غمگین

نیست غیر از شمع یک دلسوزِ بربالین

ہر یہ بات اور یہ کیفیت کیا ہے؟ کیا انسان کا دل اور روح طبعاً مسرت اور یاس، غم سے متاثر ہوتی ہے اگر وہ خوشی اور مسرت کی دلداد ہے تو غم اور یاس بھی اُس پر اثر کرتا ہے۔ کیا قدرت نے اس کائنات میں کوئی انسان ایسا بھی بنایا ہے جس پر خوشی اور غم کا اثر نہ ہوتا ہو۔ یہ جذبات ہے کہ باوجود احساسِ خوشی اور غم کے کوئی اُس کی پروا نہ کرے۔ اور ایسے ہی گزاردے گویا اُس کے دل و دماغ پر مسرت، خوشی اور کیفیتِ غم مؤثر ہی نہیں ہوتی، لیکن ہمیں اس بات کا یقین نہیں کہ کوئی انسان اس دنیا میں بغیر احساسِ خوشی اور غم کے رہ سکے۔ بیشک اس کائنات میں صد ہا انسان ایسے بھی ہیں جو باوجود احساسِ خوشی و یاس کو مستقل مزاج رہتے ہیں، باوجود طرح طرح کی تکلیفات اور مصائب کے اُن کے ہاتھ پر ہل بھی نہیں پڑتا۔ اور اُس اضطراب و قلق سے وہ آخر تک محفوظ رہتے ہیں جس میں مجبور انسان ماؤٹ ہوتے ہیں، لیکن یہ ثبوت اس بات کا تو نہیں کہ انسان احساسِ خوشی اور غم کا رکھتا ہی نہیں +

یہ دونوں قسم کے احساسِ طبیعی ہیں، ان سے کوئی انسان بچ نہیں سکتا، خوشی کو مریخ پر خوش ہوتا ہے اور غم کی حالت میں غمگین +

بچہ پیدا ہوتے ہی یا ہنستا ہے۔ یا روتا ہے، ان دونوں کیفیات سے وہ خود کو بچا نہیں سکتا۔ نہ وہ کسی دہر کی مخلوق کو دیکھ کر ہنستا اور روتا ہے اور نہ کسی کی تعلیم سے۔ یہ دونوں خاصیتیں اس کے پیٹ ہی سے ساتھ لاتا ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ خوشی اور غم دونوں طبیعی خاصیتیں ہیں، چاہے ہم کیسا ہی

کسی ناگہانی جھپٹ میں آجانا۔ کسی عارضہ اور مرض میں مبتلا ہونا وغیرہ وغیرہ ایسی ہی باتوں اور ایسے ہی واقعات سے انسان پر یاس اور غم ستولی ہوتا ہے اور اس کے دل و دماغ بڑی طرح سے متاثر ہوتے ہیں درہے غم پیدا ہوتا ہے یا در دو جو جب غم ہے۔

ایک بد قسمت مدتوں سے بیمار ہے، حادثی اطباء بھی علاج معالجہ کر چکے ہیں کوئی افادہ نہیں ہوتا، کوئی کھانا دھندلے ہر طرف سے ترشہ کھینچے ہوئے ہیں، اسیدوں کا ہر طرف سے خون ہوتا ہے، ایک بغضب باد جو دھندلے ترشہ کے بھی باوجود دلت اور استعدا کے بھی باوجود یکے بلدی کے بھی دنیا کے دھندوں و دنیا کی امیدوں اور کاروبار میں مسلسل ناکام رہتا ہے، کیا اس کے دل و دماغ غم و یاس کو محفوظ رہ سکتے ہیں، بہت اور حوصلوں سے کام لینا دہی ہے لیکن کیا کوئی اس غریب پر یہ الزام بھی لگا سکتا ہے کہ اس کا دل اور اس کا دماغ کیوں احساس غم کرتا ہو؟ کیا ایسا شخص اپنے تئیں ایسے احساس سے بچا بھی سکتا ہے؟ اور کیا اس میں اس کی تصور و ارادہ قرار دیا جائے گا؟ پہلے ہر شخص خود اپنی حالت اور اپنی کیفیت پر غور کرے اور پھر اس کو بد نام کرے۔ پہلے خود تو ایسے احساس سے محفوظ رہ کر دکھائے۔ بحث اس میں نہیں کہ بچانے کی کوشش نہ کی جاوے یا کوئی باوجود استیلائے غم و یاس کے خود کو صابر اور مستقل مزاج نہیں رکھ سکتا یا رکھنا نہیں چاہیے بلکہ بحث یہ ہے کہ کیا غم و یاس کا مرض انسان کا خود پیدا کردہ یا ساختہ ہے اور کیا کبھی انسان اس آفت سے آزاد بھی تھا اور کیا انسانوں میں یہ مرض متعدی ہے؟ ہماری رائے میں خوشی اور غم و یاس کا احساس ایک طبی خاصہ انسان کا ہے اور ان دونوں کے متاثر اور احساس سے کبھی بچ ہی نہیں سکتا۔ اہل صبر اور استقلال کی راہ نکال سکتا ہے +

اگر غم و یاس طبی اور فطری خاصہ نہ ہوتا تو اللہ میاں قرآن مجید میں واستعینوا بالصبر والصلوة نہ فرماتے۔ جب غم و یاس ہے ہی نہیں در یہ ایک خود ساختہ بلا ہے تو پھر اس آیت اور اس حکم کا ضرورت ہی کیا تھی۔ اللہ کریم قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ۱۔ لہم البشرى فی الحیلۃ الدنیا اس آیت میں بعض لوگوں کو غم سے خلاصی کی خوشخبری دی گئی ہے، اگر غم و یاس نہ تو بشر نے کیسے ہو، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے، ایک طرف خوشی ہے تو دوسری طرف غم و یاس ہے۔ کسی درد اور مصیبت کے وقت انسان کا چشم پر آب ہو جانا اظہار غم ہی تو ہے، یہ انسان جو ایک درد اور ایک جوش میں گرتے ہیں، یہ گویا از الہ غم ہے، اقلانے لکھا ہے کہ اگر غم کے وقت آسنہ نہ گریں، یا انسان روئے نہیں تو اس کے دل و دماغ پر کسی اور آفت کے نزول کا اندیشہ ہے +

پھر اللہ میاں فرماتے ہیں: ولا یحزنک قولہم ردم چٹ خانی کی باتوں کو اندر نہ لے، یعقوب نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے کہا: قال ایتی یحزنونی ان شکمہموا۔ تمہارا اس کو بھانا تو مجھ کو شاق کرتا ہے۔ و کوئی غم نہ تھا قال یا سفی علی یوسف و ایتیمت عینا من الحزن فھو کظیم +

اور حضرت یعقوب بیٹوں کے پاس سے ٹھکر لگ جا بیٹھے اور یوسف کو یاد کر کے بگے کہتے "اے یوسف" ہر جذبہ کرتے تھے۔ مگر اسے غم کے ان کی دونوں آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں +

چشم بے نور شد و یعقوب + یا یوسفم این خبر بگوئید و قال ایتما شکوا بیتی و حزنی الی اللہ یعقوب نے کہا جو رنج و درد پریشانی مجھ کو ہے اس کی فریاد خدا ہی سے کرتا ہوں۔

ان قرآنی آیات سے ثابت ہے کہ یوسف علیہ السلام کی گم شدگی سے ان کے والد محترم علیہ السلام کے دل و دماغ پر ایک سخت صدمہ ہوا۔ روتے روتے ان کی آنکھیں بھی سفید پڑ گئیں، وہ دسے غم کے ہائے ہائے کرتے تھے ان پر یوسف کی جدائی نہایت ہی شاق تھی۔ خداوند کریم نے ہمارے نبی علیہ السلام کو بھی فرمایا "تو ان لوگوں کی باتوں سے آزر دہ خاطر نہ ہو" یہ آزر دگی خاطر کیا ہے؟ وہی غم تو ہے جسے انسان کا خود ساختہ ہم کہتے ہیں۔ یعقوب کی ہائے ہائے اور آواز دھانک کیا تھی وہی غم تو ہے جو اب ہم مختلف رنگوں میں انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور چھوڑے کیونکہ وہ ایک طبی خاصہ ہے خود انسان کی بناوٹ نہیں ہے اور نہ اس نے کسی اور سے سیکھا ہے، وہ غم و یاس سے بچ نہیں سکتا۔ چاہے کتنی ہو اور چاہے کتنی۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی وفات پر چشم پر آب ہو گئے۔

حدیث معتبرہ میں آیا ہے کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے پیغمبر خدا کو جو صدمہ ہوا اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا +

حضرت ام سلمہ ام المومنین زوجہ النبی صلعم نے ایک دفعہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ص کے سر اور ڈاڑھی کے بال خاک آلود ہیں۔ ام سلمہ نے وجہ پوچھی تو آنحضرت نے اشد فرمایا کہ ابھی مقتدی حسین رضی اللہ عنہ سے آ رہا ہوں + حضرت ام سلمہ کے شوہر اول حب فوت ہو گئے تو مدتوں تک ان کے آنسو مارے غم کے ٹھننے میں نہ آئے +

اسلام میں کیا ہر ایک مذہب و ملت کے بزرگواروں کی ایسی مثالیں بکثرت مل سکتی ہیں، جب شاہیر ذہیب اور انبیاء علیہم السلام غم و یاس کی زد سے نہ بچ سکے اور یہ فطری دار ان پر بھی ہوتا رہا تو کوئی دوسرا کب اس کی زد سے محفوظ رہ سکتا ہے انسان کے واسطے غم و خوشی ایک لازمی مرحلہ ہے اور اس کو چارہ نہیں +

سالمہ شد مردہ ام فامہ ربانی ماہ سوز

ابر غم بر تربت من سائبانی می کنند

اس کے تو ہم قائل نہیں کہ غم و یاس رنج و درد انسان کی کوئی خود ساختہ اور فطری کہانی ہے، ان اس کے معترف ہیں کہ جہاں انسان کو فطرتاً احساس غم و یاس دیا گیا ہے، وہاں ساتھ ہی استقلال اور صبر کی طاقت اور حوصلہ بھی دیا گیا ہے۔ جہاں تک ہو سکے انسان صبر و شکر سے کام لے اور اللہ کی آنے والی

کے طریقہ اندوہ و یاس اور درد و غم اور بولیوں و واقف نہیں ہو سکتے اس واسطے یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ انہیں یہ احساس ہی نہیں۔ انسان اور حیوان دونوں احساس درد اور احساس تکلیف رکھتے ہیں چاہے حیوانی ہو اور چاہے وجدانی اور روحانی ایسا احساس، موجب غم و یاس اور رنج و حزن و سوز کا۔ کوئی نہ مذہب جان اس سے بچ نہیں سکتی، اور اگر کوئی تو خود اس کے واسطے ایک گھٹا ہے۔ ہاں استقلال۔ استقامت اور صبر و شکر واجب ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ**۔

صبر سے رفتہ رفتہ غم و یاس کا بوجھ ہلکا ہی پڑ جاتا ہے لیکن اس کے طبعی ہونے سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ احساس غم اور غم ہے، اور استقلال و صبر بحالت غم و یاس ایک اور کیفیت، اس کے بسیار شیندی بنے در دکھا + درد دل ہی کم نشان شیندن دارد

## سلطان حسد ازہلم

وعموں پر اسید رکھے اور سید مصداق **لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ** کہی بھی بند نہ ہونے دے۔ انسان اگرچہ علی قدر مراتب غم و درد سے بچ نہیں سکتا، نہ روحانی نہ زور ہے، لیکن استقامت ضرور اختیار کر سکتا ہے۔ اور خود قدرت نے انسان کی فطرت میں صبر و حوصلہ کی طاقت بھی دے رکھی ہے۔ یاد رہے ایک سخت قلبی و غم کے بھی آخر صبر اور حوصلہ آ ہی جاتا ہے۔

طبیعت کو ہر گز قلعہ چند روز + ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائے گی **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ** کی فاطمی پر استیلائے غم و یاس کے وقت عمل کرنا چاہا ایک فطری اور مذہبی امر ہے +

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جانوروں اور حیوانات کو غم نہیں ہوتا۔ کیوں نہیں ہوتا؟ کسی بکری اور بھیرے کو بچنے خوشی سے تو گلا کھاتے نہیں دیکھا۔ آخر وہ ایک قسم کی روح اور جان رکھتے ہیں جان کو جب تکلیف اور اذیت چوتی ہو تو آخر انہیں اس کا احساس ہوتا ہی ہے۔ کہتے ہیں اور کثرت کہتے ہیں بھینس کے بگڑے یا دل پڑتے ہی دلغ ہوتے ہیں جیسے اس کے بچے مرتے ہیں چوندہ چوندہ

## مطالعہ

اور جن لوگوں نے کسی علم میں نام روشن کیا ہے، انہوں نے صرف مدرسے کی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ان کی تمام زندگی طالب علمی کا ایک بڑا دن تھی اور اپنے مطالعہ سے انہوں نے کمال ترقی حاصل کی۔

دوسرے لوگوں سے یہ سیکھنے میں جو علم آتا ہے وہ اس قدر یاد نہیں رہتا جیسا کہ جو اپنے مطالعہ سے اکیونکہ اپنے مطالعہ سے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ دل میں نقش ہو جاتا ہے۔ اور اس سے دماغی قوت اس قدر بڑھتی ہے کہ ایک مسئلہ جو حل کرنے سے دوسرے مسئلہ کے حل کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے +

مدرسہ میں قوائے دماغی کو کام میں لانا سکھایا جاتا ہے اور ان کی اصلاح کی جاتی ہے اور قابلیت کا مادہ پیدا کیا جاتا ہے لیکن خیالات میں ترقی اور طبع پر وازی اس وقت پیدا ہوتی شروع ہوتی ہے جب مدرسہ چھوڑنے کا وقت ہو گا ہے اور اس سبب اگرچہ مدرسہ کی تعلیم بہت اعلیٰ درجہ تک حاصل کی گئی ہو لیکن اگر آئندہ مطالعہ کتب جاری نہ رکھا جائے اور مطالعہ فطرت نہ کیا جائے تو روشنی خیالات اور احصائے حاصل نہ ہوگی نہ دماغ کی تاریکی اور احصائے باطنی کی سستی دور ہو سکتی ہے +

عقل اس وقت بچتہ ہوتی ہے جب انسان دنیا میں قدم رکھے اور جو علم حاصل کیا ہے اس کو عمل کا کام میں لائے +

## محمد سجاد مرزا بیگ ہلوی

(اداکت عملی)

علم حاصل کرنے کے لیے پڑھنا نہایت ضروری ہے اور بعض صورتوں میں استاد سے پڑھنا اور دوسروں سے تفہیم مطالب میں دلینا بھی لایہی ہے لیکن یہ فراموش ہے کہ ہمیشہ اور ہر صورتوں کو جب تک استاد سامنے نہ ہو اتنی ہی نگاہیں بلکہ خود مطالعہ کرنا اور اپنے غور و فکر سے مسائل کا حل کرنا بہت زیادہ مفید ہے اس طرح کا عمل کیا ہوا عمر بھر یاد رہتا ہے اور مصنفوں کے سیکھنے اور فکر کرنے کی قوت بہت زیادہ اور جلد ہی ترقی کرتی ہے جن لوگوں نے علم میں یہ طوطی حاصل کیا تو کسی سائنس کو ترقی دی ہے، انہوں نے استاد کی پابندی نہیں کی اگر کسی شخص نے پڑھیں زیادہ نہیں پڑھا یا اس نے طالب علمی کے زمانہ میں حسبِ خواہ ترقی نہیں کی تو دل شکستہ ہونے کا بات نہیں ہے۔ وہ اپنے مطالعہ اور محنت سے وہ کچھ کر سکتا ہے جس پر اس میں پڑھنے والے شک کریں ایک دفعہ بہت کچھ محنت سے مطالعہ کرنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے تو تھوڑے دنوں میں سہولت نظر آنے لگتی ہے اور پھر یہ مشق ایسا سہل اور بار بار معلوم ہوتا ہے کہ چھٹاؤ تو نہ چھوٹے سڑس اور کالجوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ نہایت ابتدائی اور بہت کافی ہوتا ہے اور اگر یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کر کے مطالعہ چھوڑ دیا جائے تو جو کچھ حاصل کیا ہے وہ بھی بیکار رہتا ہے بلکہ اس کی تخیل آئندہ زندگی میں بوجہ مطالعہ و محنت کوئی چاہے اور وسیلہ نام سیلف ایجوکیشن ہے۔ بہت سے آدمی یہ انہوس کیا کرتے ہیں کہ ہماری تعلیم ناقص رہ گئی، اور ہم نے طالب علمی کے زمانہ میں علم کی تحصیل یا تکمیل نہیں کی لیکن اگر دیکھا جائے تو انہوں نے صرف طالب علمی ہی کے زمانہ میں عدم توجہی نہ کی ہوگی، بلکہ اس کے بعد بھی جبکہ اعلیٰ صحت درست اور ان کو قوی کام کو قابل تھے بہت سا وقت ضائع کیا ہو گا جو نہ شوق در ہر دل کہ باشد رہے در کار نیست

وَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ آيَاتِ الذِّكْرِ أَنْ لَا تَرْضَيْنَ مِمَّا تَرَكَ آبَاؤُكَ الصَّاحِبُ

ہر زبردیں ہند و نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بزرگ

## صَلَحِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ

### تَعْلِيمُ الْأَطْفَالِ

جو لوگ زکوٰۃ و صدقے کے حقوق کی حفاظت و خیال نہ کریں گے وہ اپنے اس حق کے بوجھ سے سبک دہن نہیں ہو سکتے۔

میری غرض اس عرض کرنے سے یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو تعلیم اس طرح دے دیں کہ ان کی طبیعتوں میں پہلے ہی سے ایسے امور اور ایسے کمانے سے کراہت و نفرت پیدا ہو جائے۔ اہل یہ ہے کہ موافق حدیث پاک کی کہ بچے فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہیں اور ان کے ماں باپ ان کو یہودی و نصرانی بنا لیتے ہیں۔ بچوں کا اس میں کچھ قصور نہیں جو کچھ ہے ماں باپ کا قصور ہے۔ اگر ماں باپ اپنے بچوں کے اخلاق و عادات اور تعلیمی حالت درست کرنی چاہیں تو آبائی کر سکتے ہیں خیال فرمائیے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے اس کو سوائے سونے، رونے اور ہاتھ پیر چلانے کے کچھ کام نہیں آتا۔ اگرچہ خدا نے اس کو کچھ ایسی عطا فرمائی کہ وہ اپنی ضرورتوں کو اشد و کم پورا کر لیتا ہے، اس کا رونا بھی مطلب سے خالی نہیں ہوتا، اس کا ہاتھ پیر چلانا نیز اپنے ماں باپ پر ٹپک ٹپک کر آنا، ان کو دیکھ کر ہنستا، مسکراتا، یہ سب باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ مطلب سے خالی نہیں ہوتیں۔ ان باتوں سے وہ اپنے سامنے کا ٹھیکہ کر لیتا ہے۔ اور ماں باپ مجبور ہو جاتے ہیں کہ اس کی ہر طرح کی خاطر و مدارات کریں اگرچہ قدرتی طور پر ان کے دل میں محبت بھی ہوتی ہے مگر بچہ کی ترکیبیں بھی ایسی ہوتی ہیں کہ اور اس محبت کو زیادہ کر دیتی ہیں، بچہ باوجود اس بے بسی کے کہ نہ کھ سکتا ہے نہ پیے سکتا ہے نہ خود کھا سکتا ہے نہ چل سکتا ہے، مگر ابتداءً آغوش سے جب تک کہ وہ چل پھر سکے بہت سی ترقیاں کر لیتا ہے۔ اپنی ماں باپ کی زبان کا بہت سا حصہ سیکھ لیتا ہے، ان کے اخلاق کا بہت سا حصہ اس کے ذہن میں آ جاتا ہے، پس ایسی حالت میں اگر اس بچہ کے ماں باپ قابل ہو و شیار ہوں گے تو بہت عمدہ طریقے سے اس کی مدد کر سکتے ہیں اور بہت اس کی علمی ترقی کے باعث ہو سکتے ہیں علاوہ اس کے جیسے چاہیں اخلاق بھی درست کر سکتے ہیں اسی وجہ سے عرب کا لوگ اپنے دوہے پتے بچوں کو بدوں کے گھر بھیج دیتے تھے، تاکہ ان سے شجاعت و عطا و عربی دلائی سیکھیں، ان کی ہانڈاری مسافر کو ادھی قوی سپرد دے اور ایشیا افس کا

ہم لوگوں نے تو اُلٹی سیدھی جس قدر علمی لیاقت پیدا کر لی۔ اب آئندہ تو کچھ ترقی کی امید نظر نہیں آتی، مگر ہم اپنے بچوں کی تعلیم میں اگر کوشش کر لیتے تو یہ بھی اپنی ہی علمی ترقی ہوگی۔ تعلیم الاطفال کا سکہ بھی ایسا بہت بالشان سکہ ہے کہ بڑے بڑے لیڈران قوم نے اس پر غور کیا ہے اور ہمیشہ غور کرتے آئے ہیں، مگر ابھی تک ایک آسان اور جلدی علمی ترقی پیدا کرنے والا طریقہ ایجاد نہیں ہوا۔ موجودہ زمانہ کے لحاظ سے مسلمانوں کے بچوں کو جس طرح مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے اسی طرح انگریزی تعلیم کی بھی ضرورت ہے۔ صرف مذہبی تعلیم ہم مسلمانوں کے لیے غیر قوموں کے مقابلے میں جو حکومت میں حیدر و بری ہیں بالکل ناکافی ہے، اسی طرح صرف انگریزی تعلیم بغیر مذہبی تعلیم کے محض کات ہے کیونکہ مسلمانوں کے بچے اگر نہ بھی تعلیم سے نا آشنا رہیں گے تو پورے اور کچھ مسلمان نہیں رہ سکتے، خدا اللہ بنیاد الاخرہ کے مصداق ہیں جائیں گے لہذا ایسا طریقہ ان کی تعلیم کا ہونا چاہیے کہ یہ عربی میں بھی اچھی لیاقت پیدا کر لیں اور انگریزی میں بھی اعلیٰ اعلیٰ ڈگریاں حاصل کریں۔ پس جو لوگ اس امر کے لیے منتخب کیے جائیں کہ وہ انگریزی میں اعلیٰ لیاقت پیدا کریں ان کے لیے میرے نزدیک جو طریقہ مذہبی تعلیم کا ہے وہ نہایت عمدہ ہے بشرطیکہ قوم اتفاق کرے، باقی جو لوگ محض مذہبی تعلیم کے لیے منتخب کئے جائیں وہ بھی اس پر کاربند ہوں۔ اور درس نظامی کو بھی پورا کر لیں۔ مگر دنیوی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے بھی ان کو صنعت و حرفت کی طرف توجہ کرنی چاہیے، یہ نہ ہو کہ وہ خدا کو ہر مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلا کر اپنا پیٹ بھریں، ایسے لوگوں کی نصیحت کچھ کارگر نہیں اور نہ ان کے ہی کاموں میں برکت ہوگی۔ اور نہ ایسے لوگوں کو ایسا مال لینا جائز نہ اداؤں کو دینا جائز۔ کیونکہ حضور سرور عالم نے صاف حکم دیا ہے کہ ذی مروتہ سوچی یعنی قوی اور تندرست آدمی کو زکوٰۃ و صدقہ کا مال نہ دیا جائے پس جو لوگ ایسے قوی اور تندرست آدمیوں کو زکوٰۃ اور صدقہ کا مال دیں گے نہ ان کی زکوٰۃ ادا ہوگی نہ ان کو کچھ ڈاں ملے گا۔ کیونکہ صاف حدیث میں آیا ہے کہ





ذکر ہے مجھ کا آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے **وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ**۔

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ **اقْرَأِ الصَّلَاةَ لَذِكْرِ رَبِّكَ** (پڑھنا) نماز میری یاد کے لیے قائم کر۔ اس لحاظ سے نماز خدا کے یاد کرنے کا ایک ذریعہ قرار پاتی ہے تو آپ دیکھنا چاہیے کہ کیا یاد کرنے میں کیا نادر ہے جہاں کہ غم کیا گیا تھا کی یاد اور نیک خیال میں نیچے کاموں کی لذت ملی غبت ہوتی ہے اور جسے کاموں کو غم سے نہ لگتی ہے جس کو خدا کا خیال نگار رہتا ہے وہ دل سے یہ چاہتا ہے کہ میں دنیا میں رہ کر اپنے کام کروں گا تو خدا مجھ کو اس کا اجر دے گا اور جسے کام کروں گا تو خدا مجھے دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور چہ بولوں باتیں پرائی یا قافون شکنی سے ہٹا۔ نہ ملی ہیں ایک لالچ اور دوسرا خوف سزا۔ کیا ایسے خیال والے شخص سے آپ نیکیوں کی توقع نہیں کھیں گے؟ اور کیا ایسے شخص کو برائیوں سے بچتا ہونا پائیں گے۔ تاکہ دنیا کے انتظام کے لیے غور و خوض نے قانون نادر ذکر کیا ہے اور اس میں تمل چوری، مار پیٹ وغیرہ وغیرہ کی وزنی سزائیں مقرر کر دی ہیں۔ محال نہیں کہ کوئی شخص اسکی خلاف ورزی کر سکے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ جس وقت کوئی سرکاری نگہبان نہ ہو۔ ایسے وقت آپ کو اپنا دشمن مل جائے تو کیا آپ اسے قتل کرنے سے باز رہیں گے اور کیا آپ پر اس کا قتل کرنا آسان نہیں ہے۔ یا ایسی جگہ جہاں پولیس کا سپرہ نہ ہو کسی کامال پھر ایسا کچھ مشکل ہے۔ تو بانیے باوجود ایسے مواقع حاصل ہونے کے کون سی چیز ہے جو ان برائیوں سے جسکا اثر دوسروں پر پڑ سکتا ہے روک سکتی ہے۔ میں جہاں تک خیال رہا ہوں تو مجھے خدا نے پاک کا خیال ہی ان کاموں سے زبردست روک تھام کرنے والا نظر آتا ہے۔ اگر عباد اللہ تمام دنیا خدا کے وجود کا انکار کر بیٹھے اور ایک سخت اس کا خیال دیا تو بھلا کچھ تو کائنات کا انتظام درہم برہم ہو جائے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ جسے چاہا قتل کر دیا۔ اور جس کا چاہا مال لے لیا۔ دیکھو اکثر آدمی راتوں لوگوں تکلیف دینے کے منصوبے سوچتے رہتے ہیں۔ کیا پولیس کا ہمارے دلوں میں گزر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خدا کا خیال ہی ایک ایسا خیال ہے جو ایسے مجھے حینا لوں کو آئے نہیں دیتا۔ (جن میں دینی دنیاوی تباہی ملاحظہ ہوتی ہے) جہاں تک اس یاد اور خیال کی ترقی دیتے چلے جاؤ ہمارا رخ اچھے ہی کاموں کی جانب مائل ہوتا چلا جائے گا۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ ہم بے حیائی کے کاموں سے بچ سکتے ہیں اور خدا نے اسی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ وہ نماز (جو خدا کی یاد ہے) جسے کاموں کی روک تھام میرے بعض مخاطبین کے دلوں میں اس جگہ یہ کھٹکا ضرور پیدا ہو گا کہ جب نماز سے خدا کی یاد مقصود ہے تو ہم اپنے دل میں خدا کو یاد کر سکتے ہیں۔ نماز ہی کو درمیان میں کیوں کھڑا کیا جاتا ہے جو ایک قسم کی اٹھ بیٹھ ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اس قسم کا خیال اہل ظاہر میں بعض نچرل مسلمانوں کا ہے، اور اہل باطن میں بعض اخام صوفیوں کا برہان

اس طرف منتقل رہا ہے اسی کو چاہیے کہ اس مثال سے اپنی تسخیر کر لیں۔ بادشاہ نے اپنی اطاعت کا ہم کو حکم دیا تو ہمارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اسکی اطاعت میں خود کو سرگرم رکھا جائے۔ بخلات اس کے اگر ہم دل میں بادشاہ کی تعریف کرتے رہیں لیکن حیثیت سے اس کی کوئی بھی خدمت بجا نہ لائیں تو کیا بادشاہ ہمارے اس طرز عمل سے خوش ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ یہی حال حکم ادا کرنے کا ہے۔ خدا کو تو اپنی یاد نماز کے ذریعہ مطلوب ہے۔ ماسی واکٹ اس نے ہم پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ ایسی صورت میں ہم کو یہ ہرگز حق حاصل نہیں ہے کہ اس کے مقرر کیے ہوئے یا اس کے طریقے کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طریقہ یاد کا قایم کریں۔

بعض نمازیوں کو آپ برائیوں میں مبتلا پا کر یہ سوال کر بیٹھیں گے کہ جب نماز برس کاموں سے روکتی ہے تو باوجود نماز پڑھنے کے ان کا برائیوں میں مبتلا رہنا کیسا؟ تو میں اس کی وجہ یہ بتاؤں گا کہ ان کی نماز میں خدا کی یاد مقصود نہیں ہوتی۔ بظاہر وہ آپ کو روک دے جو دکرے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن وہ اصلی نماز سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ تو آپ خیال کر سکتے ہیں کہ ایسی نماز کیا فائدہ دے سکتی ہے جس میں صرف دکھا دہی دکھا دہا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ایسے نمازیوں کا اس طرح تذکرہ آیا ہے۔

وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا وَتَوَلَّى وَجْهَكَ كَتِيفًا  
كَسَالَىٰ يَرِثُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوا تَوَكَّلْ عَلَىٰ كُفْرِهِمْ هِيَ لَوْ كُفِّرُوا  
اللَّهُ إِلَّا قَلِيلًا (پہ. پ. ۱۰)

یہ آیت بھی دلالت کر رہی ہے کہ نماز خدا کی یاد ہے اور اس میں سبات کا بھی اشارہ تنگ ہے کہ ایسی نماز جس میں خدا کی یاد نہ ہو صرف نمائش ہے اور ایسی نمائش نماز لوگوں کی نظروں میں دھوکہ بازی کا نتیجہ ثابت ہوتی ہے میری بحث ایسی نماز سے ہے جس میں خدا کی یاد خالص مقصود ہو۔ چھ دوسرے لفظوں میں حضور قلب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ پوچھو تو نماز ہی پر کیا مختصر ہے۔ حضور قلب کی ہر جگہ ضرورت ہو، دیکھو میں اس وقت تک زندہ مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ میرا تعلق آفس سے ہے۔ اور آفس میں اور کاموں کے بھلہ ایک کام لکھنے کا بھی ہوتا ہے۔ لکھنے میں یا تو خوش نویسی ہوگی۔ یا انشا پر داری، یا نقل نویسی، خوش نویسی میں خیال بٹا رہے گا تو حروف کے چوڑ توڑ۔ نوک پلک۔ اور رسم الخط کے قواعد کی خلاف ورزی ہوگی جس سے خوش نویسی کی اصلی غرض حاصل نہ ہوگی۔

اگر انشا پر داری میں خیال کو یک سوئی نہ لے گی تو وہی مثل صادق ہوگی کہ **إِنْ شَاءَ اللَّهُ**۔

نقل نویسی کی اصل غرض یہ ہے کہ وہ اصل کے مطابق ہو۔ اگر خیال چھوٹ لگا رہے گا تو نقل ہرگز اصل کے مطابق نہ ہوگی۔ پس ابن ہی اُسور پر غور کریں۔ ہسانی یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ وہی کام اچھا ہوتا ہے جس کو دل کی کیا گیا ہو

کوشش کریں پھر دیکھیں کہ نماز بڑے کاموں کو روکتی ہے یا نہیں؟۔

**محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ**

اسی طرح نماز بھی دوسرے کاموں سے بچانے والی ہو سکتی ہے۔ جو حضور تعالیٰ پر بھی گئی ہو، اگر اس کو شغل بیکاری کے طور پر پڑھا جائیگا تو کبھی فائدہ پہنچاتا نہ ہوگی، مسلمانوں کو چاہیے کہ حضور قلب سے نماز پڑھنے کی

## مراستم فیہ

حکمہ ذیل

حکم سے مقامات سلوک طے کرنے کے لیے بطور مجاہدہ عہد کرتا ہے۔ دوسرے طریقہ ان کے شوقین کسی خاص عمل کی نگرانی دینے کے لیے چلے کرتے ہیں +

جو لوگ وقت نہیں ہیں ان کو اس تقسیم کے سمجھنے میں دقت ہوگی اس واسطے یہ ذرا اور کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات شاید ہر شخص کو معلوم نہیں ہے کہ تقویہ گندہ۔ بھڑا بھونکی۔ حب۔ تجنن۔ تنہا وغیرہ عبادت کو اصلی درویشی سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے جو لوگ اس قسم کے شغل رکھنے والوں کو درویش یا صوفی فقیر کہتے ہیں، سخت غلطی پر ہیں۔ فقیری اور درویشی اس خیال سے بالکل علیحدہ چیز ہے اور فقیری کے کمالات وہ شان رکھتے ہیں جن کے آگے یہ عملیات تھوکنے کے قابل بھی نہیں، یہ بات ایک ایک مضمون میں بتائی جائے گی کہ اگر درویش اور عامل دو الگ الگ چیزیں ہیں تو پھر آٹھ گلو۔ ویشوں نے عملیات کا طریقہ کیوں اختیار کر لیا ہے۔ اس وقت صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ فقرا اور شافع کو ذمہ عالمین سے الگ سمجھنا چاہیے۔

یہاں میرے اوپر کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ درویش اور فقیر بھی اپنے مقامات درویشی کی ترقی کے لیے خلوت میں بیٹھتے ہیں اور تقویہ گندہ والے عامل بھی۔ اور ان دونوں کی خلوتوں کو چلے کہتے ہیں۔

## چلہ کا نقلی ثبوت

امریکین کے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ ہر بڑے مذہب کے بانی پہلے چند روز خلوت میں رہتے آئے ہیں حضرت موسیٰ کو وہ طور میں خلوت نشین تھے حضرت عیسیٰ کی بھی چند روزہ خلوت کا حال کتب عیسوی سے ثابت ہے۔ ہمارے حضرت سلیم بھی نبوت سے پہلے غار حرا میں چلہ کیا کرتے تھے۔

بڑے مذہب کے بانی ہر گز گمراہی یا گمراہی کے بغیر نہ گئے ہوں گے، قرآن شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلوت کا تو صحت حال بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ چالیس دن کی خلوت تھی، قرآن شریف نے اس کو لفظ اربعین سے بیان فرمایا ہے۔ اس واسطے مضمونوں نے بھی اپنی خلوتوں کا ہم اربعین رکھا، چنانچہ اگلے بزرگوں کی سب کتابوں میں چلہ کو اربعین لکھا جاتا ہے

یہ مضمون کی رسموں پر غور کرنا اور انسانی بڑائی کو چھانٹنا، اس کا فرض بھی ہے۔ اگرچہ یہ رسمیں شرک یا ایمان کی قسم کا تعلق رکھتا ہو۔

یہ نہیں کے ذاتی یا خاندانی حالات میں اور ان کی خانقاہوں میں ایسی ہزاروں ہیں جو بعض تو عام طور پر معلوم نہیں در بعض رموز و اسرار سمجھی جاتی ہیں اور جس بنیاد پر مشرکان یا اطلاق سے گزرتی ہوئی نظر آتی ہیں +

یہاں اس باب کے تحت میں سلسلہ دار ایک ایک بڑی رسم پر بحث کروں گا اور اس پر عقلی و نقلی گفتگو کر کے بتاؤں گا کہ صوفیوں کی بستی و انفرادی میں ان رسموں کو کہاں تک دخل ہے +

مجلس اصلاحی نیت ہی تو نظر نہیں ہے، ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس گندہ گندہ سے احوال قدیم فلسفیانہ روشنی میں نظر آسکیں گے، اور ہزاروں انجمن و تہذیب کی معلومات میں اضافہ ہوگا، ایسی معلومات جس سے خلقت نے خبر نہ لی، حالانکہ اس کا علم بہت ضروری ہے اور اس پر قوم کے ایک بڑے حصہ کی رہنمائی کا انحصار ہے۔

ہر صوفیہ میں چلہ بھی ایک رسم ہے گو ایسی رسم نہیں ہے جس کو سچے سچے بیان کیا جاتا، مگر اس قدیم کا سبب چلہ کی اہمیت نہیں ہے۔ یونہی قلم کے ساتھ جو رسم پہلے آگئی اسی پر لکھنا شروع کر دیا۔

## چلہ کیا چیز ہے؟

چالیس دن کی خلوت نشینی کو چلہ کہتے ہیں، گوشہ نشینی اور خلوت گزینی چالیس دن کی نہ ہو صرف اکیس دن یا گیارہ دن یا سات روز کی یا اس سے بھی کم ہو تب بھی عورت عام میں اسے چلہ کہیں گے۔

اس خلوت میں خواہ کسی قسم کا عمل پڑھا جائے یا ذکر و اشغال ہوں یا خاموش بیٹھا رہے، نام چلہ ہی رہے گا +

## چلہ کی اقسام

چلہ کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ جس میں طالب راہ طریقت اپنی زیر مرشد کے

خافق ہوں کے حجروں میں ہو ابالکل نہیں آتی۔ چل کر نہ والا چو نکہ رات  
الان یا وقت کا بڑا حصہ حجرہ میں بسر کرتا ہے اس واسطے اس کی صحت خراب  
ہو جاتی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ چلنے کی جگہ ہو ادارہ جس میں ہوا اور  
سورج کی روشنی، اچھی طرح آتی ہو مقرر ہو کرے۔

اگلے وقتوں میں عام طور سے سب لوگ قوی ہو مضمبوط ہوتے تھے اس واسطے  
ان کو یہ بے ہوا کے مکان نقصان نہ پہونچتے تھے، مگر آج کل عالمگیر قانونی  
اور کمزوری کا دور ہے، اور درویش یا عاقل بے اسول مکان میں چلنے کرنے کے  
فوزر ابل ہو جاتے ہیں +

یہی حال غذا کا ہے گزشتہ زمانہ میں چونکہ عام طور سے جموں میں خون بہت پیدا  
ہوتا تھا اس واسطے سادی اور کمزور کرنے والی غذاؤں کی ضرورت تھی، کیونکہ چلنے  
میں نیالات کے کیونکہ بہت ضرورت ہوتی ہے، اور خون کی زیادتی اور جوش کی  
حیلات نفسانی کو تحریک ہوتی ہے، خیالات ہر وقت پر آگندہ رہتے ہیں، اس واسطے  
بزرگوں نے سادہ غذا کی چاہت کی، اور گوشت گمی اور تمام مقویات سے منع کر دیا۔

آج کل تو خود بخود سب آدمیوں میں خون کم ہو گیا ہے، افسوس اور وقت کی آہ ہو  
کے، شمسے رات دن کے قطع سے، غفلت دن بدن کمزور ہوتی جاتی ہے، ایسی حالت  
میں کمزور غذاؤں کا استعمال ہرگز مناسب نہیں لازم ہے کہ مشق، کمزور رہنا، کمزور  
طاقت بخشنے والی غذا میں بنایا کریں، کیونکہ جس طرح خون کی زیادتی مندرجہ سب  
طرح خون کی کمی اور کمزوری بھی ترقی باطن میں راجع ہوتی ہو سلوک میں جسم کی نیت  
کا حصہ اعتدال کے اندر رہنا ضروری ہے۔

پس جس طرح پیٹے وقتوں میں کسی خوراک سے درویشوں کے خون کی حدت کم کی جاتی  
تھی اسی طرح آج کل ضرورت ہے کہ اللہ اللہ کرنے والے درویشوں کو اچھی خوراک  
دی جائے تاکہ ان کا خون اہلی صحت کی حالت پر آجائے۔

تندرستی اور خون کی عمرگی کو ترقی مارا جی باطنی میں بہت بڑا دخل ہے، مشق  
طریقت اس دعوے کو نیا بھکر جو نکلیں گے لیکن ذرا غور کریں گے تو ان کو  
یہ دعوے تسلیم کرنا پڑے گا، اور وہ خود چلوں کے قواعد میں ترمیم کریں گے۔  
چلنے کی غذا میں بعض لوگ گوشت ترک کر دیتے ہیں اور بعض لوگوں نے تو  
گوشت کو حرام سمجھ رکھا ہے۔ اس زمانہ میں یہ دستور بدل دینا چاہیے۔

اسلام نے جس چیز کو حلال کیا ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ اس کو حرام کہے  
چلوں اور اعمال خدائی میں گوشت صرف اس واسطے نہیں کھاتے تھے  
کہ حیوانی قوتوں کا غلبہ نہ ہو، آج کل وہ قوتیں قحط و افلاس کی باعث

خود ہی دبی ہوئی ہیں، اس واسطے گوشت چلوں میں ضرور کھانا چاہیے +  
غرض گوشت گمی، دودھ، انڈا، مچھلی، ہر چیز جو حلال ہے اس کو حلال  
کی ضرورت نہیں ہے۔ اب سب مشائخ کو ان دستوروں میں ترمیم کرنی چاہیے  
ورنہ ایک طرف مسلمان کمزور ہوں گے اور دوسری طرف ان کا یہ خیال بڑھ جائے گا

چلنے تو ہمارے ملک میں آرزو کا ترجمہ مشہور ہوا ہے  
ان نظیروں سے ثابت ہوتا ہے کہ صوفیوں کا چلنے نام بڑے بڑے پیغمبروں کا  
بائیان مذاہب کی سنت ہے۔ اور اسکی سند جوہر قرآن شریف کے اندر مذکور ہے۔

## چلنے کا عقلی ثبوت

اوپر بتایا ہے کہ مذاہب مختلف نے سب اپنی اپنے عقول نشین رہتے ہیں، یعنی ان کے  
پہلے پہلے کیا ہے اس کی عقلی وجہ یہ ہے کہ بڑا کام بغیر کمال کیسوی اور غور و فکر  
کے پورا نہیں ہو سکتا۔ اور غفلت سے بڑھ کر کچھ کوئی اور غور و فکر کا موت کہاں  
میترا سکتا ہے۔

موتوں اور درویشوں کی بہت بڑا مقصد یہی ذاتی اصلاح و ترقی کا کچھ نہیں  
ایسا چہرہ نوح انسان کے بیشتر اذکار کی اصلاح و تصحیف ہے، اس واسطے ان کا چلنے  
کرنا اور غفلت کی قوتوں سے فائدہ اٹھانا میں دانشمندی ہے۔

جو کام تہائی، کیسوی اور یگانہ ہیں، جو اسے ہجوم خلاف میں اسکا ہونا  
محال ہے +

## چلنے میں کیا کیا ہوتا ہے؟

بہکل سیدھے سیدھے کے یا خافہ کے کسی تجربے میں کیا جاتا ہے، بعض لوگ اپنے  
رہنے کے مکان میں ایک تہائی کی جگہ مقرر کر لیتے ہیں۔

چلنے میں اعتدال کی طرح بے ضرورت دنیا کی باتیں ممنوع ہیں، غذا اور لباس  
چلنے کے دنوں میں خاص اختیار کیا جاتا ہے، بعض لوگ جو کے مستحق ہیں۔  
بعض جو کی روٹی کھاتے ہیں، بعض دن بھر روزہ رکھ کر شام کو سادی غذا کھا کر  
کرتے ہیں، بہر حال نفیس و رستوی غذا میں چلنے کی حالت میں نہیں کھائی جاتی،

لباس بھی عموماً احرام ہوتا ہے یا سفید نئے یا دھلے ہوئے صاف کپڑے ہوتے ہیں  
بعض لوگ پانی میں بھی احتیاط کرتے ہیں، اور کورے برتن میں دوسرے  
انہوں سے بچا کر لاتے ہیں، یعنی خود کنوئیں یا نہر و دیاسی لا کر رکھتے ہیں۔  
ایکسی پاک آدمی سے منگوا لیتے ہیں۔

اگر چلنے مرشد کے حکم سے ہے تو اس کی تہائی ہوئی ہدایتوں کے موافق ذکر  
اذکار یا مراقبے چلنے میں کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی عمل چڑھتا ہے تو اس کے  
طریقے استعمال کیے جاتے ہیں +

## چلوں میں کیا کیا قابل اصلاح ہو؟

چلنے میں آج کل بہت سی باتیں اصلاح کے قابل نظر آتی ہیں، یا پوچھیں  
کہ اصلاح نہیں بلکہ ترمیم کے لائق ہیں۔

ایک ان میں مکان ہے۔ چلنے کے مکان جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے،  
مسجد و خانقاہ کے حجرے ہوتے ہیں۔ پہلے زمانے کی عمارتوں میں مکان  
موصول صحت کی رو سے نہیں بنائے جاتے تھے۔ اس واسطے مسجد اور

ڈاکٹر سات گھنٹہ رات دن میں سونا عروسی گھنٹے ہیں، لیکن میں اپنے  
قریب سے کہتا ہوں اور میرا تجربہ درست ہے، کیونکہ اگر بیمار رہتا ہوں  
اور اذ حد کمزور ہوں، رات دن میں ساڑھے پانچ گھنٹہ کی نیند کافی ہے  
اس سے صحت کو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ ساڑھے تین گھنٹے رات کو اور  
دو گھنٹے دن کو سونا بہت جو باقی جان اور کام کرنا چاہیے +  
امید ہے کہ شایع طریقہ اور وہ سب لوگ جو چلنے کے عادی  
ہیں نیک خیالی سے اس معقول پر غور کریں گے، کیونکہ میں نے ان کی  
بھلائی کے لیے لکھا ہے، مخالفت کے لیے نہیں +

## حسن نظامی

کہ میںوں کو یہ چیزیں حرام ہیں اور حلال کو حرام سمجھنے والے کے لیے کفری  
و میں نے فرمایا ہے۔  
چلوں میں لباس کا سہ بھی توجہ کی قابل ہے، چلنے کرنے والے اکثر روزانہ  
لباس کرتے ہیں، اور گھنٹہ لباس پہنکر بیٹھ جاتے ہیں، اس کو بدل کر اور  
لباس پہن کر دوبارہ توجہ ہم لوگوں میں نہیں ہیں جو سردی کو برداشت  
رہیں، لہذا آجکلہ کرتے والوں کو لباس میں بھی ترمیم کرنی چاہیے۔  
میں ان لوگوں کی رائے سے متفق نہیں ہوں جو رات کے جاگنے کے  
بغیر نہ ہیں اور اس پر اسے چلنے کرنے والوں کی شب بیداری کو بھی قابل  
استاد سمجھتے ہیں۔ بہرے نزدیک مناسب حد تک رات کا باگن کچھ ستر  
نہیں ہے اور بغیر شب بیداری کے دین دنیا کا کوئی کام سہلگی ہی نہیں ہو

## جذبات علمی

جو مسلمان ہیں انہیں یہاں میں ہر کام کر  
میں نے یہ مانا کہ ہم میں جو جب تعزیر عام  
مشتے جاتے ہیں ترے خاتم خیال کا بھی ہم  
تیری امت ہو کہ ہم ہوں مقصد عزت کو دو  
اٹھ گئے دنیا سے جو عاشق تھی تیری نام کے  
پر کچھ لے کر کوئی نام ہو گا کس کا نام  
تیرے دشمن کی کچھ کچھ لال اس کا بھی ہو  
جسے اشتیاق ہو، پھر ہوں تو تو کو دو  
ظفر احسن علوی

ابے نوید امین مریم وقت ہو فریاد کا  
بندہ توجہ کرتے ہیں بتوں کی بنا پر  
پھر کیوں تجھیں کہ نہ سب کا فرہم ہوا  
کلمہ پڑھتی ہو توں کا تیری امت ہو  
چچے پھرتے ہیں توں کو دیکھ کر قرآن درغل  
ابے نوید امین مریم وقت ہو فریاد کا  
بندہ توجہ کرتے ہیں بتوں کی بنا پر  
پھر کیوں تجھیں کہ نہ سب کا فرہم ہوا  
کلمہ پڑھتی ہو توں کا تیری امت ہو  
چچے پھرتے ہیں توں کو دیکھ کر قرآن درغل

## ولہ ایضاً

جو موت ڈھونڈتا ہو زمین مجاز میں  
ہر خار مجھ کو گل ہے خدائے مجاز میں  
تعلیق کا سفر کی بحث ہو یاں اُسے  
نامحشر متوں کو رکھنا پڑی واسطے  
(ظفر احسن علوی)

جسے ہوں کیا کہوں ایضاً مجاز میں  
ہر خار مجھ کو گل ہے خدائے مجاز میں  
تعلیق کا سفر کی بحث ہو یاں اُسے  
نامحشر متوں کو رکھنا پڑی واسطے  
(ظفر احسن علوی)

## کلام اکبر

تحصیل علوم کر کہ دولت ہے یہی  
اکبر کی یہ بات یاد رکھو عشرت  
تبیخ و دعا میں جس نے لذت پائی  
کوئی نہیں خوش نصیب اس کو بڑبکر  
روزی مل جائے مال دولت نہ ہی  
گھر بار میں خوش رہی عزیزوں کیلئے  
اخلاق درست کر کہ ذہنیت ہے یہی  
محفوظ ہو مصیبت سے عزت ہے یہی  
اور ذکر خدا سے دل نے راحت پائی  
بس دونوں جہاں کی اُس نے دولت پائی  
راحت ہو نصیب شان شوکت نہ ہی  
دربار میں باجی و قاربت نہ ہی  
دولت کی ہوس ہو اور دھنی بننے کی  
کوشش لازم ہے کہہنی بننے کی

تربوئی کو تہہ کر روز میں نہیں جو تو  
اللہ مدد کرے گا۔ دوسرے جو تو  
وہ تو نگران کی طرح گاتے ہیں  
انسان پر نہیں ترقیاں پاتے ہیں  
انہ سے نیک امید کرنا سیکھ  
بہتر ہے یہی خوشی سو مرنا سیکھ  
تربوئی کو تہہ کر روز میں نہیں جو تو  
اللہ مدد کرے گا۔ دوسرے جو تو  
وہ تو نگران کی طرح گاتے ہیں  
انسان پر نہیں ترقیاں پاتے ہیں  
انہ سے نیک امید کرنا سیکھ  
بہتر ہے یہی خوشی سو مرنا سیکھ

# ہَکُّنَا الَّذِیْنَ یَعْلَمُونَ وَالدِّیْنُ

کہیں جانے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہیں

## علم و ادب

### پھول اور شہد کی مکھی

۱۔ شہد اور شہد مختلف پھولوں میں مختلف مقامات پر رہتا ہے کسی پھول کی پتھریلوں کی چھوٹی چھوٹی پتھریلیوں میں بھرا رہتا ہے کسی پھول کی ٹہنی کے اندر صاف و شفاف قطروں کی صورت میں ملتا ہے یہ پتھریلوں کی خوراک ہے وہ اسے حاصل کرنے کے لیے پھولوں پر آتے ہیں شہد بجاتے ہیں اور اگر وہ گل چھوڑ جاتا ہے۔

۲۔ گھاس یا ناکھڑوں کے پھولوں پر پرنڈ کیڑے نہیں آتے پرنڈ کیڑے تلے پھول پر نہیں آتے اس طرح شاہ بلوط، احمدی، بید، دلائی چٹ، یا مام چٹار کے گرد بھی مکھیوں وغیرہ کو بھنھناتے کبھی نہ دیکھا ہوگا مگر سید کے شوخوں، یا لیموں کے درختوں پر مکھیوں، پھڑوں اور دوسرے پر دار کیڑوں کا ہجوم بار بار دیکھا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گھاس، ناکھڑے، احمدی، بید اور چٹار میں گندگی کی زیادہ مقدار موجود رہتی ہے اور چونکہ ہوا اس قسم کے درختوں کو دھواؤں میں دیتی رہتی ہے اور اگر وہ گل کو اڑا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہے اس لیے ان کو نہ تو ان کیڑوں کی مدد کی ضرورت ہے اور نہ اس بات کی پروا کہ ان کو شہد دیں۔ یا خوشبو دار اور خوش رنگ کے پھول پیدا کریں جس سے خواہ مخواہ کیڑے ان کی طرف کو کھینچیں۔ برعکس اس کے جن پودوں میں ایسے رنگینے، پگھلارے اور دلکش پھول دیکھنے میں آئیں کہ خود بخود توجہ ان کی طرف دہل جاتے ان کو یقیناً شہد کی مکھیوں یا دوسرے پرنڈ کیڑوں کی ضرورت ہے کہ وہ ایک پودے کی گرد کو دوسرے پودے پر لے جائیں تاکہ اس اولیٰ ہل سے پودوں کے بیج مضبوط اور عمدہ پیدا ہوں یہی وجہ ہے کہ زعفران، کوکٹار، سورج مکھی، سرسوں، شلگم اور اسی قسم کے دوسرے پودوں کے پھولوں پر پروا کیڑے ہمیشہ آتے ہیں اور ان کے شہد کو جمع کر لیتے ہیں۔

۳۔ شہد کی مکھیوں مختلف رنگوں میں رنگوں میں مختلف رنگوں میں تیز بھی کر سکتی ہیں۔ سرسوں، شلگم، نے ایک آسان تجربہ سے اس بات کو ثابت کر دکھایا ہے صاحب موصوف نے چند

انہی بات تو ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے کہ شہد کی مکھی کے لیے شہد کا یہی شغلی کس قدر ضروری ہے چونکہ شہد پھولوں سے حاصل ہوتا ہے اس لیے مکھی کی تمام عجیب و غریب صنعتوں کا دار و مدار پھولوں پر ہے۔ پھول نہ ہوتے تو مکھیاں کوئی کام کر سکتیں بلکہ زندہ بھی نہ رہ سکتیں، مگر یہ حقیقت سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مکھی کا وجود بھی پھولوں کے لیے نہایت ضروری ہے پودے عجیب عجیب ترکیبوں سے شہد کی مکھیوں، تیزریوں اور دوسرے پروا کیڑوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں، ان کو شہد تو دیتے ہی ہیں مگر خود بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں، الغرض مکھیوں کو پھولوں کی ضرورت ہے اور پھولوں کو مکھیوں کی۔ اس ضمن میں اسی حقیقت کا بیان کرنا مقصود ہے۔

۲۔ اگر گل اور پرنڈ کیڑے پھول کے بیج میں ایک قسم کی گرد یا غبار سا ہوتا ہے جو کہ گول یا قریب گول ہوتے ہیں مکیا کہ ایک شاعر کا قول ہے

جو گل ذیں سے نکلے ہے ۔ نکلے ہے زر یہ کف  
قاروں نے راستہ میں لیا خستہ نہ کیا

یہ گرد یا غبار پودے کا مادہ تولید ہے اور تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ جو پودا دوسرے پودے سے گرد گل حاصل کرتا ہے اس کا بیج مضبوط اور عمدہ ہوتا ہے مگر جس پودے کو اپنے ہی پھول کی گرد کام میں لانی پڑتی ہے اور جس کو دوسرے پودے کے پھول سے گرد نہیں ملتی، اس کا بیج خراب اور کمزور پیدا ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں تو اس گرد کو اڑا کر ایک پودے سے دوسرے پودے تک پہنچاتی ہے اور بعض میں گرد گل کا رد و بدل پروا کیڑوں کی مدد سے ہوتا ہے پھولوں کے طرح طرح کے رنگ، روپ، ان کی تیزبو اور ان کی نالی شکلیں تیار کر کے جتنے ہیں اور اسی لیے بنائے گئے ہیں کہ تیزبو، پروانے اور شہد کی مکھی ان پر آئیں اور زگل کو ایک پودے سے دوسرے پودے پر لے جائیں، گویا پھول بذاتِ حال ان کیڑوں سے خطاب کرتے ہیں۔

۱۔ عزیزہ! احسان کا بدلہ احسان ہو اور آؤ۔ ہم تمہیں شہد دیتے ہیں تم ہمیں مکھیوں کا عرض میں اگر کوئی لادو تاکہ ہمارے بیج قوی اور مضبوط رہیں۔

شہد کے ٹکڑوں پر کچھ شہد رکھا اور ان کے نیچے نیلے کاغذ کے ٹکڑے رکھ دیے۔ جب کھیاں نیلے شہد پر شہد تلاش کرنے کی عادی ہو گئیں تو انھوں نے اس شہد کو جو کرسات کر دیا پھر شہد کو سرن شہد پر رکھ دیا اب اگر شہد کی کھیاں صحت شہد کی وہ پر ابل ہوئیں تو سرن شہد کی طرف اڑ کر جاتیں گی۔ ان نیلے شہد کی طرف گئیں کیونکہ ان کو اب تک نیلے ہی شہد پر شہد ملتا رہا تھا۔ اگرچہ وہاں شہد نہ ملا تو ان کو مایوس ہو کر سرن شہد پر جانا پڑا۔

۴۔ خرباز پھول: یہ جو طرح طرح کے چمک اور خوشبو رنگ پھولوں میں نظر آتے صحت کھینچنے پھینچنے ہیں ان کی بابت عام خیال یہ ہے کہ وہ محض زیبائش کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن حقیقت قدرت کی ہر شے میں شہد کو مائل ہوتے ہیں۔ خواہ ہم ان کو معلوم کر سکیں یا نہ کر سکیں، محققین نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ رنگ نہایت مفید ہیں اور اس دنیا میں صحت کے قایم رکھنے میں بہت مدد دیتے ہیں۔

۵۔ پھول کھیلوں وغیرہ کو: شہد کی کھی اور دیگر دار کیڑے کبھی تو پھولوں کی چمک پناہ مانگیوں کھینچنے میں ایک اور ان کے رنگ روپ پر فریفتہ ہو کر آتے ہیں، مگر بعض اوقات پھولوں کی بوس قدر تیز اور شیریں ہوتی ہے کہ اسی کی وجہ سے وہ ان پر چبے آتے ہیں۔ تو کیا چبائی سیوتی تھوڑے وقت کے پھولوں سے کسی لطیف خوشبو سھلکتی ہے۔ ان پھولوں کو چمکدار رنگوں کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی بو میں اس بلا کی کشش ہے کہ کیڑوں کو ان کی طرف کھینچ لاتی ہے۔ یہ عجیب بات ہو کہ اکثر سفید اور سیاہی مائل پھولوں کی بو عمدہ اور شیریں ہوتی ہے برعکس اس کے گل آلود اور رنگین اور چمکدار پھولوں کا رنگ تو مشورہ ہوتا ہے مگر نہیں پھول

۸۔ مختلف پھول مختلف اوقات: شوخ رنگ اور تیز بو کے علاوہ کچھ اور تجزیوں میں ہیں پھول کھینچتے اور بند ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ سے پھول پر دار کیڑوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف پھول مختلف اوقات میں کھلتے اور بند ہوتے ہیں، ایک خاص قسم کا پھول طلوع آفتاب کے وقت کھلتا اور غروب آفتاب کے وقت بند ہو جاتا ہے اور اسی لیے اس کو چشم روز یعنی دن کی آنکھ کہتے ہیں۔ ایک اور پھول جس کو انگریزی میں پرم روز (گل دہاں) کہتے ہیں شام کے وقت کھلتا ہے۔ تریوں کے پھول رات کو اُس وقت کھلتے ہیں جب کہ چشم روز بند ہو جاتا ہے۔ اگر ہم غروب آفتاب کے وقت تریوں کی کھار سی کے پاس سے گزریں تو ایک طرح کی میٹھی میٹھی خوشبو سے ہمارا دماغ معطر ہو جائے گا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پھول خاص قسم کے پرم دافوں کو اپنی طرف بلاتا رہے ہیں۔

"چشم روز" دن کو کھلتا ہے، وجہ یہ ہے کہ اُس پر وہی کیڑے آتے ہیں جو دن کو باہر نکلنے والے ہیں۔ جو کیڑے تریوں کے پھولوں سے نہ نکل جاتے ہیں وہ رات ہی کے وقت اڑتے ہیں، دن کو نہیں نکلتے۔ اگر یہ پھول دن کے وقت کھلتے تو بعض چھوٹے چھوٹے کیڑے جو دن کو باہر نکلتے ہیں ان کا شہد نکال کر لیا کرتے مگر اپنے وقت وقامت کی کوتاہی کی وجہ سے گرد گل کی پھیلوں تک ان کی رسائی نہ ہوتی

اور ایک پھول سے دوسرے پھول میں گرد کا تبادلہ نہ ہو گا نتیجہ یہ ہوتا کہ تریوں کے بیج کمزور رہ جائے اور ان کی پیداوار ناقص ہوتی +

۹۔ "ہنر سکل" کی پوشام: ایک اور پھول ہوتا ہے جس کو انگریزی میں "ہنر سکل" کے وقت کیوں تیر ہوتی ہے کہتے ہیں اس لفظ کے معنی ہیں "شہد چسپا نہ والا" اس کی بون میں اتنی تیز نہیں ہوتی یعنی شام کے وقت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ "ہنر سکل" روزانہ (جو صورت میں روز سے ملتا جلتا ہے) اس پھول کا پراشیدہ ہے۔ رات کے وقت نکلتا ہے۔ اُس کی تیز بو شہد کی طرف کھی آتا ہے۔ اور اپنی لمبی سونڈ سے شہد کو سکر گرد گل ملے جاتا ہے۔

۱۰۔ معنی پھول بارش: بعض پھول تو بارش کے وقت اسی لیے بند ہو جاتے ہیں کہ وقت کیوں بند ہو جاتا ہے کہ ان کی گرد حنائی نہ ہو جائے۔ مگر اکثر شہد واسلے پھولوں کے بند ہونے کا باعث یہ ہے کہ شہد کے قطرے جو ان کے اندر ہیں بارش سے ضائع نہ ہو جائیں۔ مثلاً اگر ہم کسی باد باران کے روز چشم روز کی طرح نگاہ کریں تو ہم دیکھیں گے کہ جوں جوں آسمان تاریک ہو گا یہ پھول بند ہوتے جائیں گے۔ اور جب تک آفتاب طلوع نہ ہو۔ نہ کھلیں گے۔ اس پھول کے بیج کلی کے اندر شہد کا قطرہ ہوتا ہے۔ اگر وہ بارش کے وقت کھلا رہتا تو اس کا شہد بارش سے بالکل ضائع ہو جاتا۔ گو یہ پھول کہ اس امر کا علم دیا گیا ہے کہ اُس کو کب کھلتا اور کب بند ہونا چاہیئے +

۱۱۔ گل سون وغیرہ: جن پھولوں کی شکل پال کی مانند ہوتی ہے مثلاً "گل سوسن" اپنا سر کیوں جھکائیے ہیں، اگل جائے نہ وہ اپنے سر کو اکثر نیچے جھکائیے ہیں۔ یہ اس لیے کہ شہد کی پھیلیاں جو ان کے درمیان ہیں محفوظ رہیں مگر ان پھولوں کو اپنے بارش کی شہد سے پُر ہو جائیں تو شہد خراب ہو جاتا ہے اور پھر کیڑے ان کے پاس نہیں پھٹتے۔

۱۲۔ پودے اپنے شہد کو غیر مفید پھولوں کا حزن جی کام نہیں: پودے شہد کو کھڑوں سے محفوظ کیڑوں سے کیڑوں سے بچانے ہیں، انھیں بلکہ وہ اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہی کیڑے ان کے پاس آئیں جو ان کی گرد و رس پودوں پر بیجا ہیں اور دوسرے پودوں کی گرد ان کے پاس لے آئیں، چیتوئیاں بھی شہد کو اتنا ہی پسند کرتے ہیں جتنا شہد کی کھیاں تیز یاں یا دوسرے پر دار کیڑے، مگر چیتوئیاں کا جیش اس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ اگر وہ پھول کے اندر داخل ہو جائیں تو شہد کو تو نکال لیتی ہیں، مگر گرد گل کو ایک پودے سے دوسرے پودے تک نہیں پہنچا سکتیں اس لیے کہ ان کا خفا سا بدن گرد گل کو نہیں دبا سکتا۔ اور گرد و جہاں کی تہاں رہ جاتی ہے۔ اگر اسی طرح چیتوئیاں شہد کا نکل لے جایا کرتیں تو شہد تو خراج ہو جاتا۔ مگر اُس کے عوص میں پودے کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ پھول اور پودے کی ساخت میں قدرت نے ایسی پیشہ جو تیز نہیں رکھی ہیں جن کے باعث چیتوئیاں اور دوسرے شہد کے لیے کیڑے پھول تک نہیں پہنچ سکتے مثلاً ہر روز گل فہار کی ڈالی پر تھکے بال ہوتے ہیں اور چیتوئی اُسکی ڈالی پر چمک پھول تک نہیں پہنچ سکتی کیونکہ ان بالوں سے گزرا چیتوئی کے لیے ایک

کچھ پھولوں کی صورت میں شہد کو محفوظ رکھنے کے لیے ایسی ساخت دی جاتی ہے کہ شہد کی پھیلیاں محفوظ رہیں اور شہد کیڑوں سے محفوظ رہے۔





وہ دشمنوں کی خدمت چینیوں یا نادان و دھوکوں کی غمراہی اندیشوں نے اس پر لگا دی ہے اس کتاب کو تین حصے میں پہلے حصہ میں عقائد پر بحث کی گئی ہے دوسرے حصہ میں عبادت و معاملات اور تیسرے حصہ میں مختلف متفرق مضامین پر۔ حقائق الاسلام کو ہم نے بہت سچے سچے پڑھا واقعی یہ کتاب قابلیت اور کوشش سے لکھی گئی ہے۔ پیرایہ بیان دلچسپ و دلکش ہے اور مطالعہ لالچھا ہوا ہے فی زمانہ جو شکوک اور شبہات جدیدہ حجت کے افروغ ذہب کے متعلق مسلمانوں کو پیدا ہوتے ہیں یا جو اعتراضات بعض غلط فہمیوں کی بنا پر مسلمانوں کی جانب سے اسلام پر کیے جاتے ہیں اس کتاب کے مطالعہ سے وہ بہت کچھ رفع ہو سکتے ہیں اور اسلام کے محاسن و برکات ایک نعت مزاج اور صالح اہل نفس کی نظر سے بھی نہیں ہو سکتے اس لیے ہمارا خیال ہے کہ حقائق الاسلام سے مذہبی ڈیڑھ میں ایک نئی امتداد پیدا ہو جائے گی۔

خبرچہ کیا ہے مسلمانوں کو خصوصیت و مستفید ہونے کی ضرورت ہے ہم معنی انوار الحق صاحب اس مفید کتاب کے لکھنے پر مبارکباد دیتے ہیں امید ہے کہ ان کی آئندہ تصانیف قلم و قریب سے جاری رہیں اور زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ آخر میں ہم یہ ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حقائق الاسلام فی نفسہ قابل قدر اور لائق ترقی ہے لیکن اس میں کوئی ایسی جہت بالمشافہت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جو اسی قسم کی دوسری تصانیف کے ساتھ متوازن و حقائق الاسلام کی ضخامت ۷۷۷ صفحے لکھا گئی چھپائی اور کاغذ اوسط درجہ کا۔ قطع ۱۵×۲۲ ہے۔ گزرتہ دو روپے کسی قدر زیادہ ہے مصنف جیسا کہ پتہ سے مل سکتی ہے۔

### سفرنامہ حریم الشریفین بالقصویہ

یہ اگر افسر سفرنامہ جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اور جس کے مطالعہ نے ہمیں بیدار بنایا ہے اس کی نسبت ہم بلا تردد و تامل یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر مغرب کا کوئی تجربہ کار محقق اسے لکھتا تو وہ بھی خان بہادری عبد الرحیم صاحب نقشبندی۔ اسٹراٹسٹک پرنٹنگ سروس آف انڈیا سے زیادہ اسے مجموعی طور پر مفید و دلچسپ نہ بنا سکتا۔ یہ سفرنامہ ہی قطع کے پورے ۷۰۰ صفحات پر تمام ہوا ہے اور اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک تہہ شروع کر کے پھر ختم کیے بغیر اسے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ حاجی صاحب مدد نے اپنے ہر کوشش کی پوری سرگزشت کو اس قدر تفصیل و قلب بند کیا ہے کہ ایک کسی سفرنامہ ایسی دلچسپی کا کارخانہ تفصیل ہادی نظر سے نہیں گزری۔ سفرنامہ کے ہر ایک صفحہ میں حاجی صاحب کی دینداری اور خلوص کی جھلک ایسی صاف نظر آتی ہے کہ پڑھنے والے کے دل پر محال ٹر ٹر تپنے والے بعض اوقات وہ زیارت حریم شریفین کو شوق میں بے چین بن جاتا ہے۔ حاجی صاحب نے حتی الامکان اس کا بھی اہتمام کیا ہے کہ ان کے سفرنامہ میں جو واقعات لکھے جائیں وہ ان کے ذاتی تجربات و مشاہدات پر مبنی ہوں۔ اس کو مقابلہ اور سفرناموں کے یہ طریقہ کار قابل اعتماد ہے۔ استنباط نتائج اور قیاسات قائم کرنے میں حاجی صاحب نے حسن ظن یا سو ظن کو دخل نہیں دیا اور بلا کسی زور و عاتق کو بات ان کی کجھ میں آئی اسے ان کے مقدس کی بہتری اور مسلمانوں کے نفع کے لیے ظاہر کر دیا ہے۔ تاریخ و واقعات جزئیات کی حالت کو حسب ضرورت ذکر کر دینے سے سفرنامہ کی معنوی دلچسپی اور جی بڑھ گئی ہے۔ اس سفرنامہ کا نام اگرچہ "سفرنامہ حریم الشریفین" ہے لیکن اس کے تیسرے حصہ میں شام، بیت المقدس اور مصر کی سیاحت کو دلچسپ حالات بھی درج ہیں اس لیے

تمام اہل تہذیب و تمدن اسلام کے متعلق مفصل معلومات اس کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس سفرنامہ کی چمکشش خوبیوں میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے ساتھ آئینہ فوٹو کی تصویریں بھی شامل ہیں جو اعلیٰ درجہ کے آرٹسٹ پیرس پر چھپی ہوئی ہیں ان میں بعض تصویریں بالکل نئی اور نہایت موثر ہیں، الغرض ہر اعتبار سے یہ سفرنامہ نہایت قابل قدر و دلچسپ کا رآمد و خوشنامہ ہے۔ ہمارے خیال میں ہر پڑھنے والے اور ذہنی مسلمان کو اس کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیے۔ جو لوگ حریم شریفین کی زیارت کا قصد رکھتے ہیں ان کے لیے تو اس سفرنامہ کا ہر وقت مطالعہ میں رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کی رہنمائی سے آیت کو بڑی مدد ملے گی۔ لکھا گئی چھپائی اور کاغذ وغیرہ نہایت پاکیزہ ہے۔ قیمت تین روپے ہے۔ گئے حاجی محمد علی الذہبی صاحب تاجر بنگلہ دہلی

### ابن مسلم

ابن مسلم کے روئے بھیکے مذاق کی وجہ سے ہمارے پاس اردو کے جدید ناول، یو یو کھیلے بہت کم آتے ہیں اور ہمیں اردو لٹریچر کے اس شعبہ کی ترقیات و واقعات ہونیکا موقع کم ملتا ہے اس لیے کسی تفصیلات ناول کے متعلق ہوں گے بے لاگ اور نصف ناول سے زنی پر بھی یہ اعتدال نہیں ہو سکتا کہ ہماری رائے ناول زیر نظر سے زیادہ قابلیت کو سمجھو گے کسی ناول کو مصنف کی جائز دلچسپی اور وابستگی کا باعث نہ ہوگی۔ لہذا اپنے مولوی سلطان حسین صاحب جو ش کے ناول ابن مسلم کی نسبت جو خیالات ذہن میں ظاہر کیے ہیں ان میں جرح و حد اضافی خوبیوں کا ہے وہ اگرچہ ہماری محدود واقفیت اور علم و یقین کی روشنی سے بالکل صحیح ہے مگر ممکن ہے کہ وسیع تر نظروں کو اس میں کچھ زیادتی یا کمی معلوم ہو ایسی صورت میں ہمیں امید ہے کہ مذکورہ بالا معذرت ہماری بریت کے لیے کافی ہوگی۔

ناول کا لفظ بعض دیندار اور شستین کانوں کو اس قدر کریم معلوم ہوتا ہے کہ ہر ابن مسلم کے لیے اس کا استعمال پسند نہ کرتے مگر اس خیال سے مجبوراً اسے استعمال کرنا پڑا ہے کہ ابن مسلم ناول ہے اور جب ناول ایسے بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ ابن مسلم ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ناولوں کی خلاف اس عام دلچسپی کو رفع کرنے کی کوشش کریں جو بعض مقبول میں موجود ہے۔ واقعی ہر ایک جرحی سے اردو میں اکثر ناول ایسے ہی لکھے گئے ہیں جن کے اثر و جوش کو بچا اور بچا تو مینا کا کھانڈ سے نہایت ضروری ہے۔ لیکن ابن مسلم بالکل ان کے برعکس ہونے کی وجہ سے قابل ہے کہ ناول میں کائنات نہ لکھنے والوں سے بھی اس کے مطالعہ کی سفارش کی جائے حقیقت امر یہ ہے کہ ہماری نظر سے ابن مسلم کی ناول ایسا نہیں گزرا جو ابن مسلم کی طرح اپنے مختلف المون اثر انداز ہوں تو ہمارے دل و دماغ کو اس قدر متاثر و محظوظ کرتا۔ زبان کی لطافت و لطافت طرز بیان و استدلال کی خوش اسلوبی، خیالات کی بلند پروازی و پاکیزگی، واقعات و مکالمات نگاری میں جذبات انسانی اور گونا گونہ ظہور کی پابندی حسن قدرت کے مناظر کی دلآویز نگاہ مسلسل قصہ کی غیر معمولی اور صبر آزمائی و دلچسپی، فلسفیانہ حقائق اور مسائل سیاست کی پچھل آؤ مناسب وقت و موقع علمی اور اصلاحی اشارات کا درمیانہ نظریہ۔ انقلابات آیام کی سب آؤ و عورت انگیزی۔ اور سب سے بڑھ کر ناول کے سچے مسلمان ہر دور اور اسکی پاکیزہ و شریف انفس مجبور ہو کہ غیور کی طرح کی دلربائی۔ اس قسم کی بہت سی کثرتوں کا ایک ہی وقت میں کسکھیم مذاق اور نکتہ بر طبعیت کی توجہ واحد کو اپنا اپنی طرف کھینچنا ابن مسلم

تقریب ہی کرنی پڑتی ہے، اگرچہ حضرت ناظر نے بعض صحیح حقیقتوں کے اظہار کیلئے اصول اصلاح کے خلاف پرانیہ بیان بھی تلخ اختیار کیا ہے۔ لیکن اگر اوقات تلخی زبان گوش و نظر کو خوشگوار معلوم ہوتی ہے، اس لئے ایسے مضامین کا کتابی صورت میں شائع ہونا کم از کم اس لحاظ سے تو ضرور مفید سمجھا جائے گا کہ اسکی اشاعت سے اردو کے سرائے ادب میں ایک قیمتی اضافہ ہوا ہے۔ ملفوظات ناظر ص ۲۲۱ کی قطع پر اوسط درجہ کی لکھائی چھپائی اور کاغذ کے ساتھ شایع ہونی ہے قیمت چھ آنے ہے، اردو شروفلک کا ذوق رکھنے والے اس نجیب مجموعہ کے مطالعہ کو یقیناً مسرور و مہلے ملے گا۔ مثنیٰ محمد صادق حسین صاحب زیری بنیجر صادق بنو جیسی خیر خیر میرٹھ ہے۔

### ذکر الجیب ذکوحیل

مقتضیات زمانہ نے مروجہ رسائل میلاد کے قابل ترمیم و اصلاح ہونیکا احساس بھی بعض ضرورت شناس طبیعتوں میں پیدا کیا ہے اور یہی خوانان قوم دلت محافل میلاد شریعت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اثر خیر و خیر تر نتائج حاصل کرنے کے ارادہ مند ہیں۔ غالباً اسی مقصد کی تحریک سے جناب لوسی جیبب الرحمن صاحب شروفلک نے ضلع علی گڑھ نے ذکر الجیب اور ذکوحیل نامی دو رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ جو اگرچہ قابل مولف کی علمی شخصیت کے شایان شان نہیں ہیں تاہم جہد رسائل فی زمانہ مجالس میلاد شریف میں عموماً پڑھے جاتے ہیں ان کو بہت بہتر ہیں، ان رسالوں میں سادہ زبان اور دلچسپی بیان کے علاوہ ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مؤثر انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے اور سیرۂ مطہرہ نبوی کریم کے ان پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا ہے جو متوسط قابلیت کے مسلمانوں کے دل و انیس میں محبت و عظمت جیبب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو راسخ کرنے میں نہایت مفید ثابت ہو گا، ان رسالوں پر قیمت درج نہیں ہو غالباً مولف صاحب کی خدمت میں درخواست کرنے سے مفت مل سکے ہیں۔

### مجموعہ خطبہ خاندان عزمیہ

ہندوستان کی سادہ میں گونا گوار عزمیہ کے خطبے عربی میں پڑھے جاتے ہیں لاکھ رسالوں میں ۹۹ فیصد عربی زبان کو ناواقف ہونے میں جو ان عربی خطبوں سر کوئی نفع نہیں، مثنیٰ محمد صاحب محمد علی الدین صاحب تاجر کتب بنگلور کی یہ کوشش قدر دانی کی قابل ذکر ہے۔ علماء اسلام کے عربی خطبوں کے اردو ترجمے شایع کر رہے ہیں انچانچہ اس سلسلہ میں ایک جلد یہ مجموعہ خلیفہ چوتھی عالمی میں ہیں بغرض ریویو عنایت فرمایا ہے اس مجموعہ میں زیادہ تر خاندان حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے تصنیف کردہ خطبے درج کیے گئے ہیں، چند خطبے مولوی قاضی محمد سلیمان جیسا سنہ ۱۲۰۳ ھ میں شایع ہوئے، ان خطبوں کا ترجمہ مولوی قاضی صاحب تاجر کتب بنگلور نے سلسلہ اردو میں نظم کیا ہے ترجمہ بہت اچھا اور قابل داد ہے اور اس میں ایک جلد یہ مجموعہ عربی خطبوں کا ترجمہ کوئٹہ پڑھ گیا تو دنیا و مافیہا میں اس کو بہت ستارہ ملے گا۔ عربی خطبے جو اس میں درج ہیں ان سب پر عوام نے بڑی دلچسپی ان کے کاغذ نہایت عمدہ ہے اور لکھائی چھپائی بھی بڑی نہیں۔ مجموعہ کی صفحات ۱۰۹۲۵۰ قطعیں ہیں قیمت ۱۰ روپے کم ہے۔ ملے گا۔ کے حاجی محمد علی الدین صاحب تاجر کتب بنگلور

ایک ایسی خصوصیت ہے کہ اس کے لئے محاسن خطی ہری و باطنی کو چہرہ راہم تن وقت ہو جانا پڑتا ہے۔ اور پھر بھی بعض اوقات ایک ایک صفحہ کو دو دو تین تین صفحہ پر لکھ دینا نہیں پڑتا۔ اس دلکش اول کا میر عبد الرحمن بن مسلم ایک سچا اور پاک مسلمان ہے جو محنت ترین مواقع دلی اور میوانی جذبات کے محرک اثرات کے جوہر پر غیر معمولی ذہنی تازگی جرات سے ثابت قدم و پاکیزہ ہے اور اپنے پاک مذہب کی نشر و ترویج کے لئے زینبیاں محبت اور کشش ہائے حسن کی ذرہ برابر پروا نہ کرنے میں دینا کے سلسلے اسلام کے روحانی اثر اور اخلاقی حکومت کا ایک ایسا برگزیدہ عملی نمونہ پیش کر رہا ہے جسے دیکھ کر نرون اولی کی دریاہوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے چڑھتا ہے اور مدح و جزا اسلام کا اصلی راز کھلنے لگتا ہے۔ میر عبد الرحمن کی شریعت بعض مجموعہ بھی باوجود دست و پا پرست ہونے کے پاکبازی و پربہیزگاری میں عبد الرحمن سے کم نہیں ہے اور دونوں فکر پاک انسانیت کی ایک ایسی دلداز شمع روشن کرنے ہیں جس کی روشنی غورنگ (عبد الرحمن کا رقیب) جیسے چھوٹے دعوے داران محبت کی حیثیت کو ظاہر کر کے انھیں انجام کار رسوا اور حجاب کرتی ہے۔

کاش ہمارے وہ بوجان جو ہر وقت حسن و عشق کے نشہ میں مست اور جیوانی جذبات کے ترکیبے میں مصروف رہتے ہیں ان مسلم سنگا کر پڑ ہیں اور بطور خود سکا نیکو اولی کی کچھ اور پاک فحبت میں زیادہ لذت پڑ جائے اور پاک محبت میں امید ہے کہ ناظرین اسوہ حسنہ اس خیر و نجیب ناول کو خرید کر اس کا قابل منتفع کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ ابن مسلم کی لکھائی چھپائی اور اشاعت کاغذ عمدہ ہے۔ صفحات ۲۰۰۰ قیمت صرف پچھتر روپے مولوی سلطان میر صاحب بوش نائب کشمیلدار پڑھائی : اردو سے مطلب کیے۔

### ملفوظات ناظر

یہ بابوے (۹۲) صفحے کا دلچسپ رسالہ میہ اخبار کے مشہور میادون خصوصی حضرت ناظر کے مسات امیر ظریفانہ مضامین شروفلک کا مجموعہ ہے جو حاضر پر پرائیویٹ کی تقریر طبع کے لئے شائع کیا گیا ہے جن میں کسی وجہ سے جہاد و مرحوم کے ملفوظات حاجی بندوق سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت نہیں ہے اصولاً ہم اس قسم کے مضامین کی اشاعت کو جس سے مسلمانوں میں باہمی رقابتوں اور پرگمانوں کے بڑھنے کا اندیشہ ہو، قوم و ملت کے حق میں مفید نہیں سمجھتے اور احرار مستبدین کو باہم دست و گریبان لکھ کر ہمیں تکلیف پہنچتی ہے تاہم حضرت ناظر کو سنجیدہ خیالات اور پُر لطف ادبیت کی داد دینا بھی ہمارے روش کے خلاف ہے خصوصاً جب کہ ہمیں حضرت ناظر کی نیک نیتی اور قومی ہمدردی کا یقین ہے۔ حضرت ناظر کو بھی موجودہ قلم کشان اردو میں اپنی جودت طبع اور پُر لطف تحریات کی وجہ سے نام کی تیار حاصل ہے، یہ خبر کی محسوسیت اور ہمدرد و زمردار کی دراز دستی کو متاثر ہو کر آپ نے جو مضامین تحریر فرمائے ہیں وہ باوجودیکہ شروع سے آخر تک ناظرانہ رنگ اور رقیانہ جذبہ میں دوپے ہوئے ہیں لیکن آپ کے ذوق قلم اور لطف نچیل نے ان میں ایسی کشش و دلچسپی پیدا کر دی ہے کہ مخالفین کو بھی خواہ مخواہ

# توضیح

این مبحث در بیان کلیات و اصول است  
که باید در هر یک از اینها توجه داشت

نات مستند و غیر مستند  
نویسان مستند و غیر مستند  
شماره اول و دوم

فراغش و الیه  
مذکر و مؤنث  
نویسنده و ناشر  
موضوع و موضوعات  
محل و مکان  
زمان و تاریخ  
نوع و جنس  
حالت و وضعیت  
محل و مکان  
زمان و تاریخ  
نوع و جنس  
حالت و وضعیت

این مبحث در بیان کلیات و اصول است  
که باید در هر یک از اینها توجه داشت

نات مستند و غیر مستند  
نویسان مستند و غیر مستند  
شماره اول و دوم

فراغش و الیه  
مذکر و مؤنث  
نویسنده و ناشر  
موضوع و موضوعات  
محل و مکان  
زمان و تاریخ  
نوع و جنس  
حالت و وضعیت  
محل و مکان  
زمان و تاریخ  
نوع و جنس  
حالت و وضعیت



۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

[illegible]

~~SECRET~~

# تذکرہ



سالِ چودھویں ہجری  
 ۱۲۶۰ قمری  
 ۱۸۷۴ میلادی  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم کا آئینہ  
 حسنِ ہیرت، معاشرت کا روحانی حلیہ، اخلاقی و  
 تمدنی اور معنوی حلقہ، مسلمان مردوں کا سرچرچہ تھا  
 یہ مسلم بچوں کا امانیق، مفید، اصلاحی مضامین کا دیکش محبوبہ  
 ہر شے صبیح کی پہلی تاریخ، خوش ہرگز، خوش شایع ہوتا ہے

حالتِ متعدی کہ راہِ صفا + قبولِ رفتِ چر دوئے  
 عارفِ ہستی کے رو گزید + کہ ہرگز بمنزلِ خواہ رسید

افرادِ شریفہ و شریفین، حضراتِ عالی مرتبت و عظام  
 و اعیان، حضراتِ کرام و کرامات، حضراتِ شریفین و شریفین





## ضروری اطلاع

رسالہ راز و نیاز میں کاپی ہارچہ درویش خبتری کی شکل میں شائع ہوگا اور داویش خبتری کو اسی رسالہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا جس پر رسالہ راز و نیاز کی ششماہی یا سالانہ خریداری منظور فرمائی گئی ہے اور انہیں درویش خبتری کی علحدہ قیمت ادا کر لی نہیں جائے گی۔ ہر سال رسالہ راز و نیاز کے گیارہ پچھار ہارچہ کی صورت میں شائع ہوا کریں گے اور سال کا آخری ایسی بار ہاں پرچہ درویش خبتری کی شکل میں۔ راز و نیاز کی سالانہ قیمت پندرہ ششماہی ۱۳۰۰ روپے ماہی کے ساتھ اس لئے صرف سات آنے خرچ کر کے آپ درویش خبتری کی شکل میں اور راز و نیاز کو درویش خبتری کی قیمت کر سکتے ہیں۔

الحمد للہ کہ درویش خبتری کی شکل میں شائع ہونے والی کتاب کی زیارت کیلئے ہزاروں مسلمانوں کی نظرین جمیع میں مرتب ہو کر پریس میں چلی گئی اور امید ہے کہ اخیر ستمبر ۱۹۱۶ء تک شائع ہو جائیگی جن حضرات سال حال کی خبتری ملاحظہ فرمائی ہو وہ آئندہ سال آئندہ کی خبتری دیکھ کر اور زیادہ منظور ہوں گے۔ درویش خبتری ۱۹۱۶ء کی حسب ذیل خصوصیتیں اس قابل ہیں کہ یہ بیش بہا خبتری ہر پڑھے لکھے مسلمان کے گھر میں موجود ہو :-

ایک ہزار سے زائد بزرگان دین کے وصال کی تاریخیں ۱۹۱۶ء کے لئے پچگانہ نماز اور سحر و افطار کے صحیح اور معتبر اوقات۔ ہر اسلامی مہینہ کے لئے نہایت ضروری اور واجب عمل ہر ایسی سلوک و تصوف کے اسرار و حقائق نہایت ضروری و کارآمد شرعی مسائل۔ اولیاء اللہ کے متبرک احوال و ملفوظات خاصان خدا کی دلسوز حکایات۔ عبرت انگیز تاریخی واقعات۔ دلچسپ۔ البیلہ اور دلکش مضامین۔ دنیاوی امور کے متعلق دلچسپ و کارآمد معلومات مشہور اطباء کے تجربہ نئے۔ موجودہ علماء و مشائخ کی فہرست۔ مذہبی اور اصلاحی نظافت۔ نعتیہ شعار متبرک مقامات کے نقشے۔ "الغرض اسی قسم کی اور بہت سی تحریری دلچسپیاں ہیں جن کو ہر ایک مسلمان کی روح کو فرحت اور انہیں دین و دنیا کے کاموں میں بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستان بھر میں درویش خبتری ہی کو یہ فخر حاصل ہو کہ وہ مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کی سرپرستی میں شائع ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے کئی مضمون خود خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ اس لئے ناظرین کا فرض ہے کہ وہ سالانہ کی درویش خبتری کے لئے جہاں تک جلد ممکن ہو خریداری کی دیکھا جائے۔ پچیس سال گزشتہ کی طرح انہیں مایوس نہ ہونا پڑے۔ درویش خبتری کی قیمت علاوہ محصول صرف سات روپے۔ ہر سالہ راز و نیاز میرٹھ کے خریداروں سے اس خبتری کی علحدہ قیمت نہیں لی جائیگی بلکہ اس کے سالانہ یا ششماہی یا سہ ماہی چندہ میں محبوب ہو جائے گی اس لئے جو حضرات خبتری کے ساتھ رسالہ راز و نیاز میرٹھ بھی خریدنا چاہیں وہ سالانہ قیمت پندرہ ششماہی قیمت ۱۳۰۰ روپے ماہی یا قیمت مار ذریعہ مئی آرڈر بھیجیں یا ہمیں دی۔ پی کرنے کی اجازت دیں جو صاحب محض خبتری خریدنا چاہیں وہ سات روپے تین آنے کے ٹکٹ بھیجیں۔ ایک خبتری دی۔ پی نہیں کی جائے گی۔

## تاجروں سے رعایت

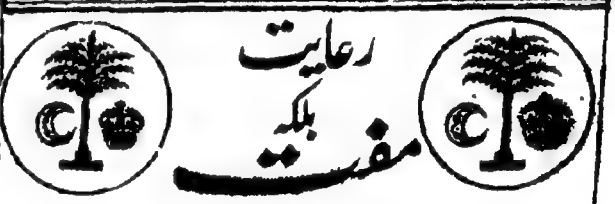
درویش خبتری کی قیمت میں تاجروں کے لئے خاص رعایت کی جائیگی۔ تاجرانہ قیمتیں خط و کتابت سے مل سکتی ہیں

المش  
مینجر رسالہ راز و نیاز و درویش خبتری میرٹھ

# اخبار مدنیہ بجنور

مدنیہ اپنے نام کی محبوبیت اور عثمانی کی خدمت کے باعث اسلامی طبقہ میں چھوڑ چھوڑ کر چھوڑا جاتا ہے۔ مدنیہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کو تازہ کرنا ایک مدنیہ اور ادبی لطیف معنائیں تاریخ اسلام کے خصوصی واقعات، اخبار و رسائل کو دلچسپ اعتبار سے لکھنا اور یہ منظومات، دنیا بھر کی خبروں اور تاریخات کو شائستگی سے لکھنا ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ مدنیہ کے ملکی قومی و مذہبی مقالات قابل دیدہ جاتے ہیں۔ مدنیہ عام ملت و غیر خواہ حکومت ہے۔ مدنیہ کی تحریر خوشنما و روشن اور چھپائی عمدہ ہوتی ہے۔ مدنیہ کی سالانہ قیمت پانچ لکھ، اور ششماہی دو روپیہ ہے۔ مصنفانہ اگر مقرر ہو مدنیہ کا نمونہ ایک آن کا ٹکٹ بھیج کر ذیل کے پتے سے طلب فرمائیے۔

مجید حسن متین مالک اخبار مدنیہ بجنور



کتب موجودہ دفتر انشٹیٹیٹ پریس و گزٹ علی گڑھ جو ذخیرہ کو ختم کرنے کے لیے حیرت انگیز رعایتی قیمتوں پر پبلک کی نذر کی جا رہی ہیں۔ محصل ڈاک ہر کتاب کا معاف یکمشت خریداروں اور تاجروں کے لیے رعایت بالائے رعایت یہ ہے کہ کم از کم سو روپے کی قیمت کی کتابوں کے آرڈر علاوہ جملہ مصارف کی معافی کے ۲۵ فیصد کی کیشن بھی ملے گا۔ مفصل فہرست (جو بالکل بلا قیمت و اخراجات کی جاتی ہے) اس کا مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عمدہ اور دلچسپ کتابوں کا ایسا نادر اور ارازاں مجموعہ کسی اور جگہ دستیاب نہیں ہو سکتا۔ فرمائیں اور خط و کتابت کیلئے پتہ: مینجر صاحب انشٹیٹیٹ پریس علی گڑھ

# مکافات متسل

گزشتہ اڑھدہ ماہ سے زچہ از مکافات علی غافل شو۔ حضرت علامہ جلال الدین دہلوی صاحب کوشنوی شریعت کے اس شعر کی مستقل شرح بروئے اوقات لکھی ہو تو مکافات علی طلب فرمائیے۔ قابل دید چیز ہے قیمت ۹ روپے۔ نمبر ۱۲۔ سید ظفر حسن خلوی ناظم دائرۃ الادب دہلی

# شرح دیوان فارسی

یہ مختصر سوانح زبان اردو موسوم بہ لسان الغیب از میر ولی اللہ ہے۔ ایل۔ ایل۔ ایل۔ دیکل ایٹ آباد انہی جامع شرح آپ نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ مولانا رنگ بھی اس میں موجود ہیں اور ادبی پہلو بھی ملحوظ۔ کثیر التعداد اور فارسی و عربی اشعار سے معالی اور بھی واضح ہو گئے ہیں۔ صاحب آیات قرآنی و احادیث نبوی مستند رہے ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ ہر دو جلد۔ ضخامت آٹھ صفحات ۲۶x۳۰ قیمت صرف لکھ روپے۔ باقی دو جلدیں بھی جلد شائع ہو جائیں گی۔

مصنف کے پتے سے طلب فرمائیے

# شاعرانہ انجام

یہ نثر نگار تیار و فحور کی کے زور قلم کا جلد ہے۔ لہذا فارسی و اردو کے آج تک کوئی کتاب ایسی دلچسپ و آوازے ترکیب لطافت خیال و نہایت خدمات و اسلوب بیان اپنی اندر نہیں رکھ سکتی۔ نفس طلبند نثر بھی لاجواب ہو جس کی یہ معلوم ہو تا کہ جدید تہذیب تعلیم اسلامی خواتین کو کہہ رہا ہے کہ کاغذ ۸ پونڈ الا قیمت ۸ روپے۔ سید ظفر حسن خلوی دائرۃ الادب دہلی

# مفت مفت مفت مشیر صحیح

۱۸۸۷ء میں اصول نظامان صحت کو مد نظر رکھ کر تمام اہل کونڈ و مغزات بحث کی گئی ہے اور سبب شریعت کو مفید اور بقا دہن نظر سے جوتہ و شائستہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے اور غیر مذہب کو کوئی اعتراض کے مطالعہ سے وقت ضائع نہ کرے گا۔ ہر قسم کے مسائل پر سبب صحیح ہوتا ہے۔ ہر عمل پر لکھ کر صحت و عافیت کا پتہ آتا ہے۔

صورت ایک درم ۴ روپے لکھ کر اس رسالہ کو جو بھی چاہے وہ بھی ہم سے مفت طلب فرمائیے۔ اپنا نام اور پتہ صاف اور قریب تحریر کیجیے۔

میں نے کہتے ہیں  
مینجر ہمدرد ملک تبین گنج بان

# روضۃ الریاض فی حرمستان الخشیں

## منکحات بول

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی بستان الحدیث میں زبان فارسی کی کتب حدیث اور ان کے مصنفین و حالات کے لیے نہایت مفید کتاب ہے شاہ صاحب نے خصوصاً اس کو تصنیف فرمایا ہے کہ یہ ایسی تصانیف میں کسی حدیث کو جب کسی کتاب سے نقل کرتے ہیں اور دیکھنے والا کو کتاب کا پتہ نہ ہونے کی وجہ سے وقت بیکار ہو رہا ہو رفع ہو جائے چنانچہ خود کتاب کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ ترجمہ یہ ہے چونکہ اکثر رسائل اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں کی حدیثیں نقل کیجاتی ہیں جن پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے سننے والوں کو حیرانی پڑتی ہے اس وجہ سے ہر کتاب کے ابتدائی کتابوں کا ذکر ہے کہ متبعان ان کے مصنفین کا ذکر کیا جائیگا کیونکہ مصنف سے اس کی تصنیف کی قیامت معلوم ہوتی ہے نیز ہمارے مقصد صرف متون کا ذکر ہے کہ بعض شرح کا بھی اس وجہ سے ذکر کیا جائیگا کہ کثرت شہرت اور کثرت نقل اور زیادتی اعتماد کی وجہ سے اگر ان کو متون کا حکم دیا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔

فی الواقع یہ کتاب کتب حدیث کی متون و شرح اور ان کے مصنفین کی نہایت جامع اور کافی تاریخ ہے خصوصاً اس زبان کیلئے یہ مفید ہوگی لیکن فارسی و بان ہونے کی وجہ سے ہمارے شائقین اس کی قیامت سے متنبہ ہو سکتے تھے بلکہ آیت کی وجہ سے پیدا ہو چکی تھی کہ آج تک بن مطالع میں طبع ہوئی تھی ان کو بالکل مسخ کر چکے تھے اور بن مطالع کے صحیحین متطہرین تھے وہ خود ہی اس کے سمجھنے سے قاصر تھے ترجمہ اور زبان میں کرنا تو بہت دشوار تھا اس وقت میں اس کی کتاب کے فوائد و محروم رہنا حقیقت میں ہماری نہایت قسرتی تھی بنابرین خاکسار نے ادیکے بدل مولانا حبیب الرحمن صاحب مالک مطبع قادی و دیگر ہند دارالعلوم کو اس ترجمہ کی خواہش ظاہر کی مولانا دارالعلوم کے لائق ہیں کہ اس کو اول اصل کی تصحیح پھر ترجمہ کا کام سپرد کیا اور جب قدر ترجمہ ہوا اس کو خود بھی ملاحظہ فرمایا بستان الحدیث میں جیسی اصل ملتی تھی اس کا فائدہ بند ہو چکا تھا اگر اس تصحیح اور ترجمہ نے اصل اسلام کو فوائد پہل اسلام کو موقع دلا دیا کہ وہ کتب حدیث اور ان کے مصنفین کی تاریخ بہ آسانی اپنی زبان میں دیکھ سکیں جیسی یہ کتاب باعتبار مضمون اور ترجمہ کا انیس تہی ہوئی ہی بندہ نے مطبع قادی میں طبع کر کے اس کی ظاہری صورت بھی نہایت خوشنما کر دی۔ نہایت انیس ایوری فٹس لڑائی چکنے ۳۲ پونڈ والا غنہ پر طبع کرایا جو ایسی نفاس اور عمدگی کے قیمت بہت کم رکھی ہو۔

یعنی فی جلد (۷۰) ایک روپیہ۔

## جامع الخطب

بمجموعہ خطب ائمہ خاندان نبویہ  
جس میں ایک سو چوبیس خطب جمع ہوئے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطب ہیں۔  
اور بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قادی حجاب اور مواعد اولیاء و خلفاء  
راشدین عمر بن عبدالعزیز حضرت شیخ عبدالقادر  
رحی اللہ عنہ جیلانی رحمہ اللہ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ حضرت  
ابوالمہدی سمرقندی وغیرہم کے خطب جمع ہیں۔  
مترجمہ منظومہ خطاب ابوالفروغ مولانا شیخ عاشق حسین  
سیاح صاحب صدیقی اوارائی اکبر آبادی طبع اللہ علیہ  
مطبع مفیہ عالم گاہ میں طبع ہو۔ انشاء اللہ عنقریب  
یہ نادر مجموعہ خطب طبع ہوگا۔

قیمت فی جلد صرف (۸) قیمت مجلد ۱۰  
گیرا ۱۰/۲ (۱۱) ایک جلد ضرور منگا گئے

میلنے کا پتہ کے حاجی محمد محی الدین سوداگر تاجر کتب نمبر ۳۹۹ موچی بازار لشکر نگر لاہور

# سفرنامہ حرمین شریفین باقیہ

## کنیت مغز رسالہ اسوہ حسنہ کی رائے

یہ گزارشہ سفرنامہ جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اور جس کے مطالعہ نے ہمیں بے حد مسرت و دلچسپی دی ہے اس کی نسبت ہم بلا تردد و تاویل کہہ سکتے ہیں کہ اگر مغرب کا کوئی تحریر کار محقق اسے لکھتا تو وہ بھی خانہ بہادر حاجی عبدالرحیم صاحب نقشبندی اکبر اسپینٹ پرنٹرز سرورے آف انڈیا سے زیادہ اسے مجموعی طور پر مفید و دلچسپ نہ بنا سکتا۔ یہ سفرنامہ تصنیف کے پورے (۲۰۰) صفحوں پر تمام ہوا ہے اور اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک مرتبہ شروع کر کے پھر ختم کیے بغیر اسے چھوڑنے کو ہی نہیں جاتا۔ حاجی صاحب مدوح نے اپنے متبرک سفر کی پوری سرگزشت کو اس قدر تفصیل سے قلمبند کیا ہے کہ اب تک کسی سفرنامے میں ایسی دلچسپ و کارآمد تفصیل ہماری نظر سے نہیں گزری۔ سفرنامہ کے ہر ایک عنوان میں حاجی صاحب کی ادین داری اور خلوص کی جھلک ایسی صاف نظر آتی ہے کہ پڑھنے والے کے دل پر خاص اثر پڑتا ہے اور بعض اوقات وہ زیارت حرمین شریفین کے شوق میں بے چین ہو جاتا ہے۔

حاجی صاحب نے حتی الامکان اسکا بھی اہتمام کیا ہے کہ ان کے سفرنامے میں جو واقعات لکھے جائیں وہ ان کے ذاتی تجربات و مشاہدات پر مبنی ہوں اس لیے مقابلہ اور سفرناموں کے یہ سفرنامہ زیادہ قابل اعتماد ہے۔ استنباط و تفسیر اور قیاسات کا یہ کام کہ میں حاجی صاحب حسن ظن یا سواد ظن کو غفل نہیں دیا اور بلا کسی رد و رعایت کے جو بات ان کی کچھ میں آئی ہے ان کی مقدس کی بہتری اور مسلمانوں کے نفع کے لیے ظاہر کر دیا ہے۔ تاریخی واقعات اور عجائبات حالات کو حسب ضرورت ذکر کر دینے سے سفرنامے کی معنوی دلچسپی اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس سفرنامے کا نام اگرچہ سفرنامۃ الحرمین الشریفین ہے لیکن اس کے تیسرے حصہ میں شام، بیت المقدس اور مصر کی سیاحت کے دلچسپ حالات بھی درج ہیں اس لیے تمام ائمہ مقدسہ اسلام کے متعلق مفصل معلومات اور کلام اللہ پر حاصل ہو سکتی ہے۔ اس سفرنامہ کی پرکشش خوبیوں میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے ساتھ ۱۹ فوٹو کی تصویریں بھی شامل ہیں جو اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر چھپی ہوئی ہیں ان میں سے بعض تصویریں بالکل نئی اور نہایت مؤثر ہیں۔ العرض ہر اعتبار سے یہ سفرنامہ نہایت قابل قدر و دلچسپ کارآمد اور خوشنما ہے۔ ہمارے خیال میں ہر پڑھنے والے اور ذی استعداد مسلمان کو اس کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیے جو لوگ حرمین شریفین کی زیارات کا قصد کرتے ہیں ان کے لیے تو اس کا ہر وقت مطالعہ میں رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کی رہنمائی سوانہ کو بڑی مدد ملے گی۔ لکھائی، چھپائی اور کاغذ وغیرہ نہایت پاکیزہ ہے۔ قیمت تین روپے (سترہ) ہے۔ ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیے۔

مدیر مکتبہ قادریہ کیمپ میرٹھ

# راز و نیاز

## جنوری سے جاری ہو جائے گا

اور اس کا پہلا پرچہ نہایت اہتمام اور ڈیوڑھی ضخامت کے ساتھ

دریش خبثی ۱۹۱۶ء

کی شکل میں شائع ہوگا۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ راز و نیاز اردو کے ناموجود رسائل و نثر زیادہ دلکش و دلچسپ اور کارآمد بنا کر نکالا جائے۔ ملک کے مشہور مصنفین و نگاروں نے اس کے لیے مضامین لکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ ہر رنگ اور ہر مذاق کا خوشنما گلدستہ اپنی خوشبو سے علمی دنیا کو مسحور کر دے گا۔ چونکہ اس سال میں ایک نہایت دلچسپ ناول بھی شائع ہو چکا اس لیے جو حضرات شروع سے اس سال کو نہیں خریدیں گے وہ یقیناً بعد میں کھٹ افسوس لیں گے۔ شروع سے خریدار ہو جائیں ایک بھی بچے کے لیے ہے کہ دریش خبثی سالانہ ۱۲ روپے جیسی بیش قیمت چیز انہیں قریب قریب مفت مل جائے گی۔

راز و نیاز کی سب سے بڑی قیمت صرف سات آنے (سات ششماہیت صرف تیرہ آنے (۱۳) اور سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنے (۱۸) ہے آپ فی الحال صرف تین مہینے کے لیے یہ رسالہ خرید لیجیے۔ سات آنے کے لیے ایسی بڑی رقم نہیں ہے کہ آپ نہ خرچ کر سکیں۔

المشہور پہلا پرچہ نمونہ مفت ہرگز نہیں ملیگا! تھر نیچر رسالہ راز و نیاز و دریش خبثی میٹھ

حیات بعد الموت موت آگ زندگی کا دفعہ پہلی آگولیں کے دم لیں پاکستان کی مشہور مصنفہ فلائس مرث کی کتاب کا ترجمہ عربی زبان سے اردو میں لکھ کر شائع ہونے لگا ہے ایک عجیب و غریب معلومات کا دریاء ہے ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے کہ اس میں عجیب و غریب حالات بیان کیے ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے وہ بے گنہ گاروں کی اور سزا دہانی سے ان کی بے گناہی اور معذرت کا ایک مومن کو قوت بخشنے والا ہے یہ مضمون علم و ادب کی دنیا میں



# پیشہ روزانہ کا چین



ڈاکٹر ایس کے برمن کی تجویز دوائیں گزشتہ ۳۱ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں اس لیے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں رہتی نئے اصحاب کے لیے جو اس شہدائی ادویات سے مستفید ہو گئے ہوں یقین دلائے اور آزمائش کے لیے یہ سذرہ ذیل چھ ادویات کو نمونہ کا بکس بنا جو جیسے پہلے کافی ہر ایک دوا ہے کہ آزمائش پورے طور پر ہو سکتی ہے۔ پینٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے کچن میں بند رہتی ہیں جن کے ساتھ انگوٹھ کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھرباریوں کے لیے یہ اہل ہے اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے +

## دواؤں کے نام



دوسہ کی دوا دے کیسا ہی زور میں ہو فوراً داتی ہے۔ کو لاناٹک ہر ایک کے لیے طاقت برعائینہ دوا مقوی باور کی گولیاں جیس ۲۲ میسا فائدہ عسرق کا فورہ ہیضہ و گرمی و دست کی ایک ہی دوا ہے جلاب کشی گولیاں شب کو سوتے وقت کھالینے صبح کو ٹھنڈا اجابت ہو جاتی ہے عسرق پودینہ سبز درد شکم و ریاحی درد کی دوا۔ فوٹ۔ پوری حالت کی فزیت بلا قیقت طلب کر کے دیکھئے۔ ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے +

قیمت فی بکس ایک روپیہ آٹھ آنے (۶۰) محصول اک چار آنے (۴۰)

## ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۱۰۰ تراچند و تاسٹ کلکتہ

## روزنامہ العصر

### اگر آپ ایک ایسا اخبار خریدنا چاہتے ہیں

- (۱) جو دعوت حق اور ضمت صدق کے لیے وقت ہو (۲) جو ملک کو پابندی اصول و سنہ کی برکات و مستفید ہو (۳) جو حق و علم و عمل میں کوشاں ہو (۴) جو ملک کی حقیقی تائید کی اور قوم کے دل جذبات کی صحیح ترغیبی کرتا ہو (۵) جو ملک و قوم کی ظاہری و باطنی خوشحالی اور ترقیات کے لیے جائز کوشش کرتے ہوئے عام اخباری اخراجات کی جامعیت کو نظر رکھتا ہو (۶) جو جنس لطیف کے متعلق بھی جہالت و بے باک جو اہر و بے پرس کرتا ہو (۷) جو دولت برطانیہ کا شخص اور حقیقت کش سیر ہو (۸) جو اسلام کا غلام ہو (۹) جو ہر قسم کے سوسند و اہم مضامین اور خبریں خاص اہتمام سے شائع کرتا ہو۔

روزانہ العصر خریدیے  
سالانہ قیمت ۱۰ روپے کے لیے پتے ۳ روپے کے لیے پتے  
۱۰ روپے اور ایک روپے کے لیے پتے  
(نمونہ ذیل کے پتے سے رنگا کر ملاحظہ کیجئے)

## منجسترا اخبار العصر لاہور

## باغ باغی لگانو لکھنؤ

رہنما و باغبان اس ہر قسم کی ترکاریوں میں اہل اندھنوں کی ترس کی پیداوار کیا کیے  
ملاحظہ کیے کہ یہ سب ہی متفرق باتیں سچ ہیں کہ ہر شخص باغبانی کو تمام مولوں کو مستفید  
ہو کر اس باغبان کی خوشامدی و قیمت ۲۰ روپے جلد قیمت میں محصول ۱۱ روپے۔  
سیر و سیاحت ہندوستان کے ۲۶ نامی و نامی جگہ مشہور مشہور کا حال چاہئے  
کہ یہ تمام رہنما کی کتاب کا مشہور حیات کا مفسر حال سفر کا آرام قابل دیکھنا  
اس محصول جلد کتاب (۱۲) روپے۔ انھوں نے فروخت ہو رہی ہے۔ جلدی طلب کیجئے۔  
مضمون کا طبعانی محال نہیں کہ کھانڈ اور شائیاں بنائیں اور ایک ہر قسم کے  
کھانڈ مریہ ہشتی چاہئے پھر اور ترکاریوں کو فروغ دینا۔ عبادت نہایت عام قیمت ۱۱ روپے  
پچھلے طبعی۔ ہر کتاب دلوں کو ہنسی ہو۔ ہر مردہ دلوں کو شگفتہ کر دے نگین  
اور بزمیہ کو بلوغ باغ کرتی ہے۔ قابل دیکھنا بہت عمدہ طائف کا مجموعہ۔ قیمت  
۱۲ روپے قیمت میں محصول ۱۱ روپے۔ ذیل کے پتے سے طلب فرمائیے۔

منجسترا قیصر ہند ایجنسی  
(نمبر ۱۹) سہارن پور



# ایک محرم میر کی یادگار

خواجہ حسن نظامی صاحب کا ناز و غما ہوا محترم قاضی پر ہوا جاسے گا جس کو شیعہ بھی پسند کریں گے اور سنی بھی سرائیوں پر رکھیں گے نہ عقوق میں ہی مقبول ہوگا اور نیچے بھی اس کو پڑھیں گے۔ کیونکہ وہ بہت انسان اور صاف دماغ میں اکھا گیا ہے اور اس میں کربلا کی حالات ایسی شان و کھم گئے ہیں کہ ہر واقعہ کا تصویر سامنے رکھی نظر آتی ہے۔ محترم قاضی صاحب میں ہر شہادت کربلا کی گامیانی نہیں ہاں میں آنحضرتؐ کو زمانہ کی یاد دلا کر کربلا کے زمانہ تک سچا لٹا اور تمام لڑائیوں کا بیان ہوا بیان بھی دیا کہ اول سے آخر تک پہنچا ہوا دریا معلوم ہوتا ہے۔ شہیدوں کی لڑائی میں تو کمال کر دیا ہے ایسے نفاذ و دکھاوی ہیں کہ پھر کادل بھی پاش پاش ہو جائے۔ عظیم کتاب ہے۔ چکنے کاغذ پر ایک روپیہ۔ سادہ کاغذ پر قیمت بارہ آنے۔

## منو کا پتہ۔ مدیر مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ

مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ  
مکتبہ قادریہ کیمک میرٹھ

## تہذیب النساء

یا خواجہ حسن نظامی صاحب میں ہے پہلا زمانہ منصفہ والا خیر ہے ۱۸۵۷ء سے جاری ہوا ڈیڑھ ستر رو ستر و اعرار کی محل سراؤں میں جانوروں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا مقصد اشاعت تعلیم نسوان اصلاح طریق تربیت اولاد و رستی خانہ داری و حفاظت حقوق نسواں ہے۔ جاری ذاتی رائے نہیں۔ بجز ملک کے نامور اہل الرائے حضرات کا توں ہے کہ تہذیب نسوان کے جاری ہونے سے زمانہ زندگی میں انقلاب عظیم پیدا ہو گیا ہے اس کی نامور علامت ہے جسے مغز و فکر ان کی سلیقہ مندا اور تعلیم یافتہ خواتین ہیں اس پر جو کہ شریف مرد و عاقل اپنے زمانہ خاندان میں بھیج سکتے ہیں اس کے جاری ہونے سے سیکڑوں عورتیں خیر و نیکار و مصلحت اور مصلحت میں گئیں کاغذ۔ لکھاں اور چھاپائی نہایت عمدہ۔ چند سالانہ صرف تین روپیہ چار آنہ (سے)

منیجر تہذیب النساء پور طلب کرو

# مستفان بیوں کی پرہیزی کی خان کتابیں

رسول عربی۔ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس سوانح عمری قیمت ۸  
ہفت الرسواں خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراؓ کے مفصل حالات ... ۵  
کفایت شکاری :- فضول خرچ مردوں اور عورتوں کے لیے ایک نہایت ضروری اور مفید کتاب ... ۴  
لوری نامہ :- روئے بچوں کو نہانے اور جانکوں کو نہانے والی لوریاں ۲  
چڑیا چڑے کی کہانی :- انسان کی بے مروتی کا قصہ دو چھوٹے چھوٹے پرندوں کی زبان سے۔ نہایت پُر لطف ... ۳  
جمیلہ خاتون :- پردہ نشین خاتون کو کفایت شکاری کھانے میں لا جا رہی ہے ۳  
آداب نسواں :- پسند اور نفیہ حقوق کا مجموعہ نوثر پرانے میں۔ ۵  
علم کی دیوی :- پردہ کو متعلق ایک عیسائی لیدی کی دلچسپ بحث۔ ۴  
پہیلی نامہ :- سیکڑوں نایاب اور دلچسپ پہیلیاں مع جواب کے۔ ۴  
ترتیب النساء دہلی کی شہری زبان میں ایک نثر خیز قصہ۔ ۴  
اصلاح الرسوم مسلمان کی پرانی رسوم کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے۔ ۳  
حجاب النسواں بے پردگی کے نقصانات پر ایک دلچسپ داستان ... ۳  
صبر کی دیوی سوتیلی ماں کو ایک زبان پر مظالم اور مسکرمبر کا نتیجہ ۳  
لائق ماں کا لائق بیٹا :- تعلیم یافتہ اور جاہل ماؤں کا معتبہ بلہ ... ۴  
باورچی خانہ :- مسلمانی۔ ہندوئی اور انگریزی کھانا پکانا کی سہل اور صحیح ترکیبیں۔ بہت ضروری کتاب ہے۔ ... ۴  
لاؤ لا بیٹا :- ماں باپ لڑاؤ دہریا میں اولاد کو کس طرح بچاتے ہیں ... ۳  
حوران جنت :- مغز اور قدیم عرق ایتن کے معصوم حالات ... ۴  
زمانہ خطوط :- عورتوں کو خطوط نویسی کھانے کے نایاب طریقے ... ۴  
عقیدہ بیگم :- ایک کفایت شکاری اور مستقل مزاج خاتون کی زندگی کا نمونہ قیمت فی جلد صرف تین آنے ... ۳  
فیمیل ڈائری :- روزمرہ کا خانگی حساب لکھنے کی کتاب مع نقشہ ... ۸  
مسکرس عالی :- خواجہ الطاف حسین صاحب حاکمی مرحوم کے مشہور او  
واجوب اسدس کا نیا ایڈیشن ... ۶  
عید کا تحفہ :- نہایت عمدہ نظمیں اور دلکش مضامین عید کے متعلق۔ ۲  
سولہ (۱۶) دلچسپ کہانیاں ایک تعلیم یافتہ خاتون کی قلم کی جوئی  
دلچسپ اور مزے دار کہانیاں ... ۱۲

منیجر تہذیب النساء پور طلب کرو

رسالہ احسن میرٹھ باب ۱۹۱۶ء مطابق ۲۴ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ لغائیہ ۲۴ صفر ۱۳۳۵ھ

جلد (۲) فہرست مضامین نمبر (۲۸)

اشتات

و بیاض ..... ۸۵  
مہینہ لطف اللہ مرحوم ..... ۸۵

معار القرآن

تفسیر الفاتحہ .. ترجمہ تفسیر النور ..... ۸۶  
شفاقت اور رسالت .. ماخوذ از "الاسلام" ..... ۸۸

مذاکرہ و مناظرہ

پیغمبر عرب علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب مولوی محمود علی صاحب پرنسپل  
کی نبوت اور احکام حج + زندہ حیر کا کچھ پور قتلہ ..... ۸۹  
سچہ شوق القمر پر ایک محققانہ نظر جناب مولوی نیاز محمد خان صاحب یادگار ..... ۹۴

تذکرۃ السلف

حضرت امام حسینؑ .. خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ایم۔ آء۔ اے۔ ایس ..... ۹۶  
مال کا پسلا جھینٹہ .. جناب مولوی حکیم محمد رکن الدین صاحب ڈانا ..... ۹۸

اضاحۃ الاختلاف والاعمال

ابن رسول .. علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی ..... ۱۰۰  
جو لا مصلیٰ .. ایضاً ..... ۱۰۲  
از پریشانی کوئی چیز نہیں .. جناب بیٹے باؤ صاحبہ ..... ۱۰۳  
شد رات اکھم .. جناب مولوی شیخ نور الدین صاحب ..... ۱۰۴

علاؤ الدین

پھول اور شہد کی مکھی .. جناب مولوی خواجہ غلام اسٹین صاحب ..... ۱۰۵  
جنت سے پانچواں خط .. جناب مولوی عاشق حسین صاحب سیلاب لکڑ آبادی ..... ۱۰۷  
جذبات شوق و نظم .. خان بہادر ڈپٹی سید محمد حسین صاحب شوق سہارنپوری ..... ۱۰۸  
سلام .. (ملک الکلام) جناب شیخ سید محمد یونس حسین صاحب قوی مرد پکا ..... ۱۰۸  
جذبات اکبر .. (لسان احمر) خان بہادر سید اکبر حسین صاحب الہ آبادی ..... ۱۰۸

حکمت و موعظت

گر بدولت برسی مست نگر دی مردی .. جناب مولوی عبدالکریم خان صاحب  
کسیوی ..... ۱۰۹  
سلک مروارید .. (ملک الکلام) جناب شیخ سید محمد یونس حسین صاحب قوی ..... ۱۱۰

تنقیہ و تفریط

روزنامہ مہم لکھنؤ ..... ۱۱۱  
معارف اعظم گڑھ ..... ۱۱۱  
آرٹسٹ راعیان ..... ۱۱۲  
الحکم اعظم گڑھ ..... ۱۱۲  
روح الریاضین ..... ۱۱۲  
لسان الغیب جلد دوم ..... ۱۱۲  
توزیر العیون ..... ۱۱۲

اشتہاکات

جذبات بھاشا

کافذ ولایتی ۳۰ پونڈ قیمت ۱۲/- یہ وہ لاجواب کتاب ہے جس کی مثال اب تک اردو ادب میں نہ ملتی۔ بھرپور مصحفیت نے  
سب سے زیادہ موہیتی دوست و دشمن ریز بھاشا زبان کے چیدہ چیدہ اور شہور شعرائے قدیم کے منتخب کلام کو اچھا کر کے اردو میں اس کی توضیح  
و تشریح کی ہے، بھاشا اور اردو شعری کا ہر مصرع میں وزن کیا ہے، اباب سخن اور ذوق سلیم کے واسطے غنیمت غیر مترقبہ ہے، نوآموزان سخن کے واسطے معلم ہے، سوشل سائنس دانوں کی نظر پر بھی

انتخاب و ج

کافذ ولایتی ۲۰ پونڈ قیمت پختہ سمرہ دہلی کی ایک مشہور انشا پرداز خاتون کا زوق کا نازہ مجرہ ہے اس میں ڈراما کو طرز پر لائق حستہ قرار دینے  
اطبقہ کی جانب سے مردوں کی خدمت میں پڑھو پڑھیں کیا ہے کہ شوہر کے انتخاب میں اگر اس کو بھی اظہار رائے کا حق دیا جائے جس کے واسطے وہ انتخاب  
میں لایا جا رہا ہے تو ہزاروں بیوقوف خرابیاں اور منزلیں تباہیاں اسلامی گھرانوں سے دور ہو سکتی ہیں۔ اپیل کو موثر بنانے کی واسطے جو واقعہ بطور مثال بیان کیا گیا ہے وہ قتلہ  
مندرہ ہے کہ جس طرح مظالم کن پرستم جیسے پرمجور ہو جاتی ہے۔ المشفق محمد سیف ظفر احسن علوی ناظم دائرۃ الادب دہلی





# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِإِيمَانِهِ وَلِيَدُ ذِكْرِهِ وَالْأَلْبَانِ

قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہمہ پہنچ ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ کچھ رکھنے والوں کے حالات پر اطمینان حاصل کریں

## مِفْتَاحُ الْقُرْآنِ

### تفسیر الفاخ

مجلد کے لیے دیکھو اموہ سنہ اکٹوبر ۱۹۱۶ء

### غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

ضالون یعنی بھٹکے ہوئے لوگ کئی قسم کے ہوتے ہیں :-

ایک تو وہ جنہیں دعوت رسالت و شریعت پہنچی ہی نہیں یا اس طریقہ کو پہنچی کہ انہیں اس پر غور و خوض کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو سوانح عقل و شعور کی ہدایت کے اور کسی قسم کی ہدایت نصیب نہیں ہوئی اور وہ دین کا بہنائی کے فوائد سے محروم رہے۔ پس گودہ اپنے دنیاوی معاملات میں گمراہ ہو لیکن ان امور میں ضرور گمراہ ہوں گے جن سے آخری زندگی میں دھاتی نجات و سعادت حاصل کی جاتی ہے۔ بچے دین کا خاصہ یہ کہ وہ اپنے پیروں کے اندر زندگی کی وہ روح بھونک دیتا ہے جو انہیں دنیا و آخرت دونوں جہان کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ اس لئے جو لوگ دولت دین سے محروم ہیں وہ گویا دونوں جہان کی سعادت سے محروم ہیں۔ ان کے سعادت کے کاموں میں کمی اور باتری پڑنے لگتی ہے۔ اور ان پر ایسی نصیبیں نازل ہوتی ہیں جن کا لادھی نتیجہ گمراہی و ضلالت نکلتا ہے۔ ضالون الہی اس عالم میں اسی طرح پر جاری ہے اور اس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی :-

وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلنَّاسِ عَلَى النَّاسِ مِلًّا وَاُولَئِكَ عَلَيْهِمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
اب رہا یہ سوال کہ گودہ مذکور کی آخرت میں کیا حالت ہوگی ؟ سو ظاہر ہے کہ یہ لوگ رہبر میں ہدایت یابوں کی برابر تو ہو نہیں سکتے۔ مگر ممکن ہے کہ اللہ پاک ان کی نقرشوں کو معاف کر دے کیونکہ وہ فصال لمسا عید ہے +

اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے میں یہ اور اضافہ کرتا ہوں کہ جو لوگ ہدایت دین سے محروم ہیں ان سے اپنے امور کے ترک کی ہدایت باز پرس ہونا جو دین ہی کے ذریعہ سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا۔ محرومان ہدایت دین کے غیر ملکوت ہونے کا یہی مطلب ہے اور ارشاد باری تعالیٰ :-

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ عَنْ نِعْمَتِنَا وَاسْأَلُوا اللَّهَ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

غضب سے بیان خدا تعالیٰ کا عذاب انتقام مراد ہے اور مغضوب علیہم (موردان عذاب الہی) وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین و دانستہ حق و عراض و انحراف کیا یعنی جن کو شریعت دین الہی کی تبلیغ کی گئی مگر انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی آبی روایا کی گردیدگی۔ کو رائے تقلید کی پابندی اور نامناسب خواہشات کی پیروی کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا۔ الضالون (مضطرب) کو مغضوب علیہم (مضطرب) علیہ کے ساتھ بذریعہ لاکے ملا گیا ہے۔ کیونکہ غیص میں بھی معنی نفی کا پڑ جاتا ہے۔ پس الضالون کے ساتھ لاکے آنے سے معنی نفی کی تاکید ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نوع انسان تین قسم کے گروہوں پر مشتمل ہے۔ ایک منعم علیہم (موردان النعم الہی) دوسرے مغضوب علیہم (موردان عذاب الہی)۔

تیسرے ضالون (گمراہ) اس میں شبہ نہیں کہ گمراہوں کے گروہ میں موردان عذاب الہی بھی داخل ہیں۔ اس وجہ سے کہ جب وہ حق کو پس پشت ڈال کر اوجھاؤ مستقیم سے منحرف ہو کر دوسری جانب متوجہ ہو گئے ہیں تو وہ منزل مقصود کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے اور اسی کا نام گمراہی ہے۔ لیکن پھر بھی معمولی گمراہوں میں اومان میں ہر فرق ہے کیونکہ مغضوب علیہم تو وہ ہیں جنہوں نے حق کو معلوم کر کے دین و دانستہ اس کو عراض و انحراف کیا اور گمراہوں کو عام طور پر وہ لوگ مراد لئے جاتے ہیں جن پر حق ظاہری نہیں ہوا اور جن کو مختلف راہوں میں بھٹکنے پر بھی حادہ مقصود ہوتا ہے نہ آیا۔ یعنی وہ لوگ جن کو تو رسالت پہنچی ہی نہیں یا اگر پہنچی تو اس طرح پر کہ اس کی حقیقت ان کے دلشین نہ ہو سکی۔ ضالون کا لفظ اسی گروہ پر زیادہ چسپاں ہوتا ہے۔ کیونکہ ضالون (بھٹکا ہوا) اس جہان و دوسرے جہان شخص کو کہتے ہیں جو ایسی تاریکی میں پڑا جو جس کی وجہ سے اس کو مطلوب کی طرف راستہ نہ مل سکے۔ دین کے اندر تاریکی سے مراد وہ شبہات و وسوسوں ہیں جو حق کو باطل کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور صحیح کو غلط بنا کر دکھاتے ہیں +

فان کام میں نے نہیں کیا۔ حالانکہ اس کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جوڑا  
بول رہا ہے اس کے بعد صلف لینے والا دوسرا طریقہ اختیار کرتا ہے اور ان کی  
پر یا بزرگ کی قسم دلاتا ہے جسکی دلالت کا وہ (قسم کھانے والا) معتقد ہے۔ پھر  
اس قسم دلاتے ہی اسلام رنگ بنی جو جاتا اور اس کو ہاتھ پاؤں کا پھینکتے ہیں۔  
حق بات کہہ دیتا ہے اور اپنے جھوٹے صلف اٹھانے کا ارادہ کرتا ہے۔ کیوں کہ  
مخفی اس بزرگ کے نام کی تعظیم کی وجہ سے اور اس خوف سے کہ مبارک پر کے  
نام کی جھوٹی قسم کھانے سے اس کی نعمتیں جاتی ہیں اور کوئی بلا نازل ہو جاوے  
یہ اصولی عقدا کی گراہی ہے کیونکہ وہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ نفس مذکور کا عقیدہ  
خدا تعالیٰ کے متعلق صحیح نہیں ہے اور اس کی افعال میں وحدانیت کی وجہ  
نہیں پائی جاتی جس کا خدا تعالیٰ کے متعلق صحیح اعتقاد رکھنے والوں کا افعال میں  
پایا جاتا ضروری ہے۔ جو بدعتیں دین اسلام میں پھیل رہی ہیں اور ان کی وجہ کو  
اصول عقائد کے متعلق جن گمراہیوں میں مسلمان مبتلا ہیں اگر ہم ان کو تفصیل  
کے ساتھ بیان کرنا چاہیں تو گفتگو طویل ہو جائے گی اور محض گمراہی کی سخت  
صورتوں کی تفصیل کے لئے کئی مستقل جلدیں لکھنی پڑیں گی۔ لیکن تمام صورتوں میں  
حسب بدتر اور ضرورتیں یہ ہیں کہ ان فرقوں کے مثلاً ایسے مسائل میں خود بخود  
کرتے ہیں جیسے مسئلہ قضا و قدر و اختیار و جبر اور وعدہ و وعید کی تحقیق جسکا  
نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ خدا کی مخالفت کو بندوں کو دلوں کیلئے آسان کر دیتے ہیں۔  
ہمارے دماغوں میں جو عقائد ہیں اگر ہم ان کا کتاب اللہ سے موازنہ کریں تو ہمیں  
خود معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم راہ یاب ہیں یا گمراہ۔ بشرطیکہ ہم سوا ذکر کرنے سے  
میشتر اپنے خیالات کو کتاب اللہ میں داخل نہ دیں۔ اگر ہم پہلے ہی سے اپنے خیالات  
کو قرآن میں داخل کر دیں گے تو ہم ہدایت و گمراہی میں کوئی تمیز نہ کر سکیں گے  
کیونکہ اس صورت میں موتوں اور میزوں دونوں خلط ملط ہو جائیں گے اور  
دونوں میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہے گا۔ مبارک عاید ہے کہ قرآن مجید کو اصل ہمتا چھوڑ  
اور اپنے دینی خیالات اور مذاہب کی صداقت کو اسی جہل سے جانچنا چاہیے۔  
یہ نہ ہو کہ مذاہب کو تو اصل سمجھ لیا جائے اور قرآن کو کھینچ تان کر ذلیل و طعن  
کے ذریعے سے اپنے خیالات کے مطابق کرنے کی کوشش کی جائے جیسا کہ بعض فریق  
گمراہوں کا شیوہ ہے۔

چوتھی قسم کے گمراہ وہ ہیں جن کے اعمال و افعال ٹھیک نہیں ہیں اور احکام  
کے موضوعات میں تخریب کرتے ہیں۔ جو نماز، روزہ اور جملہ عبادات کو معنی اور  
سلامت کے متعلق جو احکام آئے ہیں ان کو سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ  
سال گزرنے سے پیشتر اپنا مال دوسرے کی ملک میں منتقل کر کے اسقاط زکوٰۃ  
کا حیلہ کرتے ہیں اور جب دوسرے سال کا کچھ حصہ گزار جاتا ہے تو پھر اپنا مال  
واپس کر لیتے ہیں۔ اس قسم کے حیلہ گریہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ادا فرمایا  
تہ خلاصی پائی اور عالم الغیب و اخفا کے غضب سے انہیں نجات مل گئی۔  
اور یہ نہیں جانتے کہ انہوں نے اپنے دین کے ارکان میں سوائے اہم ترین کوٹھا

کی بنا پر جمہور متکلمین نے یہی مذہب اختیار کیا ہے۔ اور جو لوگ مردان ہدایت  
دین کو عقل کی وجہ سے مکلف جانتے ہیں اس کا یہ قول بظاہر کسی حصول وجہ پر مبنی  
نہیں معلوم ہوتا۔ البتہ اس صورت میں کہ قول مذکور سے ان کی یہ مراد ہو کہ آخرت میں  
مردان ہدایت دین کی حالت دینی ہو گی جیسی کہ ان کی دوحیں ہدایت عقل  
اور سائنسی فہم کے ذریعہ سے ترقی کریں گی۔ لیکن جو جن لوگوں کے پاس رسول  
نہیں بھیجے گئے۔ ان کی فطری استعداد کے تفاوت اور تربیت کی عمدگی و خرابی  
کی وجہ سے ان کے ادراک و اعمال میں بھی تفاوت ضرور پایا جاتا ہے۔ اس تقریر  
سے دو قوتوں میں جو مردان ہدایت دین کے مکلف و غیر مکلف ہونیکے معنی  
اور فرقہ پرستی میں انھیں انطباق دی جا سکتی ہے۔ مردان ہدایت دین کو ان کے اعمال  
کا حیلہ جو شر یا حرمت و ذلت کی صورت میں حق سبحانہ تعالیٰ سے ملے گا۔  
وہ ان کے اعمال اختیار ہی کا نا اہل نہ بدلہ ہو گا اور خدا تعالیٰ اگر چاہے تو اپنی  
فضل و کرم سے زیادہ بھی دے سکتا ہے۔

دوسری قسم کے گمراہ وہ لوگ ہیں جن کو دعوت رسالت اس طریقہ سے  
پہنچائی کہ ان کو اس پر غور و غوض کرنے کا موقع ملا اور انہوں نے اپنی ہمت  
کو شش کو اس لئے سمجھو میں ضرورت کیا۔ لیکن انھیں اس اعتقاد کو قبول کرنے  
کی توفیق نہیں ہوئی جس کی ذمہ کو دعوت دی گئی تھی یہاں تک کہ وہ اسی طلب  
جستجو میں رہے اور ان کی مہتمم ہو گئی۔ اس قسم کی گمراہی متفرق اشخاص میں دیکھی  
جاتی ہے اور کسی قوم کی مجموعی طور پر ایسی حالت نہیں پڑی اس لئے اقوام کی عام  
حالت۔ ہر گمراہی کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نہ دنیاوی زندگی میں اس کی وجہ کو نہیں  
دینی حدود و شعاعت حاصل ہوتی ہے۔ اس قسم کے گمراہوں کی نسبت بعض اشاعر  
کا خیال ہے کہ ان کے لئے خدا تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھنی چاہیے۔ اس خیال کو  
لوگ امام ابوحنس اشعری و بھی ایسی ہی روایت نقل کرتے ہیں اور جمہور متکلمین  
کے لئے یہ بھی بلاشبہ ایسے لوگوں سے مواخذہ بقابلہ ان منکرین کے بہت کم ہو گا  
جو پاؤں رکھنے کے دلائل سے روگردانی اور کفران نعمت کرتے ہیں و جماعت  
میں خوش رہتے ہیں۔

تیسری قسم کے گمراہ وہ ہیں جن کو دعوت رسالت پہنچی اور انہوں نے  
دلائل و اصول کو سمجھ کر بغیر اس کی تصدیق کی۔ پھر اصول عقائد سے نتائج مستنبط  
کرنے میں اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے۔ اس قسم کے اہل بدعت ہر مذہب  
میں ہوتے ہیں چنانچہ مذہب اسلام میں بھی ایسے بدعتیوں کی کمی نہیں ہے جو قرآن  
مسلمہ، احکام اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے خلاف عقیدے رکھتے ہیں اور جنکی  
وجہ سے امت محمدی میں تفرقہ پڑے ہیں۔ یہاں تک کہ اب یہ حالت ہو گئی ہے  
کہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونا پسند نہیں کرتے اور جو داخل ہیں وہ اس  
چتر کرم سے سیراب نہیں ہوتے۔

چوتھی قسم کے گمراہ یہ ہیں کہ ایسے لوگوں کے کچھ نشان نہیں جاتا جنہوں مثلاً  
ایک شخص گمراہی میں آتا ہے اور خدا یا اس کے کلام پاک کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ



اور اُس شخص کا سا کام کیا جس کا اعتقاد یہ ہو کہ خدا تعالیٰ نہ انہیں بھی مقرر کرتا ہو اور ساتھ ہی ساتھ ایسی چیزیں بھی بتا دیتا ہے جن کو وہ فرائض معدوم اور ان کا اثر ناسخ و محو ہو جائے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی ذات کو ایسی باتوں کا سرزد ہونا محال ہے۔

مذکورہ بالا چار گمراہیوں میں سے پہلی تیسری اور چوتھی گمراہی کا اثر اقوام پر پڑتا ہے جس سے ان کی اودار کی فوجیں محفل اور ان کے اخلاقی اثرات باطل ہیں ان کے اعمال میں ابتری پڑنے لگتی ہے اور ان پر خدا تعالیٰ کی لعنت و عتاب کا وہ عذاب الہی نازل ہوتا ہے جس کا ایسی صورتوں میں نازل ہونا یقینی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا قانون اسی طرح برپا رہے ہے در قانون الہی میں تبدیلی کا ہونا ممکن نہیں کسی قوم میں عنت کا پیدا ہونا اور اس پر بلاؤں کا نازل ہونا اس بات کی علامت ہے کہ غضب الہی اودنی پر مسلط ہو گیا اور اس کے عقائد و اعمال میں بدلتی پیدا ہو گئیں جو خالق پر حق کے قوانین سترہ کے خلاف ہیں یعنی اُس نے قوانین قدرت کی پروا نہ کرتی چھوڑ دی۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے ہمیں دعا کا یہ طریقہ تعلیم فرمایا ہے کہ ہم اُس سے درخواست کریں کہ وہ ہمیں ان نلوں کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جن پر اُس کی نعمتوں کا اظہار ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی تعریف کردہ حدود سے تجاوز نہ کریں اور جن امور کی ہمیں ہدایت کی گئی ہے ان کو کھنکھاپنے اعمال و عقول کو درست کریں۔ نیز یہ درخواست کریں کہ وہ ہمیں ایسے لوگوں کے طریقے سے محفوظ رکھے جن پر قوانین الہی سے سخت ہونے کی وجہ سے (خواہ یہ انحراف تصدق ہو یا بدعت یا عبادت یا کسی کے بہکانے سے یا اپنی جہالت ہی)

اُس کے غضب کے آثار ظاہر ہوئے۔ جب کوئی قوم راہِ حق سے ہٹ کر اپنی خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کے لیے طریقہ باطل کو اختیار کر لیتی ہے تو اُس کے اخلاق خراب و راستاں ہیودہ ہو جاتے ہیں اور اس پر بھیجتی چھا جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی قوتیں مسلط کر دی جاتی ہیں جو اُس کو ذلیل و رسوا کرتی ہیں۔ ایسی قوموں کا عذاب قیامت ہی کے لیے ملتوی نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ عذاب قیامت کے علاوہ انہیں دنیا میں بھی اپنے اعمال کی سزا چھلکتی پڑتی ہے۔ جب ان کی گمراہی و سرکشی نے انتہا ہو جاتی ہے تو بلاکت کی نوبت آتی ہے اور وہ گمراہوں کو دنیا سے ان کا وجود مٹا دیا جاتا ہے اسی لیے اللہ پاک نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم ان لوگوں کے حالات پر غور کریں جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور جن کے آثار ہماری نظروں کو سامنے موجود ہیں۔ تاکہ ہم ان حالات و آثار سے عبرت حاصل کریں اور اقوام کی سعادت و بدلتی کو اسباب میں تیر کر لیں یہ تو اقوام کی حالت تھی۔ سب سے افراد و اشخاص۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ کا قانون نہیں ہے کہ ہر ایک گمراہ کو اسی دنیاوی زندگی میں لازمی طور پر اس کی بد اعمالیوں کی سزا مل جائے کہ بدلتی ہو۔ بلکہ گمراہ ایسے ہیں جن کو اپنی گمراہی کا علم تک نہیں ہوتا اور قبل اس کے کہ ان کی بدلتیوں پر بدولت آئے وہ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان کی بد اعمالی کی سزا انہیں اُس دنیا کی زندگی میں ملے گی۔ خدا تعالیٰ کی حکمت ہوگی اور کوئی کسی کو کوئی نہ کر سکے گا۔

تَمَّتْ

## شفاعت و رسالت

نہ سمجھتے لیکن اس کو متعلق بطور خطا مقدم جو آیتیں قرآن میں ہیں وہ یہ ہیں :-

”محمد ایک رسول ہوا اور اس سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں“

”اللہ نے مسلمانوں پر فضل کیا کہ ان کو پاس آئی قوم کا ایک رسول بھیجا اور ان کو خدا کی رشتہ پر کرنا بھی اور ان کو پاک کرنا بھی اور قرآن اور حکمت ان کو تعلیم دیتا ہے۔ اس پیغمبر کے پہلے وہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔“

”اُس دن تو دروہ جب کوئی شخص کسی کو کچھ بھی کام نہ ملے گا اور نہ اُس سے معاوضہ قبول کیا جائے۔ کسی کی سفارش (شفاعت) فائدہ دے گی اور نہ لوگوں کو کسی سے۔“

”اُس دن تو دروہ جب کوئی شخص کسی شخص کے کام درابھی نہ آئے گا نہ کسی کی شفاعت قبول ہوگی نہ معاوضہ لیا جائے گا اور نہ کسی کی مدد دینے کی۔“

”کن ہر جو ہے حکم اُس کے (خدا کے) اُس کی جناب میں کیسی شفاعت (سفارش) کرے۔“

”کوئی کسی کا شفیع (سفارش کرنے والا) نہیں ہو سکتا مگر اُس خدا کی اجازت سے۔“

”اُس دن کی شفاعت (سفارش) کام نہ آئے گی مگر اُس کی جسک خدا اجازت دے اور اس کا جو لٹا پسند کرے۔“

(الاسلام)

پہلی اور صحت قوم ہر قوم میں ہوئے لیکن بعد ان کی فوت کے تابعین نے ان کے وصیوں کے بعد اس سے بھی بڑا دیا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ کو پس خدا کہنے لگے بندستان میں تو پہلے خدا کا پیش کے انسان کی پیش بھیج طور پر تعلیم ہے جہاں عرب تعلیم نبی کے بت قانہ کعبہ میں رکھتے تھے۔ وہ بھی ایک قسم کی پیش تھی۔ غرض کہ ابتدائے اسلام کے وقت اور اب بھی دنیا میں سوائے اسلام کے اور کوئی ایسا مذہب نہیں تھا اور نہ ہو جس میں مذہب اور خدا کے درمیان میں کوئی واسطہ نہ ہو۔ یہ شرف اسلام کو حاصل ہے کہ یہ وہ خدا سے بغیر کسی توسل کے خلق و رب ہے اور یہ ایک ایسی صفت مذہب اسلام کی ہے کہ تمام علمائے صیلاؤں نے اہل حال کے اس کے معترف ہیں۔ اسلام میں پیغمبر جس خدا کا پیغام لانے والا بندوں کی طرف بھیجا گیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو پیغمبر کی عزت کم کرتے ہیں۔ بڑی عزت کرتے ہیں لیکن اُس کو خدا کا پیغام لانے والوں میں دست اندازی کرنے والا نہیں سمجھتے۔ یعنی اپنے پیغمبر کی ایسی عزت نہیں کرتے جس سے خدا کی عزت کم ہو جائے۔ پیغمبر کی نسبت ان کا مقولہ ہے کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی نقطہ مختصر۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی لوگ اور امتوں کی طرح خدا تعالیٰ

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور اُن کے ساتھ بحث پسندیدہ طور پر لیا کرو

## مذکر و مناظر

### پیشبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور احکام

#### حصہ دویسٹ

لجنا سے حلف کے وقت کا ایسا صل تو ہم پرستی کے تحت میں نہیں آسکتا۔ اسی طرح جہانی  
 پاکیزگی اور صفائی کے بغیر بھی خدا کو یا۔ کیا حالت تو اُس کی حیرت مہذ دل ہو سکتی ہے اور  
 اس لحاظ سے نماز کے لیے غسل اور وضو کی ضرورت نہیں لیکن گندہین اور فحاشی جو  
 نفرت انسانی فطرت میں ودیعت ہے اور ایسی حالت میں وہ اپنے نہیں عیسایہ حقیر و ذلیل  
 سمجھتا ہے اُسکا اثر ہے کہ ایسے وقت میں اُسے قدوس کا نام اور حدس کلمات حمد و صلوات  
 زبانی پر لائے کی طرف توجہ اس خوبی سے متوجہ نہیں ہوتا جس طرح پاک و صاف ہونے کی صورت  
 میں ہوتا ہے۔ اس وجہ سے نماز کے واسطے طہارت اور صفائی کی شرط تو ہم پرستی اور یہود و  
 میں داخل نہیں ہو علیٰ ہذا مسند و تحیکہ پر اس زمانہ شکل سے بھیجئے والے کی آواز بھی خدا شناسی سمجھا کر  
 اور آرام کرسی پر دراز ہونے والے کی بھی فریاد اُس کے دربار تک پہنچ سکتی ہے مگر آپ کے  
 جو دستور طبیعت شانیہ ہو چکے ہیں ان کو بغیر اور الہی شکل میں پیش نہ لیتے کے وقت قلب  
 خضوع و خشوع اور عجز و نیاز کی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔ اس کو عبادت و کونست  
 عاجزانہ اور اس ضروری قرار دی گئی ہیں جو پہلے دل کو مستوہ کرنے کی تاثیر رکھتی ہیں  
 [کافر بنیں] آپ جو کو دیکھو کہ وہ کیا ہو اور کس جگہ اوکھا جاتا ہے۔ یہ آج کل کافرین کی  
 کافر اس اور کافر گرس سے تشبیہ و تکرار کی نفیست بیان کی جاتی ہو۔ بیشک آج سو فائدہ بھی اگر  
 حاصل کیا جائے تو یہ ہو سکتا ہو لیکن آج محض اسی غرض سے شروع ہوا جو تا اس کے مناسک میں  
 کوئی نہ کوئی جزو باہمی مباد و خیالات کا بھی رکھا جائے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہو اور ہر سہ مولا  
 (حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اور یہودوں پر لوگوں کو مشورے کے لیے طلب فرمایا ہی ہو  
 لیکن آج کے موقع پر ایسا نہیں کیا۔ نیز اگر کسی مدعا ہو تو جیسا کہ آج کل جو رپ والے پان  
 اسلام مزہ کا خواب بیکر ڈرا کرتے ہیں اگر واقع میں کسی دین مسلمانوں کو ایسا عرض آجائے  
 اور تمام دنیا کے لوگوں کو ایک جگہ کہ منتخب کر کے سالانہ جلسہ کرنے لگیں تو کافرین کی طرح وہ  
 سال جس مقام پر ایسا جلسہ ہوا کہ گا وہی مقام کہ مستطیع کاظم المہمل قرار پائے گا  
 دین کی حاضری آج کا قائم مقام ٹھہرے گی۔ مگر اسلام کا یہ نشانہ ہرگز نہیں اور وہ آج کل

ارکان حج کو سمجھنے سے پہلے تو ہم پرستی کی حقیقت سمجھنے کی ضرورت ہو اور معلوم ہوا  
 چلتے ہیں اس لحاظ سے کیا مراد ہے؟ نیز، مگر ہر کون کون کو احکام مذہب میں تو ہم پرستی کا خیال  
 ہو سکتا ہے مثلاً سلطان نماز پڑھتے ہیں، اداۃ باز حکم کھڑے ہوتے ہیں، جسطرح وہ نبوی ہوتا ہو  
 کہ سادہ کھڑے ہونے کا دستور ہو سمجھتے ہیں۔ پیشانی زمین پر رکھتے ہیں، اور ان کو ہر کہتے ہیں  
 یہ بہ حرکت کیا ہے شخص کی عنایت کو سہہ دل کرنے میں تو بیشک کارآمد ہیں جو ظاہری حالت کو  
 دیکھ سکتا ہو لیکن دل کے مجاہد سے واقف نہ ہو، خدا نے تعالیٰ عالم الغیباء و مخفی راز کو  
 کو جاننے والا ہے اُس کو چاہئے اور اُسکی رحمت کو سہہ دل کرنے کے واسطے ان حرکات کی  
 کیا ضرورت ہو کیا یہ بھی تو ہم پرستی ہے؟ نماز سے پہلے غسل و طہارت اور وضو کی تہیگی کی  
 ہو۔ وضو کرنے کی ایسی شکلیں بھی ہیں جن سے ہاتھ مشہ و ہو۔ نہ کو کوئی حلق نہیں نیز جو  
 حائضہ طہارت کے عکالت بھی گئی ہیں وہ سب خدا کی پیدائی ہوئی ہیں تو جن حالت میں  
 خود نہ انے ہم کو مبتلا کیا ہو ہم اسی حالت میں اُس کو یاد کرنے لگیں تو کیا وہ واقع ہو جائے  
 اہلاری آواز نہ سننے لگا؟ کیا یہ بھی تو ہم پرستی ہے؟ عدالت میں قسم کھانے کے وقت یا  
 کو شہور میں اور اُسے فراموش کا جہد کرنے کے وقت گنگا جلی۔ بائبل۔ یا قرآن کو ہاتھ  
 نہ لیتے کا دستور ہے۔ کیا وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسے سادہ ہو کو توڑنے سے یہ مقدس چیزیں ان کو  
 نقصان پہنچائیں گی، اور خالی ہاتھ سادہ ہو کیا جائے تو اُس کو توڑنے میں چنداں ہرج نہیں ہو اگر  
 ایسا نہیں سمجھتے تو پھر یہ قسم فضول اور تو ہم پرستی نہیں؟ نہیں ان جبکہ کچھ نہ کچھ فرما لیں  
 تو ہم پرستی کی شکل میں ان کو قرار دے پورا نہ کرنا ان کو خدہ اقرار کے وقت ہاتھ پر کوئی خدا  
 چہرہ دھری ہو یا دھریاں کا خاص قسم کے وقت قرآن اُٹھانے تک تو ہم پرستی ہو۔ مگر  
 [قرآن کی آواز نہ سننے لگا] ہاتھ پر دہرنے سے اس چیز کی عظمت کا خیال دلی کو کم کرتا  
 ہے اسی وقت جو سادہ ہو کیا جاتا ہے دل میں خود بخود اُس کی باندی کرنے کا عزم نہیں ہوتا  
 اور وہ شخص جس کا ہاتھ مقدس ہو کہ وہ بہت ہی شرمیلہ و ناخدا ترس نہ ہو تو ایک مقدس  
 چیز کو ہاتھ پر لکھ کر وہ نہ کرنا ہے ضروری اُس کی باندی کرنے پر آمادہ ہوتا ہو اس

کبریا کے سامنے کسی مقام کو حرم کا درجہ نہیں دے سکتا تو پھر دیکھنا چاہیے کہ اس مقام پر کیا خصوصیت ہے جو دنیا کے کسی اور مقام میں پائی نہیں جاتی۔ اسی خصوصیت میں حج کی نوعیت کو بخش کرنا ہوگا اور اسی کی مناسبت حج کے ارکان میں ہونی چاہیے۔

**طواف اور قبیل** دنیا میں مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرنے کے لئے یا وسیعہ قدیم سے قدیم پائے جاتے ہیں، مگر حج کا وہ مقام ہے جہاں کہہ کر آسمانی زمانہ کے لگ بھگ محض خدا سے آدمی کا نام پیکار کے لئے دنیا کی جسٹس پہلی مسجد بنائی گئی۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بَكَّةَ (مسجد کابا کی اور دنیا کے معلوم الاسماء دیوبند میں شریک توحید کی بحث میں جسٹس پہلی عقلی دلائل سے کام لینے والا پیغمبر از جناب ابراہیم علیہ السلام) مسجد کو بنانے اور اپنی سب سے بڑی تہذیب کو پورا کرنے کے بعد شکر گزاری کے جذبہ میں خود رونق و شوق کی لذت سے مست ہو کر بے اختیار مسجد کے گرد پھرتا ہوگا۔ اُن کی خوشی سے خدا کو خدا کا نام پکارتا ہوگا اور پہلے پہل ایک ایسے گھر کو تیار دیکھ کر جو انی آسائش کے لئے نہیں بنایا گیا تھا بلکہ اپنے کے لئے بنایا گیا ہے اور انسان کا گھر نہیں خدا کا گھر ہے اس کے در و دروازے پلٹتا ہوگا فرط شوق کے کسی جگہ ٹوٹ دیتا ہوگا اور ہمیں یہ نہیں طرح لوگ گنگا جلی یا قرآن ہاتھ پر رکھ کر وعدہ کرتے ہیں وہ وہاں کے کیا سنت پتھر ہاتھ بکھڑا لیتا یا دانت لیتا (لیٹا) کے الفاظ سے اپنے حاضر رہنے کا عہد کرتا ہوگا۔ اور اپنے لئے اور اپنی اولاد اور متبعین کے لئے توحید پر قائم رہنے اور اس گھر میں حج کا نام لینے کیلئے حاضر ہونے کی توفیق طلب کرتا ہوگا۔ غرض اظہار عجز و نیاز کی یہ پہلی شکل ہے جو خدا کے حضور میں اس مسجد کے اندر راد کی گئی اور یہاں سنت ہمارے لئے فرض ٹھہری ویسے بھی تو ہم کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں وہاں اپنے پہلے ہادی کی تقلید میں پل پھر کر وہی حاضری اور دعا کے کلمات ادا کرتے ہیں۔ یہاں کا غرض پیش کیے ہوئے حُرمت (قرآن) ہم کو خدا کی یاد دلاتے ہیں اور اُن کو ہاتھ میں لیکر کاٹتے ہوئے پڑھنا و عہد قائم رہنے کا عزم کرتے ہیں وہاں کے تمام درو دیوار اس کے ساتھ کی ہنسی انسان کے دل کو خدا کی عظمت و جلال کے آگے پانی کرتی ہے اور وہ ایک مقام پر جو اس کام کے لئے مخصوص کیا گیا ہے ہاتھ رکھ کر یا پوسہ دیکر عہد کرتا ہو کہ میں توحید پر قائم ہوں اور تیرے نام کی تقدیس کرتا ہوں گا۔

**بلتہ چتر** مشرق میں کہلاتے تھے اسود شہاب ثاقب کا ٹکڑا ہے جو آسمان پر گر کر اوروں نے جنت کا پتھر سمجھ کر تعظیم شروع کر دی یہ تو ہم پرستی ہے نہ گرج کے تمام مناسک اور تو ہم پرستی ہیں۔ یہ بھی تو ہم پرستی کی ایک بنیاد مثال ہے کہ بے ثبوت بات پر بطور امر واقعہ کے یقین کر لیا جائے۔ یہ کس مٹی سے معلوم ہوا کہ حجر اسود آسمان پر گرنا اور وہ شہاب ثاقب کا ٹکڑا ہے۔ گو کہ اس ایک حدیث شہور بھی کہ یہی پتھر ہے۔ عیسائی معتقدین کی یہی معروض کار ہوا اور ہر گئے کہ شہاب ثاقب کا ٹکڑا ہوگا۔ پھر جو لانی طبع نے ہونا کا کوہ ہے۔ سے چل دیا۔ البتہ محققوں کی بات پر ایمان لانے والوں کی کمی نہیں یقین کر لیا کہ واقع میں شہاب ثاقب کا ٹکڑا ہے۔ ہندو ایسی روایتوں کی وجہ دیکھتی ہو تو یہ خیال کیوں کیا جائے کہ حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخصوص شہر کی پالی کو بھیجے ہیں اور یہ حدیث کو کتبہ شکر کے لئے لکھا ہے اور وہ حدیث جو کہ ہے۔ ہندو ایسی روایتوں کی وجہ دیکھتی ہو تو یہ خیال کیوں کیا جائے کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام اس مسجد کے بانی ہیں اور انہی کے بہت ہی اعمال و عبادات کو حج کے ارکان بنایا گیا ہے۔ اُن کا دعا مانگنا یقینی ہو اور دعا و عبادت کے لئے کسی خاص جگہ کا مقرر کر لینا بھی ان کی عادت ہے اب بھی بعض لوگ مسجد میں کوئی جگہ مقرر کر لیتے ہیں اور جا کر وہی بیٹھا جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے اس پتھر پر سہارا دیکر کھڑے ہو کر ان لوگوں کو ایسا ہی طرح ہم قرأت کے بعد قرآن کو چوم لیتے ہیں وہ اس پتھر پر ہونے کی عبادت سے فارغ ہوتے ہوں گے۔ ان کو تین میں پوجا کی عبادت سمجھ کر دیکھ کر اہل حق اس پتھر سے سخت ہو گیا ہوگا اگر یہ تمام مذاہب و فرقہ کے کرتے ہیں کہ جس چیز کو بزرگ سمجھتے ہیں اسے تمام دنیا سے بالاتر مان لیتے ہیں اسے زمین کا نہیں آسمان کا پتھر مان لیا تو ہندوستان کے بعض بزرگ خاندان خود سورج اور چاند کی اولاد سمجھے گئے پتھر تو شہاب ثاقب ہو کر آیا ہے، انسانی لفظ اور پسے آئے کس نے دیکھا کہ جس طرح بزرگی اور عظمت کی ندائی نہ آتا ہے اسی طرح اس پتھر کی نسبت جنت کی نازل ہونے کا خیال قائم کر لیا گیا اور ان کو وہ کہتے کیا جاتے تو بنائے ابراہیم اور سنت ابراہیم کی ایک یقینی واقعہ رہتا ہے۔ پتھر پر ہاتھ رکھنے یا پوسہ دینے کا دستور بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایجاد ہوگا۔ جس کی وجہ سے مولا (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بتائی کہ ہاتھ رکھ کر عبادت کو پختہ کرنا مقصود ہے۔

**تشریف اور بیت پرستی** دوسرے اگر وہ باغرض شہاب ثاقب کا ٹکڑا ہے تو پھر بنایا جنت کا پتھر ہے۔ جنت کسی خاص مقام کا نام نہ ہو۔ ہماری ضرورتیں جہاں ہماری اپنی گوشش سے پوری ہوں وہ دنیا۔ اور جہاں ہماری گوشش کے بغیر پوری ہوں وہ جنت۔ کہتے لوگوں میں اپنے ایمان کا قول دینے کے لئے کوئی چیز مطلوب تھی۔ شہاب ثاقب کا ٹکڑا آج اس کو نہ کسی گنہگار نے پال کیا۔ نہ کسی غائب سے آکر وہ ہوا۔ اس کو زیادہ پاک اور کیا چیز تھی وہ خاص ان خاص جنتی پتھر ہے۔ اور یہ ایک مقدس فرض کیلئے بیت اللہ میں نصب کر دیا۔ فرماتے اس میں کیا قیامت ہے اور اگر وہ شہاب ثاقب کا ٹکڑا نہیں دہیں کہ کسی قارو نکلا ہوا پتھر ہے جب بھی اس سے پاک مسجد میں لگا دیا گیا اور اس کو قول دینے کی غرض اہم ہوئی تو کیا مضائقہ ہے جو عزم کسی مقدس چیز پر ہاتھ رکھنے یا پوسہ دینے سے پیدا ہو کر ہے ہادی عزم اس پتھر پر ہاتھ رکھنے سے پیدا ہو جائے گا۔ اور جس طرح کاغذوں کا دستہ چتر و ان کا ہوا ہے ہاتھ رکھنے اور پوسہ دینے سے ہمارا مسودہ نہیں ہو گیا اور بیت کا سر شہر ہونے کی وجہ سے مقدس سمجھا جاتا ہے اسی طرح پتھر بھی ہمارا مسودہ نہیں۔ مکتا یوں ہیں کہ یہ کتاب ہدایت کا سرچشمہ ہے تو مکتاؤں میں کوہ و مکان ہدایت کا شمع۔ ہماری محبت و دونوں کی وابستہ ہے۔ اس کاغذ کا ایک ایک پڑہ اور اس در و درو کا ایک ایک ذرہ ہماری دل کو اپنی طرف کھینچے گا۔ یہ قانون عقل نہیں قانون محبت کا قصہ ہے کہ محبوب کی طرف منسوب ہونے کی ذلیل سے ذلیل چیز بھی عشاق کی نظریں میں عزیز سے عزیز ہوتی ہو۔ ہاں محبوب کا کچھ کو خود محبوب سمجھ لیتا کفر ہے، اور ہزاروں ہزار محبت ہو ہماری ہادی برحق و صلوات اللہ علیہ پر کہ انجانب کی عقیدہ میں ہم اس کفر کو مرتکب نہیں ہو سکتے۔ ہم سچے اور سچے ہونے کی طرف ایمان کے ذرائع میں پوری تیز رکھتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا قدیم اور خدا کا کلام قدیم اور قرآن خدا کا کلام ابدی ہے ہم کو قدیم مگر راجح و اس کے ان اور ان کو ہمیں پھر خدا کا لکھا ہوا اور ان نقش و احروف کو جو کلام الہی کی اصل ہے ہم غفلت سے ہٹ جاتے ہیں

نہیں سمجھتے، اُن کی طرف سجدہ نہیں کرتے تو وہ پھر مسجد میں لگا دیا گیا جو یہی کہہ کر  
 دھک دے گا، مسجد میں ہونے کی وجہ سے وہیں لوگ اکٹھے ہوں گے، یہاں تک کہ وہ قادیانی  
 مشن کے ان زبان میں پکار کر کہتے ہیں کہ وہ ایک پتھر ہے اور یہیں کوئی نفع اور نقصان  
 نہیں پہنچا سکتا۔

پھر سوچو! وہ پتھر کہیں سے آیا اور اُس کی تعظیم کیسی ہے تو ہم  
 پر کسی سے شروع ہوئی ہم مسلمانوں کے تمام اعمال و عقائد کا مآخذ نبی عرب (صلی اللہ علیہ  
 وسلم) کا فرمان ہے اور حضرت نے ہمیں بتا دیا کہ تم اس پتھر کو فلاں شخص کو دے  
 استعمال کرو۔ پس ہمارے لیے نبی سب باتیں کا اعدام اور جو ہدایت ہمارے مولا (صلی اللہ علیہ  
 وسلم) نے دی ہے اُس کا اتباع واجب۔ ہماری اس نیت اور اس عمل میں کچھ بھی  
 اتفاق ہے۔ معترض کو ہمارا مقصد یہ ہے کہ اسلام نے پتھر کی عزت پر وہام کی پھر لگا دی  
 تو فی الجملہ وہ کوئی نادر واجب اور شرک نہ عزت کی توجہ لگائی گئی۔ کیا مسلمانوں نے اسے  
 حسی احوالات سمجھا ہے اُس کے آگے سجدہ کیا ہے اُس سے فرادیں مانگیں یا غیر مسلمان  
 اُن سے مسلمانوں سے تعزیر کے آگے سجدہ کر دیا۔ قبروں کو فرادیں منگوائیں۔ طلبہ  
 کو شرکازہ تعزیر ہو تو مسلمان بھی شرک کرنے لگے ہیں، مگر جبراسود کے آگے کسی نے نہ  
 فعل کا رواج نہ ہوا۔ تو وہ کیا کہ اس پتھر کی نسبت شرک آئینہ تعلیم ہی نہیں دیکھی  
 بہت فائدہ ہے ایک ٹھکانہ کی صورتی آگاہ لائیں اور صحن مسجد میں فرش کے اندر لگا دیں،  
 اس بعد تعظیم اُس کی بھی کریں گے کہ جو تائیکہ نہ چڑھیں گے، اس پر پانا نہ چڑھیں گے  
 اور یہیں نماز پڑھیں جو توجہ کی طہارت و غصابت کا خیال کرنا جو گا کر اس کی پڑھیں  
 سجدہ کر دیں گے۔ کیا اس فعل سے اور بت کی اتنی تعظیم سے ہم بت پرست ہو گئے یا اگر نہیں  
 ہوتے تو ہم پتھر کو کفار عرب تعظیم سمجھتے تھے آسانی ہونے کے خیال سے ہم نے اُس کو زبرد  
 حلف ہونے کا اعتراف کیا تو کون سا شرک کیا کیا کسی چیز کے بجا استعمال سے وہ چیز کا  
 ایسی نہیں ہو گئی کہ جائز استعمال کے قابل بھی نہ رہی کیا تم لوگ گناہ گار بن چکے ہو  
 ایسی بات کہ ہو جاتی ہے کہ اس کو مظلوم کی حالت میں بلند کرنا بھی جائز نہ ہو گا۔

پھر اس کی آگاہ اور زبان معترض کو تعجب ہے کہ قیامت کو دن جبراسود کی آنکھ اور  
 زبان ہوگی۔ اگر کسی چیز میں شہم محبوب نہ ہوئی آنکھ ہونے کی عزت حاصل ہو یا جادو یا  
 کچھ اور زبان رکھتا ہے یا بھاری آپ کی آنکھ اکثر دھوکا کھاتی اور زبان کو دھوکا  
 دیتے ہے گراہیں چیزوں کی آنکھ اور زبان کو غلطی کا پورا ممکن ہی نہیں۔ شہر کے جس سے  
 ہوش کا پانی گرتا ہے کیا کسی نے اُس کی آنکھ اور زبان نہیں دیکھی؟ وہاں تو ایک لٹچ پانی گرتا  
 اور نہ فٹ۔ وہ پانی کی مقدار کو دیکھنے اور اُس کا اندازہ لگائیں کہ میں کسی غلطی نہیں  
 کرتا یہی جو نقش آپ پر لکھا ہے پانی کے پینے سے ہوا ہے ایک گھونٹ کم دیا وہ جو تو نقش  
 نہ ہو گا۔ مگر اُن میں نے غلط کہا۔ ہمارے کان اور آنکھ میں یہ طاقت نہیں کہ اُس کی  
 بتائی ہوئی مقدار کو سن و سُن سمجھ لیں، لیکن جبراسود کی آنکھیں جن لوگوں کو ماتہ لگاتے تو  
 پورے دیکھتی ہیں اور اُس کی زبان جس شہادت کو اُٹھارے گی اُس کو سمجھنے والا قادیان  
 ہے۔ وہ جبراسود کے ہر ایک نقش اور باتوں اور لہجوں کی ہر ایک ضرب کو آسپر لگی ہے  
 جاننا ہے یہی تو وہ سبب ہے جس کو کج سائنس پختہ طور پر مان گئی ہے کہ انہی (طاقت)

بہیں متعلق نہیں ہوتی۔ اور جو ہر کسی کی ضرب غلطی سے آپ میرے لگا میں لگا اثر لگتا ہے اور  
 میرے اور شوق جو چاہیں پیدا ہوا ہے اُس کا سلسلہ بالکل قائم رہے گا۔ ہم انہیں  
 سمجھتے۔ مگر خدا میں سب اثروں کو سمجھنا اور پیرا کر کے دے کر جاننا ہے اور یہی وجہ ہے کہ  
 کہا جاتا ہے کہ قیامت کو دن چلے گا اٹھ اور پاؤں اور دیگر جوارح ہمارے اعمال کی غماز  
 دیں گے۔ (یوسف ۲۲۰) اَللّٰہُ یَعْلَمُ سِرُّکُمْ وَ اَیُّہُمْ ذَا اَیْدٍ یُّخْفِیہُمْ بَیِّنَاتٍ کَاذِبًا  
 یُفْکِکُم بِیُّوْقُوتٍ اور شہادت یہی ہے کہ جو اثر ہم نے اپنے اعمال سے اپنے اعصاب پر  
 دھواں کرنے کی گردش سے غماز میں اور پس دینے سے جبراسود پر کیا ہے وہ قیامت  
 تک باقی رہے گا۔ اور ہمارے عمل کا ثبوت ہو گا۔

سوی کا مانی [کے سطر میں سبب معظم اور مقدس یادگار سجدہ انحراف ہے مگر نہ یہی یادگار  
 نہیں وہاں مذہبی دانشمندی کے بہت سے منظر ہیں۔ حدیث اور اہم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کو خدا کا حکم ہوتا ہے کہ اپنی پیاری بیوی اور شیر خواہت جگر کو کھڑے رہنا، یہی جنگیں  
 جھوڑا دھواں کو سون تک تب دیکھا کہ نام نہ ہو۔ وہ تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ شیر خواہ ہے  
 نے کیا خبر؟ مگر بیوی اور اولاد ہم پر کی ہو رہی ہے وہاں کا بہت تک منظر دیکھتے ہیں۔  
 لیکن شوہر کی اطاعت اور حکم خداوندی کی تعمیل سے انکار نہیں کرتی۔ حق و حق میدان  
 میں پتھر کو چھاتی سے لگا کر ٹھیک جاتی ہے۔ مختصر کھانا اور اپنی بوساقت ہے ختم ہوتا ہے  
 تو بھوک اور پیاس کی تحفیت کو جس کے ساتھ برداشت کرنے کا عزم کرتی ہے، لیکن چھاتی  
 میں دودھ نہیں رہتا اور پتھر بلکے لگتے ہیں تو بشریت کا تقاضہ اعتدال کی شکل میں  
 نمودار ہوتا ہے۔ پتھر کو زمین پر لٹا کر پانی کی تلاش میں اور دھواں نظر دھاتی ہے۔ کبھی  
 ایک ٹیلہ پر چڑھتی ہے۔ کبھی دوسرے پر۔ یہ منظر اپنی ضرورت کے لیے جانور کو تلاش کرنے کا  
 سبق ہے اور ساتھ ہی یہ ہدایت کہ جس کا غرض فصل زراعتی شالی حال نہ ہو انسانی کو شل کچ  
 نہیں کر سکتی۔ دودھ پاس ہے تو طرق العین میں رحمت کا دریا ہر اس کا پیو خدا کو کسی پر ہادی  
 کے اندر سے آبادی کا جلوہ دکھانا تھا اور خدا شناسی کے شہ سے جو بیکس ضعیف کے دل میں  
 بویا گیا ہے ارشاد ہدایت کا تار و درخت پیکار کا تھا۔ وہ دیوانہ وار پہاڑوں پر دوڑتی  
 پھرتی ہے اور پتھر کے پاؤں تلے آپ خوشگوار کا چشمہ چھوٹ نکلتا ہے۔ (انہی پتھر  
 کا وہ طرقت) پر جان دینے والے بھوکے لیس کہ چشمہ کے چھوٹ نکلنے کا وقت آ گیا تھا۔  
 بہت نکلا۔ مگر ضرورت کے پیش آنے اور سامان کے بہتیا ہونے میں ایسا اتفاق موجود تھا  
 کام تو خدا ہی کا ہے۔ وہ سب تو حق خدا و سب کہتی ہوئی لپکتی ہے۔ اپنی پیاس بھاتی، بکوات  
 بچہ کو دودھ سے سیراب کرتی ہے۔ کچھ عرصہ میں وہی بچہ آگے گیا وہ چلے اور ہر کے خانہ  
 بدوشوں کا سکھ ہو جاتا ہے۔ بیوی بچہ کو چھوڑ کر جانے والا خبر لینے آتا ہے تو خدا کی  
 قدرت کا دل کا شاد بخیر حمد و شکر کا ترانہ گاتا ہے اور پتھر کے چھاتی سے لگا کر پتھر خدا  
 کرتا ہے۔

پھر کا مانی [خدا کا عشق اور مخلوق کی محبت ایک لہجہ میں جمع ہو تو عزت، بانی جو شہادت  
 ہے۔ پتھر کی محبت دیکھ کر آدیش کا پورا مزور تھا۔ پتھر خوشیاں ہو گیا ہے۔ وہ دھک دے گا  
 شیریں کلائی اور خوش اطواری کو ان باپ کو خوش کرتا ہے۔ حکم نازل ہوتا ہے کہ خدا کا نام  
 پر پتھر کو قربان کرو۔ عرش نبائی میں فنا ہونے کی مثالیں اور کہاں نظر آئیں گی۔ پس

پہلے کو ذبح کرنے کے لیے نکلتا ہے۔ زمین و آسمان میں تہلکہ مچ جاتا ہے روحانیوں میں  
ظہر اٹھتا ہے شیطان بھی انسان کے ساتھ ہے وہ پہلے کے ورپے ہو جاتا ہے۔ اپنے  
نعمت جگر کو اپنے ہاتھ سے فزع کرنے کی ہمت کرتا اور رحم و شفقت کا دوا ملد دیتا ہے  
اور نہ صرف باپ کو بلکہ بیٹے کو بھی پہکانے اور باپ کے حکم سے موت و زندگی کی کوشش  
کرتا ہے۔ شیطان کو پڑانی پہ طلاح میں ایک جہاد کا نہ محض فانی یا مقول اپنے  
کی زبان میں بدی کی طرف لیجانے والی خواہش نکھو۔ کچھ بھی کہہ رہا شیطان ہے  
اور اس کے تصرف سے نکلتا آسان سمیں۔ مگر باپ تو ابوالانیا تھا ہی۔ بیٹا  
بھی پیغمبر کا بیٹا اور پیغمبر بننے والی روح ہو۔ دوسروں کا وہاں کیا اثر چنانچہ  
دو لڑائی اس کے دوسروں کو دل سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں وہ باذہن یا تو  
جھنجھلا کر ذرا غیظ سے ہاتھ کے ساتھ بھی وہی حرکتیں کرتے ہیں جو کسی شخص کو  
بھگانے کے لیے دھکا دیکر اور چھڑا کر کیا کرتے ہیں۔ ایسا خیال چلتے چلتے تین دفعہ  
پھر عادی ہوتا جو جنت میں تھا سو دور کئی کر تیس صابو ہوتی ہیں یہی جگہ کی جگہ خدا کا حکم چلیم  
ترستے اور اپنے جذبات اور خواہشوں کو دبائے گا۔ ثناء واقعہ +

سید اور ہی جگہ کی حکمت **حج کا مہم اطاعت خداوندی کی ایسی ایسی اعلیٰ اور بے نظیر**  
مشالوں کو یاد دلانا ہے۔ فقہ کہانیوں کا اثر جو کچھ ہوتا ہے معلوم۔ ہم وہاں جا کر  
خود صفحہ مود پر دوڑتے ہیں انسانی کوششوں کا نقشہ پیش نظر ہوتا ہے۔ سامنے جاو  
نہر رحمت ایزدی کی سواچی دکھاتا ہے۔ وہی جا کر کرتے ہیں سب سے پہلے دستبازوں کا  
رویت یاد آتا ہے اور ان کی تعلیم میں خدا کی اطاعت کے اندر اپنی جان و مال اور اولاد  
کی محبت سے دست بردار ہونے اور شیطانی وساوس کو نفرت کرنے کا مہم پیدا ہوتا ہے  
لبیک لبیک یاد تلبیک کہتے ہوئے سید ابراہیم پر کار بند ہونے کی دعا ملتی ہے۔  
اور قربانی کے ساتھ مہم مذہبی ڈرائے کو ختم کرتے ہیں۔ یورپ کے نوجوان ڈرائے کا اند  
کر وید کے ہیر و زکی نقل کرتے ہیں۔ اور بھارت ورش کے دیوت ہما بھارت کے  
سورماؤں کا ساہگ بھرتے ہیں اور نوی جوش پیدا کرنے کا ذریعہ جانتے ہیں۔ ہم حج کے  
اندر فیض و شیطاں سے جہاد کرنے والے اور راہ خدا میں جان دینے والے بہادر ہیں  
کارناموں کو زندہ کریں تو کون سا جرم ہو گیا؟ انہوں میں چند ایسے شہداء ہیں  
ہیں باقی تماشا دیکھتے ہیں بھیل بنجنا ہے۔ وہاں کوئی تماشا دیکھتا ہے۔ کسی کو دکھاتا  
ہے۔ ہر شخص اپنے فعل سے اپنے تئیں خدائی عشق کا سبق دیتا ہے۔ اور ایک رنگ میں رنگین  
ہونے کی وجہ سے روحانی لہر برقی رو کی طرح دلوں کو روشن اور گزشتہ گناہوں کی آلودگی  
سے پاک کر دیتی ہے۔ معرفت ربانی کی جس شاندار روایات کو زندہ رکھنے اور مسئلہ اوچت  
جانتے کے لیے حج فرض کیا گیا ہے یہ بندے انہی کو بے معنی کہتے ہیں +

**حج اور کفر** کفر کا مقابلہ حجابات کچھ میں نہ آئے اسے لغو اور بے معنی کہہ دینا آسان ہے مگر جو  
ہم فیض و شیطاں سے جہاد کرتے ہیں ان سے مقابلہ کرو اور دیکھو کہ ایک اثرا کا اگر بحیثیت مسلمان  
کوٹ چلتوں ڈالتے۔ پھر مہم ہاتھ میں لے سیتی بکاتا ہوا عداوت کو میدان میں جانتا ہے  
کہ ترک۔ کچھ مصری۔ کچھ جاوی اور کچھ بھاری جٹیلوں کو لیکر کفر کا فرس کا اہل  
کاٹا ہے۔ کچھ ساسی۔ کچھ تمدنی اور کچھ غامبی قلعے و دیوے (میرٹھس نیغام) کو زندہ کر دیتا ہے

پاس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ حج ہو گیا۔ اور قربانی طرز کے سید سے مسلمان امیر غریب  
ننگے سر ایک لباس اور یکساں لٹکاواہ وضع میں طواف کرتے ہیں۔ حمد و ثناء کے الفاظ  
زبان پر جوتے ہیں اور اس کی عظمت و کبریا کی کا خیال دل میں۔ حج اس کو پورے کر  
دعاے ابراہیم کے پورا ہونے کی التجا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں بھی صفوا  
مروہ کے وقت ایک باخدا صنیعہ اور شیر خواہی کی محرابی زندگی کے مصائب اور  
پھر رحمت ایزدی کا نزول یاد آتا ہے۔ یہی جہاد میں باپ کے ہاتھ سے بیٹے کے گلے  
پر چھری رکھنے کا واقعہ اور انسانی طبیعت اور رحمت خداوندی کے مابین کشش  
ہونے کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ قربانی کرتے ہوئے اس کا فضل و کرم  
یاد آتا ہے جس نے بے نظیر آریٹھ کے جیلے میں بیٹے کی جگہ جانور کی قربانی  
منظور فرمائی اور ہم گنہگاروں کے لیے اپنی راہ میں اولاد کی بجائے صرف مال  
سے دست بردار۔ چونکا فی قرار دیا کہ کفر نس کرنے والے نے زندہ کر دیا  
کئے۔ اچھا کیا۔ مگر خدا را انصاف سے بتاؤ کہ مہم جذبہ کو زندہ کرنے اور محبت ربانی  
کے خیالات کو ابھارنے کا فائدہ اس جٹیلین کو ہوا یا ان سادہ مسلمانوں کو؟ +

**اشارہ** قربانی حج کے خاتمہ پر ہوتی ہے۔ مگر اس کی تیاری اور جانور چھینا کرنے کا کام  
پہلے سے کرنا پڑا ہے اور قریب تر مالک کے حجاج اکثر ایسے جانور ساتھ لیجاتے ہیں  
یہ دستور قدیم سے تھا اور کفار عرب اگرچہ کشت و خون کے دلدورہ اور غارتگری  
میں ڈبے رہتے مگر ایسے جانوروں کو لوتنے سے اجتناب کرتے تھے اور نشان یہ مقرر  
تھا کہ جس جانور کے کوہان پر زخم ہوا اور گنے میں ایک چڑے کا ٹکڑا لٹکا ہوا وہ قربانی  
کا جانور سمجھا جاتا ہے۔ پانچے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جب پہلی دفعہ مکہ منورہ  
تشریف لینگے ہیں اور جس سفر میں بیتہ الرضوان کا واقعہ پیش آیا ہے صرف اس سفر میں  
مروی ہے کہ حضرت نے جانوروں کے کوہان پر دایں جانب زخم کیا اور گنے میں  
چڑا لٹکایا اور زخم کرنے کو اشعار اور چڑا لٹکانے کو تعلیم دیتے ہیں، دوسرے سفر میں  
عمرہ القضاء کو تشریف لینگے ہیں تو جہلی کہتا ہے کہ اشارہ کرنا موی نہیں البتہ تعلیم  
کی گئی۔ تیسرے عمرہ میں جو فتح نامہ کے بعد مقام جہان سے جا کر کیا ہے قربانی کو  
لیجاتے گا ذکر نہیں۔ چوتھے سفر یعنی حجۃ الوداع میں اشارہ کا ذکر ہے نہ تعلیم کا  
اگرچہ قربانی کے ۶۳ جانور خاص حضرت م کی ذات خاص کے ہوا تھے۔ مرن پہلی  
دفعہ اشارہ اور تعلیم دونوں۔ دوسری دفعہ محض تعلیم کی گئی، بعد میں دونوں کا ذکر  
نہیں اور واقع میں جس قدر اسلام کا دور بڑھتا جاتا تھا راہ میں غارتگری کا ذریعہ  
کم ہوتا جاتا تھا۔ اس بنا پر امام ابو حنیفہ (علیہ الرحمۃ) کے نزدیک اشارہ ہی ایک  
وقتی ضرورت تھا اور بعد میں ضرورت نہ رہی تو اب جانور کو بے وجہ زخمی کرنا ایک  
زردیک کرہ ہے +

**اشارہ اور دل** امام حکم کے سوا اکثر ائمہ دین درجہ بلند اس فعل کو سنت یا مستحب کہتے  
ہیں۔ اس سے وہ بھی غافل نہیں کہ گنے کی ضرورت کے واسطے اور غنہ غارت و کچے کے لیے  
بجمل کیا گیا تھا۔ مگر فضل رسول (علیہ السلام) کے حکم اس کو پوٹ بیالانے کا حکم دیتا ہے  
جیسے دل میں طواف کعبہ میں جلد خراہی کا حکم ایک مصلحت خاص کیلئے دیا گیا تھا لیکن



اور جو حد و رت نہ رہنے کے سب کے نزدیک سنت دالمی سمجھا جاتا ہے۔ ہمہ تن  
 امام ابو حنیفہؒ کی تقلید فرض ہے جو معاویہؓ اور دیگر ائمہ اسلام سے نفرت۔ دعا حکم  
 رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سمجھنے اور اس پر کاربند ہونے سے ہے۔  
 یہ اس سلسلے جو اسد اہل امام صاحب کی طرف سے پیش ہوتا ہے قوی معلوم ہوتا  
 ہے کہ یہ کلام کو تو سفر حدیبیہ کے سوا اس فعل کا احمد و خود آنحضرت ص سے  
 مروی نہیں دوسرے قرآن کریم لغو اور بے فائدہ کام کو ترک کر لیا حکم دیتا ہے۔  
 ﴿وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ هَذَا الْقَوْلَ فَخُذُوا لَهُمْ نَصْرًا﴾ (بار بار اس مسئلہ کی ضرورت عمرہ  
 کا عینا پیش آتی تھی۔ جب کہ مفسر یہ کفار کا تصرف تھا اور وہ مسلمانوں کا  
 آہستہ چرائی کو ان کے ضعف و لغاہت پر مشغول کرتے اور ان پر غالب آنے کی  
 خوشی منانے تھے۔ لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس موقع پر دل کا حکم  
 دیا کہ علاوہ حق و باطل کے اس میں بھی مل کر کفار کی بیخ کنی ہو چکی تھی۔  
 اور کوئی ایسی کمزوری پر رہنے والا نہ رہا تھا۔ اور ہمارا ایمان ہو کہ فضل رسول (صلی  
 اللہ علیہ وسلم) والسلام انہیں کسی جہت و مصلحت کے نہیں جو سکتا اور اس وقت شامت  
 کفار کی مصلحت باقی نہ رہی تھی تو ضرور کوئی اور وجہ ہوگی اور اپنی استطاعت کے  
 سوا بچ کر فرما دیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کفار پر عجب ڈالنے کے علاوہ  
 تیز خدائی سے ذوق و شوق کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ کسی قابل تعظیم بزرگ کی خدمت  
 میں بیٹھنا یا کھڑے ہونا ہونا تو سر جھکانا۔ نظر کو نیچے رکھنا اور عجز و مسکنت کو ظاہر  
 کرنا مقتضائے ادب ہے۔ لیکن اسی بزرگ کے استقبال کو جانا ہو یا اس کے  
 کسی حکم کی تعمیل میں جانا پھرنا ہو تو اس وقت کی آہستہ خدائی سے ظاہر ہوتا ہے  
 کہ شاید وہ اس کام کو کرنا نہیں چاہتا۔ اس لیے اطاعت شعار بندہ بے اختیار  
 یا بعد اپنی وجہات سے غیبت و شوق کا اظہار کرتا ہے اور جو کام کرنا ہوا کی  
 طرف تیز مزاج سے لپکتا ہے۔ تیز چلنے سے تکلیف ہو جب بھی پہلے چند قدم  
 ضرور جلدی اٹھاتا ہے۔ بعد میں رفتار کو نرم کر دے تو سمجھتا ہے کہ معذور  
 سمجھا جائے گا۔ ہاں مسانت کو بالکل چھوڑ دینا اور لمبے ڈگ بھرنے اس وقت  
 بھی ازبیا ہوتا ہے۔ یہی کیفیت نماز اور طواف کی ہے کہ نماز میں عجز و  
 تقدیر کے لیے فروتنی کا اظہار مناسب سمجھا گیا ہے اور طواف میں چست  
 نرمی جو مسانت اور خوش رفتار سے ملی ہوئی ہو شوق و محبت کا نشان  
 قرار دیا گیا ہے اور وہ بھی سات چوکروں میں سے صرف پہلے تین میں جیسے بالعموم  
 اقل کے سامنے قرآن پڑھنا ان کی عادت ہے۔ پس اس فعل کا ارتکاب کبھی

نہی غور نہیں ہوتا تھا۔

فقہاء یہ ہے حج اور یہ ہیں اس کے چنا اسرار جو ہم جیسے نادانوں کو بھی معلوم  
 ہو سکتے ہیں۔ ورنہ ہمارے مالک کے احکام بے شمار فوائد سے محروم ہیں اور ان کا  
 ایک نکتہ بھی ایسا نہیں جو لغو اور بے معنی کہا جائے۔ لوگ تجارت۔ مبادلہ خیالات  
 اصلاح رسوم وغیرہ محض دنیوی فوائد پر نظر رکھتے ہیں حالانکہ اسلام کو بھی  
 فوائد منظور خاطر نہیں ہیں اور مسلمانوں کا نصب العین محض دنیا کو پیش قدمی  
 سے گزرا کر کبھی بھی قرار نہیں دیا گیا۔ اگر کوئی شخص صرف دنیا چاہتا ہو تو مثلاً  
 اسلام کو چھوڑ دے۔ دنیوی ترقی اور دنیا میں ہو۔ ذرا بھی ہو سکتی ہے بلکہ اسلام کی نسبت  
 زیادہ ہو سکتی ہے۔ اسلام کسی بے ایمانی۔ خیانت ظلم، انصاف کی اجازت نہیں دیتا  
 گردنیوی فوائد اکثر بے دین ترقی اور بے ایمانی سے (اگر یہ کام ذرا دوراندیشی اور دانائی کو  
 اور ناپسندی کی آڑ میں کیے جائیں تو) اس قدر حاصل ہو سکتے ہیں کہ ایمانہ رول کو وہم و خیال  
 میں بھی نہ آئیں۔ پس ایمان دار رہنے کا فائدہ اگرچہ دنیا میں بھی ہے مگر بہت کم۔ اس کا  
 حتمی فائدہ ایمانی بہتری اور اہل آبادی کی راست ہے اور اگر کوئی کہ وہ اسلام کو  
 چھوڑ کر کبھی بھی مسیحیت نہ آگے اور نیز اسلام کے کسی حکم کو اپنی نادمانی سے غفلت  
 عقل سمجھ کر اور کسی چھوٹی سے چھوٹی غیبت سے منہ پھیر کر بھی ابدی راحت میں ضرور  
 نقص پہنچے ہو گا۔ خداوند تعالیٰ اس لیے شروع ہوا ہے کہ اقوام عالم کے حالات،  
 سلوک ہوں اور ہم تجارت و صنعت میں ترقی کریں۔ حاشا و کلا۔ اسلام کو نادان  
 دوستانہ اور جبروت دنیا کو معبود سمجھنے والوں کا اختراع ہے۔ اسلام صرف ربانی  
 کی طرف بلا تہمت اور اس کا ہر ایک فرض خدا کی عظمت و جبروت کو دل میں اسخ  
 کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ جو دنیوی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں  
 وہ ہم خرا۔ ہم ثواب۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ ہم جیسے سیر چشم مسلمان جو نور انتخاب کو  
 دیکھ نہیں سکتے شرع سے نور ہدایت لیکر آتے ہیں۔ نماز روزہ اور دیگر احکام کو کجا  
 لاکر روشنی حاصل کرتے ہیں۔ یہ ہمارا اپنا قصور ہے کہ دو کاپارہ منہ کو لگاتے ہیں اور  
 پتے نہیں یعنی محض ریم کی پابندی کرتے ہیں دروغ و مدح غافل رہتے ہیں۔  
 شخص تباہ اور ہدایت کی راہ دکھانے والا ہمارے محرومی قسمت سے قابل ملامت نہیں  
 ہو سکتا۔ یہ ہیں میرے خیالات۔ ان کو پڑھو اور اپنے لیے اور میرے لیے  
 ایمان دار ہونے کی دعا کرو۔ فقط +

محمود علی پروفیسر رزمیہ کالج کپور تھلہ

## معجزہ شق القمر پر ایک محققانہ نظر

(سلسلہ کے لیے دیکھو اسوہ حسنہ ماہ اکتوبر ۱۹۷۱ء)

لکھائے یا اسے یہ حکم لگانے کے واسطے کسی دلیل کو تلاش کرنا پڑے۔ مثلاً دو اجزاء  
 کا چار سے زیادہ ہونا یا کسی شخص کا اپنے باپ کا ہونا عقل بلا کسی محبت و دلیل کے

محال کی دو قسمیں ہیں (۱) محال عقلی۔ (۲) محال عادی۔ محال عقلی تو وہ ہے جس کا  
 ہونا یا نہ ہونا عقل کے نزدیک ناجائز خواہ عقل براہ راست بغیر کسی عذر و تمہنی ایسا حکم



اس کو محال سمجھتی ہے یا مثلاً ایک کرہ کے جسم کا نصف سے زائد قطار انا کر اس کو محال سمجھنے میں مناظر التلید کے بظاہر کی ضرورت ہے۔ دوسری قسم خال کی محال ہادی ہے یعنی حادثات محال ہے نہ کہ برپائے عقل۔ یہ معانی حقیقتاً ممکن ہے مگر چونکہ خدا کی عادت دیکھ کر نہ پر جاری نہیں ہے اس لیے ہم اسے بھی محال کہہ دیتے ہیں مثلاً اہم کے درخت سے نارنگی کا پیدا ہونا بکری کے پیٹ سے آجی کا بچہ پیدا ہونا۔ دھنسا تم کا نشوونما پا کر پھل لے آنا وغیرہ وغیرہ۔ اور اسی ضمن میں تمام معجزات انبیاء داخل ہیں جن کو ہم ممکن غیر عادی کہتے ہیں۔ نہ کہ محال عقلی +

اب نفس فلسفہ اس کے موضوع اور خات پر غور کیجئے۔ دنیا میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک تو وہ جنہیں ہم اپنے حواس ظاہری سے محسوس کرتے ہیں جیسے شکل و صورت۔ رنگ، گرمی و سردی وغیرہ اور دوسرے وہ جنہیں ہمارے حواس ظاہری محسوس نہیں کرتے بلکہ صرف اہل کے آثار کو محسوس کرتے ہیں مثلاً مقناطیس کی قوت جاذبہ کہ وہ کسی سے نہیں دریافت ہوتی بلکہ اس کے آثار محسوس ہوتے ہیں یعنی لوہے کا اس کی طرف کھینچنا اور فلسفہ کا کام یہ ہے کہ وہ ان اشیاء محسوسہ غیر محسوسہ کو افعال و خواص کو معلوم کرے +

جب اشیاء کے خواص و افعال کے معلوم کرنے کا نام فلسفہ مطہر اور ظاہر ہے کہ فلسفہ صرف ایک جستجو و تلاش ہے جو ہم کو تمام اشیاء موجودہ فی العالم کے خواص و آثار معلوم کرنے میں مدد دے اور ہم کو یہ بتائے کہ نفس نے اور اس کے اثرات کا نام ہم رابطہ کیا ہے۔ چنانچہ موجودہ فلسفہ کی بنیاد بالکل اسی جستجو و تلاش و تلاش پر ہے جس کو انگریزی میں Induction کہتے ہیں۔ یہاں تک ہم کو کوئی اختلاف اس فلسفہ سے نہیں ہے بلکہ ہم بھی اسے بہت مفید و کارآمد سمجھتے ہیں لیکن جب ایک فلسفی اسی زمیں پر دعویٰ کرتا ہے کہ وہ انہی اصولی استقراء کی بنیاد پر قانون قدرت (Law of Nature) دریافت کر سکتا ہے تو ہمارا اس کا اختلاف پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک قانون قدرت وہی ہے جو اس نے استقراء پر بنایا عالم کی بنا پر سمجھا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ استقراء ناقص ہو اور اس لیے قانون قدرت کے متعلق کوئی قطعی داغ و غباری حکم لگانا سخت غلط و جہالت ہو زیادہ سے زیادہ ہم نتائج استقراء کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اغلب ہیں نہ کہ یقینی اور جب تک یقین کے ساتھ کوئی بات نہ معلوم ہو جائے اس وقت تک ہم اسے قانون قدرت نہیں کہہ سکتے۔ استقراء کے نتائج اسی وقت یقینی کہے جاسکتے ہیں جب ہم تمام جزئیات عالم کا احاطہ کر سکیں اور چونکہ یہ طاقت بشری سے خارج ہے کہ وہ دنیا کی تمام چیزوں کو دیکھ کر کوئی صحیح نتیجہ نکالے اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ استقراء ناقص ہو اور قانون قدرت کا علم بھی ناقص ہے ہم اس کے متعلق چند مثالیں دیکھ جائیں گے کہ واقعی استقراء کس درجہ ناقص و غیر مکمل ہے +

(۱) پہلے استقراء سے یہ بات یقین کر لی گئی تھی کہ سہارے (جو چلتے پھرتے ہیں) صرف سات ہیں اور ان ہی کی رفتار ہم کھانڈ کر کے پیشگوئیاں کی جاتی تھیں لیکن بعد تحقیقات و مزید استقراء سے معلوم ہوا کہ ۳۳ ستارے ہیں اور چونکہ ابھی تک انھیں

جستجو کے لیے بہت میدان باقی ہے اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ کس قدر ستارے اور ہی جن کا حال ہمیں معلوم نہیں۔ پھر اس زمانہ میں جب کہ صرف سات سیاروں کے ہونے کا یقین تھا اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ کائنات میں یہ واقعات دیکھ چکا یا انھوں نے سیارہ کے اثرات رونما ہونے کو فلسفہ والے ہنستے کہ قانون قدرت تو سات میں محدود ہے یہ آٹھواں یا بیسواں سیارہ کہاں سے آیا۔ مگر اب جب کہ یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ کئی آخر اخص نہیں کر سکتا +

(۲) فلاسفہ طبیعی کا خیال تھا کہ وہ عناصر جن سے ترکیب تمام ہوتی ہے صرف چار ہیں اور انہوں نے لا آت نیچر ہی سمجھ رکھا تھا کہ ترکیب اجسام کی لیے ان چاروں عناصر کا ہونا ضروری ہے مگر تھوڑے زمانہ کے بعد وہ قانون قدرت بکھر گیا۔ کیونکہ اب چونکہ چیزیں مغز و بیضا ایسی دریافت ہو چکی ہیں جن سے اجسام ترکیب پاتے ہیں اور نہیں کہا جاسکتا کہ ابھی کتنی اور ہیں جو دریافت نہیں ہو سکیں۔ اس لیے کیا کوئی اب ان ہی ۴ کی بنا پر لا آت نیچر تیار کر سکتا ہے؟ (۳) نظام بطلمیوسی کتنے عرصہ تک صحیح اور درست تسلیم کیا گیا لیکن نظام فیثاغورس نے اسے بالکل باطل کر دیا۔ پھر کیا یہ یقینی طور سے کہا جاسکتا ہے کہ اب نظام فیثاغورس باطل نہیں ہو سکتا؟ +

(۴) جس وقت مقناطیس کی قوت جاذبہ دریافت ہوئی تھی کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کسی وقت اس کی یہ خاصیت اس سے منفک ہو سکتی ہے یا ایک ہی پارہ مقناطیس میں مختلف مدارج کشش کے ہو سکتے ہیں لیکن بعد کو دریافت ہوا کہ زلزلہ کے وقت وہ قوت جاذبہ بالکل نائل ہو جاتی ہے اور پارہ مقناطیس کے بالکل وسط میں وہ کشش بہت کم یا بالکل نہیں ہوتی، لیکن اگر اسی جگہ دوسرے کو پھر دو ٹکڑے کر دیں تو وہی بہت زیادہ جاذبیت پیدا ہو جائے گی +

(۵) ہم کو استقراء سے معلوم ہوا تھا کہ تمام حیوانات کھانے کے وقت نیچے کا جڑا ہلاتے ہیں اور یہی قانون قدرت سمجھ لیا گیا تھا لیکن ایک مدت کے بعد ہمیں ایک حیوان متسلح (مگر مچھ) ملا جو جلوت دیگر حیوانات کے اوپر کا جڑا ہلاتا ہے اور چونکہ ہم نے تمام حیوانات عالم کو نہیں دیکھا اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ سوائے متسلح کے اور کتنے جانور ایسے ہیں جو اوپر کا جڑا ہلاتے ہیں +

(۶) تمام اہرین فزیالوجی کا مسئلہ مسئلہ ہے کہ قوت ہاضمہ کے کام میں لانے کے لیے وجود نور و ضیا ضروری ہے یعنی آنکھ اسی جگہ کام کر سکتی ہے جہاں روشنی ہو۔ اندھیرے میں وہ کام نہیں کر سکتی۔ مگر آخر یہی میں ایک عورت ایسی تھی جو رات کو آنکھیں تھیں ایک خاص حالت اس پر طاری ہوتی تھی۔ اسی حالت میں بڑی کام میں وہ اپنا سارا کام کرتی تھی اور سخت تاریکی میں آنکھ بند کر کے کتابیں پڑھ لیتی تھی۔ پھر وہ قانون قدرت بینائی کے متعلق کیا ہوا؟

(۷) یہ قانون قدرت تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کسی حیوان کے دو تین ٹکڑے کر دو تو وہ رہ جائے گا۔ لیکن ایک جانور پیدر نامی دریافت ہوا ہے جس کے اڑنے والے ٹکڑے کر دیے جائیں تو چند روز کے بعد ہر حصہ منقطع ہو کر اجسام بن جائے گا اور حرکت

کے فلسفے کا کہنا یہ قانون فطرت بھی اسی طرح مستحکم باقی ہے ۔

۱۰۔ آل کلام جلتا ہے اور اس کے خلوات کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ قانون فطرت ہے لیکن دماغ و زبان میں ایک کپڑا لٹکا کر انہیں پر لپیٹ لو اور پھر کوئی کپڑا اہل جائے گا اور انگلیاں محفوظ رہیں گی۔ اب وہ قانون فطرت کہا جاوے گا۔  
مذہب فکر فقہ کی جگہ تو ایسی مثالیں ہزاروں مل سکتی ہیں جو یہ بات ثابت ہو سکتی ہے کہ فلسفہ کا کوئی نظریہ ایسا نہیں ہے جس میں کوئی مستثنیٰ نہ ہو۔  
اور یہ صحیحہ اور منطق کا مسئلہ مسئلہ ہے کہ حکم علی ایک استثناء سے بھی قاعدہ عام باقی نہیں رہتا۔ پھر جب فلسفہ کی کڑوری کی یہ حالت ہے تو کیوں اس کی بنا پر ہر ایسی چیزت انکار کر دیا جائے جو جاری کچھ میں نہ آئے یا جو ہمارا فلسفہ غلط بتائے۔ ممکن ہے آئندہ جگہ ہمارا استقرار اس بات کے صحیح ہونے کو ثابت کر دے۔ یہاں تک تو اجماعاً لایان ہو جو وہ فلسفہ کے منہمک اور اصول کے متعلق تھا اور غالباً اس کے بعد ہمیں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔  
کذا خاص مجموعہ شق التمسک کے متعلق ان کے اعتراضات کو دفع کریں گے۔  
دو قسم اعتراضات جو اسی فلسفہ کے اصول مسئلہ کی بنا پر ہیں اور ان اصول کی کڑوری کو ہم ظاہر ہی کر چکے ہیں۔ مگر ہم ان اعتراضات کا علم نہ ہو یا وہیں گے خود وہ اعتراضات کتنے ہی لغو و بھل کیوں نہ ہوں۔

(۱) پہلا اعتراض فلسفہ قدیم کا مجموعہ شق القدر پر ہے کہ قرعہ شق ہونے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس نے حرکت مستقیمہ کو قبول کیا (کیونکہ خرق و التیام بہتر حرکت مستقیمہ کے نہیں ہو سکتا) اور اجرام فلکیہ میں خرق و التیام محال ہے کیونکہ وہ حرکت مستقیمہ کو قبول نہیں کرتے۔ اس لیے چونکہ قرعہ اجرام فلکیہ میں داخل ہے اس لیے اس میں خرق و التیام نہیں ہو سکتا اور شق القدر خرق و التیام کو چاہتا ہے ۔

اس کے جواب کے متعلق ہمیں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں کیونکہ فلسفہ قدیم کے اس خیال کو فلسفہ جدید نے بالکل باطل کر دیا ہے اور وہ اس طرح کہ دور ہیوں کے ذریعہ سے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی ہے کہ قرعہ قرعہ جیسی طرح کے جگہاں پہلے اور دریا وغیرہ میں حبیب کرہ ارض پر۔ اس لیے جب قرعہ قرعہ کے اجزاء ترکیبی زمین کی طرح ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس پر وہ تمام کیفیات طاری ہوں جو زمین پر ہو سکتی ہیں اس لیے اگر زمین میں خرق و التیام ہو سکتا ہے تو چاند میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ زمین کا شق ہو جانا بالکل پرہی بات ہے اس لیے قرعہ قرعہ شق ہو جانے کے لیے بھی کسی دلیل کی ضرورت نہیں اس لیے جب قرعہ قرعہ کا شق ہو سکتا۔ محال نہیں ہے، تو پھر اس کے وقوع کا ثبوت صرف تاریخ کا محتاج ہے اور وہ اس کی شاہد ہے ۔

(۲) دوسرا اعتراض فلسفہ قدیم کا یہ ہے کہ جرم قرعہ شق ہونے سے فلک قرعہ سے بیکر فلک الافلاک تک سب کا پھٹ جانا ضروری ہے پھر اگر شق کو اس طرح فرض کریں کہ جیسے اوپر دو ٹکڑے ہو گئے تھے تو اس کے یعنی جو کچھ

فلک الافلاک سے اوپر اجرام فلکیہ نے پھٹ کر کوئی حرکت قبول کی تھی اور یہ محال ہے کیونکہ فلک الافلاک کے اوپر جگہ نہیں ہے ۔

اس کا جواب بھی فلسفہ جدید نے دیا ہے کہ کیونکہ اس کے نزدیک سماں کا وجود ہی نہیں ہے اور اس لیے یہ فلک القدر۔ اور فلک الافلاک کا قصہ ہی باطل ہے لیکن اگر ہم آسمانوں کو اسی طرح فرض کر لیں جیسا فلسفہ قدیم سمجھتا ہے یعنی پانچ کے چھلکوں کی طرح تہہ تہہ تمام افلاک ایک دوسرے کو محیط ہیں تو بھی شق و محال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جرم قرعہ فلک قرعہ میں بڑا دو حال سے خالی نہیں یا تو جرم قرعہ فلک قرعہ میں جڑ دیا گیا ہے۔ یا فلک قرعہ صرف اس قدر حصہ متوریا کا سب ضیاء بنا دیا گیا ہے، صورت اول میں فلک قرعہ خرق و التیام ثابت ہے کیونکہ جرم قرعہ فلک قرعہ میں جڑا جانا بغیر خرق کے ممکن نہیں لیکن اگر دوسری صورت فرض کریں تو ایسا فرض کرنے کے لیے خسوف و کسوف وغیرہ منافی ہیں۔ اب رہا یہ امر کہ شق قرعہ تمام افلاک کا شق ہو جانا لازم آئے گا سو یہ کوئی ضروری بات نہیں کیونکہ وہی فلسفہ جو شق قرعہ عرض کرنا ہے جرم کی دو صفتیں بیان کرتا ہے :- انضغاط (مٹنا) اور مرونت (پھراپنی اصل حالت پر رجحان) اور چونکہ قرعہ کو بھی وہ ایک جسم تسلیم کرتے ہیں اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ جرم کی صفات عامہ اس میں نہ پائی جائیں اس لیے اگر شق قرعہ کے وقت دونوں ٹکڑے ایک دفعہ حالت انضغاط میں ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور پھر ہر حالت مرونت میں ایک دوسرے سے مل گئے ہوں تو کوئی جگہ عجیب نہیں کیونکہ یہ عین صفت جسم ہیں۔ اگر اسی کے ساتھ ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ فلک قرعہ جیسا کہ ساتھ ضرور شق ہو جاوے گا تو بھی کوئی نقصان لازم نہیں آتا کیونکہ وہ بھی ایک جسم اور اس میں بھی ہی دونوں صفتیں پائی جاتی ہیں ۔

(۳) تیسرا اعتراض جو فلسفہ جدید کی بنا پر کیا جاتا ہے وہ ان دونوں پیش کردہ شق القدر کے ممکن ماننے سے حالات مندرجہ ذیل ممکن ماننے پر مشتمل ہے :-

- (۱) جذب مرکزی زمین شق قرعہ باطل ہو جانا۔
- (ب) چاند کو ٹکڑوں میں خرابا شق یا مثلاً جزو با حرکت قسری پیدا ہونا جو قرعہ کی حرکت ذاتی کے منافی ہے ۔
- (ج) حرکت قرعہ اس وقت تک کے لیے ٹک جانا جب تک دونوں پارہ فلک ایک ہی (د) حرکت قرعہ ٹک جانے سے تمام اجرام فلکیہ کا نظام بدل جائے۔ اور ایسا نہیں ہوا۔
- (د) شق قرعہ کے بعد چاندنی جزو کم ہو گئی ہوگی حالانکہ اس کا ذکر کہیں تاریخ میں نہیں ہے۔
- (و) کہ قرعہ جس قدر دریا میں وہ بہ وقت شق قرعہ زمین کی طرف تہے اور یہاں ان کی ریزش محسوس ہوتی ۔

(نہا) کہ قرعہ کی طغیانی کو صدمہ پہنچا، اور ان میں اضطراب پیدا کرنا جو سراسر جلد خداوندی کے خلوات ہے ۔ (باقی ایندھا)

نیاز محبت نیاز نچھوری

# لَقَدْ كُنَّا اِنَّا قَصَصْنَاهُ عَلٰى اَوَّلٰى الْاَلْبَابِ

بے شک تمہارے قتل والوں کے لئے ان لوگوں کے حالات میں (بڑی) عبرت ہے +

## مذکرہ السلف

### حضرت امام حسینؑ

ذکیوں ہوں اشک جاری مرثیہ شکر  
شہید کر بلا کی یہ کہانی ہے

کا۔ دنیا میں اور مصیبت زدہ بھی استقلال اور حوصلہ و محنت میں پورے  
اُترتے ہیں لیکن حضرت امام حسینؑ جس محنت اور جس خوشی سے پورے اُترتے  
اُس کی نظیر بنی اسرائیل کے بیٹوں میں بھی نہیں ملتی ہے۔ ایوب علیہ السلام کا  
علیہ السلام نے مصائب اور ابتلا کے وقت بہت کچھ استقلال کیا مگر ان کا  
استقلال اور محنت حسینؑ استقلال اور محنت و بردباری سے کہاں مل سکتی ہو  
حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی بیویوں کی دست برد کے وقت تنگ ہو کر کہہ ہی  
دیا کہ "اے میرے باپ اگر یہ چال مل سکے تو ملا دے"

لیکن حضرت امام حسینؑ نے سوائے اس کے اور کچھ نہ کہا۔ جیسی تیری  
مرضی ہو ویسا ہی کر۔

ان الفاظ کا مقابلہ کر و ان الفاظ سے جو ایک نئی حدیہ السلام کے مرنے کو ملے  
ہیں اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی سوچو کہ یہ کون ایک نبی کی امت میں ہے  
جس کو نبوت اور رسالت کا دعویٰ نہیں ہے۔ کیا اس سے حضرت رسول اکرمؐ  
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اس قول کی عملی رنگ میں تصدیق نہیں ہوتی :-  
"علماء امتی کا نیکو بیٹا بنی اسرائیل" +

حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی شہادت اس واسطے یگانہ اور فرو نہیر کہ انہوں  
نے دشمنانِ آلِ رسول کے ظالم ہاتھوں سے شہادت پائی بلکہ اس واسطے کہ حضرت  
صالح نے اپنے اس استقلال اور اس عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ "اپنے ضمیر کا  
شہادت پر کس طرح ایک راستہ انسان ثابت اور قائم رہ سکتا ہے؟ کس طرح  
ثابت اور قائم رہنا چاہیے؟ رہنا بالحق کا عملی نمونہ کیسا ہوتا ہے؟ قوم اور  
مذہب کی قربانیاں مذہبی حدود کے اندر کس رنگ کی چوٹی چاہئیں؟ صداقت  
پرستی میں کتنی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے؟ بڑی قربانیاں اور بڑے جذبات کا

بیان اس تفصیل کی ضرورت نہیں کہ جو حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے  
مستقل کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس تفصیل سے قریباً مسلمانوں کا ہر ایک حصہ کم و  
بیش واقف ہے۔ محرم یا ماہ محرم کا نام ہی اس ساری تکلیف دہ تفصیل کا  
تفصیل ہے۔ یہاں غم کا مہینہ آیا یا اس کا نام لیا گیا وہیں چڑی جس سلمان  
کے دل و دماغ پر غم و الم کی بجائیاں دوڑنے لگیں اور ان کی آنکھوں کے سامنے  
رسول کریمؐ کے پیادے نواسے حضرت امام علیہ السلام کی مصیبتوں نمودار ہو گئی جو  
بردباری اور استقلال کا سال چھا گیا +

اللہ اکبر اس واقعہ حسینؑ یا واقعہ کربلا کے ذکر میں بھی کیا سوز کیا درد اور  
کیسا اثر ہے۔ بے شک انہیں اور دین کا کلام بھی بہت کچھ غلو اور اثر لیے ہوئے  
ہے۔ مگر وہ اصل اس دردناک واقعہ حسینؑ کی بدولت ہی کلام انہیں اور مرانی  
دیر میں اس قدر جذب اور سوز پیدا ہو گیا ہے۔ ایک واقعہ ایسا دوسوز اور دردناک  
اور دوسری طرف سے اُس کے بیان کرنے والے انہیں اور دیر +

دنیا میں مختلف لوگوں پر محبتیں آتی ہیں اور مختلف لوگ اپنے اپنے رنگ میں  
میکاسے بلا جوتے ہیں۔ مگر حسینؑ کی مصیبت اور حسینؑ کا ابتلا کچھ اور ہی رنگ تھا

ہے۔ اس میں کچھ بھی بات اور کچھ اور ہی مجید ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ  
السلام کو بچنے کی قربانی سے آزمایا گیا تھا اُسی طرح امت محمدیؐ کے ایک بڑے  
زرکن زمین کی آزمائش ہوئی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے امتحان میں ایک میٹھا  
خود بخود قدرت کی طرف سے ہٹا لیا گیا۔ یہاں خود حضرت حسینؑ علیہ السلام اور  
ان کی قربانی کو قربانی کا میٹھا جانایا گیا اور سب کے سب جان و دیکر اس حقیقی  
امتحان میں پورے آتے +

یہ امتحان صرف حضرت امام حسینؑ ہی کا نہیں تھا بلکہ کل امت اور کل مخلوق کا

خبر ہم نہ کرنے سے بعض وقت کون کن مشکلات اور آفات میں انسان گرفتار ہو سکتا ہے؟ مذہب کی حمایت اور پرستاری کا اصلی نمونہ کیا ہے؟ غیرت اور شہادت کی شان کو ادنیٰ اور معادی رنگ میں کہاں تک ضرورت ہے؟

انسانی مقابلہ کس طرح کرنا چاہیئے؟  
ایقین ہے جو اس شہادت میں رنگی گئی ہیں، یہ بائیں بین کی وقت سے یہ شہادت شہادتوں کی سرآمد اور تمیز ہے۔ اس کا ثبوت دنیا کی کسی اور شہادت میں نہیں پایا جاتا۔ اور زیادہ تر یہ کہ یہ تمام آزمائشیں اُلجھکوں کی جانب سے ہیں جو کلمہ گو تھے اور جو حضرت حسین کے مانا کو نبی بھی مانتے تھے اگر دشمنوں کے سامنے یہ آزمائش ہوتی تو اس کا رنگ کچھ اور ہوتا۔

اس شہادت میں اس کی حقیقت کچھ اور ہوجاتی +

”اس شہادت کا رنگ ہی کچھ اور ہے“

یہ شہادت مسلمانوں کے واسطے ایک نمونہ ہے۔ یہ شہادت اسلامی صدا کا ایک معیار ہے۔ یہ شہادت عملی رنگ میں ثابت کرتی ہے کہ بری تحریکات سے بچنے اور اپنے ضمیر کو اپنے مذہب اور اپنے عقیدہ صادق کی جوابی اور ذمہ داری کا رنگ ایسا اور ایسا ہی ماننا چاہیئے۔

”اس شہادت بزر و بارز و نیست“

اگر حضرت امام دشمنوں کے سامنے یہ کہہ کر سر جھکا دیتے کہ ”بہت اچھا“ تو اسکا آج نتیجہ کیا ہوتا کہ صد ہا دوسرے لوگ کسی وقت بڑی تحریکوں کے گرویدہ ہو کر اسلامی و قرآن اسلامی حریت و احترام کھو بیٹھتے۔ اور یہ سالانہ زیادہ جو ایک صادق اور عملی رنگ رکھتی ہے اسلامی دنیا میں اپنا وجود نہ رکھتی۔ ہر لوگ سر کاٹا ہوا ہونے سے سو فیصد غیور اور یوم عمل اور یوم صداقت کو دیکھنے کے عادی ہیں۔ وہ اس برسوز دل سے روتے اور آنسو بہاتے ہیں۔ کرسا دل ہے جاساں۔ تاکہ وہ حق پر آنسو نہ بہائے اور جکا دل نہ گھٹے۔ لیکن حج پوچھو تو حضرت امام نے اپنی اور اپنے کنبہ کی جان دیگر مسلمانوں کے واسطے یہ ایک ایسا واقعہ زندہ کر دیا جو جیسے مسلمانوں کو دوسری طرف رونے کے ساتھ فخر بھی کرنا چاہیئے۔ یہ رسالت محمدی کی ایک زندہ یادگار اور ایک عملی شہادت ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم میں ہی سے ایک ایسا مرد خدا ہوا جو اخیر تک بری تحریکوں کے قابو میں نہ آیا اور بیچ رنگ میں خود کو صادق مسلمان ثابت کیا۔ مسلمان کی شناخت یہی ہے کہ وہ بری تحریکات کا پورے زور سے مقابلہ کرے اور آیت کریمہ :-

ادخلوا فی السلم کافۃ

کی عملی تصدیق پر اپنے خون اور اپنے عمل سے مہر لگائے۔  
احمد شہ شروع شروع میں ہی حضرت امام نے اپنے خون سے اس پر مہر کی جو کج تک روشن اور ثابت ہے اور اس خونی مہر سے مسلمانوں میں ایک عملی جان ڈال دی۔ اور انہیں ہمیشہ کے واسطے اپنی عمل سے زندہ کر دیا +

ہر مال کا محرم اپنے ساتھ صرف آہ و زاری ہی نہیں اور رد و کاساں ہی نہیں لانا بلکہ اس حدیث امتثال صبر۔ استقلال تہوڑ اور شجاعت کا بھی سلسلہ سامنے آتا ہے۔ جو امام حسین علیہ السلام کے صادقانہ عمل سے قائم اور ثابت ہو چکا ہے۔ جہاں جاسی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں (۲۱) کے ساتھ ہی ہمارے دل و دماغ میں یہ خوشی بھی سمونج ہوتی ہے کہ ہم نے اپنی جانی چھوڑی +

علی کے بیٹے اور احمد کے نواسے کی استقامت صبر خدا پرستی۔ خدا پرستی۔ توکل بر خدا۔ رضائے خدا۔ عظمت مذہب کا ولولہ یہاں تک تھا اس مذہب اور قوم کے ہیرو کے اس کارنامے۔ اس عظیم الشان استقلال نے عملی رنگ میں ثابت کر دیا کہ مذہب میں اس قدر طاقت اور اس قدر کشش ہے۔ اور مذہب مشکلات میں کہاں تک اور کس حد تک سہارا بن جاتا ہے +

جو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر چاروں طرف سے بلاؤں اور آفتوں کا ہجوم تھا۔ یہاں تک کہ جانور پانی پیتے تھے اور امام اور اس کا کنبہ اس سے محروم تھا اور پھر یہ کہ سامنے پانی موجود تھا کہ انہوں میں جو کلمہ گزرتے۔ پھر بھی ہمارے امام نے حوصلہ اور ہمت نہیں ہاری۔ خدا پر توکل کر کے دٹے رہے اور آخر وقت تک استقامت نہ چھوڑی۔ اللہ آبر۔ یہ حوصلہ اور یہ ہمت اور طرفہ یہ کہ مظلوم کنبہ میں سے بھی کسی نے اخیر تک یہ نہ کہا کہ بابا جان یہ زبرد کی مان لو کیا صداقت تھی اور کیا بہت و استقلال۔ سچے سبکی ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے رضائے الہی پر اس شدت سے صابر و شاکر تھے کہ جس کی نظیر ساری دنیا میں نہیں ملتی۔ ”ایں کار ز تو آید و مراد منی کسند“ جو شخص اپنی رگوں میں محمد اور علی کا خون رکھتا ہو جس کا قلب روشن ہو، جس پر مذہب اسلام کی صداقت مکمل ہو چکی ہو۔ جو رسالت محمدی کے انوار کا اپنی آنکھوں سے تماشا دیکھ چکا ہو اگر اس میں استقامت نہ ہوتی تو اور کس میں ہوتی +

اسے ماہ محرم اگر ایک طرف تو ہمیں رلاتا ہو تو دوسری طرف ہماری رگوں میں یہ جوش بھی پیدا کرتا ہے کہ ہر امام صداقت کے خاطر قربان ہوا۔ اور اس نے اپنی شہادت سے ایک خونی مہر صحیفہ اسلام پر لگائی ہمارے لیے یہ کتنے بڑے فخر اور عزت کی بات ہے۔ اس قسم کی شہادتوں سے دنیائے اسلام ثابت اور زندہ ہے +

روتے ہیں ہم مرنیہ سن کر تمام

اور دل میں کرتے ہیں فخر امام

سلطان احمد - پنڈدادنغاں

## سال کا پہلا مہینہ

### حادثہ عاشورہ کے اثرات

حادثہ عاشورہ کا مذہبی اثر اذہب اسلام کسی کی موت و حیات سے وابستہ نہیں ہو۔ خود پیغمبر اسلام کی جب وفات ہوتی ہے اور مسلمانوں کے قلوب اسلام کے متعلق متزلزل ہوتے ہیں تو مصدق اکبر کس جرأت اور استقلال کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ محمد (صلم) مر گئے لیکن خدا حی اور قیوم ہے۔ یعنی اسلام کچھ محمد (صلم) کی ذات کے ساتھ وابستہ نہ تھا کہ وہ گئی تو اسلام بھی جاتا رہے بلکہ وہ خدا کا مذہب ہے جس کا تعلق خدا سے ہے اور چونکہ وہ زندہ اور باقی ہے اس لئے اسلام بھی زندہ اور باقی رہے گا۔ پھر جب "یوم بارہ وفات" اسلام پر کوئی اثر نہ ڈال سکا تو ظاہر ہے کہ یوم عاشورہ کیا موثر ہو گا۔

حادثہ عاشورہ کا اخلاقی اثر [۱] جرایم و تقصیرات (۲) مصائب الآلام (۳) شہیدان کر بلا کا پیغمبر اسلام سے خونی تعلق۔ جرایم و تقصیرات یعنی شہیدان کر بلا سے کیا ایسے تصور سرزد ہوئے جس کی پاداش میں ان سے ایسا سلوک کیا گیا۔

تاتار خان حسین رخ کو تنہا امام حسینؑ سے عرض تھی۔ حضرت کے احفاد و انصاف محض اس لئے شہید ہوئے کہ ان کو خود حضرت پر فدا ہونے کا ذوق تھا ورنہ کفار ان لوگوں کو کوئی پر خاش نہ تھی۔ اگر سب سے پہلے حضرت امام نام شہید ہو تو بتا رہیں پر ختم ہو جاتی۔ اس لئے تنہا آپ ہی کے جرایم کا پتہ لگانا چاہیئے۔

یزید ابن معاویہ نے خلافت اصول اسلام تحت نشین حکومت ہوا وہ فرما کر خلافت کے ساتھ گو کہ کلمہ گو سلطان تھا لیکن فاسق اور فاجر تھا، تخت حکومت ہنوز تخت خلافت تھا۔ امیر المومنین ہنوز نائب رسول اللہ تھا جاتا تھا۔ یزید کے سر پر آئے سلطنت ہوتے ہی مسلمانوں سے بیعت لی جاتے تھے۔ حاکم مدینہ کو بھی پروانہ پہونچا کہ (حضرت امام) حسین سے بیعت لو! آپ جانتے تھے کہ یزید لائق بیعت نہیں ہے۔ آپ نے گریہ کیا مدینہ چھوڑ کر آئے۔ کہہ کر کوفہ، کوفہ سے کر بلا لانے گئے۔ یہاں تک بھی یہی اصرار تھا کہ آپ بیعت کریں لیکن آپ اپنا ارادہ پر مستقل رہے اور بیعت نہ کرنے کا عزم راسخ کر لیا تھا جس پر تمام شہادت قائم رہی۔ آپ کا جو کچھ تصور تھا وہ یہی تھا کہ آپ نے ایک فاسق اور فاجر کی بیعت کیا۔ کیا۔ اسی کی پاداش میں آپ کو وہ سزا دی گئی۔ جو حادثہ یوم عاشورہ کے نام کو موسوم ہو تو گو ایسا تصور تھا کہ کچھ تصور نہیں اور آپ بے تصور شہید کیے گئے!!

مصائب الآلام [۱] تمام ذی حس مخلوقات کے وہ احساسات جو جسم و روح کو اذیت دینے والے ہوں مصائب و آلام ہیں۔ حضرت امامؑ کے لئے یوم عاشورہ میں تمام مصائب و آلام کا اجتماع تھا۔ بھوک، پیاس، جراثیم، قتل، عذرا۔ بے حرمتی

### مصائب و آلام

تو روز اور نیو ایرس ڈے "آتش پرستوں اور سچی قوم کی دلوں انگشتی اور دست و شادمانی کا دن ہے۔ جس دن وہ بادہ شادمانی پلے بہست سنے سرور انبساط چہستے ہیں اور ہر چہوئے سے بڑا عورت سے مرد تک اپنی خوشی و خرمی کا کوئی حصہ اٹھا نہیں رکھتا۔ اگر کوئی غمزدہ ہے تو اپنا غم بھول جاتا ہے۔ آفت رسیدہ ہے تو آفت کے تصور سے خالی الذہن ہو جاتا ہے اور سب مل جل کر جشن شادمانی مناتے ہیں!

اور یہ کیوں نہ ہو۔ یہ اس آنے والے سال کا پہلا دن ہے جس میں ان کی لاکھوں امیدیں بر آنے والی ہیں۔ ہزاروں کامیابیوں کے بونے والی ہیں۔ سیکڑوں بڑی بڑی ٹھکانا پوری ہونے والی ہیں اور قوم کی قوم کا آفتاب ترقی معراج کمال پر چہنچنے والا ہے۔ محنت و محنت کا پھل ہر مسلمانوں کے لئے سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اور یکم محرم الحرام مسلمانوں کا نوروز اور "نیو ایرس ڈے" ہے۔ اصولاً چاہیئے تھا کہ اس دن ہم بھی جشن شادمانی مناتے اور لباس فاخرہ بدل بدل کر اپنی ہم سایہ قوموں کی طرح حیات اور زندگی کا ثبوت دیتے لیکن آہ ہلال محرم بجائے اس کے کہ ہمارے دلوں کا سرور و شادمانی کا قلم پیدا کیے جو غم خبر ہمارے دل اور طبع کے ٹکڑے اڑاتا ہو وہ رات جس کی صبح کو ہمارا نوروز اور نیو ایرس ڈے ہونے والا ہے۔ وہ رات جس کو شبہ عید اور شب بملت سے زیادہ ہمارے لئے خوش آئند ہونا چاہیئے۔ ایک پر حسرت و غم خاک اور غلط بھری رات ہوتی ہے جس کی شام کی بھولی ہوئی شفق ہلکے غم دل کو شگفتہ نہیں کرتی بلکہ خون کا آنسو لاتی ہے۔

یہ کیوں؟ اس لئے کہ ہماری بد بختی سے ہمارے اس نئے سال کے شروع مہینے میں وہ دردناک حادثہ پیش آیا جس کی یاد تیرہ سو برس گزرنے کے باوجود آج ہمارے دلوں میں بدستور تازہ ہے۔

ہمارے نئے سال کا دسواں دن یوم عاشورہ ہماری زندگی کا وہ روح فرسا اور المناک دن ہے جو ہمارے بھلا دینے کی کوششوں کے باوجود بھی اپنی زندگی کے اہم سے اہم مصائب سے زیادہ یاد ہے۔ تنہا وہی وہ دن ہے جس نے مسکے چہنچے کو بجائے مسرت و شادمانی کے غم و الم کا مہینہ بنا دیا ہے؛ جس سے ہمارا نیا سال اس طرح شروع ہوتا ہے کہ ہمیں سیاہ پوش بن کر اسیر رنج و غم کو قہر ہوا ایک غمزدہ پیکر کی طرح صرف سینہ کو ٹپکوتے چھوڑ جاتا ہے۔

پس جس قوم کا نیا سال اس طرح شروع ہوتا ہو اس کے اختتام سال کے متعلق کوئی مسیح رائے قائم کرنا زیادہ دشوار نہیں ہے۔





وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ہم زبور میں یہ نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔

## صَلَاحُ الْأَسْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ

سیاست

تہذیب

تہذیب النفس

### آلِ رَسُولٍ

میں ارہ و شریعت میں دو رمز مخفی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں جس طرح حضرت اسحاق، حضرت اسمعیل، حضرت یعقوب، حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ، حضرت یونس وغیرہ بہت سے انبیاء بنی اسرائیل اور قرآن اخذت نمک پیدا ہوئے اسی طرح "عَلَمَاءُ امْتَحَنِي كَانَبِيًّا وَبَنِيَّ امْتَحَنِي كَانَبِيًّا" کے حکم میں آنحضرت محمدؐ کی اولاد میں مثل انبیاء گزشتہ کے بہت سے انبیاء یعنی حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت امام زین العابدین، حضرت امام باقر، حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام رضا، حضرت امام محمد تقی، حضرت امام علی نقی، حضرت امام حسن عسکری پیدا ہوں گے اور جو کام انبیاء بنی اسرائیل کرتے تھے اس میں وہی کام یہ لوگ بھی کرتے رہیں گے۔

دو برابر مزید ہے کہ جب درود بھیجا آلِ رسول پر جزو نماز ہو گا تو آلِ رسول کی عظمت دلوں میں رہے گی اور ان کے ارشادات پر مسلمان عمل کرتے رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنی آلِ رسول کو مقتدیٰ دین مان کر تعلیم مذہب کی طرف لوگ راغب رہے اور بعد وفات آنحضرتؐ کے مذہب اسلام کا چراغ گل نہ ہوا۔ تمام اہل اسلام متذکرہ بالا اماموں کی عظمت اور امامت کے قابل رہے بلکہ حضرت اُن تک لوگوں کو اعتقادات محمدؐ وہیں رہے۔ اُن کی نسل میں بھی جو اور حضرات عالم باعمل پیدا ہوئے اُن کا اتباع کرنا اور اُن سے محبت رکھنا بھی باعث نور ایمان ہمیشہ سمجھا گیا۔

یہاں تک تو وہ مسائل ہیں جن میں سنتوں اور شیعوں میں بالکل اتفاق ہو اب اس کے بعد جزئیات میں اختلاف پیدا ہوا۔ جو غلط فہمیوں کی وجہ سے روز بروز بڑھتا گیا۔ پہلا اختلاف یہ پیدا ہوا کہ سنتوں نے علاوہ اولاد صلح بنی فاطمہ کے جو کتنے ہی پیچے درجہ میں کیوں نہ ہوں "آلِ محمدؐ" میں اُن لوگوں کو بھی داخل کیا جو طریقہ رسول پر نماز رسول میں نہایت سختی کے ساتھ چلنے والے تھے۔ اور

اسلام میں کلمہ توحید پڑھنے کے بعد رسول اور آلِ رسول پر درود بھیجنے کا جو یہ دو کثرتِ ثواب درود خوانی سے حدیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں بعض لوگ۔ وہ شریف کو سیکڑوں ہزاروں مرتبہ روزانہ دانہ شیش پر درود کرتے ہیں اور باعثِ ثواب جانتے رہا اور کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ تلاوت آیات قرآنی کی طرح درود شریف کا وہ درود بھی حصول دنیا کے لیے با اثر سمجھتے ہیں غرض کہ بعد آیات قرآنی کے درجہ درجہ میں جب اسلام کے جمیع فرقوں میں سلم ہے تو سوچنا چاہیے کہ وہ درود شریف کیوں نہ سمجھا اس قدر جہم باشان سمجھا گیا ہے۔ اگر درود خوانی کا مقصد صرف سلامتِ کام کی تحریک یا جناب باری کے نام کے ساتھ رسالتِ آب کا نام لینا تھا تو محمدؐ و جید ہیں لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد محمدؐ رسول اللہؐ کہا جاتا ہے حصول مقصود کے لیے کافی تھا۔ "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ" اور وہ بھی لفظ محمدؐ پر بس نہ کر کے بلکہ "وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ" ضم کر کے درود کرنا یہ بتا ہے کہ درود شریف کے ذریعے اللہ اور اللہ کے رسول کے بعد آلِ محمدؐ کی تعظیم کا سکھانا بھی اغراض اسلام کی تکمیل کے لیے ضروری تھا۔ یہ تحریر انہیں اغراض کے انکشاف کے متعلق ہے۔

ہم خود نماز میں پڑھتے ہیں "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ جَمِيدٌ جَبَدٌ" "اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ" "وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ جَمِيدٌ جَبَدٌ"۔

ترجمہ: "اے اللہ رحمت بھیج محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جیسا کہ تو نے رحمت بھیجی تھی ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر۔ تو حمید و مجید ہے۔"

"اے اللہ برکت بھیج محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جیسا کہ تو نے برکت بھیجی تھی ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ پر۔ تو حمید و مجید ہے۔"

یعنی مثل ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کے تو محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو بزرگی دے۔ سیر خیال

اسد لال قرآن پاک سے کیا کہ آل فرعون وال ہوسنی وال ہارون فرعون و حضرت ہوسنی، حضرت ہارون کے سامنے مقصد وہیں۔ تو آل محمد سے آنحضرت محمد کے ہاتھی کیوں نہ مراد لیے جائیں؟ اور دوسری جگہ حدائے حضرت نوح سے اُن کو پیسے کے مستحق کہا کہ اِنَّهُ لَكُنْسٌ مِّنْ اَهْلِكَ یہ میرے اہل سے نہیں ہے اہل اہل یعنی واحد ہیں لیکن شیعوں نے آل رسول کا لفظ ستارہ حوٹوں میں صرف بنو فاطمہ کے لیے مخصوص مقصد کیا۔

ابن ابی اسحاق کہ تھا۔ شیعوں نے یہ کہا کہ ہم صرف وہی حدیثیں صحیح مانیں گے جو اہل بیت رسول کے ذریعہ سے ہم تک پہنچیں۔ شیعوں نے کہا کہ ہم اہل بیت کی حدیثوں کو بنو ہاشم سے ضرور صحیح مان لیتے ہیں علاوہ اہل بیت کے اور دوسری حدیثوں کی بھی صحیح مانیں گے بشرطیکہ وہ اہل بیت کی حدیثوں سے مستند نہ ہوں اور راویوں کی ورع و تقویٰ کا خاص طور پر امتحان ہوا ہو۔ اس اختلاف میں غور کیجئے تو محض لفظی بحث رہ جاتی ہے۔ نہ ہی اصولی اور فرائض میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اور اس کی تائید آنحضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل سے ہوتی ہے کہ وہ صحابہ رسول کو حدیثوں کی نقل کرنے کی عام اجازت نہ دیتے تھے۔ کیا اُن کا مقصد حدیثوں کا چھپنا تھا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُن کا نشانہ یہ تھا کہ خاص خاص پایہ کو لوگ حدیث کی روایت کریں۔ شیعوں نے اگر اس کی تقلید کر کے دائرہ خصوصیت اور تنگ کر دیا تو کیا گناہ کیا؟

اس اختلاف کا غیر بہتم بالشان ہوتا اس سے بھی ظاہر ہے کہ زائد و زائد سے نہ دس سو برس تک یعنی مسلمانوں کے زمانہ ادبار کے شروع ہونے تک شیعوں اور سنیوں میں عبادات و مناکحت میں ذرا بے گانگی کا اظہار نہیں ہوا تھا اور ان کے شیعہ کے بجز جدا جدا نماز پڑھنے کے روشن خیال طبقہ کی شیعوں اور سنیوں کے مورات میں اب بھی کوئی امر فرق ڈالنے والا نہیں ہے۔

ایک امر قابل تذکرہ یہ ہے کہ جو سلسلہ بنو فاطمہ میں پیشوایان دین کا قائم رہا وہ اور بزرگان دین کی نسل میں قائم نہیں رہا۔ مثلاً امیر خیال ہے کہ حضرت عمر فاروق صحابہ رسول میں بہت بڑا پایہ رکھتے تھے اور اُن کے بیٹے عبداللہ ابن عمر ورع و تقویٰ میں باپ کا نام روشن رکھنے والے تھے لیکن پھر ان کی اولاد کو وہیں کوئی ایسا نہ ہوا جو قابل تذکرہ ہوتا۔ میں نے اولاد کو درکی شرط اس لیے لگائی کہ اولاد اُن میں عمر ابن عبدالعزیز (اموی) بھی قابل تذکرہ اشخاص میں سے ہیں۔

حضرت ابو جہر رحمہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علوم اہل بیت کی سنی کو کلام نہیں ہے لیکن ان کی نسل میں سنیوں کے نزدیک بھی کوئی ایسا شخص نہیں ہوا جو ائمہ اطہار کے مقابلہ میں قابل تذکرہ ہو۔ غرض کہ آل محمد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی اولاد یعنی ائمہ اطہار پر شیعوں کے نزدیک محدود ہے اور سنیوں کے نزدیک اُن صحابہ کو بھی شامل ہے جو بوجہ خصوصیات

ذہب کے مثل اہل بیت رسول ہو گئے تھے۔ مثل اہل بیت رسول ہونا کسی قدر محتاج بیان ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں کلیات مسائل اسلام و بحث کی گئی ہے جزئیات جن کے بغیر تکمیل دین محمدی نہ ہو سکتی تھی احادیث میں بیان کیے گئے ہیں۔ احادیث نبوی کا درجہ شرح قرآن یا تفسیر قرآن کا ہے آنحضرت م جانتے تھے کہ مسلمانوں میں منافق بھی ہیں اور غیر منافق بھی ہیں یعنی ایسے لوگ بھی ہیں جو خوفِ باطن سے ایمان لائے ہیں اُن کو پھر کبھی نہیں ہو سکتا کہ صحیح حدیثوں کی نقل کوئے کا التزام یہ رکھیں گے۔ گو تعداد ان کی کم ہے لیکن رخنہ اذازی کے لیے بہت ہیں۔ اسی لیے آنحضرت کو بار بار یہ کہنا پڑا کہ میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ قرآن اور قرآن سمجھانے کے لیے اپنی عمر۔ آنحضرت کو پھر وساطتِ باطنی کو ذریعہ یقین تھا کہ بنو فاطمہ میں ایسا سلسلہ نسب قائم رہے گا جس سے دین اسلام کی حفاظت برابر ہوتی رہے گی اور اسی لیے اپنی آل سے مسلمانوں کو محبت رکھنے کی تاکید آنحضرت م فرماتے رہیں۔ کوئی غلط فہمی سے یہ سمجھے کہ آنحضرت کا مقصد اپنی آل کی تعریف کرنے سے یہ تھا کہ اُن کی پرستش کریں یا حصولِ معاش میں اُن کو مدد ملے۔ بلکہ صرف یہ مقصد تھا کہ اُن کے ذریعہ کو لوگ دین محمدی اور اخلاق محمدی کی تعلیم کو استحکام ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کہ بنو امیہ۔ بنو مروان۔ اور بنو عباس حملات شاہی میں محض عیش و نشاط گرم رکھتے تھے اور بنو فاطمہ مسئلے سمجھائے ہوئے دین نبوی کا رواج دیتے تھے۔ اور جن علمائے غیر نسل فاطمہ کو تو فخرِ حجازی تھی وہ بھی بساط عیش و نشاط سے دور رہ کر ائمہ اطہار کی تقلید میں دین محمدی کے پھیلانے میں سعی کرتے تھے۔

آخر میں مہتممائے مصالح وقت حضرات سنی کی خدمت میں میری یہ التجا ہو کہ جو قوتِ نازیمل آل رسول پر آپ درود بھیجتے ہیں اور پھر نازیمل فارغ ہونے کے بعد اگر کسی آل رسول کو آپ کے خیال کے مطابق کوئی بے اعتنائی نظر آتی ہے تو آپ اُسے بہ عمل برداشت نہیں کر سکتے تو یہ گویا شاہانِ صداقت نہیں ہے جو حضرات شیعوں نسل فاطمہ سے ہیں وہ محض اس آل رسول کو خارج نہیں کر سکتے کہ نظر بہ مزید احتیاط محض وساطتِ اہل بیت کو وہ حدیث کی صحت جانچتے ہیں۔ میرے مقولات کو برادرانِ اہل سنت و جماعت بخور ملاحظہ فرمائیں کہ شیعوں کی دلجوئی کا ہمیشہ خیال رکھیں۔ حضرات شیعہ کو کیسے ہی نفرت سنیوں کی ہو، لیکن اُس کا جواب یہ نہیں ہو کہ سنی بھی آل رسول کو نفرت کا اظہار کر کے جواب کی بڑھ کر دیں۔ ہم اُن کی طرف بڑھتے رہیں گے تو کتبک وہ بھاگیں گے خود بخود وہ بلیات کہتے ہوئے ہماری طرف بڑھیں گے اور اُس وقت فریقین کو کھٹک جو اختلافات کو شتمل کرنے میں اپنی کٹیش رزق سمجھتے ہیں اپنا اور پریشان ہو کر درمیان سے الگ ہو جائیں گے۔

”ابو الفضل“ محمد احسان اللہ عباسی

## جولاہی

فکر مقابلہ (Competition) کی تکلیف سوان کے دل و دماغ محفوظ رہتے تھے۔

یہ اسباب تھے جس کی وجہ سے جولاہے ہندوستان کے تمام باشندوں میں سب سے زیادہ بے فکر رہتے تھے اور اس بے فکری کی وجہ سے وہ بے عقل کہے جاتے تھے۔ یعنی حصول معاش کے لیے ذرا بھی اٹک کو زور و کمر کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

اگر بڑے اپنے زمانہ میں ایک پالیسی یہ قائم کی تھی کہ مسلمان اپنے مذہب کی تلقین اس طرح کریں کہ غیر مذہب والوں کا دل نہ ڈکھے۔ اسی زمانہ میں ایک فقیر کبیر شاہ گزرے ہیں جنہیں ہندو کبیر داس کہتے ہیں اور اٹک اگر بادشاہ کے کبیر شاہ کے معتقدین ہندو اور مسلمان دونوں ہیں۔ کبیر شاہ بڑے باپ کے فقیر تھے کہا جاتا ہے کہ نانک شاہ اہرت سری کبیر شاہ کے پیرو تھے۔ کبیر شاہ کا مزار گورکھ پور سے ۴۴ میل پر گھگر نام ایک قصبہ میں ہے اور اٹک کے مزار کے مجاور اپنے کو انہیں کی نسل سے کہتے آئے ہیں میں نے خود فرامین زمانہ عالمگیر و محمد شاہ عالم دیکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کبیر شاہ جولاہے تھے اور ان کے روہڑے کا دوا نہیں کی نسل سے ہیں۔ مجاور حال نے مجھے کبیر شاہ کے دو شعر ملتے ملتے

گھوڑا چڑھ کے تانا تلو      اونٹ چڑھ کر پائی  
ہاتھی چڑھ کر بنیں لاگو      گھر میں صاحبی آئی

صاحبی معنی دولت و فارغ البالی۔ کبیر شاہ اپنی قوم کو بتاتے ہیں کہ۔  
”گھوڑے اونٹ اور ہاتھی کی فکر نہ کرو اور سمجھو کہ تانا تننے میں تمہارا تیز چلنا گھوڑے کی سواری کے مثل ہے اور پائی کرنے میں تمہارے جسم کی حرکت ایسی ہوتی ہے کہ گویا تم اونٹ پر سوار ہو اور کارگاہ میں پاؤں ہٹا کر جب تم کام کرتے ہو تو تمہارے جسم کی حرکت فیل نشینوں سے مطابہ ہو جاتی ہے۔ اور سمجھاتے ہیں کہ دیگر پیشہ وروں کی تم تقلید نہ کرو۔ اپنے پیشہ پر قناعت کرو کہ پیشہ جولاہی سواری اسب اور فیل نشینی سو بہتر ہے۔“

گھوڑے پور۔ میں ایک مولوی صاحب عبد الرحیم نام گزرے ہیں جو شیخ سلطان کے وزیر یا صاحب ہو گئے تھے۔ اور شیخ سلطان کے سامنے ایک سال اٹک اپنے حالات انہوں نے ظاہر کیے تھے۔ اُس وقت لکھتے ہیں۔  
”پدم درکار گاہ جولاہی پائی زد“ مولوی صاحب کو عروج حاصل ہونے پر خیرک میں شیخ سیل چٹان بجا، نہایت احسان تھا لیکن ان کو اپنی قوم کے اکل حلال اور اعزاز پر ایسا ناز تھا کہ اپنی قومیت کا اظہار وہ اپنی خاندانی اعزاز کا اظہار سمجھتے۔

پیشہ جولاہی اسی زمانہ میں ہندوستان میں بھی بہترین پیشہ سمجھا جاتا تھا جس طرح آج کل یورپ سے جولاہے اپنے ملا۔ میں قوم کے منظم سمجھے جاتے ہیں اسی طرح ڈھاکہ۔ مرشد آباد بنارس۔ ٹانڈے کے جولاہوں کو بھی ہند کے مشرق و شمالی حصہ میں خاص اعزاز حاصل تھا۔

تاج پوشی۔ تقسیم خلعت اور جشن شادی کے مواقع پر خاص طور پر یہاں کے کپڑوں کی مانگ ہوتی تھی۔ ان مقامات کے علاوہ ہندوستان کے دیگر حصوں میں بھی خاص خاص مقامات پر سب بننے کے لیے مشہور تھے۔ کشمیر کے اوئی پارچے اسٹیک آپ اپنی نظیر ہیں۔ جولاہوں کا لقب ”نوزبان“ اس اعزاز کو یاد دلاتا ہے جو ان کو کسی زمانہ میں سرزمین ہندوستان میں حاصل تھا جولاہوں کی نسبت جو عام طور پر مشہور ہے کہ ان کے پاس عقل نہیں ہوتی۔ یہ مقولہ بھی ان کے اعزاز کا پتہ دیتا ہے۔ ان کا بے عقل مشہور ہونا بعینہ ایسا ہے جیسا کہ اودھ کے شہزادوں کو قوم نے اخیر اخیر ”بھولے نواب“ کا خطاب دے رکھا تھا۔ کسب معاش میں جن لوگوں کو جدوجہد و طے مسافت کرنا ہوتا ہے۔ جھوٹ بچ ہونا اور جائز و ناجائز تراہیر کا عمل میں لانا ہوتا ہے۔ فریب و فساد کے راستوں پر چلنا پڑتا ہے۔ لوگ انہیں ہوشیار اور چالاک کہتے ہیں۔ اور جن لوگوں کو ان امور سے سابقہ نہیں پڑتا انہیں لوگ بے وقوف جانتے ہیں۔

جولاہوں کے پیشہ کی آسائشوں پر نظر ڈالیں۔

(۱) کسی جولاہے کو جب جولاہوں کا پیشہ فروغ پر تھا لکھ معاش ایسی سوان روح شے کا خیال بھی نہیں ہوتا تھا اٹک کے پاؤں سے چلنے لگے اور پیشہ آجلی سے پیدا کرنے لگے۔  
(۲) گھر کی عورتوں کو کسی حالت میں باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی وہ کسی عمر کی ہوں اپنے قومی پیشہ میں گھر کے اندر بیٹھی ہوئی مردوں کو کسب معاش میں پوری مدد دینے کے لائق ہوتی تھیں۔

(۳) مکانات سکونت میں کارگاہیں تیار رہتی تھیں اور وہیں مال بنایا جاتا تھا اور وہیں بکنا تھا۔ جولاہوں کا گھر جولاہوں کے لیے گویا تخت گاہ شاہی ہوتا تھا۔

(۴) خشکی۔ غرقیت۔ آفات ارضی و سماوی یا انقلاب سلطنت کی پروا جولاہوں کو نہ ہوتی تھی اور نہ چوری یا ڈاکہ خوف لٹک کو ہوتا تھا۔ ان کے آلات رفت و متیت نہ ہوتے تھے اور نہ ان کو بڑے سرمایہ کی ضرورت ہوتی تھی۔

(۵) ہر شخص کو کپڑے کی ضرورت لازمی ہے اس وقت کے جولاہی تمام مقامی ضرورتوں کے لحاظ سے کپڑے تیار کرتے تھے۔ غیر ملک سے مال آتا تھا اسکو

حالات گزشتہ زمانہ کے ہیں لیکن اس وقت جولاہوں کے حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ بجز خاص خاص مقامات اور خانہ دلوں کے ہندو لاپتہ و خلوک احوال ہیں۔ خاصگی ملازمین کرتے ہیں یا بیوتے چھوٹے بیٹے کرتے ہیں غیر ملکوں کے کپڑوں نے ان کے کپڑوں کی قدر کم کر دی۔ بلوں نے ان کی کارگاہیں توڑ دیں۔ ان کی تباہی سے گو یا مسلمانوں کو ایک بڑے گروہ کی طرح لازم آئی۔ مسلمانوں کو ان کی حالتوں کو درست کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم اور سہا احکام کی کمی ناگہان گھر سے ملے لیکن پیشہ جولاہی کے ذوال سے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے ایک بہت بڑی حسرت و مصنت کا خزانہ جاتا رہا کوئی شخص اس کا ذکر بھی نہیں کرتا حالانکہ قومی ترقی میں ایک بند اس کا بھی اضافہ ہونا چاہیے تھا۔

جولاہوں کی حالتوں کے درست کرنے کے لیے میں دو تدبیریں پیش کرتا ہوں۔ ایک تدبیر جو ان کے کرنے کی ہے اور دوسری دوسروں کو کرنے کی ہے۔ پہلی تدبیر یہ ہے کہ جن مقصبات میں جولاہوں کی کارگاہیں قائم ہیں ان کے جولاہوں کو چاہیے کہ بجائے مختلف کارگاہوں کے سرمایہ مشترک سے وہ طیس قائم کریں اور اپنی قوم کے بچوں اور جوانوں کو انہیں ملوں میں لگائیں تاکہ غیر مقامات پر محنت و مزدوری کے لیے جانے کی ضرورت انہیں باقی نہ رہے اور رفتہ رفتہ مقامی طیس مقامی ضرورتوں کے لیے کافی ہو کر جولاہوں کا اعتماد گزشتہ پھر قائم کریں۔

دوسری تدبیر جو دوسروں کے کرنے کی ہے اس کے بیان کرنے کو قبل یہ لکھنا ضروری ہے کہ غیر ملکوں کے کپڑوں کا رواج ہندوستان میں محض ان کپڑوں کی خوبیوں کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ حسن انتظام تجارت کے سبب سے بھی ہوا۔ مثلاً یورپ کو جولاہوں نے مال جہازوں پر لا کر کھلتے بھیجا۔ وہاں کے گاڑیوں پر اسے لا کر لوگ آڑھتوں میں شہر شہر لائے۔ وہاں کو چھوڑ چھوڑ بڑا چھوٹے چھوٹے بازاروں میں لے گئے اور فروخت میں آسانی کو پورا محنت لگی جاتا ہے اور چل کر وہ کاٹھنٹا بھی کہتا ہے۔ یہ خیال غلط ہو کہ یورپ کو کیرٹ ہندوستان کا اچھوٹے میں یورپ کو جولاہو ہندوستان کو جولاہوں کو شکر دہیں یورپ کے کپڑوں میں ان کے ترصافی ضرورتیں کی وجہ سے ہوتی ہیں لیکن ہندوستان کے مشاق کار نگروں کا مقابلہ وہ نہیں کر سکتے۔ چھپی ہوئی کنیا عمر خوشنا ہوتی ہیں لیکن خاص خاص خوشنویس کی گلی کتابوں کو انہیں کیا جو تک چلک ہوتی ہو وہ مطبوعات میں نہیں ہوتی۔ یہ سچ ہو کہ مشاق کار نگروں کا

ہوتے جاتے ہیں لیکن قدر والے پیدا ہوتے تو وہ پھر پیرا ہوتے ہیں۔ یہ بھی سچ نہیں ہو کہ شیون میں خرچ کم ہوتا ہے۔ مشین کی لاگت اور سود کا حساب کیا جائے تو وہ بہت کچھ ہوتا ہے۔ مثلاً دو لاکھ کے سرمایہ کو جو شیون قائم ہو گا وہ اتنا مال تیار نہ کرے گی جتنا کہ دو لاکھ کے سرمایہ سے ۲۰ ہزار کارگاہیں قائم ہونے سے ہو سکتا ہے۔ مزدوری ہندوستان میں رڈاں ہو۔ یہاں کارگاہیں بہت نفع بخش ہو سکتی ہیں۔ بل کا بیٹھ جیلو جی کی نگرانی کرتا ہو اسی طرح برقی ہزار کارگاہوں کی نگرانی ایک بیٹھ مختلف مددگاروں کی اعانت ہو کرے اور نوٹے دیو کچڑے بنائے۔ اور کپڑوں کی قمیص علیحدہ علیحدہ قائم کرے۔ کارگاہوں کو تحریص و ترغیب دے۔ مختلف منڈیوں میں مال دینا کرے تو میرے نزدیک جولاہوں کی گزشتہ حالت پھر واپس آسکتی ہے۔

شاہ میرا یہ کہنا کہ دستکاری میں جو خاص بات پیدا ہو سکتی ہو بلوں کے ذریعہ سے نہیں ہوتی آسانی سے سمجھ میں نہ آئے۔ اس لیے میں کشمیر کے جامہ دار۔ ڈھاکہ کی مللی۔ بنارس کے کھاب۔ ٹانڈے کی جامہ دانی۔ اور لکھنؤ کے چکن کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یورپ نے بہت زور لگایا مگر یہ دستکار۔ یوں مٹا نہ سکیں۔ ایک ہی سوت سے موٹا کپڑا کان پور کی بلوں اور گھر کی کارگاہوں میں تیار ہوتا ہے مگر قدر دانوں کے نزدیک گھر کے تھان مل کو کہیں بہتر معلوم ہے۔

اب رہی میری دوسری تحریک کہ بہت سی کارگاہیں ایک شخص یا جماعت اشخاص کے زیر اثر کام کریں تو مل کی قائم مقام ہو جائیگی اس کے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ جولاہوں کے بڑے بڑے شہروں اور مقببات میں ساہوکاروں نے ادھر توجہ کی ہے اور ان کی توجہ سے مال کا یکساں بننا جانا اور مختلف مقامات پر بادشاہدہ مال تجارت کی صورت میں پہلو بخوار و اج پار ہا ہے لیکن افسوس ہے کہ جولاہوں کے ہاتھ میں یہ کام نہیں ہے۔ کاش وہ خود اس کام کو انجام دیتے اور اس سے نفع اٹھا کر اپنی حالت میں تغیر پیدا کر سکتے۔

(ابو الفضل) محمد احسان اللہ عباسی

## اوپری نسل کوئی چیز نہیں ہے

اکثر مردوں کو نہیں مانتے۔ پر عورتوں کی خاطر اوپری نسل کا علاج کراتے پھرتے ہیں۔ میرے نزدیک یہاں مردوں کا عورت بننا ہے۔ اگر مرد

عورتیں مرد نہیں بن سکتیں مگر مردوں کو کیا ضرورت ہے عورت بننے کی کو شش کرتے ہیں۔ عورتوں میں وہم ہے کہ اوپری نسل ہی ایک چیز ہے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
ھٰکِیْمُ الدِّیْنِ وَرَیْسُ الدِّیْنِ

کہیں جانے اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہیں

## علم و ادب

### پھول اور شہد کی مکھی

جلد کے لیے دیکھو اسوۂ حسنہ: ۱۹۷۶ء

گرچہ پھول رات کے وقت کھلتے ہیں ان پر اس قسم کے نشانات نہیں ہوتے کیونکہ رات کو نکلنے والے کیڑے ان کو نہیں دیکھ سکتے اور اسی لیے ان نشانات کی ان کے لیے ضرورت نہ تھی۔

پھولوں کی بناوٹ میں رنگ اور پھولوں کی بناوٹ نہایت عجیب و غریب واقع ہوتی ہے۔ اور ان کے سادے کا خاص انتظام قادر مطلق نے کچھ ایسا انتظام رکھا ہے کہ جب کوئی شہد چڑھ کر شہد کی چٹیل تک پہنچتی ہے تو گر و گل کی چٹیلیوں سے مزور ہی سر کرتی ہے۔ اگر دماغ کے سر اور بدن سے چمٹ جاتی ہے جس کو مکھی اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ ایسا یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک پھول کی گر و گل کی سبب مل جاتی ہے تو اس کے پیچ و کنشو کے لیے اور گر و گل سے آتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی دوسری مکھی جس نے کسی دوسرے پھول سے گر و گل حاصل کی ہو، اپنا ذخیرہ گر و گل پھول میں چھوڑ جاتی ہے اسی طرح گر و گل کا باقی بجا دل لگیوں اور دوسرے کیڑوں کی بدولت قدرتی طور پر ہوتا رہتا ہے اور اس رد و بدل سے پودوں کو پھول مضبوط اور توانا ہوتے ہیں۔

یاد رہے کہ شہد کی مکھی ایک وقت میں شہد کی مکھی میں جہاں اور عجیب باتیں مشابہت کی گئی ہیں ایک خاص قسم کا شہد جیت کرتی ہے؟ وہاں ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ ایک سفر میں ایک ہی قسم کے پھولوں پر آتی ہے اور ایک وقت میں دوسرے قسم کے پھولوں کا شہد لیکر واپس نہیں جاتی۔ مثلاً اگر ایک دورہ میں صرف چنبیلی کے پھولوں سے شہد جمع کرے گی تو ممکن ہے کہ دوسرے دورے میں موتیا کے پھولوں سے اور تیسرے دورے میں سیوٹی کے پھولوں سے جمع کرے۔ ایسا کبھی نہیں کرتی کہ چنبیلی سے اڑتی موتیا پر جابجائی یا موتیا سے اڑتی سیوٹی پر جابجائی۔ اگر ایسا کرتی تو پھولوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا۔ کیونکہ ہر پھول کیلئے اسی قسم کے پھول کی گر و گل مفید ہوتی ہے۔ مثلاً چنبیلی کے لیے سیوٹی کی گر و گل ہے۔ چنبیلی کے پھول میں چنبیلی ہی کے پھول کی گر و گل داخل کی جائے تب ہی اس کے پیچ و کنشو اور قوی ہوں گے۔ نہیں تو نہیں۔ مگر مکھی کی طبیعت میں یہ بات دلی گہی ہے کہ ایک دورے میں ایک ہی قسم کا شہد ہی جمع کرے۔ اس لیے وہ ایک وقت میں ایک ہی قسم کے پھولوں پر

نہایت توجہ میں ایک پھول ہوتا ہے جسکو گل گس گیر کہتے ہیں اس کا نہ ایسا صاف اور سیدھا ہوتا ہے کہ اگر کیڑے اس پر چڑھنا چاہیں تو وہیں چمٹ جاتے ہیں۔ پھول کی مکھی پہنچ سکتی ہے۔ اگر پھولوں میں کانٹے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے مکھی کو تر کر دیتا ہے۔ ان میں چھوٹے کانٹے ہر ایک کام چھوڑ کر تارے۔ یعنی مکھی نہ کچھ معنی یکتا ہو۔ یہاں تک کہ شہد تھکا ہال بھی بیکار نہیں اس کا بھی کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے۔ اگر ہم ان پھولوں کے لگانے کی کوشش کریں اور مختلف پودوں کے عمل کو غور سے دیکھیں اور ان کے تو درجہ و افضلیت پیدا آسکیں تو ہم کو پھولوں کے بارے میں ایک بالکل نیا عالم نظر آئے گا۔

خلاصہ میں ایک پھول اور خود پودا ہوتا ہے جس کو جریرہ کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر عرصہ ہوا ایک جریرہ کے ایک عالم نشانات سے اس پھول کی پانی جھار۔ اور گر و گل کی طرح نرم نرم ہل دیکھے تو اس کو یقین ہو گیا کہ پودے ایک شہد مفید ہے۔ اسے جلد اس بات کا پتہ لگا لیا تھا کہ یہ بلی شہد کی چھوٹی چھوٹی لاد چھوٹی لادوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور بارش کو بھی بچاتے ہیں جس طرح وہ چھوٹی لادیں کو آکھوں کے اندر جانے سے روکتی ہیں۔ اس حقیقت کو اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ پودوں میں اس بات کا خاص انتظام رکھا گیا ہے کہ غیر مفید کیڑے ان کو نہ آسکیں۔ عالم موصوف نے آخر کار بخوبی ثابت کر دیا کہ پودوں کا یہ عمل انہی کی طرف سے ہے۔ اس کی کڑے آسکیں جو شہد کے بدلے میں ان کو گر و گل لاکر دیں اور جو کیڑے جو دور دورہ ہو سکتے وہ دور دورہ ہیں۔

اسی جریرہ نے "پھول پر بارش کی رنگ کی لکیریں بھی بکھی ہوئی ہیں۔ ان لکیروں کے ذریعے شہد کو پھول کی زیبائش کے سوا ان لکیروں کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اگر درحقیقت وہ نہایت معنی خیز ہیں اور شہد کی مکھی کو شہد کی طرف متوجہ کرتی ہیں کیونکہ یہ لکیریں کسی جگہ تک پہنچتی ہوئی ہوتی ہیں جہاں پھول کے درمیانی حصہ کو شہد پر شہد جمع رہتا ہے۔ یہ یا تمام پھولوں کے دیشے اور نشانات یہی کام دیتے ہیں



جاتی ہو اور گرد گل کو جو قہر نہیں کھتی بلکہ اُسے بگڑھ لکھتی ہے جہاں اُنکی صورت ہوتی ہے +

**گل باغ کے عجائبات** - گل باغ ایک معمولی اور سادہ پھول ہے جس میں سنہ رنگ کے چھ پتے ہوتے ہیں۔ اس کے رخ کا پتہ بڑا بدلتا ہے۔ اس پر داغ اور لکیریں ہوتی ہیں جو شہد کا موقع بتاتی ہیں۔ اس پھول کو غور سے دیکھیں تو قدرت کی کہنت سے سربستہ راز منکشف ہوں گے اور ہم کو معلوم ہوگا کہ کیت کیسے عجیب و غریب طریقوں سے یہ پھول شہد کی مکھیوں اور دوسرے کیڑوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اُن کو شہد دیتا ہے اور خود بھی اُن کو فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہ بیان اس قدر کیسیج ہو کہ اگر وہ اُن نے اسی پھول کے کاموں کے متعلق ایک پری کتا لکھ دی ہے +

**علم الکائنات کی وسعت** - یہ امر قابل غور ہے کہ ایک معمولی پھول میں اتنی عجائبات بھرے پڑے ہیں کہ اس پر مستقل کتابیں اب بھی پہلے لکھی جا چکی ہیں، پھر بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ اُسکی تحقیقات مکمل ہو گئی۔ جو کہ درافت کرنا تھا دیا وقت کر لیا گیا۔ اور آئندہ اس کے متعلق کسی نئی تحقیقات کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کو کسی قدر اس امر کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ کائنات عالم کا سلم کتنا وسیع اور بے پایاں ہے حقیقت یہ ہے کہ ہمارے علم کو اس علم جو دنیا و مافیہا میں موجود ہے اتنی نسبت بھی نہیں ہے جتنی ایک قطرہ کو سمندر کو یا ایک قطرہ کو سمندر سے ہوتی ہے۔ کیا ان عجیب عجائبات کے مشاہدے کے لیے ہمارے دل میں یہ اُتک پیدا نہیں ہوگی کہ پھول کیڑے مکوڑے اور دیگر قدرتی اشیاء جو بار بار دیکھنے میں آتی ہیں۔ حتیٰ الامکان اُن کے صحیح حالات جانو اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ ان سے دینی و دنیوی فائدہ اور اخلاقی بہتری حاصل کرنا اور اُن کی اہمیت تک بیان کیے گئے ہیں وہ چند مختصر اور سرسری اشارات ہیں مگر زندگی کے لیے یہ کم از کم انہیں معمولی پھولوں کی داستان پر جس قدر زیادہ غور و خوض کیا جائے اُسی قدر وہ حیرت انگیز معلوم ہوں گی اور ہر پھول سے کچھ نہ کچھ دریافت اور نئے فوائد حاصل ہوں گے +

**شہد کی مکھیوں اور پھولوں** - اب یہ بات صاف طور پر سمجھ میں آگئی ہوگی کہ یہ طرح کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ شہد کی مکھی کے لیے شہد ضروری ہے اور شہد کے لیے پھولوں کا وجود لازمی ہے۔ اسی طرح ان پھولوں کے لیے مکھی کا وجود نہایت مفید اور ضروری ہے۔ یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ جو مفید کیڑے شہد کو طالب ہوتے ہیں ان کو ہر ایک پھولدار پودا اپنی طرف آنے کی ترغیب دیتا ہے مگر غیر مفید کیڑوں کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتا اور اس مطلب کے لیے کیسے کیسے عجیب ڈھنگ اختیار کرتا ہے اور کیڑوں کو اس امر کا علم ہوا نہ ہو شہد کا ذخیرہ دینے سے پہلے اُن سے اُس کا نقد معاوضہ رھوا لیتا ہے۔ پھولوں اور کیڑوں میں باہمی امداد کا قانون ہم نے دیکھ لیا کہ کیڑوں اور پھولوں میں یہ قانون جاری ہے کہ جو دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں وہ خود بھی اُن کو فائدہ

پہنچاتے ہیں۔ شہد کی مکھی اور پھول اپنی اپنی زندگی قدرت کی ہدایت کے موافق بسر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو مدد دیتے اور ایک دوسرے کی ترقی اور بہبود کی خاطر ہر چیز میں غور کر کے لگے ہوئے اپنا تمام عرق خود ہی خرچ کر لیتے اور پھول میں شہد پیدا ہوتا تو اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے جو تاکہ شہد کی مکھیوں اور دیگر پر دار کیڑے اُن کو پاس پھٹکنے لگیں کہ اگر وہ شہد کو تیار نہ ہو سکتا اور جب پودوں کو اپنے ہی پھول کی گرد پھونکتا کرتا پڑتی اور اپنا کام آپ کرنا پڑتا تو اُن کے بچاؤ کا یہ طریقہ طور پر نشو و نما نہ ہوتا پودے کمزور اور چھوٹے قدرے پیدا ہوتے۔ اب فرض کر دو کہ مکھی پھول کے اندر نہیں جا سکتی۔ حال نہ کرتی بلکہ اُس کی تہ میں سوراخ کے شہد تک پہنچ جاتی (جیسا کہ بعض اوقات کرتی ہے) تو اُس صورت میں پھولوں کا شہد تو مکمل جاتا مگر اُن کی گرد پھونکنا اللہ کی اندر ہی رہتی۔ اور نتیجہ یہ ہوتا کہ جمع و سالم اور مضبوط پھول جو مکھی کے لیے روزانہ خوراک بہم پہنچاتے ہیں قائم نہ رہتے مگر یہ دونوں صورتیں پیش نہیں آتیں۔ نہ تو

پودے ہی اپنا تمام عرق خود خرچ کرتے ہیں اور نہ مکھی (شاذ و معمولی صورتوں کے سوا) پھول کی تہ میں سوراخ کے شہد نکالتی ہے۔ الغرض قادر مطلق کا ایسا حکم یا ارادہ تھا کہ جس سے کہ پھول تو مکھی کے لیے خوراک بن کر رہتا ہے اور مکھی اُن کو صحیح و سالم اور قوی بیج تیار کرنے میں مدد دیتی ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے معین و مددگار رہتے ہیں اس کے علاوہ یہ جو نقش و دلفریب خوش رنگ خوشنما، روشن اور چمکیے پھول جابجا نظر آتے ہیں۔ یہ سب پودوں اور کیڑوں کی باہمی الفت و محبت کے نشانی ہیں۔ پھولوں اور کیڑوں میں ہم کو ایسی باہمی امداد کا قانون جو پودوں اور پھولوں کی رہنمائی کی جا سکتی ہے۔ ہم بھی اُس سے بہت سے قیمتی سبق سیکھ سکتے ہیں۔ یہی قانون ہم کو بھی ہدایت کرتا ہے کہ اپنے گرد و پیش کی مخلوقات کے ساتھ نیکی اور مہربانی کرنی چاہیے۔ وہ ہم کو یہ عملی تعلیم دیتا ہے کہ خداوند ذوالجلال (جس جلالت) جو اس عالم پر خالق ہے اپنے حکم میں عام نیکی کی پھلائی نہ نظر رکھتا ہے۔ اُس کا کوئی کام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ شہد کی مکھی اور پھولوں جیسی چھوٹی چھوٹی اور بے حقیقت چیزوں میں بھی اُس کے کمال قدرت و صنعت نے بے شمار شہادتیں پیش ہیں اس کے علاوہ یہ بھی نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ جب کبھی ہماری زندگی میں ناقابل برداشت مصائب پیش آئیں تو ہم پھولوں سے سبق لے سکتے ہیں اور یہ ہے کہ ہم بھی پھولوں کی طرح اپنی دہلیز کا ایک حصہ دوسروں کے لیے بچا رکھیں۔ اور جب دوسرے لوگ اُس سے مستفیض ہوں گے تو وہ ہم کو ایک قوت و محبت اور روحانی لذت و مسرت بخشیں گے۔ اور یہ ہماری دولت کے مصرت کا کافی حاضہ ہوگا +

**قدرت کا عجیب خانہ** - اس میں شک نہیں کہ عالم کا رخا و عجائبات قدرت کا خزانہ اور علوم کا خزانہ اور حیرت انگیز ظلمات کا تونہ ہے۔ ان عجائبات کے دیکھنے کے لیے ہم کو کہیں کا سفر کرنا نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ سب ہمارے گرد و پیش بلکہ ہمارے ہی موجود ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کیڑوں میں۔ ایش کی پونڈوں میں۔ شبنم کے قطرہوں میں۔ سمندر کی موجوں میں۔ دریا کی نہروں میں۔ بجلی کے شعاعوں میں۔ آگ کے انگاروں میں۔

برہمچاریوں سے چھوٹے پودے میں ہر نئے نئے سے کیرٹ میں غرض ہر شے میں عجبتا  
پوشیدہ ہیں تو کیا یہ عجیب کی بات نہ ہوگی کہ ہم ہمیشہ ان چیزوں کے پاس کو کرا کر  
گزر جائیں۔ کبھی ان پر غور و خوض نہ کریں اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں علوم و فنون  
انے جو حرا سے نکلتی ہیں ان سے بالکل بے بہرہ رہیں اور جو عجیب و غریب طاقتیں  
ہمارے گرد و پیش ہمارے ہر قدم سے کام کر رہی ہیں ان کے کرموں کو بالکل  
جان اور غافل رہیں +

عجیبہ نظریات کا مطالعہ کائنات کی ہر شے میں بڑی ہوا چھوٹی۔ اعلیٰ ہوا ادنیٰ  
اور اس کے واسطے جبریل اور تعجب خیز قوت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اگر  
ہم شش اعلیٰ شش یمینی اور کشش اتصال وغیرہ قوتوں کو حاصل کر لیں  
جو کہیں تو ہر کونسا نظریہ کہ جلد تو انین قدرت یا اصول اور با ترتیب ہیں بھول اور شہد کی  
کھلی کاموں اور شے باہمی قوتوں کا نظریہ منطوق سے ہمیں تیرہ ہونے چاہئے ہیں کہ کل جاندار  
اور جان چیزیں یہ وہ قوانین و احکامات میں ہر شے کے لئے قدرت کا حکم ہے کہ ہر شے کو اپنے  
اڈوں۔ ہمارے علم میں روز بروز مفید اضافہ ہوگا +

ذوہر۔ عقلی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی مسرت بھی حاصل ہوگی +  
شعور۔ قدرتی طاقتوں کی واقفیت بہ حیرت پیدا ہوگی اور قادر مطلق کی  
ہمیت اور اس کے عجب و جلال کا گہرا نقش ہمارے دل پر بیٹھ جائے گا اور ہر

اپنا عجیبہ صاف طور پر نظر آئے گا +  
چھٹا درجہ اس بات کو سمجھیں گے کہ دنیا میں ہماری کامیابی یا ناکامی  
اپنی عقل سے صحیح طور پر کام لینے یا نہ لینے پر منحصر ہے۔

تیسرے درجہ۔ ہم پر یہ امر منکشف ہو جائے گا کہ تمام قوتیں خواہ وہ جان آ  
چیزوں میں پائی جائیں یا بے جان چیزوں میں۔ اسی قادر مطلق و خداوند کی  
کی آواز ہیں اور اسی کی قدرت و حکمت اور ارادہ کو ظاہر کرتی ہیں +

مشہور ہم کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہماری یہ ایش کا عالم بیکاری سیستی  
کاملی۔ آرام طلبی، عیش پسندی اور خود غرضی نہیں بلکہ حق عبادت کا ادا  
کرنا ہے یعنی حالت کی اطاعت اور اس کی مخلوق کی خدمت کا عہد لانا  
ہفتہ درجہ ان سب باتوں کے علاوہ یہ بات بھی ہمارے دل پر نقش  
ہو جائے گی کہ ہم کو کائنات کون و مکان۔ خداوند زمین و زمان کے سامنے  
ایک روز بالضرور اپنے کاموں کا حساب دینا اور ان کی جزا یا سزا کو  
بھگتنا پڑے گا +

غلام الحسین (پانی پت)

## جنت سے پانچواں خط

بیوی کی طرف سے شوہر کے نام

میں نے کبھی جوں اور شادی کے کبھی آؤ تم  
ہاں میں بھی تھا آپ کا ہاں ہاں بھی وہی تھا  
جوں کو میرے کیوں کا ہونو گریا آپ نے  
اندر ایسے سنگدل۔ گونج روز عید ہے  
جس کے کچھ تو میں کہہ کر نہ پھینچے ہوں  
پہلے بھی ہوتی تھی خوشی پہلے بھی عید آتی تھی  
ماتے ہی میرے اپنے وہ زمانہ توتوڑی  
بیوی نے کہہ کر ریشمی پہنے میں گونا گونا  
ہوئے سرس نیل بھی گیسو بھی میں کچھ ہوئے  
خیر دن پہ گھر میں آپ کے لعل گہر برسا کریں  
بن بھٹی کو لپکا کر گزرتے میں جو لڑکی پاس کو  
ان کو لگاتی مسجد مل ل کو پہلائی انہیں  
افسوس بیوی آپ کی کیا جانے حالی بے کسی

انہم تم کو خوش رکھے جم جم سلامت ہو  
کچھ داغ دل کچھ حسرتیں میں نہ کر ڈالنی تو  
یادہ کنول جو صبح تک محفل میں روشن ہو  
وہ داغ جن کو چاند نا پھیلا میری گور میں  
وہ حسرتیں جن میں ہمارا آپ کے در سے گئی  
وہ آپ کا روٹا وہ اپنا وقت نہ نہتہ  
اصو پر شہر شہر قحطی زندہ تھی او یاد تھی  
خردور روزہ ڈھلکی صبح جوانی کی طہ  
افسوس تو یہ ہے مجھے ہر نہ آئے آپ بھی  
معدوم ہو کر گئی وہ صورت نام و نہت  
دیکھا تھا آنکھوں نے جسے ہر رنگ میں کیا ہوا  
شاہی تہا و لعل کراں او یہ دشوار ہو  
تھی مجھ کو الفت عاشقی ماتم ملو وہی تھا

گولہ کڑا کہ دے دی جان پانچوں کی  
 دنیا برباد کو ایک دن دنیا کسی کا گھر نہیں  
 بھونٹ کا ویش ہو کر اس قدر غفلت ہو گیا  
 مقصد یہ بچوں کو اپنا ہاتھ سے نہلائے  
 بچائے سجد میں اپنا ساتھ بچوں کو مہر  
 بوں گے اگر یہ خوش تو یہ کیا رخ خوش ہو گیا  
 یہ آپ کی اولاد میں میرٹھ انت ان کو ہے

کیا آپ کے ہو گا نہ غم صدی نہ ہو گا جان پڑ  
 میر انہیں گر پاس کیا اللہ کا بھی در نہیں  
 دل و جھلا د و فرض وہ ہنگامہ عشرت بھی  
 اُجے لہو گھر میں پوچھ کر پڑا نہیں پناہ  
 ہزارہ لہجے پر کر لہا بچوں کو مہر  
 یہ سبکی ان کی نہ جھگڑا مہر ترپائے گی  
 اس یادگار اچھی بھی دنیا میں عزت انہو ہے

مغرور اپنی چند روزہ زندگی پر نہ ہو  
 محنت بھی تھی تھی سر دھنی اور شادی  
 لیکن جو موت آئی لکھا وہ سب فنا انجام  
 روزہ تو یہ پوچھنے بھی کر لیا دل انہیں  
 خلیفہ میری روح کو سونامی قدر پڑی  
 ہر دوسرا بھر دوسرا اوچان کو اب نہیں  
 اللہ سے روز جزا اسکا صلہ بالیقین آپ  
 اور آپ میں تو بہار زندگی نہیں ہے  
 لیکن یہ پیاری صورتیں مگر نہ پھر لہائیں

اُس منہ کی سو کہو تازانجانی پر نہ ہو  
 میں بھی اُمی کی طرح اکہٹا ہر منہ یاد تھی  
 آغوش تو ہر منہ مجھے سوطر کے آرام تھے  
 اُس جانشینہ کو مجھ سے تامل شکوہ نہیں  
 قند بچوں کو مہر اتنا اب ترسائے  
 میں دس دن کیوں کہوں جب تک سر پر نہیں  
 اُن بچیوں کو مہر بانی سو اگر بالیر کے آپ  
 میری مولیٰ اُمی کی دنیا میں نشانی نہیں ہے  
 شے کو دنیا میں ہر روز ہوا بل صابنی

سیماب (صدیقی الوارثی اکبر آبادی)

### جذبات شوق

تیری جو دم ہوگی تو چھپے نہ پیش گے  
 شہر تیرے ہر معرکہ عشق میں دیگر  
 آنکھوں کو لگا دیں گے ملائک قدم اپنے  
 ہم تجھ سے ہی مانگیں گے لہو شوق تراورد  
 ہم دار پہ چڑھ کر بھی پکاریں گے اناجی  
 مذکور نہ ہو چھ ترے اوصاف حسن کا  
 ہو جو ہیں روح نہ شاہ مدنی سے

الغبت میں اٹھائیں گے زمانہ کی جہاں ہم  
 سکھائیں گے ہر شخص کو انداز و فہم  
 ہوں گے تری وطن پر یوں ناصیہ ہم  
 تجھ سے ہی ترے دور کی چاہیں گے دوا ہم  
 حق کہنے میں دنیا سے کرینگے نہ جہاں ہم  
 کرتے رہیں برسوں بھی اگر درویشاں ہم  
 اوشوق کیا کرتے ہیں قسمت کا بٹا ہم

کس طرح کریں رو محبت کی دوا ہم  
 خود غیب سے ہو جاتے ہیں سبائی ہم  
 دوری میں حضور کی آغوش میں ہر دم  
 موٹی سے کہو دیکھتے ہیں یہ کب ہم  
 کہتے ہی رہتے حق محبت کو ادا ہم  
 عابث تو کہاں جابیں ترور کو سوا ہم  
 آئینہ عالم میں ہیں اک عکس ترا ہم  
 ہو جابیں اگر تیری محبت میں فنا ہم  
 تو اپنے ہی مین جانیں گے خود راہنا ہم

تعلیق میں ہاتھ ہوں جو اوشوق مرا ہم  
 ہوتا ہے ہو منظور کسی بات کا ہونا  
 تصویر تصور میں جو کچھ جاتی ہواں کی  
 ہے حق جلی کے عوض تو بڑی دوست  
 سہتے ہی رہتے جو دوست میں اول  
 تو ملاک کو نہیں دوسرا ہے  
 تو نے جو عطا ہر کیا راج خلافت  
 حکمت میں دل جانتے حیات پرسی کا  
 توفیق اگر تیری بیانی بلب ۱۰

خان بہادر محمد حسین شوق بہار پوری

### سلام

پوچھا جو شیر خوار سے جاو گو کیس پرش حق  
 بولی بند کس طرح ہوئی سناپ کی دوا  
 دل نے کہا حسین پر کیسے شمار ہوں گھر  
 جو یہ کہے گناہگار کیسے ہوا بقی ارم

کہا کہ گلے پہ تیر ظلم منہ کو پھر لیا کیوں  
 دھنی بدن مرینے اُس کو دکھا دیا کیوں  
 دیدہ اشک مارنے اشک لے بھا کیوں  
 مہر حسین اوقوتی پڑھو اسوہ کیوں

کھلتے ہیں بھول کس طرح انہم گل لکھار کیوں  
 لئے ہیں لعل کس طرح بن میں تو تبا کیوں  
 ہو کشار شاہ دیں ترے پتا دیا کیوں  
 ایک شہی نے کھینچو سرور دیا کیا کیوں  
 منہ چلا پھر مار کر شہرے کہہ دیا کیوں  
 دیکھ کے مجھ کو جو ٹوٹے گئے ہوا کیوں

چلتی ہو کر طرح نیم طبع رسا تبا کیوں  
 شاہ کے غم شہنشاہم خون جگر بھا کیوں  
 بحث یہ تھی کہ بخت بد ہو گا سید کس طرح  
 بولی یہ بخت فاطمہ کیسے جوں کی بے حسین  
 بولی سیکھ نہ کشتی ہو عمر تیر کس طرح؟  
 سوچے تھا کہ وقت رزم چلتی تھی یہ دھات

(ملک الکلام) قوی الامر وہوی

### رباعیات اکبر

عزت اُس کی نہیں ہوئی کم اب بھی  
 واقع کی نظر میں ہے مکر م اب بھی  
 شال اس میں غرض بھی بیشک سب کی  
 ہے بعض کی بات اور اپنے ہی مطلب کی

خوبی طاعت کی ہے مسلم اب بھی  
 خود میں دوسرے جگہ ہونے اگر  
 بغت جو دلائی وسعت مشرب کی  
 لیکن تبدیل وضع و نقل متابع

آدم مرگ رہے یا خدا جان کیا ہے  
 شہر لانا نہیں کیا فرض سلطان کیا ہے  
 بیماری دوست کو کہاں کس کو ہنسا  
 کرنا پڑتا ہے سب کو اللہ اللہ

ہر کو چاہیے قائم رہے ایمان کیا ہے  
 میں نے ہمارے مہار میں شفا کوئی  
 مسکین ہو گا ہوا ہوش و ذی جاہ  
 اسی جانتے زندگی میں ایک وقت

سید اکبر حسین اکبر (الہ آبادی)

وَمِنْ مَّا يَنْتَظِرُ لِحُكْمِ اللَّهِ  
وَمِنْ مَّا يَنْتَظِرُ لِحُكْمِ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حکمت و رعایت

### گربدولت برسی مست ہرودی مردی

۱۔ مست شخص ہے جو ملکی قانون اور ملکی عدالتوں کو کھیل سمجھتا ہے اور اپنے جھپٹن  
جہانیتوں کے لیے دولت و ثروت کے خزانے چھوڑ جاتا ہے۔ اہلی حرم وہ دوست  
پرست لوگ ہیں جو غریب مزدوروں پر ظلم و ستم کرتے ہیں۔ ان کے حقوق کو پامال کرتے  
ہیں ان کا خون چوستے ہیں اور دولت جمع کرنے کی دہن میں رات دن مشغول ہیں جس  
رستے سے وہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اس میں ہزاروں غریب و یتیم اور یتیموں کی لاشیں  
بچھی ہوئی ہیں اور وہ ان لاشوں پر قدم رکھ کر چلتے ہیں۔

روئے زمین پر ان سے زیادہ اخلاق کمندہ اور ذلیل شخص کون ہو سکتا ہو  
جن کا دولت جمع کرنے اور اس کو غریب سے چھپا کر رکھنے کے سوا کوئی اور کام  
نہیں ہے اور ان کی زندگی کی غرض یہی ہے۔ اور کچھ نہیں۔ نہایت نفوس ہر  
کہ یہ لوگ بے شرم۔ وہ یہ جہنم کرتے ہیں اور گنہگار دولت سمجھتے ہیں اور اس کو بدترین  
کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ کچھ لوگوں کو محتاج اور کچھ لوگوں کو آسودہ کر دیتے ہیں  
اور اس سے ذاتی خوشی اور خود غرضی کے سوا اور کوئی بات ان کو مطلوب نہیں ہوتی  
ایک دولتمند اپنے جاہل بیٹے کو دولت کی عظیم الشان مقدار بخش دیتا ہے اور اس کا نتیجہ  
یہ ہوتا ہے کہ بیٹا سستی کاہلی بدکاری اور بد معاشی میں زندگی بسر کرتا ہے۔  
ایک دولتمند خطاب روپیہ کے زور سے خرید لیتا ہے۔ ایک دولتمند اٹھتا ہے  
اور کوئی مددگار یا کتب خانہ اپنے روپیہ سے قائم کر دیتا ہے تاکہ اس کی اس چھوٹی  
سی فیاضی سے لوگ اس کے بڑے بڑے گناہوں اور جرموں کو بھول جائیں حالانکہ  
یہ وہ شخص ہے جو غریب مزدوروں کو مرنے دیکھتا ہے اور مطلق ہوا نہیں کرتا۔ بچا  
مزدور کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے اور آخر کار موت کے منہ میں چلے جاتا ہے مگر  
یہ ظالم آدمی ہیشہ ان کے حقوق کو پامال کرتا ہے اور اگر وہ شکوہ کریں تو ان کو دھمکا  
اور نکال دیتا ہے۔ مزدور یاں گھٹا دیتا۔ کام بڑھا دیتا ہے۔ قانون اور احکام کو  
بھنی کھیل میں اڑا دیتا ہے۔ بقول مولانا حالی مرحوم :-

مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا و مظلوم کے حال پر رحم کرنا

ہو او ہوس میں خودی سے گزرتا نقیض میں مینا نکالیش میں مرنا

سدا چاپ غفلت میں ہیوش رہنا دم نزع تک خود منہ موش رہنا

حکیم مطلق نے کائنات میں کوئی شے محض اور باطل نہیں پیدا کی لیکن نیت اور توجہ کے  
تکلف سے ہر ایک چیز کا استعمال اس کو نیک و بد مفید و مضر بنا دیتا ہے اور انسانی زندگی  
کا قیام اور کدورات انسانی کائنات و کائنات میں اس کو دولت پر منحصر ہے اور اس کے وسیع ہمارے  
لیے جو پکت فخل و رحمت اور غیر تر تہ نعمت ہے۔ لیکن مصلحتیں ہی نوع انسان کو  
ہماری انانیت و فرعونیت سے اس احساس کے لیے مجبور کیا ہے کہ غلام و جہول انسان  
کو صورت و دولت کے متعلق خصوصیت کے ساتھ ہدایت کی جائے۔ دنیا کے مکروہ  
روئے کو دیکھ کر سیدنا حضرت مسیح فرماتے ہیں :-

”ہذا کی یادداشت میں ایک دولتمند کے داخل ہونے کی نسبت اونٹ کا سببی  
نہ ناکہ میں سے نکل جانا زیادہ آسان ار ہے“

یعنی اس دنیا کے پیغمبر اعظم کا یہ فتویٰ صحیح ہے کیونکہ :-

”حسب اللہ دنیا داس کل خطیئہ“ روپیہ کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے (تھاکا)  
مال بقی اور ضروری چیز ہے مگر وہ ہمارا کھپے مقصود اس حد تک نہ ہونا چاہیے کہ اس کا  
معبود بنا لیا جائے۔ تفصیل دولت میں جو فخل و ہنر صرف کیا جائے وہ سہو سچ ہے  
البتہ مال کا صحیح استعمال انسانی کمال پر دل ہے ورنہ دنیا میں جہال اور آخرت میں  
دجال ہے۔ نہ صرف میر ملک غریب بھی محتاج ہے نہ صرف دولت میں محنت و  
جدوشیاء ہو کیونکہ اس مقام پر سلامتی کے ساتھ ایک جنبش اعلیٰ علیین تک اور  
تغزیش اسفل السالین تک پہنچا سکتی ہے۔ دولتمندوں کو خصوصیت کے ساتھ  
مذہب ذیل شاہانہ ہدایت کے متعلق یاد رکھنا چاہیے :-

”آنانکہ غنی تر اند محبت ای تر اند“

غوشا کرتے ہیں آگے جو لوگ متبادی ہر دم اسے ادب اپ دولت  
خوشامد میں نہ ان کی پھولست تم وہ گویا تم کو کرتے ہیں ملاست  
کہ دنیا میں ہیں جو خصلتیں نیک نہیں ان میں سو تم میں کوئی خصلت  
(حالی)

”جو شخص چوری کرتا ہے یا کسی کو قتل کرتا ہے اور اپنے جرم کی پاداش میں  
قید اور موت کی سزا پاتا ہے وہ اصلی (جرا) مجرم نہیں ہے۔ اصلی (جرا) مجرم وہ

بلاشبہ ایسے آدمی ملے۔ اور قوم کے لیے خطرناک میں وہ نہ وطن کے لیے کارآمد ہیں  
حکومت کے لیے یہ لوگ طرح طرح کے ایما نیاں۔ سہ و حیاں۔ وغایا نیاں  
اور نا انصافیاں کرتے ہیں۔ گویا دنیا ان کے لیے ایک بازی گاہ ہے۔ ان کو اس  
بات کا مطلق احساس نہیں ہے تاکہ وہ ایک ترقی یافتہ قوم کے ممبر ہیں اور  
قوم ان سے ان کی بر کاریوں اور گناہگار یوں کی نسبت باز پرس کر سکتی ہے  
میں یقین کرتا ہوں کہ ان کے دماغ عقل کی روشنی سے خالی ہیں ان کو دلوں

میں نیکی اور شرافت کے جذبات موجزن نہیں ہوتے انکی عزت و محبت کی رنگ  
کبھی جنبش میں نہیں آتی۔ ان کے سروں پر قوی ہمدردی کبھی اپنا سایہ نہیں  
ڈالتی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ دنیا میں ان سے زیادہ کوئی بد بخت نہیں ہے  
کیا کوئی شخص میرے اس بیان میں ایک لمحہ کے لیے بھی شک و شبہ  
کر سکتا ہے؟  
(مسٹر روزولٹ سابق پریزیڈنٹ جمہوریہ امریکہ)

## خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ

ذیل کی پرمغز ہدایت صحت زار روس ہی کے لیے نہیں ہے وہ سچی ہو کہ  
ہر ایک زمین اس کو اپنا آویز و گوش بنائے۔ نہیں نہیں ہر ایک انسان کی  
متابعت سے اپنی زندگی کا اعلیٰ اور مقدس نمونہ دنیا کو دکھلا سکتا ہو۔  
” خدا نے تمہیں انسان کی بھائی کے لیے جو موقع دیے ہیں ان سے  
خاندان اٹھاؤ اور دل سے کوشش کرو کہ دوسروں کی بھلائی ہو۔ خود کو  
ایک عمدہ اور آئینہ شخص بناؤ اور لوگوں پر اپنا اعتبار بے غرض نہ قائم کرو  
سب کو ایک نظر دیکھو۔ اور لوگوں سے بے تعلقی رکھو۔ کسی کے اعتبار کو  
ضائع نہ کرو۔ جو کہ وصاف دل سے کرو۔  
اس دنیا میں تمہاری ایک نئی زندگی ہے۔ تھوڑی تکلیف اٹھا کر خدا کو  
بندہ دل کو نیک بنانے کیلئے بہت کچھ کر سکتے ہو۔ تاریکی سے لوگوں کو روشنی

میں لاسکتے ہو، لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کر سکتے ہو۔ غریب کی حاجت دانی  
کرنا تمہاری بہترین عبادت ہے۔ اس اور خوشی کے ساتھ تم اپنی زندگی کو گزارو  
خدا نے تم کو نیکی کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے۔ اس لیے تم اپنے فرض کو بجالاؤ  
اور جتنی سہ سے ہوں ان کو بھی ایسی ہدایت کرو۔  
خدا کا حکم ہے کہ تم انسانوں میں بدی نہ پھیلاؤ۔ یہ خیال کرو کہ جو کچھ تم بھیک  
کرتے ہو وہ خدا پر آشکارا ہے۔ تمہاری ضمیر تمہارے خلاف گواہ ہوگی۔  
(دکٹر فٹ ٹام ٹائی۔ روسی فلاسفر)  
نیکی کن اسے فلان و غنیمت شمار عمر  
زاں پیش آ کہ لانگ بر آید فلاں نامہ  
عبدالکریم خاں از کسب

## سلک مروارید

### ارشاد اہل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اگرچہ مختار و فزود جہاں۔ خستہ اسل  
اس طرح ارشاد فرماتے ہیں امت کے لیے  
کیا محمد مصطفیٰ کو حق نے بخشا تھا دماغ  
بات جب تکلی زبان سے وہ برائی ہو گئی  
ارشاد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
یا ربنا محمد مصطفیٰ صدیق اکبر کا یہ قول  
آپ جوتے ہیں عجب انداز سے گوہر فشان  
آ رہا ہے تیرے پیچھے نیک دشمن جلد باز  
ارشاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے  
تم سے غفلت جب نہیں کرتا جبار اکبر یا  
خاک ہو جاؤ گے لوگو تم نے جو خاک سے  
کیوں جو فاضل جبار ہیں تم خدا کی اس

### ارشاد حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام

رکھ یاد اس کو۔ تو ہے اگر مرد با صفا  
بخشہ غضب کے وقت خطائے گناہگار  
فرماتے ہیں علی ولی نائب رسول  
جو شخص پیش آئے جہاں میں بدی کیست  
ارشاد سید الشہداء امام حسین علیہ السلام  
حسین ابن علی سرور دعو عالم کا  
مزدور چاہیے ان کو حصول کمال  
یہ بند ہے کہ بندہ جو آپ سے باہر  
ارشاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
ہے یہ ارشاد جناب صلاحی والا گھر  
چاہیے انسان کو کچھ نگر راہ آخرت  
وہم ہے گلزار بہتو۔ اس کی کچھ مہنتیں نہیں

(ملک الکلام، قوی الامور ہو غفرلہ)

# وَلَا تَبْسُوا لِحُوزِ الْبَطْلِ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَتَكْفُرُونَ

سچ کو جھوٹ کے ساتھ گھٹانے اور جان بوجھ کر بات کو چھپانے

## تفہیم و تقریب

### روزنامہ ہمد لکھنؤ

یہ روزنامہ اخبار ہندوستان کے مشہور اخباروں میں جہاں سید صاحب دہلوی کی قلمی قریبی میں لکھنؤ سے جاری ہوا ہے اور وہ کے موجودہ روزانہ پڑھوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس وقت ہمد کو ہمد کی ضرورت بھی اس لیے اس کے بانیان کی یہ کوشش قابل ذکر اور ستان ادارہ کی اعانت و سرپرستی با شکرانہ ہو رہی ہے۔

ہمد کے جس قدر بچے اب تک شائع ہوئے ہیں ان میں اس کے ادبیری کی قابلیت اور محت معلومات، بیدار مغزی، آگاہی اور بیکریہ کاری کی جھلک نمایاں ہو سکتی ہے۔ ہمد ہمد اور کادیرا کے متعلق ہمد کی رائے سمجھدہ، وزنی اور با وقعت ہوتی ہیں۔ اہم اقتصادی و سیاسی معاملات میں وہ بعض رائے عامہ کی ترجمانی ہی کا غرض انجام نہیں دیتا بلکہ اپنے ناظرین کی آرا و افکار کو صحیح مرکز پر لانے اور ان کی اخبار معلومات میں اضافہ کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے۔ وہ حریت و استبداد کا پابند نہیں ہے اور فرقیانہ جوش سے بھر پور قومی حقوق و فوائد کو پامال نہیں کرتا۔ (ہمد کی مغز و ہمد کی اس رائے سے کثیف اخبار جہاں ہمد میں صوبہ ہمد کے چند ناواقفیت انڈیا ہندو کرنا مناسب رویہ کی منزل آگاہی پائیکل کانگریس کو ملنی چاہیے اور مسلمانوں کو اس کو آئندہ حالانہ جلسہ میں شریک ہونے سے احتراز کرنا چاہیے۔ اختلاف ہے لیکن جب طبعیہ اخبار اور آئینہ بالو چننا منی جہاں ایڈیٹر سطحی قومی پاسداری کا عہدہ باستغلو ہو کر غلطی کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمد اور اس کے ایڈیٹر کو ہمد محذو ر نہ سمجھیں)

اور وہ ایک ایسے روزانہ اخبار میں ہو سکتی ہیں (شاید ایک دوسری ضرورت کو نام نہ ہے وہ یہ کہ دوسرے روزانہ اخباروں کی طرح ہمد کے پچھلے صفحہ پر بھی ایک نظم جلی نظم سے لکھو اگر شائع کی جاتی ہے جو ایک پراستعومات اخباری نوٹ کی جگہ لکھ لیتی ہے۔ روزانہ اخبارات میں بلا ترمیم نظروں کا شائع ہونا کم از کم میل تھا نہیں معلوم ہوتا۔)

لکھنؤ چھپائی اور کاغذ میں ہمد یقیناً تمام روزانہ اور اخبارات کو بہتر اور اس حال میں وہ نہایت فراخ حوصلگی و کام لے رہا ہے خدا کرے وہ اپنی اس خطا ہری آن کو کھٹکا ہمد کی سالانہ قیمت بڑھ رہی ہے اور مایہ ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اسوہ ختم اس پرچہ کو ضرور خریدیں گے۔ نوٹ ذیل کے پتے سے مل سکتا ہے۔

مینجر روزانہ اخبار ہمد۔ لاٹوشس روڈ لکھنؤ

### معارف اعظم گڑھ

یہ مجلس دارالمصنفین کا ہوا اور علی دینی رسالہ حباب مولوی سید سلیمان صاحب ندوی کی زیر ادارت اعظم گڑھ سے شائع ہوتا شروع ہوا اور اپنی دقیق خصوصیات کے لحاظ سے موجودہ اسلامی رسائل میں بے نظیر ہے۔ "جانشین شیل" کی ذات سے ہیں معارف سے کچھ حقیقت رسالہ کے اجراء کی توقع نہیں ہو سکتی تھی، ہم مولوی سید سلیمان صاحب کو مہد کبا دیتے ہیں کہ ان کی بالغ نظر نے اپنے ایک ہم علمی دینی مفسر کو جلد محسوس کر لیا۔ امید ہے کہ وہ قوم کی بے اعتنائی سے بدولہ ہوں گے اور استقلال کے ساتھ کام کیے جائیں گے۔

معارف نے اپنا اصولی مقصد اور آخری نصب العین یہ قرار دیا ہے کہ وہ اس زمانہ کی ضروریات و تقاضیات کو پیش نظر رکھ کر اسی قسم کے علمی و دینی کام انجام دے جو کمال و سلف اپنے زمانہ میں انجام دے چکے ہیں۔ واقعی نہایت مہد کبا و بہتر باشند مقصد ہے اور یہ ایک مقصد قومی ترقی کے جلد وسائل پر حاوی ہو۔ مگر مولوی سید سلیمان صاحب ہم سے بہتر جانتے ہیں کہ بعض مقصد کا قلمبند ہو جانا کوئی چیز نہیں ہے۔ ضرورت عمل کی ہے اور عمل کے لیے وسائل کی۔ اس لیے نامناسب نہ ہوگا اگر مولوی صاحب محتاج کسی مابہر علوم جدیدہ کو بھی اس علمی سفر میں اپنے ساتھ لے لیں اور دونوں ملکر عمل کا ایک ایسا نظام قائم کریں جس میں مقدم ضروریات مقدم ہوں اور مؤخر ضروریات مؤخر نہ ہوں کہ دفتر معارف میں جو معنوں معارف کی حیثیت و شان کا پہونچا شائع ہو گیا بلکہ معارف کی ترتیب تحریر و اشاعت میں ضروریات و قیاس کے تقدم و تاخر کی



ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے۔ اسید کی کہ معارف کے مائل مومن کے لئے یہ کتاب کافی ہوں گے۔

اسرار میں کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا لکھا۔ لکھائی چھپائی بھی سلی نہیں ہوتی ہے۔ الغرض اپنی صوبی اور محنت جو ہوا، کی وجہ سے معارف ہر علم دوست مسلمان کے نزدیک نہایت قابل ہے سالانہ قیمت مع محصول صرف مقرر ہے۔ بیچ صاحب رسالہ معارف اعظم گڑھ سے نمونہ اپنی ہو۔

### تاریخ راعیان

ہندوستان اور خصوصاً پنجاب میں ایک قوم آیاس آباد ہے جس کی تعداد ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کی رو سے نو لاکھ تیس ہزار ہے۔ تاریخ راعیان اسی قوم کو حالات میں جو جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ دوم مذکور کا نام اور میں نہیں بلکہ راعی ہے اور اس کا سلسلہ نسب شیخ سلیم الدینی رح علی الاصل سے ملتا ہے۔

علم الانساب کے جاننے سے جوش حیات و غیرت پیدا ہوتا ہے اور یہی جوش کام کرنے اور اصل ترقی کا ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ اس لیے حکیم معراج الدین احمد صاحب راعی ایڈیٹر راعیان میگزین نے تاریخ راعیان میں مفید و دلچسپ کتاب لکھ کر اپنی قوم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ تاریخ راعیان محض تاریخ ہی نہیں بلکہ ایک چھوٹی سی انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں قوم راعیان کی موجودہ ترقی تعلیمی تمدنی اور معاشرتی حالت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس پر کہ یہ کتاب راعیوں کو بیدار کرنے میں نہایت سودمند ثابت ہوگی۔ رعایت قیمت مع محصول ۱۰ روپے منہج صاحب راعیان میگزین امت سے مل سکتی ہے۔

### العلم اعظم گڑھ

علوم والہ مشرقیہ کا یہ قابل قدر ماہوار رسالہ تمام علمی و ادبی دلچسپیوں کا مجموعہ۔ جن سے لطف اندوز ہونے کے لئے سلیم المذاق علم دوست ہی ہب کی وجہ سے بیکار رہتی ہیں۔ اس مجلہ علمیہ و ادبیہ کے مدون و مؤلف جامعہ دینی محمد بن صاحب عباسی کیفی جی یا کوئی ہیں جو کہ والد صاحب حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب چری کوئی اپنے زمانہ میں سائنس علم و فضل کا آفتاب تھے۔ خوشی کی بات ہے کہ ایسے نامور اور فاضل باپ کے لائق صاحبزادے نے تشد کما ماب علم کے لئے ہند کے ریگستان جہالت میں علی باب زلال کا ایک چشمہ جاری کیا ہے۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ یہ چشمہ ہمیشہ قائم رہے۔ ترقی کرے اور باوین نشیانی جہالت کو اس کو سیراب ہونے کی توفیق ہو۔

العلم کے پانچ پہلے اب تک شائع ہوئے ہیں اور ہر ایک پرچہ پیچیدہ علمی مذاق کا اعلیٰ نمونہ اور رائے گیر کی قابلیت و وسیع النظری کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ غالباً اس وقت کوئی رسالہ ایسا نہیں جو اردو کے علاوہ فارسی، عربی اور برتھما کے لطائف نظم و نثر سے اپنے ناظرین کی صیانت کرتا ہو۔ مگر العلم میں یہ خصوصیت موجود ہے۔ علی ہذا العلم میں جن مختلف علوم و فنون کے متعلق مضامین چھپتے ہیں ان کی تعداد بھی دیگر علمی و ادبی رسائل کے موضوعات بحث و تالیف

سے بہت زیادہ ہے۔ الغرض اس رسالہ میں کی خوبیاں ایسی ہیں جو ابھی تک ہر رسالہ کو نصیب نہیں ہوئیں۔ علمائے چریا کو شک و غیظ و عداوت میں علیہ کی اشاعت ہی ایک ایسا کام ہے کہ اگر العلم میں کوئی اور خصوصیت نہ ہوتی تو بھی اس کی وقعت میں کچھ کمی نہ آتی۔ اعلم میں جہاں بہت سی خوبیاں ہیں ہاں نقصان بھی ہیں۔ اول تو یہ کہ اسکی عبارت عموماً نہایت مشکل اور پیچیدہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے متوسط قابلیت کا آدمی اس کو پوسے طور پر مستفید نہیں ہو سکتا۔ ہمارے خیال میں اعلیٰ ادبی مضامین کو چھوڑ کر علمی اور دینی مضامین میں زبان جہاں تک ممکن ہو صاف و سلیس ہونی چاہیے۔ ورنہ غالباً رسالہ کی اشاعت پر بڑا اثر پڑے گا۔ دوسرے یہ کہ العلم کی لکھائی چھپائی بہت ہی ناقص ہوتی ہے۔ اگر ابراہیم پریس میں عمدہ لکھائی چھپائی کا انتظام نہیں ہو سکتا تو کیوں العلم کو بھی معارف نامی میں نہ چھپوایا جائے۔ بہر حال لکھائی چھپائی میں جلد اصلاح ہونے کی ضرورت ہے۔ اسید سے کہ ناظرین اسوہ حسنہ العلم کے مطالعہ سے محفوظ ہو کر العلم کی سالانہ قیمت مع محصول للبر جو ایسے ضخیم رسالہ کے لئے ہرگز زیادہ نہیں ہے۔ منہج صاحب رسالہ العلم ابراہیم پریس شہر اعظم گڑھ سے نمونہ طلب کیجیے۔ یہ رسالہ لکھا جا چکا تھا کہ اکتوبر کا العلم میں موصول ہوا اور یہ دیکھ کر شرم ہوئی کہ اس کی لکھائی چھپائی اور کاغذ میں اصلاح کر دی گئی ہے۔ اور اکتوبر کا رسالہ ظاہری حیثیت سے بھی خوشنما ہے۔

### روض الریاضین

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب محدث دہلوی نے علم حدیث کے طلباء و علماء کی آسانی کے لئے اپنی مشہور فارسی کتبستان الحدیث میں متعدد کتب حادوث اور ائمہ مصنفین و مؤلفین کے حالات نہایت تحقیق سے تحریر فرمائے ہیں۔ روض الریاضین الحدیث کا اردو ترجمہ ہے۔ ایسی مفید کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو جانا بہت مفید ثابت ہوگا۔ روض الریاضین دلچسپ اور پڑھنے کے قابل کتاب ہے جو غذا اور چھپائی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ تقیظ ۲۹۸۲ اور صفحات سو ادو سو ہیں۔ قیمت ایک روپیہ بہت مناسب ہے۔ حاجی محمد الدین صاحب سوداگر لکھنؤ سے مل سکتے۔

### لسان الغیب جلد دوم

میر ولی اللہ صاحب بی۔ اے وکیل ایڈ آباد کی لکھی ہوئی مفید و دلچسپ شرح دیوان حافظ لسان الغیب پر کسی گزشتہ پرچہ میں رپو کیا جا چکا ہے۔ اس قابل قدر شرح کی دوسری جلد بھی شائع ہو گئی ہے جو کسی لمحہ سے جلد اول کی کم نہیں ہے۔ جن شائقین نے جلد اول خریدی ہے وہ اس دوسری جلد کو بھی ضرور خریدیں۔ قیمت دو روپیہ ہے۔ مصنف کو مذکورہ بالا پتہ پر خط لکھنے سے مل سکتی ہے۔

### تذویر العیون

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے رسالہ سرور المحدثین کا اردو ترجمہ ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوانح پاک اور خلق عادت نہایت معجزہ و مستغرب و افندہ کے قلمبند کیے گئے ہیں۔ مفید و دلچسپ رسالہ ہے قیمت

۴ یہ غیر محلد جو محلد سے

## تہذیب لطیف کے خیالات ظریف

محمد یحییٰ ایسے (دوسرے) کی کتاب اسلام اور حقیقت کا نہایت ہی قابل اور دلچسپ

وہی ہے جو اس کی خاطر کھلے بغیر اس کے لئے لائے گئے ہوتے ہوں گے۔

**شرعیات و طریقت**

مسلوب سے نسخ کیا گیا ہے اور اصل و نقلی دونوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ شریعت و طہارت کے  
درمیان کوئی متنازع نہیں ہو گا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مومنوں کی عقلیں روشن ہوں گی۔

(10) 25.000000

شفار الاستقامۃ فی الصلوۃ

حضرت کی کتابوں کی چھان بین کر کے پوری

مطهر مشرعیہ علیہ السلام و عادات طاری و عجمیہ سوانح و غزوات و غیرہ کا  
 مجموعہ و تشریح ہے جس کے پیراویں ذکر کردہ ہے ہر کتاب کو عربی یا چاہے قیمت مشرعیہ

**انتخاب موجد** سیرٹ کے مشہور مصوٰف اخبار کو موجد کی ایسی رسائی

حضرت مولانا ابوبکر بن علی صابو دوسرا مستند الشارح و دانش کے گاہیں ہیں چنانچہ

تجربہ کے لئے یہی بہترین ۱۲ ار

جناب امیر خوں یلوی

وہ کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اس کو جو کچھ چاہا وہ دے دیا ہے۔

علاقہ دہلی پر محکمۂ قادیان سے سید منزل شہر میرٹھ

(۱) ترجمہ کر کے کمالی کتب اربعوں میں پیا ہوا۔ (۲) ترجمہ قرآن کی خدمت نائذ کاظمی اور زلفا اختر می (۳) دوا حال میں ترجمہ کی ضرورت (۴) ترجمہ کے متعلق مرقوم کے خیال سے مقتضی ہے کہ

(۵) یہ سارا ناظر احمد روپوشی کا ترجمہ (۶) ترجمہ موجودہ ادبی اشاعت کے مطابق (۷) ترجمہ کی قیمتیں (۸) مختلف ترجمے (۹) مذہبی کتابوں کی ضرورت (۱۰) اصولی ذمہ داریاں

(۱۱) : بہ اسلام (۱۲) کتب آسمانی اور زمین (۱۳) دیگر مالک کے سپرد (۱۴) حضرت جبریل اور نزول لکھن (۱۵) رسالت اور انجیل محمد (۱۶) قرآن مجید کا نزول (۱۷) قرآن کی سوتیلی

اور آبائی (۱۸) ترجمہ قرآن (۱۹) باب اول (۲۰) قرآن کے تفسیر پرست (۲۱) احکام قرآن میں نہیں ہیں (۲۲) احسان قرآن کا اجمالی ذکر (۲۳) مکرر باتیں مشتمل ہیں۔

(۲۴) قرآن کے احسان کا محنت (۲۵) قرآن مجید کے ساتھ تاریخ اسلام بھی دیکھنا چاہیئے۔ (۲۶) برکات اسلام (۲۷) احکام قرآن جن پر عربوں نے عرب کے مذہب کو گونا گونا گویا

سزا دی (۲۸) برکات اسلام کے لئے اسلام بھی دیکھنا چاہیئے (۲۹) حجرات (۳۰) مولف کی حضرت (۳۱) آیات قرآنی میں اصل کا اختلاف (۳۲) دونوں مسلمانوں سے

اس ترجمہ میں تو صحیح معنی کی گئی ہے اور جتنے مسائل شرعی قرآن سے منسلک ہیں ان کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے اور اختلافات قرأت و حمل و نقلی الذہب اور اہل کشیش میں جو مسائل فقہ مختلف ہیں وہ اس میں

انہما کی توضیح کی گئی ہے۔ ہر مذہب کے متون جو ترجمہ فقہاء میں داخل افتخار مذہب سے ایسی اختلافات کچھ ہیں حاشیہ میں ہیں اب کامیاب ہو۔ مگر ترجمہ کے مذاہب کے لئے عیسائی احادیث

ایک متن میں دوسری ترجمہ اختیار کیا گیا ہے جسکی ضمنی الذہب کے موافق ہو۔ کیونکہ انہیں کی کثرت ہندوستان میں ہے۔

فادری وارو وکے قدیم تر ہے اور اردو کے بہت سے جدید ترجموں کو مقابلہ کر کے نہایت بہت و اہتمام سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے اور باعتبار مفہوم اور باعتبار زبان بھی ترجمہ کے کہنا چاہیے۔ یہاں پر لکھنا چاہیے کہ علامہ نے جو محنت و کوشش کی ہے یہ ترجمہ رہنما ہے۔ بعض ناظرین کو یاد ہو گا کہ علامہ نے انڈین اوپن اسکول آف سائنس میں ڈیپارٹمنٹ کا ترجمہ شائع کیا تھا اور اُس سے چار برس کے بعد اسکول آف سائنس میں علامہ صاحب دہلی کا ترجمہ شائع ہوا تھا پھر اس کے بعد علامہ اسی کام میں مشغول رہے اور اس کا تیسرا ترجمہ ہوا ہے۔ ناظرین ان کے ترجموں کو دیکھ کر ان کا انکشاف متائی ہی کیسے لگے کہ وہ آدھار دست لکھنا ناظرین سے امید ہے کہ وہ خود یہ ترجمہ پڑھ لیں وہی جی طلبہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں اور کم سے کم اتنا تو ہو کہ یہ ترجمہ دیکھیں۔

مسلمان جو دوسرے مسلمان کے اعتقاد میں پہچان کر شہید کا باعث ہو۔ (واقعہ کہ یہ ترجمہ بیس دیان میں عام فہم طریقہ پر ہے جس کے لئے علامہ کی غریب خاص شہرت رکھتے ہیں یہ بھی لکھا گیا ہے۔)

بدیہ قیمت فی جلد مذتب تین روپیے (تین) (نوٹ) یہاں بیکروں ہزاروں روپیے اور کاسوں نیچے ہوتے ہیں اس لیے یہ حدیث قرآن کو لکھنے میں ہے جس کی ایک جگہ ہے۔

تالیفات و تصنیفات علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ علیا سی

| نمبر | نام کتاب        | بیان | موضوع | صفحوں کی تعداد | کیفیت | فرہار | نام کتاب      | بیان | موضوع | صفحہ کی تعداد | کیفیت |
|------|-----------------|------|-------|----------------|-------|-------|---------------|------|-------|---------------|-------|
| ۱    | تفسیر قرآن مجید | اردو | تفسیر | ۶۰             | بہتر  | ۶     | عقائد اسلامیہ | اردو | عقائد | ۲۰            | بہتر  |
| ۲    | کلیغ الاسلام    | اردو | تبیین | ۹۸             | بہتر  | ۷     | اشرفیہ        | اردو | تبیین | ۹۸            | بہتر  |
| ۳    | الاسلام         | اردو | تبیین | ۸۰             | بہتر  | ۸     | زبان اردو     | اردو | زبان  | ۳۳            | بہتر  |
| ۴    | زادہ            | اردو | تبیین | ۵۷             | بہتر  | ۹     | آئینہ شریعت   | اردو | تبیین | ۱۸۰           | بہتر  |
| ۵    | الحجاب          | اردو | تبیین | ۴۸             | بہتر  | ۱۰    | دینی تعلیم    | اردو | تبیین | ۳۳            | بہتر  |

اشتهر عبد الواحد خان منیر قاضی ایند کپنی گو رکچو د

## ایک پیسہ کا

پوسٹ کارڈ اعلیٰ غویہ ہے اور خواجہ حسن نظامی صاحب کی تازہ کتاب میلادِ نامہ کی درخواست لکھ کر  
 پیسہ بھیج کر پھر پھول جائینگے اور ربیع الاول کی مجلسوں کا موقع نکل جائیگا۔ یہ کتابیں لکھی گئی ہیں  
 کہ اس سلمان خیر خیر مولوی کتابوں کو مجلسوں میں پڑھنا چاہئے اور کچھ گھر ہی کتاب پڑھنی چاہئیں۔ دوستوں  
 صفحہ کے قریب مختصر ہوا اور میلادِ شریف کا بیان نظموں کی آرائش اور شریکیہ باتوں کے ساتھ لکھا گیا ہے  
 اور سب کچھ اور مستحکم کتابوں سے۔ وہ جس قدر میں رسولِ مہدی کے نام سے آنحضرت سے اللہ عزوجل کے  
 کے تمام حالات زندگی اور انکی عادت و اخلاقی خوبیاں ہیں۔ زبان ایسی آسان ہے کہ بچہ بھی سمجھ سکا  
 پڑھنا چاہیگا۔ محترم نامہ سے بھی زیادہ صاف عبارت ہے۔ اب کے عید میلاد کے موقع میں یہی کتاب  
 تقسیم کرنی چاہیے۔ ہر صفحہ پر ۲۷ کوٹھڑی ہوگی قیمت سفید چمچہ کو تھوڑے پیسہ میں۔ طلباء کے لئے کثیر تر  
 درخواست کے کارڈ پر یہ پتہ لکھنا چاہیے۔

## کارکن حلقہ المشائخ عرب سرائے۔ دہلی

اطلاع دیکھائی ہے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کی نئی کتابیں اور پیسے ہیں اور۔۔۔ عید میلاد کی تقسیم  
 غزوتی کے لئے مختلف ہفتگیوں اور گزریاں۔ حلال خود ہائے بھائی ہیں۔ کرشن جی۔  
 عید میلاد کی خوشی میں اپنے بچوں اور بزرگوں کے مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو خواجہ حسن نظامی صاحب  
 کی چھوٹی سی خوبصورت کتاب رسول کی عید کی تقسیم کیجئے قیمت ۲ روپے جو کارکن حلقہ المشائخ  
 عرب سرائے دہلی سے فوراً منگا لیجئے۔

پُر الفِت قومی سے ہر جن کا رگ ریشہ  
منے کو تو مرتے ہیں پہ جیتے ہیں ہمیشہ

\*(\*)

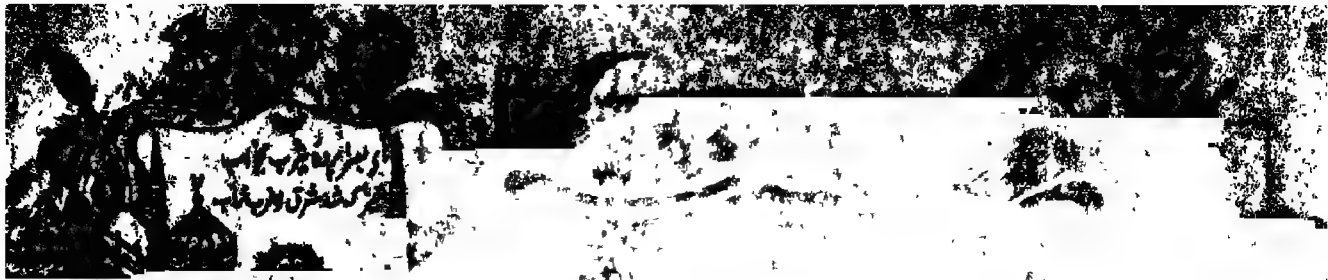
## تعزیت نامہ مشعل بر

مضامین مختلفہ و تحریرات منفرد متعلقہ ذات حسرت آیات و سوانح عمری و حالات زندگی و کارنامہ جات

آنزبیل خواجہ غلام الثقلین مرحوم  
چھپکر تیار ہو گیا

قیمت قسم اول (دولایتی پتلے کا عند پر) ع  
قیمت قسم دوم (عمدہ دیسی کا عند پر) ع

المشتہر۔ مینیجر صاحب سید پریس کیمپ میرٹھ



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم کا آئینہ،  
 حسنِ معاشرت کا روحانی خطیب، اخلاقی و  
 تمدنی امور کا مذہبی مسلح سلطانِ مردوں کا ہر پروردگار  
 مسلم تہذیب کا امانتِ عظیمہ صلائی مسامح کا دلکش مجسمہ  
 ہر شے پہلے کی پہلی تہذیب کو شہرِ نور و شہرِ امان

سرخاں حیدری کہ وہ وصفا + توں رفتِ بزدلے  
 ملاکِ پیہر کے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزلِ خواہرید





اسوہ پیا بتاؤ

[illegible]

بِوَاغِ مَحَبَّتِ مُصَوِّفَانِظ

[illegible]

مضمون نگاروں کیلئے

[illegible]



آپ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہو تو  
لال شریعت  
پلاویں۔ گھیبہ کی کمزوری دکھانی دلاوی کو دور کرنا چاہتے ہو؟

لال شریعت

پلاو۔ پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا یکساں فائدہ کرتی ہے  
چھینے میں شیریں اور رنگ شہ رخ ہونے کی وجہ سے لڑکے خواہش مند ہوتے ہیں  
آپ بھی اپنے بچے کو استعمال کر کے آزمائش کر لیجئے +  
قیمت بارہ آنے فی شیشی محصول ڈاک چار آنے



ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۱۹ تارا چند ڈاکٹر ٹی کلکتہ

## باغ و باغی لکائیہ والوں کو مراد

رہنمائے باغبان اس میں ہر قسم کی ترکاریوں میں سے دلروختوں و درہم کی پھلدار پیدا کرنا  
لائیے ہوئے کاموں و بہت سی سفوفی باتیں درج ہیں تاکہ ہر شخص باغبانی کو کامیابی سے مستفید  
ہو سکے اور باغبان کی خوشامد سے بچے۔ ۲۰ صفحے مجلد قیمت ۱۱ روپے +  
سیر شریعت: ہندوستان کے ۹۹ نامیہ و جدیدہ مشہور شہروں کا حال و جوتیاج  
کوہنیا کام دہلی ہر جگہ کی تجارت اور مشہور عمارت کا منتقل حال بلکہ کام قابل دید قیمت ۱۲  
روپے محصول مجلد کتاب ۱۲ روپے۔ ہاتھوں آدھ فروخت ہو رہی ہے۔ جلد طلب کیجئے +  
نعمتوں کا طلالی کھال ہر قسم کے کھانا و دھانیان بنانے کا جواب کتاب۔ ہر قسم کا  
کھانے مہینہ چینی۔ اجار۔ پاڑا اور ترکاریاں وغیرہ خود بناو۔ عہدت نہایت عام فہم  
کو بچہ بھی سمجھ لے قیمت (۱۱ روپے)

پھل پھری: یہ نامہ کتاب روکوں کو نہایت ہے۔ ہر مردہ دلوں کو نکلنے کرتی ہے نگین  
اور غیبہ کو باغ و باغ کرتی ہے۔ قابل دید مہذب عمدہ لطافت کا مجموعہ صفحات ۵۵ صفحے  
قیمت ۱۱ روپے محصول گیارہ آنے ہے +  
ذیل کے پتے سے طلب فرمائیے۔

مینجبر قیصر مند ایف بی نمبر ۱۹ سہارن پور

## العصر روزنامہ

اگر آپ ایک ایسا اخبار خریدنا چاہتے ہوں

(۱) چھ روزہ ہفت روزہ اور سب سے حدیث کیلئے وقت (۲) جو ملک کو پابندی اصول و آئین کی برکت  
سے مستفید ہو سکی۔ (۳) جو ترقی علم و عمل میں کوئٹہ (۴) جو ملک کی حقیقی نمائندگی  
اور قوم کے دل و سببات کی صحیح ترجمانی کرتا ہو (۵) ہر ملک قوم کی ظاہری و باطنی خوشحالی اور  
برقبات کے لیے اپنا کوشش کرتے ہوئے عام اخباری احوال کی جامعیت کو مد نظر رکھتا ہو  
(۶) جو جنس لطیف کے متعلق بھی نہایت مانجناک و اہم رہنے پر پیش کرتا ہو (۷) جو دولت  
برطانیہ کا خلیفہ اور عقیدت کشیر شیر ہو (۸) جو اسلام کا غلام ہو (۹) جو ہر قسم کے سود مند  
و اہم مضامین اور خبریں خاص اہتمام سے شائع کرتا ہو۔

روزانہ "العصر" خریدیے

سالانہ ۱۰ روپے کے لیے ہے، ۳ روپے کے لیے ہے  
اور ایک ماہ کے لیے ہے  
موند ذیل کے پتے سے منسلک ملاحظہ کیجئے۔

مینجبر اخبار "العصر" لاہور

## پنجاب کا دور

[illegible]

**الغلیل**  
 ہفت روزہ وار  
 ایک قوم اور گونا گشت کا خلیہ خواہ  
 ایک صحیح وسات انتخاب کا عطر ،  
 محبوبہ حبیبی اخبار پیشین کرنا جو جس کے  
 بڑا لحاظ بن چشم براہ رہتے ہوں ۔  
 پہلے نمونہ طلب فرمائیے ۔  
 قیمت سالانہ ہے ، پیشین  
 منہجر اخبار الغلیل بخیر صوبہ ہندوستان

اسلامک یو یو مجریہ لنڈن قیمت لائے معہ

اور اس کا ترجمہ رسالۂ اشاعت اسلام ہے۔ قیمت سالانہ تین روپے (تین)   
 ایڈیٹر: خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی صدر الدین صاحب۔

مسلم پبلک میں اسلامک یو کی مسرت کرانے کا احتجاج نہیں صرف ہم برادران اسلام کو یہ اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ اس وقت ایسی کئی منافع پر پاکستان اسلامی شہنشاہ کا احتجاجات بہت حد تک چل رہے ہیں اس کا نتیجہ اب گورنر بلاخو میں اس شہت اسلام کا خود دستکھل ہو جاتا ہے اگر برادران ملت کو شش کر کے کھڑے کر دیا جائے کہ پانچ سو مارو دو کو دس سو مارو اگر دینی افکار مناجی ہی اس کو دھوکا اسلامک شریک کفیل ہو سکتا ہے ہم جانتے ہیں کہ انگریزی اس کی پھر تک بلاخو میں سخت تقسیم ہو کر کوئی تبلیغ اسلام کا شیعہ ہی نہیں سالانہ مسجد ہے تو ہم ان کی جگہ ایک انگریزی رالائیو پینر شرف تقسیم کر دیں گے کیا ملت بعضی کی شہادت کے عاشق چند روز میں ہندوستان میں نہیں دوستوں اشعار کو دقت کو ضمیمہ سمجھو اسلامک یو پی ایک کیا سیات اشاعت اسلام کا نجات ہوا ہی مضبوطی سے اسی نے اپنی حرکت کو یورپ میں بنایا ہے تاہم قائم کیا یہ اس کو مضبوط کرنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ اس کو اجر جزئی پاؤ و اسلام دعوت خریداری کیل کو تپہ پر بھیجے

بہنو رسالہ اسلامک لٹو لو و اشاعت اسلام عزیز منزل نو لکھا لا جو

[illegible]

شرح دیوانہ ظ

[illegible]

## پہلے دریش کے جنگی کارنامے

(یعنی ان بڑی لڑائیوں کا بیان جن میں خود حضور سرور کائنات شریک ہوئے) ۲۰  
۲۱ ذیل والا کوئی نہیں نہایت شروکش تاریخی مضامین کا ایک قابل وید سلہ حضرت مولانا خواجہ  
۲۲ نظامی صاحب پیر کے ماہنامہ سی وادی رسالہ راز و نیاز کے لئے لکھنا شروع کیا جو  
۲۳ اس بزرگ سلہ کا پہلا حصہ راز و نیاز کے نور و ذخیرہ مہرون بدرویش ختیری  
۲۴ سالہ میں شائع ہوا ہے جو جسٹس اسٹرائڈ تاریخی مضمون کو اسلامیہ مکتبہ اٹھانا  
۲۵ چاہیں وہ ص ۳۰ کے تحت بھیج کر مجھے درویش ختیری سالہ نکالیں  
۲۶ جس میں الی بھر کے لئے بچانے نماز اور تحریف افسانہ نہایت معتبر نکالت۔ ایک پورے زمانہ  
۲۷ بزرگان دین کے عرسوں کی تاریخیں حضرت جرجیل علیہ السلام کا حیرت آموز نقشہ  
۲۸ اولیاء اللہ کی دسویں حکایت غنیمت مسائل شرعی آداب اعمال و وظائف۔ ترجمہ علاج  
۲۹ اسلامی اعتبارات مسائل کی فہرست اور بہت سی کارآمد اور بچپ باتیں ہی کی گئی ہیں  
۳۰ اور جس کی ایک ایک سطر پڑھنے کے قابل ہے۔ رسالہ سرائے و نیاز کے (جکی سالانہ  
۳۱ قیمت پندرہ ششہای ۳۲ اور رسامیہ عربی) کے مستقل خریداروں کو درویش ختیری  
۳۲ مفت دی جاتی ہے محض خرچہ کو کے آپ اردویش ختیری اور سرائے و نیاز  
۳۳ کے دو پہر خرید سکتے ہیں۔

**ضرورت ہے :-** درویشی ختمی شاہ ۱۹۱۷ء کو کیٹن پر فروخت کرنے کے لئے یجنوں کی بہت جلد ضرورت ۲۵۶ ختمیوں کی قیمت ایک سو بیسویں روپے کے لئے کمزور ہے، لی جائے گی +

منیجر "راز و نیاز" دور ویش خبری کمیٹ

روزنامہ

۱۔ روزانہ کا بہترین روزانہ اخبار ہے جو سید جالب دہلوی کی  
اڈیشی میں لکھنؤ لاٹوش روڈ سب آف تاب کیساتھ شائع ہوتا ہے  
مینجر روزنامہ ہمدرد نمبر لاٹوش روڈ لکھنؤ

# رسالہ اسوۂ میراث باب ماہ و ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ۵ صفر ۱۳۳۵ھ لغایت ۵ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

جلد ۲ | فہرست مضامین | نمبر ۲۹

## تبصرہ

تعلیمی کونفرس کا سہ صدیات ص ۱۱۱ تعلیمی کونفرس کماں متقدم ص ۱۱۲  
کونفرس کا سہ صدیات ص ۱۱۳ انجمن ترقی اردو ص ۱۱۴ آل انڈیا مسلم  
لیگ ص ۱۱۵ آل انڈیا یونیٹل کانگریس ص ۱۱۶ آئین سٹریٹل  
کانفرس ص ۱۱۷ پریس کانفرس ص ۱۱۸ ڈیوبند کا اعلان عام  
ص ۱۱۹ بڑوہ میں دوسرے روزہ مذاہب ص ۱۲۰ مذہب العلماء کا  
سالانہ جلسہ ص ۱۲۱ نبوت اور احکام حج ص ۱۲۲ خیالات کا خون  
ص ۱۲۳ اسوۂ حسنہ کے معاون ص ۱۲۴

سائل و انجبات کے اعلیٰ مضامین :-

قرآن کا طرز استدلال ص ۱۲۵ نزول قرآن کی غایت ص ۱۲۶  
فتح مہالہ ص ۱۲۷ اہل صلح کا طریقہ ص ۱۲۸ مسلمان اور  
کانگریس ص ۱۲۹

## معارف القرآن

خدا کی قدرت :- جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ۱۲۴ ...  
جان بوجھ کر اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اخذ از تفسیر القرآن ... ۱۲۵  
قرآن کی آواز (نظم) جناب مولوی عبد اللہ صاحب نیاز ... ۱۲۵

## مذکرہ و مناظرہ

نبوت اور احکام حج :- علامہ ابو الفضل محمد احسان مدظلہ العالی ۱۲۶

## تعلیم الاسلام

علم و اسلام :- جناب مولوی عبدالکريم خاں صاحب ساکن کسید - ۱۳۲

## السيرة الحميدة و الخصال النبوية

نور محمدی :- علامہ ابو الفضل محمد احسان مدظلہ العالی ... ۱۳۴  
ثانی بیت الاول (نظم) جناب حافظ محمد یعقوب صاحب تان کدوی ... ۱۳۵  
ترپاری رحمت دیدار مصطفیٰ ... ۱۳۵

## حکمت و موعظت

خبر کی حقیقت :- جناب مولوی فضل الہی صاحب خان پوری ... ۱۳۸  
درس غل :- جناب امیر حمزہ خاں صاحب از مظاہر ... ۱۳۹  
زمانہ کا چکر :- جناب آزاد دیکم صاحب از پیر جام اسید آگرہ ... ۱۴۰  
میں خوش کس طرح ہوں جناب مولوی سید زکی صاحب تہذیب النساء لاہور ... ۱۴۱  
قوی ترقی کے لیے ایشیا کی ضرورت :- از سالار نظامہ لاہور ... ۱۴۱

## علم و ادب

جنت کو چھٹا خط (نظم) جناب مولوی عاشق حسین صاحب سیاب اکبر آبادی ... ۱۴۲  
ترجمہ رباعیات عمر خیام (نظم) جناب سید ابراہیم صاحب حبیب العصر لکھنؤ ... ۱۴۳  
لمزور چوٹی (نظم) جناب آغا شمس صاحب فرماش در زمانہ کانپور ... ۱۴۳  
اکل حلال (نظم) جناب مولوی احمد علی صاحب شوق قدوسی درہم لکھنؤ ... ۱۴۳  
دیہاتی زندگی - ماخوذ از حکمت علی ... ۱۴۳

## تنقید و تقریظ

روزنامہ کسان لاہور ص ۱۴۲ روزنامہ العصر لاہور ص ۱۴۲ رودنامہ  
پنجاب لاہور ص ۱۴۲

الناس

جن حضرات کی میعاد چندہ ختم ہو گئی ہے وہ براہ کرم ہواپسی ڈاک مطلق فرمائیں کہ ان کی خدمت میں سالانہ قیمت  
جاء وصول کرنے کے لیے دی پی بھیجا جائے یا ششماہی قیمت عہد یا سہ ماہی قیمت وصول کرنے کے لیے؟

میجر

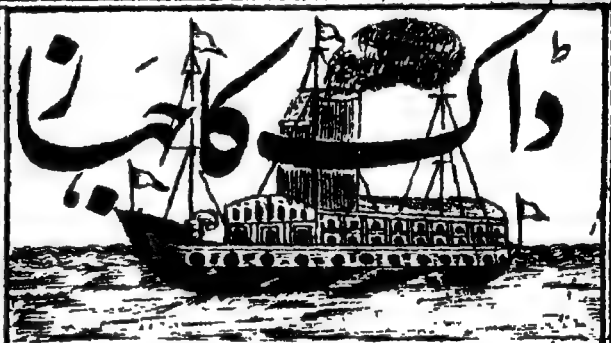
ہم پر حسین (رضی اللہ عنہ) لا بیڑی ارہ

## انجام دینہ ہفتہ میں دو بار

یہ دینی، اخلاقی سیاسی اور دنیوی ضرورتوں کے تقاضا میں کا دیر، خبر، ان مجموعہ مرقوم  
اور سلام اور ملک کی خادوم سولی کریم کی یاد کو تازہ کر نوالا جذبات مشفق خداوندی کی  
کی افزائش کر نوالا، اور فطرت کا دھارہ چلا کر کاخِ خواہ نہایت آہستہ آہستہ سامنے  
خوشحاصل ہر بخیر (صوبہ متحدہ) سے شایع ہوا تب قیمت سالانہ یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو پہنچے  
میں دوبارے کے لیے پتہ پر پہنچے ڈاؤن لوڈ پر چون کہ مجموعہ کی سالانہ قیمت ۵ روپے ہے  
چونکہ کی سالانہ قیمت لاہور، علی آباد، کوہستان، حیات کوٹہ، غوث آباد، چیمبر، ریل، بوگا  
مشترک، جمعیۃ حسن تہذیب، انکسٹر، اخبار، مدرسہ بخیر (صوبہ متحدہ)

## التَّضَامِيَّةُ

کامیاب تیر ہی رہی ہے، بلکہ ساتھ ساتھ یہ اولاد شریفیت میں شائع ہو گا کہ اس کے بہترین اور شہرہ  
اور مشہور علماء و شعرا کے مضامین، جو اس کی زینت بنی ہوئی اس کا شاعت ۳ ہزار اور جو دیکھنا ہو گا۔  
اس کے ایک صفحہ کے اشتہار کا قیمت ۲ پائے معیہ ہے۔ جبکہ ایک صفحہ کے مال بھر کیلئے بیس روپے میں  
اور اس کی قیمت ۱۲ روپے جبکہ سالانہ قیمت پانچ سو روپے اور طلبہ اس کو بشرط نقد ہی خرید سکتے ہیں۔  
مینجر النظامیہ - فرنگی محل لکھنؤ



ڈاک کا ہوا عجب چیز ہے جس میں رنگ رنگ کے مسافر طرح طرح کے پدیں، ملک  
 ملک کے خط و اکابر اخبار جمع ہوتے ہیں اور سب اعلیٰ درجہ کے لوگ سوار ہوتے ہیں۔  
 یہ سڑک کا نیار بازار، راز و نیاز، بھی ڈاک کا ہوا ہے۔ جو انگوٹھ میں موجود۔ کئی محبت کھینی  
 ہوتی راز و نیاز، برعکس جو سامنے آتا ہے قومی مسائل دیکھنے میں تو ہر جہتی سے یکسر بری  
 بات، اس میں ملتی ہے خاندان داری قصہ کہانی، طبی بیان سب کے الگ الگ باب موجود۔ پڑھتے  
 پڑھتے جی گھبرائے تو سننے بدلنے کو آں دہا چو پال بھی اس میں حاضر ہے دو گھر کی لڑکی  
 ہو جاتی ہے راز و نیاز، وحقیقت ڈاک کا ہوا ہے۔ ہندوستان کے سمندر میں بڑا دل سار  
 ہوا اخبار روک روک لوں کو چلتے ہیں گری پی۔ پی۔ یو۔ پی۔ کہیں کاجاڑی اینڈ او کے جہا  
 دہک کے نہیں سکا پھونک لیا ہی اعلیٰ اور شاندار موتا چھپ چھپ جہاڑ ڈاک کا سوا خانہ  
 جہت میں خواجہ چنگھائی جہا کے صفائیں رنگ رنگ کی یہاں کھینی ہو تو پچھلی جہاڑ کا کونہ  
 یہی بازار راز و نیاز سڑک کو بڑا رنگ ہے قیمت لاندہ ہر شہنشاہی اس میں ہر راز و نیاز





مجموعہ دستِ مہر ہو کر رہی ہے اگر قومی اخبارات کے ذمہ داران صدی خیرا زبات کی خواہش کرنے لگیں کہ ان کے صفحات میں سوائے حسن و عشق کے قصوں کے کوئی کلمہ نہ لکھیں نہ شہ پرک تو اخبارات کے دفتر میں اس مہجوری خستہ کی شنوائی نہ ہوگی محض اس لیے کہ ڈیڑھ ان اخبارات اپنے خیر اداروں کے نقصان کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں پس جیسی اخبارات اپنے خیر اداروں اور قوم کے ناکھ طبع کے ساتھ اس قسم کا سلوک روا رکھتے ہیں تو وہ خود اپنے ساتھ کافر نس کو اس سے بہتر سلوک کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں اگر مہربان کافر نس میں بھی خواہ قوم ہر زبان تعلیم کا عقد کرے اگر عہدہ داران اپنی ذمہ داریوں سے ایمان داری اور مستعدی کے ساتھ شہرکدہ دشمنی کی کوشش نہیں کرتے اگر مسلمان جہاں منزل میں قوم کے بنائے ہوئے قوانین و ضوابط کی بے حرمتی جوتی ہو اگر کافر نس کا نظام اساسی اور ضابطہ عمل بنیاداً ناقص ہے تو عام قومی اخبارات کا فرض ہے کہ وہ عام رائے کی طاقت سے کام لیں کہ ناقص مفاسد کی اصلاح میں بہترین منجھ ہو جائیں لیکن جس وقت تک کہ سوجھ بوجھ نظام اساسی و ترکیبی اور موجودہ ضابطہ عمل تیار نہ ہو اور عہدہ داران اس کے مطابق اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں آپ انہیں صرف شوق دے سکتے ہیں مجبور نہیں کر سکتے ہم یہ غلطی کر رہے ہیں کہ کافر نس کے قواعد و ضوابط اور نظام اساسی و ترکیبی کے ناقص کا جواب صاحبِ ادب صاحب سے مانگتے ہیں یا صاحبِ زادہ صاحب کی زد و قوم کے لیڈر نہیں جو قوم کا اعتماد حاصل نہ کر کے یہ فقدان غفلت کو چھوڑ دیں بلکہ ان کی اپنی صدی سے باز آجائیں۔

صدارت کے لیے مسٹر محمد شفیق باغیہم کا انتخاب اسی نقطہ نظر سے ہوا ہے جو کافر نس اور علی گڑھ کا کا طرے امتیاز ہے اور جس کے خلاف راجد و مغفور آئیں خواجہ غلام اشرف صاحب جیسے مخلص دوراندیش بہا خواہ قوم کی صدا ہائے احتجاج کو بھی بارگاہ کافر نس سے ہمیشہ مایوس و نامراد واپس آتا ہے۔ اس لیے ہم جناب صاحبِ ادب آقا باجید خاں صاحبہ اور ان کے مویدین کے اس تکلیف دہ فیصلہ پر اخبارات و انوس کے ذریعہ نہیں کہتے کہ انہوں نے بگال کے ایک اہم تصمیم پر مسٹر محمد شفیق کو ترجیح دی ہم ان اخبارات کے رویہ کو بھی پسند نہیں کرتے جو مسٹر محمد شفیق کو صدارت کیلئے محض اس وجہ سے ناقابلِ تیار ہے کہ ان کے سیاسی خیالات میں گزشتہ پتر بوس کوئی خوشگوار تبدیلی نہیں ہوئی لیکن تمدن جدید نے تعلیم و سیاست کو باہم اس قدر ملا کر دیا ہے کہ آج کل کسی شخص کو خصوصاً ہندوستان میں تعلیمی کافر نس کا صدر منتخب کرتے وقت اس کے سیاسی خیالات کا بھی غور رکھنا ناگزیر ہو گیا جو اس لیے جس طرح محض سیاسی خیالات کو جو انتخاب قرار دینا تعلیمی مفاد کے حق میں معترضہ اسی طرح سیاسی خیالات سے کلیتہً چشم پوشی کر لینا بھی اچھے نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ بہتر ہوتا اگر صاحبِ زادہ صاحب بگال یونیورسٹی کے سابق وائس چنسلر ہی کے مشوروں سے قوم کو مستفید ہونے کا موقع دیتے اور مسلمانوں کی تعلیم کی ایسے ناہر تعلیم کو منتخب کرتے جو کم از کم سیاست تعلیمی میں خدانہاں دہلی و شیرالین صاحب ایڈیٹر البشیر کی طرح آنا دانہ رائے دے سکتا۔

بہر حال کچھ چھوٹا چکا۔ اب محض چند لیڈر ان قوم کی غلطی کو غلطی ثابت

کرنے کیلئے آئندہ اجلاس کافر نس کو جنگ وجدال کا اٹھار اٹھانا اور چند ناکام اندیش اخبارات کے بیہودہ مشوروں پر عمل کر کے پتال کافر نس میں ناشائستہ حرکت کا مرتکب ہونا کم از کم مسلمانوں کو شایانِ شان نہیں ہے۔ امید ہے کہ مسلمان اس کلنگ کے نیچے کو اپنے ماتھے پر نہ لگے دیں گے۔

**تعلیمی کافر نس کیسے کہاں ہوئی چاہیے**

ہر مگر سال گزشتہ سے پیدا ہو رہی ہے اگر آئندہ اسکا تدارک کرنا مقصود ہے اور اگر اس کافر نس کو واقعی یہ خواہش ہے کہ مسلمان تعلیمی معاملات میں پھر زیادہ دلچسپی لیں تو ہمارے خیال میں اس کی بہتر پہلی یہ ہو سکتی ہے کہ کافر نس کے سالانہ اجلاس آئیں و بجائے دسمبر کے آخری ہفتے کے اس طرح کی تعطیلات میں منعقد ہوا کریں تاکہ تعلیم و تربیت کی پیش کش میں نزلہ عضد ضعیف (تعلیم پر نہ گریں) اور مسلم لیگ کے قابلِ مہربان بھی تعلیمی مباحث میں حصہ لے سکیں ذوق العمل اٹھنے کے سالانہ جلسہ کو علی گڑھ کی تعلیمی کافر نس کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور ایک کو دوسرے سے بڑی مدد مل سکتی ہے اس لیے اگر کافر نس مسلم لیگ کے بے جوہر صمد کی بجائے ذوق العمل کو اپنے ساتھ لے لے ترقی یافتہ دونوں صوبوں کی مجلسوں کی دلچسپی اور مسلمانوں کو اپنی تعلیم کے دولہا اہم شعبوں کی رفتار و اصلاح پر غور کرنے کا موقع مل سکے گا اور مقام انعقاد کو ترجیح دینے میں صرف تعلیمی مصالح کو مد نظر رکھنے کی ضرورت بھی پوچھنا جس پوری چو جائے گی جہاں تک ہمارا خیال ہے کہ کوئی امر کافر نس اور ذوق العمل کو ہماری اس حق پر عمل کرنے سے مانع نہیں ہے اس لیے ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ شاید ہر گز ان قوم اس طرف توجہ فرمائیں۔

**تعلیمی کافر نس کے متعلق**

اعراضی معنائین لکھے گئے ہیں ہر افسوس ہے کہ ان میں تحریری حق جی کا عنصر زیادہ سوائے مولوی محمد امین صاحب زیری ایڈیٹر ظل السلطان کے معنوں کے جس میں محض اعراض اور حق جی ہی نہیں ہے بلکہ ایسے قیمتی شوق بھی دیے گئے ہیں جن پر عمل کر کے کافر نس اپنے مقاصد کے لیے کامیابی کے وسائل بہم پہنچا سکتی ہے یہ معنوں ہر دسمبر کے روزنامہ ہمد میں شائع ہوا ہے اور لکھنے والے کی نیک نیتی اور عمل شناسی کا ثبوت پیش کر رہا ہے جن حضرات کو کافر نس کی موت و حیات یا حیرانگی جی جی سے کچھ دلچسپی ہے بہتر ہے اگر وہ کافر نس کے پتال میں داخل ہونے سے قبل مولوی محمد امین صاحب کے معنوں پر بھی ایک نظر ڈالیں تاکہ وہ اہلکاران ذوق کافر نس کو کفار بھول جلیان سے نکال کر میدانِ عمل میں زیادہ تیزی سے قدم بڑھانے پر آمادہ کر سکیں۔

**انجمن ترقی اردو**

دراؤنگ ملکی زبان اردو (وچانی) پر قبضے سے ان کی سرپرستی نہیں کی گئی ہے) کے جد حقوق کا محاذ علی گڑھ کی نقاب کشائی تعلیمی کافر نس کے ایک مختصر تذکرہ ترقی اردو کو کچھ لکھئے۔ حالانکہ کافر نس کا دائرہ مقاصد محض مسلمانوں کی تعلیم و اصلاح

ملک خود دھندل اور دارالحکومت اس سے بھی تنگ۔ مگر غیبت ہے کہ صبح غفلت کی بنا پر  
 نہ پہلے کانفرنس کی بے مہرزی و بے نیاز سی نے لکھنؤ کے بعض حامیان اردو کی آنکھیں کھلیں  
 اور ان کی دعوت پر انجمن ترقی اردو کانفرنس کی کان کوٹھڑی سے آواز ہو کر اور آل انڈیا کی  
 اس امر کو مدد و تباہی پہنچی کہ لکھنؤ کے پُر فتنہ سبب ان میں مجلس آرائی کے لیے آواز ہو گئی  
 یہ ہے کہ ہندو غلو سے اپنی پائے والی دلہن کی یہ عیس نہایت بڑھلٹ و باروق ہو گئی۔  
 ... کانفرنس کی ہم نشینی کے اثر سے وہ پاؤں میں ہندو لگا کر نہ بٹھ گئی تو غفلت کی  
 کوڑ سے لگی۔ کیونکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جن حضرات کو اپنی مادری زبان اردو کو اپنے مائے  
 کا احساس ہے وہ انجمن ترقی اردو کے سالانہ جلسہ کو حضورنا و معشاکا سیاب بنانے میں قیام  
 کر گئی سے کوشش میں اردو کی اعلیٰ حالت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہاں مرکز اردو کی حالت  
 سے ایک ثابت شدہ کی تیاریاں جو رہی ہیں خدا کرے حامیان اردو کا یہ مفید جوش ہمیشہ  
 قائم رہے۔ اور انجمن ترقی اردو اپنے چلے ہوئے +  
 ... قاعدہ ترقی اردو کی اگر غفلت کی وجہ تو اس کے تین برسہ بڑو جو تھے ہیں۔ ایک علی  
 دوسرا علیکسی۔ تیسرا سیاسی۔ ہماری رائے میں ان تین اجزاء کی توسیع و تکمیل کے لیے ان  
 ترقی اردو کو اپنے یہاں تین شعبے رکھنے چاہئیں۔ شعبہ علمی۔ شعبہ تعلیمی اور شعبہ سیاسی  
 جو ہر شعبہ کو تین شعبے رکھنے چاہئیں۔ شعبہ تعلیمی کانفرنس کی براہ راست نگرانی میں نہ رہنا  
 چاہیے۔ تاکہ اس غریبے کے ہمراہ آنسو پچھ جائیں۔ اور وہ پچھلی سست رفتاری کی لاپرواہی  
 کے لئے سیاسی کے لئے مسلم لیگ سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ اس کو براہ  
 راست اپنی نگرانی میں لے لے۔ شعبہ علمی جو ہے اہم و اقدم ہے وہ انجمن ہی کی براہ راست  
 نگرانی میں رہے اور انجمن اپنی تین چوٹیاں کی ترقی میں مدد دل کرے اگر شعبہ  
 کی اس طرح پیغمبر کر دی گئی اور مرکزی جماعت کانفرنس ولیگ کو ان کے فرائض یاد دلاتی  
 رہی تو امید ہے کہ نتائج اچھے نکلیں گے اور کام ہلکا ہو جائے گا +  
 ... شعبہ علمی کو حقیقتاً دارآمد بنانے کے لیے ہمارے نزدیک سب سے پہلے اسکی ضرورت ہو کہ ان  
 نہ تھی دلی ضروریات کی ایک مفصل و مکمل فہرست تیار کر لی جائے جن کا تعلق زبان و جو  
 پھر اس فہرست کو نشان کر کے یہ معلوم کیا جائے کہ ملک میں کونسی ضرورت سب سے زیادہ  
 محسوس ہو رہی ہے اور کونسی اس سے کم و ہتم جزو ہے۔ جو وقت ضروریات سالانہ کی فہرست  
 علیحدہ مرتبہ ہون و مرتب ہو جائے تو پھر کو شش اسامہ کی کیا ہے کہ سب سے پہلے اس  
 ضرورت کے متعلق کام شروع ہو جو سب سے مقدم ہے پھر باقیہ مقدم کے متعلق  
 و علی نہ العیاس۔ اگر کسی ضرورت کی تکمیل میں انجمن کو ایسی مالی و علمی مشکلات پیش  
 آئیں جو اس کی مقدرت و استطاعت سے باہر ہوں تو اول اس کے لیے علماء و ائمہ  
 ملک سے پرنور اپیل کی جائے اور اگر وہ بھی کارگر نہ ثابت ہو تو تکمیل ضرورت کو ملوثی  
 کر دیا جائے مگر ہر چیز کے اسکے متعلق ملک کو یاد دانی ہوتی رہے۔ اگر ایک وقت  
 میں متعدد ضرورتوں کے پورا کرنے کا انتظام کیا جائے تو قریباً۔ لیکن یہ یاد رہے  
 کہ شخصی و انفرادی کوششوں کے ایسے نتائج کو جو انجمن کی تحریک اسرار یا اوقات  
 و سرپرستی کے بغیر بھی ظاہر ہوئے انجمن کی کارگزاری میں نہ شمار کیا جائے  
 انجمن کا ایک بڑا بھاری فرض یہ بھی ہونا چاہیے کہ جو کم استطاعت لوگ انگریز

دلی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی قابلیت و لیاقت کا کافی صلہ دے سکیں  
 انجمن ان سے تصنیف و تالیف یا ترجمہ کا کام لیکر ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی  
 کرے۔ یعنی وہ شخص پرانے مصنفین و مؤلفین ہی کو اپنی توقعات کا مرکز بننا  
 بلکہ خود اپنے لیے نئے مصنفین و مؤلفین بھی تیار کرے اور ہر بڑی تالیف کو  
 لیے ایک قابل شخص کو پڑھ کر رکھے اس کی مانتی و تحرائی میں عمومی قابلیت  
 کے آدمیوں سے کام لے۔ اگر ان دو اصولی مقاصد کو انجمن نے اپنا نصب العین  
 بنالیا تو امید ہے کہ وہ بہت جلد اپنی کامیابی کا دم کو لیتیں دلا سکیں۔  
 آپ ہم انجمن کے مالی مسئلہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں جسے حل ہونے لایا گیا  
 ہوئی چوتھے سے چھوٹا کام بھی بند چل سکتا جو اس نے بہی خواہان ان کی کوشش  
 پریشانی میں مل رکھا ہے۔ جسے اپنے خیال میں مسئلہ کو کر کا سب سے بہتر اور سب سے  
 مناسب حل یہ سوچا ہے کہ انجمن اپنی نگرانی میں اردو کتابیں چھاپے اور شائع کرے  
 لیے ایک باقاعدہ کاروباری کمپنی مشترکہ بنائے سے قائم کرے جس کا راس المال پانچ لاکھ  
 روپے ایک لاکھ رکھا جائے جو پچیس پچیس روپے کے چار ہزار حصص میں تقسیم ہو  
 کمپنی ان حصص کو فروخت کر کے اپنا کام شروع کرے اور انجمن قوم و ملت  
 چندہ وصول کرنے کا سلسلہ پوری سرگرمی سے براہ جاری رکھے چندہ کی مدد  
 ہو جس قدر آمدنی جو اس سے انجمن ہر چھ ماہ اپنے نام سے کمپنی کے مجتہ خیرہ کی  
 اور اگر کمپنی کے منافع کی مقدار عام شرح منافع سے کم ہو تو انجمن اپنے حصص کا منافع  
 بھی دوسرے حصص داران کو بانٹ دیا کرے تاکہ کافی منافع ملنے کی امید بڑھ جائے  
 حصص کیلئے موجب ترغیب ہو۔ اگر اس قسم کی تجارتی کمپنی انجمن کی بنیادی میں قائم  
 ہو گئی اور اس نے مذکور تجارتی اصول کو مش نظر لے کر کام کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ  
 کہ اس میں نفع نہ ہو۔ مگر ایک کتاب کے تین ایڈیشن اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ شائع کیے  
 جائیں اور اعلان و اشتہار کے کافی وسائل سے کام لیا جائے تو غالباً انجمن کی کتاب  
 زیادہ عرصہ تک نہیں رکھیں گی۔ علیٰ ہذا پوری اورتی کتابوں کو اجوار سطوں پر فروخت  
 کرنے کا سلسلہ بھی کمپنی کی مالی مشکلات کم کرنے میں مفید ثابت ہوگا۔  
 انجمن ترقی اردو کا دارالطباعہ و اشاعت موجودہ مصنفین و مؤلفین کی ان کتابوں  
 کو بھی بہت کم کر کے کراہیں گے کتابوں کے پھوپھانے اور فروخت کرنے میں  
 علی الامور پیش آتی ہیں اور جن سے دلی تنگ ہو کر وہ تصنیف و تالیف کے کام ہی  
 کو چھوڑ دیتے ہیں۔ انصاف اس امر سے ہر ایک میں سوچنا اور غور کرنے کے بعد بہت سی  
 منفعت بخش تدبیریں مل سکیں گی اور ان کی حاکمیت میں جن سے انجمن کے مقاصد کو بھی مدد ملے  
 اور اس کی مالی مشکلات بھی کم ہو جائیں۔ ان سب کے کم ہونے پر تو بہت دیر میں  
 پیش کر رہے ہیں اور غالباً قوم و ملک کو اپر غور کرنے کا مدت سالانہ جلسہ ہر سال نہیں  
 مل سکیگا لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ ساری تجویزیں سالانہ جلسہ ہی میں طے ہوں کام کرنے  
 والوں کے لیے تو ہر ایک ان سالانہ جلسہ ہی کا حکم رکھتا ہے۔  
 مگر یہ رسالہ جلسہ سے قبل شائع ہو گیا تو ہمیں امید ہے کہ کوئی صاحب براہ مہربانی  
 ہاں ہی ان تجاویز کو بھی اس میں پیش کر دیتے گا۔

### انڈیا مسلم لیگ

دہلی کے قومی ہفت روزہ نے اپنی پیشکش قومی اسپریمو میں ایک انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ بھی منعقد کیا ہے جو ۲۹، ۳۰ اور ۳۱ دسمبر کو دہلی میں منعقد ہوگا۔ اس جلسہ کی صدارت کی دعوت شہو محمد وطن سلمان آفریدی نے اعلیٰ سطح پر کی ہے۔ ہمارے نزدیک ستر جناح کا انتخاب اگرچہ قوم کی عدم ہمت اور غفلت کی علامت ہے لیکن لیگ نے مقاصد صوبہ کو تقویت پہنچانے میں دو غائبانہ مقصد ثابت نہ ہو گا اور لیگ کا خطبہ صدارت سال گزشتہ کی طرح اس سال بھی ہر تالیف مشوروں سے ملو جو گاہ مسلمانوں کی قانونی سیاسی ضروریات پر توجہ دے گا۔ جبکہ سیاسی جہد کے آخری نصب العین کے متعلق لیگ اور کانگریس دونوں متحدہ خیال ہونے کی ضرورت اور اندیش اور مطالبہ اراکین کے لئے تسلیم کر لی گئی ہے تو ہم ان کے مشترکہ پالیسیوں کا انگریزوں کی موجودگی میں اسے اپنہ کر رہے ہیں کہ لیگ کے قومی وقت اس کے ممبران و صدر و سربراہ کی ذمہ داری ہے جس کی ضرورت کانگریس کی ان میں ان کے کام لیا جائے۔ جہاں تک ریل سمار کا تعلق ہے، آل انڈیا مسلم لیگ کی فکر و فکر میں جذب ہو چکی ہے وہ نہایت پوری اور مرکز کو قوت پہنچانے کے لئے حسب ضرورت متفقہ و مناسب الفاظ میں کانگریس کے ان مطالبات کی تائید کر سکتی ہے جن کو مسلمانوں کے مخصوص فوائد کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو یا زیادہ سے زیادہ ان زیارات و خیالات کی تردید کر سکتی ہے جن میں مسلم لیگ کو کانگریس سے بے تعلقی یا اس کا مخالف ظاہر کیا گیا ہو۔ سیلف گورنمنٹ کے مطالبہ کے لئے، دھواں حائل کرنا اور کانگریس کے پتہ لگانے کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ یہی کام کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ مزاحمت اپنی طرف لگائی کی گئی نظائیں اٹھانے کی۔ مسلم لیگ کا اس وقت سب سے بڑا اور اہم فرض یہ ہے کہ وہ مخصوص اسلامی حقوق و فوائد کی نہایت مستعدی کے ساتھ لہذا منت کرے اور اس کے لئے ایسے طرق و وسایل کو کام میں لائے جن سے خواہ تو وہ اور ان وطن کی دل آزاری نہ ہو۔ اس کے علاوہ لیگ کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانان ہند کو سیاسی و اقتصادی مسائل کی مناسب وقت تعلیم دینے کیلئے ایسے ذرائع اختیار کرے کہ وہ موجودہ طور حکومت اور جدید قوانین و تقاضوں کے فوائد و مضمرات کو سمجھنے لگیں اور دنیا کی سیاسی رفتار کے ساتھ اپنی دلچسپی قائم رکھ سکیں کیا یہ اس وقت ممکن ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ جس قوم کی سیاسی ترقی اور سیاسی تعلیم کی دعوے دار ہے اس کے ممتاز اخبارات بھی بعض اوقات ہم سیاسی معاملات پر ایسی غفلانہ رائے زنی کر رہے ہیں جیسے دوسروں کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے اور ہندوستان کے سلف گورنمنٹ کے ناقابل ثبات کرنے کے لئے ایک مہیا نہ ہاتھ آجاتا ہے اگر لیگ کی طرف سے ایک عمدہ روزانہ اخبار اور ایک اعلیٰ درجہ کا ماہوار سیاسی رسالہ اردو میں جاری کر دیا جائے جس میں تعلیمی پہلو کو خصوصیت سے ملحوظ رکھا گیا جو تو لیگ کی مساعی قوم کے حق میں زیادہ مفید ثابت ہو سکتی اور فضول و مضمرات و خسروش کی بجائے قوم میں سیاسی معاملات پر توجہ کی سے غور و خوض کرنے کا ملکہ پیدا ہو گا اور رائے عامہ کو ایک مرکز پر لانے میں آسانی ہوگی اور وہ اخبار و رسالہ کے علاوہ ہم کو ایک متحدہ روزانہ انگریزی

### آل انڈیا پولیٹیکل کانگریس

خبردار کی پخت ضرورت ہے جو عالم گورنمنٹ اور غیر اردو واپس برادران وطن کی فہم باری دوست کو بدل و نوثر طریقے پیش کرے۔ اس ہندوستان کا انتظام چینی اس جو ویک ہی رہتی ہے۔ اس میں یہ کہ ہمارے یہ فہم روزہ سے لیگ نے اتفاق کیا ہو چکی ہے اور انہیں چھ ماہوں کے اوپر سالانہ جلسہ کی دعوت دی ہے۔ یہ انہیں خوش رہا لیگ نے اپنے قومی تمام کی مشیت سے اس کو حسہ کی لئے پر بھی غور کرنے کی ضرورت سمجھی گئی +

ہندوستان کی اس عظیم اقدار اور عہدہ ہائے سیاسی انجمن کے سالانہ جلسے کی عزت بھی بڑی ہے ہمارے صوبے کے مشہور شہر لکھنؤ میں کانگریس کا جلسہ ہوگا۔ اس عظیم الشان جلسہ کی تیاری کے لئے جو انتظامات اٹھائے جائیں گے جو یہ ہیں ان سے یہ اندیشہ ہندوستان کے ہندوستان کا آخری ہفتہ واقعی لکھنؤ کے لئے مدت و ازمنہ یادگار رہے گا۔

مسلمانوں میں بعض بزرگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سال مسلمانوں کو کانگریس کے جلسے میں شریک نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ جو یہ بڑے بڑے بزرگوں کے چند ہندوؤں نے مسلمانوں کو میونسپلٹی میں جہد کا انتخاب کا حق دینے جانے پر ایسا نا ملازم روئے اختیار کر رکھا ہے جس سے ان کی خود غرضی و رنگ لائی ثابت ہوتی ہے اور اندیشہ ہے کہ اگر مسلمان مطالبات گورنمنٹ میں ہندوؤں کی ہمنوائی کر رہے ہیں تو انہیں وہ ہمیشہ کیلئے اپنے فوائد و حقوق سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اور ہندوؤں کے غلام بن جائیں۔

ہم اپنے واجب الادا ہندو بزرگوں کے اس اندیشہ کو ان کی کچی قومی ہمدردی اور خیر خواہی پر محمول کرتے ہیں لیکن انہیں اس کے ان کی رائے سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ یہ سچ ہے کہ کانگریس میں ہندو صاحبان کا سونہ و اثر غالب ہے اور شروع سے اب تک کانگریس کی حیثیت زیادہ تر ایک ہندو کانگریس کی رہی ہے لیکن جہاں تک ہندو کانگریس کی ذمہ داری بھی مسلمانوں ہی پر عائد ہوتی ہے۔ ضابطہ کانگریس کی دفعات میں مسلمانوں کو اس کی انجمن میں شرکت کی ترغیب دینے کے لئے بعض مراعات بھی کی گئی ہیں جن سے مسلمان اگر فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تو غالباً اب تک خود کانگریس کی زبان سے اپنے جہد کا انتخاب کا حق تسلیم کرنا چاہتے ہوتے اور آج کانگریس میں ہندو اثر و رسوخ کے غلبے کے متعلق انہیں شکایت کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن کسی وجہ سے ایسا نہیں ہوا اور اگر آئندہ بھی اس غلطی کی تلافی نہ کی گئی تو نتیجہ اور بھی خراب نکلتے گا۔ ہم تو ڈوبیں گے مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ اس شاعرانہ اصول کو زندہ اور کام کرنے والی قومیں موجب تحریب اور باعث ہلاکت سمجھتی ہیں اور اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے کہ سلف گورنمنٹ ایسی چیز نہیں ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ میں رزولوشن پاس ہوتے ہی زبردستی دے دی جائے اس کے لئے سالہا سال تک ہندوؤں اور مسلمانوں کو آمین حد و جہد کرنے کی ضرورت ہے۔ ابتدائی منزلوں طے ہونے کے بعد جب سلف گورنمنٹ ملنے کا وقت قریب آئے اور انگلستان کی پارلیمنٹ میں شراکتہ و خیر کی بحث چمکے تو اس وقت مسلمان بھی بشرط ضرورت کانگریس سے علاحدہ ہو کر اپنے مخصوص حقوق و فوائد کے تحفظ کے لئے مناسب اور وجہی مطالبات پیش کرتے ہیں

کے لیے بھی نکالیں گے اور ماہرینِ فتنہ و فساد کے اقدارِ مشہوروں سے مستفیہ ہوں گے۔

### پرس کا نفرین

حکومت کے معزز معتمد صداقت کی اس مفید تحریک کا کہ اسلامی اخبارات کے ایڈیٹروں کی بھی ایک کانفرنس لکھنؤ میں منعقد کی جائے جس بے ڈبچے پن سے خیر مہم کیا گیا ہے ہم اسے اپنے ہر ہم قلموں کی دورانِ ایشی سے بعد سمجھتے ہیں۔ تجویزِ جماعتِ حضورؐ کی اور مفید ترین لیکن یہ بحث اس طریقے سے کی گئی جس نے لاچودہ طوط سے تائی ہوئے کے اس کی اہمیت کو کم کر دیا۔ اگر ہم صداقت کی تجویز کو واقعی مفید سمجھتے تھے اور اسے دیکھ اس کا عمل میں لانا اسلامی اخبارات کے حق میں خالی از منفعہ تھا تو ہم مجھ میں نہیں آتا کہ ہم کو اپنی قاعدہ کی تحریروں میں گشتِ تلخ بھرتوں کو یا دوسرے القاب میں یاد دلانے کی کیوں ضرورت ہوئی؟ اور کیوں ہم ایک اصولی سوال کو بطور کے بغیر جائے انتقاد و بحث اشرکے تئوں کو تسلیم نہ کیا؟ بہر حال ہمیں اندس چوک حاضر میں ہے ایک قیمتی فرصت کو مذہب و مہم تائیداتہ اور فروعی مساحت میں ضائع کر دیا اور اسلامی پرس کا نفرین کی ضروری تحریک آل انڈیا اور پرس کا نفرین کی غیر ضروری شکل میں تبدیل ہو گئی۔

مبصر صداقت کی تجویز سے ہم کو اس لیے خوشی ہوئی تھی کہ اس سے مسلمانوں کی جاری برادری کے اندر ولی مناقشات کی اصلاح ہو جائے امید تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید یہی تبادلہٴ خیالات کے بعد کوئی ایسا نظامِ عمل تیار ہو سکے جو قوم اور اخبارات دونوں کے حق میں مفید ثابت ہو سکے جس سے مسلمانوں کی آواز زیادہ طاقتور اور موثر ہو جائے۔ آل انڈیا اور پرس کا نفرین کی یہ فوائد حاصل نہیں ہوئے تھے۔ وہ صرف بیرونی تملوں کی مداخلت یا تدارک کے لیے کچھ مفید پہنچتی ہے مگر اس مقصد کے لیے آل انڈیا پرس ایسوسی ایشن پہلے سے موجود ہے ہمارے نزدیک اگر آل انڈیا اور پرس کا نفرین کا فروعی جلسہ ختم ہونے کے بعد تھوڑا سا وقت اسلامی پرس کا نفرین کی تائیس کے مسئلہ پر غور کرنے کے لیے بھی دیا جائے تو غالباً زیادہ اچھا ہو گا۔

### دیوبند کا اعلانِ عام

دیوبند کا اعلانِ عام شائع ہوا ہے جس میں درر کے موجودہ انتظام پر کچھ تبدیلی کرنے والوں کو دیوبند جاکر درر کے حالات کا کچھ پتہ دینا کہنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ جن حضرات کو درر کے انتظامات و حمایت یا مہتمم صاحبان کی ذاتِ خاص کے متعلق کوئی شک یا شبہ ہے وہ ضرور اس دعوتِ عام کو قبول کر کے اپنی بے لاگ تحقیقات کے نتائج سے قوم کو مطلع فرمائیں۔ اگرچہ اس قسم کی بعض شکایتیں ہم کو بھی ہیں لیکن مہتمم صاحبانِ مسلمان ہیں کہ ہم انہیں اس وقت تک نہیں چھیڑ سکتے جب تک کہ قابل و ثوق ذرائع سے ان کی تصدیق ہو کر لیں۔ یہی اس وقت کی دہکڑی جو کسی گزشتہ اشاعت میں دارالحدیث کے متعلق چھیڑی تھی انہوں نے کہ اعلیٰ عام کو پورا پورا پھیلنے کے بعد بھی ہیں اس پر اظہارِ افسوس کرنے کی

ابھی سے ایک سو چوبیس ہزار ہزار کی پانچ لاکھ سے کشیدگی اختیار کر لیا اور ایسے ہی ہر وقت کا حال تھا کہ جب کہ ہندوستان کی جنگی خدمات نے اعلیٰ احکامات کے ذریعہ نظر میں رکھا گیا ہے۔ پھر اگر دیوبند کا قریب قریب مصلحت نہیں ہے جس چیز کے لیے لینے پر ہرگز ہر وقت کی خبریں نہیں کیا جاتے گا اس لیے کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ وقت اختیار ہے لیکن جو چیز جو بعد ہی کو حاصل ہو سکتی ہے اس کا انہوں نے ہر وقت حاصل کر لینا ہمارے مکان کو دیا ہے۔ آپ برادرانِ ہندو کے ساتھ فکرِ نقدِ راجی حیثیت کے کوشش کیے جائیں اگر وہ اپنی خود منظمی و تنظیم کی وجہ سے آپ کے متفقہ مسائلِ مطالبہ حقوق کو آخر وقت تک تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تو آپ بھی سیلف گورنمنٹ لینے سے انکار کر دیکھیں اس صورت میں اگر آپ کا کچھ نہیں بڑھے گا اور ہندوؤں کے ہر میدان پر عین وقت پر آپ کی کشیدگی یا دوسری ایک تکلیف دہ ضرب لگائی گی۔ ابھی سے کانگریس کو چھوڑ دینے کے یہ معنی ہیں کہ آپ ان تمام سیاسی اصلاحات کا دواڑہ مسدود کیے دیتے ہیں جنہیں اگر آپ کے وطن میں ہوں یا قلعے سے تو آپ کا بھی ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر ہماری یہی رائے ہے کہ قابلِ توجہ اور رعایتِ انڈین مسلمانوں کو کانگریس کے آئندہ سالانہ جلسہ میں ضرور شریک ہونا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی ضرور کہیں گے کہ جس طرح مسلمانوں کا کچھ کیا ہے۔ لیکن کشیدہ ہوئے تعلق رکھنا ان کے حق میں ضرور ہے اسی طرح سیاسی جمہوریت میں وہ کانگریس کی جس سیاسی لیگ کی ان کا ضرورت سے زیادہ حصہ لینا ان کی تعلیمی و تمدنی اصلاحات کے حق میں ہم قابل سے کم نہیں ہے۔ طالب علموں اور معمولی قابلیت کے پُرورش نو و نڈ کو سیاسیات حاضر سے قطعاً محبت رہنا چاہیے اور چند معتد خیر خواہان قوم کو اپنی سادگی شہر کی اخلاقیات کے لیے تجویز کر کے ان پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ورنہ ہماری تمام تر قیوں پرک جائیں گی اور ہمیں کی چال چلنے کی ہر اس میں ہم اپنی چال بھی بھول جائیں گے۔

### انڈین سٹریل کانفرنس

آل انڈیا پولیٹیکل کانگریس کے صمیمہ کی حیثیت سے لکھنؤ میں ایک مفید صنعتی کانفرنس بھی منعقد ہوگی جس میں ہندوستان کی صنعت و حرفت کو فروغ دینے کے لیے مناسب علمی و عملی تدابیر پر غور کیا جائے گا اور ساتھ ہی ایک صنعتی نمائش بھی ہوگی جس میں مصنوعات ہند کے نمائندہ دکھائے جائیں گے۔ کانفرنس کے بعد کے جرنل سکرٹری صاحب کی ایک اہمیت اخبارات میں شائع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال موصوف عملی کاموں کی طرف زیادہ توجہ سب دل کرنے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں اور اقتصادِ دیوبند پر صنعتی و تقاریر کا انبار جمع کرنے اور محض تعلیمی حیثیت کے کام انجام دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ اس لیے ہمیں امید ہے کہ لکھنؤ کا صنعتی جلسہ بھی اس مرتبہ خاص طور پر کچھ کارآمد ہو گا۔ تجب اور انہوں نے کہ مسلمانوں کی سیاست کی روشنی میں بھی اپنی صنعتی اور حرفتی کمزوری محسوس نہیں ہوئی اور وہ دنیا کے مفید کاموں سے اس قدر بے خبر ہیں کہ ان میں سے اکثر انڈین سٹریل کانفرنس کا نام تک نہیں جانتے حالانکہ یہ وہ مفید انجمن ہے جس سے کام لے کر انہوں نے کی ضرورت زیادہ تر مسلمانوں ہی کو ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان واپس لکھنؤ آئے پھر وگرام میں حضورِ امداد وقت انڈین سٹریل کانفرنس کی شرکت

ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ مجھے یہ نہیں لگتا تھا کہ دارالعلوم دیوبند کو جو یہ دو ستر  
تعمیرات کی ضرورت تھیں، نہ ہم نہ کہیں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ موجودہ عمارات مدرسہ  
نقصا و طلب اور تنزولات و فتنہ کے لحاظ سے کافی ہیں، چار اعزازات یہ تھا اور انیس  
کہ اب بھی سہ کچھ یہ دوسرے مکانات کی جو ضرورت خلیفہ مفسر مسلمانوں کے الیکشن  
مدرسہ کو درپیش ہے وہ کسی کم خرچہ اور کم قیمت عمارت کی بجائے دارالحدیث جیسی  
شامانہ تھا، اور مسرفانہ اخراجات کی یہ تکلف عمارت کے ذریعہ سے کیوں ہو رہی تھی  
ہے اور اگر دونوں کی یہ اسے منوہ و مکاری سے متاثر ہو کر بنایاں مدرسہ کی سنت و عہد  
اور ۵۲ سال کے مقصد معینہ سے کیوں انحراف کیا جا رہا ہے ہم بقدر ضرورت تعمیرات  
کی توسیع کے مخالف نہیں ہیں بلکہ اسراف و تکلف اور منوہ و مکاری کے خلاف ہیں جہاں  
عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کی عام تعلیم میں جو انوسناک ہو، ناگوار کاوشیں پیدا ہو رہی  
ہیں اور طالبان علم غرض منوہ و مکاری اور عیش پسندی و نفرت پروری کا جو خطرناک من  
روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اس کی ایلی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جو رقم تعلیمی مصارف کو  
انہم سے جمنے کی جاتی ہے اسکا تین چوتھا فی حصہ تعمیرات کی نذر ہو جاتا ہے اور غریب  
قوم کے بچوں کی تعلیم و تربیت ایسی پر تکلف عمارات اور پراختشام ساز و سامان کو زیر  
معاہل میں آتی ہے جس کا اثر نہ تائید و آرام پسندی کی عادت جینے کے لیے ناگوار  
طبیاع میں رائج ہو جاتی ہے۔ ہیں انگریزی تعلیم گاہوں کے لیے بھی عالی شان عمارتوں  
کی خواہش و تھیکو سخت مدرسہ ہونا چاہیے بلکہ ہماری رجعت پسندی نہ تعلیمی معاملات میں  
استعداد بڑی ہوئی ہے کہ ہمیں بی۔ اے اور ایم۔ اے کلاس کے طالب علموں کو بھی گارنٹی  
کے کپڑے پہنے اور چٹائیوں پر بیٹھ کر تعلیم پاتے ہوئے، انکشاف نہایت خوشگوار معلوم  
ہوتا ہے۔ جب انگریزی مدارس کی نسبت ہمارا ایسا دقیقانویسی خیال ہے تو پھر مدرسہ  
عالیہ اسلامیہ دیوبند میں القاسم کے مطبعہ و نقشہ کے مطابق کسی دارالقرآن یا دارالحدیث  
کی عمارت کا تعمیر بنانا ہم ایسے بخر پسند کر سکتے ہیں بعض معاصرین نے یہ ظاہر کر کے کہ  
دارالحدیث کے بچے مولانا محمود حسن صاحب ہیں ہماری ٹی ٹی ٹی کے بچے عمارت پر کھڑے کر دینے  
روکنا چاہیے لیکن انہیں نہیں معلوم کہ ہم نے یہ بحث ذاتیات سے بے تعلق جو کر  
اٹھا ہے اگر آج مولانا محمد کاسم صاحب بھی دارالحدیث کیلئے ایسی پر تکلف اور مسرف  
عمارت کا نقشہ تجویز فرماتے تو ہم ان پر بھی ویسی ہی سختی سے اعتراض کرتے جیسا کہ اب  
موجودہ انتظام پر کر رہے ہیں۔

ہمارا اعتراض ایک اصولی عقیدے پر مبنی ہے۔ ہیں جن حضرات کو ہم اختلافات  
ہے ان کا فرض ہمارے عقیدے کو غلط ثابت کرنا ہے نہ کہ ہم کو مجوز عمارت کی عدا  
شخصیت سے مرعوب کرنا یا دیوبند ہلا کر مدرسہ کے نشیب و فراز کا معائنہ کرنا۔

**بڑوہ میں مدرسہ موازنہ مذاہب**  
فاضل بہرہ صرافت اعظم گڑھ ماوی ہے کہ  
ہر مائیں جناب ہمارا صاحب بڑوہ  
جن کی علم دوستی اور صلاحی کسی مسلمانہ و ایمان ریاست کے لیے قابل تقلید ہے بڑوہ  
کالج میں شعبہ موازنہ مذاہب کا اضافہ فرمایا ہے جس کا مقصد محضر معارف کے  
الفاظ میں تمام مذاہب عالم کا باقاعدہ اصولی اور عقلی نقطہ سے مطالعہ اور ان کو فرق امتیاز

اور اصول و فضائل کی نکتہ بندی کے ساتھ تحقیق کرنا بیان کیا گیا ہے۔ یہ مقصد استفادہ  
محل اور ابتدائی سہ کے ہم کو اسپر کسی قسم کی ایسے زنی کرنے کی جرات نہیں ہوتی۔  
مطالعہ اور تحقیق کی بھی کوئی نہ کوئی غایت ضرور ہوگی اور ہونی چاہیے پس تا وقتیکہ  
وہ غایت نہ معلوم جو ہم اس کے فوائد و نقصانات سے بحث نہیں کر سکتے ایک نئی  
خیال والی ریاست کی سرپرستی میں شعبہ موازنہ مذاہب کا کارنگاہ میں قائم نہ نامفید  
بھی ہو سکتا ہے اور مضرب بھی۔ اور اسکا مقصد یا ضرر ہونا محض ہے اس کی غرض و  
غایت پر۔ اور غرض و غایت معین ہونے کے بعد اس کے طریق عمل پر مقرر محضر  
معارف نے طریق عمل پر و حندی کی روشنی ڈالی ہے لیکن غرض و غایت یا اس علمی  
سفر کی علمی مشراں مقصود ابھی تک تاریکی میں ہے اسید ہے کہ ہمارا دور اندیش محضر  
موزین و رفقا شعبہ مذکورے موازنہ مذاہب کی غایت بھی دریافت کرنے کا اور طریق  
عمل کی مزید تفصیل بھی پیش کر سکے گا تاکہ قوم بھی اس سلسلہ پر غور کر سکے کہ آیا بڑوہ  
کے جدید مدرسہ میں مسلمانوں کی شرکت قرینہ صحت ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس صورت سے

### مذوقہ العلماء کا سالانہ جلسہ

اس میں نہیں معلوم کہ مذوقہ کے مقاصد خصوصی کو در اس سے کوئی ساقیہ تعلق ہی  
اور مدرسہ کو مذوقہ کے سالانہ جلسہ کی کس وجہ سے ضرورت ہے؟ مگر ایسے لوگ  
ہیں جن پر غور کرنا ہماری قومی انجینس قضیع اوقات سمجھتی ہیں۔ اس لیے جاننا چاہنا  
کا فیصلہ ہو جانے کے بعد ہم بھی ان کی یہاں دو اولو الغریبوں میں رخنہ ڈالنا  
نہیں چاہتے۔ ہم اپنا یہ خیال کسی دوسری جگہ ظاہر کر چکے ہیں کہ قوم کی تعلیمی  
ضروریات اور مالی حالت کے لحاظ سے مذوقہ العلماء کے سالانہ جلسہ کا تعلیمی کام  
کے سالانہ جلسے کے ساتھ ایک بھی فہرہ اور ایک ہی سند وہ میں منقذ ہونا زیادہ مناسب  
ہے ہمیں امید ہے کہ اس مشورہ پر مذوقہ کا نفرنس کے ارباب حل و عقد غور  
کرنے میں اپنی توہین نہ سمجھیں گے۔

در اس کے جلسہ کی صدارت کے لیے محمد نام اخبارات میں آئے ہیں وہ اگرچہ  
جلسہ کی جانب سے انعقاد کے لحاظ سے زیادہ غیر موزوں نہیں ہیں لیکن مقاصد  
مذوقہ کے اعتبار سے بلاشبہ قابل رد ہیں، اور حضرت صوفی سید جماعت علی شاہ  
صاحب کے متعلق تو ابھی اس میں بھی شبہ ہے کہ آیا وہ صدارت مذوقہ کی غرت  
کو قبول کریں گے بھی یا نہیں؟ کیونکہ موصوف مذوقہ کے مقاصد کو اچھا نہیں  
سمجھتے۔ ہمارے نزدیک اس کے لیے حسب ذیل اصحاب میں کو کوئی صاحب منتخب  
کیے جاسکتے ہیں:- (۱) جناب مولوی محمد علی صاحب احمدی ایم۔ اے۔ ایل ایل کی  
(۲) جناب خان بہادر مولوی سید کریم حسین صاحب بیرسٹر ایل لاسابق قاضی  
کورٹ آف ایڈو (۳) جناب نواب سید حسین صاحب بلگرامی (عماد الملک) حید آباد  
(۴) جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی۔ گورکھ پور۔  
(۵) جناب مولوی سید سلیمان صاحب وی۔ اعظم گڑھ۔  
(۶) جناب مولوی عبد اللہ اللہ صاحب۔ لاہور۔

(13)



مجموع رسالہ کی طرح پر معنی بے نیازی و استغناء کی عہائے ایشیہ پہنچا اپنے نظریوں کے جذبات قومی وطن سے اپنی کرنے میں کوشش کے حساس کو ذرات طلاق نہ لگایا یہ دوسری بات ہے کہ گوشت عالمیہ یا کسی نیک نیت کی نظر پر آپ کو ان چھ پر ہی حرکتیں سے مستغنی کر دے بہر کیفیت مقصود یہ ہے کہ ہندوستانی اور خدو و خصلت اسلامی رسائل و اخبارات کی جو داری ان کی ہستی کی دمن ہے اور دونوں کو ساتھ نہ رہنے کی کچھ ایسی حقد ہو گئی ہے کہ اگر پرچہ کو زندہ رکھنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو خود داری صاحب تشہیر سے جاتی ہیں اور اگر ان کو روکا جاتا ہے تو پرچہ صاحب زندگی سے ہزار ہا جاتے ہیں۔

بعض بے غم و فکر صاحبین محترم کے غیرت و لائے سے اسوہ حسنہ کے دماغ میں بھی کچھ حصہ سے خود داری کا خط سا کیا تھا اور اس نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ اپنی مالی مشکلات پر غائب آنے کے لیے حتیٰ الامکان محض تاجرانہ وسائل ہی کام لے گا۔ اور اپنے محترم ناظرین کے قومی وطنی جذبات سے اپیل نہیں کرے گا چنانچہ کسی جیسے ملک تو وسیع اشاعت کے متعلق اس نے ایک نظر بھی نہیں دیکھا تھا کہ اگر ان سب رو معاہدین کا شمار یہ بھی ادا نہیں کیا جنہوں نے اس دوران میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا کہ اس کے لیے خیر ارہم پہنچانے کی تکلیف کو ادا فرمائی تھی۔ بلکہ اس نے تو وسیع اشاعت کے لیے ایسے وسائل و ذرائع اختیار کیے جو اخباری خود داری کے منافی نہ تھے۔ اس نے اخبارات و رسائل میں اشتہار چھپوائے جو بعض معاصرین کی عنایت سے نمایاں ہو کر شائع ہوئے اور خریدار تیار کرنے والے ایجنٹوں کو معقول کمیشن دینے کا اعلان کیا مگر نتیجہ بدت یہ نکلا

کہ دونوں کی فرمائشوں کا ایک انبار میجر کی میز پر جمع ہو گیا اور پرچہ زائد چھپوانے میں ایک معقول رقم مصارف معین کے علاوہ صرف کر لیا پر طرعی۔ جب اس نے فرمائشی خطوط کی کھیل میں بھیجے گئے اور ملو نہ منگو الے والوں سے جواب مانگا گیا تو ۵۷ فی صدی کا جواب خاموشی اور ہندو فی صدی کا جواب انکار ملا۔ دس فی صدی نے ازراہ مکرمت دی۔ پی پی پی کی اجازت دی اور پھر ان میں سے ایک جو تھائی نے کچھ رعایت کرنے کی شرط لگا دی شایعین جدید کی علم پروری کا حال تو آپ سن چکے اب معاہدین قدیم کی کی ہمدردی و قدر دانی ملاحظہ ہو کہ جن معضلات کے پاس ان کے سالانہ چندوں کی میعاد ختم ہونے پر عام اخباری رسم یا ضابطہ کے بموجب سالانہ کی قیمت وصول کرنے کی عرض سے دی۔ پی پی پی بھیجے گئے تھے ان میں سے ستر فیصد نے نہایت کشادہ دلی و بے نیازی سے انہیں واپس کر دیا اور ایک ایسے رسالہ کو جو اگر قومی رز لکھ جانے کا مستحق یا قوم کے حق میں مفید نہ بھی ہوتا ہم قوم کا ہی خاد و موزر ہے بلا وجہ نقصان پہنچا ناگوار کر لیا۔ اللہم اہد قومنا فانہم لا یسئلون ۛ

یہ واقعات اس لیے نہیں لکھے گئے کہ آپ کا وقت ضائع ہو بلکہ اس لیے لکھے گئے ہیں کہ آپ ان پر غور کریں اور پھر خود ہی انصاف فرمائیں کہ آپ کے قومی اخبارات و رسائل اپنی نیم جان ہستی قائم رکھنے کے لیے اگر بھیجک بھی نہ مانگیں تو کیا کریں۔ خدا کے لیے ہمارے ساتھ ایسا تحلیف وہ سلوک تو نہ کیجیے کہ ہر اخباری دنیا پر گوشہ غایت کو ترجیح دینے لگیں

## رسائل و اخبارات کے اعلیٰ مضامین

(اسوہ حسنہ کے نقطہ نظر سے)

## قرآن

### قرآن کا طرز استدلال

مولوی شافعی صاحب گیلانی ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

قرآن کا طرز استدلال کے رسالہ کا ہم میں قرآن کے طرز استدلال کی ایک خوبی یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی کوئی دلیل بھی کسی خاص طبقہ تک محدود نہیں جس طرح ایک بدو۔ قتال۔ سہار وغیرہ عام لوگوں کے لیے اپنے اندر سامان تشفی رکھتی ہے

پسند وہ ایک بڑے سے بڑے مفرد فیوض کو بھی سہولت بنا دیتی ہے۔ اس کے ثمرت میں صفوں عظیم مثلاً اسباب واجب تعلق کے متعلق ایک مختصر دلیل قرآنی کو پیش کرتے ہیں اور دھچپ مثالوں کے ذریعہ یہ بھیجا کہ کہ حکمت مشرق و مغرب کے فلسفیانہ دلائل عوام الناس کے فہم سے بالاتر اور عوام الناس کے سطحی اور عامیانہ دلائل فلسفہ کی تشفی کے لیے ناکافی ہیں۔ کہتے ہیں قرآن کے یہ چند الفاظ ان الله قال الحق والحق والنوی رجوں اور غلطیوں

بھاڑنے والا خدا ہے۔ ثبوت واجب تعلق کے متعلق فلسفیانہ اور عامیانہ دونوں قسم کی دلیلوں کو جامع ہے یہ کہ نہ مکمل دلیل میں دو چیزیں مذکور ہیں۔ (۱) بیچ اور کھلی کا وجود (۲) اس کا اگنے کے وقت پھٹنا

صفوں عظیم کے نزدیک دیہاتی بدو کے دل پر تو اس دلیل کا یہ اثر ہوگا کہ جب ایک شری ہوئی بیگنی بلا کسی میٹنگی کہنے والے کے ممکن نہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہو کہ دیگر ہوں جیسے عجیب الشیر وائے بلا کسی فاطمہ خاتون کے موجود ہو جائیں۔ اور سہار یہ خیال کرے گا کہ جب ایک سخت تنکا بھی مٹی کی دیوار میں از حد سہارا نہ نہیں سکتی تو بیچ میں سے جو نمی سی آنکھ برآمد ہوتی ہے اس کا نرم کھیتوں بلکہ گچے کی سخت زمینوں کو پھر ٹکڑ ٹکڑ و سطح زمین پر نمودار ہو جائے یہ بجز قدرت خدا کے اور کس سے ممکن ہے۔ اسی طرح ایک خدہ فروش کو جو حفاظت کے لیے غلہ کو کٹھوں میں بند کر کے رکھتا ہے اور جب کا دماغ فلسفیانہ جرح و جدح کا عادی نہیں ہے یہ ام تعجب ہیں وہ ایک کٹھیتوں میں تو غلہ کے اٹے دانوں پر لاکھوں من پانی گرجا

”کہ قرآن خدا کا کلام ہوتا تو اسے دنیا کے تمام سعادت و علوم پر مہر ہو جاتا“  
تھا۔“

ایک معجزہ خیر منطقی خالص سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ وہ مقررہ کی دلیل کو اس  
مقدمہ کو کہ جو سب کچھ جاتا ہے اس کی کتاب میں سب کچھ ہونا چاہیے۔  
”ایک سکڑ کے لیے بھی دائرہ اجماع میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے  
راقم مضمون کو بنیاد پر علمی مستشرقین پر زیادہ عقرب نہیں“ بلکہ ”زیادہ  
یہ ان اشرقی مدعوں پر ہے“ جنہوں نے ”اس یورپین معجزہ خیر دلیل کو خدا  
جائے کیا تصدیق کیا۔ کہ اس پر سر کے بل اوڑھے ہو کر گر پڑے“ راقم مضمون اپنی  
حیرت کی تصویر ان الفاظ میں کھینچتے ہیں :-

”پھر وہ عجونا نہ وارفتگی بھی کس درجہ حیرتناک و خندہ پرداز تھی کہ سامنے  
ان کے قرآن مجید کھڑا ہوا تھا اور دوسری جانب فلسفہ و تاریخ کی کتابیں تھیں  
کوششیں جاری تھیں کہ کچھ بھی اس سلطان میں۔ انطاہلن کیون۔ نیوٹن کو خزانہ  
میں ہے جس طرح ممکن چون سب کو قرآن کا سر قدر قرار دیا جائے اور اس کا علمی  
شغل کا جنوں اس قدر شد یہ جا کہ اخیر میں انہوں نے اسٹیٹین کے کچھ ایڈیٹ  
کے گراموفون اور قرن حال کی فن تجارتی کا سبب اچھو بہ ترین نوڈ قیادہ دہائی  
جہان کی بھی فہرست مع قید شکل و صورت قرآن سے چھانٹ لی ان کی مسرت کی ملک  
وقت کوئی حد نہ رہی جبکہ وہ ان جدید کشفیات کو ہاتھ میں لیکر یورپ کی طرف  
روح کے چلائے کو کون کہتا ہے کہ قرآن میں محدود اشار ہیں حالانکہ وہیں  
کی کون سی چیز ہے جو اس میں نہیں ہے۔“

راقم مضمون کے نزدیک ان مسکینوں کی یہ کوشش ”قرآن کی حمایت نہیں  
ہے“ بلکہ اس سے قرآن کے ”منزل جل شانہ کے اوصاف حکمت و جلال پر سخت  
نقصان عاید ہوتا ہے“ اس لیے کہ اگر اقلیدس کا مصنف الہیات کے مسائل کا  
اپنی کتاب میں لانے کی وجہ سے قابل نفرت و ملامت ہے تو علم المعاد۔ تہذیب النفس  
کا منزل ایسی تزییل میں جہاں سازی کے فن پر بحث کرتے وقت کیونکر مضافات  
نادانی کے الزام سے اپنا دامن بچا سکتا ہے؟ ”اور اگر موسیقی کے رسائل نقد کے  
مسائل کا ذکر ایک علمی غلطی ہونے کے علاوہ اس کے مدون کی ہر تیزی و بے  
سلطنتی کے لیے کافی دلیل ہے تو ایک سادہ توحید۔ پاکیزہ اخلاق۔ مدنی امن  
کی تعلیم دینے والی کتاب بڑھئیوں اور لوہاروں کے فن کی تشریح کی وجہ سے کس  
لئے مستحق صحت و مذمت نہیں ٹھہر سکتی؟“

ان وجوہ کی بنا پر راقم مضمون کا خیال ہے کہ ”اگر دنیا کے تمام علوم و حقائق  
ظہرات اور مروج و حوادث دغیر کو قرآن اپنے اندر سمیٹ لیتا تو قرآن کی یہی  
جہہ گیری اس کے منزل من اللہ ہونے کی شاہد مکتوب ہو جاتی“ اس لیے کہ  
قرآن کا موضوع اس کے منزل متعلق شانہ صرف اس قدر قرار دیا ہے کہ وہ  
سید ہی سادی صاف ستھری سہل الوصول جگہ ٹی انسان کو معلوم ہو جائے  
جسہر حل کردہ نجات ابدی اور سرور و تنمات جاودانی سے بہتیکہ کی خوش بردبار

اگر وہ بے شرنے کے ہرے اور بجائے بگڑنے کے شاداب ہوتے ہیں لیکن  
لھیتوں سے علیحدہ ہو کر اگر ایک ان بھی پانی میں پڑے رہیں تو سرکل کر جانوروں  
نے لھانے کے قابل بھی نہیں رہتے۔ یہ تعجب اس غلہ فروش کو شیت الہی کے حکم  
کرنے پر مجبور نہ گا الغرض اسی طریقہ سے تصدیق نگار کے نزدیک مرد و ان دو  
نفس و فانی الحب و الموی کے ذریعے سے سدا واجب عوام الناس کو ہر  
بر فر کے دشمن کیا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد مضمون نگار اس فکر و جوار طائفہ کی طرف متوجہ ہوئے جس میں جو ان  
دن کے کاغذ کار آتا ہے اور سوودات کی مصلحت بالانیرہنگیوں کو ”طبیعت“  
کی طرف توجہ رکھنے میں چھپا ہوا ہے اور یہ عجیب۔ اسے کہ ہم کام خدا سے  
ایمان آتا ہے وہ طبیعت کے ذریعے انجام پاتا ہے وہ مضمون نگار اس طائفہ  
کے لوگوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ :-

”کیا طبیعت و مستعد چیزوں کی علت بن سکتی ہے؟ کیا جو دہشتگی پیدا کرتی ہو  
وہی چیز کسی دوسری چیز کے ملانے ایک ہی عمل ایک ہی وقت اور ایک ہی آن میں  
رہوت بھی پیدا کر سکتی ہے؟“

مضمون نگار کا خیال ہے کہ سوچنے والے سوالوں کا جواب نفی میں دینے پر مجبور  
ہوں گے۔ اس لیے وہ ان سے پھر ایک اور سوال کرتا ہے۔ کہ اگر کسی پتے  
کی شانہ کو بیج کے اندر سے اوپر پھینکنے والی طبیعت ہے تو یقیناً وہی طبیعت  
اس کی شاخ کو زمین کے اندر نہیں لٹا سکتی کہ یہ دونوں متضاد فعل ہیں حالانکہ  
ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی بیج سے ایک ہی وقت ایک ہی پتہ ایک ہی پانی اور  
ایک ہی زمین میں دو شاخیں برآمد ہوتی ہیں ایک اوپر کی جانب چڑھتی چلی جا رہی  
ہے جس کا نام تر ہے پھینکا یا پھنی رکھا ہے اور دوسری بالکل جہت مخالف  
ارتخت (الترتی) کی طرف منہ کیے ہوئے زمین میں مصنتی جا رہی ہے۔ جسے تم چڑ  
یا نیچے کہتے ہو۔ پھر کیا فلسفہ طبیعت کے سلسلہ اصول کی بنا پر ان متضاد اثرات کو  
تم بے طبیعت کی طرف منسوب کر سکتے ہو؟“

مضمون نگار کہتے ہیں کہ اس سوال کے بعد جو آدم میرے کان تک پہنچے گی  
وہ فیصلہ اللہ سے ہے جس نے خدا کا انکار کیا وہ نہ ہوت ہو گی، کہ ملاؤ  
انشاء اللہ اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ اسی بنا پر مضمون نگار کا یہ دعوئے ہے کہ  
قرآنی دلائل اپنے مختلف پہلوؤں کے اعتبار سے جس طرح ایک دہشتانی کو  
تشریح کرتے ہیں مجھے وہ ایک دنیا کے مسلم عند الکل فیلسوف کو بھی اپنے دعاؤ  
کے تسلیم کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔“

ذی الحجہ کے انعام میں  
مولوی سناظر احمد صاحب

میلانی کا ایک اور مضمون قرآن کے متعلق چھپا ہے جس میں نزول قرآن کی غایت  
اور اس کے مطالب کی نوعیت سے بحث کی گئی ہے۔ راقم مضمون نے فلاسفہ مغرب  
کے اس اعتراض کو :-

## علم و ادب

### فن مطالعہ

اس عنوان پر صاحبزادہ ظفر حسن خاں صاحب کا ایک مفید مضمون  
نویسر خانہ کے سالہ معارف میں شائع ہوا ہے جو زیادہ تر انگریزی  
کتابوں سے ماخوذ ہے اور جس میں مطالعہ کے متعلق حکمائے مغرب کے تجربات اور  
خیالات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ کل پڑھنے کے قابل ہے مگر اصلاحی  
اعتبار سے تنہید خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہے۔ وہو ہذا :-  
"جہاں اہل زمانہ کو زمانے کی اور شکایات ہیں، وہاں ایک یہ بھی ہے کہ اب اگلے  
لوگ پیدا نہیں ہوتے، اگلے سے عالم، اگلے سے صنایع دیکھنے کو نصیب نہیں ہوتے  
صدیاں گزر گئیں لیکن اوسطو صیائیں نہ پیدا ہونا تھا نہ ہوا۔ مقرر طے دوا  
جنم نہیں لیا، مانی و بھڑاد کا کوئی ہمسر نہوا، ہرن کے ماہر جواز نہ ماضیہ میں  
ہوئے وہ پھر نہوے، یہ کیوں؟

اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ فی زمانہ علم و فن کا بوجہ رہا ہے وہ زمانہ قدیم  
میں نہ تھا پہلے علم اگر خواص کا حوہ تھا تو اب عام کی میراث ہے، جس کا لازمی اثر یہ ہے  
کہ ہر شخص اپنے تئیں فلاطون وقت اور اقلیدس ثانی گردانتا ہے لیکن اصل یہ ہے  
کہ اگر کسی تہذیب سے تمام دنیا کے برو و غلط افلاطون اور اقلیدسوں کو بھی کر کے مقرر  
کیا جائے تو شاید حقیقی افلاطون یا اقلیدس کی ایک فرد بھی تیار نہ ہو سکے۔  
لہذا انسان وہی اُس کا داغ وہی داغ کے قوی وہی پھر کوئی سی کی ہے۔ کس چیز  
کی کمی ہے جو ہمارے ذہنوں کی وہ کیفیت نہیں، حقوق و عیش کے مقابلہ کی  
تفصیل کیوں نہیں ہو سکتی، جھوٹ دیت، کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا، محکملات  
کے جوڑ کی کتاب کیوں نہیں لکھی جاتی؟

ان سوالات کا حل اس حقیقت کے اندر ہے کہ تہذیبی کیا جسمانی اور کیا زہنی ورز  
سے قی پائے ہیں، بن پر تہذیب زور پڑا ہے اتنے ہی ترقی ترقی کرتے جاتے ہیں ہر قسم کی ترقی  
ذاتی ریاست کا ثمرہ ہے، کوئی پہلوان فقط اُستاد کی شفقت و حسن تعلیم سے سینہ پٹا  
نہیں ہو سکتا، تاہنیکہ خود جسمانی ورز کے ارکان تمام و کمال حسب ہدایت و تہذیب  
بالرہ ہکا دلانے،

پہلوان ہی حال داغ کا ہے، ہر سین کا درس، ہر وینسوں کے لکچر دماغ کو انتہائی  
نقطہ ترقی تک نہیں پہنچا سکتے، وہ فی الجملہ معین ترقی ہو سکتے ہیں لیکن اصلی ترقی  
خود محنت کیے بغیر ممکن نہیں تعلیم بے تعلیم بیکار ہے، ذہنی دنیا کے کارنامے تا مگر  
مطالعہ و تعلیم کا نتیجہ ہیں اور آج کل ایسی کمی کی ہے

مطالعہ کی کمی سے کتابوں کے پڑھنے والوں کی کمی مراد نہیں، آج جس کثرت کے کتابیں  
موجود ہیں ایسی کثرت سے اُن کے پڑھنے والی ہیں۔ لیکن جس طرح دنیا میں مفید  
کتابیں نہایت قلیل التعداد ہیں اسی طرح باقاعدہ مطالعہ کرنے والے بھی نہایت  
قلیل التعداد ہیں اور حقیقی متعلمین کی قلت، اندر اوسطو مثال لوگوں کے فقدان کا  
باز منظر ہے، اس لیے اعلیٰ سطوح پر اسباب ہی جمع ہونے تو اوسطو کتابت پیدا ہو جائیگا۔

وہ صرف اسی مسئلہ کو داغ کرنے کے لیے دنیا میں نازل کیا گیا ہے اُسے خود اپنے  
موضوع بحث کی تعین کر دی کہ وہ صرف اوسطو تعلیم کی طرف لوگوں کو رہنمائی  
کرنا ہے۔ پس وہ جو کچھ کہتا ہے اسی کے متعلق کہتا ہے۔ جو کچھ بولتا ہے اسی  
کے متعلق بولتا ہے۔ "تو پھر کیا یہ صریح غلطی نہ ہوئی اگر وہ دوا پختہ کی تار سنا  
الارض اور ابن خلکان کی حذوت، ابن سینا کی شفا، ارسطو کی منطق، بل کے قوانین  
استقرار، برکے کی روحانیات، لاک کے بحریات، کرٹ کے فلسفہ خیالات  
وغیرہ سب کو اپنے اندر داخل کر لیتا؟

"یہ سراسر غلطی ہے کہ قرآن میں دنیا کے تمام فنون و معارف، صناعات  
ایجادات کی تہذیبیں ڈھونڈی جائیں کہ اس نے اپنے مقصد کو ان تمام امور سے  
انگ کر کے صرف ایک ہی چیز کو مد نظر نہ لیا ہے اور وہ کسی وقت اپنے معین  
داروہ سے باہر قدم رکھنا جائز قرار نہیں دیتا"

"اہل بیت، انجیلیا، ترسیب و تہذیب کے موقع پر بعض تاریخی و نقلی کی اگر  
ضرورت ہوئی ہے، کائنات کے بعض عجائبات و تیرنگوں کی کبھی اپنی استدلال و احتجاج  
کے واسطے میں پیش کرتا ہے۔

لیکن اس میں بھی وہ اپنے فرض معینہ مقررہ کی بناء پر کس درجہ غلطی کرتا ہے  
ضروری لینا اور مباحث سے اس وقت بے تعلق ہو جاتا ہے۔

فرض کر دو کہ وہ سرکشی، تردید، انکار و جھوٹ، تنزیہ، طعنات، کے نتائج و عواقب  
پر ایک مثال کے ذریعے انسانوں کو تنبیہ کرنا چاہتا ہے اور تاریخ عالم سے  
نوع علیہ السلام کی امت کا ذکر چھپتا ہے مگر آہ! کس طرز سے!

نوع علیہ السلام کی سنہ ولادت، سنہ وفات، جن مہجوم، مقام بودا، بن یحییٰ  
جوانی بڑھ چاہئے، سوانح، ان کی قوم کی نسلی خصوصیات، تہذیب، معاش،  
ذرائع کسب، ایجادات و اختراعات، علم و ہنر، وغیرہ امور سے بالکل اجنبی  
کرتا ہوا کہتا ہے تو وہ صرف اس قدر کہ:-

"میرا بندہ نوع اپنی قوم میں میرے حکم سے آیا، میری راہ کی طرف دعوت دی، چٹا  
چلا، زمی سے سجھایا، ساڑھے نو سو برس تک اس راستے کی جانب بگاڑا۔  
پھر وہ زمانے، اُس کو مارا، پیٹا، بڑا بھلا کہا، اُس کے ساتھ ٹھٹھے کیے، اُس پر ہنسے،  
پھر میں نے حکم دیا کہ آسمان چھڑ باڈھے، زمین اُٹے، دریا اُڑے، نوع کشتی پر  
بھاڑا ہوا۔ کچھ چیزیں ساتھ لیں۔ وہ تو جو دی پر جا کر ٹھہر گیا، اور اُس کی قوم اپنی  
جبر و استکبار کی بدولت اور ان کے ساتھ نوع کا بیٹا جو انہی میں سے تھا، ڈوب کر  
ہمیشہ کے لیے تباہ ہو گئی، اور بکرا و بلی و بچروں کا آخری انجام یہ ہے"

تمام قرآن کو غور سے پڑھو، نوع علیہ السلام کے متعلق جو کچھ بھی اس میں  
ذکور ہے، پھر دیکھو کئی زیادتی کے سبب افشاء اللہ اس سے زیادہ حالات شاید  
تم منتخب پھر دیکھو گے؟

دینی پہلو کو اسے براہ دیکھو، کانٹوں سے جو محرز لگی، تردید دیکھو  
نظم اکبر جوئی ہے منقوش قلوب سب آنکھیں ہوں اگر خدا کا دست دیکھو۔

## اصلاحِ مکتان

اصلاحات کا طریقہ | علی گڑھ کالج کے متعلق مولوی طفیل احمد صاحب کا ایک مکتوب | مولوی مکتون اکثر اخبارات میں چھپا ہے جس کا سنہ ۱۲۳۷ ہجری

نہی خود کی اصلاح سے اپنے اس کے افراد کے عیوب سے انہیں گاہ کرنا اگر ضروری ہو تو ان کے ساتھ اس کی خوبیوں کو پیش کرنا کچھ کم ضروری نہیں کیونکہ بغیر حوصلہ افزائی کے عملی اصلاحات ناممکن ہوتے ہیں۔

تصرت اول۔ وہ محمد اللہ علیہ السلام نے مشنوی شریف میں ایک موقع پر فرمایا ہے کہ چاہیے کہ جھوٹ میں یا تبسم انسان میں اس طرح طلبے جس طرح کہ گھٹی دہائی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور بلونے سے اوپر آجاتا ہے۔ آخر میں ارشاد ہے

وہی اندر اور غیب میں ہی شہود ہر چیز کی سازش تو اس میں آئی مینشود۔ والہ انسان میں اعلیٰ ہے۔ عملی صفات موجود ہیں ان کو نشوونما دینا

یہ دنیا و آخرت پر منحصر ہے۔ اس طبقہ میں افراد سوسائٹی کی خوبیوں پر زیادہ تر نظر ہوتی ہے جس کی معمولی حیثیت کے انسانوں کی اولیٰ خوبیاں نشوونما پا کر انہیں اعلیٰ ترین طبقہ کا انسان بناتی ہیں اور بالآخر تمام سوسائٹی مجموعہ حسنات بن جاتی ہے۔

یہ حقائق کے مدد سے کہہ چکے ہو کہ ترمیم دینے کا وہ نتیجہ ہے جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے یعنی یہ کہ اوج و زوال کے اس قدر ترقی کر جانے والے مسلمانوں میں تعلیم یافتہ افراد کا تناسب ناممکن ہے کہ ان کے لیے افراد قوم پر جو بہترین الزامات

پاک ہیں اگر کسی سوسائٹی میں عام مسلمان ایک دوسرے کی ٹوپی اتار لینے کا جو قوطا ہر ہے کہ انجام کار کوشش سوسائٹی اہمیت میں جاکر کنگے سر جو جائے گی۔

روغن صحت خفی شدہ در و روغن، کچھ طعم در و روغن اندر طعم در و روغن یعنی یہ کہ تاج کا جو ہر جھوٹ میں اور بھلائی کا جو ہر بُرائی میں پوشیدہ ہے۔ ہر شخص میں خواہ وہ کیسا ہی بُرا کیوں نہ ہو کچھ خیر عین ضرور ہوتی ہیں اگر ان کی جزوی خوبیاں

کی قدر کر کے ان کا نشوونما کیا جائے تو ختم رفتہ دوسرے عیوب پر جو خوبیوں کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اگر جزوی عیوب کی تلاش میں مبالغہ کیا جائے تو پھر سوسائٹی میں عیوب ہی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ مدت المعرفہ مفید کام کرنے کے بعد اگر چند لوگوں کو بعض ایک

معمولی انداز میں پر قومی عزت کے منصفیہ گرا دیا جائے تو پھر دیگر افراد قوم کو اس اہمیت قدم رکھنے کی کیا ہمت ہو سکتی ہے۔

خليفة دوم حضرت عمر فاروق کو خطبہ پڑھتے وقت ایک بڑھیا کے ٹوکے کا وقت نہ چھوڑا اور عیب چوٹی کی نائید میں اکثر پیش کیا جاتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ حضرت عمر کے مسلمان پیش کرتے ہیں جو بعض ان کے فرد کی شہادت پر مبنی تھی مسلمانوں کو اس وقت

اطمینان نہ ہو گیا تھا۔ یہاں تو اطمینان کی کوئی صورت ہی نہیں اور بعض ہم وطن پر ایسے ایسے انتہا پر جو بڑی لوگوں پر عام جموں میں لگا دیا جائے جس جو کل قوم کے لیے

باعث تنگ و غار میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ جو لوگ چاروی قوم میں دو تہہ ہیں ان کا نسبت یہ لگتا ہے کہ وہ اپنی دولت کو قوم کو خریدا جاتے ہیں۔ جن لوگوں کا عملی طبقوں میں رسوخ ہے ان کی نسبت یہ اندیشہ رہتا ہے کہ وہ اپنی دولت کا بھروسہ کر کے قوم کو نقصان پہنچائیں گے اور جو لوگ بوجہ ناداری قوم کے لیے قوم کا کام کرتے ہیں ان پر بدبینی یا قوم میں سوخ حاصل کرنے کی ہمت لگانا جاتی ہے تو اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسی جماعت باقی رہتی ہے جو علیحدہ اور شہادت کو پاک جو ہر ہلے قومی کام کو انجام دینے کی قابلیت رکھتی ہو۔

دوسری انوکھی بات یہ ہے کہ یہاں چاروی قوم میں بعض خیر پر بڑی بڑی کارگزاروں کی موجود ہوتی ہے وہاں دوسری قوموں میں بدیہی واقعات پر اگر خود قومی کام کو نیاں عزت کے منصب دست بردار ہونا چاہیں تو ان کی قوم انہیں علحدہ نہیں ہونے دیتی علاوہ دیگر

ن۔ اصحاب کے اس وقت ہمارے سامنے تازہ مثال سید علی امام صاحب کی ہے جو اس وقت قوم میں کٹر طور پر قابل اور ستر زمیں تاجم محض ایک شہرہ پر مسلم بنیور شی کے جلسہ میں انہیں

مدار سے محروم کیا گیا اور اس کے بعد دوسری قوم کے لوگوں نے انہیں محض ہاتھ میں ایک جماعت کا کرکٹ عظیم بنادیا۔ بصلاح اس کے ڈاکٹر تاج بہادر ہوسے

ہر یکا قوم کی خواہش کے خلاف مسلمانوں کی جدا گانہ نسبت کو تسلیم میں نمایاں حصہ کیا قوم کی ناراضی پر ڈاکٹر صاحب صوف نے اسپرٹل کونسل کی ممبری کیلئے کھڑے ہوئے اظہار کیا مگر صرف ان کی قوم کے غالب حصہ نے بلکہ خود ان کو مقصد میں انہیں کونسل کی ممبری چھوڑنے سے باز رکھا۔

## مسلمان اور کانگریس

ممبر ہوم انکوائری ممبر عبداللہ علی کے آئی کے پرنسپل ان حضرات کو جواب میں لکھا جو مسلمانوں کو شریک کر کے روکنا چاہتے ہیں۔ ان کے ذمہ اس فقرے پر ختم ہوتا ہے۔

”قوم کو جو بنائے رکھنا اور ہر چیز سے ڈرا نہ ممکن ہے کہ بعض حضرات کو صحیح اصول معلوم ہوتا لیکن جب ہم عام افراد کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ یہ اصول نقصان دہ ہے تو کوئی وجہ

نہیں معلوم ہوتی کہ قومی زندگی کی اہمیت کیوں اس کو صحیح مان لیں۔ کسی ہوشیار شخص کے کو اگر تاکید کی جائے کہ گیند پلانٹ کھیلے تاکہ چوڑے کو محفوظ رہے یا دروازے چلے تاکہ گر نہ پڑے ہوشیار بچہ تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا یہی اور ہر چیز کی کہ وہ ایک کمزور بزدل اور کمزور آدمی ہو جائیگا۔ قوموں کو صحیح

اگر یہی تعلیم دی جائے کہ گوشہ عافیت میں چھپی رہیں اور کچھ کوئی ترس کھا کر دیدیگا کہ ہر جماعت کریں تو وہ بھی مردہ اور کچی ہو جائیں گی۔ مسلمانوں کو کچھ روز پہلے تک جو

سیاسی تعلیم دی گئی اور جس تعلیم کے اب بھی بعض ممتاز اشخاص حامی ہیں وہ بعینہ ایسی تھی جیسی کہ لکھنؤ کی ماسٹری مائیں نے لاٹے پتوں کو دا کرتی ہیں کہ کانگریس میں شریک نہ ہونا۔ ہندو جو جو ہیں کٹ کھا جائیگا۔ انگریزوں کو کچھ نہ ملے گا کہیں خدا

نہ ہو جائیں اور ہمارے کانگریس کو کہیں نقصان نہ پہنچے جائے۔ اس بیسویں صدی میں ایسی تعلیم قوم کو دے اسے ایک شریک کی بات جس قوم میں ذرا سی بھی حیا ہو اور دماغ کا کچھ بھی دعویٰ ہے وہ اس تعلیم کو اپنے واسطے نہ لے گا بلکہ اس کی مگر ہمارے ہاں تعلیم آباد و بیل دیکھتی ہے اور اس پر معلوم قوم کے پنی عزت افزائی کے خواہشمند ہیں۔“







## وَلَا تَجْعَلُوا دِيَارَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور اُن کے ساتھ بحث پسندیدہ طور پر محب کر دو

## مذکرۃ مناظرۃ

### نبوت اور احکام

اسلام نے اس کی بے معنی تعظیم و تکریم کو جائز ہی نہیں بلکہ فرض کر دیا اور ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن اس کی زبان چوگی جس سے بولینگا اور آنکھیں چوگی جس سے دیکھینگا (۴۱) استعارہ دینی اونٹ کے کوہن کو قتل از قربانی خون آلودہ زنا دہ اہل شرکین کے لوہ میں جہیت ڈالنے کے لیے طواف کعبہ میں اگر کر چلے گا حکم عقاب میں اسکی عزت نہیں رہی۔ مگر حکم باقی رہا

مستتر کا پتہ نہیں کہ وہ آریہ ہے۔ عیسائی ہے۔ موسائی ہے یا کسی دیگر مذہب کا پیرو ہے یا کسی مذہب کا پیرو ہے بھی یا نہیں۔ اگر معلوم ہوتا تو جواب لکھنے میں آسانی ہوتی مخاطب کے سلامت معلوم ہوں تو اس قسم کے مباحث میں جواب دینے والے کو سہولت ہوتی ہے۔ بہر حال مناسب یہ ہے کہ جواب ایسا ہو کہ ہر ایک کو نشانی کر سکے۔

مستتر کو آنحضرت کی قابلیت اور حسن اخلاق پر اعتراض نہیں ہے۔ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ آنحضرت کے حالات جو بیان کیے جاتے ہیں وہ آنحضرت کہل بن اللہ کہنے کو کافی نہیں ہیں اور باوجود اچھی آم قابلیت کے مناسک حج آنحضرت نے اچھے قائم نہیں کیے۔ مفضل جواب نزہات کا جدا جدا بیان کرنے کے قبل جس چند باتیں عقائد و حالات اسلام کے متعلق لکھنا چاہتا ہوں تاکہ یہ تو معلوم ہو جائے کہ جو اسلام آنحضرت کے ذریعہ سے پھیلا وہ کیا ہے۔

(۱) انسان میں جو متضاد صفات فطرت نے رکھے ہیں اُن کو باقاعدہ رہنے کے لیے مذہبی خیالات فطرتاً ہر شخص کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قریب قریب ہر شخص کوئی نہ کوئی مذہب ضرور رکھتا ہے اور ایسے لوگ جو کوئی مذہب نہیں رکھتے خدا میں بہت کم ہیں۔ اور ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح بالیو لیا اور جنون و مانگی بیماریاں ہیں اسی طرح لاد مذہبی بھی ایک قسم کا فطری دماغ ہے۔ جس میں بعض لوگ گرفتار ہو جاتے ہیں۔ (۲) جس طرح مذہب کی توفیق فطرت یا خدا کی طرف سے ہوتی ہے اسی طرح مذہب کے صحیح راہ بتانے والے بھی خدا کی طرف سے مامور ہوتے ہیں۔ جن کو اصطلاحاً شیخ اسلام میں اوتار یا ابن اللہ نہیں کہتے بلکہ اللہ کا پیغام بندوں کے پاس لانے والا یعنی رسول کہتے ہیں۔ سمجھو انسان سے نبیوں کے درجہ بہت بلند ہیں۔ آنحضرت نے کسی نبی کو خلیل اللہ کسی کو کلیم اللہ کسی کو روح اللہ کے لقب سے یاد کیا۔ لیکن اپنے آپ کو جب

نبوت اور احکام حج یا ایک صاحب نے کچھ اعتراضات کیے ہیں جن کے جواب سہولت محمود علی صاحب برہنہ سرزند حیدر کالج کبیر محلہ نے نہایت قابلیت سے دیے ہیں۔ اور ”اسوہ حسنہ“ کے اکتوبر اور نومبر کے پرچوں میں وہ شائع ہوئے ہیں۔ یہ مضمون ایسا ہے کہ اس پر کتنا ہی لکھا جائے غور و جاویں ایسے میں نے بھی کچھ خامہ فرسائی کی جرأت کی۔ اس تحریر میں اُن اعتراضوں کا اعدادہ مضمون کو قرین فہم کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے۔

### اعتراضات یہ ہیں

”مذہب اسلام کے احکام اور عقائد اور بالتحقیق اُن کے جہت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور مقام مروجہ مذہب کے ماحم و عقائد پر نظر غائر ڈالنے سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ مذہب اسلام سوائس کے کچھ نہیں ہے کہ مذہب مذکورہ کے عقائد اور رسمیات کا ایک انتخاب ہے۔۔۔۔۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو وحدہ اور خدا پرست تھا۔ اور آپ محمد طفلی ہی سے نہایت ذکی و لطیف پاک باطن اور روشن خیال تھے چالیس سال کے طویل زمانہ تک آپ ایسے شہر میں رہے جہاں ہمیشہ ہر قسم کے خیالات مذہبی آپ کے گوش گزار ہوتے رہے۔ سفر شام کا بھی اتفاق ہوا۔ اس طرح آپ نے تمام مذہب کے عقائد اور احکام سے کما حقہ واقفیت پیدا کر لی۔ چونکہ آپ کے دل میں جو رومی نوع انسان بدوجہ غایت جاگوں تھی۔ اس لیے آپ اصلاح قوم و مذہب کے لیے آمادہ ہو گئے۔ اور ایسی تعلیم پیش کی جس کو آپ نے اپنی قوم کے لیے بہتر مناسب سمجھا۔ اس میں ایسی کوئی بات ہے جو آپ کو مرسل بن اللہ ثابت کرے؟ انتخاب غایت درجہ کی احتیاط سے کیا گیا تاہم متعدد احکام و عقائد فطرتاً نقل اور تجربہ بھی شامل رہے۔ بنجد دیگر احکام کے جو توہم پرستی اور تقلید آباء پر مبنی خیال کیے جاسکتے ہیں مناسک حج میں، حج میں سادہ خیالات، واقفیت عادات و رسوم ترقی تجارت وغیرہ بہت سے فائدے ہیں۔ مگر اعتراض حج کے اجزاء پر ہے کہ وہ محل بے فائدہ اور توہم پرستی سے معمور ہیں (نظر مخالفانہ) بالخصوص (۱) سہمی بن العنقا والمردہ۔ (۲) رمی الجمار۔ بالکل بے معنی حرکت ہے (۳) تقبیل حجر اسود جو شباب ثاقب کا ایک ٹکڑا ہے، چونکہ آسمان سے گرا تھا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ جنت سے نازل ہوا ہے

نہا عبدہ رسولہ یعنی اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول کہا۔

(۳) مذہب اسلام مسلمانوں کے نزدیک کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم کے وقت سے ہے۔ حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ وغیرہ جتنے رسول یا نبی کرے میں سے ہیں۔ سب مسلمان تھے اور حضرت محمد بھی مسلم تھے۔ بلکہ دیگر ملکوں اور قوموں کے پیغمبروں کے تابعین بھی اپنے زمانہ میں علم کے اعتبار سے حق تھے۔ یہی وجہ کہ آنحضرتؐ کو ایک پروردگار نے آپ کو نبی نہیں کہتے مسلم کہتے ہیں۔

(۴) آنحضرتؐ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل اسلام کوئی نیا مذہب پھیلانا نہیں سمجھتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم جو عیسائی بھول گئے تھے اسے پھر بہتے اور رائج کرنے کے لیے آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور حضرت عیسیٰ بھی کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے بلکہ گمراہ مسلمانوں کی اصلاح کی غرض سے حضرت عیسیٰ کی بعثت ہوئی تھی۔

ان طریقہ اور گزشتہ پیغمبروں کو بھی قیوں کیجیے۔ اور بہت چھپے جانے والے ایک زمانہ میں مومن مختلف مقامات پر مختلف نبیوں کا وجود دیا جاتا ہے اس لیے کہ اس وقت ایک ملک سے دوسرے ملک کی آمد و رفت کے وسائل کم ہونے سے ایک جگہ کی تعلیم کا اثر دوسری جگہ پہنچ نہ سکتا تھا۔ اور ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر مختلف نبیوں کی ذریعہ ہوئی تھی اور ایسا بھی ہوا کہ ایک سے زائد نبی ایک ساتھ کا نبوت انجام دیتے رہیں

(۵) پیغمبروں کا پیدا ہونا کام قاعدہ انیت کا بتانا جو راہ غبات کی طرف ایمانی ہے اور مادہ اس سے درست ہوتی ہے اور دوسرا کام تھا حسن تمدن اور حسن معاشرت کا بتانا نیز مذہبی نوع انسان دنیا میں آرام سے زندگی بسر کریں اور عاقبت کے لیے بھی سربا ہم تعلیم کریں۔ پہلی خدمت تمام نبیوں نے کی اس انجام دی اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ہمارے پروردگار نے ترقی کی لیکن قسط الوہیت جیسا ابتدا میں تھا دیا ہی رہا بھی ہے۔ اس پر کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ اللہ حسن تمدن اور حسن معاشرت کے متعلق مختلف

پیغمبروں کے زمانہ میں مختلف تعلیمات تھیں۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ضرورت زمانہ اور مقتضائے وقت بتاتا رہا ہے اس لیے ان تعلیمات میں بھی تغیر ہوتا رہا اور یہ تغیرات قسطاً اسلام کے فروعات میں داخل ہیں۔ ایک وقت وہ تھا کہ صرف حضرت آدم اور حضرت حوا کا وجود دنیا میں تھا۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ ابالی مذہب کے نزدیک

بہشت سے اس عالم میں آئے تھے یا اللہ پیغمبروں کے قول کے مطابق بندہ سے آدمی کی شکل میں آگئے تھے۔ بہر حال تھے ہی دو زود مادہ جن سے تمام انسان دنیا میں پھیلے ان کے وقت میں بھی علم الہی اُنہی تھا جتنا کہ آنحضرتؐ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا۔ مگر اُس تمدن کو جو زمانہ حضرت آدم میں تھا زمانہ حضرت محمد کے تمدن سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی امور تمدنی و اجتماعی میں برابر پہنچیں۔ نہ کوئی نہ کچھ ترقی کرنی پڑی اور وہ ترقی آنحضرتؐ محمد کے وقت میں مکمل ہوئی۔

(۶) آنحضرتؐ کے زمانہ میں تمام دنیا کے مہندے والے ایک دوسرے سے آشنا تھے اور مذہب انسانی مکمل ہو چکی تھی اس لیے حضرت نے آنحضرتؐ محمد کی ذات پر

نبوت ختم کر دی اور اسلام کو دنیا مکمل کر دیا کہ پھر ضرورت نبیوں کے آنے کی باقی نہیں رہی اور علمائے شیعہ محمدی کو جنابیات میں اجتہاد کرنے کا موقع دیکر آنحضرتؐ محمد کو خاتم الانبیاء کا لقب دیا اور ایسی مضمون کی طرف علماء اقلیتی کا تکیا بھی ہو گیا بلکہ آنحضرتؐ کے اشارہ فرمایا ہے۔

(۷) آنحضرتؐ کی رسالت کے قبل دنیا میں جو تاریکی تھی اسے تاریکوں میں بڑھے اور آنحضرتؐ کے زمانہ کے بعد جو روشنی پھیلی وہ بھی تاریکوں میں بڑھیے اور انصاف سے چڑھے تو پتہ لگے گا کہ تمام دنیا میں جو اس وقت مذہب انسانی پھیل چکی ہوئی ہے وہ تعلیم محمدی کی خوش قسمتی کی بدولت ہے۔ اور جہاں جس سلسلہ میں تعلیم محمدی کا تعلق جس قوم یا جس ملک سے نہیں کیا ہے وہاں من کی تہذیب اور دوری ہی ہے۔ حضرت اس سلسلہ پر غور کرنے میں اپنا زمانہ وقت صرف نہ کرنا چاہیں۔ اُن کی حد میں عرض ہے کہ کم سے کم میری تالیف "الاسلام" کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں ہمیشہ نمونہ زرخوار سے میں نے کچھ نمونے ہی حالات لکھے ہیں لیکن اسلام کی طرف دلوں کے مائل کرنے کے لیے وہ بہت ہیں۔

(۸) آنحضرتؐ کا نقطہ نظر تھا کہ تمام دنیا میں وحدانیت پھیلے اور دنیاوی معاملات میں ایک ایسا قانون جاری ہو جائے کہ انسان کو اس میں رہنے والی صورت کے متعلق کوئی ایسی نئی بات نہ ملے جو دیگر گزشتہ پیغمبروں کے خلاف یا اُن سے زائد آنحضرتؐ بیان کرتے اللہ معاملات کے متعلق کچھ باتیں متفقہ نہ نہ کے لحاظ سے نہی اور کچھ بھی ہوئی باتوں کی یاد دہانی کے طور پر آنحضرتؐ کو تانا پڑیں۔ ہاں وحدانیت کے متعلق جو ایک شعبہ عبادات کا ہے اس میں انتہا بہت جدت کی گئی۔ مثلاً نماز کے طریقے میں جدت کی گئی اور سابق طریقہ عبادت کو سدود نہیں کیا گیا مگر اس کی طرف زائد توجہ نہیں کی گئی۔ پہلے زمانہ میں قربانی کرنا بہترین عبادت تھی اسلام نے اس میں بہت کمی کی۔ پہلے طواف ان عبادت الہی کا ایک طریقہ تھا آنحضرتؐ نے صرف اُسے خاند

کعبہ تک محدود کر دیا۔ (۹) آنحضرتؐ نے ملکی رسوم میں دست اندازی پسند نہیں کی اور یہ بہت بجا کیا اس وقت بھی مذہب دنیا میں قومی رسوم کو قانون پر ترجیح دی جاتی تھی لیکن نبی اور قانون محمدی میں یہ فرق ہے کہ قانون محمدی نے اس تمام امور کو جو وحدانیت کے خلاف یا مصلح عامہ کے منافی تھے مٹا دیا اور اُن مراسم سے جو خلاف اصول شرع محمدی نہ تھے تو ختم نہیں کیا بلکہ غیر قوموں میں جو باتیں اچھی یا بُری تھیں وہ غنیمت قرار دیا۔ اور ترجیح اس حکمت عملی یا یہ تصفیہ کا یہ ہوا کہ اسلام کے اچھے اصول کے دشمن کم ہوتے گئے اور بہت جلد اسلام نے وہ حیرت انگیز ترقی دنیا میں کی جس کی نظیر نہیں ملتی حیرت کے اقل سال صرف ایک کوئیں کا نصف حصہ، دیگر گیتی کے کسب قیادار مانی میں آنحضرتؐ اور آنحضرتؐ کے ساتھی مہاجرین کی ملک مدینہ میں تھی اور پھر مدینہ میں ان مہاجرین کے مقبوضات مراکو سے افغانستان تک پہنچ گئے تھے اور پھر اراضی پر قبضہ ان کا نہ تھا۔ باشندگان اراضی کے قلوب پر بھی قبضہ تھا۔ تاریخ نگار لکھتے اُسٹ کر دیکھیں کوئی شخص مسلمانوں کی اس حیرت انگیز ترقی کی مثال بد وقت تک

آج تک دکھا نہیں سکتا۔ اس ترقی کا بڑا ذریعہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک ہاتھ تھوڑا کے ساتھ بڑھتا تھا تو دوسرا مساوات اور مساوات کے معاملہ کے لیے بڑھتا تھا۔ اور یہ مصداق تھا نہ سمجھا جاتا اگر مسلمان دیگر قوموں کی عمدہ باتیں اختیار کر کے پر راعب نہ ہوتے اور غیر ہندو رسوم کے رواج رکھنے پر سماعت نہ کرتے۔

(۱۰) ہر شے خدا کی ہے۔ لیکن قرآن پاک کلام اللہ یا حضرت رسول کو رسول اللہ جو کہتے ہیں تو یہ اضافت خصوصیت کی ہے یعنی جن باتوں کو وحی یا الہام کے ذریعہ سے معلوم کر کے آنحضرت نے بندہ علی تک پہنچایا تھا ان میں بندوں کی بخلانیا اتنی تھیں کہ شرع نے اسے پیغام الہی سے تحریر کیا اور پیغام لائے والے کو اللہ کا پیغمبر یا رسول کہا۔

(۱۱) کلام کو مخاطب کے خواہ اور ارادہ کے مطابق ہونا چاہیے لیکن جب مخاطب مختلف درجے کے لوگ ہوں تو پھر کلام میں تضاد کا کام ہے۔ کلام اللہ عرب کے بدوؤں کے لیے بھی اترتا تھا اور یونان۔ مصر۔ ایران اور ہندوستان کے فلسفہ دانوں کے لیے بھی اترتا تھا۔ اس لیے غیر لسان تعلیمی اختیار کیے ہوئے جاو نہ تھا۔ مثلاً لفظ دوزخ کو عرب کے بدوؤں کو، گناہ کا گھر سمجھنے کے اور جو لوگ عالم مادی و غیر مادی کا فرق سمجھتے ہیں وہ دوزخ سے وہ تھیلی تصور کر لیتے جو عالم انسانی میں دیکھتے ہوئے انکاروں سے انسان کو پہنچتی ہے۔ اسی طرح جاہلوں کے سمجھانے کے لیے کہا جاتا ہے کہ بدو قیامت عیدہ گاؤں یا قربانی کے جانور یا جحر اسوسا پر بڑھے والوں قربانی کرنے والوں اور بوسہ دینے والوں کے حسن اعمال پر شہادت دینے اور ان کی زبانیں ہونگی یا خدان کے ہاتھ اور پاؤں بد اعمالوں کی زبانیں برو قیامت بیان کرینگے۔ جو لوگ عالم مادیات کو عالم غیر مادی کا ایک پر تو سمجھتے ہیں وہ اسے اس طرح بھی سمجھیں گے کہ اس عالم میں جو باتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں وہ دوسرے عالم میں خود بخود منکشف ہو جاتی ہیں اور یہی اس عالم کی چیزوں کا دوسرے عالم میں شہادت دینا ہے۔ اور یوں بھی وہ سمجھ سکتے ہیں کہ صرف زبان مقال کے لیے نہیں ہے استعارہ زبان حال کو بھی گویا ہوتے ہیں۔ خدا کے لیے کوئی مکان تک تو معین ہے ہی نہیں اس کے زبان اور کان کس طرح ہو سکتے ہیں؟ لیکن پھر بھی استعارہ کہتے ہیں کہ خدا سنا اور دیکھا ہے۔ عالم وحی الہ اپنے طریق پر دونوں خدا کو وسیع و بصیرت رکھتے ہیں۔

(۱۲) آنحضرت محمد مصلم کو لوگوں نے چار دلیلوں سے رسول مانا تھا اور اب بھی جو لوگ اپنے آباؤ اجداد کی تقلید بنے سمجھتے ہیں انہیں کہتے اور غور کر کے اسلام قبول کرتے ہیں یا اسلام پر قائم رہتے ہیں وہ ان دلیلوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ وہ دلیلیں یہ ہیں۔

(الف) قرآن کی فصاحت و بلاغت و ترتیب الفاظ ایسی انوکھی ہے کہ عرب کے تمام انھیں و بلحاہ و جد آنحضرت سے دشمنی رکھنے کے مجبور ہی تسلیم کرتے تھے کہ یہ قول بشر نہیں ہے۔ اور ان کو گناہ کا بے شک یہ کلام خاص نقصان الہی کے ذریعہ سے آنحضرت محمد تک پہنچا ہے۔ اور آنحضرت اسے بندوں تک پہنچانے میں ادنیٰ سخی رسالت کے ہیں۔ معترضین رسالت تاریخ کے صفحے اُسے تو معلوم ہو کہ اس وقت

کیا کسی زمانہ میں بھی کفار قریش سے بڑھ کر نہ آنحضرت کے دشمن پیدا ہوئے اور نہ ان سے بڑھ کر انفا قرآن کی خوبیوں کا پچانے والا کوئی ہو سکتا تھا جب کہ قریش نے تسلیم کر لیا کہ کوئی انسان قرآن کی سی عبارت نہیں لکھ سکتا تو اب یہ امر بدہیات میں داخل ہو گیا کہ قرآن کی نسبت آنحضرت کا یہ کہنا کہ خدا جو ایک بے شکیت اپنے رسول کے ایک خاص ذریعہ سے قرآن کی آیات بھیجتا ہے، باطل ہے یا حق اور حقیقی ہے یا (ب) آنحضرت کے لئے پڑنے نہ تھے اسی محض تھے آپ کا خدا ان کیسے لکھتا اور نوحہ کر کے۔ ہنر دانے بے پرست اور گراہ تھے آنحضرت کا کہہ کے سوا اور کسی بڑے شہر میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اور تہہ آپ کو سفر تجارت کے لیے باہر جانا کا اتفاق ہوا۔ ایک مرتبہ باہر چلی کر کے آپ چلے آئے اور وہ سری مرتبہ جنرل مقصود تک پہنچے اور علیہ واپس آئے۔ یکس فرزداد گجج ہوتے تھے لیکن ججج ہونے والے کو لوگ کہتے تھے کہ کعبہ کا خدا چار ہاتھ تو تھا ہر ہاتھ پر کتب پرست ہی دہلی تھے۔ ججج ہونگے۔ اگر کوئی ہو، ی یا عیسائی بغرض ماشاء اللہ اسی زمانہ میں عربی زبان بولنے والا ایک بھی ایسا نہ تھا جو بدہنیت۔ تمدن۔ اخلاق یا کسی فن میں کوئی صاحب ہدایت دینے والا ہو سکتا تھا۔ یہ امور ایسے تھے جو کسی طرح آنحضرت کی تعلیم کے اسباب بنیں ہو سکتے تھے صرف ایک غلام ایران کا بننے والا کہ میں آ گیا تھا ممکن ہے کہ تمدن اور اخلاق سے وہ باخبر رہا ہو لیکن بدہنیت سے بد چشتیائی ہونے کے اسکا باخبر ہونا عقل کے خلاف ہے۔ اگر وہ کچھ جانتا بھی رہا ہو گا تو عربی زبان سے بے بہرہ رہنے کی وجہ سے اپنے خیالات کا اظہار وہ نہ کر سکا ہو گا۔ جب آنحضرت قرآن میں زمین اور آسمان کے قلاب بقول مخالفین ملاتے تھے اور ایسی باتیں کہتے تھے جو کسی نہ کسی کتب سابق کے خلاف نہ ہوتی تھیں اور ایسے ایسے صحیح تھے نبیوں کے شہادت تھے جن سے عرب کے باشندے واقف نہ تھے تو مخالفین کہتے تھے کہ آنحضرت کو مٹی سمجھتے ہیں اور اقوام عالم کے فیض صحبت سے بے بہرہ ہیں لیکن جو کی قوت سے وہ مافوق الحادات لرغنے دکھاتے ہیں اور مسلمان جواب میں کہتے تھے کہ یہ عرب نہیں ہے وحی اور الہام ہے۔ اس زمانہ کے سے نہ اب مخالفین میں اور نہ آنحضرت کے حالات جزویہ کے واقف کار ہیں اس لیے اس زمانہ کے لوگوں کو بطور اصول متعارف یہ مان لینا چاہیے کہ کوئی ظاہری ذریعہ آنحضرت کے پاس ایسا نہ تھا جسے آنحضرت نے قرآن کے مضامین منقولی کا ماخذ بنایا تھا۔

(ج) سب سے بڑا ثبوت جو بلا متغولات کو واسطہ گردانے ہوئے قرآن کے منزل میں، شریاء آنحضرت کے منزل میں اللہ ہونے کا ہے وہ احکام قرآنی ہیں۔ واضح رہے کہ ہر شے دنیا کی منزل میں زندہ ہے۔ قرآن کو جو خصوصیت کے ساتھ منزل میں اللہ کہتے ہیں وہ اسی لحاظ سے کہتے ہیں کہ جتنی کہیں منزل میں اللہ ہیں وہ اپنے زمانے کی کتابوں میں سب کتابوں سے افضل تھیں اور خاص فیضان الہی سے وہ رسولوں تک پہنچی تھیں۔ احکام قرآنی نے تمام دنیا میں ہل چل جائی۔ تمام رسم و عہد مشاوریں۔ دنیا میں خوش رہنے کا بہتر ترین طریقہ بتایا۔ اس نے متعلق زیادہ لکھا و فصول ہے۔ ججج ہیں چوگاں ہیں میدان ہیں گوسے۔

کوئی شخص ایک حکم قرآنی کو بھی غیر مستحسن ثابت کر دے تو میں پہلا وہ شخص ہوں گا جو سالانہ سے انکار کرنے کا سب سے پہلا آواز بلند کرے۔ اب تک میرا خیال ہے کہ سو فی صد انسان سے جس طرح اونٹ کا کرنا غیر ممکن ہے اسی طرح احکام قرآنی میں سے کسی ایک حکم کو بھی کوئی غلط یا جائز نہ سمجھتا ثابت نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنے خیالات کو جتنا تک نہ کم بقضاعت سے ہر سال ایک زمانہ میں ان اسلام میں جتنی کیا تھا۔ میری درخواست ہے کہ مخالفین مجھے اس کا مطابقت فرمائیں اور پھر کوئی ٹک باقی رہ جائے تو مجھ سے مدد فرمادیں کہ اس کی نایت افسوس ہے۔

(۵) ایک بہت بڑا مسئلہ عالمی ہے۔ بات اور عالم غیر مادیات کے تقاضا کے متعلق رہا ہے۔ آج تک غیر عقلی اندے لگانے کے کوئی حکم یا فیلولٹ اس کے متعلق کسی عقلی فیصلہ تک نہیں پہنچا۔ قرآن نے ”الروح من امر ربی“ کہہ کر یقیناً شرعاً ظاہر کے لیے فیصلہ کر دیا۔ لیکن واضح رہے کہ علاوہ شرع ظاہر کے آنحضرت نے کچھ علوم باطنی بھی سکھائے تھے اور ان کے سکھانے والے خاص خاص لوگ بلحاظ استعداد باطنی اور قابلیت ذہنی کے منتخب کیے جاتے تھے۔ اور یہ انتخاب اسی سلسلہ سے زمانہ محمدؐ میں بھی جاری رہا۔ ان علما کو صوفی اور اس علم کو تصوف کہتے ہیں۔ اس علم کو اگر کسی صوفی نے تعسف پر یا غرور یا نا اہلوں کے سامنے کبھی پیش کیا تو اس کی عقلی تہی۔ یہاں پر اس کے لکھنے کا ہر فن۔ تصوف پر کچھ مسلمان ایسے بھی گزرتے ہیں اور اب بھی ان کے وجود دنیا علی نہیں ہے جو آنحضرتؐ کو رسول یا قرآن کو منزل من اللہ ماننے کی دلائل باطنی رکھتے تھے اور لکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ عوام سے بحث کرنے میں ان دلائل کے پیش کرنے کے نہ مجاز تھے اور نہ مجاز ہیں۔ اگر ایسے لوگ مخالفین کے شبہات کے سامنے سے گزریں یا ایسا جواب دیں جو معتزنین کی سمجھ میں نہ آئے تو اس سے یہ تباہی نہ کرنا چاہیے کہ علمائے شرع ظاہری تشفی بخش جواب دینے کے قابل ہیں۔

(۱۳۴) عبادات کے متعلق خصوصیات شرع محمدی سے یہ کہ اس میں مذہب اور عقلی معاملات دونوں کی رعایت ایک ساتھ رکھی گئی ہے تاکہ مذہبیت کی طرف جو خلا و غفلت انسانی ہے سو نہیں کے قلوب کا رجحان ہو۔ مثلاً ترک نفیس اور یاد اللہ کی طرف رجحان پیدا کرنے کے لیے رمضان کے روزے واجب ہوئے لیکن اس میں یہ صلیحت بھی رکھی گئی کہ روزہ رکھنے والے تکلیف اور محنت برداشت کرنے کے عادی رہیں گے تو جہاد دیا اور کسی دنیاوی کام میں جیلوں رسد بارزق کی تنگی ہوگی جب بھی ایک وقت کھانا کھا کر یا تمام دن بے آب و دانہ رکھ کر روزانہ دار اپنے مخالفین انجام دینگے اور چہرے پر بل مٹانے دینگے۔ نماز کو بھی تو سنا دیا تو مسجد کے اندازوں میں فوجی خدمات انجام دینے اور باہمی اتفاق جہاد کے پہلو بھی رکھے گئے ہیں۔ نماز میں صفت کھڑا ہونا اور ایک پیش امام کے اشارے پر اٹھنا بیٹھنا جھکنا سجدہ کرنا خاص فوجی قواعد۔ جو قوت مند کے لیے تمام عملہ والوں کا ایک جگہ جمع ہونا اور جمعہ کی نماز کے لیے تمام شہر کے

باشندوں کا ہر ہفتہ ایک بار مجمع ہونا اور مسجدین میں تمام شہر اور نواحی شہر کا میدان میں جمع ہونا اور تمام جمعیہ میں ایک مرتبہ ہر مسلمان کا ان کو کوئی امر یا نیکو مسئلہ کے میدان عرفات میں جمع ہونا ہے اصطلاح شرع میں حج کرنا کہتے ہیں بسبب اتفاق اور اخوت اسلامی برائے حق کے بہترین اصول ہیں۔ جن میں دین اور دنیا کے فائدے ساتھ ساتھ معاملہ ہوتے ہیں۔

(۱۳۵) حج کے لیے مکہ معظمہ میں پہنچنا حضرت ابراہیمؑ کے بعد سے برابر چلا آتا تھا۔ شہر یا محمدی نے اس مجمع کفار کو بھی مسلمین کر دیا۔ اور اس حکمت سے یہ تبدیلی کی گئی کہ جو وقت حج کی ہوتا ہے کفر بھی اس سے زائد وقت دلوں میں بحالہ تمام قائم ہوئی۔ اسے بڑے بڑے دستور کو قائم رکھنا بخیر کے رسوم قدیم میں جہاں بحالت نہ کی جائے نہایت مشکل تھا اس لیے طحاوی اصول مندرجہ (۹۱) کے آنحضرتؐ نے ان رسوم جاہلیت کو جن میں نہایت کچھ عجیب تھا بے تکلف قائم رکھا اور گذشتہ زمانہ کی یاد دہانہ کے طور پر ان کا قائم رکھنا مذہب اسلام کے نشاں بھی تھا۔

اس قدر مبادیات اسلام جاننے کے بعد مترجم کے اعتراضات ناظرین کے نزدیک بالکل بے وقعت رہ جاتے ہیں۔ مترجم کا یہ کہنا کہ مذہب اسلام سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ مذہب مذکورہ کے عقائد اور رسمیات کا انتخاب ہے۔ ایک حد تک صحیح ہے دیکھو (۴) (۹۱) (۱۳۶)

آنحضرتؐ کے شروع زمانہ میں کفار عیسائی اور یہود سے مسلمان برابر ہی کہتے تھے کہ آنحضرتؐ کوئی نئی بات نہیں کہتے بلکہ یہی باتیں ہیں جو ابراہیمؑ پیغمبر کہتے آئے ہیں۔ وہ لوگ مترجم کے حق پسند ہوتے تو آنحضرتؐ کو شاعت مذہب میں بڑی آسانی ہوتی۔ لیکن واضح رہے کہ بعض انتخاب عقائد مذہبی کی بابت مسلمانوں کا یہ قول تھا کہ جو احکام جدید بتھنائے زمانہ شرع محمدیؐ سے صادر اور نافذ کیے گئے وہ ایسے تھے کہ تمام عالم میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر کے انسان کو انسان بنا دیا۔

آنحضرتؐ کے زمانہ میں دیگر اقالم اور خود عرب میں بنی آدم کی جو حالت تار یک تھی اسے بدترین حالت کے آگے لے کر برصغیر اور بحرہ آنحضرتؐ کے انتخاب سے جو روشنی ڈالی اسے ملاحظہ فرمائیے تب حقیقت حال معلوم ہو سکتی ہے کہ آنحضرتؐ نے کیا کیا۔

مترجم کا یہ کہنا کہ رسول خدا ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو مودود و خدود پرست تھا کافہ کے خلاف ہے۔ جب تک کسی مورخ نے اس بات کو نہیں لکھا ہے کہ مترجم لکھتا ہے ”پچاس سال کے طویل زمانہ تک آپ ایسے خرم رہے جتنا خرم کے خیالات مذہبی آپ کے گوش گزار ہوتے دہے“ خرم شہر کے کسوا کوئی دوسرا شہر مراد نہیں ہو سکتا۔ اب اگر خیالات مذہبی سے بہت پرستی نکال دی تو بات بے نتیجہ ہے اور اگر بہت پرستی کے سوا کچھ اور نہ سمجھا جائے تو مجبوراً مترجمین کے عقائد سمجھا دیں۔ مترجم نے مکہ کی سکونت اور شام کا سفر آنحضرتؐ کے لیے تمام ظاہر سے

سے واقفیت پیدا کرنے کے لیے کافی تصور کیا ہے۔ لیکن ایسا تصور کرنا تو کلمات اور باتوں کو دل سے تصور کرنا ہے۔ دیکھیے (۱۳)

اس کے بعد حضرت صاحب لکھتے ہیں: "اس میں ایسی کوئی بات ہے جو آپ کو منزل میں ثابت کرے۔ معترض کو سبب دیا کہ وہ بلا دور یا محضوں میں ہزار (۱۰۰) پڑھنا چاہیے۔ اور اپنے دل سے سوال کرنا چاہیے کہ اندر میں حالات آنحضرت کو رسول بن اللہ سمجھنے میں اہل اسلام حق بجانب ہیں یا نہیں۔

معترض نے اہل اعتراضات مناسک حج پر ہیں۔ حج کے ذائقہ کا وہ بھی معترف ہے لیکن وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ حج کے اجراء میں بے قاعدہ اور توہم پرستی سے متوہم ہیں یہ تحریر اس کی مفصل بالاسادیا کے پڑھنے کے بعد بالکل بے وقعت ہو جاتی ہے۔ معترض نے جن چند اجزاء حج کے نام لیے ہیں سب اجزاء وہ ہیں جو پہلے سے ارکان حج میں داخل تھے اسلام نے انہیں قائم رکھنے دیا اور اس لیے ایسا کہا کہ وہ خیالات مذہب اسلام کے خلاف نہ تھے بلکہ معین تھے۔ ہر ایک کی تصریح جدا جدا کی جاتی ہے۔

سعی بن العصفار المردہ۔ واقعہ تاریخی یہ ہے کہ ایک وقت صفاد مردہ دو پہاڑوں کے درمیان صرف حضرت ابراہیم کی بی بی حضرت ہاجرہ اور ان کے خیر خواہ حاضر اسے حضرت اسماعیل موجد تھے۔ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم نے اس زمانہ تک بنانا تھا بلکہ اسی واقعہ کے سلسلہ میں بعد کو بنایا۔ حضرت ہاجرہ پر وہ وقت بڑی مصیبت کا تھا غلبہ تنگی میں وہ کبھی ایک پہاڑ پر اور کبھی دوسرے پہاڑ پر چڑھ کر پانی کے لیے چاروں طرف اپنی نظر دوڑاتی تھیں اور اس لیے دونوں پہاڑوں پر انہیں مار بار جانا پڑا تھا۔ جب حضرت اسماعیل کی اولاد میں پھیلی اور لوگ خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے تو صفاد مردہ پر جانا بھی وہ لوگ ضروری سمجھے انسانی طبیعت کا یہ خاصہ ہے اور آجکل تو تاریخی مقامات کا دیکھنا تذبذب کا ایک جزو اعظم سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ کرنے والے تھے اور اس لیے ہر ایسے دستور کو جو حضرت ابراہیم کے زمانے کے واقعات کی یاد دلائے زندہ رکھنا اپنی اغراض میں معین جانتے تھے۔ اب جو مسلمان حج کرے جائے جس اور وہ بطور رکن حج کے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر چڑھتے ہیں تو اس میں توہم پرستی کا شبہ ذرا بھی نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم کے وقت کی ایک یادگار یہ ہے کہ ایک بڑی آزمائش کے وقت شیطان نے راہ خدا سے ٹھیل لیا کہ یعنی حضرت ابراہیم خیر کو بھگانا چاہتا تھا۔ شیطان کو کنگریوں سے مار کر حضرت ابراہیم نے بھگایا تھا۔ کنگریوں سے شیطان کا نہ ناکوئی اصلی معنوں میں سمجھے تو نہایت اچھا ہے۔ لیکن لسان فیصل میں انسان کی قوت جب کہ شیطان اور کنگریوں کا نفس سرکش سے مخالفت کرنا سمجھے تب بھی کوئی معصاف نہیں ہے۔ اس لیے زمانہ کے طریقہ عبادت کے مطابق حضرت ابراہیم نے قربانی کرنا چاہا تھا اور وہ بھی چاہیے کی نہیں بلکہ اپنے خیر خواہ کی اور محبت ہر کے ہر ایسے خیر خواہ نے یا شیطان نے جو احتمالات پیش کیے

تھے ان کا حضرت ابراہیم کا نہانا حضرت ابراہیم کی خدا پرستی کی ایک بڑی دلیل اور ان کا استقلال یہ بتاتا ہے کہ خدا پرست مرفی خدا کے مقابل میں کسی فتنے کی پروا نہیں کرتے۔ رمی جمار کے برابر میں آنحضرت کے زمانہ تک جو حضرت ابراہیم نے استقلال اور خدا پرستی کی یادگار رسم حج کی صورت میں قائم تھی اسے قائم رکھنا آنحضرت میں ثواب سمجھے اور انصاف کیجیے تو بہت اچھا سمجھے۔

تھیں بل جبراسود یعنی جبراسود کا بوسہ دینا۔ جبراسود ایک پتھر ہے جو خانہ کعبہ کے ایک کنارہ پر رکھا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے تھے۔ یہ پتھر بھی حضرت ابراہیم کی ایک یادگار ہے۔ جنہوں نے اسے گتے کی عورت کرتا تھا۔ اگر حضرت ابراہیم کی اولاد اور ان کے تابعین نے اس پتھر کی عورت کی تو کیا کیا کیا۔ ہر مسلمان پر یہ اعتقاد رکھنا فرض نہیں ہے کہ وہ شاہد ثاقب کا ٹکڑا ہے جو آسمان سے گرا تھا۔ آسمان سما کا تر جبراسود زمین کے اوپر جتنی چیزیں ہیں سب کو سماکتے ہیں۔ اگر اوپر سے یہ پتھر گرا ہو تو کیا تعجب ہے ابھی حال میں ایک سیاہ پتھر کی کڑک کے ساتھ ضلع اعظم گڑھ دھاری پور کے دیوان میں آسمان سے گرا تھا۔ اب یہ پتھر کا تقسیم کرنا تقسیم کی دو تہیں میں ایک سیدہ تقیسی یہ بجز خدا کے کسی کے لیے نہیں ہے۔ بوسہ دینا محبت اور تعظیم میں بالکل مباح ہے۔ نہ صرف زمانہ قدیم کا یہ دستور ہے بلکہ حال کی تہذیب میں اس پر زائد زائد امر ہے۔ اب ہمیں صرف یہ سمجھنا ہر گاہ کہ طواف کعبہ جو عبادت الہی کا ایک شعبہ ہے اس میں جبراسود کا چھونا یا بوسہ دینا کیونکر راجح ہو یا تبسج میں ایک امام ہوتا ہے۔ کیوں؟ محض اس لیے کہ اس سے دائرہ تبسج کا پھیرنا شروع کرے جب اس تک پہنچتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ کھڑے ہوئے۔ اسی طرح طواف کرنا جبراسود سے شروع کرتے ہیں اور جتنی مرتبہ اسے چھو کر یا بوسہ دیکر گھومنا شروع کرتے ہیں اتنی ہی تعداد طواف کی شمار کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حج عام میں فرمایا کہ اسوہ بھی ایک معمولی پتھر ہے۔ میں اسے بوسہ دیتا اگر آنحضرت کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا۔ اس سے وضاحت میرے بیان کی بخوبی ہوتی ہے کہ آنحضرت یا ان کے تابعین نے جبراسود کو غیر معمولی عزت کی نگاہ سے کبھی نہیں دیکھا اور نہ اقام جاہلیت میں عرب اس کی پرستش کرتے تھے کہ مذہب اسلام کو اس کی توہین کی ضرورت ہوتی۔ حضرت ابراہیم اور ان کے تابعین کے بت جس کی پرستش اہل عرب کرتے تھے انھیں آنحضرت نے توڑا کہ کعبہ کے باہر پھینک دیا کہ جبراسود کو جس کی جائز اور پاک عزت اہل عرب کرتے تھے قائم نہ دیا یعنی کایہ خیال ہے کہ جبراسود وہ چیز ہے جس پر جانوروں کا سر رکھ کر عبادت قربانی حضرت ابراہیم اور ان کے زمانہ بعد میں ادا کی جاتی تھی۔ ہر حال جبراسود خانہ کعبہ کے کنارے پرانے زمانہ کی ایک بزرگ یادگار ہے اور مسلمان اسے یادگار کے قائم رکھنے کے لیے مستوجب تحقیر و احترام ہیں۔

حدیثوں میں اگر یہ ذکر ہے کہ قیامت کے دن جبراسود کے زبان ہوگی۔ جس سے وہ بولے گا اور انھیں جو مٹی جن سے دیکھے گا اور یہ حدیث صحیح بھی ہو تو





# الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

اب ہم تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے (اسی) دین اسلام کو پسند فرمایا

## تعلیم اسلام علم و اسلام

(سلسلہ کے لیے دیکھو سورہ حسہ باب ۱۰ جون ۱۹۹۷ء)

### احادیث نبوی

- ۱۔ فضیلت علم۔ ”علم حاصل کرو کیونکہ علم سیکھنا خوفِ الہی، سبکی حجۃ عبادت، دہی دنیا تبلیغ طلب جہاد تعلیم خیرات اور خرچ کرنا قریب منزلت ہے“
- ۲۔ ”دنیا و آخرت کی غایاں علم سے وابستہ ہیں اور دنیا و آخرت کی ساری برائیوں جہالت کی بدولت ہے“
- ۳۔ ”سب سے اچھا کام وہ خدا کا علم اور اُس کے دین میں بیعتِ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی سودمند ہے اور جمل کے ساتھ بہت سے اعمال بھی مفید نہیں“
- ۴۔ ”ایمان بظاہر اس کی پوششِ تقویٰ آتشِ حیا اور غرہِ علم ہے“
- ۵۔ ”جب محمد پر کوئی ایسا دن آئے جس میں محکومہ علم ہو جو محمد کو خدا سے قریب کرنے تو اُس روز کا آفتاب تھکے محمد کو نصیب ہو جو“
- ۶۔ ”ایک گھڑی کا غرہ ذکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے“
- ۷۔ ”اے ابراہیم میں علم ہوں اور ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں“
- ۸۔ ”آخرت کے دن اہل علم کی روشنائی اور جہاد کرنے والوں کا خون تولیے جائیگا“
- ۹۔ ”طلب علم میں ایک دن کا سفر اٹھ جل شانہ کو بخاہدوں کے سوا ہر دوں گے پسندیدہ“
- ۱۰۔ ”لوگوں میں درجہ نبوت کے قریب تر اہل علم و جہاد ہیں“
- ۱۱۔ ”جو کوئی مرے اور ظم دوات کو درجہ چھوڑ جائے وہ جنت میں داخل ہوگا“
- ۱۲۔ ”میری امت کی ہلاکت و تباہی کا باعث صرف دو باتیں ہوں گی۔ علم کو چھوڑ دینا اور دولت جمع کرنا“
- ۱۳۔ ”حکمت خریف کی بزمی زیادہ کرتی ہے اور درجہ اعلیٰ ملنے کرتی ہے کہ بادشاہوں کی جگہ میں مبتلا دیتی ہے“
- ۱۴۔ ”طلب علم۔“ جو راستہ چلے کہ علم طلب کرے اللہ اُسکو جنت کی راہ چلا دے“
- ۱۵۔ ”فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اُس کے لیے دُعا بھیجتے ہیں“
- ۱۶۔ ”علم کا کوئی باب سیکھنا سو نفلوں سے بہتر ہے“
- ۱۷۔ ”علم کا کوئی باب سیکھنا دنیا و دنیاویات سے بہتر ہے“

- ۱۸۔ ”طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے“
- ۱۹۔ ”علم طلب کرو اگرچہ پین میں ہو“
- ۲۰۔ ”فضیلتِ عالم۔“ ”عالم انبیاء کے وارث ہیں“
- ۲۱۔ ”عالم کے واسطے دین و آسمان میں جو چیز ہو منقذت طلب کوئی ہے“
- ۲۲۔ ”آدموں میں بہتر ایسا نماز عالم ہے اگر لوگ اُس کے پاس حاجت لیجائیں تو فائدہ ملے“
- ۲۳۔ ”عالم زمین پر خدا سے قریب ہے اور اُس کے پاس حاجت لیجائیں تو فائدہ ملے“
- ۲۴۔ ”ایک عالم نے امر جانے کی نسبت ایک قبیلہ کا امر جاننا آسان تر ہے“
- ۲۵۔ ”عالم کو بے علم حاد پر وہی فضیلت ہے جو مجھ کو تم میں سے کسی اور نے آدمی شخصی کے مقابلہ میں حاصل ہے“
- ۲۶۔ ”عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چار سو روپے کے چاند کی سب ستاروں پر“
- ۲۷۔ ”خدا اور میرے بعد سب سے بڑا فیاض وہ ہے جو علم حاصل کرے“
- ۲۸۔ ”قیامت کے روز اللہ عالموں سے ارشاد فرمائے گا۔ اے گروہ علماء جو تم میں اپنا علم رکھتا ہو تم کو کچھ مان کر ہی رکھا تھا میں نے تم میں اپنا علم اس لیے نہیں رکھا تھا کہ تم کو خدا دوں جاؤ میں نے تم کو بخش دیا“
- ۲۹۔ ”جو شخص علم کا ایک باب اس لیے سیکھے کہ اُسکو لوگوں کو سکھاوے تو ستر ہزار نفل کا ثواب ہوگا“
- ۳۰۔ ”خوب عطا کردہ ہر ایک ملک جس کو تو سنے اور یاد کر کے پھر اسے دوسروں کو سکھاوے تو ایک برس کی عبادت کے مساوی ہے“
- ۳۱۔ ”دنیا ملعون ہے اور جو اس میں ہے وہ بھی ملعون ہو مگر ذکرِ خدا اور جو اس کے قریب ہو نیز معلم یا متعلم“
- ۳۲۔ ”اللہ سبحانہ فرشتے اہل زمین و آسمان جی کہ چوتھی سورہ میں اور بھلی سند میں سب پر رحمت بھیجتے ہیں جو لوگوں کو خبر سکھاوے۔“

۳۵۔ غبطہ دو ہی شخصوں پر ہونا چاہیے ایک تو وہ جس کو اللہ نے حکمت دی ہو

۲۹۔ ”علم کی صحبت میں بیٹھا کہ اگرچہ نیکو اللہ دلوں کو نہ رکھتے تھے ویسے ہی بیخبر کیا کرتا ہے جس طرح زمین کو برسات کے پانی سے زندہ کرتا ہے“

ایمان و اسلام

عرف مشرع

ایمان اجمالی میں صرف کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ

تَذٰلِكَ اِلٰهِي الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ وَصَلُوْهُمْ  
 حَسْبُكَ وَهَـذَا الَّذِيْ هُمْ عَنْ اللّٰغُوْ  
 مُعْضَتُوْهُ وَالَّذِيْنَ لِلرَّكْبَةِ  
 فَاَعْلٰی هَـذَا الَّذِيْ هُمْ لَمْ يَحْجِمُوْهُ  
 حَاطِقُوْنَ اِلَّا اَعْلٰی اَبْوَابِهِمْ  
 اَوْ مَلَكَتْ اَنۡفُسُهُمْ وَاسْتَفْعٰوْا  
 مَلٰٓئِكَةً مِّنۡ رَّبِّهِمْ (مؤمنین عا)

ایمان والے کامیاب ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہیں  
 جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے۔ انکی باتوں  
 کی طرف دھیان میں کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں  
 جو رکوع دیا کرتے ہیں اور اپنی شرکاء ہیں  
 کی حفاظت کرتے ہیں گر اپنی عورتوں پر یا  
 اپنے اہل کے مال (یعنی نوڈوں) پر ان کو کچھ  
 الزام نہیں۔

اس سے واضح ہے کہ جو لوگ فتوح و خضوع - خلوس و دل سے جانتے ہیں ان کے لیے



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ طَعْمٍ  
الْأَمْرُ أَنْ مَنِّيَ أَخْبَرَنِي اللَّهُ تَعَالَى بِمَا  
كَانَ سَلَامٌ دِينَهُ رَجَحِي دَسْوَ (مستخرج)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شخص خدا  
اور خدا کی رضا اور دین اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کی رسالت پر ماضی ہو گیا اُسے ایسا کہ فرمایا

اس حدیث کے متعلق حضرت قاضی عیاض جرنی نے کہا کہ قرآن مجید سے یہ فرافرو  
کہ اس شخص کا ایمان صحیح ہو گا اور اسے ہر طرح کا ایمان حاصل ہو گا۔  
خدا کی رضا پر راضی ہونے کے یہ معنی ہیں۔ تھا: قد بر راضی رہے۔ ریح و صبا  
کے وقت ہوا فکرو نہ کرے بقیہ اسی و گھبراہٹ ظاہر نہ کرے۔  
دین اسلام پر راضی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ احکام اسلام پر مضبوط رہے۔ کذا و  
شرب کی طرح کی رسومات سے پرہیز کرنا ہے۔

حضرت کی رسالت پر راضی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی سنت کی اتباع و  
برائی کرنا۔ بدعات اور مہیات شرعیہ سے اجتناب رکھنا۔

اس حدیث کی پہلی آیت سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک  
ملک بنامسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ دینی و دنیاوی تمام امور میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی نہ کرے۔ اسی بنا پر صاف لفظوں میں مسلمان کو  
علم و دین دیا گیا ہے کہ وہ ہر ایک امر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حکم و  
منصب قرار دیں۔

اب بظاہر یہ واضح ہو گیا ہے کہ آپ نے دنیا سے قشریں لی جانے کے بعد کسی طرح آپ کو  
فیصلہ کے لیے حاکم بنایا جا سکا ہو۔ ایسے مسترین اور شک کرنے والوں کے لیے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمائے ہیں۔

عَنْ صَالِحِ بْنِ الْأَسَدِ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَوَكَّلْتُ عَلَيْكُمْ أَمْرٌ لَكُمْ تَصِلُونِي  
مَا تَسْتَنْتُمْ يَوْمَ كَاتِبِ اللَّهِ جَمْعًا  
يَتَّقُونَ (مشکوٰۃ شریف)

لے یا صاف! واضح فیصلہ ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کو خواہ عصبیت چیرنے کے خواہ  
خوشی و است نصیب ہو شیطان بکامیاب دوست و دشمن اپنے طریق پر چلانا چاہیں  
مگر ان سب باتوں میں قرآن شریف اور اتباع سنت نبوی کو پیش نظر رکھنا چاہیے

اور رابطہ مستقیم اور سید سے راستے سے ایک ذرہ برابر بھی علیحدہ نہ ہونا چاہیے اور  
واعظہ مولانا حبیب اللہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے  
رہنا چاہیے۔ اسی

## دولت ایمان و اسلام

لی بنا پر اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ نیک لوگوں کو اپنا دوست سمجھتا ہے اور سب لوگوں  
کو اپنا دشمن مانتا ہے۔  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ أَحَبَّ إِلَيَّ وَأَخْلَصَ لِلَّهِ وَأَخْلَصَ  
لِلَّهِ وَتَمَعَ لِلَّهِ فَقَدْ تَمَّ إِلَيَّ الْجَنَّةُ  
(مشکوٰۃ شریف)

ایک سچے مومن مسلمان کی یہ نشانی ہو کہ وہ اپنے ہاتھ سے اور زبان سے کسی کو تکلیف  
دینا نہیں چاہتا وہ لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کرتا ہو جو اپنے نفس کے لیے پسند  
کرنا ہے۔ احکام شرعیہ کی اتباع و پیروی اسے لیے ضروری و واجب جانتا ہو اس کا  
کوئی نفس شرع سے غلام نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دل و  
میں ساسی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذِبٌ جَبِيحٌ لَكُمْ  
حَقٌّ أَكْبَرُ مِنْ أَحَبِّ إِلَيْهِ مِنَ الدِّينِ  
زَلْدَ الْوَالِدِ الْأَسْجَمِ (صحیحین)

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کسی صیب آپ لوگوں سے فریاد بھیجے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست  
رکھتے ہو۔ اُسکی مددائیت کے مقرب ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرو۔ غل  
إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

مذہب الاما عادت و آیات بانی کو واضح ہو گیا کہ جب تک مسلمان اپنے سارے کاموں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے  
رسول کی مرضی کے موافق انجام نہ دینگے۔ کامل مومن نہیں ہو سکتے۔ ہر مسلمان کو فرض ہے کہ وہ قرآن  
حدیث کو اپنا حزر جان بناؤ اور ان دونوں کے فرامین کے مطابق عمل و آد کر کے دین و دنیا میں  
برتری کی زندگی بسر کرے۔ والسلام۔ وَاخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

بندہ محمد عبد التواب حسینی ادرہنگ

## توحید اسلامی

انسان بھی موجد بننے سے ایک نئی دنیا میں آجاتا ہے۔ اس توحید کے لیے  
خیالات حسہ اور ملکات حمیدہ پیدا ہو گئے ہیں کہ انسان اپنی پہلی حالت سے کمر بستہ  
ہی نہیں کھتا ہے اسلام نے اپنا جلوہ دکھایا نہیں کہ جس میں جاتا رہا۔ بہت بڑی شگنی اور دل  
میں قوت آگئی۔ حق اور باطل میں تیز ہوئے لکی مقرر یہ کہ اسلام نے دنیا و آخرت  
ہی بدل دی۔ (الاسلام)

سنت و عہد بن جانا تو آسان ہے لیکن دل سے اور یقین سے موجد ہونا ذرا  
مشکل ہے۔ اور اس زمانہ میں تو بہت ہی مشکل ہے۔ اسلام نے یہ بھی پایا ہے کہ کافر کلمہ  
پڑھنے سے ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا وہ آج ہی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ اور واقعی بات  
ہے کہ اگر خدا کی وحدانیت سچے دل سے مانی جائے تو آدمی کی مابیت اُس سے  
بدل جاتی ہے۔ سانپ جس طرح کچلی سے نکل کر نئی حالت پیدا کرتا ہے اسی طرح

# لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے میری زندگی کے رسول اللہ کا عمدہ نمونہ موجود ہے

## اِسْتِغْفِرُكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَتُحْصِنُ الْيَتِيمَ

بزرگواریدہ نبی کے برگزیدہ خصائل

### نور محمدی

شرع محمدی میں نور محمدی بھی ایک چیز قابل تذکرہ ہے۔ قرآن مجید میں تو اس کا ذکر نہیں ہے مگر احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ احادیث کے ترجمہ کو ذرا مہم میں کسی نے نظر کیا ہے اور چھوٹے چھوٹے مذہبی رسالوں میں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے۔ میں یہاں دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ سب محض شائعہ خیالات نہیں ہیں بلکہ نفاذ عقل کی سطح پر ہیں۔ نور محمدی کی زندگی کو اندازہ علم ارواح سے تعلق ہے اور روح سے بحث کرنے کی اجازت شرع ظاہری میں نہیں ہے۔ اسے علم باطن سے تعلق ہے۔ جسے علم تصوف کہتے ہیں اور علم تصوف سیدنا سیدنا بنیاد ہے۔ اس کے اظہار کی ممانعت ہے۔ میں علم تصوف سے واقفیت تاہم نہیں رکھتا اور لکھتا بھی تو اسے ظاہر کرنا پسند نہ کرتا۔ میں اس مضمون میں صرف یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ نور محمدی کے تعلق جو حکام یا خبریں مسلمانوں میں مشہور ہیں وہ عقل کے خلاف نہیں ہیں۔

بہت سے عقلائے زمانہ گذشتہ دو سو چوبیس ہجری میں حکمائے یونان خصوصاً کے ساتھ قابل ذکر ہیں اس امر کے قائل ہیں کہ عالم کا جو دار و ارتباط اس طریق سے قائم ہوا کہ پہلے باری تعالیٰ نے عقل اول پر ایک اور عقل اول کے ذریعہ سے عقل ثانی وغیرہ تا عقل عاشر پیدا کی اور عقل عاشر نے عالم کا ہولنا پیدا کیا جس کا یہ عقیدہ اس لیے تھا کہ خدا واحد و تو واحد و واحد ہی پیدا ہو سکتا ہے الواحد لا یصلد ومنہ الا الی احد اس سے یہ نتیجہ چاہیے کہ خدا عقل اول پیدا کر کے جو محفل ہو گیا۔ بلکہ سبب کے سلسلہ کو تخلیق عالم میں اس نے یوں قائم کیا ہے۔

حکمائے اسلام نے جنہیں متکلمین کہتے ہیں الواحد لا یصلد ومنہ الا الی احد کی تردید پند کی اور قرآن اور حدیث سے حکمائے یونان کے اقوال کی تائید کر کے یہ ثابت کر دیا کہ دین محمدی نہ صرف عرب کے بدوؤں کی ہدایت کے لیے بلکہ تمام عالم کے عقلا اور حکم کے لیے بھی نفع بخش ہے۔ اسلام جو جتنا بھی غور کیجیے نکات لطیف پیدا ہوتے ہیں۔ گو یہ یہ شک ہو کہ جتنا بھی راز طے خوشنود اند پیدا ہوتی ہے۔ تھوڑا سا ماکر دیکھتے ہیں اسلام کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور سے نور محمدی پیدا کیا اور اسی کو اصطلاح حکم میں عقل اول کہتے ہیں۔ لفظوں کا پھر بلکہ مضمون واحد ہوا۔

۱۱ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي" جسے علیہ اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔  
۱۲ "اَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْخَلْقُ مِنْ نُورِي" میں اللہ کے نور سے ہوں اور خلق میرے نور سے ہے۔

تمام حدیثوں کے نقل کرنے میں طوالت ہے۔ خلاصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو نہ صرف ایک حجاب قدس میں رکھا پھر حجاب سے باہر آکر نور سانس لینا شروع کیا اسکی مشربک سالنوں سے ارواح انبیاء و اولیاء یعنی صالح ارواح پیدا ہوئیں۔ پھر اللہ نے نظری تو اس جوہر نور کے دو ٹکڑے جو گئے اور اس سے آب و آتش کی تخلیق ہو گئی آگ سے ارواح نکلیں پیدا ہوئیں اور پانی سے رفته رفته آسمان و زمین یعنی تمام عالم باذنیات پیدا ہوئے۔ اور بالآخر تخلیق آدم کی وقت آئی۔ آدم کے کالبد خالی میں جب روح انسانی کو داخل ہونے کا حکم ہوا تو وہ رُکی لیکن جب نور محمدی اُن میں جلوہ گر نظر آیا تو روح انسانی خوشی خوشی اُس میں داخل ہوئی اسے متعلق ہو گئیں ہیں انہیں اسلامی شاعروں نے بھی نظم کیا ہے۔

خوشی مولانا نے رومی  
ہر کہ دم را بدن وید اور سید  
از پئے من رفت بر مہم فلک  
از پئے من گشت سجد و ملک  
فرخند نور محمدی تخلیق آدم کا سبب ہوا اگر وہ جلوہ گر نہ ہوتا تو انسانی روح اُن میں بھی آکر چھٹنا خوشی قبول نہ کرتی۔ اس مضمون کو مولانا نے یوں ادا کیا ہے

من بعورت گرچہ آدم زادہ ام  
نور محمدی جو حضرت آدم کے کالبد میں جلوہ گر ہوا تھا وہ حضرت آدم کی نسل میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ پر آنحضرت تک پہنچا اور حضرت عبداللہ سے آنحضرت کی ذات میں منتقل ہوا اور آنحضرت کی ذات میں منتقل ہو کر اس عالم باذنیات میں وہ عجائبات دکھائے جو دنیا میں آج تک اپنی مثال نہیں رکھتے یعنی ایک آدمی محض سے ایسے قوانین نافذ کرائے جن سے تمام دنیا کی تہذیب اور شائستگی کو تقویم یا رہنما بنادیا۔ کوئی شخص سے کہے یا نہ کہے لیکن دنیا کے تمام





# لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے پیر دی گئے کو رسول اللہ کا عمدہ نمونہ موجود ہے

## السيرة المحمدية والخصائص النبوية

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائص

### نور محمدی

اس امر کی سندیں کہ مسلمانوں کے نزدیک نور محمدی پہلے پیدا ہوا افضل ذیل میں  
ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) "اول ما خلق الله نوری" سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔  
(۲) "انا من نور الله والخلق من نوری" میں اللہ کے نور سے ہوں اور خلق  
میرے نور سے ہے۔

تمام حدیثوں کے نقل کرنے میں طوالت ہے۔ خلاصہ سب کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو صمد تک حجاب قدس میں رکھا پھر حجاب سے باہر آکر  
نور سے سانس لینا شروع کیا اسکی مشرک سالنوں سے ارواح انبیاء و اولیاء  
یعنی صالح ارواح پیدا ہوئیں۔ پھر اللہ نے نظر کی تو اس جو ہر نور کے دو ٹکڑے  
ہو گئے اور اس سے آب دانش کی تخلیق ہو گئی آگ سے ارواح نکلیں  
پیدا ہوئیں اور پانی سے رفتہ رفتہ آسمان و زمین یعنی تمام عالم باقیات پیدا  
ہوئے۔ اور بالآخر تخلیق آدم کی وقت آئی۔ آدم کے کالبد خالی میں جب  
روح انسانی کو داخل ہونے کا حکم ہوا تو وہ رُک گیا لیکن جب نور محمدی اُن میں  
جلوہ گرفتار آیا تو روح انسانی خوشی خوشی اُس میں داخل ہوئی اسکی متعلق جو چیزیں  
ہیں انہیں اصلاحی شاعروں نے بھی نظم کیا ہے۔

ہر کہ آدم را بدین دیدار رسید  
از چہ من رفت بر ہمت ملک  
از چہ من گشت سجد و ملک

غرض کہ نور محمدی تخلیق آدم کا سبب ہوا اگر وہ جلوہ گر نہ ہوتا تو انسانی روح اُس  
میں آکر کھینچنا خوشی قبل نہ کرتی۔ اس مضمون کو مولانا نے یوں ادا کیا ہے

من بصورت گرچہ آدم زادہ ام  
بس یعنی جد جدا افتادہ ام

نور محمدی جو حضرت آدم کے کالبد میں جلوہ گر ہوا تھا وہ حضرت آدم  
کی نسل میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ پر آئے حضرت تک پہنچا اور حضرت  
عبداللہ سے آنحضرت کی ذات میں منتقل ہوا اور آنحضرت کی ذات میں منتقل ہو کر

اس عالم باقیات میں وہ عجائبات دکھائے جو دنیا میں آج تک اپنی مثال نہیں  
رکھے یعنی ایک آدمی محض سے ایسے قوانین نافذ کرائے جن نے تمام دنیا کی تہذیب  
اور دانش کی کو قیوم یار بنے بنادیا۔ کوئی سمجھ سے کہے یا نہ کہے لیکن دنیا کے تمام

شرع محمدی میں نور محمدی ہی ایک چیز قابل تذکرہ ہے۔ قرآن مجید میں تو اسکا ذکر نہیں  
ہو مگر احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ احادیث کے ترجمہ کو ذرا نامہ میں کسی نے نظم کیا ہے  
اور چھوٹے چھوٹے مذہبی رسالوں میں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے۔ میں یہاں دکھانا  
چاہتا ہوں کہ یہ سب محض شاعرانہ تخیلات نہیں ہیں بلکہ نقل و نقل کے مطابق ہیں۔  
نور محمدی کی بحث کو ذرا تر علم ارواح سے تعلق ہے اور روح سے بحث کرنے  
کی احیائے شرع ظاہری میں نہیں ہے۔ اسے علم باطن سے تعلق ہے۔ جسے علم تصوف  
کہتے ہیں اور علم تصوف سینہ بسینہ رہنا چاہیے۔ اس کے اظہار کی ممانعت ہے۔ میں  
علم تصوف سے واقفیت نامہ نہیں رکھتا اور رکھتا بھی تو اسے ظاہر کرنا پسند  
نہ کرتا۔ میں اس مضمون میں صرف یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ نور محمدی کے متعلق جو حکام  
یا خبریں مسلمانوں میں مشہور ہیں وہ عقل کے خلاف نہیں ہیں۔

بہت سے عقلائے زمانہ گزشتہ دور میں جن میں مختلف پوناں خصوصیت  
کے ساتھ قابل ذکر ہیں اس امر کے قابل ہیں کہ عالم کا وجود اور ارتباط اس طریقہ  
سے قائم ہوا کہ پہلے باری تعالیٰ نے عقل اول پرانی اور عقل اول کے ذریعہ سے  
عقل ثانی وغیرہ عقل عاشر پیدا کی اور عقل عاشر نے عالم کا ہولہ پیدا کیا جسکا  
کایہ عقیدہ اس لیے تھا کہ خدا واحد و تو واحد سے واحد ہی پیدا ہو سکتا ہے والواحد  
لا یصلد ومنہ الا الواحد اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ خدا عقل اول پیدا  
کر کے وجود عقل ہو گیا۔ بلکہ اسباب کے سلسلہ کو تخلیق عالم میں اس نے یوں  
قائم کیا ہے۔

حکماء اسلام نے جنہیں متکلمین کہتے ہیں الواحد لا یصلد ومنہ الا  
الواحد کی تردید پند کی اور قرآن اور حدیث سے حکماء پوناں کے  
اقوال کی تائید کر کے یہ ثابت کر دیا کہ دین محمدی نہ صرف عرب کے بدوؤں کی  
ہدایت کے لیے بلکہ تمام عالم کے عقلا اور حکم کے لیے بھی تھی بخش ہے۔  
اسلام پر جتنا بھی غور کیجیے نکات لطیف پیدا ہوتے ہیں۔ گویا یہ مشک ہو کر کعبے  
جتنا بھی رگڑیے خوشبو زائید پیدا ہوتی ہے۔ یہی المسکت ما کر دتہ تصنیع  
اسلام کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور سے نور محمدی پیدا کیا اور  
اسی کو مطلق حکماء میں عقل اول کہتے ہیں۔ لفظوں کا پھر بلکہ مضمون واحد۔

|  |  |
|--|--|
| <p>گرہ از کاکلی شکلیں کشاوند<br/>برائے سجدہ محراب ابرو<br/>نہجی بے نوا را، ہجو بمبیل<br/>قرآن مجید میں بھی لفظ نور تخلق عالم کے متعلق آیا ہے وہ یہ ہے۔<br/>اللہ فی سماءات والارض "ترجمہ" اللہ آسمانوں اور زمین کا<br/>نور ہے یہاں نور سے مراد جلوہ گری یعنی آسمان و زمین میں اللہ کی جلوہ گری<br/>ابن باطل نے کہا ہے مجھے اور مجھ سے پہلے ظاہری کو ان کے بھانے کی ضرورت نہیں ہے۔</p> | <p>باشندے جو کچھ کمال انسانی رکھتے ہیں وہ اسی نور محمدی کے فیض کی دولت<br/>جو پہنچا حضرت محمد رسول اللہ کی ذات بابرکات میں جلوہ گری کر کے دکھاؤ<br/>تھے۔ نور محمدی سے تمام عالم کی تخلیق و تکوین کا جو تعلق ہے اسے شاعرانہ طرز پر<br/>کسی نے یوں نظر کیا ہے۔</p> |
| <p>زرقعت سر و بستان آسمند<br/>ز چغت زرگ از روئے تو خجل<br/>ز دندان و لب جان بخش عالم<br/>ملاحظہ وام کردند از ریح تو<br/>نقاب ارچہ زبیرا کثرت و</p>   | <p>بزر ویت جہر تا باں آسمند<br/>ز زلف و لبستان آسمند<br/>جز و لعل بخشاں آسمند<br/>کہ از دے ما و تا باں آسمند<br/>کہ از دے صبح خداں آسمند</p>   |

ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی

## شانِ برتج الاول

|   |  |
|---|--|
| <p>فلک کفر بھی مہر ہدایت چمکا<br/>آگیا کفر و ضلالت کا مٹانے والا<br/>آگیا راہ ہدایت کی دکھانے والا<br/>آیت رحمت حق ادا دی در مہر ہدایت<br/>منظر درخشاں شمع محشر آیا<br/>اسے رسول عربی ماسخی و مطہری<br/>تجہ پہ نازل ہوا قرآن بہ زبان عربی<br/>مرحبا سید مکی مدنی العسکری<br/>دل و جان با فدائیت چہ محبوب خوش بختی<br/>بارک اللہ جو دلائل سے بالا تیرا<br/>آج درختہ و شمشاد کی جھلا تیرا<br/>دل میں ارمان ہے کہ اپنے نبیؐ کی زیارت تیرا<br/>مُن یوسف دم عینے پیر بیضا داری<br/>انجہ خواباں ہمہ دارند تو تنہا داری<br/>حافظ محمد یعقوب اوج گیاروی</p> | <p>بارک اللہ جو کیا شانِ برتج الاول<br/>کوں نہ ہو جاؤں میرا ہر برتج الاول<br/>ارمن سے تا بظلمت نور سے صہور ہوا آج<br/>ہر ملک جن و بشر شاد ہو سرور ہو آج<br/>دعویٰ جو کلشن اسلام میں آئی وہ ہمار<br/>نور و سانچہ پر چو قیامت کا کھنکا<br/>خوش ہے ما و عرب مہر عجم آتا ہے<br/>نومبارک جو شمشاد اُٹھ آتا ہے<br/>آج ہر طرف نشان ہو لوئے دامان صبا<br/>آج ہر سمت دھچکا ہوئی کشت کی گستا<br/>روشنی وہ جو کہ نور شید بھی شرمندہ ہے<br/>زرقعتاں خاک کا ہر ذرہ تا بندہ ہے<br/>دعویٰ جو شامِ مشرق کی ہے آما آمد<br/>داوی عالم جو میر کی ہے آما آمد<br/>میر کی ہے آما آمد<br/>آٹھیاں اٹھیں وہ جو شید رسالت چمکا</p> |
|---|--|

## ترپاہری جو حضرت دیدار مصطفیٰ

|   |  |  |
|---|--|--|
| <p>بچو آفتابہ حشرت مجھوں میں رہی<br/>نیو کر تے عاشقوں کا سحر و داغ ہو<br/>ہمہ اوج شمشاد کام کی یا رب یہ اتھا<br/>جلدی پلا دے شربت دیدار مصطفیٰ<br/>حافظ محمد یعقوب اوج گیاروی</p> | <p>کاش آفتابہ حشرت دیدار مصطفیٰ<br/>شمس و قمر سے بڑھکے میں جیسا مصطفیٰ<br/>آنکھیں میں جلوہ دیدار مصطفیٰ<br/>لکھی جو درجہ رونے پڑا دیدار مصطفیٰ<br/>ترپاہری ہے حشر دیدار مصطفیٰ<br/>سے دل میں عشق اب و کبھار مصطفیٰ</p> | <p>وقت میرا باں لب جو یہاں مصطفیٰ<br/>کس سے نرغ حسنہ کہ تشبیہ و بیہ<br/>جونوں کو جھپٹا کر ہر جہت ترانہ<br/>چہ وا ترہ چمک کر شکر ہر وہا<br/>طیب کی سیر دیکھو کب تک نصیب ہو<br/>کتنی جو زندگی تر شمشاد شکر چمک</p> |
|---|--|--|

# وَمِنْ مَّوَدِّنِ الْحِكْمَةِ مَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ الْكَثِيرُ

جس کو حکمت دی گئی بیشک اس نے بڑی دولت پائی

## حکمت و معطیت

### ”غم کی حقیقت“

یہ تھا کہ لوگ اپنی اولاد کی جو حالت کا غم کریں اور انہیں تعلیم دلوائیں۔ ان کو اولاد کی آئندہ زندگی کا فکر ہو اور اس کی کامیابی کی راہ نکالیں وہ اولاد کی بیماری سے متاثر ہوں اور علاج کریں انہیں اپنی اور اپنے اہل و عیال کی آخرت سدھانے کا خیال ہو۔ اور اس المناک عذاب سے خوف کھا کر خود پیس اور دوسروں کو بچائیں۔ مذہبی ریفاہر اپنے بچوں کی حالت زہوں دیکھ کر غمیدہ ہوں اور اس بچیدگی کی بناؤں کو تباہ کرنے کے درپے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ کہ جو انسان انسان کے ذمہ لگائے گئے تھے غم سے ان میں ایک قسم کی آسانی پیدا کرنی منظور تھی۔ اب بنظر انصاف مروجہ غم کا فطری غم سے مقابلہ کیجیے۔ اُس سے فائدہ ملتا تھا اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ وہ انسان کے لیے اس کے فرائض کی انجام دہی میں آسانی پیدا کرتا تھا یہ رکاوٹ پیدا کرتا ہے جس جب یہ بات ثابت ہو کہ فطری غم اور شے ہے اور مروجہ غم اور شے تو سچے کائنات کے ساتھ پتھر کے تیرنے کا قوت لے دینا کیا حقیقت رکھتا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر واقعات ملے پیش آئے نہ ممکن تھا جناب کی طبیعت اظہار باوجود دعوت بشریت ان سے متاثر نہ ہوتی۔ بیشک حضور کو ان سے سخت مسہ دلی پہنچتا رہا اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ جناب نے ایک صاحب زادہ (علیہ السلام) کی وفات پر چشم مبارک ترک کر لیں۔ لیکن جناب کا یہ غم وہ فطری غم تھا جس کی میں دیر تو رہیں کرتا ہوں۔ یہی باعث تھا کہ یہ واقعات سخت المناک ہونے کے باوجود آپ کو کسی طرح اپنے مبارک فرائض سے نہ روک سکے۔

میں یہ بھی ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مجھے اس امر سے سخت اختلاف ہے کہ غم کا باوجود ہی بغیر اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک انسانی پیدا کردہ مرض ہے نیز میں نے خواجہ صاحب کی تحریر بنایت افسوس کے ساتھ پڑھی ہے کہ اگر کوئی آپ کی (بزرگانہ) باتوں پر عمل نہ کرے گا تو اس کا غم جناب کو ہوگا۔ انالہ و الخالیہ اچھا اگر خواجہ صاحب جیسے بزرگ اس اہم ترین ذمہ دہی سے سبکدوش ہوتے ہیں تو دنیا کا جو حال ہوگا اسکو ہمساری آنکھیں بنایت عبرتناک نظارہ کی موت میں دیکھ رہی ہیں۔ خواجہ صاحب کی نصیحت کہ لوگوں کو اپنا فرائض سمجھ کر کام کرنا چاہیے اور معصرت عدم قبولیت غم نہ کرنا چاہیے۔ بیشک آپہر ذرے لکھنے کے قابل ہے

قدرت کی مروت سے انسان کے اندر صد ہا پوشیدہ طاقتیں ایسی کھلی گئی ہیں کہ اگر ان کی اصل غرض کو بخیر نظر رکھنا ان سے ہم لیا جائے تو وہ انسان کے لیے بہت بڑے فوائد کا دہ جب ہو سکتی ہیں۔ لیکن قدرت نے یہ ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لی کہ وہ ہر وقت ہر مدت ہی انسان کو ان سے کام لینے کی اجازت دے گی اور پھر خود ان پر قابض ہو جائیگی بلکہ اس نے ان تمام تواناں اندرونی و بیرونی کے قفل کے لیے انسان کو آزاد اور خود مختار بنا دیا ہے۔ ہاں یہ قدرت کا فرض تھا کہ وہ انسان کو ان تواناں کے استعمال کا جائز و ناجائز نیک و بد سمجھت بنا دیتی سو اس نے اپنا یہ فرض نبی پیشواؤں کے ذریعہ پورا کر دیا۔

بسمولہ قوت نیکی قوت بدی قوت عقل و غیرہ وغیرہ کے قوت غم بھی ہے جو انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہے اور جو اگرچہ برمودہ خود بخود محو ہو سکتی ہے لیکن تاہم اسکی آزادی کی ذریعہ بھی انسان کے لئے تیس ہے۔ اور یہ کام انسان کے امکان سے باہر نہیں کہ وہ اسکو غلط معرفت پر خرچ نہ ہونے دے۔

یہ کہنا کہ غم سب سے کچھ شے ہی نہیں ایک سخت ترین غلطی ہے۔ لیکن بغیر ہر طرح کو روشنی میں لائے یہ کہے جانا کہ غم انسان کا فطری خاصہ ہے اور اس میں انسان مجبور ہے کہیں اس سے بھی زیادہ غلط ہے۔

کون نہیں جانتا کہ دانتوں کا کام چینا اور چبنا ہے لیکن چھری اور کانٹوں کا کام دانتوں سے لپٹنے والے شخص کو اگر یہ کہا جائے کہ یہ اسکی اپنی ایجاد ہے تو اس کا یہ جواب دینا کہ قدرت نے دانتوں کو بنایا ہی کاٹنے اور پیسنے کے لیے ہے کس قدر مبالغہ آمیز اور غلط فہمی پھیلانے والا ہوگا۔

ہم مانتے ہیں کہ غم فطرت سے انسان کی طبیعت میں ودیعت کیا گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ غم اور مروجہ غم ایک ہی ہیں یا دو اور اگر مروجہ غم اس علم سے بالکل علیحدہ ہے تو اس کو انسانی ایجاد کہتے ہیں کوئی حقیقت ہے؟

پر سنا کہ ایک مسلمان چونے کے جس طرح ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خداوند کریم نے کوئی چیز انسانی فائدہ کی حکمت کے بغیر نہیں بنائی اسی طرح ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ انسان کی طبیعت میں غم کی دخل دہی بھی بہت سے فوائد کے لیے عمل میں لائی گئی تھی نہ کہ مروجہ غم کی طرح انسانی نقصانات کے لیے۔ قدرت کا منشاء

یہ قابل قدر اصول بھی آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ ہی محدود ہو جائے۔

لیکن میں نظر ہے کہ جب ہم سے لوگوں کو خواجہ صاحب آزاد کو دیکھتے تو کہیں

فضل الہی از غانپور - ریاست بہاولپور

## درس نسل

### ہیونٹی کیا سکھاتی ہے؟

قدیم زمانے جاؤروں کو بہت بے پروا پیدا کیا ہے۔ جو کہنے میں خوراک کھاتے ہیں یا بچوں کو کھلا دیتے ہیں۔ نہ شام کے واسطے اٹھا رکھتے ہیں۔ نہ صبح کی خوراک کو کھینے دھکے کی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہوگا ہرندے اور چرندے جب اپنی غذا کو سامنے پاتے ہیں تو بغیر سوچے سمجھے کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ جتنا کھا یا کھایا۔ باقی کو دھبی بھڑا اور چل دیے۔

مگر قدرت نے سب جانوروں کو کھیاں پیدا نہیں کیا۔ شہد کی مکھی اور چوٹی وغیرہ عادت سکے خلاف ہیں۔ آئندہ کا فکر بھی کرتی ہیں۔ مینوں۔ مہینوں بلکہ بعض اوقات برسوں کا انتظام پہلے سے سوچتی ہیں۔

شہد کی مکھی کے چھتے میں اتنی خوراک جمع ہوتی ہے کہ ان کے بچے مہینوں کھائیں۔ یہی حال چوٹی کا ہے۔ وہ بھی غلہ اور اسباب کسرت اپنے گڑھوں کے اندر اکٹھا رکھتی ہے۔ تاکہ وقت پر ڈھونڈنا نہ پڑے اور آرام سے بیج بکھریا کرے۔ انسان کی خصلت گونا گوں واقع ہوئی ہے۔ ایک وقت میں وہ کل کی فکر سے آزاد ہوتا ہے اور دوسرے وقت اس کو برسوں کا انتظام کرنا پڑتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان میں تمام مخلوقات کی عادتوں کا اجتماع ہے اور وہ ہر مخلوق ضد پر وقت رکھتا ہے جو صفات تمام مخلوقات میں یکجہ ہوتی ہیں انسان کے اندر وہ سب ہیں۔ آئندہ کا فکر رکھنا جو وہ کی حفاظت پر منحصر ہے اس واسطے قدرت نے ہر چیز کی جو چیز خدا نے نازل کی ہے جس کا نام قرآن ہے۔ یہ بولی ہے۔ ”مَنْ لَّا إِشْرَکَ لَکَ لَا تَسْکُوتُ“ کا جو ہر فضول غریب مذکور۔ دوسری جگہ کہ ہے۔ ”لَا تَنْبَکُ دَسْکُوتُ“ اِنَّ الْمُبْدِیْنَ کَافِی الْاِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنَ۔ فضول غریب مذکور فضول غریب کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

جو لوگ فطرت اللہ کے اس حکم پر عمل کرتے ہیں ان کی زندگی خوشی اور آسائش ہے۔ سہ ہوتی ہے اور جو اس کی پروا نہیں کرتے ہمیشہ پریشان اور تکلیف میں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی قوم کا خدا کے کلام قرآن پر ایمان ہے۔ مگر شاید وہ ایمان محض کہنے کا ہے۔ اگر وہ اس پر عمل کیا کریں تو ان کو جو دہمگسی سے نجات مل جائے اور دنیا کی سب باتوں سے زیادہ وہی آرام سے نظر آئیں۔

کھنے کو سب کتے ہیں کہ کفایت شکاری اور چلنے سے چلنا اچھا ہے مگر کوئی نہیں بتاتا کہ کفایت شکاری کیونکر کی جائے اور چلنے سے چلنا کسے کہتے ہیں۔ نئے زمانے نے انسان کی ضرورتوں کو برعکس کر دیا ہے۔ اگلے زمانے میں شی کے آنے سے میں پانی پیتے تھے اور وہ بہت سخت آتے تھے۔ اب کپڑے کے گلاسوں میں پانی

پیا جاتا ہے ہر مہینہ میں دو چار ٹوٹ جاتے ہیں اور دوسرے سوارد پیدا ہوا صرف باقی کے ساتھ بہہ جاتا ہے۔ پتلے مٹی کے چراغ بجتے تھے اور ان میں دھڑکی کا تیل ہات بھر میں جلتا تھا۔ اب ایسب جیل گئے ہیں جن میں تیل کا بھی زیادہ خرچ ہے اور چھینوں کی ٹوٹ پھوٹ کا بھی۔ اور دوسرے ایسب کے خریدنے میں مٹی کے چراغ سے کئی سو گنا زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی کھانے پینے، رہنے، سنے کی ہر چیز میں خرچ زمین سے آسمان پہنچ گیا ہے۔

اس فضول خرچی کا نام لوگوں نے تہذیب اور شائستگی رکھا ہے۔ اور جو اس پر عمل نہیں کرتا انہی انہی چیزوں کو کام میں نہیں لانا اُسکو وحشی و جنگلی کہا جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ زمانہ کی ترقی اور صفائی کے ساتھ چلنے میں کچھ خرچ نہیں مگر ہم کو اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے چاہئیں۔ اگر چار پیسے کا تھون میں چپ کا خرچ رکھنا مناسب ہے اور ایک پیسہ آئندہ کے واسطے رکھنا لازم ہے ہم جب بازار میں جاتے ہیں تو دوکانوں کی چیزوں کو دیکھ کر ضرورتیں پیدا ہوتی ہیں اور خیال آتا ہے کہ لاؤ اسکو بھی خریدیں کبھی نیکھی کام آجائے گی۔ یہ طریقت فضول خرچی کی بنیاد ہے۔ ہم کو چاہیے کہ گھر میں جب ضرورت پیدا ہو اس وقت بازار جائیں۔ بازار جا کر ضرورت پیدا نہ کریں۔

یہ بات ہمارے اختیار میں ہے کیا اپنی نیند اور بھوک اور خرچ کو چھٹنا چاہیں بڑھالیں اور چھٹنا چاہیں کم کر لیں۔ مسلمان اس معاملہ میں بہت اڑپا ہیں۔ وہ جب دوکان لیکر بیٹھے ہیں تو کفایت شکاری اُن کے پاس بھی نہیں آتی اپنے گھر میں اور دوستوں کو بے تاثر چیزیں دیتے رہتے ہیں۔ اور اس کو معمولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تجارت کی کفایت شکاری کا حکم ہے کہ گھراور دوست کو بھی دوسرے کا بچوں کی طرح سمجھو۔

مسلمانوں کی قوم سب میں بہت کمزور مشہور ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ فضول خرچ بہت ہے۔ اور فضول خرچ آدمی حساب سے ہمیشہ دم بچا کر رہتا ہے۔ اگر ہم کھانے اور پہرے میں حساب کو سامنے رکھا کریں تو ہم کو خود بخود کفایت شکاری کی عادت ہو جائے۔

رات کو سونے لیٹیں تو ہم کو لازم ہے کہ دن بھر کے خرچ کا حساب کریں۔ ضروری نہیں کہ ہم کو لکھنا پڑھنا آتا ہو تب ہی حساب ہو سکتا ہے حساب تو زبان یادداشت سے بھی ممکن ہے۔ ہم خیال کر سکتے ہیں کہ آج دن میں ہم نے قلائد کلام میں اتنا خرچ کیا۔ اور قلائد خرچ ضروری تھا اور قلائد بیکار تھا۔ اس حساب سے یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے دن ہم فضول کام سے احتیاط کر سکیں گے

اور اس دن اگر کچھ فضول خرچی ہوگی تو تیسرے دن وہ اور بھی کم ہو جائیگی غرض  
اسی طرح رفتہ رفتہ ہم اصلی ضرورت کے پیمانہ پر آجائیں گے اور ہمارا خرچ آمدنی  
سے کم ہو جائیگا۔

ہماری فضول خرچی کی اصلاح زیادہ تر جو توں کی اصلاح پر منحصر ہے۔ ان کی  
فضول رسموں اور خوشیوں کی باتوں میں ہمارا اتنا رویہ خرچ ہوتا ہے جتنا بعض  
بد چلن مرد آوارگی میں خرچ کر دیتے ہیں۔ لہذا ہم کو اگر کفایت شعار بننا ہے

تو ایک تو بازاری میں جا کر ضرورت نہ پیدا کریں دوسرے رات کو خرچ کا حساب  
کر لیا کریں اور تیسرے غور قوں کی اصلاح کریں اور ان کو بداد و اسراف کی  
رسموں سے بچائیں اور یہ اصلاح اس سے ہو سکتی ہے کہ رات کے حساب میں  
جو بی کو خرچ کیا کریں اور زہری و محبت سے اس کو فضول خرچی کی کیا باتیں نہ کریں بلکہ ایک دن  
اصلاح ہو ہی جائیگی۔

حضرہ خاں از ملک پور۔ برادر

## زمانہ کا پتہ



مردود ہو جائے اس حد سے تجاوز کر کے اور دور تک پہنچے۔ حکومت اور دولت  
کے ساتھ تزک و اعتدال کا ساتھ بھی لازماً ہو گا۔ اب آگے بڑھیے۔ دوسرے  
خانہ میں آئیے۔ دولت، حکومت اور تزک و اعتدال کے ساتھ عیش پسندی بہ  
کے بعد سستی اور کالی کا اہم نام عیش و آرام کا نتیجہ ہے۔ ضرور آجائیں گی جب  
دولت و ثروت ہی جو عیش و آرام بھی ہے سستی اور کالی کا غلبہ شروع ہو گیا ہے  
تو کیا وجہ ہے کہ خود پسندی اور خوشامد پرستی بھی نہ آجائے۔ وہ تو ضرور سایہ کی طرح ساتھ  
ہی بستے آئیگی۔ خود پسندی اور خوشامد پرستی کا بدیہی نتیجہ غوث و پندار ہونا چاہیے۔  
معاصین ضرور اپنا حال چھلانگے اور اپنے ولی نعمت میں صفات پیدا کر کے دکھا  
دینگے جو نہ اس میں کمی تھیں اور نہ حشر تک کہی ہو سکتی ہیں۔ غوث و پندار کا رنگ جیسا  
اور گراہو جائیگا تو ضرور ہے کہ غرضیت کا رنگ پڑے۔

اب جگہ کے تیسرے حصہ پر آئیے۔ دولت، ثروت، حکومت، عیش و سستی  
کا بلی، غور، غوث، غرضیت، انساناں جیج ہو جانے پر اللہ میاں کو کون یاد  
رکھ سکتا ہے۔ سب سے پہلے مذہب سے لاپرواہی شروع ہو گئی۔ اس کا نتیجہ  
یہ ہو گا کہ رفتہ رفتہ شریعت کے احکام سے انحراف جاری ہو جائیگا۔ آسمانی  
ضرور اس کی سفارش کریگی۔ گویا، روضہ شریعت کے طبقوں میں ریا کاری سے کام  
لیا جائیگا۔ مذہب سے لاپرواہی اور ریا کاری، ملکہ اچھی باتوں کی جانب متوجہ نہ کرے گی  
اور بری باتوں کی جانب میلان پیدا کرے گی ایسی صورت میں بعض جسد اور کینہ کو  
کینہ اور صاف پیدا ہو جائیگا بعد میں ملکہ گرد پیش کے حالات کا تعاضی ہے  
امتدازانہ سے یہ بدعادتیں اور زیادہ گہرا نقش دل پر چھائیگی۔ اور ایک عیب  
صورت اختیار کریگی، جو جہل بازی اور دعا بازی تک پہنچائے پھر رنگی۔ اب اس  
حصہ کو ختم کر کے اس کے بعد والے حصہ پر جائیے۔

مذہب سے لاپرواہی اور اوپر کا سارا اسباب جہالت، رفتہ رفتہ کفر و انحراد کی  
طرف بڑھایا جائیگا۔ جب کوئی قوم اس حد تک پہنچ چکی ہو تو آوارگی، جہنمی عبت  
و ظلم، فتنہ و فساد کے اور کیا انجام ہوتا ہو گا اب اس حصہ کو بھی ختم کر چکا۔ دوسرے  
حصہ پر چلیے سستی اور کالی بھی جو غور و ظلم، فتنہ و فساد و موجودی حجاز جیل ساری  
و غابازی بھی موجود ہے اور آوارگی اور جہنمی بھی۔ پھر اخلاص و دوش بدوش چلے  
میں کیا دیر لگتی ہے۔ اخلاص کا بدیہی نتیجہ جہادی اور تباہی ہونا چاہیے۔ اور جہی

تو تاریخ عالم کا مطالعہ جس ایک یادگار سبق سکھاتا ہے۔ اگر ہم صاحب بصیرت ہیں  
تو ان گھنٹوں کو کر دیکھیں۔ اس سبق سے ایک مفید نتیجہ اخذ کریں اور اپنے ذہن پر  
کو کھائیں کہ یہ بات جو گہر میں بنانے کے قابل۔ اگر آپ اقامت عالم کی تواریخ غوث سے  
پڑھیں تو پھر قوم کی حالت اس قدر گہری نظر آئیگی گویا ایک دنیا ہے کہ اس پکڑیں  
پکڑی ہوئی ہے۔ مگر یہ بات اس کے امکان سے باہر ہو کہ اپنے کو اس پکڑ سے باہر  
نکال سکے جس طرح ہماری شاعری میں صنعت مدور کا جکڑ ہوتا ہے کہ جہاں سے  
آپ کا جی چاہے شروع کیجیے اور جکڑ کے گرد گھوم کر پھر اسی نقطہ پر واپس آجائیے  
جہاں سے چلے گئے۔ مگر مضرہ ہر حال میں موزوں ملے گا اور کسی صورت میں مطلب  
ضبط نہ ہونے پائیگا۔ وہی حال اس جکڑ کا بھی ہے۔ آپ اس دائرہ کے کسی حصہ سے  
چلیے اور اس کے گرد گھوم کر اپنے ابتدائی نقطہ پر واپس آجائیے مگر نتیجہ ہر حال میں  
یکساں رہیگا اور وہی مطلب اخذ ہو گا جس حصہ کے تلاش کے لیے یہ جکڑ  
بنایا گیا ہے۔

فرق کیجیے کہ آپ دولت و ثروت والے حصہ سے شروع کرتے ہیں جب  
اسی قوم کے پاس دولت و ثروت کا سامان کم ہو گا تو ایک حد تک حکومت بھی بنے  
تھیں ضرور آئیگی چاہے وہ حد اس کی مختصر سی جائے اور عوام اور ملازمین تک

تو میں می آ یا اب اس حصہ کو بھی ختم کر چکے اس کے آگے بڑھیے۔

جب مغلی آئی، فاقے پڑتے ہوئے تھے۔ نہ پٹ بھر کر کھانا نہ تن کو کپڑے تیار ہو سکتے تھے۔ اسے تو چلے نان پارسے۔ سید عالم خدا کا اب ایسی اوقات پر پہنچ لیے۔ تو خدا یاد آئے۔ اب۔ ورہے ہیں۔ وہاں دسے رہے ہیں۔ اب یہ وہ عالم تھی مدد کر تیری آسرا ہے جہنم لگا رہیں۔ بہت سزا پانچے اب تو بڑے ہیں۔ تو ہی عفو و رحیم ہے جس میں منکر و مکرم کو توفیق ملے۔ جس تک لکھ کر لکھنے کے کھاتے میاں سے عداوت کھانے لگتی اب جب فاقہ پر فاقہ ہوئے لکھا تو اللہ میاں سے پھر نانا جوڑا کھاتے تھے اور لمبی تان کے سوتے تھے۔ نے تم۔ زور و غم کھانا۔ کراب ہاں میں تو میں کھائیں کہاں سے لہذا اب پھر نہایت پر ہاں ہوئے۔ اللہ کو یاد کرنے لگے۔ تھے خود سخت مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ تھے۔ تو اوروں کی مصیبت دکھو روکا احساس ہو ابھی لازمی تھا۔ لہذا خدا ہی منت اور بھلائی کے ساتھ ہی ساتھ رحم اور انصاف بھی آیا۔ حق بات ہی درحق پرستی کے ساتھ رحم اور انصاف بھی آتا ضروری تھا۔ اب اس حصہ کو بھی ختم کر چکے دوسرے حصہ پر آئیے۔

کاغذ دولت و ثروت ہے اور یہی خدا شناسی اور حق پرستی کا انجام بھی ہے دولت و ثروت اپنے چھپے حکومت بھی لائی۔ لہذا اب پھر اسی نقطہ پر واپس آگئے جہاں سے آپ چلے گئے۔ اسی طرح آپ کی حصہ سے شروع کریں تو درجہ بدرجہ مختلف درجے اور منازل طے کرتے ہوئے آپ میرا اسی نقطہ پر واپس آجائیے۔

آپ اور قوموں سے بحث نہ رکھیے خود اسلام ہی کے جوہر و زوال کو پہلے اور ان واقعات کو اس پیکر کے نقشے کے خانوں پر منطبق کر کے دیکھ لیجیے۔ مگر اس سے کیا نتیجہ ملے گا؟ یہی ہے۔ صرف یہی کہ ہمیں اپنی شہرستی اور کاپلی کی بددینہ رو بہدیکھنا نصیب ہوا ہے۔ کاش یہ افلاس، تنہائی اور بربادی ہمارے لیے تاقیہ نہ جنت بن جائے اور ہم پھر خدا شناسی اور حق پرستی کی سیدی شاہراہ پیکر کے محنت، مشقت اور بھلائی کے جوہر کو ہوائیں شہرستی اور کاپلی کو خبر پاکیں تو رشتہ گوشت کے سایہ عاطفت کے امن میں ہم پھر دولت، ثروت کی حالت پر پہنچ سکتے ہیں۔ اگر انہیں ہمارا کوئی دشمن جو صرف ہماری کاپلی ہی ہے۔ اگر ہم اس دشمن کو اپنی بیخ کن کر سکیں تو ہماری شہرستی یقینی ہے۔ آرزو ابیکم (درہم امید گز)

## میں خوش کس طرح ہوں؟

دنیا میں بسے دیکھو کوئی اپنے حال پر فاقہ نہ لگا۔ بیمار یوں اور دنیا کی مصیبتوں سے دور۔ جو لوگ خدا کے فضل سے ہر طرف آسودہ حال ہیں اور ہر قسم کی نعمت انہیں نصیب ہے ان کے دل کا حال یہ ہے تو وہ بھی سوطر کے ٹکڑے اور غم بیان کر گئے۔ اور انہیں گئے کہ ہم ابھی حالت پر خوش نہیں ہیں۔ اصل یہ ہے کہ انسان خواہی شکر ہے۔ ہیا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ۔

میں انہاں اپنے پروردگار کا شکر گزار نہیں۔ میں اور کسی کو کیا کہوں۔ ابھی حالت پر خوش رہا ہوں کہ در و گردہ کا مجھے عارضہ ہے اور جب اس کا دورہ پڑے گا آرام حاصل ہونا ہوگا تو دو چار روز اس صحت کی نعمت کا بہت شکر گزار ہوتا ہوں حالانکہ وہ نئی نعمت ہی ہے۔ جو تھوکی حالت ہوتی ہے جس کا مجھے ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہیے تھا لیکن یہ کہ یہ نعمت ایک ایسی نعمت الہی ہے جو سب پر عام ہے اور ہر حال میں ہر ایک پر منحہ دل تو ہم اپنی نادانی سے اس نعمت نہیں جانتے۔ ہماری حالت اس نالایق غلام کی سی ہے جسے ہمیشہ مار پیٹا جوتی رہتی ہو۔ اور جب ایک گڑبڑ کیلئے اس کی مار پیٹ موقوف کی جائے تو وہ بڑا اسان مانے اور اگر ہمیشہ کے موقوف

کر دی جائے تو وہ بے وقوف کرٹنے لگے اور شکر گزاری بالکل ترک کر دے!

روایت ہو کہ ایک غریبے کسی اہل دل سے اپنی مغلی کی شکایت کی اور بیان کیا کہ اس کے باعث میں شہر سے ٹھیک رہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں یہ نظر ہے کہ تم اندھے ہو جاؤ اور دس ہزار روپے لے لو اور گئے ہو جاؤ؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ دس ہزار روپے کے بدلے ہمیں تمہارا روٹو لا جو نا منظور ہے؟ اسنے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ دس روپے روپے کے بدلے تم کو وہاں دنیا بن کر دے جو؟ اسنے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں اپنے آپ کی شکایت کرتے ہو تو تمہیں قی کی باوجود دیکھو کہ پاس ہزار روپے کی مالیت اس شخص کو دی ہو چکی ہے کرتے ہو۔

ہم ہر قسم کی نعمت کا شکر کرتے ہیں جیسے ہر ایک شخص خاص ہو جاتا ہے۔ اس کے سوا ہر شخص جو سب ہر وقت حال میں بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح طور پر شکر گزار بننے کی توفیق بخشے۔

خاکر سید ممتاز علی (دہلی کے بھائیوں لاہور)

## قومی ترقی کے لیے ایشار کی ضرورت

مردانہ اور مقابلہ کرنے والے ملکین اور ملک سے کوہداشت کرنا زندگی کی بہترین چیزوں اور نعمتوں کو عام لوگوں کی بھلائی کا ذریعہ کر کے کے مقاصد میں پہنچانے کا کام ہے۔ ہمارے ہاں اس کی ضرورت ہے۔

پنڈت بشن ٹرائن دور (دہلی کے بھائیوں لاہور)

انسان کی عقل کیلئے بہادری۔ ایشار اور قربانی ایسی ہی ضروری ہیں جیسے کھانے میں نمک۔ ایسی کم کی ہوئے ہیں ابھی ترقی کے میدان میں ہم کیسے ہو یہ صفات لازمی ہیں کیسے ہی ایسی قوم نے خود کو تیار نہیں کیا جس نے میدان ترقی میں داخل ہو کر قربانیاں نہ دی ہوں خطرے کا سامنا کرنا شہادت کا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کہیں جاننے اور نہ جاننے والے برابر جہنم سے ہیں !

## علم و ادب جنت سے چھٹا خط شوہر کی طرف سے بیوی کے نام

اب میری جاؤگی جو تم رو کر تو کیا ہو جائیگا  
کیا مرنے والا پھر کہیں جلوہ نما ہو جائیگا  
اس طرح ہلکا کچھ دل درد آستانہ ہو جائیگا  
خوش ہوگی روح مصطفیٰ راضی خدا ہو جائیگا  
اس ننگی میری لطف پیدا کر کیا ہو جائیگا  
غم کی انا جھیری رات میں پرچہ بند ہو جائیگا

ایسا کرو شکہ یاؤگی آرام کافی اس میں ہے

و کہہ جگر تم سے چلکیں سب کی تلافی اس میں ہے

دنیا میں ہنا جو تو سامانی جہشت چاہیے  
اسلام میں پابندی حکم شریعت چاہیے  
عزت اسی میں ہے اگر دنیا میں عزت چاہیے  
وی خدا نے عقل دیکھی سے نفرت چاہیے  
لیکن مصیبت کے اٹھانے کو بہت چاہیے  
فطرت کے سبب ہی ہیں میری فطرت چاہیے  
سب رنج و غم مٹ جائیگا شوہر سکا چاہیے

اتھا اگر میری اجازت کی ضرورت ہے نہیں

تم عقد نکاحی شوق سے کرو اجازت ہے نہیں

سیلاب (صدیقی الوارثی اکبر آبادی)

زندہ رکھے تھکو وہاں پروردگار زندگی  
و ابستہ تم سے تھا مگر خود وقت پر زندگی  
زندہ جو میں بنایا تم تھو تھو پر زندگی  
باغ جہان میں لٹ گئے نقش و نگار زندگی  
دست قضا نے لوٹ لی آخر ہمار زندگی  
تھا مضر اس لئے پروردگار زندگی  
ہاں اس اسی کے ہاتھ میں تھا اختیار زندگی

انذار فطرت میں خدائی میرے لاشی ہے وہ

قافی نہیں، لیکن خدائے عالم قافی ہے وہ

میرے غم فرقت میں کیوں رہے جگر بانی جو تم  
رنگین کر دے انہیں مٹے پینے کے لیے  
اندوہ خلعت فورس تھو کیا ہے مضطرب  
کھو یا جو شوہر زین سے پائے کیا بغیر نم  
یہ انقلاب چن کر ہے گردن تقدیر ہے  
پرستی نہیں جو کل نہیں جی جی کل اذن  
اب کھانے پینے کی جو تھو تھو نہ کی زندگی

تم جاگتی ہو سوگ میں افلاک کے سائے تلے

اور سو رہے ہیں بے خیرم خاک کے سائے تلے

میری طرح جو دارو قافی سے فنا ہو جائیگا وہ ہر تعلق سے زمانہ کے جدا ہو جائیگا

نہ بڑے اونٹ ہونے پر ملدہ آگ نہ وقتی ہی ہونے پر آگ  
چال ہے اعتدال کی اچھتی ساو حکمت کا جو ڈبے پر آگ  
جو ایک کس اوہر طبیعت ہی نہیں اس قوم کو یک دلی کی فبت ہی نہیں  
دھکتے ہیں میل کی ضرورت ہی نہیں اکبر کتنا ہے میل رکھو باہم

## ترجمہ باعیات عمر ختم

|   |   |   |   |
|---|---|---|---|
| اگر ہر ساعت نہ شفقت ہرگز<br>نہم نہ نیم نہ با گاہ کرمست<br>نہم نہ نیم نہ با گاہ کرمست<br>نہم نہ نیم نہ با گاہ کرمست                  | اگر گنت از چہ زینت ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز | اگر گنت از چہ زینت ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز | اگر گنت از چہ زینت ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز |
| اگر گنت از چہ زینت ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز | اگر گنت از چہ زینت ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز | اگر گنت از چہ زینت ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز | اگر گنت از چہ زینت ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز<br>ز ازو کہ یکے را دو نہ گفتیم ہرگز |

## کمزور چوٹی

|  |  |  |  |
|--|--|--|--|
| میں اس کے دو تاشکیش کی کیا کروں تفریق<br>پہاڑ سانسے ہو تو کہے مزاج شریعت<br>قدم بے شکت گر بڑھتے ہیں سکتا<br>سروں پر بوجھ ہیں پھل رکھتے سر پر | میں اس کے دو تاشکیش کی کیا کروں تفریق<br>پہاڑ سانسے ہو تو کہے مزاج شریعت<br>قدم بے شکت گر بڑھتے ہیں سکتا<br>سروں پر بوجھ ہیں پھل رکھتے سر پر | میں اس کے دو تاشکیش کی کیا کروں تفریق<br>پہاڑ سانسے ہو تو کہے مزاج شریعت<br>قدم بے شکت گر بڑھتے ہیں سکتا<br>سروں پر بوجھ ہیں پھل رکھتے سر پر | میں اس کے دو تاشکیش کی کیا کروں تفریق<br>پہاڑ سانسے ہو تو کہے مزاج شریعت<br>قدم بے شکت گر بڑھتے ہیں سکتا<br>سروں پر بوجھ ہیں پھل رکھتے سر پر |
|--|--|--|--|

## اکل حلال

|   |   |   |   |
|---|---|---|---|
| پھر انہیں پھیلا دلاؤ اس شیریں شکر<br>ان سے بولا کیا نہیں پڑھم شیریں و ترش<br>تب دیا اسکو یہ ابراہیم اوہم نے جواب<br>شوق قدوائی اور ہم "گھنٹا" | پھر انہیں پھیلا دلاؤ اس شیریں شکر<br>ان سے بولا کیا نہیں پڑھم شیریں و ترش<br>تب دیا اسکو یہ ابراہیم اوہم نے جواب<br>شوق قدوائی اور ہم "گھنٹا" | پھر انہیں پھیلا دلاؤ اس شیریں شکر<br>ان سے بولا کیا نہیں پڑھم شیریں و ترش<br>تب دیا اسکو یہ ابراہیم اوہم نے جواب<br>شوق قدوائی اور ہم "گھنٹا" | پھر انہیں پھیلا دلاؤ اس شیریں شکر<br>ان سے بولا کیا نہیں پڑھم شیریں و ترش<br>تب دیا اسکو یہ ابراہیم اوہم نے جواب<br>شوق قدوائی اور ہم "گھنٹا" |
|---|---|---|---|

## ویسائی زندگی

|   |   |   |   |
|---|---|---|---|
| دہائی زندگی جو ایک سفارح کو حاصل ہوتی ہے کیسی سادی اور کیسی دلفریب<br>زندگی ہوتی ہے۔ نیز کے نظریہ منظر اس کی نگاہ کے سامنے ہوتے ہیں اور چونکہ<br>دنیا کے ہر گوشہ میں سے کوئی نہ کوئی نہ ہوگا کہ نہیں ہوتا۔ یہی تسکین اور راحت ہر وقت<br>حاصل رہتی ہے۔ دیہات میں انسان کو ہر شے کی صفات سادہ اور قدرتی حالت کا<br>عزہ آتا ہے لیکن شہروں میں مذاق بگڑ جاتے ہیں اور ہر چیز مصنوعی صورت میں<br>دیکھائی دیتی ہے۔ دیہات میں بے ضرر اور آرازاں آسائش افراط طبعی ہے لیکن<br>شہروں میں مصرت رمان اور گناہ میں مبتلا کرنے والے فیشن طبیعت کو خواب<br>کدیتے ہیں۔ | دہائی زندگی جو ایک سفارح کو حاصل ہوتی ہے کیسی سادی اور کیسی دلفریب<br>زندگی ہوتی ہے۔ نیز کے نظریہ منظر اس کی نگاہ کے سامنے ہوتے ہیں اور چونکہ<br>دنیا کے ہر گوشہ میں سے کوئی نہ کوئی نہ ہوگا کہ نہیں ہوتا۔ یہی تسکین اور راحت ہر وقت<br>حاصل رہتی ہے۔ دیہات میں انسان کو ہر شے کی صفات سادہ اور قدرتی حالت کا<br>عزہ آتا ہے لیکن شہروں میں مذاق بگڑ جاتے ہیں اور ہر چیز مصنوعی صورت میں<br>دیکھائی دیتی ہے۔ دیہات میں بے ضرر اور آرازاں آسائش افراط طبعی ہے لیکن<br>شہروں میں مصرت رمان اور گناہ میں مبتلا کرنے والے فیشن طبیعت کو خواب<br>کدیتے ہیں۔ | دہائی زندگی جو ایک سفارح کو حاصل ہوتی ہے کیسی سادی اور کیسی دلفریب<br>زندگی ہوتی ہے۔ نیز کے نظریہ منظر اس کی نگاہ کے سامنے ہوتے ہیں اور چونکہ<br>دنیا کے ہر گوشہ میں سے کوئی نہ کوئی نہ ہوگا کہ نہیں ہوتا۔ یہی تسکین اور راحت ہر وقت<br>حاصل رہتی ہے۔ دیہات میں انسان کو ہر شے کی صفات سادہ اور قدرتی حالت کا<br>عزہ آتا ہے لیکن شہروں میں مذاق بگڑ جاتے ہیں اور ہر چیز مصنوعی صورت میں<br>دیکھائی دیتی ہے۔ دیہات میں بے ضرر اور آرازاں آسائش افراط طبعی ہے لیکن<br>شہروں میں مصرت رمان اور گناہ میں مبتلا کرنے والے فیشن طبیعت کو خواب<br>کدیتے ہیں۔ | دہائی زندگی جو ایک سفارح کو حاصل ہوتی ہے کیسی سادی اور کیسی دلفریب<br>زندگی ہوتی ہے۔ نیز کے نظریہ منظر اس کی نگاہ کے سامنے ہوتے ہیں اور چونکہ<br>دنیا کے ہر گوشہ میں سے کوئی نہ کوئی نہ ہوگا کہ نہیں ہوتا۔ یہی تسکین اور راحت ہر وقت<br>حاصل رہتی ہے۔ دیہات میں انسان کو ہر شے کی صفات سادہ اور قدرتی حالت کا<br>عزہ آتا ہے لیکن شہروں میں مذاق بگڑ جاتے ہیں اور ہر چیز مصنوعی صورت میں<br>دیکھائی دیتی ہے۔ دیہات میں بے ضرر اور آرازاں آسائش افراط طبعی ہے لیکن<br>شہروں میں مصرت رمان اور گناہ میں مبتلا کرنے والے فیشن طبیعت کو خواب<br>کدیتے ہیں۔ |
|---|---|---|---|



# پیش رو ز ادبی کتابیں

## دو ترجموں ورد و تفسیروں والا عظیم الشان قرآن مجید

نوزدہ گنے سے اس پیش ہوا قرآن مجید کی ضخیم علوم جونی

۴ یہ غیر مجلد ہے مجلد مستطیل

سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ شہادت کو نہایت دلکش اور جہاد پروردگار میں بلند کیا گیا ہے۔ دو تہیں

اس کتاب میں علی گڑھ کا لکھ  
کے ایک سابق پروفیسر مسٹر

**تبیقہ لطیف بحیالات ظریف**

محمد حنیف صاحب نے اس کتاب اسلام اور حقیقت کا نہایت ہی مدلل اور دلچسپ جواب دیا ہے۔ اس میں عقلی اور سائنسی لائنوں پر دست ثبوت دیا گیا ہے۔ نہایت ہی مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف چھ آنے (۶)

نہایت مستند اور نظمیں بہت ہی سوشل پر۔ قیمت ۴  
نورایان مع فتویٰ جوہر لطیف

**شرعیہ و طریقت**  
شرعیہ و طریقت کے متعلق غلط فہمیاں بکل پسلی چلی ہیں ان نوس رسالہ میں نہایت خوش سلیبی صحت کی کیا گیا ہے اور عقلی و فطری دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ شریعت و طریقت کو اور سب سے بڑی تعلق نہیں ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے صنوی صوفیوں کی فطری گہائی کو بہت صحت حاصل آئے (۴)

شاہ امداد اللہ صاحب کی کامشہور و معروف غنیہ دیوان پر جبکہ اشعار نہایت دلچسپ و مقبول ہیں انکار عجم کی غنیہ غزلوں پر مائیں پر و جبکہ کیفیت طریقی و حقایق پر قیمت ۱۲  
شہاد امداد  
حضرت مولانا شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر کی کی مولوی و غنہ غلات کا سب سے مجموعہ میں تحفوں کے لائق مسائل کو حل کیا گیا ہے۔ قابل دید ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲)

**فرائض والدین**  
یہ اپنی طرح کا اور دوسرا پہلا رسالہ ہے جس میں والدین کو اولاد کی تربیت و تعلیم کے نہایت پیش بہا اور مفید اصول بتائے گئے ہیں اس صاحب ملاد بچے اس مفید رسالہ کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ قیمت صرف ۴  
اس کتاب میں بانی پت کے مشہور بزرگ حضرت مولانا غوث علی شاہ صاحب قلندری کی غنہ روز

یہ جواب کتاب چھ ہزار عربی درود شریفوں کا مجموعہ ہے جس کے فاضل ہرگز نے تمام مستند حدیث کی کتابوں کی چھان بین کر کے بڑی احتیاط و ہوشیاری سے اس کو ترتیب دیا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام صلوات و تحفہ صلاوات و عادات و عوارق و مہجرات۔ سوانح و غزوات و غیرہ کا مجموعہ ہے جس کے ہر ذرہ پر گہرا اثر ہے۔ ہر کتاب کو حیرانی چاہیے۔ قیمت صرف ۱۲

اور رویش از زندگی کے نہایت دلچسپ اور سبق آموز حالات اور ہولناک و موزوں حالات سے بھرے ہوئے لطوفاں درج کئے گئے ہیں جنہاں والوں کی باتوں میں جیسی بکے کفرش ہوئے سب کو معلوم ہے پھر مولانا غوث علی شاہ صاحب کے عارفانہ چٹکے اور غریبانہ حیرانہ میں حقایق کی تشریح ناممکن ہے کہ پڑھنے والوں پر گہرا و خندہ کی متغنا و کیفیں بظاہر کی کر دے۔ یہ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک فرد شروع کرنے کے بعد پھر بغیر غم کے پورے کو ہی نہیں چاہتا اور پڑھنے والا گویا ایک حصار صبر و بزرگی کی محبت میں بیکر و لذت حاصل کرتا ہے جس کا بیان ہمیں مستحقان ابن ایسی پاکیزہ و دلچسپ ہے کہ سمان اللہ غفرلہ یہ کتاب ہر حیثیت سے نہایت دلکش اور پڑھ سوز و اثر ہے جس کو ظاہر پرست بچہ اور طلب کا لائق ہیں و اہل باطن کے اور۔ صفحات ۶۶ ۴۶ صفحہ قیمت ۴  
جس کی لکھائی اور کاغذ و دیہ زیب و قیمت صرف دو روپے چار آنے آئے۔ ۴

**انتخاب توحید**  
میر تقی کے مشہور و معروف اخبار توحید کی ایسی و مستانی اور گہرائی کی و کتاب میں اس کے منتخب مضامین کا نہایت ہی دلکش و دلنواز مجموعہ ہے جس سے مطالعہ عام میں غلامی صاحب اور دوسرے مستند اشعار و دانش کے قابل دید و متغنا ہو گئے ہیں۔ قیمت صرف ۱۲

**جنگ طرابلس**  
جنگ طرابلس کے ہولناک زمانہ میں اردو کے ہادیہ غلامی نے اپنی دادرلوں کو انسانی مضامین اختیار کر کے لکھ دیے ہیں جو کہ ایک ایک سطر نہایت ہی سوز و حرارت سے لکھا گیا ہے جس سے دل کو آزار پہنچے جس کے مطالعہ سے دل بہت حال ہوتی ہے۔ قیمت صرف ۱۲

علی گڑھ پریس مکتبہ قادریہ سعید منزل شہر میرٹھ

**حضرات** ! کیا ایک ذی علم مسلمان کے لئے شرم کی بات نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہے، قرآن کو دین و ایمان کا تاج ہے، لیکن یہ تو ہے جتنا کہ قرآن میں کیا لکھا ہو اس سے بچ رہے ہو تو کی۔ ایران، افغانستان میں لگی زبان میں ترجمہ قرآن بھی شائع نہیں ہے، لیکن اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان ملک میں علم سے علم عربی مراد ہے وہاں کوئی شریف مسلمان ایسا نہیں کہ ذی علم ہے اور قرآن عربی کو سمجھ نہیں سکتا ہے کہ جس کے مسلمان بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ یہ صرف آج کا ہندوستان ہے کہ یہاں کے ذی علم حضرات قرآن عربی سمجھنے سے ناگاہ ہیں اور ایسی ہزروت پر کافا کہ کے علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی نے جن کی جملہ تصانیف کی فہرست اس صفحہ پر درج ہے۔ یہ ہے قرآن مجید کا کیا حال!

مردود ہر عبارت قرآنی سے علامہ ایک کتاب کی صورت میں مرتب کیا ہے۔ اور مفسرین کی ایک فہرست مذات مکمل شائع کر دی ہے۔ اور شروع میں ایک ویب پیج بنوایا ہے جس پر

لکھا ہے جس کی سرخیاں حسب ذیل ہیں :-

- (۱) ترجمہ کرسٹ کا خیال کب اور کیوں پیدا ہوا۔ (۲) ترجمہ قرآن کی عظمت نازد کلانی اور زمانہ اخیر میں (۳) زائد حال میں ترجمہ کی ضرورت (۴) ترجمہ کے متعلق مترجم کے خیالات و تصورات  
(۵) سلاطین و امراء و پادشاہوں کی اشاعت کے اسباب (۶) ترجمہ کی اہمیت (۷) ترجمہ کی اہمیت (۸) مختلف ترجمے (۹) مذہبی کتابوں کی ضرورت (۱۰) اصولی و فہمی تعلیم  
(۱۱) مذہب اسلام (۱۲) کتب آسمانی اور پیغمبر (۱۳) دیگر ممالک کے پیغمبر (۱۴) حضرت ج. علی اور زید قرآن (۱۵) روایات و اختلافات (۱۶) قرآن مجید کا تفسیر (۱۷) قرآن کی صورتیں  
(۱۸) اور اس میں (۱۹) ادویہ قرآن (۲۰) اقواب قرآن (۲۱) فرقان کے تفسیر (۲۲) عقائد و احکام قرآن میں نہیں ہیں (۲۳) معانی قرآن کا اجمالی ذکر (۲۴) کمرہ اترتہ آفتاب میں۔  
(۲۵) قرآن کے معانی کا مکتبہ (۲۶) قرآن مجید کے ساتھ قرآن اسلام بھی دیکھنا چاہیے۔ (۲۷) برکات اسلام (۲۸) چند احکام قرآن میں پر صرف یونہی کے مذہب و فکر کا مکتبہ  
(۲۹) برکات اسلام کے لیے اسلام بھی دیکھنا چاہیے (۳۰) ہجرات (۳۱) مولف کی مصائب (۳۲) آیات قرآنی میں علماء کا اعتقاد (۳۳) درخواست مسلمانوں سے  
اس ترجمہ میں تو بیچ سنی کی گئی ہے اور بیچ سنی قرآن سے نکلے ہیں ان کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے اور اختلافات قرآن و علماء و حنفی الذہب و راہل شیئ میں جو مسائل مذہب و اختلافات مذہب میں  
ان کی توضیح کی گئی ہے۔ ہر مذہب کے سوائے ترجمہ اختلافی ہیں یا علماء و حنفی الذہب سے ایہی اختلافات کئے ہیں حاشیہ زیر میں سب کا بیان ہو۔ تاکہ ترجمہ سب کے مذہب کے لیے عیساں مفید ہو  
لیکن حق میں وہی ترجمہ اختیار کیا گیا ہے جو حنفی الذہب کے موافق ہو کیونکہ انہیں کی کثرت ہندوستان میں ہے۔

خاموشی و انزوہ کے قدیم تر ہے اور اردو کے بہت سے جدید ترجموں کو مقلدانہ کر کے نہایت محنت و اہتمام سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے اور باعتبار معبود اور باعتبار زبان مجھے ترجیح دینا اسے کہنا بجا ہے۔ یہاں وہ لکھنا ہے مرنے نہیں ہے کہ علامہ نے پچھپس برس کی محنت شاقہ سے یہ ترجمہ مرتب کیا ہے۔ بعض ناظرین کہ یاد ہو گا کہ علامہ کے مولیٰ اول شمس الدین صاحب نے یاد ہو گا کہ علامہ نے مولیٰ اول شمس الدین صاحب سے چار برس کے بعد شمس الدین صاحب نے مولانا نذیر احمد صاحب نے مولیٰ اول کا ترجمہ شائع ہوا تھا پھر اس کے بعد علامہ اسی کام میں مشغول رہے اور ان کا ترجمہ نکلا پھر یہ اسے ناظرین کو لکھ کر کہنا چاہیے کہ علامہ نے اسے دیر آدھ دہائی پہلے کہیں لکھا کہ دیر آدھ دہائی بعد ناظرین سے امید ہے کہ وہ خود یہ ترجمہ جاریہ دہائی میں طبع فرمائیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں اور کم سے کم اتنا تو ہو کہ یہ ترجمہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ہاتھوں میں پہونچ کر اشتہار کا باعث ہو۔ واضح رہے کہ یہ ترجمہ بیس زبان میں عام فہم طریقہ پر لکھا جائے گا تاکہ عام قاری بھی سمجھ سکیں اور لکھا جائے گا کہ یہ ترجمہ قیمت فی جلد مذتب تین روپیے (ستہ) (نوٹ) جہاں بیگزوں ہزاروں روپے اور کالوں میں بیچ ہوتے ہیں ان میں سے یہ ترجمہ قرآن کو سمجھنے میں بہت مدد دے گا۔

[illegible]

الشیخ عبد الواحد خان منیر قاضی اینڈ کمپنی گورکھپور

یہ صلوٰۃ شریف بہت بڑا باب  
نظر کر و شرق و غرب غائب

# کتاب الفوائد



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا آئینہ  
حسن تہذیب و معاشرت کا روحانی عجیب و غریب  
تہذیبی امارت کا قدیمی اسلامی مردوں کا ہر عورتوں کا  
اسلام پر جوں کا آئینہ مفید صدائے مشائیر کا ویکس مجموعہ  
ہر شمس مہینے کی پہلی تاریخ کو شہرِ طہ و شایع ہوتا ہے

سالانہ خدمتِ مصلحت اک  
نمبر اول و دوم  
قیمت ہر کپی ۲۰ روپے

حالِ ست سعدی کہ راہِ صدا + توں رفت جز در پے مصطفیٰ  
خلافِ مہینہ کے رہ گزیر + کہ ہرگز بمنزلِ خواہ رسید

انوارِ برکت و نور  
میں انوارِ برکت و نور  
میں انوارِ برکت و نور  
میں انوارِ برکت و نور



[illegible]



کی شیش کی قیمت  
۱۱) مہم سول



آپ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہوں تو

لال شربت

پلاویں، کلیب کی کمزوری، دلکشی، دلخیزی کو دور کرنا چاہتے ہوں تو

لال شربت

ہاؤ۔ پیدائش کے وقت کو بہت سیار ہونے تک۔ دایہ سال قائم کرتی ہے۔ پینس میں شیش  
اور رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے لڑکے، لڑکیوں سے پیتے ہیں۔ پینس کی پیک کو استعمال کرنا لڑکیوں کو

ڈاکٹر ایس کے برنبرگ و راتر اپت کلکتہ



قیمت ۱۲ روپے شیشی محصول ڈاک  
چار آنے

روزنامہ  
ہم سول

تمام اردو زبان کے روزانہ پرچوں میں بہترین اخبار

ہے جو ہر روز سید جالب صاحب دہلوی کی ایڈیٹری میں نہایت اعلیٰ درجہ کے  
ضمائم اور دیکھنے والوں کو لینے والے بہت آب و تاب کے ساتھ لائوسٹ روڈ  
لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے۔ اس اخبار میں ہر قسم کے مساعیات پر نہایت مدلل اور  
آزادانہ طور پر بحث کی جاتی ہے۔ ہندوستان کے ہر طبقہ میں اس کو پسند کیا گیا ہے  
اور خاص شہرت و مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔

اگر آپ نے اب تک اس کو نہ دیکھا ہو تو ذیل کے پتہ پر درخواست بھیج کر فوری

طلب فرمائیے۔  
مینجر روزنامہ ہم سول نمبر ۲ لائوسٹ روڈ لکھنؤ

پھل دیویش کے جنگی کارنامے

یہ ایک ایسی ہیروک کہ جس نے اپنے وطن کی آزادی کے لیے اپنی جان قربان کر دی تھی۔ اس کی کہانی  
بہت دلچسپ ہے اور اس کی تصویریں بھی بہت خوبصورت ہیں۔ اس کتاب کی قیمت  
فقط ۱ روپے ہے۔ اس کتاب کو پتہ پر درخواست بھیج کر حاصل کیا جاسکتا ہے۔

روزانہ  
العصر

اگر آپ ایک ایسا اخبار خریدنا چاہتے ہیں

۱) جو موت جی اور زندگی کے لیے وقف ہو (۲) جو ملک کو پابندی اصول و آئین کی برکات کو  
مستفید ہونے کی سہولت فراہم کرے (۳) جو ترقی و علم و عمل میں کوشاں ہو (۴) جو ملک کی حقیقی نمائندگی اور قوم کو  
ان جذبات کی تسبیح و تمجید کرے (۵) جو ملک و قوم کی ظاہری و باطنی خوشحالی اور ترقیات کے لیے جابر  
توشیح کرتے ہوئے عام اخباری اغراض کی حیثیت کو مد نظر رکھتا ہو۔ (۶) جو جنس لطیف  
کے متعلق بھی نہایت آگاہک اور پرینٹ پیش کرے (۷) جو دولت برطانیہ کا مفصل اور صحیح  
کیش مشہور ہو (۸) اسلام کا غلام ہو (۹) جو ہر قسم کے سووندہ اہم مضامین و خبریں خاص اہتمام  
سے شائع کرے اور + تو

روزانہ العصر خریدیے

سالانہ ۱۲ روپے کے لیے ۱۲ روپے کے لیے ۱۲ روپے کے لیے ۱۲ روپے کے لیے  
اور ایک ماہ کے لیے ۱ روپے کے لیے ۱ روپے کے لیے ۱ روپے کے لیے ۱ روپے کے لیے  
مونہ ذیل کے پتے سے منگوا کر ملاحظہ کیجیے

مینجر اخبار العصر



روشنی مومن سیرت انبیا کھنڈ ہفتہ وار شائع ہوتا ہے  
ہندوستان کا

بہترین طریقہ پرچہ جو دلکش مذاق پرانی میں ہندوستان کے  
اخلاقی تمدنی اور سیاسی معیار پر رائے زنی کرتا اور اردو کے مشہور ظرافت نگاروں کو لطف  
مضامین نظم و نثر کا گلدستہ ہوتا ہے اور وہ پنج اردو کا واحد اخبار ہے جو بالترام ادیبوں کا رگون  
بھی شائع کرتا ہے۔ قیمت سالانہ صد روپے شش ماہی ہے اور پانچ روپے نمونہ منیجر اور پانچ روپے منیجر

## پہلے درویش کے جنگی کارنامے

درویش ان بڑی کامیابیوں میں خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے  
عسکریوں کے تحت میں نہایت موثر اور دلکش آری مضمین کا لکھ قابل دید سلسلہ  
حضرت مولانا جو مضمین نظامی صاحب نے میرٹھ کے ماہوار مذہبی ماہی رسالہ راز و نیاز  
میں لکھنا شروع کیا ہے اس لکیر سلسلہ کا پہلا حصہ راز و نیاز کے نو روز نمبر  
میں درویش جنتی شائع میں شائع ہوا ہے جو صاحب اس اثر  
انما زبانی مضمین کے مطابق سے لطف آٹھانا چاہیں وہ صرف ۳۰ روپے  
بجائے کہ پہلے درویش جنتی ۱۹۱۶ء منگالیں جس میں سال بھر کیلئے  
مازاد اور تحرو اقطار کے نہایت معتبر اوقات ایک ہزار سے زائد بزرگان دین کو عرب  
کی تاریخیں حضرت جرجیس علیہ السلام کا جنت آموز قصہ اولیا اللہ کے دلجو  
حکایات فقہی مسائل شرعی آداب اعمال و وظائف مجرب علاج اسلامی اخلاق  
در مسائل کی فہرست اور بہت سی کار آمد اور دلچسپ باتیں درج کی گئی ہیں اور  
جس کی ایک ایک سطر پڑھنے کے قابل ہے رسالہ راز و نیاز جسکی سالانہ قیمت  
۱۳ روپے شش ماہی ۱۳ روپے اور سہ ماہی ۷ روپے کے مستقل خریداروں کو درویش جنتی  
مفت دی جاتی ہے۔ محض ۷ روپے کر کے آپ درویش جنتی اور  
مازاد و نیاز کے دو پرچے خرید سکتے ہیں۔

## ضرورت ہے

درویش جنتی ۱۹۱۶ء کو کیش پر فروخت کرنے کے لئے ایک دن  
کی بہت جلد ضرورت ہے۔ ۲۵ جنتیوں کی قیمت ایک دنوں سے بجائے ۱۱  
کے لئے دی جائے گی۔

منیجر ماز و نیاز درویش جنتی کہتے ہیں

## ربیعہ حالی

جسکی قطع پر نہایت نفاست خوشنما کے ساتھ  
جلی قلم سے نہایت خوشخط لکھو اگر طبع کرائی گئی ہیں  
یہ نہ صرف بچوں کو اردو زبان اور اخلاق کی تعلیم دینے میں بلکہ خوشنویسی سکھانے  
میں بھی بہت مفید ثابت ہوں گی قیمت ... .. ۵ روپے

مناجات ہوہ شوی حقوق اولاد۔ { مولانا حالی مرحوم و  
نظمیں جن میں ہوہ عورتوں کے نکاح ثانی اور اولاد کی تعلیم و تربیت کے فوائد  
کو نہایت موثر انداز سے سمجھایا گیا ہے۔ جیسی ساڑھ پر یہ دونوں نظمیں بہت  
خوشنما چھپی ہیں والدین اور ہوہ عورتوں کو ضرور منگانی چاہئیں۔ ۵ روپے

## ضمیمہ کلیات نظم حالی

یعنی مولانا حالی کے فارسی اور عربی کلام کا مجموعہ جو ابھی حال میں  
شائع ہوا ہے۔ جن حضرات کے پاس دیوان حالی ہے وہ اس مجموعہ کو  
بھی ضرور منگائیں۔ قیمت ۱۲ روپے

قطعات حالی۔ جیسی ساڑھ پر نہایت خوشخط و خوشنما تیار  
کیے گئے ہیں۔ بچوں کو اردو پڑھانے اور  
زمانہ حال کی ضرورت کے مطابق تعلیم دینے کے لئے اردو میں قطعات  
حالی سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ قیمت ۷ روپے

پیشات حالی { مولانا حالی مرحوم کے حالات زندگی۔  
جن کے پڑھنے سے بصیرت و قومی ہمدردی  
پیدا ہوتی ہے۔ مولانا حالی کے کلام پر ریویو بھی ہے اور شریع  
میں مولانا مرحوم کی تصویر ہے۔ قیمت ۶ روپے

منیجر مکتبہ قادریہ کیمپ میرٹھ

پھر قسم کا عمدہ پتھر کی چھپائی کے لئے عصر جدید پریس کیمپ میرٹھ خاص شہرت حاصل کر چکا ہے۔ منیجر



ہندوستان کے تمام اُردو زبان کے زمانہ پرچوں میں ممتاز اور سب سے اچھا  
مصنفہ داراجا جس کو تمام تعلیمیاتہ خواتین نہایت شوق سے دیکھتی ہیں اور اس  
کے اخلاقی، ادبی، معاشرتی اور تمدنی مضامین سے فائدہ اُٹھاتی ہیں۔ لاپرواہ  
سے ہمیشہ اپنے ٹھیک وقت پر عمرہ کاغذ اور لکھائی اچھائی کے ساتھ شائع ہوتا  
ہو۔ قیمت سالانہ چھ۔ منیجر تھذیب النسوان لاہور

جناب مولانا عبد اللہ العلامی کی ایڈیٹری میں لاہور سے روزنامہ شائع ہوتا ہے ہر قسم کے کارآمد مضامین اور دلچسپ خبری معاطات کو لبریز ہوتا ہے۔ لاہور کے روزانہ اخباروں میں کسان کو خاص اہمیت حاصل ہے قیمت سالانہ ۱۰ روپے ششماہی ۵ روپے سہ ماہی ۳ روپے ماہوار ۱ روپہ ۶ پیر۔

ملت تھر منیجر کسان لاہور

مہندستان بحر میں اپنی طرز کا پہلا افسار ہی بہند  
 کرنا اور اربع مسلم شہنشاہ دارموندی فتح  
 مساکو کر میں بیلا چ چنایں چکا چو سنی  
 کی غولی اور نکالنا : ہر چہ نہ ہو سہا  
 قیامت سلائے شہنشاہی چکر شہی  
**دائرہ معارف مشرقیہ**  
 جو صاحب اثرہ معارف مشرقیہ کجس فی حد  
 پانچویں خیریکام تبیین صورتیں سال کا  
 ان کی جس رقم وہیں نوادی جانیک کی  
 دائرہ کی مسو تا جلی لایت کو حصہ کی تہیک برابر  
 ہوگی باقیات ہی جانیک دائرہ لیکہ علم لشان علمی  
 ترک کیا خیریکام اور تربیت مساکو فرض ہو کہ  
 جانیک حیثیت ہو کہ مساکو اس ترک کی تہیک کو  
 کہ چنانچہ : لہذا جو جس کی درخواست کا پتہ  
 بہند دفتر معارف مشرقیہ کرم آباد (گجرات)

ہفتہ میں دو بار  
 دینی، اخلاقی، سیاسی اور وقتی مسئلوں کو  
 شناسین کا ذخیرہ، خبروں کا مجموعہ، قول و اسما  
 و عمل کا پتہ، خادموں کی تعریف کی یاد تازہ کرنا  
 ہفتہ باعفی عنہا دینی کی اخلاقی اور سیاسی گونش کا  
 بخود اور پسند کے بغیر خواہ نہایت آجے تاکہ ساتھ  
 ممتاز اور فضیلت شہر بخور (موسیقی) کی شائع ہو جائے  
 قیمت سالانہ یکم چوبیس روپے  
 لیے گئے، ہفتہ کو دو نوں پر چوں کہ مجموعہ کی اسافان  
 قیمت ضرر۔ ہفتہ وار پرچہ کی سالانہ قیمت لکھ  
 نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو گا۔ درخواستیں  
 ذیل کے پتہ پر کرنی چاہئیں۔

مجید حسن مبین مالک و مینجر  
اخبار مدنیہ بکھنور (صوبہ مٹیہ)

**دارت کا چہرہ**

ڈاک کا جہاز عجب

پوچھ رہے ہیں میں رنگ بزرگ کے مسافر طبع طرح کو پارسل  
ملک ملک خط اور اخبار جمع ہوئے ہر مل سے علی درجہ کے لوگ سوار ہوتے ہیں  
سیر مکہ کا تیار سالہ راز و نیاز بھی ڈاک کا جہاز ہے جو مانگو اس میں موجود  
علی حجت دیکھیں ہوتا راز و نیاز ہر پنجم منکر سامنے آئے تو ہی مسائل کیجئے خواہ تو ہرجائی اولیا  
پر علم بات اسیں ملی ہے خانہ داری قصہ کہانی طبی بیان سکے الگ الگ باب جو پڑھتے پڑھتے جی  
گھبرائے وہ سنسنے بیٹھے لوگ انڈیا جو بال حاضر ہے معلوم ٹل لگی ہو جوانی پر جو پاؤں کو علاوہ از دنیا  
میں نہ چپکے گا تو دل دور لیکن تصور یہ بھی ہوتی ہیں لرز و نیاز و حقیقت ڈاک کا جہاز ہے نہ نرسا  
کے سمندر میں ہزاروں آدمی جہاز اخبار دن در دو کوں کو پہنچتے ہیں گر پی یو (پولی) کبھی کا جہاز پی  
انڈیا اوکا جہاز ڈاک کم کم نہیں ہے اس کا ہر صفحہ سیاسی علمی اور شاد مہربان ہو جس کو ایک کے چکر  
کے مسافر خود جس غلطی کو مضامین و نگارنگ کی بہادر دیکھتی ہو تو آپ بھی  
جہاز کا محض خرید لیجو قیمت ملازم غیر ششماہی سا اور

سہ ماہی مر ف سار

**مشترکہ راز و نیاز کی پیش قدمی**

مع فصل سولہ زبان اردو موسوم بہ لسان الغیب از میرزا القادری - ۱۵۱ - ایل  
ایل بی دکن ایست آباد ایسٹ اسٹریٹ کچھن دیکھی ہوگی حوفا نہ رنگ بھی نہیں جو ہو  
اور ادنیٰ پہلو بھی طوطا گزیر لعلہ اور دو فارسی دوعی اشعار کو معانی اور بھی واضح ہوگی جس کا جانا آتا  
قرآنی و احادیث نبوی صریح میں کاغذ لکھائی قصیدی انہایت اعلیٰ پروردگار حضرت آقا محمد مصطفیٰ  
قیمت فیتر لعلہ دو جلدیں ہیں، حدیثیں، مصنف کا تہہ یہ طلب فرمائیے۔

[illegible]







## عطر عن یا جذبات سلم

دور جہد کے مشہور مکتبہ مولانا حالی  
پیشکش ہے مولوی علی ظفر خاں صاحب  
شوق، عمدہ ذخیرہ کی مقبول خاص عام قومی  
اور مذہبی اظہار کا نہایت عمدہ مجموعہ  
جس کا ہر مسلمان کے کتب خانہ میں ہونا ضروری  
ہے اگر تعلیم بخود کو حفظ کرادی جائیں  
تو ان کے دلوں میں تو سیک کے جذبات خوب  
راج بوجھائیں گے قیمت ۱۲

**حیات اہدی** ولی کامل حضرت ابو  
بکر صریحہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلچسپ واقعات  
قیمت صرف (چار آنے) ۴

**آئینہ خوشنما سی** تصنیف کی  
بے نظیر اور اجاب کتاب خدا شناسی  
کی سب سے کفایت و سوز کے جذبات پر قابل  
دید ہے قیمت (دو آنے) ۲

**محاربات تیلیسی** سلطان صلاح الدین  
کی مشہور تیلیسی لڑائیوں کا مفصل حال  
جس کے مطالعہ سے اعلیٰ جوش پیدا ہوگا  
**میلاد الرسول** مولانا شاہ محمد حسن  
سوان صاحب پھولادی مرحوم کا تصنیف  
کردہ ایک طرز کا مولود شریف جو حضرات  
اہل تصوف کے طبقہ میں بجا مقبول ہوا  
نہایت دلکش و دلچسپ اور عمدہ ۵

**خزانہ صنعت و حرفت**  
بیسویں قسم کے صنعتی چیلنے اور نکلار  
ذخیرہ اور روپیہ کمانے کی صد بابہ قیمت  
ترکیبیں اور کار آمد نسخے دیے گئے ہیں  
۱۰ قیمت صرف (آٹھ آنے) ۸

**دانا گنج بخش** رح کی سوانح عمری -  
چناب کے سب سے پہلے اعطاء اسلام حضرت  
علی محمد جو جو ری عورت دانا گنج بخش  
کے دوسرے اوسبق آموز حالات ۱۰

**سیان حسرت** مولانا شبلی رح کی لکھی ہوئی  
امیر خسرو رح کی سوانح عمری قیمت ۱۰

## عمر و عیار کا چچا یا باغ صنعت

جس میں انجمن انوار اسلام کے مشہور  
اور لائق شہرت باغوں کی خاص طبیعتیں  
کے منتخب نمائندہ عجیب و غریب شعبہ و صنف  
میں اور نیز چاندی سونے کا طے چڑھنے  
کے عمدہ طریق بیان کیے گئے ہیں قیمت ۸

**اور اوقا ورمی** سلسلہ عالیہ قادریہ کے  
میرزا واد و اعمال اور وظائف جو بڑے بڑے  
بزرگوں سے منقول ہیں قیمت ۱۲

**الوارث** منہ و ستان کا مشہور رزم عشق  
بزرگ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب کے چاروں  
اور نہایت دلوز حالات قیمت ۱۲

**ایڈیٹر کا حشر** مولوی ظفر عثمان  
صاحب بی۔ اے کا لکھا ہوا ایک نہایت عبرت  
ناک افسانہ، اسٹار نویسوں کی بالی مشکلات  
کی بقی تصویر قیمت صرف ۱۰

**چند دن بعد کیا ہوگا** اس کتاب  
میں نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب سوا  
بیان کیے گئے ہیں قیمت صرف ۲

**لباس المحبوب** خدا کی بارے حبیب  
کس قسم کا لباس زیب تن فرماتے تھے اسکا مفصل  
جواب یہ رسالہ نگار محبان رسول کے پاس ہے کہ  
وہ اس کتاب کو پڑھ کر بھی حیرت کا لباس اختیار  
کریں کہ حبیب حضرت پیغمبر تھے ۳

**مجموعہ ولید زور و زور شیر و زور**  
مولود شیرانی کی مجلس میں پڑھنے کے لیے نہایت  
نور و شہرت کتابچہ میں حضرت سرور کائنات کے  
ضامن شہد کو بڑی خوبی سے شرف نام ہیں  
جوان کیا گیا ہے قیمت (بارہ آنے) ۱۲

**عرفان ایمان** اس کتاب میں اہل  
و جماعت کے مذہبی عقیدے کی تشریح ہے  
قرن و نہایت سیر اور دلچسپ لکھی گئی ہیں ۱۰

کے بچے بنا - تہذیب و تمدن و ترقی پر  
**غلوہ فریاد** - ڈاکٹر اقبال اور دنیا بیک کی  
دو مشہور و مقبول نظموں کا مجموعہ قیمت ۳

## شاعرانہ خیالات

اس میں لکھنؤ شاعری  
کا فقر و کسب سال اور شہر و مشہور شعرا کا  
کی بہترین اظہار کا ایسا اردو ترجمہ ہے جو  
مالی اور لفظی اعتبار سے اس کتاب کو بہت بلند کیا  
جاسکتا ہے محکم جامع اس کتاب میں  
۵ ہزار سے زیادہ قصائد کے حالات لکھے گئے  
ہے جو سب کے سب نئے ہیں قیمت ۳

**خواجہ خضر کے حالات** کوئے سلطان  
جو خواجہ خضر کے نام سے واقف ہو ان کو مبارک  
مقتدر و دلوز حالات اس میں دیے ہیں ۲

**رسول عربی** حضور مسلم کی عام فہم نہایت  
دلچسپ سوانح عمری قیمت ۸

**بنت الرسول** خاتون جنت کے حالات  
حضرت خاتون زہرا کی مکمل سوانح عمری قیمت ۱۵

**اصول سر اغسانی** - پونیس والوں  
کے عجیب و غریب کتاب ہے قیمت ۲

**ہماری بہنوں کے مسائل** خواجہ غلام  
صاحب رح کا ایک بے نظیر مضمون جس میں سوائے  
کوئی اور جوہر نہایت بابر کے مجمع مسائل ترقی کر  
اگاہ کیا گیا ہے قیمت صرف ۳

**میرزا رخ** موت کو بعد اور قیامت سے پہلے  
انسان پر کیا حالت گزرتی ہے - اس سال کو  
مطالعہ سے معلوم ہوگی یہ کتاب سلسلہ صبر کے  
ایک بہترین قرآن و حدیث کی چاشنی دیکھ لی ہو گی  
ایک نوجوان مرگے جو خوش تعلیم کا سوداوی مادہ  
نئی روشنی والوں کی بکری ہوئی طبیعت کا نگار  
صاف کر دیتی ہے قیمت صرف ۱۲

**مستر محمد علی کا مقدمہ** پر لکھی  
کی سخت گیر روی پر پائی کی شکایت کی رائے -  
میر محمد علی (مترجم) کے مقدمہ کا میرزا غلام  
فرغی الدین الدین کو بچوں کی تعلیم  
کے بہترین اور دلکھانہ الاکھبے سب از کمال  
میں لکھا ہوا ایک نہایت مہرور ہے ۲

**خون شہادت** (دو قسط) حضرت سرور  
اور حضرت حضور کے دلوز حالات - ۱۲

## آئین و تہذیب نو لیس

اس کتاب کی  
مدد سے ہر شخص جلد قسم کی اصلاحات  
انوار انجمن اور اصلاحات و خیرہ خود ملک  
و انصاف نویسی - اہلکاروں صاحبوں اور دنیا  
کے لیے نہایت کارآمد ہے - دو نکتوں کی  
**طاعون کا علاج** - ہر مصلحتوں کی  
تایید حقیقت خدا کے اسباب و علامات پر نہایت  
محققانہ بحث اور تمام عجیب و غریب قیمت ۲

**مادہ محمدیہ** - ان کھانوں کا مفصل بیان  
جو حضور مسلم کے حضور میں پڑھے جاتے  
آپ نوش فرماتے تھے وہ دعائیں بھی دیں  
آپ کھاتے قبل اور بعد لکھا گیا قیمت ۳

**عرفان کی تخلی** - حضرت خواجہ حمیدی  
کے مقبول و مشہور حالات قیمت ۳

**حیات خوشیہ** - حضرت غوث پاک کے  
حالات اور لطائف و اشارات سے خوش  
عالیہ قادریہ قیمت (دو آنے) ۲

**مذکرہ خوشیہ** مولانا غوث علی صاحب  
ہانی کی قلمی رائے زندگی کی اعلیٰ تصدیق  
**اسلامی نوٹ بوک** - ممالک اسلامیہ میں  
مقامات مقدسہ - عمارت مشہور اور عجیب  
ذہنی و علمی تصویروں نہایت عمدہ کاغذ پر چھپکر  
افریقہ سے آئی ہیں قیمت صرف ۸

**روزنامہ سیاحت** - خواجہ غلام  
محمود کا مشہور سفری رح میں عراق عرب - ایران  
کا کشیدہ نقشہ شام - مدینہ منورہ اور  
مصر کے بعض مشہور شہروں کے عجیب و غریب  
ہر دو اہل کو مسلمانوں کی اطلاقی زندگی اور  
حالات نہایت قابلیت اور بیدار فہمی سے  
لیکھے - قیمت صرف (دو روپے) ۲

**الوارس اطعمہ** - پڑھنا مشہور و مقبول کتاب  
جس کی عربی عمر میں دھوم مچا اور سب کو خوش  
اور خوش و خوش و خوش و خوش و خوش و خوش  
دیا گیا ہے کہ کسی کو مصنف و انصاف کی بے جا  
نہیں ہو سکتا - قیمت (سواروہ) ۱۲

**کفایت شکاری** - عجیب  
 غریب کتاب؟ اکثر اساتیس کا کچھ اور  
 قریب ضمیمہ "تہذیب" کا سلیس اردو  
 ترجمہ جو جسیر کفایت شکاری کے اصول کو  
 نہایت دلچسپ پرلے میں بیان کیا گیا ہے  
 اور مختصر بحث کی گئی ہے لکھائی چھاپائی اور  
 کاغذ نہایت دیدہ زیب اور عمدہ آپ کے  
 کتب خانے میں اگر اس کتاب کی کمی ہو تو فوراً  
 طلب فرمائیے۔ قیمت صرف (اکھ آنے) ۱۸  
**نابلہات قاری** - دہلی کے مشہور  
 پتہ پاپن، راجستھان قاری سر فرحید  
 صاحب رحمہ اللہ کے تین مقبول عام  
 اہمیت پر مشتمل اور دلکش ناولوں مجموعہ  
 سہولت اور شاد رہنا کا خوشامیودہ  
 شروع میں مصنف کی عکس تصویر میں ہے  
 اور اخلاقی تعلیم کی چھاپائی عمدہ۔ محمد عظیم  
**اقبال وطن** - شرفائے دہلی کی دینو  
 کی زندگی کی دلچسپ تصویر جس میں دلوں اور  
 صورتوں کی بے شمار شادی بیاہ وغیرہ کی رسم رقص  
 شو کے باوجود واقعات وغیرہ فحش کے پیرائے میں ہیں  
 دلی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲  
**تائید الاسلام** - مہینہ اسلام خصوصاً  
 آج کے روزگار میں اللہ جل جلالہ کی آیت پر  
 لیا و عزت منات پر بیان کا دلائل پر ۱۵  
**تحقیق الحق** - مسطورہ وصحت الوجد کی  
 حقیقت اور حقیقت کا دلچسپ بیان فلسفیانہ  
 سائنس پر مشتمل مجموعہ کاروانی جلد پانچ ۱۸  
**تحقیق الخلق** - میں مادی و حقیقی و عقلی  
 دلائل سے تحقیق نفسی کتاب کیا گیا ہے اور غیر معتقد  
 کو یقین دہانی دہی کہ میں نے کیا کیا ہے ۱۵  
**تحقیق المسلم** - جو اسامع کا دلالت پر  
 دینا جو تو خدا طلب فرمائیے۔ قیمت ۱۵  
**تحقیق البید** - قرآن و حدیث اور کتب  
 سے تدریجاً و غیرہ کا بہرہ و دست ثبوت دیا گیا  
 ہے نہ صرف لکھنے والی غلطی کو ظاہر کیا ہے ۱۵

**انجیل الحق** - مسطورہ دکان خفہ کے عدم وجود  
 میں بلکہ جو فتویٰ شائع کیا تھا اس کا جواب ۱۴  
**مکتبہ السلیس** - نافع نزاع الماتین  
 آئین خارجی بندہ آواز سے کسی جگہ یا ہر جگہ  
 زبردست تحقیق جس میں ختم ثابت کیا گیا ہے ۱۴  
**واقع الزام** - سولین و جانشین حضرت  
 مولانا یحیٰی صاحب پر بلوی پرنسپل کے جواب ۱۴  
 لکھا گیا ہے جو اس کا مکمل جواب۔ قیمت ۲۵  
**تنبیہ لشکرین** - فیضا اللہ "میں بیانیہ  
 فی احکامات میں" میں مین بالجوہر کی حیات ہے  
 جس کا مکمل جواب اس رسالہ میں کیا گیا ہے۔ ۱۴  
**کما یقول تعالیٰ** - ارباب حجت پر حضرت  
 نقشبند کے کچھ اعتراضات کیے تھے قابل مصنف  
 ان کا رد حضرت نقشبند کی کو ثابت کیا ہے ۱۵  
**القواعد الصابطہ فی اثبات الربط**  
 عہدہ راجہ کے ثبوت میں حضرت مولانا احمد سعید  
 صاحب پیش فرمائی رسالہ قیمت ۱۴  
**ہدایت الاسلام** - اسلام علیکم کی فضیلت  
 اور آداب، تسلیم، بندگی وغیرہ کی مذمت ۱۴  
**عجب العقاب** - عن النابغ الکذاب اب  
 رسالہ میں حضور پر نور کو فضائل اور حضرات  
 آئمہ دہلیہ کا دلائل ثبوت و قیمت ۱۴  
**فلاح دارین** - روزمرہ کی دینی روزانہ  
 ضرورتیں پوری کرنے والی پیش کتاب مراد حضرت  
 دونوں کے بچے مفید تھا کہ مسائل اور دینی  
 اخلاق و تصوف پر بصیرت اور فہم کی کارآمد  
 سلیقہ کا ذخیرہ۔ مسطورہ حضرت کے لیے نعمت غیر متر  
 حدیث فقہ کلام طب اور اخلاق و تصوف کی  
 مقبول و مستند کتابوں کا مکتبہ قیمت ۱۴  
**جواہرات** - ابن حجر عسقلانی کی مشہور کتاب  
 منہیات کا سلیس اردو ترجمہ۔ بچوں کا آئین  
 جوانوں کا معیار۔ بڑھوں کا رہبر قیمت ۱۴  
 علاوہ اس اگر آپ کو ضرورت ہو تو جلد بندی کا کام  
 میں جن کی اجرت کام کی حیثیت سے نہایت سبکی ہے۔  
 ہر کتبہ قادر کیمیت پر

**نفاذ الاستقام** - تقریباً ایک ہزار عربی  
 اور شریعتی کا مجموعہ۔ حضرت مولانا غلام  
 مآثر سوانح و غزوات اور خوارق و عجوات کا آئینہ  
 منہاست ۱۰ صفحے۔ قیمت (علم)  
**خون ناحق** - لکھنا کا دو جلدی رسالہ  
 پر دادوں کے دل جلانے والے مسلمانوں کو  
 مجبور۔ جنگ عروہ میں کے معاملہ اور منظور  
 فی الملویت اور سبکی کی دردناک تصویر پر لکھا  
 ہر لکھنا کو حیات کا حجت انگیز بیان۔ علم ۱۴  
**انتخاب توحید** - میرٹھ کے مشہور مفتی  
 انجیل توحید کی پہلی و سنی کا بزرگوں کی یا گیا  
 خواجہ حسن علی صاحب کے پچھلے میں ادھوٹوں  
 کا مجموعہ عجیب غریب چیز ہے۔ قیمت علم ۱۴  
**تواریخ عجیبہ** - مولوی محمد انیس صاحب  
 تنبیہ بلوی کے پروردگار شاہ سید محمد صاحب  
 جلی کا ناموں اسلامی کو ششور اور کرامات  
 خطوط وغیرہ کا دلکش اور مزہ جوہر قیمت علم ۱۴  
**خیر تسلیم** - بیان اہل بیت کے لڑکوں کے  
 خوشی و مسرت و ان پر کیے گئے کچھ کچھ  
 اور کس نوع و شوق و مصروفیت کے ساتھ انہیں پیش  
 کیا گیا۔ ان لڑکوں کے سوالات کا جواب خیر تسلیم  
 میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت (چھ آنے) ۱۴  
**محمد کا مکتبہ** یا علمی بیوروں کا گلدستہ  
 جوہر اور حسن علی مولانا ابو الکلام آزاد حضرت  
 کبریا کے باری اور ان کے فضائل و مناقب میں  
 نظم و نثر سے آراستہ کیا گیا ہے عید کارڈوں میں  
 پیشاب کرنے کی بجائے احباب کو یہ تحفہ اور اپنے  
 بچوں کو یہ گلدستہ دیکھیے۔ قیمت ۱۵  
**آئینہ قیامت** - واقعات عہد میں  
 نہایت معتبر اور مبسوط رسالہ۔ تجربات نظم و نثر  
 کا مجموعہ جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت  
 فلسفہ معلوم ہوتا ہے۔ قیمت چھ آنے بمقامی کتب

**کاشف الاسرار** - مسطورہ غار میں مولوی  
 صفوان صالح کا ذخیرہ غزوات و شریعت عمل کیے جو  
 دیکھ کر ہر مکتبہ کی کتابی جواب قیمت ۱۴  
**وجہانی لشکر** - عربی و سنی و گزشتہ  
 بنگالی شہر کے ان شہر کے مسطورہ اشعار اور نثر  
 ایک کون آئینوں کا مجموعہ جس کے بہتے بہتے مسطورہ  
 کرم پر حال و جلدی ہوئی ہے۔ اپنی قسم کی پہلی کتاب  
 ہے اور اہل اللہ کے لڑنے و نیاں سوز و گداز کو سکون  
 مضطرب کا نادر مجموعہ۔ قیمت صرف ۱۴  
**سی پادول** - خواجہ حسن علی صاحب کے تمام  
 دلکش مضامین کا قابل قدر مجموعہ قیمت علم ۱۴  
**محمدمنامہ** - غور کے واقعات کا بیان جو  
 خزانہ علمی صاحب پر اثر و نفوذ میں جیسا ہوگا  
 اور کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ قیمت ۱۴  
**میلاد نامہ** - خواجہ صاحب کی تازہ و  
 عجیب غریب تصنیف جس میں سول مقبول کے  
 واقعات میلاد کا پر خفا میں لکھیں بلکہ ایسا  
 نور طلب فرمائیے۔ قیمت ۱۴  
**خواجہ جیسا** کی مندرجہ ذیل تصانیف کا مجموعہ  
 بر غل میں مقبولیت حاصل دلی کو پہنچانے ضرور  
 قیمت لکھنے پر لکھا گیا ہے۔  
**عذر دہلی کے افسانے** - ۱۴  
**آئینہ خطوط نویسی** - ۱۰  
**گاماخاتون** کی داستان ۱۴  
**شیخ سنوی** کا پانچویں سہم ۱۴  
**پیشہ جی** اشارہ کی اردو دعائیں ۱۴  
**روزنامہ** سفر سندھ و شان قیمت ۱۴  
**روزنامہ** بالخصوص خواجہ صاحب کے سفر  
**دشام** مدنیہ و غیرہ کے عجیب حالات ۱۴  
**فلوں کی تصویر** کے بلاتعداد ۱۴  
**مغولوں کی عید** کی آنت کو چوک ۱۴  
**فرانسیسی** روٹش کے مخطوطات ۱۴  
**اسلام کا انجام** ۱۴  
**سرمیں** نامہ ۱۴  
**۱۴** - طرہ حقیقت کی پہلی اور دوسری ۱۴

نارنگ پبلیکیشنز، لاہور - اسلام آباد - کراچی - پشاور - راولپنڈی - فیصل آباد - جالندھر - ملتان - گوجرانوہر - راجستھان - دہلی - ممبئی - بنگلہ دیش - پاکستان - افغانستان - ایران - عراق - شام - لبنان - اردن - یمن - عمان - بحرین - قطر - کویت - سعودی عرب - عراق - شام - لبنان - اردن - یمن - عمان - بحرین - قطر - کویت - سعودی عرب

# رسالہ اسوۂ سیرت مجاہدہ جنوری ۱۹۱۶ء مطابق ربیع الاول ۱۳۳۵ھ تقابلی ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ

نمبر (۳۰)

فہرست مضامین

جلد (۴)

## اصلاح الاخلاق والاعمال

غنیم کا لشکر - جناب مولوی سید محمد الدین حسین خاں صاحب ... ۱۶۶  
مرکب شراب خواری (نظم) جناب شی عبدالحق صاحب خلیفہ دہلوی ... ۱۶۸  
مکالمہ احباب (نظم) جناب سید محمد ظہیر الدین صاحب گیلانوی بہار ... ۱۶۸  
رباعیات اوج - جناب حافظ محمد یعقوب صاحب آوج گیلادی ... ۱۶۸

## حکمت و موعظت

تموت کی گھڑی - مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی  
(درمختار لکھنؤ) ... ۱۶۹  
پسند بردیوار - ماخذ ... ۱۷۱

## تذکرۃ السلف

اہل بیت رسول کے تین روزے (نظم) جناب (ملک الکلام) منشی سید محمد لائق حسین صاحب  
قوی امر دہلوی (در نامہ الاخبار) ... ۱۷۶  
استقامت (نظم) جناب حکیم سید ظفر حسین صاحب آلظہر دہلوی (در شہندہ) ... ۱۷۶

## علم و ادب

وہاب اردو میں لفاظ سنسکرت - علامہ ابو الغضنبل محمد احسان اللہ  
صاحب عباسی ... ۱۷۳  
سائنس کی قوت - (ماخذ از حکمت علی) ... ۱۷۳

## برائت

دارالحديث دیوبند - جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب مدگار  
مہتمم مدرسہ دیوبند ... ۱۷۵

## تبصرہ

آل انڈیا مسلم لیگ کونفرنس ۱۵۴۱ اہل انڈیا مسلم لیگ صفحہ ۱۴۸  
آرڈو کا نفرنس ۱۵۴۱ اردو انٹرنیشنل پیڈیا ۱۵۴۱ قوت قار الملک  
مروج ۱۵۴۱ اقبال پر طلال ۱۵۴۱ ایڈیٹر اسوۂ حسنہ کے متعلق  
عظمتی ۱۵۴۱ معاونین اسوۂ حسنہ ۱۵۴۱

ہمارے معاصرین -  
ستارہ صبح - آدھ پچ ۱۵۴۱ نظام المشائخ کا دیو کی نمبر ۱۵۴۱  
رآدو نیاز کا نور نمبر ۱۵۴۱  
کتاب جدیدہ -  
میلاد نامہ ۱۵۴۱ حمایت الاسلام ۱۵۴۱ تعزیت نامہ ۱۵۴۱ عایشہ  
مدنیہ ۱۵۴۱

## معار القرآن

منیر کی صدا - جناب خان بہادر مرزا سلطان امجد خاں صاحب صفحہ ۱۵۷  
قرآن اور حقوق نسواں - ماخذ از تفسیر العتبات ... ۱۵۸

## تعلیم و سلام

علم و اسلام - جناب منشی عبد الکریم صاحب ساکن کلدیہ ... ۱۵۹  
نکاح اسلام میں - جناب علامہ ابو الغضنبل محمد احسان اللہ صاحب عباسی ... ۱۶۱  
بھوٹی قسبیں - ماخذ از الاسلام مصنفہ علامہ عباسی ... ۱۶۳

## مذاکرہ و مناظرہ

سجود شوق القمر پر ایک تحفظ نظر جناب مولوی نیاز محمد خان صاحب قادیانوی ... ۱۶۴  
بیان بالعتد - (ماخذ از حقائق الاسلام) ... ۱۶۵

## معاونین کا شکریہ

ماہ جنوری میں مندرجہ ذیل اصحاب نے مسودہ حق کی ترویج اخلاص سے کوشش اور مادی اعانت کی طبع قوت فرمائی جو ہم میں نام حضرات کا بہت بڑا شکر ہے  
اداکرہ ہوا امید ہو کہ دیگر ناظرین اسوۂ حسنہ کی توسیع اشاعت میں سی فرا کر ممنون فرمائیں گے جناب منشی محمد خاں صاحب (پونہ) نقد علیہ  
باب مولوی ابو الغضنبل محمد احسان اللہ صاحب عباسی ۳ - جناب ڈاکٹر محمد فیاض خاں صاحب ۳ - جناب احمد عبد الحق صاحب ۱ - جناب محمد عبد الحق صاحب آردہ - ۱ - جناب علامہ محمد تقی صاحب  
باب مولوی علی محمد صاحب ۱ - جناب محمد دامن صاحب بھوپال - ۱ - جناب محمد الدین صاحب اینٹ کشین رامپور - ۱ - جناب سید الدین صاحب سہیل آباد - ۱ - جناب سید محمد علی صاحب  
لام الدین صاحبان - ۱ - جناب سید سیدون شاہ صاحب - ۱ - جناب احمد حسین صاحب املکار - ۱ - جناب مولوی عبد الغفور صاحب عابدی - ۱ - جناب ظہیر الدین صاحب - ۱ - جناب سید محمد  
احمد - ۱ - جناب احمد حسین صاحب ساغر - ۱ - جناب عبد الطیف صاحب ونگٹ انشیکر - ۱ - جناب ایس محبوب میاں صاحب - ۱ -





”ہر شے نیرنگ“ کا تقاضہ ہے کہ خطبہ صدارت کے اس حصہ کا بھی کچھ غور کیا جائے۔  
 ورنہ اس بیان نقل کر دیا جائے جو صنعت و حرفت کی تعلیم کے متعلق ہے  
 صدر نشین صاحب فرماتے ہیں :-

”نہاد موجودہ میں کسی قوم کی دولت کا اخصہ صنعت اور تجارت کی  
 ترقی پر ہے اور دولت کو لیکھ طاقت کی کچی ہے۔۔۔۔۔ ہماری پوزیشن  
 کمزور ہے ہماری صنعت اور تجارت کی پستی کی وجہ سے ہے۔۔۔۔۔ مسلمانوں کو  
 اپنے دیگر اقوام سے زیادہ اس کی ضرورت ہے کہ صنعت و حرفت کی  
 ترقی میں باقاعدہ کوشش کی جائے۔“

چند سطروں کے بعد فاضل صدر نشین صاحب ضرورت تعلیم صنعت و حرفت کے  
 متعلق مسلمانوں کو ان الفاظ میں نصیحت فرماتے ہیں :-

”ہم ہندوستان کے ان تمام مسلمانوں کو جو کچھ کام کر رہے ہیں اس میں  
 قوی ضرورت پر پوری توجہ دلانے کی جرات کرتا ہوں اور یہ اُمید  
 کرتا ہوں کہ ایسے صاحبان مسلمانوں کو جو اب غفلت سے جگائے کیلئے  
 جلد عملی کارروائی کر چکے اور ان کو اس معاملہ میں ان فرائض کی تفصیل  
 کے لئے جن پر ان کی اور انے والی نسلوں کی نئی ذمگی کا انحصار ہے  
 اتادہ کریں گے۔“

جناب صدر نشین کی اس جملہ صاف و درمندانہ نصیحت کی ہم دل سے  
 قدر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو اس کی طوع خصوصیت سے توجہ دلانے ہیں  
 یہ تلخ حقیقت روزمرہ ہمارے مشاہدہ میں آ رہی ہے کہ ہمارے بڑے بڑے اور ہمارے  
 بڑے بڑے کواری ڈھونڈنے والے مزدور دفتر کے محروم اور درکاروں سے زیادہ لگائے  
 ہیں، بڑے لکھے لوگ آسانی سے مل جاتے ہیں اور صنعت و مزدور مشکل سے ملتا ہے، یہی  
 وجہ ہے کہ معمولی خزانہ جو انان قوم نہایت عسرت و تنگی میں بسر کرتے ہیں اور  
 یہ خیال عوام الناس میں سرعت کے ساتھ پھیلتا جاتا ہے کہ بچوں کو تعلیم دلانا  
 ان کو اور بھی لکھا اور اکارت کرنا ہے، ان مفاسد کا دقیقہ اگر کسی ذریعہ سے پہنچتا  
 ہے تو وہ یہی صنعت و حرفت کی تعلیم ہے، جبکہ ضرورت پر جناب صدر نشین  
 نے مسلمانوں کو توجہ دلانی ہے۔ کاش ہمارے محترم صدر نشین صاحب  
 نیران سنٹرل سینڈنگ کمیٹی خصوصاً جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب  
 بھی تعلیم صنعت و حرفت کے متعلق ان کے فرائض یا دلا دیتے، اور اپنی گرانہ  
 نصیحت کے ساتھ مسلمانوں میں صنعتی تعلیم کی ترقی کے لئے کوئی ایسا آسان  
 خاکہ بھی پیش کرتے جس سے مسلمان محض اصولاً ہی نہیں بلکہ عملاً بھی مستفید ہوتے  
 اور جسے دیکھ کر ہر سی خواہ قوم منزل عمل میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہو  
 مشکل یہ ہے کہ کافر نس کے صدر تاری خطبہ مسلمانوں کو عمل کرانے کے لئے نہیں  
 لکھے جاتے بلکہ ان سے مقصود محض صنایعہ بری یا صدر نشین کی شخصیت کی  
 نمائش ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کافر نس کے صدر نشینوں کی طویل تقریریں  
 باوجود دیکھ ہر سال لاکھوں نفوس کی نظر سے گزرتی اور ہزاروں کے کانوں میں

اگرچہ نیرنگ کی تعلیم کی شرط نکال دی جائے تو میں محمد شفیع صاحب  
 کی اس نصیحت سے ہم کو بظاہر اتفاق ہے، البتہ شب برات کی فصاحت و بھیر کی  
 تشویش ہماری ہر کم تعلیمی ایڈریس میں کسی قدر سبک معلوم ہوتی ہے، اگر سب  
 صاحب ان کی بجائے کافر نس کی جدید عمارت کے اخراجات کو مثال میں پیش  
 کر دیتے تو زیادہ اچھا ہوتا، بہر حال غریب کا لعلوں کو وظائف دیگر تعلیم  
 دلانے کا سلسلہ بنانا ہم اور مسلمانوں کی فوری توجہ کی قابل ہے، اور بار بار  
 میں انہیں ترقی تعلیم امرت سرنے جو عمدہ نمونہ قائم کیا ہے بہتر ہے کہ علی گڑھ  
 کافر نس کے مدرسین بھی بے سو خیال آرائیاں چھوڑ کر اس کی تقلید کے لئے آؤ  
 جو جائیں، اور ساتھ ہزار کی عالی شان عمارت میں کوئی گراہ دار بسا کر اس کے  
 کراؤ سے غریب مسلمانوں کی علمی پیاس بجھانے کا انتظام کریں،

مسلم یونیورسٹی کے متعلق اگرچہ فاضل صدر نشین نے اپنے خیالات کو اجمال  
 بہا ہم کی زبیر میں جکر رکھا ہے اور صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں  
 پر عمل کیا ہے، تاہم ان کا اصل منشا ظاہر ہے کہ جن شرائط پر بھی مسلمانوں  
 یونیورسٹی لے لی ہو جائے، اگر واقعی مسلم یونیورسٹی کا چندہ قانوناً کسی بہتر صورت  
 کے لئے نہیں دیا جاسکتا، اور اگر کثیر رقم چندہ میں دینے والوں نے مسلمانوں  
 کی دنیاوی نجات مسلم یونیورسٹی ہی کے حصول پر منحصر سمجھ رکھی ہے تو میں بھی  
 مسٹر محمد شفیع اور ان کے ہم خیال دیگر حضرات کی رائے سے کلیتہً اتفاق ہوں  
 اور جو دلائل ان یونیورسٹی اس امید پر یونیورسٹی کے حصول کو کچھ عرصہ تک  
 کے لئے ہٹوی کرانے پر مصر ہیں کہ گورنمنٹ اپنی مصالح حکومت کو نظر انداز  
 کر کے ان کے ساتھ کچھ رعایتیں کرے گی وہ ہمارے نزدیک سخت تریغ غلطی  
 کر رہے ہیں، اگر یونیورسٹی ہی لینی ہے اور یونیورسٹی کے معنی بھی وہی ہیں  
 جو آجکل کے تعلیمی رہنماؤں نے سمجھ سکے ہیں تو یہی بہتر ہے کہ کل کی بجائے  
 وہ کچھ ہی لے لی جائے، اور امید یہ وہ وہ خیال باطل میں وقت ضائع نہ کیا جاوے  
 لیکن اگر مسلمانوں کو سچی اور حقیقی تعلیم کی برکات اور نمائشی تعلیم کے نقصانات  
 کا احساس ہو گیا ہے اور اگر تعلیم و تعلم کی غرض و غایت حصول ملازمت  
 یا پیشہ وکالت سے بالاتر ہے اور اگر مسلم یونیورسٹی کے چندہ کی کم از کم  
 تین چوتھائی رقم عام اغراض تعلیم کے لئے لی جاسکتی ہے تو میں یقیناً یونیورسٹی  
 کو جلد سے جلد اس کا فیصلہ کر لینا چاہیے کہ قوم کو حقیقی تعلیم کی برکات کو  
 بہرہ اندوز کرنے کے لئے ضروریات و قیود کے لحاظ سے بہترین صورت اختیار  
 ہو سکتی ہے، اصل یہ نہیں کہ اسی طرح غیر مل شدہ صورت میں پڑا رکھنا ہرگز  
 فربہ صحت نہیں ہے اور ہمارا اندیشہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے کہ کہیں  
 مسلمانوں کو یہ دیکھ کر اپنی محرومی قسمت پر ماتم نہ کرنا پڑے کہ ع  
 ”ہذا ہی بلانہ وصال صنم“ نہ اُدھر کے ہونے نہ اُدھر کے ہونے  
 تعلیم صنعت و حرفت کے متعلق جناب صدر نشین صاحب نے جو خیالات  
 ظاہر فرمائے ہیں، وہ اگرچہ نہایت ہی مختصر اور پیش پا افتادہ ہیں، لیکن



پڑتی ہیں لیکن مسلمانوں کی عملی رفتار میں ابھی تک کوئی مستند تبدیلی ایسی نہیں پائی گئی جو ضروریات زمانہ کی قدرتی تحریک کے علاوہ کسی خارجی کوشش کا نتیجہ سمجھی جاتی ہے یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ مسلمان ہند میں جو حضورؐ کی تعلیمی بیداری پیدا ہوئی ہے وہ علی گڑھ کانفرنس یا علی گڑھ کالج کی پینت سٹت ہے لیکن یہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ اگر کانفرنس دکن کا عالم وجود میں نہ آئے تو مسلمانوں میں تعلیمی ضروریات کا احساس اس قدر ترقی نہ کرتا۔ وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی قومی اکہنوں کے دعاوی کا رگڑاری کو اسی معیار پر پرکھنے کی کوشش کریں کہ آیا جن اصلاحات کو انجینیں اپنی کارگزاری میں شاکر کرتی ہیں وہ درحقیقت تمام تر ان ہی کی کوششوں کا ثمرہ ہیں یا ان میں معلم قدرت زمانہ کے نازیبانہ کو بھی کچھ دخل ہے اور اگر دخل ہے تو کہاں تک جن اکہنوں کا مقصد تعلیمی یا اصلاحی ہے ان کے متعلق قصور کے ساتھ اس معیار کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔

**کانفرنس کی قراردادیں** تعلیمی کانفرنس کے تیسویں سالانہ اجلاس میں تقریباً تیس تجویزیں منظور ہوئی ہیں جن میں زیادہ تر ایسی ہیں جو مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات اور شرکیہ و شکایت پر مشتمل ہیں اور جن کی تعمیل کی تمام ذمہ داری اراکین کانفرنس یا مسلمانوں پر عائد نہیں ہوتی اس لیے ان کے متعلق بحث کرنا ہمارے لیے ضروری نہیں ہے البتہ معیت اور جبریت تعلیم کے اصول کو تسلیم کرنے کی جو مبارک تجویز اس اجلاس میں منظور ہوئی ہے اس کے لیے کانفرنس خاص طور پر مبارکباد کی مستحق ہے اور یہی امید ہے کہ مسلم تعلیمی کانفرنس کی یہ وسیع اچھائی و ضرورت شناسی ہندوستان کے نام علم دوست حلقوں میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اب کہ جبریت معیت تعلیم کا اصول مسلمانوں کی سب سے بڑی تعلیمی مجلس نے تسلیم کر لیا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام اسلامی انجینیں اپنے اپنے مرکزوں میں جبریت تعلیم کا قانون پاس کرانے کی کوششیں کو ہمارے سرگرمی سے جاری رکھیں اور ممبران کو نسل استفسانات و تجاویز کے ذریعہ سے ملک کی اس متفقہ خواہش کی جانب متوجہ حکومت کو توجہ دلاتے رہیں مسلمانوں کو جبریت تعلیم کے قانون کی دیگر اقوام سے زیادہ ضرورت ہے اس لیے ہمیں امید ہے کہ مختلف صوبہ کی کونسلوں کے مسلمان ممبران اس طرف خصوصیت کیساتھ توجہ فرمائیں گے۔

راجپوتانہ کے مسلمانوں کی اقسو تک تعلیمی و تمدنی حالت کے لحاظ سے کانفرنس نے اجمیر میں ایک پرائیویٹ کانفرنس کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا ہے مدد کرے اس احساس کو عملی زندگی میں جلد نصیب ہو اور مادہ کانفرنس کی یہ دفتر نیک اختر سرزمین راجپوتانہ کی قسمت کٹائی میں علی سرگرمی و مصروفیت تیسویں اجلاس میں ایک سب سے اہم تجویز منظور ہوئی ہے کہ کانفرنس کے قواعد و ضوابط منظور شدہ دسمبر ۱۹۳۷ء میں مناسب ترمیم کی جائے اور اس ترمیم کا مسودہ ملک میں حصول مشورہ کی غرض سے مشتہر کیا جائے

اگر قوم نے اس تجویز کی طرف کافی توجہ مبذول کی اور گزشتہ سال تجربات کو پیش نظر رکھ کر کانفرنس کے قواعد و ضوابط میں مناسب ترمیم کر دیں تو امید ہے کہ پھر کانفرنس کے متعلق قوم کی موجودہ شکایات باقی نہیں رہیں گی اور علی گڑھ کانفرنس صحیح معنوں میں مال انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کہلانے کی مستحق ہو جائے گی۔ ہمارے نزدیک اگر مجوزہ ترمیمات کے ساتھ موجودہ قواعد و ضوابط کو بھی ہلک کی آگاہی کے لیے مشتہر کر دیا جائے تو بیگ کو ترمیمات کے متعلق رائے قائم کرنے اور مزید ترمیمات کو مستور پیش کرنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔ انیسویں کانفرنس کے تیسویں سالانہ اجلاس کی منظور کردہ تجاویز کے متعلق بھی مجموعی حیثیت سے ہم کو وہی دیرینہ شکایت ہے کہ ان میں مسلمانوں کی ضروریات تعلیمی و تمدنی کے ان پہلوؤں کو جن کا علاج خود مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تقریباً نظر انداز کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ دنیا کی کوئی قوم سے مذہب قوم بھی اپنی دھاپ کیے بغیر محض دوسروں کے بھروسہ پر زندہ نہیں رہ سکتی۔

## آل انڈیا مسلم لیگ

**نواں سالانہ جلسہ** آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس عظیم الشان جلسہ کا مسطور سالانہ جلسہ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء کو بارہ درہی قیصر بارگ لکھنؤ میں منعقد کیا جا رہا تھا ۳۰ دسمبر اور ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء کو بارہ درہی قیصر بارگ لکھنؤ میں منعقد ہوا اور قومی و ملکی اخبارات کی صفحات پڑھی کے لیے سامان کسپی فراہم کرنے اور مسلمانوں کی اعانت اندیشی کے مرض کو ترقی دینے میں سالانہ نشست کے جلسہ یہی سو بھی سہکتے گئے۔ سیاسی محاسن کی کارروائیوں پر تفصیلی نظر ڈالنا ہمارے دائرہ مقاصد میں داخل نہیں ہے لیکن جہاں تک مسلمان ہند کے مجموعی فلاح و ترقی کا تعلق ہے ہم ان محاسن کی کارروائیوں کو بالکل نظر انداز نہیں کر سکتے بحیثیت ایک مدعی اصلاح ہونے کے ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ قومی دولت و وقت اور علم و لیاقت کا جس قدر حصہ لیگ کے نوں سالانہ جلسہ پر جمع بعض کامیاب بنانے میں صرف کیا گیا ہے اس سے مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان ہونے کے کس قدر نفع پہنچنے کی امید کی جاسکتی ہے اور ان کی اہم ضرورتوں میں سے کون کونسی ضرورتیں اس کے ذریعہ سے پوری ہو سکتی ہیں اس مسئلہ حقیقت سے کوئی ذمی پوشش و دوراندیشی بھی خواہ قوم انکار نہیں کر سکتا کہ اس زمانہ میں دنیا کی کوئی قوم فلاح و بہبود نہیں ہو سکتی تھی وہ سیاسی جدوجہد اور سماجی حقوق طلبی میں بھی بقدر ضرورت عملی جدوجہد نہ کرے اسی لیے ہم کو ہمیشہ ان حضرات کی رائے سے اختلاف کرنا پڑا ہے جو مسلمانوں کو سیاسیات سے قطعاً محروم و مجتنب رکھنا ضروری سمجھتے ہیں لیکن ساتھ ہی اس کے ہم اپنا یہ خیال بھی مستند و مرتبہ ظاہر کر چکے ہیں کہ سیاسی جدوجہد

محض سیاسی شورشیں اور محض مالیاتی ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں قلمی تمدنی اور اقتصادی اصلاحات کی وہ تمام کوششیں شامل ہیں جو قوموں میں سیاسی حقوق طلبی کا اختیاق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہیں، مذکورہ بالا اصلاحات مندرجہ ذیل کے ہیں جس قدر کہ میں جانتا ہوں اور ضروری ہوگی اسی قدر دیور سیاست کی بنیادیں کواسکی بنیادیں اور کئی میں ترقی ہوگی، مسلمانوں کی تعلیمی، تمدنی اور اقتصادی پستی جیسی شرتیں اور قابل افسوس ہے، اس کی تشریح فضیل ہے، اس لئے مسلمانوں کا پہلا فرض یہی ہے کہ وہ اپنی ذریعہ طاقت سے اس دنیا کی تقویت و استقامت کی فکر کریں، جیسے انہیں اپنی سیاسی اہمیت کی عمارت تعمیر کرنی ہو، اور دوسری ہون انہوں سے ملحدہ ہو کر کسی ایسی شکل کو تشکیل میں ظاہر آیا بلکہ حجتہ نہیں جس سے بنیاد سیاست یا اصلاحات حقوق طلبی کی تکمیل میں ہر حق و نقصان واقع ہو، اس لحاظ سے ان کا پالیٹکس میں محض پالیٹکس اور منصفیہ لینا اور بشر کے حقوق طلبی میں اپنی مخصوص قومیت کو پیش پیش رکھنا ایسا ایک حق میں ضروری، لیکن چونکہ آفتاب زمانہ نے تعلیم، تمدن اور اقتصاد کو سیاست حکومت کیسے اس قدر مہم قرار دیا ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا تقریباً ناممکن خیال کیا جاتا ہے، اس لئے ہمیں اپنی تعلیمی، تمدنی اور اقتصادی مرقعہ عالمی کے لئے بھی اکثر امور میں ..... حکومت ہی کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے اور اس مقصد کے لئے ہمیں ایک ایسی نماندہ جماعت کی ضرورت ہے جو مذکورہ بالا اصلاحات کی تکمیل کو مد نظر رکھ کر حکام وقت کی خدمت میں ہماری ضروریات و شکایات کو مدلل و مدون صورت میں پیش کرتی رہے، مسلم لیگ کا بنیادی شہر علی گڑھ میں اسی لئے رکھا گیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی تعلیمی اور تمدنی اصلاحات کے اس پہلو کی تکمیل کے جسکا تعلق گورنٹ سے ہے اور ہر اردو میں کے خلیفہ اثر سے ان کے حقوق و فوائد کو پامال نہ ہونے دی، اگر افسوس ہے کہ لیگ بعض اپنے جو شیعہ کارکنوں کی نا عاقبت اندیشی سے اس مقصد ہم کو بالائے طاق رکھ کر وہ جس پالیٹکس کی وقعت اختیار کرتی جاتی ہے جس سے مسلمانوں کی مخصوص ضروریات تعلیمی و اقتصادی کو مد ملنے کی بجائے اور نقصان پہنچاتا ہے، چنانچہ لیگ کے نویں سالانہ جلسہ منعقدہ گھنٹہ کی کاروباریوں کو جن دو سدا حق قوم نے عقیدہ تہذیب نہیں بلکہ عاقبت اندیشی نظر سے دیکھا ہے وہ ہمارے اس خیال کی تائید کرے گی کہ اب لیگ پالیٹکس میں محض پالیٹکس کے لئے دلچسپی لیتے ہیں اور سیاسی جوش و خروش میں مسلمانوں کی تعلیمی، تمدنی اور اقتصادی ضروریات کو نہ صرف نظر انداز کر دیتے ہیں بلکہ ان کی تکمیل میں حکام وقت کو ہنگاموں کا موقع دیکھ کر اور گناہیں ڈال رہے ہیں،

چنے اسوہ حسنہ کی گزشتہ اشاعت میں لکھا تھا کہ جب لیگ اور کانگریس دونوں کا منصب میں ایک قرار دیدیا گیا ہے تو اب ایک مشترکہ پالیٹکس کانگریس کی موجودگی میں لیگ کے قیمتی وقت اس کے ممبران اور صدر لیگان کی دفاعی قابلیت سے بھی بلا ضرورت کاٹنے کی ان میں ان ملنے کا کام لینا فضیل ہے، اگر اس مشورہ عمل کیا جائے تو غالباً لیگ کا وقت مسلمان نقطہ نظر سے زیادہ مفید تھا ورنہ پھر اور بے شکستہ میں صرف ہوتا، اور ملت گورنٹ کے ذریعہ کوشش پر تقرر کرنے کے لئے شہر چننے چاہئے اور وغیرہ سے ہمارے کرنے کی ضرورت نہ پڑتی، لیکن جن قوم کی سیاسی مجلس کے اہلکاروں کو

سالانہ پورے ملک میں کوئی ایک صوبہ کی صورت میں ہوا جس کی قانون سازی کی کیفیت ہو کر لیگ کی مجلس پالیٹکس کے لئے صوبہ کے لئے سربراہی امام کے، ایس۔ ایس۔ آئی جیسے تہذیب رپورٹ کا نام نہیں ہے بلکہ اس سے نہیں نہیں کی آواز اٹھتی ہو، اس سے یقین رکھنا کہ وہ کسی مفید مشورہ پر غور کرے گی، فضول ہے۔

اس سے ہے کہ ہم افسانے، ایک کے اکثر خیالات سے ہمدردی رکھنے کے باوجود ذریعہ سید وزیر حسن صاحب کو لیگ کے اجلاس میں ہم کی کامیابی پر مبارکباد نہیں دے سکتے۔ اور جس اندیشہ ہے کہ اگر کارکنان لیگ کا غرض مل ہی رہا تو ہمیں بھی بعض بزرگوں کی اس لئے کی تائید کرنی پڑے گی کہ اہل اندیشہ مسلم لیگ کو جو دے اس کا عدم بہتر ہے۔

ہندوستان کی قانونی کونسلوں میں مسلمانوں کا قانونی کونسلوں میں مسلم نیابت

کے اصول سے انڈین نیشنل کانگریس کو ایک وسیع تر مگر محض اصول سیاسی سطح نظر کیا گیا جو شدید اختلاف تھا، خوشی کی بات ہے کہ وہ کلکتہ اور گھنٹہ کی مخصوص مجلسوں میں چند مصلحت اندیش اصحاب ہم کے قابل تفریق سیاسی سے بڑی حد تک فوج ہو گیا، اور وطن عزیز کے بچے بھی خواہوں کے علم و غیر مسلم نیابت کے متعلق عددی تناسب کے لئے نہیں واضح و محکم سے کام لینے کی ضرورت کو سمجھ کر لیا۔ کانگریس کا یہ خوشگوار تصفیہ نیابت جس میں ناخوشگوار کا پیدہ صرف اس قدر ہے کہ اس میں مسلمانوں نے نمایندہ گان کا طلب لیگ کی حیثیت سے حصہ لیا تھا۔ ہمارے اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ اگر مسلمانان ہند انڈین نیشنل کانگریس سے برہنہ و قویت کشوگی اختیار نہ کرتے، تو غالباً ہندو گان نیابت کے اصول کو کانگریس میں پہلے تسلیم کر چکی ہوتی، یا باہمی اخوت و رواداری کے تجربہ کو اس اصول کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی، اُمید ہے کہ یہ سبق ان مسلمانوں کے لئے کافی ہو گا جو معمولی معمولی اختلافات و شکایات کی بنا پر ملک کی مشترکہ اجتماعت کو بے اثر کر دیتے ہیں اور تعلیمی مدارس وغیرہ سے ملحدہ ہو کر ہر ضرورت بھی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا بیٹھی غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں اور ملکی اسمبلی میں اپنی اور گورنٹ کی مالی احاطہ کو محض دوسروں کی قطع رسائی کے لئے وقت کر رہے ہیں +

ہندو کانفرنس منعقدہ گھنٹہ کے اجلاسوں میں ملاوی چٹا سنی اینڈ کو کی طرف سے نیشنل کانگریس کو تصفیہ حق نیابت جداگانہ کی مخالفت ہوئی ہے، وہ اگرچہ مسلم لیگ کو عزت خیر و سبق آموز مزدور ہے، اور کلکتہ و گھنٹہ کی مجلس مصاحبت میں مسلمانوں کے نمایندہ گان مسلم لیگ کی حیثیت سے شریک ہوئے گی، عاقبت اندیشی ان غلطی کا ثبوت پیش کر رہی ہے۔ لیکن ہم اس مخالفت کو اتنی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، جو نیشنل کانگریس کے تصفیہ کو نامہ نشی یا جاہلانہ ثابت کرنے کی کوشش سمجھی جائے۔ ہمارے نزدیک صوبہ جات متحدہ کے جدید میونسپل ایجنٹ کے چرکہ کا اثر طمان سے رہتی ہی رفتہ ناس ہو گا، اور ناجزبہ کار مسلم لیگ کی طرف ہندو کانفرنس پالیٹکس ڈیپوٹیس سے کام لینا ایک حرکت ترک نہیں کرے گی، علاوہ ازیں ابھی ہم کارکنان مسلم لیگ کی طرف سے بھی بھلا اُمید نہیں ہے کہ وہ ہندو کانفرنس میں نیشنل کانگریس کے تصفیہ کی بار بار بے حرمتی جوتے ہوئے دیکھ کر بھی اس کے تدارک کے لئے مناسب وقت و سائل سے کام

تو ہم اس کے فاضل محرک مولوی سید سلیمان صاحب ندوی کو مبارکباد دے دیے بغیر نہیں رہ سکتے، وہ مطبوعہ تجزیہ ہے کہ :-

"زبانِ اُردو کا ایک مرکزی کتب خانہ وسیع پیمانے پر قائم کیا جائے اور اس کو شروع کرنے کے لیے کم از کم دس ہزار روپے نقد اور مصارف دارلہ کے واسطے معقول سالانہ رقم کا انتظام کیا جائے یہ کام ایک منتخب جماعت کے سپرد ہو جو اس وقت سے سرمایہ کی فراہمی اور پھر کسی مناسب مقام پر کتب خانہ قائم کرے گا۔"

اس تجویز میں ذریعہ طلبی کا مضمون اگرچہ بعض ضرورتوں کو گراں گزرتے گا لیکن دنیا کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی بغیر اس مضمون کے نہیں چل سکتا۔ اس لیے ہم نہایت زور کے ساتھ تمام بھی خواہانِ اُردو کو فراہمی سرمایہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں، ہمیں امید ہے کہ دس ہزار کی قلیل رقم جلد جمع ہو جائے گی اور تجزیہ کتب خانہ کا جو ریح طوافیہ کے سالانہ جلسہ میں پوچھا گیا ہے وہ خطیہ کے جلسہ سے قبل ہی بار آور ہو جائے گا۔ ہمیں ابھی تک یہ نہیں بتایا گیا اگر منتخب جماعت میں کون کون بزرگ شامل ہونے ورنہ شاید ہم اس تجویز کو اپلو پر کچھ اور بھی لکھتے۔

اس طرح داستان کو ختم کرنے سے قبل ہم انجمن ترقی اُردو کے ناظر محترم صاحب مولوی عبدالحی صاحب بی۔ اے کی خدمت میں بہت اظہار کرتے ہیں کہ خدا کے لیے آپ کو اپنے فاضل عمل کو ان الزامات سے پاک ہی رکھیں، جو کام کرنوالی قوسوں کی انجمنوں اور جلسوں کے لیے باعث صد تنگ و عار ہیں۔ اور جنکی وجہ سے آپ کی قوم اپنی پیچیدہ انجمنوں سے روز بروز بے تعلق ہوتی جاتی ہے۔ اُسوہ حسنہ کی گزشتہ اشاعت میں ہم نے اپنے ناقص خیال کے مطابق انجمن ترقی اُردو کو اپنے مفید مشورے دیے ہیں امید ہے کہ ناظر محترم ان پر بھی ایک نظر ڈال لیں گے۔

## اُردو انسائیکلو پیڈیا

انگریزی میں انسائیکلو پیڈیا Encyclopedia اور عربی میں دائرة المعارف اس سہ گراں کتاب کو کہتے ہیں جو علوم و فنون کے ہر ایک شعبہ اور علمی سفر کی ہر ایک منزل میں شمول ہدایت کا کام دے اور ان تمام معلومات و حقائق پر حاوی ہو، جنکی منتہی علم و ادراک کو اجتماعی اور انفرادی زندگی میں علمی، عملی و تفریحی مقاصد کے لیے ضرورت پڑتی ہے۔

اُردو زبان کی یہ پہلی کس قدر افسوسناک ہے کہ اس میں نکل توہر کتاب کوئی ناقص انسا ئیکلو پیڈیا بھی اس وقت تک تالیف نہیں ہوئی حالانکہ دائرۃ المعارف منتہی دنیا میں مالکی کی چیز ہے جو نہ صرف نشر و توسیع علم اور تہذیب و تالیف ہی کے لیے ضروری ہے بلکہ اس کے بغیر وہ عوامی تہذیب و تمدن بھی ٹھنک جاتی ہے و نالیٹھی معلوم ہوتے ہیں، جو کسی قوم کی طرف سے اپنی اہمیت کے ثبوت میں دوسروں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اس لیے مجلس دانشمندیین عظمیٰ گڑھ کی یہ عالی حوصلگی و ادولو المعرفی قابل تحسین

لکھنے کی ضرورت کو محسوس نہ کریں، ہمیں یقین ہے کہ اگر ہندو کا نفرنس اپنی منافقانہ غرض سے نہ آئی تو مسلم لیگ بھی اپنی غلط پروانہ ہو کر اس کا مقابلہ کرے گی اور پھر وہی درگاہ

## اُردو کا نفرنس

دسمبر ۱۹۲۷ء کا آخری سہ ماہی انٹرنیشنل کانگریس اور جنوبی غیر مسلم طلبوں کے زندہ دل دوستوں کے لیے خواہ کتنا ہی سامانِ مسرت اپنے ساتھ لایا ہو، لیکن جہاں تک اسلامی و غیر اسلامی طلبوں کا تعلق ہے وہ ہم خود زبانِ نسبت کے لیے امیدوار ہیں لیکن ثابت ہوا۔ تاہم پسند نظر سے شاید اس کو تسلیم نہ کریں، لیکن وہ جہاں عمل اس داغِ حیل کی تصدیق کریں گے جو کسی قومی جلسہ کی کامیابی کے لیے مختص جگہ کا چل کی آرائش و زیبائش و تزیین و تزئین کی کثرت اور مقصدوں کی طاقت لسانی ہی کو کافی نہیں سمجھتے، بلکہ جن کا ذوق عمل ان تجویزوں اور مشوروں کو بھی ڈھونڈتا ہے جو اغراض و مقاصد جلد اور مفاد

قیامِ انجمن کو عمل میں لانے کے لیے ضروری ہیں۔ جس وقت انجمن ترقی اُردو نے انجمنوں میں اپنا ایک مستقل جلسہ کرنے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کو جو اُردو زبان اور مقاصد انجمن سے دلچسپی رکھتے ہیں مفید مشورے پیش کرنے اور جلسہ میں شریک ہونے کی دعوت دی تو ہم نے بھی جوشِ مسرت میں اس حقیقت کو فراموش نہ کر کے کہ انجمن ترقی اُردو خالص اسلامی نہ ہی تاہم غیر مسلم قوم پر ہے یہ امید قائم کر لی تھی کہ انجمن کا جلسہ انجمنوں میں ایک نئے طرز کے جلسہ بننے کے ذرائع انجام نہیں دے گا بلکہ دنیا کے جدید کی ضروریات علمیہ و ادبیہ کو مدنظر رکھ کر مقاصد انجمن کو رو بہ کار لانے کی بھی کوئی سبیل بنائے گا۔ لیکن ایک غیر اسلامی جلسہ یہ یہ امید کو ٹکڑی پوری ہو چکی تھی چنانچہ ہماری منظر نظر سے معزز و محترم حاضرین ہر گھنٹہ دیکھ کے قابلِ وجہ تاش و جاش کی علامات اور مشہد بیداری کا واضح عقد ہدم کے خوش نصیب ناظرین کے لیے قومی جلسوں کی پوریوں کا مکمل شایع کرنا تھا) کے اوراق میں بھی ان مفید تجاویز اور قیمتی مشوروں کو تلاش کرنے میں ناکامیاب رہیں جن سے وابستگانِ اُردو کو انجمن ترقی اُردو کی نئی زندگی کے متعلق کوئی امید افزا رائے قائم کرنے کی مسرت حاصل ہوتی۔ افسوس!

اُردو کا نفرنس کا خطبہ استقبال اور خطبہ ماضی یعنی خطبہ صدارت جو زیادہ تر صحافیانہ صبیحہ پیش تھا دونوں ماسٹرز نے نہایت عالمانہ اور فاضلانہ تھے، مگر کیا کیا جائے کہ خطیبانِ اولو اعلم کی اس علم کوئی و فضل آموزی ہی میں وہ خرابی حال معزز تھی جیسا کہ پہلا نظیر ان افسوسناک اعلا دکھاتا ہے اور ناقص طبع کی صورت میں ہوا۔ جو اُردو مطالبہ کی سر دہری سے خطبہ صدارت کو ہر دلعزیز بنانے میں ارجح ہو گیا تھا جس کا اعلان آغاز جلسہ سے قبل ہی اخبارات میں گشت لگا کر شگوں پرستوں کے لیے ایک دلچسپ مشتعل بحث بن گیا۔

جس رفیع القدر جلسہ کی تہذیب ایسی شاندار ہو اس کے متعلق اور کچھ لکھنا ایک عمدہ و دلچسپ رسالہ کے لیے بے سود تھا لیکن جن اتفاق اور اُردو کی خوش قسمتی سے انجمن کے پہلے اجلاس میں ایک بیٹے تجویز ایسی بھی منظور ہو گئی جو اگر عمل کرنے کے لیے ہو

مرتب ہو سکتی ہے۔

میں یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ دارالمنصفین نے اردو انسائیکلو پیڈیا کا کام انجمن ترقی اردو سے علیحدہ ہو کر کیوں شروع کیا۔ چونکہ دارالمنصفین اور انجمن ترقی اردو کے باہمی تعلقات اور ان کے اندرونی حالات کا ہم کو علم نہیں، اس لیے مسئلہ تالیف دائرۃ المعارف کے اس پہلو پر ہم پہل کوئی رائے نہ دینی کرنا نہیں چاہتے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس بارہ میں کوئی صاحب ہمیں صحیح اطلاعات بہم پہنچانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

## رئیس القوم نواب قار الملک مرحوم

آسمانِ راحی ہو درگوںِ مبارک و بریں ✽ بروفات سید القوم و رئیس السلیس سر سید علیہ الرحمۃ کے قوتِ بازو مسلمانوں کے بچے محمد و غلام، اسلامی اخلاق و فضائل کے حامل، دینداری و تقویٰ شعار، یکتا معتمد، علی گڑھ کانجن مسلم لیگ کے سابق انگریزی سکریٹری، پیرِ مقدس و محترم، محمد و قوم علیہ السلام، نواب قار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب مرحوم و مدفون نے ۲۸ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ہجری ۱۳۲۶ء کو بھارتِ خالی، اپنے وطن لاہور اور مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی۔ آقاوندِ دانایہ راجہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم و مدفون کی روح پر فتوح کو اعلیٰ علیین میں جگہ اور پناہ لگان کو ہر جہیل اور مرحوم کے نقض قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نواب صاحب مرحوم و مدفون اپنی پیرائے سال اور شہرِ اہل حق کے پے در پے حلو کی وجہ سے اگرچہ اب قوی کسی کو گرواب صاحب سے نکالنے میں اپنے عزیز و ناتوان بچوں کا ہاتھ بٹانے سے معذور ہو گئے تھے تاہم ان کا بابرکت وجود ہمارے ذمہ فخر و دلوں پر ہمہ تنی کا کام دے رہا تھا اور یہ تصور ہی کہ ایک مقدس و محترم بزرگ قوم کا سایہ ہمارے سروں پر موجود ہے مشکلات و مصائب میں ہماری دشگیری کیا کرتا تھا لیکن آہ کہ یہ شہدائے تقدیر بھی اپنے قطع ہو گیا، اور موت کے بے رحم ہاتھ نے اس بزرگ محترم کا نام نیک بھی رفتاریں کی فہرست میں لکھ دیا۔ یہ جانگاہِ اذو منظرِ بیکر حادثہ قوم کے لیے ایک مصیبتِ کبریٰ اور ایک نقصانِ عظیم ہے جسکی کوئی بظاہر حالات یا کم معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نواب صاحب مرحوم کے تقدس و وقار اور ان کی بے یار خدات قوی کے صدق میں ہر منظرِ قوم کو بھی ان کا بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قار الملک وفات پانگے، مگر "جریدہ عالم پر" "الکادوم" "ثبت زبہ گاہ" و قار الملک کی محدث صورت ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گئی مگر ان کی حسن خدات و نیک طبیعت کی کمی نہ تھے والی تقدیر ہمارے سامنے موجود ہے، اسلام نے ہمیشہ برائی کی اجازت نہیں دی کیونکہ صورتیں تو فنا ہوتی ہیں، اس نے ہمیں میرٹ پرستی سکھائی ہے کہ یہی بات رہے والی چہرہ۔ بل احمیاء و لکن لا تشعرون پس ہر گز

بناؤں شہد کہ اسے رئیس علم پر جناب راجہ صاحب محمود آباد باغیچہ کی سرپرستی میں اردو دائرۃ المعارف کا نہایت اہم اور سنوار کام شروع کرنے کا اعلان کیا؟ اللہ تعالیٰ اس کو اعزہ مجلسِ علمی اور اس کے مالی و علمی مساعین کی بہتوں میں برکت دے، اس کے سفید علمی شجرے کو خوش انجام دیکھنا نصیب ہو۔

جن لوگوں نے "ارتقاء علم" کے فلسفہ کا منظرِ معائنہ مطالعہ کیا ہو وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہو سکتے کہ زبان کا تشو و تاخیلات کے گہرے ہیں ہوتا ہے اور خیالات ضروریات سے پیدا ہوتے ہیں، اور ضروریات و اعمال سے، تاقتیہ خیالات میں حصہ لیا جائے ضرورتیں پیش نہیں آتیں یہ خیالات میں سرعت پلندہ نہیں پیدا ہوتی اور چونکہ زبان خیالات ہی کا عکس ہے اس لیے زبان میں بھی وہ وسعت

وجاہیت اور قابلیت ہمہ گیر نہیں پیدا ہوتی جو دائرۃ المعارف جیسی جامع اہم کتب کی تابعہ تصنیف کے لیے ضروری ہے جس زمانہ میں دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کی علمی تہذیب اور انصافی تہذیب ہندوستانیوں کی موجودہ حالت سے بہتر نہیں تھی، اس وقت ان کے خزانہ علم میں بھی شاید غیاثِ لغات سے جامع تر کوئی انسائیکلو پیڈیا

موجود نہ ہوگی، لیکن وہی قومیں جب تہذیب و تمدن میں ترقی کرتی ہیں اور ان کی ضروریات علمی و علمی وسیع ہونے لگتی ہیں، تو جامع ترکیبِ الہ کے سوچ و ہنویسے انہیں سخت ترین و گہرائی پیش آتی ہیں، چنانچہ وہ اس طرف متوجہ ہوتی ہیں اور تدریجی ترقی کر کے انسائیکلو پیڈیا پر ٹیٹھیکا جیسی حادی العلوم کتبیں

مشائع کرتی ہیں، اس سے معلوم ہو کہ زبانیں اگرچہ مصنوعی کوششوں کو بھی ترقی کرتی ہیں لیکن قابلِ اعتماد اور پائدار ترقی وہی ہوتی ہے جو ارتقاءِ تمدن و تہذیب اور وسعتِ ضروریات کے ساتھ ساتھ ظہور میں آتی ہو اور جس کے لیے اگر مصنوعی کوششوں کی ضرورت پڑتی ہے تو صرف اس قدر کہ جس عظیم الشان کام میں

دارالمنصفین کو اپنی پوری قوت صرف کرنے کے بعد بھی شاید خاطر خواہ کامیابی نہ ہو، اس کو خوش اسلوبی انجام دینے کے لئے قوم کو صرف چند تاجران کتب کی بجائے

اکوالمزنی کا رہنمائی چونا پڑتا ہے، ہم دارالمنصفین کی عالیٰ وصلگی میں رخصت انداز کی کرنا نہیں چاہتے، لیکن اس خیال سے کہ دائرۃ المعارف کی تالیف میں دارالمنصفین کی اعانت کرنا ہر ہی خواہش کا فرض ہے، یہ مشورہ پیش کرتے ہیں کہ اگر مولوی سید سلیمان صاحب نے وہی اور مولوی محمد الماجد صاحب اردو دائرۃ المعارف کے لیے بالفعل صرف محدود

جاہلیت کو تہ نظر رکھیں اور محض ان علوم و فنون کے متعلق مصنفین فراہم کریں جن سے ہندوستانیوں کو کچھ علمی مناسبت پیدا ہو چکی ہے تو زیادہ اچھا ہے، ورنہ ہمیں اندیشہ ہے کہ شاید دارالمنصفین کو اپنے اہم مقصد میں کامیابی نہ ہو، بلکہ ہمارے نزدیک تو یہی مناسب تھا کہ فی الحال دارالمنصفین کی طرف سے صرف اسلامی انسائیکلو پیڈیا کی تالیف کا انتظام کیا جاتا ہے جس

دارالمنصفین ایسے کام کے لیے زیادہ موزوں ہے اور انساٹیکلو پیڈیا کی کجا اسلامی انسائیکلو پیڈیا اس کی نظرانی میں زیادہ خوش اسلوبی و آسانی کیساتھ

اور جو کتب کے لئے

یادوب درخواست کی جاتی ہے کہ وہ آئندہ ایڈیٹر اسوہ حسنہ کو مولانا مولوی صفی شاہ رہنمائے قوم“ وغیرہ کے خطاب سے یاد نہ فرمایا کریں، اور نہ دفتر اسوہ حسنہ سے کسی شرعی اشتقاق کا جواب لے، یا مسدود و نصرت کی تعلیم حاصل کرنے کی توقع رکھیں، یہ کام مفسدین دین و صوفیہ کرام کا ہے، ناخبرات و بیگانہ کے ایڈیٹروں کا، کم از کم ناظرین اسوہ حسنہ کو تو کسی اخباری مولوی کی نسبت بالاختیار و تقیض علم و فاضل اور محدث و خدا ربیدہ ہونا یقین نہ کرنا چاہیے۔

## معاذین اسوہ حسنہ

اس مہینہ میں معاذین اسوہ حسنہ نے تو بیس اشاعت میں زیادہ کوشش کی ہے بلکہ ایک صاحب نے جن کا اسم گرامی منشی محمود خان صاحبان پٹنہ پانی دھن شامی کا بیٹا دس روپے کا منی آرڈر بھیج کر دیا ہے، اس کا نقد خطبہ سے لیں حضرات کے نام رسالے جاری کر دیے گئے جو جو کم استقامتی قیمت ادا کرنے سے مستور تھے۔ بہر حال تمام معاذین کا جن کی فہرست کسی دوسری جگہ درج ہو بہر حال سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اور صاحبان بھی خیر افرام کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔

## ہمارے معاصرین

آرڈو کے ان موقت الشیخہ رسائل  
سارہ صبح کرم آباد - پنجاب میں جن کا وجود مقنن ادب اردو کی  
لئے سرمایہ زینت ہے مولوی فخر علی خاں صاحب بی۔ اے کے علم و ادب سے  
سارہ صبح کو خاص امتیاز حاصل ہے، سارہ صبح کے ہر صفحہ موقت ملک شائع ہوئے  
ہیں جن کے مطالعہ سے ہر انصاف پسند و سلیم الذیاق شخص کو تسلیم کرنا پڑے گا  
کہ واقعی یہ رسالہ اپنے رنگ و ترتیب و مذاق و تحریر میں بے نظیر ہے۔ مولوی فخر علی  
صاحب کا قلم مشرق و مغرب کی منشا نہ جدت طراز یوں سے دامن ابد کو مالا  
ال کرنے میں مہارت نامہ رکھتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ ذوق آشنائیان ادب  
کے لیے ان کے مضامین میں دلچسپی و خوش طبعی کا کافی سامان موجود ہوتا  
ہے۔ سارہ صبح ادبی، تاریخی اور علمی رسالہ ہے اور اس کا ہر ایک نمبر گونا گوں  
تحریری مجلسوں اور ہفتوں علمی لطائف کا ایک دلکش مرقع ہوتا ہے۔ اسکی  
دوین و تالیف میں اس قدر کا خصوصیت سے لحاظ رکھا جاتا ہے کہ ہندو  
مسلمان دونوں اس کو دلچسپی سے پڑھ سکیں، سارہ صبح کے چند ابتداءئی  
نمبروں میں ترجمان القرآن کے عنوان سے مضامین مفیدہ کا ایک عمدہ سلسلہ  
شروع کیا گیا تھا مگر نہ معلوم پھر کس مصححت سے اس کو بند کر دیا گیا۔ اگر یہ  
سلسلہ بھی جاری رہتا تو مذہبی طبقہ میں رسالہ اور زیادہ دلچسپی سے دیکھا جاتا  
مندی فرقہ کے متعلق جو کچھ سارہ صبح میں لکھے ہیں وہ ہمارے نزدیک  
بہر ضروری ہیں اور اس لحاظ سے معزز ہیں، کہ دور آؤ اسی میں مناظرہ و  
مباحثہ ہمیشہ فرقہ جہد کے حق میں زیادہ سوہ مند ثابت ہوتا ہے

محترم وقار الملک کی مخالفت کو حقیقتاً گوارا نہیں کر سکتے، اور ان کے روحانی رفیق  
سے مستفید ہونے کی سچی تمنا رکھتے ہیں اور محض اظہار انوس کا پیغام، بلکہ اپنی ذرا دلچسپی  
سے بلکہ خوش نہیں ہر سکتے، بلکہ ان کا سب سے بڑا دشمن یہ ہے کہ وہ بہت وقار الملک کی  
ایک یادگار قائم کریں، ایسی یادگار جس سے نئے نئے وقار الملک پیدا ہو کر قوم و ملک کی  
رہنمائی کرتے رہیں، وقار الملک مرحوم ہوجو وہ نسل کے ذرا اپنی خدمات کا ایک تہ منہ  
چھوڑ گئے ہیں، اگر ہم اس قرضہ کے بارے میں سبکدوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو نئی  
نسلوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و علاج کے لیے ہمیں بھی اپنی خدمات پیش  
کرنی چاہئیں۔ ملک نے ان کو بھی دنیا سے سفر کرنا ہے، اگر اس قرضہ کا بار ہمارے سر سے  
نہ اتر آئے والی نسلیں ہم کو بد عاؤں دینگیں اور احکم الحاکمین۔ کہ دربار میں ہم سے  
باز پرس ہوگی کیسی نا انصافی کی بات ہے کہ ہم تو اپنے اسلاف کے مال و شائع  
اور جذبات مسندہ سے فائدہ اٹھا کر اعزاز و قبول حاصل کریں اور جب نئی نسلوں  
کی ضرورتیں جیسے اس قرضہ کی واپسی کا تعاد نہ کریں تو ہم کس سے سنیں ہوں۔

## افسوسناک انتقال

ہمیں یہ شکر بھابت افسوس ہوا کہ اسوہ حسنہ کے معاون مخلص جناب مولوی محمد عظیم  
صاحب حفظہ اسلام کے والد ماجد نے در ربیع الاول ۱۳۳۷ھ کو اپنے وطن گلگڑ  
ضلع گوجرانوالہ میں بجا رحمتہ ربیع نفس انتقال فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون  
مرحوم حافظہ قرآن اور بہت بڑے نقیب تھے، شب و روز تلاوت قرآن مجید میں  
معمور رہتے اور زہد و پاکبازی میں اسلاف کا نمونہ تھے، نامور و زکا کا اس قدر  
پہنچتے کہ سن بلوغ سے وفات تک کوئی فریضہ ترک نہیں کیا۔ افسوس کہ سلسلہ  
خصوصیات کے حامل بزرگ دنیا سے روپوش ہوتے جلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم  
کو اجر رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسند گان و جوجین کو صبر جمیل کی توفیق  
بخشے۔ آمین۔

مولوی محمد عظیم صاحب اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کی وفات پر قطعاً تاج  
لکھنا چاہتے ہیں، امید ہے کہ تاریخ کوئی کاغذوں رکھنے والے احباب توجہ  
مندمانگیں گے۔

## ایڈیٹر اسوہ حسنہ کے مستقبل غلط فہمی

بعض ناظرین اسوہ حسنہ نے غلط فہمی اپنے حسن ظن کی بنا پر نیاز مند ایڈیٹر اسوہ حسنہ  
کے مستقبل پر رائے قائم کر رکھی ہے کہ شاید وہ کوئی بڑا عالم و فاضل یا خلاصہ  
بزرگ ہے، چنانچہ اکثر خطوط میں نہ صرف اس کو اپنی خطابات سے یاد کیا جاتا ہے  
بلکہ کرام کے بزرگان عظام کے لیے مخصوص ہیں، بلکہ کبھی کبھی اس سے  
شرعی فتووں کے جوابات اور عز و زیات دینی و دنیوی کے لیے اور اور خطابات  
بھی طلب کیے جاتے ہیں اس قسم کے خطوط دیکھ کر نیاز مند ایڈیٹر کو بھید شرمناک  
ہوتی ہے، اور اس کا ضمیر اس کو سخت طاعت کرتا ہے، اس لیے ناظرین کو ہم سے



مرد و عورتوں پر ڈالنے لگا، پہلے تو خرافات نہیں تھے، اس پر پتہ چلے کہ لاف و بھڑک سے بھرپور ہو کر  
اُس نے خرافات کو گھٹا کر حقیقت کے قریب لے کر آ کر رکھا، لیکن اُن کا کٹھنہ "گال اور زبانی" کے  
تعلیم و تہذیب کے لیے اس نے اودھ کے قابل و فاضل طبقے کے "تعلیم یافتہ" کی  
توجہ نہیں کی تھی۔ اور ہم بھی ان کے اودھ کے قابل و فاضل طبقے کے "تعلیم یافتہ" نہیں تھے۔  
کرنل ایک اس کے جس قدر پرے ہماری نظر سے گزرتے ہیں وہ زمین پر بیٹھے خرافات  
کو نشانہ بناتے ہیں۔ اور اخلاقی اور اصلاحی پہلو سے بھی مفید ہیں۔ عیب صرف  
انہی کے بعض اوقات خرافات اور اودھ کے "گال اور زبانی" ان کے معنی کو بانیہ  
تہذیب سے گرا دیتے ہیں۔ اگر اس کا انداز دیا جائے اور اخلاقی و تمدنی مفاسد کے  
تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر معائنہ کیا جائے تو یقیناً اودھ کے  
کی جگہاں ممانعت، تاب و احتیاج کے گھونٹوں سے زیادہ کارگر ہوں گی۔

**اودھ کے لکھنؤ** تعلیم و تہذیب عوام اور اصلاح و تربیت، اقوام کا ایک موثر ذریعہ، عزم و تہذیب کی اُس صنعت کو بھی قرار دیا گیا ہے جو کا  
ہم خرافات و خفیہ اودھ کے پہلے نتیجہ سامعین و قارئین کی تفریح و خوش طبعی ہے  
یہ سب ہی خرافات نگاری کا بھی ایک متعل فن ہے جس کی ترویج و ترمیم میں صرف  
ظرفیت، رسائل و اخبارات سرگرم کار ہیں بلکہ بہت سی ضخیم و ضخیم کتابیں بھی ایلی  
ہو چکی ہیں۔

اُدھ اخبارات و رسائل میں اودھ کے لکھنؤ پہلے پرچہ جو جنرل ملک کی اصلاحی  
نقدی اور سیاسی اصلاحات کے لیے خرافات و عزمی سے کام لینے کی ضرورت کو  
محسوس کیا، اور اپنے قابل و فاضل طبقے کی توجہ حاصل کی اور اپنے شہر و افان  
خرافات و خفیہ اودھ کے دور و کار کی بدولت ہندوستان کے اودھ والی طبقہ میں اپنی  
مقبولیت و شہرت کا سنگ بنیاد ڈالی۔ اودھ کے فنی صاحب مرحوم کی ادارت میں  
ظہور کیا۔ اسی سال تک جاری رہا اور اس طویل مدت میں اُس نے اُدھ کے خرافات و  
میں ایسا پیش کیا جو خرافات و عزمی کے لیے دنیا کے ادب و تہذیب کے  
مستحق احسان رہی۔

اودھ کے کو اپنی مخصوص روش و لہجہ میں جو کچھ بھی کامیابی حاصل ہوئی،  
وہ محض چند افسانوں کی خوشنودی و دکاوت طبع کا نتیجہ تھی جب یہ خرافات و عزمی  
اودھ کے لیے تعلق ہو کر گوشہ نشین ہوئے لگے اہم اراضی و مصائب کے لشکر  
نے فنی صاحب مرحوم کے تعلق ہوئے دل و دماغ پر حملہ کرنا شروع کیا  
اور اودھ کے پرچہ پر بڑھاپا مسلط ہو کر لگے یہاں تک کہ مالی نقصانات اور عجز  
انہی پر بری کی رو سے کوئی اُس کے محترم بانی و ایڈیٹر کے لیے ناقابل برداشت  
ہو گئی اور اودھ کا کام اپنے افعالی سے دو سال پہلے خفیہ صاحب مرحوم کو بند  
کر دیا گیا۔ لاش کوئی عاقبت اسی وقت اودھ کے کی و تفریح کے لیے آمادہ  
ہو گیا۔ اور خفیہ صاحب کو اپنی زندگی کے آخری ایام میں عمر بھر کی جائزہ  
کوششوں کا یہ تلخ و دھنسا نہ چڑھا۔

اودھ کے کے بندہ جانے سے ایک اعلیٰ درجہ کے وقیع و مفید نظریات پرچہ کی  
جو جگہ ممتاز جگہ اُدھ کی حقیقت میں خالی ہو گئی تھی اُس پر نہیں پڑتی تھی کہ وہ جگہ  
بھر کے لگ کر اُدھ کی خوش قسمتیت کے لیے ایک مرد و عزمی خفیہ صاحب مرحوم کی  
کی خالی جگہ کو بھرتا ہے ہی عزمی صاحب اس طرح پھیر دیا اور عزمی کی کوشش  
سے اودھ کے کا کتاب خرافات و عزمی لکھنؤ سے ظہور ہو کر اپنی خندہ ریز نگاہیں

افرادوں پر ڈالنے لگا، پہلے تو خرافات نہیں تھے، اس پر پتہ چلے کہ لاف و بھڑک سے بھرپور ہو کر  
اُس نے خرافات کو گھٹا کر حقیقت کے قریب لے کر آ کر رکھا، لیکن اُن کا کٹھنہ "گال اور زبانی" کے  
تعلیم و تہذیب کے لیے اس نے اودھ کے قابل و فاضل طبقے کے "تعلیم یافتہ" کی  
توجہ نہیں کی تھی۔ اور ہم بھی ان کے اودھ کے قابل و فاضل طبقے کے "تعلیم یافتہ" نہیں تھے۔  
کرنل ایک اس کے جس قدر پرے ہماری نظر سے گزرتے ہیں وہ زمین پر بیٹھے خرافات  
کو نشانہ بناتے ہیں۔ اور اخلاقی اور اصلاحی پہلو سے بھی مفید ہیں۔ عیب صرف  
انہی کے بعض اوقات خرافات اور اودھ کے "گال اور زبانی" ان کے معنی کو بانیہ  
تہذیب سے گرا دیتے ہیں۔ اگر اس کا انداز دیا جائے اور اخلاقی و تمدنی مفاسد کے  
تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر معائنہ کیا جائے تو یقیناً اودھ کے  
کی جگہاں ممانعت، تاب و احتیاج کے گھونٹوں سے زیادہ کارگر ہوں گی۔

اودھ کے لکھنؤ کے قیام کے بعد افسانوں پر سہارا دیا گیا ہے، اُس کے  
کارگوں بھی نہایت سستی خیز ہوتے ہیں۔ قیمت سالانہ ۵ روپے، ششماہی ۳ روپے  
اور ماہی ۱ روپے ہے۔ مینو صاحب اودھ کے لکھنؤ سے خط و کتابت کیجئے۔

**نظام المشائخ کا رسول نما ممبر** دہلی کے مقتدر و ہولناک وزیر مالہ نظام المشائخ نے جو جناب صاحب اودھ کے لکھنؤ سے خط و کتابت کیجئے۔

میں تقریباً آٹھ سال سے صوری و عزمی آپے تاب کے ساتھ پابندی وقت کیساتھ پیش آ رہا  
ہے اور اپنی دلا و زحمات کی وجہ سے ہندوستان کے کسی اور صحافی و عزمی نہیں  
ہے۔ لیکن شہرت و مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ حسبِ حال قدیم اسلامی بھی تہذیب و عزمی  
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا رسول نما ممبر حمایت شان و احترام سے شائع کیا  
جو حضرات کی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح و فضائل اور خصائص اخلاق کے  
مستحق حمایت و تہذیب مضامین نظر و شہرت سے مزین ہے۔ ایسا ضخیم و ضخیم ممبر  
جس میں عوام و خواص دونوں کی دلچسپی و توجہ رسانی کا ہر حربہ اتم طور پر رکھا گیا ہو  
ابھی تک کسی اخبار یا رسالے نے شائع نہیں کیا، سوائے نظام المشائخ کے کہ وہ ہر  
سال اس ایک خصوصیت میں اپنی تمام معاصرین سے سبقت لے کر آ کر لکھا دی ہو گیا  
یہ تو نظام المشائخ کا کوئی پرچہ بھی اُدھ کے شہر و افان کی اذیت و عزمی  
خرافات سے خالی نہیں ہوتا لیکن رسول نما ممبر کو ہر حیثیت سے کامیاب و ہولناک  
بلکہ کے لیے مفید موثر مضامین فراہم کرنے کی خاص طور پر کوشش کی جاتی ہے  
اور یہ قدس ممبر واقعی اسم بسمی جو کہ سلطانوں کے مذہبی شریک کے اس شیعہ جو سیرۃ نبوی  
سے متعلق ہے بیش قیمت نفع پہنچا کر ہے۔ ۱۸۸۵ء کا ممبر بھی جو اس وقت تک  
نہ مل سکا ہے۔ اپنے سابق ممبروں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس گزشتہ کاغذ کے دانہ میں  
بھی وہ پورے ملک سوچا لیس صفحوں پر شائع ہوا ہے اور وہ فحش و بھڑک  
پورے ملک پہنچوں کو بھی شکل سے عیب ہوتی ہے۔ ایسے فحش رسالے میں خصوصاً جب  
اُس کا موضوع اُلفت و محبت کر دیا گیا ہو ہزار ہا محفلت للذائق ناظرین کے لیے  
اول سے آخر تک لکھی کا قارئین رکھنا یقیناً ایک دشوار کام ہے لیکن دول نامی کا  
ملکت کو اس میں بھی کامیابی ہوئی ہے اور ان میں مضمونوں میں جن کو اس مخصوص ممبر



صحف کو در نہت دی گئی ہے کوئی عنوان ایسا نہیں ہے جس کو شروع کر کے ختم کرنا کسی کی طبیعت کو گراں گزرنے، معنائیں نشریں "بجوں پرستم" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستوں اور دشمنوں کا ایک عبرت خیز مرقع ہے جسے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے قلم جوتہ رقم نے اپنی زلفی شاہین دلربائی سے کھینچا ہے۔

”ہادی اعظم“ از جناب مولوی ذہاب علی صاحب برقی۔ ”دنیاکا سب سے بڑا فاضل“  
از جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں صاحب۔ ”رسول اللہ کا احباب کیرے۔“  
از جناب مولوی محمد الدین صاحب نیلتی۔ ”حضور کا برتاؤ وغیرہ مسلم اقوام سے۔“  
از جناب مولوی حکیم مرزا محمد نذیر صاحب عرقی۔ یہ چاروں محفون چمبر اسلام علیہ الصلاۃ  
والسلام کی تعلیمات و اخلاق پر نہایت لیسندہ اذاز سے روشنی ڈال رہے ہیں۔ جس کے  
بیچے اس دور تاریکی میں جد یہ تعلیم یافتوں کے قلوب غفلت محمدی کے آگے سر تسلیم  
خیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ العوض اسی طرح اور تمام مضامین بھی اپنے  
اپنے رنگ میں نہایت عذیبہ و دلچسپ ہیں اور ہمارے معزز مجبور کا تازہ رسول نامہ  
گو یا جیسے ہوئے پھولوں کا ایک گلہ سے ہے جس کی خوشبو سے محبان رسول کی صوفی  
فرحت و مسرت سے بخود ہو جاتی ہیں۔ رسول نامہ فرغاً آٹھ آنے میں بیچر صاحب  
رسالہ نظام المشائخ کو چھ چیلان دہلی سے مل سکتا ہے۔ رسالہ نظام المشائخ کے  
سب سے اچھے نسخے کی سالانہ قیمت پندرہ اشرفیہ ۱۴۴۱ء ہے۔ خریدار انہ نظام المشائخ  
کو رسول نامہ پر سال مفت دیا جاتا ہے۔ ہم ناظرین اسوجہ سے نظام المشائخ  
اور رسول نامہ کی خریداری کی خاص طور پر سفارش کرتے ہیں۔

راز و نیاز کالوز و زنبور

راز و نیاز کا نور و زخمیر

اسوہ حسنہ اور عصر جدید پر پریس کے منبر جناب  
مفتی محمد انوار صاحب ہاشمی نے میرے خطے سائیک  
نیاز سال داد و نیاز نامی جاری کیا ہے جس کا پہلا پرچہ "نور و زخمیر معروف بہ  
درویش خیر" ۱۹۸۷ء کے لقب پچپ سے لقب ہو کر بڑی قطعیت کے ہم صفوں پر  
شائع ہوا ہے۔ راز و نیاز کے اجرا کا پہلا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مقاصد  
اسوہ حسنہ کی تبلیغ کے لیے ایسے طرق و وسائل سے کام لیں گے جو عام پسند و عام فہم  
ہیں۔ اگر "عام پسند" کے مفہوم کو ضرورت سے زیادہ محدود نہ کیا گیا تو یہ مقصد  
نہایت معنی ہے۔ خدا مبارک کرے۔ اسی سلسلہ میں ہی خوالا اب اسوہ حسنہ کے  
لیے یہ معلوم کرنا بھی خالی از دچسپی نہ ہو گا کہ ممالک سندھ اور کراچی وار کے بعض  
علم دوست اصحاب نے بھی اس کی تحریک کی ہے کہ ان کو اسوہ حسنہ کا ترجمہ اردی  
اور گجراتی زبانوں میں شائع کرنے کی اجازت دی جائے۔ ہمارے لیے اس کو زیادہ  
مسترت بخش اور کون سی بات ہو سکتی ہے کہ اسوہ حسنہ کے دائرہ تبلیغ و تفہیم کو  
وسیع کرنے کی ضرورت اسلامی حلقوں میں عام طور پر محسوس کی جا رہی ہے  
فالحمد للہ علیٰ ذلک ۛ

راؤ دیاؤ کے نوروز میر تقی درویش جتوئی شہداء نے اپنی بعض خصوصیات کے لحاظ سے یقیناً اُسودہ حسنہ کا حق جو ادا کیا ہے۔ کیونکہ بادشاہِ مخبر ہونے کے اس نے اپنے صفات کو رن و نجوم کی اُن خرافات سے بالکل بائگ رکھا ہے جو مسلمانوں

میں تو ہم پرستی اور اخبار غیب پر یقین کرنے کے عوض کو ترقی ہوئی ہے۔ اسلامی ہستیوں کے مستقبل جو ہر امتیں اس خبر کی میں صبح کی گئی ہیں اُن میں بھی اسوۂ الحسن کے معتدل کوئی کی جھلک نظر نہیں ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسوۂ الحسن کے اوٹ پر ہی کے حکم سے نکلی ہیں، تقریباً نامزدگان دین و مظاہر اسلام کے اعواس کی تاریخیں جن کو دنیا نے کرنے میں ملوث درویش جنتری کو تلاش و تحقیق کی بے حد رحمت اُٹھانی پڑی ہوگی۔ صفیہ کرام کے لئے تو نہایت ہی کارآمد ہیں لیکن عام اسلامی نقطہ نظر سے بھی خالی و خفت نہیں ہیں درویش جنتری کی ایک زیادہ قابل قدر خصوصیت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اس میں سال بھر کے لئے چھ نماز و محرواظار کے مستور مستند اوقات ذہب غنی کی دیکھ کر اچھی تازی تازی کا ذہن دیکھ کر دیکھ گئے ہیں۔ آجکل ہماری مساجد میں سو قن و امام علی العموم ایسے مقرر کیے جاتے ہیں جنہیں اوقات نماز وغیرہ معلوم کرنے کی قطعاً تیز نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ وقت بے وقت نماز پڑھا دیتے ہیں۔ اور کوئی ان کی باز پرس نہیں کرتا۔ رمضان المبارک میں تو محرواظار کے اوقات صحیح معلوم ہونے کی وجہ سے قریب قریب تمام شہروں میں قیمتی محسوس ہوتی ہیں اور بھر غصہ ہے، جو کہ عام طور پر ان خبرتوں میں ہی جن کے مولفین اپنے آپ کو علومِ نبیہ و نجوم کا ماہر تسلیم ہیں محرواظار کے اوقات نہایت غلط چھیپتے ہیں اور ان پر اعتماد کر کے دالوں کا کھڑا ہونا میں نقص و خلل واقع ہوتا ہے۔ اس لئے مولف درویش جنتری کی یہ کوشش یقیناً بہت مستحسن قابل تکریم ہے کہ انہوں نے درویش جنتری کے ذریعہ سب مل بہ دینی ضرورت کو بہت کچھ رفع کر دیا۔ ہمارے تجربہ میں درویش جنتری کے اوقات نہایت صحیح نہایت سچے ہیں اور صوبہ دہلی و میرٹھ کے محفی مسلمان ان پر کون سا شکوک کر سکتے ہیں دوسرے مقامات کے باشندے بھی ان سے مدد لے سکتے ہیں شہر طبرک پہلے وہ لکیر روز و رات ہر

علاوہ ان مفید معلومات کے درویش خجندی میں مذہبی اور صوفیانہ مذاہب کے  
 والوں کے لیے اور بھی بہت سی دلچسپ کارآمد باتیں درج ہیں خواہ حسن نظامی جیسا  
 کا مضمون پہلے درویش کے جنگی کارنامے - نہایت دلکش اور دلچسپ ہے حضرت  
 جرمیں علیہ السلام کا قصہ بھی ایک عبرت خیز و سبق آموز مضمون ہے - دعا اور  
 تلاوت قرآن کے آداب اور عیدین اور محنتان المبارک کے متعلق فقہی مسائل  
 ایسی چیزیں ہیں جن کی ہر دین دوست مسلمان کو ضرورت رہتی ہے - کارباری آدمی  
 کے عادات و خصال "دنیاوی اعتبار سے نہایت کارآمد مضمون ہے - "مثلاً کما  
 اخبارات و وسائل" کی فہرست بھی درویش خجندی میں لکھنی چھوڑ ہے -

الغرض سالہ ایک دو ویش خبثی مختلف قسم کے دیکھنے پانچ سو سال کا راز کا  
معلومات ستمبر یہ ہے اور اس قابل ہے کہ ہر پڑھے لکھے مسلمان کے گھر میں اس کا  
ایک نسخہ موجود ہے۔ رسالہ راز و نیاز کے متقل خریداروں کو یہ خبثی مفت  
دی جاتی ہے۔ راز و نیاز کی سالانہ قیمت چھ ہشتاشی ۱۳ اور دو سہاشی چار  
جو صاحب صرف خبثی خریدنا چاہیں وہ ۳۰ روپے ٹھیکہ منگاسکے ہیں۔  
طبع کاٹہ۔ منیو رسالہ راز و نیاز دو ویش خبثی کی کمپ میرٹھ۔

## کتاب جدیدہ

**میلاد نامہ** حضورِ مظلوم حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب نے جن کا کمال انشا پر ملازمی واجتہادِ قلم کاری ہماری تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔

حاصل ہے ایک مفید و دلچسپ کتاب میلاد نامہ "الفنِ فرہانی جو دو تمام دکن خصوصیت اپنا اندر رکھتی ہے جنکی معتدِ عظمت کے جدت، رفِ قلم سے قوت جو کتب محافل میلاد میں کتابیں آج کل علیٰ العموم پڑھی جاتی ہیں ان میں زیادہ تر کھڑکی پر کھڑکی علیہ وکلاً و سلم کے فنِ مضامین و خاصاً نثر کا بیان کیا جاتا ہے جن سے بیان و لغت کی سلاست رکھنے والے قلوب تو متاثر و مستفید ہو سکتے ہیں لیکن وہ لوگ جنہیں نئی روشنی کی کچھ برائیاں ملتی ہیں معنائیں کو بجائے فائدہ اٹھانے کے ایسے شکوک و شبہات کو اپنے ذہن میں جگہ دے لیتے ہیں جو ان کے مسئلہ نامی کے لئے آواز دینے کا کام دیتے ہیں علاوہ ان میں مردِ جو کتب میلاد میں ایک بہت بڑا نقص ہے کہ ان میں پرانے بیان یا سنگداریاں عبارت الہی شکل رکھی جاتی ہیں جسے معنی لیاقت کے مرد اور عورتیں آسانی سے نہیں سمجھ سکتے جن کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب تک میلاد خوان نظر پڑھتے ہیں اس وقت تک تو صوفیہ جہنیں میں ہو جہاں اندر وہ جہاں اللہ کی آواز سنائی دیتی رہتی ہیں لیکن جہاں نثر شروع ہوتی اکثر لوگ گھٹنوں پر سر رکھ کر اونٹن لگتے ہیں، حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے میلاد نامہ میں ان دونوں باتوں کا خیال رکھا ہے۔ آپ نے ایسی سبب از قیاس روایتیں نہیں لکھیں جس سے کسی طالب کے دل میں شکوک اور اہام پیدا ہوں اور پرانے بیان کا دلکش و دلبر نہا ہوا تو آپ کا حقیقت ہے آپ اپنی عداوتِ اوقاتِ جاہلیت سے نثر میں وہ موثر شریعت پیدا کر دیتے ہیں جو بڑے بڑے لغت گو شاعر و دل کی نظموں میں بھی پائی جاتی۔ اس لیے خواجہ صاحب کا میلاد نامہ گو اپنی نوعیت میں مشکل نہیں ہے لیکن مردِ جو کتب میلاد سے جو بہتر و مفید ہے۔ میلاد نامہ کا پہلا بیان "میلاد شریف کی فضیلت" اصحاب کے متعلق ہے جس میں ان تمام اصحابِ طلبِ امور کو بہ اندازِ دلربا یاد "مؤثر حکایتوں اور کہانیوں کے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو مخالفین و موافقین میں اعلیٰ پایہ کی افراط و تفریط اور ظالمین و ساجدین مولد شریف کی بے احتیاجیوں کی وجہ سے عام طلبِ شایع و رایج ہے۔ بیانِ اصحابِ پہلو سے نہایت مفید و دلبرانہ انداز کی وجہ سے اس کا دلبرانہ ہونا بھی نہایت ہی اپنا پہنچانوں کی مناسبت کا محض مفید و دلبرانہ ہے میلاد نامہ نگار حضرت "رسولِ مہدی" پر ہے جن میں حضورِ انور کی مقدس زندگی کے خاص خاص حالات اور خلاق و شامل کا بیان ہے۔ یہ چھتہ پہلا حصہ ہے جس سے زیادہ سبق آموز ہے۔ اچانک ایسے ہی میلاد ناموں کی زیادہ ضرورت ہے جن میں رسولِ اللہ کے اخلاق و عادات کو وصفا کے ساتھ بیان کیا جائے، امید ہے کہ خواجہ صاحب صوفی کا میلاد نامہ طبع میں اپنا انتہا مقبول ہوگا اور میلاد خوان حضرات محافل میلاد شریف میں اُتار دے اس کو پڑھا کر ایک نئے نئے اور عورتوں کو آواز دے سکھانے کے لئے بھی میلاد نامہ نہایت مفید ہے نہایت تہمید و مہم اور قسم اول انگریز و یہ مقرر ہے۔ ملنے کا پتہ ہے۔ کارکنِ حقیقتہ المشائخ ڈاک خانہ عرب سراے۔ صوبہ دہلی۔

## حمایت الاسلام جلد اول دوم

ہمارے پاس رہو جو کے لئے آئی ہے اور جس کو چھپے ہوئے خانہ اس سال کا مہم ہے۔ انبیا معین علیہ السلام مولانا سید احمد صاحب محمد علی صاحب کے ان کے انقدر تالیفات میں کہہ جو قلمی مدد و روح نے عقل پرستوں کے سامنے اسلام اور احکام اسلام کی حجابیں ہٹانے کے لئے تحریر فرمائی ہیں، حمایت الاسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قائل نہایت جامع العلوم اور وسیع النظر ہونے کے علاوہ ضرورتِ زمانہ سے بھی کوئی وقت نہیں اور ان اعتراضات و شکوک کے جو جواہر رخنہ کرنے کی قابلیت نامہ رکھتے ہیں اصول و فروع اسلام کے متعلق متعین مذہب غیر اور جدید تعلیمات و فتنہ حضرات کی طرف متوجہ نہیں کیے جاتے ہیں۔ حمایت الاسلام دو حصوں پر مشتمل ہے، حصہ اول میں نبی کی ضرورت و فوائد لازمی کے قصبات اور عبادات اسلام کے مصلح و محاسن پر مبنی ہے جس کی گائی ہے پیچیدگی کا اختیار مصلحت کے حق میں عالم غیر غلط ہے۔ دوسرے حصہ میں ان احکام اسلام کی فلاسفی بیان کی گئی ہے جو کج خلق و دلائی و طغیہ و غشہ اور قربانی و جہاد کے متعلق ہیں، حاصل مولف نے اپنے دعاوی کے ثبوت میں صرف زبردستی براہین تھیلہ سے کام لیا ہے بلکہ عیسائیوں اور ہندو کی حتمہ علیہ کتابوں اور حکما سے یورپ کے اقوال و تحقیقات کو بھی عابجا شہادت میں پیش کیا ہے اور ہر جگہ کے تمام حقائق پر مستحضرانہ نظر ڈال کر ایسے نتائج اخذ کیے ہیں کہ کسی انصاف پرندہ مخالف کو ان پر غور و فکر کرنے کا موقع نہیں رہتا۔ نہ دلائل و دلائل، طلاق اور غشہ و غیرہ کے متعلق جو اعتراضات عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں حمایت الاسلام نے ان سب کا قلع قمع کر دیا ہے اور بڑی خوبی سے کہہ کر یہ بھی بعض اسکاٹ قسم کے مضامین لکھا گیا بلکہ اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ حمایت الاسلام کو دیکھ کر مسلمانین کی تسلی و تسخیر ہو جائے اور وہ دل سے دامن اسلام کے بے لوث ہونے کے معترف ہو جائیں۔ حمایت الاسلام کی عبارت سلیس اور اندازِ تحریر نہایت سلیس و مہذب ہے۔ ہر دو حصوں کی مختصر تقریر سوائسٹ سنسنے ہے کتاب کے آخر میں جاپا لٹنا عبد الباری صاحب فرنگی علی کی بھی ایک تقریر درج ہے جس میں حمایت الاسلام کو بیس فرق اپنی اسلام کے لئے مفید ظاہر کیا گیا ہے، حمایت الاسلام کے دونوں حصوں کی قیمت چارہ ہے۔ جہاں سچے معنی صاحب لکھتے۔ ڈیوڑھی آغا میر کے پتہ پر خط لکھنے سے مل سکتی ہے۔

## تعمیت نامہ

شہیدِ قوم مولوی خواجہ غلام اشغلیں صاحب مرحوم و مغفور کے مسلمانوں کی موجودہ نسل کے مستقبل سے بڑی شکایت و غمی کہ وہ باتیں بہت سنا ہے اور کام کچھ نہیں کرتی۔ آج قیامت سے ہم کو اس شکایت کے ثبوت میں خود خواجہ صاحب مرحوم و مغفور ہی کے امانک ساکھ افعال کی نظیر دروندنا قوم کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انوس۔

جب خواجہ صاحب مرحوم و مغفور کے انتقال پر طلال کی روح فرسا خبر اخبارات و شایع ہوئی تو ہم نے سوچی کہ تمام قوم پر بصیرت و غم کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ہر قریبات سے دلچسپی رکھنے والے شخص کی زبان پر یہی تھا کہ انوس! قوم کا ایک علمبردار اٹھنا رہنا چاہیے رحلت کر گیا۔ قوم کے مت زافرا اور انجیوں کی طرف سے ظہار ہو رہی ہے

سینکڑوں تار اور خلطہ بھیجے گئے، اخبارات نے مزاج صاحب کی حالت کو اندوہناک بھی  
 صادر سے منبر کے پہلے لیڈر اور ٹوش شایع کیے۔ ٹیٹ فارمیں پڑو۔ تقریریں کیا  
 ہو گئیں اور ٹیٹ بھی گئیں، مسجدوں اور نام بازاروں میں الجھل ٹیٹ کے لیے ماسک بھی  
 ہوا کیے گئے۔ ہر طرف سے خواجہ صاحب مرحوم کی کوئی نہ سب یادگار قائم کیے جانے پر  
 بدورد ہو گیا۔ بعض مصلوٹوں میں خواجہ صاحب کی مالی حالت سے متاثر ہو کر بھی سب مال  
 قائم کرنے کی پُر زور تحریریں ہوئیں مگر انہیں اس کے کہ منزل عمل کی طرف کوئی قدم بڑھایا  
 نہ ہوا، بج و ہمدردی کا یہ تمام جوش و خروش عورت ہی عرصہ کے بعد سرد ہو گیا۔ اور  
 اندوہ و مصیبت کا تار یک بادل جو ایک شخص درد مند حامی قوم کے جوش رہا سگڑ  
 خلعت کے زمرے الوں پر چھا گیا تھا چند قطرات اشک برسا کر مٹ گیا۔ پھر کسی خدا کے  
 ہمنے نے بھی نہ چھانچا جس یادگار قائم کرنے پر اس قدر دورہ یا حاد ہوا تھا اس کا  
 کیا حشر ہوا۔ یادگار کے لیے بہترین صورت کو کسی تجویز ہوئی۔ اس کے لیے سراپا کی قدر  
 فراہم کیا گیا۔ اور کس قومی انجمن نے اس کام کو اپنے ذمے لیا؟ خیر یادگار قائم کرنا تو  
 ایک بڑا کام تھا، جس فن فن القوم نے اپنی جان و مال کو قوم پر قربان کر دیا تھا اس کے  
 بچوں کی تعلیم و تربیت اور مالی اعانت کی طرف توجہ کرنے کی بھی کسی قومی انجمن کو توقع  
 نہ ہوئی اور بڑے بڑے معتمد القاب کس جس خواجہ صاحب کی علالت کے دوران میں  
 ان کے بچوں کی خبر گیری کے وعدے کر چکے تھے مرحوم کی وفات کے بعد یاد دہانی  
 پر بھی وہ ایسے وعدہ کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔  
 حال میں عصر جدید پر سپر میرٹھ سے ایک لکھنؤ پڑور و کتاب تعزیت نامہ  
 شایع ہوئی ہے جس میں ان تمام مضامین و تحریرات کو جمع کیا گیا ہے جو خاندان غلام  
 صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حضرت آیات اور سوانح زندگی و کارنامات کے  
 متعلق خواجہ صاحب کے مداحوں اور دوستوں نے تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کتاب  
 حقیقتاً چرچہ و عبرت ہے ان لوگوں کے لیے جو خواجہ صاحب کی خدمات قومی کی  
 قدر کرنے اور ان کی جانی و مالی قربانیوں کے مستحق ہونے کے جو جو مرحوم کی  
 یادگار قائم کرنے اور ان کی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف سے بالکل بے فکر و غور ہو  
 چکے ہیں اور خواجہ صاحب کے ہم مغفوروں کی تکمیل کے لیے عملی تدابیر اختیار کرنا  
 ضروری نہیں سمجھتے، تعزیت نامہ میں شرمندہ بھئی صاحب بی۔ اے۔ سید  
 جالب صاحب دہلوی خانبہادر مرزا سلطان احمد صاحب، مفتی جاد علی صاحب  
 صدیقی، مولوی سید کلب عباس صاحب بی۔ اے اور علامہ شیخ عبدالعلی الہروی  
 وغیرہم کے مضامین خاص کے علاوہ ممتاز ملکی و قومی اخبارات کی وہ تمام تحریرات  
 درج ہیں جن میں خواجہ صاحب مرحوم کے حالات زندگی اور ان کے کارناموں پر  
 مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے، اور ملک کے سربراہ اور وہ اصحاب کہہ پانچواں  
 خلطہ بھی ہیں جن میں اخبار حرمن داؤدہ کے سلسلہ میں خواجہ صاحب مرحوم کے  
 اسحاق و عادت و خیر ایشیہ طرز معاشرت کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ جس طرح خواجہ  
 صاحب کی ذات سمجھنے والے شخصیات ان کی زندگی میں ملک ملت کے لیے ایک خیر  
 سر و نعمت تھی اسی طرح امید ہے کہ یہ تعزیت نامہ ان کے بعد نوجوانان و

کارکنان قوم کے لیے چراغ ہدایت کا کام دے گا اور قوم کے سبق آموز حالات کا  
 مطالعہ قومی ملکی اور مذہبی خدمات کو ایسی ہیرو اور امیر طریق سے ادا کرنے کا جوش  
 اور شوق پیدا کرے گا، جس طرح سے خواجہ صاحب مرحوم کو ایک انجام دہرے  
 تعزیت نامہ ۲۹۳۲ کی قطع کے ۱۴۰ صفحوں پر نہایت خوبصورت  
 چھاپا ہے۔ کاغذ دوسم کا لگا یا گیا ہے۔ ولایتی چھپنے کاغذ کی کتاب کی قیمت بھلا کا  
 ایسی متوسط کاغذ کی ہے۔ امید ہے کہ مسلمان اس نہایت ضروری مفید چھپ  
 اور سبق آموز کتاب کے خریدنے میں دیر نہیں کریں گے،

نام ٹیک رنگان صنایع کس کا ہذا نام نیکیف برہنہ سار  
 تعزیت نامہ میرٹھ صاحب عصر جدید پر سپر میرٹھ سدر خواست کرنے پر ملے گا۔

### عائشہ صدیقہ

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہا کے مقدس سوانح زندگی کا یہ دلاور مجاہد صاحب  
 مولوی نیاز محمد خاں صاحب نیاز فخرت رسی کے رشتہ قلم کا نتیجہ ہے۔ جسے قوم الفقہ  
 جناب صدیق محمد الدین صاحب ادب ان ایڈیٹر رسالہ صدیقی پٹھی بہاولپور ضلع  
 گجرات (پنجاب) نے شایع کیا ہے۔  
 خواتین اسلام میں حضرت عائشہ صدیقہ کو اپنی ذاتی قابلیت و تقدس اور اس کی  
 عظمت و حرمت کی وجہ سے جو حقوق و امتیاز حاصل ہے اس کے لحاظ سے ان کو تحریر  
 کی کسی مبسوط سوانحی کا اردو میں موجود نہ ہونا ایک انصاف منگ کی تھی جو کتاب  
 زیر نظر کی اشاعت سے ایک حد تک پوری ہو گئی ہے، جس کے لیے ہر دور صاحبان  
 موصوف ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ مولوی نیاز محمد خاں صاحب نیاز فخرت  
 ملکی خدمات کی وجہ اولیٰ دنیا میں کافی شہرت پا چکے ہیں، اور جن حضرات نے ان کا  
 طویل معقول "مجموعہ شوق القلم" ایک متفانہ نظر "بغور مطالعہ کیا ہے وہ جانو  
 ہوں گے کہ نیاز صاحب جب کسی مختلف فیہ مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں تو پھر اس کا  
 کوئی پہلو نظر انداز نہیں کرتے، چنانچہ حضرت صدیقہ کے سوانحی میں بھی ان کے  
 نے حسب معمول تحقیق و ترقی سے کام لیا ہے۔ اور ان محترمہ کی حیثیت پر ایک  
 پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ چونکہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے دینی منافقات و منافقات  
 کا اثر حضرت صدیقہ کے ذات تک بھی پہونچا ہے اور اس مخلوق محترمہ کو بھی جن  
 اعزاز و دلاست جنا پڑا ہے اس لیے نیاز صاحب کو بھی اس سوانح محرمہ میں  
 ان اعتراضات کی تردید کسی قدر تفصیل سے کرنی پڑی ہے جو بعض حضرات کی طرف  
 سے حضرت صدیقہ کے بارے میں کیے جاتے ہیں، بحیثیت مجموعی یہ سوانح عمری نہایت  
 دلچسپ و مفید ہے، بشرطیکہ اس کے پڑھنے والے اس کو کتاب متناظر نہ سمجھیں پڑھیں  
 اور اس کو ان اعتراض کے لیے کام میں نہ لائیں جو اس کی تصنیف کے وقت نیاز صاحب  
 کے پیش نظر نہ تھے۔

اس کتاب کی لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے کاغذ بھی چمکا و لایکا لگا گیا  
 ٹائپل پچ نہایت خوشنما ہے صفحات ۱۳۲ صفحے اور قطع ۱۲.۵ ہے۔  
 دفتر سار صدیقی پٹھی بہاولپور ضلع گجرات (پنجاب)

# کِتَابُ الزُّلُمَاتِ لِلْمَلِكِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَمِيمٍ

(قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تم پر اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ کلمہ کو یاد رکھیں اور تاکہ ان کو نصیحت ملے)

## من القرآن

ضمیر کی صدا

فَالْهَمَّا فَجْوَهَا وَتَقْوَاهَا

ہے اور ہر شخص پر شبہ کرتا ہے۔ اُس کی بوی اور اُس کے بچے اور بچیاں افسوس کرتی ہیں کہ کیوں اُن کے ہاں چوری ہوئی۔ درکیوں اُن کا مال چلا گیا۔ اگر چوری بڑی عادت اور بُرا رویہ نہیں تو چاہیے تھا کہ ایک چور جو دوسروں کے ہاں رات دن چوری کرتا ہے اپنی چوری سے خوش ہوتا اسکا دل افسردہ نہ ہوتا کیونکہ جو فعل وہ خود کرتا ہے وہی فعل اُسے ساتھ بھی کیا گیا ہو لیکن ایسا شخص کڑا پتا اور افسوس کھاتا ہے۔ اُس پر رات کی نیند اور دن کا آرام حرام ہو جاتا ہے۔ وہ ہر جگہ کہتا پھرتا ہے کہ میرا مال چلا گیا اور میرے ساتھ بڑا غم ہوا ہے۔ یہ دلیل اس بات کی ہے کہ چوری ایک بڑا فعل ہے اور نہ چور اُسے بُرا نہ جانتا۔ کیونکہ وہ اُسے اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

ایک گالی دینے والا جب اپنی نسبت کسی سے گالی سنتا ہے تو اُس کا دماغ پھر جاتا ہے۔ اُس کی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں اُس کے دل میں مارے جوش کے ایک اُبال اُچھاتا ہے۔ اگر گالی۔ یا گالی دینا بُرا نہیں تو کیوں ایسا شخص جو روزا رو کو گالیاں دیتا ہے اس پر ناخوش اور ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس کے نزدیک تو گالی دینا کوئی بڑی عادت اور دکھ دینے والی بات نہیں تھی۔ ثابت ہوا کہ گالی دینا بڑی عادت ہے۔ کیونکہ جو شخص خود گالی دیتا اور ایسی عادت رکھتا ہے وہ ہی اس سے نفرت کرتا ہے۔

ایک سفر دوسروں سے ہر روز سفری اور ٹھٹھا کرتا ہے لیکن جب کوئی اُس سے سفری کرتا ہے تو تیز زور ہوتا ہے۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ جیسا سفری ایک تکلیف دہ بات ہے۔

ایک رشوت خوار ہر روز مقدمہ والوں سے بخوشی رشوت لیتا تھا۔ ایک دفعہ گاؤں کے چٹواری یا کسی دوسرے اہل کار نے اُس سے بھی رشوت مانگی۔ تو بُرا مانا۔ اہلکار نے کہا حضور انورؐ وہی کام ہے جو آپ بھی روز کرتے تھے

یہ اُس الہامی کتاب کا فقرہ ہے جو ملک حوب کے ایک برگزیدہ شخص عظیم الفطرت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اور جو ہم اس سال سے ایک ہی پنج پر بلا کسی تغیر و تبدیل اور تحریف و کمی بیشی کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں چلا آتی ہے اور جو بمصدق و محقق ہے۔

اس آیت کریمہ میں یہ جانا گیا ہے کہ ”ہم نے انسان کے ضمیر“ انسان کے قلب میں یہ قوت رکھ دی ہے کہ:-

وہ بدی اور نیکی میں تمیز اور شناخت کر سکے۔ قدرت کی جانب سے کوئی شخص ایسا نہیں جسے ضمیر یا قلب نہ دیا گیا ہو۔ ہر شخص ضمیر رکھتا ہے اور ہر شخص کے

پہلو میں لی ہو جود ہے۔ اس آیت اور اس فلاسفی کی تصدیق ہر دل اور ہر ضمیر سے ہو سکتی ہے کوئی ضمیر اور کوئی دل ایسا نہیں جو اس کی تصدیق نہ کرے۔

سادق۔ کا ذہب۔ صادق۔ متین۔ خائن۔ امین۔ بہ چین۔ نیک چین۔ دونوں اس کی تصدیق اور تائید کرتے ہیں۔ اگرچہ اُن کی تصدیق کا رنگ کسی حد تک جدا لگانہ ہو۔ ہر چور یہ کہہ سکتا ہے کہ جب وہ چوری کا مادہ کرتا ہو تو اسکا ضمیر اور اُس کا دل اُسے کیا کچھ کہتا ہے۔ ہر کاذب یا سچی طرح اپنے ضمیر کی آواز سن سکتا ہے۔ ہر خائن اور ہر بہ چین بھی اپنے ضمیر کی صدا سنتا ہے۔ گستاخی

نہیں بلکہ اُس کی تصدیق بھی کرتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے درست نہیں۔ وہ

ایک بُرائی اور ایک عیب ہے۔ دیکھو ایک چور باوجود ضمیر کی تنبیہ کے بھی جب چوری کرتا اور پاپا مال متاع پا کر اپنی اغراض کے ماتحت خوش ہوتا اور اپنی ناراضی الہامی کا اُسے ایک ذریعہ جانتا ہے تو جب خود اُس کے ہاں کوئی چوری کرتا ہے یا اُس کی نقدی اور مال چُرانا ہے تو اُس کے دل پر جو دوسرا کی چوری پر قوت دیکھا تھا۔ ایک صدمہ ہوتا ہے وہ پولیس کی جانب دوڑتا

اگر لیتے ہو تو دو بھی۔

جو شخص دوسرے کا منہ چراتا ہے، اسے منہ چراتے جانے پر کیوں ناراض ہوتا ہے اس وجہ سے کہ یہ روش فی الحقیقت بری ہے۔

جو شخص کسی دوسرے سے نیکی کرتا ہے اس کا دل خوش ہوتا ہے اور وہ اس طریق عمل میں ایک طمانیت پاتا ہے۔ صرف اس وجہ اور اس باعث یہ طمانیت ہوتی ہے کہ جب کوئی دوسرا اس سے نیکی کرتا ہے تو اس کا دل خوش ہوتا ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ نیکی فی الواقع اور فی نفسہ ایک اچھا عمل اور نیکی ہے۔

ایک پرانا مقولہ ہے :-

"ہر کہ بر خود پسندی بر دیگران حسد سپند"

ہر ضمیر اور ہر دل آواز دیتا اور وقت پر جتا ہے۔ ہر ضمیر اور ہر دل کا جو فرض ہے وہ پورا کرتا ہے۔ سننے اور غور کرنے کے واسطے کان چاہیے۔ دیکھنے کے لیے دل بننا۔ ضمیر کی یہ صدا ہے کہ اگر تم سلامتی کی راہ دیکھنا چاہو تو میری سنو اور میری آوازوں پر غور کرو اور کان دھو۔

طرف حق ستائیں کہ زلف یاری گو یہ بین

از بلا گرے گریزی؟ در پناہ من بسیا

خدا نے انسان کو مردہ دل اور جس ضمیر نہیں دیا اس میں ایک زندگی اور ایک حس رکھی گئی ہے۔ ایسی زندگی۔ اور ایسی حس جو اس کو زندہ کرتی اور اس میں خیر فانی اور روشن روشن دھندلتی ہے۔ اس روح کا نام شریعت یا فطرت شریعت بھی ہے۔ یہ وہ روح ہے جو ہر ذی روح کو ملے اوصاف حاصل ہو یہ ہر راکر ہے اس فطرت الہامی کو کہ خدا نے قدرے انسان کو اپنی مخلوقات

سے افضل اور اعلیٰ بنایا ہے اور اس امر کو بھی کہ دنیا میں برائی اور نیکی دونوں معمول ہیں اور دونوں کی نسبت ضمیر پوش دیتا ہے۔ اگر کسی کی روح اور فطرت مردہ نہیں ہو چکی تو تقویٰ اور خجور کی بابت ہر ذہ ضمیمہ صدا دیتا اور اعلان کرتا ہے۔

دیکھو۔ ایک شخص کسی بے گناہ کو دیکھ کر بھی اپنے دل میں ہی ٹھکانا اور شہرہ مند ہوتا ہے۔ اس حس اور اس ضمیر کا اثر ہے جو اس کی سرشت میں اور اس کے پہلو میں رکھ دیا گیا ہے اس سے شریعت اور احکام شریعت کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے۔ اور انسان غور کے بعد یہ کہنے لگتا ہے کہ :-

"انبیاء علیہم السلام جو کچھ لائے ہیں۔ اور جو کچھ کہتے ہیں" وہ عین برحق ہے۔ یہ ضروری تھا کہ ضابطہ ضمیر کی کے مقابلہ میں ایک ضابطہ ظاہری بھی ہو اور یہی ضابطہ ہے مقابلہ صداقت اور تائید حق کے واسطے چونکہ دین اسلام ایک فطرتی دین ہے اور شریعت اسلامی عین فطرت کے مطابق ہے اس واسطے اس آیت میں یہ ارشاد ہوا کہ آیت ضمیر کی میں گویا شریعت اسلامیہ کی ایک تائیدی اور تصدیقی شہادت ہو۔ ضابطہ اور دونوں غور کرو اور ان کی آوازیں سنو ان کے معنی لگاؤ۔ ضمیر اور دل پر غور کرنا اور اس کی صداؤں پر کان دھنا جو اپنے خود ایک عبادت اور ایک ربانیت ہے

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ +

سلطان احمد (نپہ داد خواں)

## قرآن اور حقوق نسواں

وَلَكِنْ يَسْتُلِ الْوَلِيُّ مِنَ الْمَرْجُوِّ عَلَيْهِمْ رَجْعًا

کے لیے کہ وہ بی بی کا حق مرد پر ہے۔ یا مرد کو بھی عرض میں وہی کرنا چاہیے۔ بلکہ مراد اس سے تباہ و حقوق ہے۔ بلکہ حقوق میں مساوات کی نسبت ہو۔ یعنی جو کام بی بی شوہر کے لیے کرے۔ شوہر کو بھی بی بی کے ساتھ اسی کے برابر کام کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ زن و شوہر دونوں مائل ہیں ان کے اہم حقوق و اعمال بھی مائل و مساوی ہی ہونے چاہئیں۔ اور واقعی یہ ہے کہ جب زن و مرد دونوں آدمی ہیں۔ دونوں عقل رکھتے ہیں۔ دونوں مصلحتوں کو سوچ سکتے ہیں۔ دونوں کے پہلو میں یکساں طور پر اہمال ہے جو ملائم و مناسب امور سے خوش ہوتا ہے اور ملائم و نامناسب سے ناخوش تو پھر یہ عدل و انصاف نہیں کہ دونوں مصلحتوں میں سے ایک صفت دوسرے پر عظم و تحکم کرے اور اسے غلام بنا کر اس سے غلامانہ خدمت لے محفوظ و جیت کے عقد و رشتہ کے حیات میں داخل ہو جس میں مساوات حاصل ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ زمین ایک دوسرے کا احترام و کری۔ اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال نہ رکھیں +

(ماخوذ از تفسیر القرآن)

یہ بحث ہم دہائی کا اور انصاف کو ایسا ہے کہ تفصیل میں آسکتا ہے جس سے مفہور آیت کا یہ جو کچھ ایک خصوصیت کو اس اندھ حقوق میں مرد کی برابر ہے اور ولایت اور رجعت سے تائید و توثیق کرنا جو اولیٰ کو کہ خدا تعالیٰ نے خدیوہ نے کہہ کر الرجال قوامون علی النساء اس نفیت اور جو کچھ نکاح کے تحت ہر طرح سے مردوں کی ہر حقوق کی اور دونوں میں از و سے حقوق کوئی کی بیشی یا چھوٹائی بڑائی نہیں لیکن ضابطہ عینی و عینیت کا ملاحظہ علیہا کو خود بیان نہیں فرمایا بلکہ عرف عام پر ان کو تائید فی حق کا ملاحظہ لیں جس مرد کو کہ عورت کی ایک مسلک کر نیکی کی طرح بیڑان معلوم ہوگی اور جب وہ کچھ سچو میں کہے وہ عورت کی کسی اس کے تحت گناہوں حق دار کی طرح ہوگا اسکا مطالبہ کریں تو ان پر جس میں اس کا مطالبہ نہیں ہے اس پر اس کا مطالبہ نہیں ہوگا اور یہی حق دار کی طرح ہوگا اسکا مطالبہ کرے گا یہ راہ دیکھ کر اس میں اس میں خدا تعالیٰ نے عینیت و انصاف کو تائید و توثیق فرمائی کہ عورتیں ان کے حقوق کی خاطر وہی

ولکین مثل الذی علیہن میں مثل سے یہ مراد نہیں ہے کہ مرد کا حق ہے۔ یا کچھ خدہ

# الْبَيْعَةُ بِاللَّيْلِ لَكُمْ دِينُكُمْ عَلَيْكُمْ تَقْوَىٰ مَنَاسِكُ الْإِسْلَامِ

اب ہم تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے (اسی) دین اسلام کو پسند فرمایا۔

## تعلیم اسلام

### علم اسلام

(سلسلہ کے لیے دیکھو اسنوہ ص ۶۷ تا ۹۱۶)

#### آثار صحابہ و اقوال علماء

۱۔ انسان میں علم و فضل کی جتنی کمی ہوتی ہو اتنی ہی قدر و منزلت بھی کم ہوتی ہے۔

۲۔ "علم ایک ندی ہے، حکمت ایک سمندر۔ علماء ندی کے کنارے میں ہیں، حکمت سمندر میں غوطہ زن اور خدا شناس نجات کی کشتیوں پر سوار اس دنیا میں سفر کر رہے ہیں۔"

۳۔ "جو شخص لوگوں کا پیشوا بننا چاہتا ہو اس کے لیے لازمی ہے۔ پہلے خود اپنے نفس کو تعلیم دینا شروع کرے اور زبان سے تعلیم دینے کی بجائے اپنے افعال و اخلاق سے تعلیم دے۔"

۴۔ "علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی۔ علم حاکم دنیا، مال محکوم، علم بڑھتا ہے۔ مال گھٹتا ہے۔"

۵۔ "عالم شب بیدار روزہ دار محراب سے افضل ہے۔"

۶۔ "جب عالم مرتا ہے تو ایسا رشتہ پڑتا ہے کہ اس کو بغیر اس کے نائب کے کوئی بند نہیں کرتا۔"

۷۔ "مرگ علماء کے بدن پر قبائے قرظیہ ہے کہ وہ ماہِ یاب۔ دوسروں کے۔ ہٹا اور زندہ دامن ہیں۔" (علیؑ)

۸۔ "جو شخص لوگوں کو بہتر سکھاتا ہے اس کے لیے تمام چیزیں سمندر کی پھلیوں تک استغفار کرتی ہیں۔"

۹۔ "جو خدا کی راہ میں شہید ہوئے وہ عالموں کی بزرگیاں دیکھ کر چاہینگے کہ اللہ ان کو عالم اٹھاتا۔" (ابن عباسؓ)

۱۰۔ "اگر میں ایک سلسلہ سیکھوں تو تمام رات شب بیداری سے بہتر ہے۔"

۱۱۔ "عالم و طالب علم خیر میں شریک ہیں باقی سب بیٹھے ہیں جیسے کہ بہتر نہیں۔"

۱۲۔ "عالم جو طالب علم یا ماسع ان تین کے سواچہ تھا نہ روزِ بھلاک ہو جائیگا۔"

۱۳۔ "جو شخص کسی چیز پر علم حاصل کرے وہ اپنی عقل و تجویز میں ناقص ہے۔" (ابو ذرؓ)

۱۴۔ "کوئی چیز علم سے بڑھ کر عزت والی نہیں۔ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہونے میں علماء بادشاہوں پر۔" (ابو اسودؓ)

۱۵۔ "حضرت سلیمانؑ نے علم کو پسند فرمایا تو مل و حکومت علم کے ساتھ مصلوب ہوئے۔"

۱۶۔ "علم کا تذکرہ تھوڑی سی بات میں کرنا میرے نزدیک تمام رات جھگڑنے سے اچھا ہے۔" (ابن عباسؓ۔ ابو ذرؓ۔ امام غزالیؒ)

۱۷۔ "مجھ کو اس شخص پر تعجب ہے جو علم طلب نہ کرے۔ پھر اس کا نفس امارے کسی بزرگی کی طرف کیسے بلاتا ہے؟" (ابن مبارک)

۱۸۔ "عالموں کی سیاسی اور شہیدوں کا خون تو لالہ جالے گا تو سیاسی زیادہ خیرگی۔"

۱۹۔ "اگر علماء نہ ہوتے تو آدمی مثل چوپایوں کے ہوتے۔" (حسن بصریؒ)

۲۰۔ "علم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مالک بن جائیں گے۔ جس عزت کی مضبوطی علم سے نہ ہو تو اس کا انجام ذلت ہے۔" (احمدؒ)

۲۱۔ "علم کی ایک مجلس لوہ کی ستر مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے (عطائے)۔"

۲۲۔ "علم کا طلب کرنا نفل سے افضل ہے۔" (شافعیؒ)

۲۳۔ "طلب علم بہتر اور اچھا ہے۔ جو شخص صبح سے لیکر شام تک تمہارا ساتھ نہ چھوڑے اس کا ساتھ تم بھی نہ چھوڑو۔"

۲۴۔ "علم ایک نور ہے۔ خدا نے تعالیٰ اس کو جہاں چاہتا ہے وہاں کر دیتا ہے کثرت روایت سے نہیں ہوتا۔"

۲۵۔ "علم کے پاس لوگ جا کرتے ہیں۔ علم نہیں آتا کرتا۔" (امام مالکؒ)

قرآن و حدیث پر وہ مطلق علم و اہل علم کی تعریف و فضیلت سے سمجھیں دونوں میں طلب علم کی تعریف بلکہ علم دیا گیا ہے اور تحقیق علم حاصل کرنیکا شوق



دلا دیا گیا ہے۔

”سب لوگوں سے زیادہ عالم وہی ہے جو لوگوں کے علموں سے اپنا علم بھی ملاوے  
یعنی لیکچر کا فقیر بن جائے“ اپنی استعداد اور قواسم ذہنیہ سے علوم کو ترقی دے،  
پھر ہر ایک عالم اور دانشور کو حاصل کرسے، بیادہی رہتا ہے۔  
اگرچہ کوئی علم فی نفسہ مفید نہیں ہے مگر ممکن ہے کہ اپنے نتیجہ کے لحاظ سے سوجھ بوجھ  
ہو۔ اسی نقطہ خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمان علوم کو عربت و غایت ہی  
کی حیثیت سے مورد عذاب قرار دیا ہے۔

”جن علوم سے خدا کی مصلحتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض کو اس  
غرض سے سیکھے کہ کوئی دنیاوی منصب حاصل ہو تو وہ شخص بہت کی بونگڑا بنے گا۔  
جو شخص علوم دینیہ کی تحصیل اس غرض سے کرے کہ علم حاصل کرے، علماء کا مقابلہ  
کرے یا جاہلوں سے لڑے اگر اسے لوگوں کو اس کے درمیان سے اپنی طرف مائل کرے تو  
اس کا انجام روزیہ کھٹنا چاہیئے۔“

ان دونوں حدیثوں میں مذہب کی وحید کو غالب غرض رکھنے پر مبنی کیا گیا  
یہ نفس علم پر کچھ شک نہیں جو علم کو خود علم کے لیے نہیں سمجھتا وہ ہرگز سیراج  
گمال تک نہیں پہنچ سکتا۔

جو شخص علم کی طلب میں کوئی طائفہ اختیار کرے وہ راستہ اس کو بہت  
سہل لیٹا ہے گا۔ کھلی بات ہے کہ ہر ایک علم بہت تک پہنچتا ہے۔ علم و طہارت  
کا لفظ جو بخیرہ واقع ہوا ہے اس کا معنی قرینہ یہ ہے کہ بہت کے راستہ علم کے  
راستوں پر منحصر ہیں کیونکہ نیک علم بغیر علم ممکن نہیں۔

## قرآن میں علمی اشارات

ہر چند سائنس و مذہب کی حدود جدا لگاتے ہیں اور قرآن مجید کوئی سائنس کی کتاب  
نہیں بلکہ اس کا موضوع اصلاح عالم ”تذکیۃ نفس“ تعلیم کتاب و حکمت ہے۔  
یعنی ”تمام ملامت الاخلاق“ ہے۔ تاہم کلام پاک میں وجودی و قدسیات خداوندی  
کا تذکرہ کرنے کے لیے خداوند اجمالاً اکثر علوم کے متعلق رہنمائی اشارات پاتا ہے۔  
۱۔ **طبیعیات**۔ (۱) زمین و آسمان کے پیدا کرنے دن رات کے بدلے آنے پر مشتمل  
کے لیے خدا کی قدرت کی نشان دہیاں ہیں۔ جو آٹھ دیکھتے دیکھتے ہوئے اس کی باریکی  
مشغول رہتے ہیں اور زمین و آسمان کی بناوٹ میں خوب مائل کرتے ہیں۔

(۲) خدا نے آسمانوں کو بغیر کھائی دینے والے ستونوں کے قائم کیا۔  
(۳) کیا انہوں نے آسمانوں کو بغیر تاقی نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کو کس استحکام سے  
ایک ان کو آراستہ کیا۔ ان میں ذرا بھی شکاف نہیں۔  
(۴) چاند کے لیے ہم نے مختلف منزلیں مقرر کر رکھی ہیں۔  
(۵) سورج کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ چاند سے ٹکرا جائے۔  
(۶) سورج و چاند کے لیے ایک حساب ہے۔

حساب۔ تم سالوں کی گنتی اور دوسری حسابی باتیں سمجھو۔

۳۔ **جبر و قیلت**۔ خدا وہ ہے جس نے تہا سے لے کر کشتیاں اور جہاز تہا سے  
ذبح کر دیے ہیں اور وہ خدا کے فرمان کے موافق دریا میں چلتے ہیں۔ اسی خدا  
نے لہروں کو تہا سے لے کر کشتیاں اور سورج چاند کو لگا کر تہا سے کام میں لگا دیا  
رات اور دن بھی تہا سے تالیق فرماتے ہیں۔

(۲) کیا انہوں نے آسمان پر زمین پر نہروں کو بازو پھیلائے اور چلیاتے اور چلیاتے  
نہیں دیکھا۔

(۳) کیا انہوں نے پرندوں کی حالت پر بھی کبھی نظر کیا ہے جو فضا کے آسمان  
میں خدا کے حکم کے تابع ہیں۔

نیز وہ تمام آیات جن میں کم و بیش موازنہ قوی اور ان کے نتائج پر ولادت  
موجود ہے شاید اس بار میں صحت واضح ہے آیت ہے۔

(۴) خدا نے آسمانوں کو بلند ترین جگہوں میں پیدا کر کے ان کے لیے ایک قانون  
تعیین کر دیا۔

اس آیت میں ”میزان“ کا ذکر ہے نہایت معنی سے بتا رہا ہے کہ اس سے  
نظام عالم کا ایک نہایت مفروضی قانون مراد ہے جس کو عام طور پر قانون کشش  
کہتے ہیں۔

۴۔ **حکمت طبعیہ**۔ **نیرل فلاشی** (۱) وہ خدا ہے جس نے تہا سے لے کر  
سبز درختوں میں آتش پہنائی کا ذخیرہ رکھ دیا ہے جس سے تم بوقت ضرورت  
آگ جلا کر لیتے ہو۔

(۲) ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان چیزوں کو بے فائدہ نہیں بنایا۔  
اس میں کائنات کے تمام و کمال افعال و خواص پر تہیہ کی گئی ہے۔

۵۔ **کیمیا**۔ کیمسٹری۔ جو بابوں کی حالت پر نظر کرنے سے ہمیں ضرور عجب دلی  
ہم تم کو ان کے سپٹ میں کے خون و آلائش سے خالص و خوشنوار و درودہ نکال کر  
پلاتے ہیں۔ کیمجیروں انجیروں سے تم اپنے لیے مسکرات اور اچھے خوش مزہ

کھانے تیار کرتے ہو اس میں محنت و دل کے لیے خدا کی قدرت کی نشان دہیاں ہیں۔  
۶۔ **علم الموالب**۔ (۱) پاک ہے وہ خدا جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا  
خدا وہ نباتات کی قسم ہے ہوں جو نوع انسان کے نفوس جودانیہ اور وہ تمام

چیزیں بھی جن کو نہ جانے تک نہیں۔

(۲) خدا نے تم کو زمین کے قانون آفرینش نباتات کے مطابق پیدا کیا۔

۷۔ **حیوانیات**۔ سب قسم کے جاندار جو زمین پر چلتے ہیں اور وہ سب پرندے جو  
اٹھ کر تے ہیں تہا ہی ہی طرح تو ہیں۔

(۲) کیا انہوں نے کبھی اونٹ کی بیٹ کو الی پر بھی نظر ڈالی کہ وہ کھلے پھیل گیا  
۸۔ **نباتات**۔ تہا زمین میں ہر قسم کی خوش نظر روید گیاں پیدا کیں۔

(۲) جب ہم بارش کا پانی زمین پر آتے ہیں تو وہ جنبش کر کے پھول جاتی ہیں  
اور ہر قسم کی خوش نظر روید گیاں کا باعث ہوتی ہے۔

۹۔ **طبقات الارض**۔ (۱) خدا نے زمینوں کو متعدد و طبقہ بنایا۔

۱۰۔ لوگوں کے کہہ دے کہ زمین میں سفر کر کے دیکھو خدا نے ابتدائی سفر کس طرح کی ہے؟

۱۱۔ خدا نے پہاڑوں کو زمین کے لیے نہیں سفر کیا ہے؟

۱۲۔ علم المعاول: ہم نے کوچہ کو پیدا کیا جس سے ملک جنگ بنے اور جس سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۳۔ علم فریالوجی: منافع الاعضاء: کانوں، آنکھوں اور دلوں کی بابت استفسار ہو گا؟

۱۴۔ علم الروح: کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے علم سے پیدا ہوئی ہے اور تمام انہوں کو بہت بخیر علم دیا گیا ہے؟

۱۵۔ جغرافیہ: کیا انہوں نے کبھی رونے زمین کا سفر نہیں کیا جس سے ان کے لوگوں میں کچھ آتی اور گوشہ نشیناں ہمیں حاصل ہوتے؟

۱۶۔ انہوں نے ہمارے لیے زمین کو سفر کر دیا ہے، ہمیں چاہیے کہ اس کو اظہارِ تہجد پھر دو؟

۱۷۔ تاکہ تہذیب کے کشادہ اور فراخ راستوں پر چل سکیں؟

۱۸۔ آثار قدیمہ: کیا انہوں نے زمین میں سفر کر کے یہ نہیں دیکھا کہ ان قوموں کا کیا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھیں؟

۱۹۔ علم انسان: تہذیبی زبانوں، رنگوں کے مختلف ہونے میں خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں؟

۲۰۔ تکوین عالم: یہ سب کچھ نے دیہہ بصیرت سے یہ شاہد نہیں کیا کہ آسمان و زمین نے ہونے سے پہلے کو ہم نے پیدا کر دیا؟

۲۱۔ راکب جادو کو پانی سے پیدا کیا؟

۲۲۔ زمین کو تو اسے خطاب بھی ہوا دیکھتا ہے؟

تمام آیات جن میں خدا نے امور متعلقہ نفس و کائنات میں فکر و تامل کا حکم دیا ہے فلسفہ کے متعلق کچھ چاہیں علوم بالا بھی فلسفہ ہی کا مقتدا، کجی اور پیش قدمی ہیں۔ قرآن کریم اور لہجہ و دیکھا انہوں نے بھی بحیرت بصیرت نہیں دیکھا اور لہجہ و دیکھا انہوں نے بھی عز و تامل نہیں کیا، اور لہجہ و دیکھا انہوں نے بھی فکر نہیں کی، اور اسی قسم کے الفاظ سے لبریز ہے۔

۲۳۔ کیا انہوں نے زمین و آسمان کی سلطنت میں تامل نہیں کیا؟

۲۴۔ ہر ان کو اپنی قدرت کی نشانیاں اطراف عالم میں اور خود ان کے نفس میں دکھلائیں گے؟

خواص کائنات کا مطالعہ طبعاً انسان کو خدا کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے اس بنا پر اس فلسفہ کو ہی کہتے ہیں۔ ایسا فلسفہ قرآن کا لب لباب ہے اور عام علوم بشریہ کی جلیہ دیہی ہے۔

علم تجارت، صنعت، زراعت، بحر، فنون جنگ کے متعلق بھی آیاتیں آئی ہیں۔ علم طب، دین، علم الحوت اور قانون تو علوم شرعیہ کے احسن بلکہ مقصد، ایذا ہے۔

قصہ مختصر

علم کا سہ چشمہ عقل ہے اور اسلام نے بھی اپنا مسدود و شیعہ عقل ہی کو تسدود کیا ہے؟

(مافی آیتندہ)

عبد الکریم (ادکیلہ)

## نکاح اسلام میں

اسلام نے قائم کیے ہیں وہ ہندوستان میں زیر عمل نہیں ہیں اور یہاں کے اہل اسلام کا ان سے غیر مانوس ہونا خود ان کے لیے باعثِ رحمت، چھاپہ و جان مسائل اسلام کے لیے سخت کلامی امور ہیں۔

## نفس نکاح

رسوم نکاح کے دو حصے ہیں ایک تو فریقین میں ایجاب و قبول کا ہونا اور دوسرا اس ایجاب و قبول کا شہرت دینا۔ ایجاب و قبول کے لیے بہترین نواہد کے لیے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کا عقد نکاح ہے۔ حضرت علیؑ نے خود خواہگار ہی آنحضرتؐ سے کی۔ اس کے قبل چند دیگر اصحاب کبار نے خواہشیں ظاہر کیں تو آنحضرتؐ نے سکوت فرمایا اور حضرت علیؑ نے درخواست کی تو آنحضرتؐ نے منکر فرمائی۔ اس واقعہ سے دو باتیں اہر مہتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ

نفس زناشوی کے ساتھ اگر فریقین کی صحت خراب نہ ہو تو اولاد کا پیدا ہونا لازم ہے اور اولاد کی پرورش کے لیے نکاح کا دستور لازم قرار پایا ہے۔ بغض میں اس کا ان اسلام کے جواب دوم و چارم کی فصل ۲۲۰ تا ۲۲۳ میں مذکور ہے۔ چارم میں سب کا اعادہ باعثِ طوالت ہے۔ اتنا سمجھنا کافی ہے کہ متعلق زناشوی نفع کی صورت میں فطرتاً واجب ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلقت آدم سے نکاح کا وجود لازمی طور پر بنی نوع انسان میں پایا جاتا ہے۔

گرسخت یا موجودہ تاریخوں میں کہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ کسی قوم یا کسی مذہب میں دستور نکاح سے بے اعتنائی کی گئی ہو۔ اسلام میں میں نے دکھا یا ہو کہ نفع اور تعلقات نکاح کے بارے میں جتنے مسائل اسلام کے ہیں وہ گوشہ نشین اور وہ ادیان سے بہتر ہیں ان کا بیان دوبارہ لکھنا میرا مقصد نہیں ہے۔ میں یہاں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ نکاح کے متعلق جو قواعد سیدھے اور سادے

لیکن حضرت عمرؓ کے وقت میں جب دولت بڑھی تو اس کی تعداد بڑھنے لگی۔ اس امتداد پر حضرت عمرؓ نے اپنی ناراضی ایک خطبہ میں ظاہر کی۔ جسے سنکر ایک پرہیزگار نے عرض کیا تو حضرت عمرؓ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ تعداد میں حقیقت کے مطابق ہونا چاہیے۔ بیشک فرضی رقم قلم نہ ہونا چاہیے۔ آٹھ دس برس ہوئے کہ امیر علی گورنمنٹ نے ہندوستان کی مصالحوں پر نظر ڈالکر تعداد مہر کے متعلق کوئی ایکٹ پاس کرنا چاہا تھا۔ اس وقت اس تحریک کے خلاف ایک مصنف اخبار میں جھجھکیا تھا۔ بالآخر گورنمنٹ اپنی مداخلت کو غیر محرم دیکھکر اپنے ارادہ سے دست کش ہوئی۔ تو فیصل یہ ہے کہ مہر کی تعداد کا کم کرنا ناجائز و ناجائز ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مصنوعی اور فرضی رقم حقیقت سے زائد محض تفاخر کی غرض سے قائم کرنا منجانب سے ہی نہیں ہے بلکہ ایک سبب شرمناک تو ہیں کرنا ہے اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ جس خاندان میں سنت نبویؐ کو ہر ہر قدم پر ملحوظ رکھنا مہر کو خاطر ہوتا ہے وہاں مہر کے متعلق پیغمبر خداؐ کے زمانہ کے مہروں کا خیال رکھنا انہیں ہے۔ لیکن اگر صرف تعداد مہر کے وقت سنت نبویؐ کا خیال کیا جاتا ہے اور دیگر امور میں سنت نبویؐ کا خیال نہیں ہوتا تو سنت نبویؐ کا حق اور حقوق زمانہ پر ایک حملہ مریجا ہے۔

انسان کی حقیقت کے لیے اور سنت نبویؐ کی تلاش کرنے والوں کی نگاہی کے لیے زمانہ رسولؐ کے چند مہروں کا معجزہ و طعام و لیمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

| نام                        | تعداد مہر | صورۃ ۱۱                | میرٹھ میں کچھ مہر      | ولیمہ                  |
|----------------------------|-----------|------------------------|------------------------|------------------------|
| ۱۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ | ۵۰۰ درم   | ۱۔ عاتقہ بنت ابی اسلمہ | ۱۔ عاتقہ بنت ابی اسلمہ | ۱۔ عاتقہ بنت ابی اسلمہ |
| ۲۔ حضرت سلمہؓ              | ۱۰۰ درم   | ۲۔ زینب بنت جحش        | ۲۔ زینب بنت جحش        | ۲۔ زینب بنت جحش        |
| ۳۔ حضرت زینب بنت جحشؓ      | ۴۰۰ درم   | ۳۔ حضرت عائشہؓ         | ۳۔ حضرت عائشہؓ         | ۳۔ حضرت عائشہؓ         |
| ۴۔ حضرت ام حبیبہؓ          | ۴۰۰ درم   | ۴۔ حضرت سہولہؓ         | ۴۔ حضرت سہولہؓ         | ۴۔ حضرت سہولہؓ         |
| ۵۔ حضرت عائشہؓ             | ۴۰۰ درم   | ۵۔ حضرت زینب بنت جحشؓ  | ۵۔ حضرت زینب بنت جحشؓ  | ۵۔ حضرت زینب بنت جحشؓ  |
| ۶۔ حضرت سہولہؓ             | ۴۰۰ درم   | ۶۔ حضرت صفیہؓ          | ۶۔ حضرت صفیہؓ          | ۶۔ حضرت صفیہؓ          |

۷۔ جو لوگ دیگر امور میں سنت نبویؐ کا خیال نہیں کرتے اور صرف مہر کے کرانے کے وقت میں سنت نبویؐ بجاتے ہیں ان کا دعویٰ اتباع سنت علی العموم ان کی خود غرضی و جلائی پر مبنی ہوتا ہے اور وہ اتباع سنت کے پرہیز گارت کے حق کو غضب کرتے لکھنا چاہتے آسانیاں بہم پہنچاتے ہیں۔ اس لیے ان کا یہ فعل بہت ہی پر مبنی ہونے کی وجہ سے سخت شیعہ اور قابل ہزشتہ ہے۔ لیکن جو لوگ بطور نیت اور بے شائبہ خود غرضی عقیدت مہر میں سنت نبویؐ کا اتباع کرتے ہیں۔ گو وہ دیگر امور میں ہندی سنت کا اہتمام نہیں کرتے۔ ان کا صرف تعداد مہر کے وقت سنت نبویؐ کا خیال رکھنا غیر مستحسن یا مہربان نہیں کہا جاسکتا بلکہ باعث اجر و موجب ثواب ہے۔ (ایڈیٹر اسوہ حسنہ)

کسی مرد کا کسی عورت کو دو چہ و بلا تو کسی ولی صلی یا جائز کسی کے دو خاتون کرنا چاہیے کہ آج کل غیر مسلم مذہب توہین میں یا دنیا کی بعض غیر مذہب توہین میں مانا ہے جب تک ضرورت راجعی نہ ہو غیر محسن ہے اور دوسرے یہ کہ اس کام کیلئے نابالغ یا مشاغل کا توسط صحیح ہے اور وجہ عیب ظاہر ہے کہ چھوٹے چھوٹے کاموں کو براہ راست توسط کرنا اور نکاح ایسے کام کو عیروں کی وسالت سے انجام دینا صحیح ہے۔ آئیے حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے خلاف کو وقت اپنے احباب کو بلا لیا تھا اس سے یہ معلوم ہوا کہ شہر نکل سنوں ہے اور معتقدانے مصیبت بھی ہے تاکہ حاضرین کا رخ کے گواہ رہیں اور تعداد مہر یاد رکھیں۔ لیکن بجانے خاص خاص احباب کے بلانے کے نکاح کے جلسہ کو میلے کا ایک تماشہ بنا دینا اور بطور رسم کے ہر اہل اور نااہل کو دوست اور غریب دست کو تفاخر کے لیے بلانا سنت نبویؐ کی پیروی نہیں ہے اور غیر مستحسن ہے۔ مجمع کثیر ہو اور باقتضائے موقع محل ضروری ہو تو چست دل متعاقب نہیں لیکن دشمن کے گھر ایک باعث کثیر کے ساتھ دو لکھا کا جانا اور پھر اس سے اپنے ساتھیوں کا کھانا لینا کسی طرح مناسب نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک یہ کھانا بدینہ نیتوں میں کھانے والوں پر حرام ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سنت نبویؐ کے صلوٰۃ کے صفو ۵۱ میں ایک صفوں میں اشارہ ہوا تھا جس کی ترجمانی تھی کیا برات کا کھانا حرام ہے یا ناظرین اس سے ملاحظہ فرمائیں۔ نکاح نامہ کا خلیہ خود آنحضرتؐ نے چٹا تھا اور از باب حضرت فاطمہؓ کی حقیقت سے خود مراتب احباب و قبول انجام دیے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اوگ وی علم ہیں وہ اگر طریق سنوں پر عمل کرتا چاہتے ہیں تو خود اپنی زبانوں کے نکاح میں خلیہ پڑھیں اور خود احباب و قبول کریں۔ کسی نکاح خوان کا واسطہ نہ تلاش کریں۔ آنحضرتؐ نے نکاح کے بعد ہی حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا۔ لیکن تازہ دست اپنا تعلق پوری حضرت فاطمہؓ کے ساتھ قائم رکھا۔ نہایت ناپاک ہے وہ خاندان جس میں لڑکیاں گھروں سے مثل لونڈیوں کے جدا کی جاتی ہیں اور نکاح کے وقت باپ بچھتا ہے کہ لڑکی ایک بلا تھی جو گھر سے نکلتی ہے اور ایک نوجوان دام میں پھنک کر بلا اپنے سر لیتا ہے۔ بعد نکاح آنحضرتؐ کو حضرت علیؓ کے گھر جانا اور دونوں پر دعائے خیر کر کے پانی کا چھینٹا دینا اور بعض روایت کے مطابق اپنا لعاب دہن ڈالکر دونوں کو وہ پانی پلانا اشارہ ہے اس طرف کہ گو بغیر ورت لڑکی بیابانی لیکن باپ کا تعلق لڑکی سے منقطع نہیں ہوا بلکہ اس کا شوہر بھی داخل شہرہ فرزند ہی ہے۔

### مہر - حبیبہ - ولیمہ

مہر کے متعلق الاسلام کی تفصیل ۳۹ میں بھی بیان کیا گیا ہے یہاں صرف یہ لکھنا ہے کہ یہ عورتوں کے ماورائے شباب کی قیمت ہے یا عورتوں کے انوار کی ایک صورت جو ہر عورت کے زمانہ رسولؐ میں تعداد مہر کہ ہوتی تھی۔

حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ - مقدار مہر :- ۳۰۰ مثقال چاندی ۔

چھین :- چار پائی ۲ - تہائی ۲ گنت ۳ - بارہ ہند تقری ۲ - کلی ۱ - تکیہ ۱  
پایہ ۱ - چلی ۱ - شیکڑہ ۱ - گھڑا ۱ - (شاہ) پلنگ ۱

ولیمہ :- جو کی دو تیاں - خرے - مالیدہ -

وایض ہوا کہ خط چلیسا کا یہ مطلب ہے کہ مجھے اپنے متعلق کچھ لکھنے کی سہولت  
نہ ملے نہ علیؓ اور نہ حضرت امینؓ کی کتب خانہ کی اور ان کا دانی کرتا۔

ہندوستان میں جو عیسائی مسیح و ملاح برکٹی ہیں یا وطن کی بخشی کے ساتھ جو ہم  
انداز سے انتہا تک ادا کیے جاتے ہیں اسلام میں یا عرب کے تمدن میں کہیں بھی پختہ

نہیں ملتا۔ سب سے سادہ نخل کو ہم لوگوں نے ایک کھیل بنا رکھا ہے۔ حضرت  
ناگہ کے نخل کو چاٹنے کے ہم لوگ نہ نہ پائیں۔ مثلاً نخل کے قبل حضرت علیؓ کے کھیل

آحضرت مہر کے نخل کے ساتھ ہی حضرت علیؓ ملے ہو گئے۔ کیونکہ آزادی کا مقتضا  
یہ ہے کہ نخل کے بعد بن و خند و دوسروں سے مل کر ایک تیار ہیں۔ اور کسی پران کا

نہ نہ ہے۔ نخل کے بعد حضرت علیؓ ہمارے کاموں کے وقت دانتے اور حضرت فاطمہؓ  
رمضان کے انتہا میں تھیں۔ مانجھے کی ہم کہیں ذکر نہیں نہ تھا اور نہ دوسرا کو لو بٹا

مسماں بٹھا لکھنے خیال تھا۔ نخل کے بعد حضرت فاطمہؓ کو آنحضرتؐ نے امتیاز کے  
جہاں حضرت علیؓ کے گھر بھیجا یا اور پھر دھبی و اداں تشریف لے گئے اور ایک روایت

کے مطابق ایک پانی کے برتن میں اپنا لعاب دہن ملا کر کیے بعد دیگرے لڑکی اور دادا کو  
پایا یا اور اسی پانی سے دونوں کو دھوا کر لیا۔ نخل کے وقت جو مشرب دو ملکا کو ملا کر

اُس کا پس خود وہ وطن کے لیے بھیجا جاتا ہے غالباً اسی فضل رسول کی یاد کا ہے۔  
گر باپ کا اسی پانی میں شریک نہ ہوتا جہاں تک ذریعہ عمل ہے وہ سنت نبویؐ کا ترک کرنا

ہے۔ حضرت علیؓ کے ملاح کے وقت ایک طبق خرم بھی حضرت بن کے سامنے آنحضرتؐ  
نے رکھا تھا۔ وقت نخل شکاری کا تقسیم چنانچہ گوئی تعلیق فعل پہل میں جاری ہوا

طعام دلیہ میں جو سادگی آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہوتی تھی وہ لوہ پر بیان ہو چکی ہو  
جو لوگ تغاخر سے طعام دلیہ اپنی حیثیت بھلا کر کہتے ہیں۔ غلات طریقہ رسولؐ و

احباب رسولؐ کہتے ہیں ہرات کے کھانے کا تو کہیں نام بھی رسولؐ کے زمانہ میں

نہ تھا۔

جہیز لڑکیوں کو دنیا سنت ہے اور بس پر اصرار کرنا نہایت اچھا ہے جیسا کہ  
وہ تمام چرس دی جا رہی جوئی : ذکی شروع کرتے کیلئے ضروری ہیں مگر اس قیمت سے

دینا کہ بڑی جاتی ہے جو کچھ اس کا حق ہے یہ نہ جانے کے لیے دنیا بھی مکر وہ ہے۔ لڑکیوں کو اگر  
یہ خیال ہو کہ دامہ جہیز لیکر جب وہ میک سے جائیں گی تو زائد ترانہ کی عزت مسلسل ملے

ہو گی تو یہ جہالت ہے۔ اصل عزت لڑکیوں کو شوہر کی اطاعت اور شوہر کے رشتہ داروں  
کی خاطر داری کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جہیز کشا ہی دامہ ساتھ ہو کیلئے مسلسل

میں عزت عورت اُن لڑکیوں کی ہوتی ہے جو شوہر کی اطاعت کرتی ہیں اور شوہر  
کے رشتہ داروں سے باخلاق رہیں۔ آتی ہیں۔ اگر کھانا پکانے اور کپڑا سنے کا ہنر کو

اور اُس ہنر سے سسرال والوں کو دلہن نے فائدہ پہنچا کر سب کو اپنی طرف راہ دیکھ کر لیا  
ہے تو سمجھئے کہ دہن نے اہم محبت میں سب کو گرفتار کر لیا اور اپنے آپ کو صرف عزت دار

نہ بنیں کیا بلکہ تمام سسرال والوں کو غلام بنالیا۔ اشراف ملاحس خواہم۔

## ابوالفضل احسان اللہ عباسی

لڑکیوں کو جہیز دینا ایک سنت پرانی چیز ہے جو کا جو طریقہ ابکل عام ہو رہا ہے اور پانی کا  
وہ پانی جو کہ بچہ بچہ ملاح کو کپڑا میں جہیز دیتے ہیں وہ منہ سے دہن ہو جاتی ہیں جس میں غلات

واقف معنوں کر وہ سمجھتے ہیں ہمارے خیال میں یہ کی ضرورت نہیں جو کہ جہیز میں وہ تمام چیزیں ہی شامل ہیں  
لڑکی کی نئی زندگی کے لیے ضروری ہیں۔ فی زمانہ عیال اور مفقود بائندہ کی صورت میں پیش

دینا زیادہ مناسب ہے۔ اور اگر جاہلاد یا نقدی کا قانون رت علی الاطلاق لڑکیوں اور شوہر  
نور سے تحفظ کر دیا جائے تو اور بھی مفید ہے۔

مہم جہیز پر امید ہے کہ کوئی صاحب مغفلس معنوں کو زیر فرمائیں گے ۔

( ایڈیٹر اسو کا حسنہ )

## جھوٹی قسمیں

پر لازم آتا ہے کہ وہ خود اپنی سزا اس طرح کرے کہ ایک پردہ کالا کو کسے یا دوسرا کہیں  
کو کھانا کھلا دے یا دوسرا کہیں کو کپڑا پہنا دے اور اگر ناداری اجازت نہ دے

تو سیم تین روزے رکھے اور اس عمل کو کفارہ گناہ کہتے ہیں۔  
بطور کفارہ کے اگر کچھ مسلمان نے خرچ کرنا واجب ٹھہرایا ہے تو اسکی صورت یہ ہو جائے

گی کہ یہ نہیں کر چھپا کی جن پر گری لڑ لوگوں نے جو چیز کی کہ اتنا ارد اور اتنا تیل خیرات کیجئے  
مفسرین تو توفیقوں کے لیے اس مفسر کا پسہ یا نہ لیا کشتی پر سوار تھ تو کہ حضرت خواجہ جہیز

کی مذہبی ہمارے تھوڑا دت کی مکر وہوں نے یہ کفارہ لازم کیجئے ہیں اور اگر شرک میں ملے  
ایمان کے ساتھ جو تو کھینے کے غلات اور گراہی کی یہ ماہیں ہیں ۔ (الاسلام)

جھوٹ بولنا یا جھوٹا وعدہ کرنا یا وعدہ خلافی کرنا یا جھوٹے واقعہ کو قسم کھا کر سچ باور  
کرنا یہ سب شرع ٹھنکی میں بڑا گناہ قرار پایا ہے جو حکم وقت کو دست اندازی کا اختیار

بنیں یا لگیا ہے جبکہ اگر دھور پر حق العباد کا اطلاق لازم نہ آتا ہو اگر آخری غذا ہے  
شرع میں بہت ڈرایا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا کسی حالت میں مسلمانوں کو روا نہیں ہے

جھوٹ بولنے کے بعد نام نہ پونا چاہیئے خدا سے پناہ مانگنا چاہیئے۔ تو یہ کرنا چاہیئے  
کہ وہ غفور رحیم ہے لیکن اگر کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر خدا کی قسم کھا کر پھر انکی

غلات درازی کی گئی ہے تو شرع محض تو یہ کہنے کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ تاوان ادا  
کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ تاوان حکم وقت کے ذمہ سے نہیں وصول کیا جاتا بلکہ جھوٹی

# وَجَاءَ لَهُمُ الْبَلَاءُ هِيَ آتَتْ

اور ان کے ساتھ بحث پسند یہ طور پر کیس کہو

## مذکرہ مناظرہ معجزہ شق القمر پر ایک تحقیقاً نظر

(سلسلہ کے لیے دیکھو سوہ حسنہ ماہ نومبر ۱۹۱۶ء)

جانا تھا کہ نہیں وہ خود نوری ہے کیونکہ اس میں شدید گرمی ہے۔ پھر بھی ایک ایسی سلسلہ میں اختلاف ہے کہ آیا نور و حرارت دو جدا جدا چیزیں ہیں یا ایک ہی گڑھی کے ساتھ آپ میں بھی کلام نہیں ہو سکتا کہ آفتاب کا نور ضرور گرمی رکھتا ہے۔ کیونکہ جب آتش شیشہ اس کے مقابل رکھا جاتا ہے تو آگ پیدا کرتا ہے، لیکن کسی حیرت کی بات ہے کہ یہی آفتاب کی حرارت جب کہ قرص میں پہنچتی ہے تو سرد ہو جاتی ہے۔ یا تو آتش شیشہ سے آفتاب کے مقابل رکھ کر دھات تک پگھلائی جاسکتی ہے یا اسی نور آفتاب کی یہ برودت ہے کہ گڑھ قرص کے سامنے وہ آتش شیشہ ایک درجہ حرارت کا بھی نہیں پیدا کر سکتا۔ آج تک کوئی حیرت دہش اس راز کو نہیں دریافت کر سکا، پھر جب کہ ابھی تک یہی تحقیق نہیں کہ واقعی کہ قرص میں روشنی کہاں سے آتی ہے تو کینچر ہم اس کو محال سمجھ سکتے ہیں کہ آفتاب کے محاذ سے بہت کچھ چاند کی روشنی باقی رہ سکتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرص کی روشنی خود اس کی ذاتی روشنی ہے اور اس لیے بحالت شق القمر وہ نابل نہیں ہو سکتی، خواہ دونوں ٹکڑوں کا محاذ آفتاب سے ہوا یا نہ ہو۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ قرص آفتاب سے کب ضیا کرتا ہے تو بھی نور قرص کا ناکل ہونا بحالت شق القمر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ یہ اس وقت ممکن ہے جو سطح قرص غائب ٹکڑوں میں فیصل ہوا ہو۔ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوہ حرا کے دونوں جانب یہ ٹکڑے دیکھے گئے۔ اس لیے کہ قرص کے جائے وقوع کے لحاظ سے یہ شق شمالی جنوبی ہوا اور اس لیے آفتاب کا محاذ قائم رہا۔ اور دونوں ٹکڑوں کی روشنی بھی ذاتی نہیں تھی

اعتراض (ط) کا تعلق علم مناظرہ والی اس سے ہے اور اس کا خلاصہ صورت یہ ہے کہ دونوں ٹکڑوں میں ہزاروں میل کا فرق ہوا ہو گا جو کسی طرح کچھ میں نہیں آتا۔ غالباً کوئی اعتراض نہیں ہے، کیونکہ کچھ میں ذرا نا انصافی سمجھنے والے کا ہے کہ کسی دوسرے کا۔ پھر اس انصاف کی بنا پر جو معترضین میں ہے ہم بھی اس کا جواب دیتے ہو کہ ہاں، مگر ہم انہیں کے اصول کو صحیح تسلیم کر کے اس کا جواب دیتے ہیں :-

علم المناظرہ یہ مسئلہ سلسلہ کے آخر کے لیے پورے اعتبار سے اس جگہ سے نظر آ سکتی ہے جہاں لادینہ روجی زاویہ قائم ہے۔ مثلاً اگر کوئی منکسب ہم ... گزرتا ہے کہ (۱) اس کا

(ج) دونوں ٹکڑوں کے درمیان جو فاصلہ پیدا ہوا ہو گا ظاہر ہے کہ اس خلا نہیں ہو سکتا پھر اس خلا کو کس چیز سے پھر لگایا۔

(ط) جرم قرص سے دو لاکھ چالیس ہزار میل کے فاصلہ پر ہے اور اس کا ٹکڑا زمین یا پانی میں زیادہ سے زیادہ ایک انچ نظر آتا ہے اس لیے اگر وہ دونوں ٹکڑوں میں کم از کم ایک انچ کا فیصلہ نظر آتا ہو گا۔ تو حقیقتاً وہ دونوں ٹکڑوں میں کم از کم ۲۰ میل کا فیصلہ ہوا ہو گا۔ مگر اس صورت میں کہ وہ دونوں ٹکڑے کو حرا کے دونوں طرف الگ الگ نظر آنا ظاہر ہے کہ فاصلہ ہزاروں میل کا ہو گا اور یہ کسی طرح کچھ میں نہیں آتا۔

(ی) جس وقت چاند کے دو ٹکڑے ہوتے ہیں گے اور ان میں باہم فیصل ہوا ہو گا تو اس فیصل کے پیدا ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو دونوں ٹکڑے اپنی اصلی جگہ سے ہٹے ہوئے ہوں یا ایک اپنی جگہ پر قائم رہا ہو گا اور دوسرے نے حرکت کی ہوگی۔ بصورت اول دونوں ٹکڑوں کو اور بصورت ثانی دوسرے ٹکڑے کو بے نور ہو جانا چاہیے تھا۔ کیونکہ آفتاب کا محاذ جاتا رہا تھا اور ظاہر ہے کہ قرص آفتاب سے کب ضیا کرتا ہے قرص میں جو آفتاب کے مقابل ہوتا ہے۔

یہ ہیں چند اعتراضات جو معجزہ شق القمر پر کیے جاتے ہیں۔

اب ہم مختصر ان کا جواب آخر سے دینا شروع کرتے ہیں :-

(۱) اعتراض (ی) کے متعلق اول تو ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ قرص آفتاب سے کب ضیا کرتا ہے۔ چونکہ تحقیقات علم ہیئت ابھی تک درجہ تکمیل کو نہیں پہنچی اس لیے ہر جواب نہیں کہ تمام موجودہ مسائل علم ہیئت کو ہم صحیح باور کر لیں۔ جس طرح نظام بطلمیوسی طبعی تھا (حالا نہ) وہ اس زمانہ میں بہت زیادہ صحیح خیال کیا جاتا تھا (اس طرح بالکل ممکن ہے کہ آفتاب کو کائنات میں ہیئت بھی غلط ثابت ہوں پھر علاوہ اس کے جبکہ آج تک بھی تحقیق نہیں ہو سکا کہ جرم آفتاب خود منور ہے یا نہیں تو پھر کسی دوسرے گڑھ کی نسبت یہ کہنا کہ آفتاب سے کب ضیا کرتا ہے بالکل باریک بات ہے۔ جو یہ تحقیقات نے جو بات ثابت کی ہے کہ آفتاب خود منور ہوتا ہے بلکہ اس کے گڑھ میں نور بھیلا ہوا ہے۔ اس وقت میں یہ بتایا

ہر قطر ۲۰ گراں ہے) تو اس کی پوری صحیح جسامت ہیں۔ اگر کے فاصلے پر نظر بیگی  
جہاں زاد پر رویت قائم ہے گا، اور اگر کم سے قریب سے دیکھیں گے تو وہ بڑا اور  
در سے چھوٹا نظر آئے گا۔ اس حساب سے چونکہ قطر قمر وہ ہزار ایک سو اسی میل کا ہے  
اس لیے ایک ہزار نو سو میل کی دوری سے اس کی صحیح جسامت نظر آ سکتی ہے پھر  
چونکہ زمین کا قطر قمر کے قطر کے دو گنا چالیس ہزار میل ہے اس لیے یہاں سے کہہ کر قمر  
ایک اور ۲۰ کی نسبت سے چھوٹا نظر آئے گا۔ اب دیکھئے کہ قمر ہمیں زمین سے  
کتنے بڑا نظر آتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ گھر کا زین لے اس حساب سے کہہ کر قمر  
۲۰ گراں کا ہوا۔ حالانکہ اس کا قطر اس سے ہزاروں گنا زیادہ ہے۔ اسے غائب کانی  
چرت اس بات کا دل گیا ہو گا کہ اصول علم المناظر کس درجہ غلط ہیں۔ پھر جب خود ان میں  
میں یہ قدر نقصان ہے تو ان کی بنا پر یہ حکم لگانا کہ دونوں گلوں میں اس قدر فضل ہو  
ہوا چھوٹا، بالکل بیکار اور بے بنیاد ہے۔

اعتراض (ح) کی نسبت ہمیں سوائے اسکے اور کچھ کہنا نہیں کہ وہی فائدہ سدید ہے  
نام جو سہارا و فضا کے عالم میں پھیلا ہوا ہے وہی دونوں گلوں کے درمیان بھر دیا  
گیا ہو گا اور اس میں کوئی استحالہ نظر نہیں ہے۔

اعتراض (د) کے متعلق ہمارا جواب یہ ہے کہ اول تو پہلے اس اختلاف کو دیکھ  
کر نیا جائے جو کہ تسلسل کی آبادی کے متعلق ہے۔ پھر یہ سوال اٹھایا جائے کہ بعض  
کا خیال ہے کہ آبادی ہے اور بعض تحقیق کی رائے ہے کہ کسی زمانہ میں وہاں ضرور  
آبادی تھی لیکن اب کثرت بردوت سے وہ آبادی فنا ہو گئی ہے اور سب کہہ کر بالکل غیر  
آباد ہے۔ اس لیے جب تک یہ نہ تحقیق ہو جائے ہیں اس اعتراض کے جواب دینے کی  
جستجو کرنا ضروری نہیں ہے۔

اعتراض (و) کی نسبت ہمارا وہی جواب ہے کہ (ن) کے تحت میں ہم نے  
دیا ہے کہ ابھی تک یہی حقوق نہیں کہ وہاں دریا وغیرہ ہیں یا نہیں، اور اگر ہیں تو

ان کو کثرت بردوت نے منہ کر دیا ہے یا نہیں۔ یعنی ہر شخص یہی سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ  
وہاں ہوئے بھی تو منہ حالت میں اس لیے بہ وقت شق القرآن کا بہرہ ممکن لازم نہیں آتا۔  
اعتراض (د) کی نسبت یہ کہنا کافی ہو گا کہ اگر بانی کا کہہ جانا ضروری ہے تو  
اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ اس کا ذکر بھی ضرور کیا جائے۔ اب اگر یہ کہا جاتا کہ چاندنا  
بزدہ ہو گئی تھی تو بیشک یہ اعتراض وہاں ہو سکتا تھا۔

اعتراض (د) کو ہم صحیح نہیں سمجھتے۔ اسکا ثبوت پہلا مترض کے ذمہ ہو گا کہ وہ  
حرکت کر کے ٹوک جانے سے نظام فلکیہ میں یہی کوئی بات کرے اور جب تک یہ  
تحقیق ہو جائے شق القمر پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اعتراض (ج و ب) کا جواب یہ ہے کہ حرکت قمری قمر کی حرکت ذاتی کے  
مقابل نہیں ہے بلکہ وہ دونوں جہتوں میں یکساں ہیں۔ جیسے حرکت آفتاب کے اس میں  
اس کی حرکت ذاتی اور حرکت عرضی دونوں شامل ہیں۔ علاوہ اس کے دریا میں اسکا  
غیر روز ہوتا ہے کہ ایک چارپائی کی طرح ہے والے دریا میں جب دکن کی طرف سے  
کشتی جانب شمال لائی جاتی ہے تو کشتی کی حرکت سکون میں تبدیل نہیں ہو جاتی  
بلکہ اسے قابل تسلیم نہیں کہ شق القمر کے وقت رفتار قمر میں سکون ہو گیا ہو گا۔  
اعتراض (الف) کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ضروری دیکر کہ یہ  
ہم شمس کی قوت جاذبہ کہہ کر معاملہ تسلیم کریں تو کیا استحالہ عقل ہے  
تنبہ کہ موجودہ تحقیقات ابھی تک حالت تذبذب میں ہے اور روزانہ جرم آفتاب  
کے متعلق نئی باتیں دریافت ہوتی جاتی ہیں بالکل ممکن ہے کہ کہہ شمس کی  
جاذبیت وہ دونوں گلوں کے ساتھ یکساں رہی ہو۔ اس کے سوا کوئی تفسیر  
عقلی عامہ نہیں ہو سکتی۔

## نیاز محبتیں نیاز فحشوری

## ایمان بہتہ

ہذا کی شان ہے کہ وہ عقیدہ جو ہر درد کی دوا اور ہر مرض کی شفا تھا جو ہر مصیبت میں  
وجہ تسلی اور تسکین میں باعث تسکین ہوتا، وہی عقیدہ ہماری کج فہمی اور  
نادانی سے آتش شکل اور مبہم ہو گیا کہ ساری دنیا نے ہمارے قومی تنزاع اور غلط  
کاسب اسی کو ٹھہرایا اور ہم خود بھی اپنی پست جہتی اور دونوں طبعی کے نیچوں کا الزام  
اسی کے سر تھوپنے لگے۔

عقیدہ تقدیر بالاحال ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوا ہے جو کچھ ہوتا ہے اور جو کچھ ہو گا  
سب اللہ تعالیٰ کے علم اور حکم سے ہو رہا ہے وہ شروع ہی سے ہر ایک بات کی بابت  
فیصلہ کر چکا ہے کہ یہ اس طرح ظہور پذیر ہو گا اور ہر شخص کے لیے مقرر کر چکا ہے کہ اس  
یہ حالات و واقعات پیش آئیں گے۔ **خُذْ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاعْلَمُوا كَيْفَ رُفِعَ** (جو کچھ  
ہونے والا تھا اس پر قلم چل گیا)۔

یہاں تک کہ اعمال کی نیکی اور بدی اور آدمی کا دوزخی یا جنتی تک ہونا بھی مقدر  
ہو چکا ہے اور چونکہ اللہ کے حکم مانگ کر میں اس کو مقدمات کی سرباز، و کفران ممکن نہیں ہے  
یہی سبب تھا کہ عام طور پر مسلمانوں نے اس عقیدہ کو مہل انکاری اور غفلت شاعری  
کا جیل بنالیا اور غبار نے اس کی کوکوش کاستانی اور ہاتھ پاؤں توڑ کر جھڑپوں کا مارا دیا  
اور تیرا دقتہر کو ایک دوسرے کی ضد ٹھہرایا حالانکہ یہ سترہ غلط فہمی اور کجراہی ہے بیشک  
ہمارا انکا عقیدہ ہے کہ شیت ایزدی کے بغیر کوئی چھوٹی یا چھوٹی بات نہیں ہو سکتی ہم یہی جانتے  
ہیں کہ اللہ کے آفرینش سے بھی پہلے اسکا علم ازل سے ابد تک تمام حالات و واقعات معلوم  
غیر معلوم پر جاویں و محیط تھا۔ لیکن پھر بھی اس سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر ایک کام میں جو  
ادبائندہ ہیں اور یہ مستند ہوتا ہے کہ ہمارے اعمال و افعال کی جواب دہی ہر مسلمان کا ہے جو  
مسلما تقدیر کا یہ منہ لینا نہایت سخت غلطی ہے اور اس عقیدہ پر جو کچھ حرف زبانی کی گئی ہے وہ انکو

اسی عقیدہ ہماری شان ہے۔ (حقائق اسلام)



وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ الْوُجُوهَ الْأَشْرَفَ أَنْ تَقُولَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أَعْيُنَ النَّاسِ عَلَى عِبَادِهِ لَخَلِيفَتُهُ الْأَعْلَى  
 اے ابراہیم! ہم نے تجھے سب سے اعلیٰ درجہ کے آدمیوں کے واسطے پیدا کیا ہے کہ تو کہے کہ ابراہیم اللہ کے بندوں کا خلیفہ ہے۔

## صلاح الاخلاق والاعمال

تہذیب النفس  
 تہذیب نفس  
 سیاست من  
 غنیہ کا شکر

دیکھ تو میں کیسا خوش حال اور کیسا خوش نصیب ہوں کہ خدا نے مجھے کیسی کیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور میری زندگی کیسی بے فکر ہے گزرتی ہے اسی طرح حکومت کی کیسی ابھی طرح راج کر رہا ہوں اور جو طرح وادعیش کا مروی دے رہا ہوں۔

تب اُس نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا کہ آپ پر فرماتے ہیں مگر آپ ابھی اُن چیزوں سے جو تہذیب بن کی خبر میں آپ کو نشانے آیا ہوں آپ جو شیار ہو جائیں کہ آپ کے دشمنوں کے لشکر آپ کی سلطنت کو زوال پہنچانے کے لیے منزل بمنزل نزدیک پہنچے آپ میں اور آپ نے دشمنوں نے آپ کو زوریں گھیرنا چاہتے ہیں مگر آپ کی خوشحالی دیکھ کر کسی کو یک وقت

نہیں آتا کہ آپ کے حسین و آرم کو ایک دم نیست و نابود کر دیں۔

میں گھبراؤ اور اُس کی بات کو کانٹ کر کہنے لگا کہ اے دوست! تو ایسی دل کو پڑم دہ کرنے والی خبر کہاں سے لایا ہے۔ بھلا کیسے پرش سرکار کے علاج میں بھی ایسا اندھیرا ہو سکتا ہے کہ کوئی سیاست کی راستہ پر لشکر کشی کرے اور کوئی راجہ کسی راجہ کے ملک و دیار میں بادشاہی چھین لے۔

دوست نے کہا کہ یہ آپ پر فرماتے ہیں بے شک اس وقت علم و ہنر کا بادشاہ گرم ہے اور تہذیب و شایستگی کی روشنی ترقی پر ہے۔ امن و انصاف نے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا رکھا ہے۔ مگر تم ذرا کوٹھے پر چڑھ کر دور بین کے ذریعے اُس لشکر کی آمد آگے کو ملاحظہ کرو جو بغیر تین و تبر کے ہتھار اگلا کاتنے کو آ رہا ہے۔

میں گھبرا ہوا اُٹھا اور اپنے دوست کی باتوں پر یقین نہ کر کے اڑنا و حیرت و استہراب کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اور عقل کی عینک آنکھوں سے لگائی اور دور اندیشی کی دھجین سے چادریں طرت و یکنا شروع کیا۔ دیکھتے دیکھتے بے اختیار میں پکارا اٹھا کہ اُن ہاں۔ پچ کہتے ہو سو لشکر تو بڑے ڈھب ہے۔

ایک سمت سے تو جیوں اور رہا جیوں کا لشکر نظر آیا ہے جو گھبراہٹا رہا کہتے ہو۔ دلا دلائے پھلے انہوں کو لوٹنے سو نہ پڑے کہ بہت ہی ہم گھر فریاد و نالہ کا کریگر اُن کے بس میں اگر چھوٹا محال اُن کے لشکر میں بھٹکا اڑا ہوا خیر ممکن۔ لوگ ہاری

میں ایک دو نرم نرم بستر پر جمے دھندہ غمتیں کھاتی کر اور فخر و سادگی دیکھ کر اُن کی سُن کر بے فکری کے ساتھ پاؤں پھیلائے سو رہتا تھا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ خدا نے اپنے فضل و کرم سے تمام مہر و منت کی چیزیں مجھے عنایت کی ہیں اور جو عیش و عشرت کے اسباب میرے لیے دنیا کیے ہیں وہ رہنے کو اچھے پکے کھانے اور آراستہ مکان کھانے کو عمدہ و عمدہ قسم کے لڑائی امان چھینے کو اچھے اچھے طعناں و عیش و عشرت اور خوش طبع لباس۔ پتھر سے کوہ پست سے بہر سواریں۔ کپڑے میں اپنے دل میں بہت خوش تھا کہ خدا نے مجھے اُن چیزوں کی فکروں سے تسکین دین کی ہے جن کے واسطے تمام عالم سرگرداں و حیران پھرتا ہے۔

اس وقت میرے غصے و آہ۔ اے شاہ دلت کے سرور و انبساط میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اگر میں ہے آپ کو بے شاہ تیاں کروں تو بچا نہیں اور واقعی ہر شخص ہے اپنے گھر یا داروں و لوگوں اور بن و دیال اور نوکر چاکر بادشاہ جو تہذیب اور جیسا کہ بادشاہ کو سلطنت کے انتظام کی ذرا اور رعایا کی عذوب و راحت کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ہر صاحبِ خانہ کو اپنے گھر کے انتظام اور راجی و رعایا کی انتظام و رعایت اور نوکر چاکروں کی عذوب و راحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر یہ فکر معاشرہ کی فکریں کہلاتی ہے یہ فکر ایسی سخت نہیں ہے جیسی کہ معیشت کی فکر سخت ہو کر رہی ہے۔ میں خدا نے پاک کی عنایتوں کا کس قدر شکر بجالاؤں کہ جس نے مجھے معیشت کی فکروں و بچار کھا ہے۔ میں ہر طرح سے آنا دہوں اور میں اسی باعث سے اپنی خوشی کو ہوشیاری کی خوشی کے مساوی پاتا ہوں۔

خوشگد میں ایسے ایسے خیالات میں متفرق تھا کہ مجھے نیند آگئی۔ میں بس ہانک رہا تھا اور بڑی راحت کے ساتھ سویا۔ آدھی رات کو جاگ کر ایک تیرہ دوست چکا نام اٹھائے رہا ہے میری خواجہ خانہ میں آیا اور اُس نے میرا بازو جاکر مجھے بیدار کیا۔ میں آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ بیٹھا اور میں نے اُس سے بھی وہی ذکر چھیڑا جس کا خیال ابھی شب سے میرے دل میں جاگ رہا تھا۔ اور میں نے کہا کہ اے دوست!



## ترک شراب خواری

جوانی میں جو سبب اذہان کو رہتے ہیں وہ کام اذہان کو ہوش خود کو دور رہتے ہیں شراب نامہ کے پینے سے گھر برباد ہوتا ہے بگڑ جاتی ہے صورت مال و زر برباد ہوتا ہے کبھی تو دیر کرتے ہیں روٹی کمانے کی برنگ جام سے دھوئیں گردش مٹانے کی صبح ہوتے ہیں نکلے اور ستواؤں میں جا بیٹھے وہاں سے چمک لے جب آم کی پاونیں جانیٹھے خدا کی شان شیشے کی بری ٹھی ہے پھلوں کا شاہ ہے کہ آتوں گئے ہیں ڈیرہ چلوں میں ان کے پاؤں قابو میں نہ ان کا تھ قابو میں

بے ہیں دندہ ہوش میں بھانہ کی چو کھٹ پر مگر آنکھیں لگی رہتی ہیں پیلنے کی ہٹھٹ پر دس کا حال گرو چھوٹک کی بات کرتے ہیں ہمیشہ سے نگاری میں بسر اوقات کرتے ہیں کسے جنت کی پرداہے جو یوں حاصل بحالی ہو شراب نامہ کی بوتل ہو جام پڑ نکالی ہو سرور جام میں دولت کسی کو بخش دی ساری برہ ساتی نے باقی وظیفہ ہو گیا جاری بچے رہنا خلق زار یہ انسان کی فتنہ ہے جسے دارو کچھ رکھا ہے اسیں نہ ہر شال ہے

محمد عبد الخالق (خلیق) دہلوی

## مکالمہ اجاب

ایک دن پوچھا کہ بھائی کیوں نہیں پڑھتے نماز ایک اس کو آپ کو پاتا ہوں بالکل بے نیاز اسکو چھڑا دیتا تھا مجھ کو سنئے اسکا راز پاتا ہوں اتنا ہی اُس کو ہلکا کر دیا کہ وہ معلوم ہوتا ہے ہر پاکباز بھائی حال میں نے اگر پڑھنی شروع کر دی نماز اپنے انگلیش میں غفلت سے کہا باسوز و ساز اس سے لازم آپ پر کیونکر ہو ترک نماز بے نمازی آج سب ہو جاتے صالح راستہ نماز اپنے بھیا کہ اسکی وجہ ہے ترک نماز؟ سجدہ میں سر رکھ دیا ہوتا کبھی تو بایناز ترک کا کیا خوب بھائی اپنے بتلوا راز پھر ہیں ترجیح کا تباہی کچھ استیاد

فضل پر کیوں ترک کو ترجیح دی ہے آپ نے ایک مسلم عاقل و فزانہ کا یہ فیصلہ آپ با ایں عقل و دانش راہ حق کو چھوڑ کر ایسی باتیں کچھ مفید مدعا ہوتی نہیں تفتہ یہ پی پر ہے سب کی زندگی کا گودار نتیجہ تفتہ یہ کا ہے اگر کوئی کہے باعث اس کا اصل میں اپنی غلط تدبیر ہے اس سے ذکر ترک کر دے اگر کوئی اپنی فدا کیا یہ شیوہ عقلمندوں کا جو سچ فرمایو دیکھ کر کچھ میں موتی کو پرا کیا جو شمند آپ کی آنکھیں اُسے محسوس کرتی ہیں میری گریہ ہے حال تو عالی کا کہنا ٹھیک ہے

سید محمد ظہیر الدین گیلانوی بہاری

## رباعیات

آکھوں سے وہ جہنم خروانہ دیکھا اقبال، ادبار کا زمانہ دیکھا نادان مبتلا تو اپنی حالت اچھی اچھوں کی ہو کر تھی ہے صحبت اچھی شادی کو خوار ہے ذمہ ہی کو قیام سب نقش بر آب کا رخا نہ دیکھا لڑی ہوئی ہیں ان کی باتیں لیکن ہوتی ہے بزرگوں کی نصیحت اچھی

# مَوْتِ مَوْعُظَت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مَوْتِ مَوْعُظَت

### موت کی گھڑی

لامذہب بھی جھوٹ نہیں بولتا تھا شراب سے اُس کو نفرت تھی اُنا اور جوئے کا کبھی اُس نے ارادہ ہی نہیں کیا۔ وہ غائب غیبت چوری کے گناہ اُس نے دانستہ کیا تاہم بھی نہیں کئے اپنی روزی محنت سے کما کما تھا اور بڑی بے فکری اور آزادی کی خوش حالی زندگی بسر کرتا تھا۔

اُس کی زندگی کا پروگرام یہ تھا۔ صبح طلوع آفتاب سے پہلے بیدار ہوتا۔ ورزش کرنا غسل کر کے دودھ پیتا پھر موچری کو نکل جاتا۔ واپس آکر کالج کے سبق کی کتاب دیکھتا کیونکہ وہ ایک کالج کا پروفیسر تھا۔ دن بچے کھانا کھا کر کالج جاتا۔ چار بجے واپس آکر کچھ ناشتہ کرتا، اونیٹیں کھیلنے ایک کلب میں جلا جاتا، وہیں اُس کے بھتیجی احباب ملے جن سے سورج چھپنے کے وقت تک خوش گپ رہتی پھر گھر آتا۔ کھانا کھا کر کتاب دیکھتا۔ اخبار پڑھتا۔ اور پاؤں پھیلا کر آرام سے سو رہتا۔ اس کو ملازموں کی پابندی پس نظر آتی تھی، وہ کہتا تھا وقت کی پابندی کام کے لیے ضروری ہے، اُس کام کی کیا ضرورت ہے جس کا نتیجہ کچھ نہیں ملے خواہ وہ وقت ضائع کیا جاتا ہے۔

وہ بہت قیام تھا۔ اکثر اپنے نصیب کا کھانا کوئی بیکس محتاج سامنے آجاتا تو اُس کو دے دیتا تھا مگر روزہ پر اس کو حیرت تھی کہ خلعت کیوں مرنی ہے۔

اس کی آمدنی اتنی تھی کہ ذاتی ضروریات سے روپے بچ رہتے تھے ان کو وہ طلبہ ملوں یا اور غریبوں میں تقسیم کر دیتا تھا مگر زکوٰۃ کے ٹیکس کو وہ خنوں بگھتا تھا کہ یہ کلاس کو تہیجا خواہ کے ماتحت، مگر خیرات کرنے سے چڑھتی۔

لامذہب پروفیسر میں ایک تھی مسلمان کے اوصاف سب موجود تھے سوائے اس کے کہ اس کا عقیدہ مذہب اور اس کے خدا پر نہ تھا اس کا خیال تھا خدا کوئی چیز نہیں ہے فطرت کی تقاضے سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور عقل پر مگر مبنی جاتی ہیں۔

اگرچہ وہ مسلمان مذہب کا منکر تھا مگر مسلمان قوم پر اس کی جان خدا تھی کیا مجال کہ مسلمان کی کہیں توہین ہوتی ہو اور وہ برداشت کرے۔ مرے مارنے کو تیار ہو جاتا تھا۔ وہ مسجد ہی جاتا تھا۔ ہاتھ پاؤں خوب مضبوط تھے۔ دس پانچ کیا سوچیں آدمیوں کی سیبت اس پر زد کے برابر بھی اثر نہ کرتی تھی۔

اچھا لکھنے والے لکھے پکے اچھا لکھنے والے بول کر تھک گئے، دلیل اور حجت کی بارش پسپا رہی عقل نے بہتیرا زور لگایا۔ گوارے ہر چیز دھکیاں دیں مگر لامذہب کا انکار نہ ہوا وہ جہاں تھا وہیں رہا۔ کوئی ایک غیبت میں کرتا لامذہب جیسا کہ سب سامنے لاتا۔ زبان اُسکی تیز فہم تھی۔ اُس نے وہانی حلق میں پورا۔ ارادہ کا پکا۔ بھلا کس کی مجال تھی جو اُس کو تامل کرتا اور مذہب کے آئیے اُس کا سر جھکا۔

لامذہب جانتا تھا جس چیز کا خلقت نے مذہب نام رکھا ہے وہ فطرت انسانی کی ایسی رہنمائی ہے جو آدمی کو دائرہ انسانیت میں قائم رکھے مگر جب میں خود اپنے ضمیر عقل سے اتنی تیز بگھتا ہوں کہ سوسائٹی اور اہمیت کے خلاف کوئی بات۔ ہاتھ پاؤں۔ آنکھ۔ کان۔ زبان یا اعضائے ظاہری و باطنی سے نہ کروں تو پھر کیا ضرورت ہے کہ ایک بچہ مہم عقلاً میں شریک ہوں اور مذہبی آدمی کہلاؤں کیونکہ مذہب کے پابند زیادہ تر باطل اور بے عقل لوگ ہوتے ہیں۔ اور مذہب کے راستے میں چلنے والے کو پیشا مضحکہ خیز پوچھنی کی سبب بھی آکر پڑتی ہیں اور بعض اوقات تو مذہب آدمی سے ایسی ناشائستہ حرکتیں پوزیشن تقبلی میں کر دیتا ہے جو دانش اور ہوش انسانی کے سراسر منافی ہیں۔

غرض لامذہب کا انکار دن دن بچتے ہو گیا۔ پہلے تو لوگ اُس کو سمجھاتے تھے فوری وافر۔ یہی اثر اس پر ڈالنا چاہتے تھے ادیب وہ خود دوسرے اہل مذہب کو فہمائش کرتا تھا اور عقل و دلیل کے زور سے اُس سے متعہ آدمیوں کو منکر مذہب بنا دیتا تھا۔

جب اس نے دیکھا کہ میرا جادو نہیں سکتا ہے تو اُس نے ایک کتاب اسلام اور عقیدت لامذہب اور عقل کے نام سے لکھ ڈالی اور اُس کو شائع کر دیا۔

کتاب کے شائع ہونے ہی تو کچھ سوائے اہل مذہب جو ش میں آگئے جہاں اس نے تعلیم پائی تھی اُس کو برا بھلا کہنے لگے بعض نے نفس تعلیم کو صلواتیں سنا دیں وہ ایک نے عقل کے پتھر کا جواب عقلی شجر سے دیا۔ لامذہب مسکرا کر منہ لیتا تھا۔ اس کو تو پتہ ہے ان حکایت عجیبہ علم تھا۔ وہ چاہتا تو اس پر ایک ویشیں گوئی شائع کر دیتا تھا جو بالکل جو بیو پوری آترس مگر پیشین گوئی کو بھی وہ مذہب کی ایک شائع بگھتا تھا لہذا وہ چپکار رہا اور اپنا کام کیجے گا۔

وجود کو نہ ماننے میں ممکن ہے سیری بھول ہو اور مرض کو لاعلاج ہذا ہی نے کر دیا جو تاکہ وہ میر کے انکار مذہب کو یک پہنچائے۔ اس خیالی جنبش نے پروفیسر کو کچھ گھبرا سا دیا۔ اس کے چہرہ پر پسینہ اٹھ گیا۔ دل کی حرکت تیز ہو گئی، مگر فوراً ایک تیسرے خیال نے اس کے اوسان درست کر دیے جو یہ تھا :-

ہر انسان میں قدرتی طور پر لیاقت اور تالافتی قوت اور کمزوری ساتھ پیدا ہوتی ہیں اگر علم و تربیت سے لیاقت اور طاقت کو سہارا ملا تو وہ تالافتی اور کمزوری پر حاوی ہو جاتی ہیں ورنہ انسان پر غلبہ تالافتی اور کمزوری کا ہو جاتا ہے چونکہ میری تعلیم و تربیت اچھی ہوئی جو میں اپنی کمزوریوں پر غالب تھا۔ مگر باری کے سبب نقصانے دائمی ناتوان ہو گیا۔ اس واسطے عقیدے کی کمزوری ابھرتی ہے اور کچھ کو خدا اور مذہب کی حقانیت کا وہم دلاتی ہے پس مجھے بہت جوتا چاہیئے اور دنیا سے چلتے وقت ایسی عقلی حرکت سے اپنے کبر کو گندہ نہ کرنا چاہیئے +

اس خیالی مروج نے پروفیسر کے بوجھ کا وہ بٹیک ٹوڑ ڈالا جس میں ابھی ساری عمر کے بعد تصور خدا کی جو اسمائی تھی اور وہ ہمہ تن صاف سیدہ ہو کر پھر اپنے مرض پر غور کرنے لگا۔

## سکرات کا آلازم

افسوس اجل نے پروفیسر کو مزید غور و فکر کی مہلت نہ دی اور اپنی آمد کا گھنٹہ بجایا شروع کر دیا۔

پروفیسر نے بہت کم موت کا فلسفہ پڑھا تھا کیونکہ وہ ابھی جوان تھا اور اس وقت کی تیاری کو ضروری نہ سمجھتا تھا نہ اس نے امداد لوگوں کے مرنے میں کبھی شرکت کی تھی جو مرنے کی حالت کو واقف ہوتا۔ اس واسطے موت کی آمد کا عقلی نشان اس کو معلوم نہ تھا تاہم وقت آخر کی جہانی کوفت سے اس نے سمجھا کہ یکینیت مرض کی تکلیف سے کچھ الگ سی جو شاید کچھ پیش آنے والا ہے۔ ممکن ہے ڈاکٹروں کی رائے کے موافق موت آئی ہو۔ مگر موت آتی ہے اور اگر مذہب بولے ہے ہیں اور اگر موت کو وقت فرشتے آگیا کرتے ہیں تو وہ کہاں ہیں مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا یہ سب فرضی کہانیاں تھیں یا شاید مجھے موت ہی نہ آئی ہو۔ موت نہیں آئی تو فرشتے کیونکر آتے۔

پروفیسر اپنے خیال میں جمعہ یا گھڑی گھڑی خداؤ مذہب کا دہریوں کی آماجہ موت آئی ہے تو میں خوشی سے زندگی دینے کو تیار ہوں پر احمق بن کے خیالات میں جان کیوں دوں +

اسی شکش میں تلوں میں کسی نے بجلی کی مشین لگا دی جس میں کپڑے کے پٹے اکڑنے لگے اور پروفیسر کو موت تکلیف ہونے لگی وہ ترپنا چاہتا تھا۔ مگر تڑپ نہ سکتا تھا وہ چیخا چاہتا تھا کہ اس کی آواز نہ نکلتی تھی وہ بیروں کے سمیٹنے کی آواز میں تمام جسم کی قوت صرف کر رہا تھا مگر پاؤں ہلنے لگے۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ پاؤں سامنے پھیلے ہوئے ہیں لیکن اس کے سامنے وہ لوہے کا نہیں تھکتے۔ زبان کا معلوم ہوتا تھا کہ وہ صحنہ کے اندر موجود ہے مگر وہ بولنے سے گویا انکار کرتی تھی پروفیسر

لا مذہب پروفیسر کو شادی کی سبب معصوم کرنے کا بڑا شوق تھا۔ ہر قوم کی رسومات شادی شفا، مولیٰ ملتا تو وہ جاکر دیکھتا۔ کوئی نہ ایسی طبی تو بار بار پڑھتا اور مہر سہمہ کیا کر کے لوگوں کو مٹاتا۔

یہ سب کچھ ہو کر لا مذہب پر فتنہ رہتا تو ادا و رتہ درست فوجوں تھا۔ پاکستانی کو سب اس کی صحبت بھائی بہن بھی حالت پر کئی کئی بار اور وہ یقین کرتا تھا کہ طبی عمر سے پہلے اس کو موت نہیں آئے گی۔ یقیناً اجل مذہب کے ایمان کی طرح سبب و سبب اور کوئی چیز اس کے خیالی عقل کو بدلنے والی موجود نہ تھی۔

لیکن ایک دن وہ بپا ہوا اور ایسا کہ وہ دوسری قوت کے ستر سے اٹھتا دو بھر ہو گیا۔ اس کے دوستوں نے ڈاکٹروں کا جرح غیر محسوس کر دیا جنہوں نے جیت تو جیت سے پہلے اس کے مرنے کی شخص کی اور پھر علاج شروع کیا۔ ڈاکٹروں نے مرض کے جو اسباب بتا دیے لیکن کچھ پروفیسر نے تسلیم کیا اور اسے خوشی ہوئی کہ ڈاکٹر ٹھیکہ راستے پر پہنچے ہیں اور اب مرض کے ذمہ میں اٹھنا کا سیاسی یقینی ہے۔ ڈاکٹروں نے جو کچھ دوا بتائی اس نے ٹھیک امدادی کاموفی اس کو استعمال کیا اور ہر چیز بھی ایسا کیا جو ہر چیز کا حق تھا۔ یعنی ڈاکٹری مشورے سے ایک رپہ ادرہ ادرہ نہ ہوا۔

مگر پروفیسر حیران تھا کہ دوا ٹھیکیں نہیں کرتی، مرض بڑھتا چلا جاتا ہے اور کوئی تدبیر اس کو روک نہیں سکتی۔ اس نے بار بار ڈاکٹر تبدیل کرے لیکن کسی سے مرض کی دیکھ قائم نہ ہو سکی +

وہ پانانی علاج کا قائل نہ تھا مگر پھر ہر کھربا پچھے طبیعت بھی بلائے ان کی تجویز بھی ڈاکٹر دہلے کے دافنی ہوئی مگر دوا کی تو اس کا اثر یہاں بھی نہ ہوا۔ آخر ڈاکٹروں اور طبیعوں نے سہا پ و پیرا۔ احباب سے نہیں خود پروفیسر سے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ پروفیسر دے والا آدمی نہیں ہے۔

پروفیسر نے اس فیصلہ کو سہا طمان سے لیا۔ اس کی نفس موت سے کبھی نہیں ہٹتی کی کہ عقل و فلسفہ اس کے دماغ کی پرورش ہوئی تھی اور وہ موت کی زندگی کا ٹیکہ لگائی اور ضروری حقیقت سمجھتا تھا۔ اس واسطے اس نے ڈاکٹری رائے کی کچھ پروا نہ کی اور فلسفہ مرگ سے ہوش بھلی اور اس ظاہری کو ہر گندہ نہ ہونے دیا۔ بلکہ کہنا چاہا کہ پروفیسر کے اعصاب بیل و دماغ ہی نے اس خبر کو زیادہ ابھرا نہیں سمجھا تھا۔

مگر اس کے ساتھ ہی وہ اپنے قوائے خفہ ماتم قدم لہو بار بار زور داتا تھا اور سوچتا تھا کہ بیل مرض ان احوال میں نہیں ہے جن کا علاج ڈاکٹروں کو معلوم نہیں۔ مومن بیانی جو جس حقیقت سے اور اس کی دوا سے میں خود انمازی آدمی تک اکتاہوں پھر کیا وجہ ہے جو دوا اپنا اثر نہیں کرتی مجھے آخر دم تک تباہ اور کوشش سے غافل ہونا چاہیئے۔ ڈاکٹروں کا فیصلہ خیر کا فیصلہ نہیں ہے آدمی کی رائے میں عقل کا امکان موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بشریت سے سب ڈاکٹروں کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو +

یہ خیال کرتے ہی اس کے دل کو ایک دھکا سا لگا اس کا ضمیر خود بخود دام سا ہو گیا کیونکہ اس خیال کی کبر کے ساتھ دوسرے گوشہ خیال سے یہ مروج پیدا ہوئی تھی کہ اسی طرح خدا

خدا ہے اختیار ہی سے ہر انسان ہو کر پلنگ کے آس پاس اپنے احباب کو کچل کچل کر  
بسی دوست نے اُس کے مطلب کو نہ سمجھا وہ چاہتا تھا کہ اپنی فریاد اُن سے کہے  
کسی کی مخالفت بھی نہ تھی کوئی روکنے والا نہ تھا مگر زبان پر قفل لگ گیا تھا اور  
اسی بات کو پھر پھر زیادہ کہنا اور اُس تھا۔

جلی کی سیٹیں موجود نہ تھیں مگر پھر دوسرے کو معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اُس کے پیروں پر  
بجھ کر مل جاتی ہے جو اس کا رنگ اور چٹوں کو کچل کچل کر توڑے ڈالتی ہے اُس  
معلوم ہو کر وہ تلخ نشتر سے جبراجا ہے اور میں تلخ کے اندر آباد ہوں اس وقت  
میں نے پھر کوشش کی اور پکار پکار کر کہنا شروع کیا اس گھر کے اندر ہیں یا  
میں کو نہ تو فائدہ اس کو نہ چیز نہ مگر اس کی چیخ پکار سے اُس کو تسلی نہ ہوئی اس کو  
اُس نے بتایا کہ میری آواز شاید کسی نے بھی نہیں سنی ہاں میں کیسا بکس  
ہو گیا ہوں۔

اب اسے معلوم ہوا کہ میں شاہ ہزاروں کو اس اوپے مینڈ سے نیچے گر رہا ہوں  
اور نیچے گرنے وقت بھیج میں جو ایک ستنا سا ہڈی ملبے اسکا جس پر وہ فیروز کو پرت  
تیزی سے ٹکس ہونے لگا۔

پھر سب سے بڑا دل میں ایک دریا ہے میں مینا پر سے اُس کے اندر گر پڑا بہت  
دیر تک تو بڑا کی تہ میں ڈوب گیا تھا تا آخر اوپر اُٹھ کر پانی کو گردن پر لٹکا  
گردن نکلی تھی کہ اس کو یہ معلوم ہوا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ پلنگ پر لیٹا تھا  
دو سو چاروں طرف بیٹھے تھے کئی کڑا آہ سے دل کی حرکت دیکھ رہا تھا۔ پھر دھیرے  
ڈاکڑ سے کہا کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے جو میری زندگی کو موت کے ہاتھ سے بچا لے  
اگر کوئی خدا پرست آدمی تھا بولا سوائے خدا کے کسی میں یہ طاقت نہیں ہے  
پھر وہ فیروزہ اُس چیز کا نام مت لو کیا ایسے عقل اور سائنس کے زمانے میں  
انسان جیسی ہستی موت کو روکنے سے عاجز ہے تو کیا تار یک اور وحشی زاد کا خدا  
اس وقت بھی ہم لوگوں پر کچھ اقتدار رکھتا ہے۔

پھر وہ دامن بچنے کی بڑی بھول کی جو اسباب حیات کے لئے آلات بنانے میں مشغول  
ہو گئے انسان جیسی کئی ترقیوں کے لئے انہوں نے اپنی عقلوں کو خرچ کیا  
کائنات میں سب کے سب موت کی حقیقت معلوم کرتے کاش وہ اتنا سمجھ لیتے کہ  
کھڑی دیر سے واسطے موت کیونکر روک سکتی ہے۔ آہ میں زندہ رہ سکوں  
ساری زندگی اسی دریافت میں خرچ کر دوں گا۔ ارے کوئی تو ایسا آئے جو مجھے

اس وقت مرنے نہ دے۔ کوئی تدبیر تو ایسی نکالو کہ موت مجھ کو مہلت دیدے۔  
اُس نے یہ کہہ کر دھڑکنے کی دھڑکیں زدن میں آ کر لڑکھائی میں اور میں ان کا مالک ہوں  
دے۔ انہوں نے یہ میز گرسیاں موجود ہیں اور میلو دفن ہو جاتے۔ اس پلنگ  
کی بچت بھی میرا ساتھ ہیں حتیٰ زندگی میں یہ بھوکو دھوپ اور بارش سے بچاتی  
تھی میری کتابیں انجاری میں خاصش رکھی ہیں وہ بھی کچھ نہیں پڑھیں۔  
میں آدمی ہوں عقل کا پتلا ہوں کیا ایسی عاجزی اور لاعلمی کا وقت بھی  
پیش آئے گا ان تھا جس کا علاج میرے پاس نہیں۔  
یہ کہتے کہتے پھر بچتی اُس کے پیروں میں لگان لگی اور پہلی سی تکلیف اُس  
کو ہونے لگی۔

اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ وحشی ایام کے خدا سے مدد مانگوں گا۔ اُس کا اقرار  
کروں گا۔ بیشک وہ ہے اُس کے خیال کرنے سے بھوکو تسلی ہوتی ہے مجھے صحت  
علاج کا قول یا دہن اگر موت کے بعد کچھ نہیں ہے تو خدا پرست اور منکرین خدا کی  
یکساں حالت ہے اور اگر کوئی دوسرا عالم مرنے کے بعد ہے تو خدا پرست  
خاندے میں ہیں اور منکرین گھائے ہیں۔ بیشک علی کا فلسفہ سچا ہے۔ خدا کے  
اقرار میں لذت ہے اور اُسے انجھ میں بھیج دیا ہو۔ وہ ضرور موجود ہے ہوتا تو  
انسان اس وقت مجھ کو کاہنہ کا ضرور پیدا کر لیتا۔ یہی نہیں کرتے دیتا۔ اسی نے  
دواؤں کو بے اثر کر دیا۔ وہی عقل کو مفلوج کر رہا ہے۔

اے خدا! تو جہاں ہے۔ میری شن۔ میں تجھ کو تسلیم کرتا ہوں۔ میں  
تیرا اقرار کرتا ہوں میرے اپنے نام محمد ظریف کے پہلے حصہ کی بھی تصدیق کرتا  
ہوں۔ محمد تیرا فرستادہ تھا۔ میری عقل کا سلام اُس کو پہونچا اور اس بچپنی میں  
میرا سہارا بن۔ موت سے بچا لے۔ یا اس کی دشواری کو آسان کر۔

یہ کہتے ہی پر وندہ کے جن میں سنسنی مٹا ہونے لگی تکلیف جاتی رہی  
اور ایک طرح کی لذت کا اثر اس کو محسوس ہوا۔ جسم کے رونگوٹوں سے کوئی چھین  
ٹھپکی معلوم ہوئی۔ آنکھوں پر نمند کا سا غلبہ ہوا اور ایک بچکولا ایسا لگا کہ  
پروٹیسٹینٹ سے جو نکلا سارہ گیا اور پھر اُسے خبر نہ ہوئی کہ وہ کہاں ہے  
کیسا ہے۔ کیا تھا۔ کہاں تھا اور کہاں چلا گیا۔

(خون زوالہ شدن لکھو)

حسن نظامی

## پند برویار

اس لیے بچپن میں تعلیم کا عمدہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ سکول میں کسی ہی عمدہ  
تعلیم کیوں نہ ہوتی ہو لیکن انسان جو کچھ گھر میں سیکھتا ہے اُس کا اثر اُس سے  
کبھی قوی ہوتا ہے اور اکثر ایسی بیرونی تعلیموں پر غالب آجاتا ہے اگر غور سے دیکھا  
جائے تو قوم کی قوم اپنے گہرہ ہی میں سونوئی یا بگڑتی ہے۔

سمویل سماپلس

ہم جس قدر اچھے سے سیکھتے ہیں اُس قدر کان سے نہیں سیکھتے جو کچھ ہم اپنی  
آنکھوں سے دیکھتے ہیں اُس کا اثر اُس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جس کو ہم  
مرن کا نون سے سن لیتے یا کتابوں میں پڑھ لیتے ہیں۔ خصوصاً بچپن میں تو  
جو کچھ انسان سیکھتا ہے زیادہ تر آنکھوں سے سیکھتا ہے بچے جو کچھ دیکھتے ہیں بے  
نیچے ہجے اُس کی نفسیں کرنے لگے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے ساتھیوں کو متاثر ہوتے ہیں



## لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْأَنْبِيَاءِ

بے شک عقل دانوں کے لیے ان لوگوں کے لعنات میں (بڑی) عبرت ہو۔

## تذکرہ اہل بیت

### اہل بیت رسول کے تین روزے

سب سے پہلے یہ ہے کہ مرتبہ عیسیٰ ہر روز ہفتی عرض میں کچھ ایسی زیادتی ہے جس سے رسولؐ، تو بتایا مرتضیٰ عتبت کے روزے رکھے علی و بتولؑ نے لائے کسی سے قرآن مواہیر خواہ نام بنت نبیؑ نے پیسے، وہ جو، اپنی ہاتھ سے لائیں پکائے شام کو وہ۔ پانچ روٹیاں اتنے میں درپہ ایک مسافر نے دی صدا اللہ سے فیض و خیر نام فلک مقام دیں اٹھلے روٹیاں پانچوں حصوں پر پھر شام کو پکائی گئیں پانچ روٹیاں آواز اک یتیم نے دی درپہ ناگہاں دیں علیؑ نے روٹیاں سب سے یتیم کو شدت کا شاہزادوں کو لاحق بنار تھا جس سے تمام گھر کو عجب انتشار تھا پہلو میں فاطمہؑ کے نہ دل کو قرار تھا لیکن نہ گھر میں کھانے کو کچھ رہنا تھا فقط رصوم پاک کا جن پر مدد ار تھا اس میں نہ کوئی شرم نہ کچھ ننگ عار تھا جس جاقیام بادشہ ذوالفقار تھا جو مبتلائے گردشیں لیل و نہار تھا رد سوال خاطر طر پر بار تھا ہر شخص گھر میں صبح کو پھر روزہ دار تھا ہو جائے وقت صوم یہی انتظار تھا جو گرسنہ تھا اور غریب الدیاء تھا پھر روزہ دار وہ شبہ عالیو قار تھا

مغرب کا اہل بیت کو پھر انتظار تھا صدر سے بھوک کے جو بہت بیکار تھا کیا خوب اہل بیت نبیؑ کا شعاع تھا حیران و مضطرب ہوئے پیغمبر نام پیغام حق دیا یہ پس از تحفہ سلام تقاسب یہ استکان علیؑ فلک مقام اور مرتضیٰ کو ثرۃ منظوری صیام جنین قوتی بھرا تھا عجب خوشتر و طعام کھانا ہے یہ عطیہ رزاق ذوالکرام گھر کے مرتضیٰ کے بعد عز و احترام خوش ہو کے پنجنے نے تبادول کی دیا

زہرائے پھر پکائے رکھیں پانچ روٹیاں پھر درپہ اک نفیس کر اگر کیا سوال دیدیں تمام روٹیاں پھر اس فقیر کو یہ ماجرا جو دختر و داماد کا سنا جبریلؑ کی بیک بچو حاضر بعد ادب اور آفتاب اوج رسالت بنو طول دو فاطمہؑ کو سخت حسنین کی نو بعد اس کے پیش پانچ طبق نور کے کینے کی عرض اہل بیت اسے نوش جاں کیں محبوب کبریائے کیا شکر حق ادا ثرہ دیا جناب علیؑ و بتولؑ کو

(ملک الکلام) قوی الامروہی

## انتقامت

ادب ہو جانے سے شیعہ جوت کو ضرر آپؐ نہ دیا کہ سے مدینہ جاکر وہ بھی جا چوئے یہ تعمیل مدینہ اڑ کر باز جی جوت کے لیے آپؐ کو بھی کھٹے کر اونٹ پر بیوی کو بچہ کو پٹھا یا حب کر دفعتاً آپؐ کو کفار نے گھیر آ کر ہیں درکار نہیں کچھ سا چون خود سر جلتے دس ساتھ تری اسکو بھلا ہم کو بچو بے بوسلہ سے پھر اس کی برابر جگر لیکن اہل بیتیں جاسکتی ہماری دختر اب کھڑے تہا تھے بوسلہ بحال مضطر ایک جانب زن و فرزند کی الفت تھی مگر

جبکہ تغار عرب بڑھ گئے حد سے ہر بھی انصار مدینہ نے نبیؐ کو دعوت جتنے پروا نہ تھے اس شیعہ چاہیے پہا دیو کھ کر رنگ یہ تیار ہوئے بوسلہ کر چکے جبکہ وہ سامان سفر کی تکمیل آگے دشمن توحید بھی اتنے میں ہاں ہو اسد سے یہ کہا جا تو جاتا ہی کہیں پر یہ سلمہ ہے قبیلہ کا ہمارے بچہ بڑھ کے کچھ لوگ غناں گیر ہو کر آئیں تو جو تاسہ دینے تو نہیں غم ہم کو چھین کر لے گئے وہ زوجہ کو فرزند کو بھی ایک جانب کثیر الفت دین اسلام

ایک تلویش سی تلویش بھی لاحق ان کو غالب آئی گرا اسلام کی الفت آسنہ عرص کی حضرت اقدس ہیں یہ جلد روداد بعد ازاں مہر کی تلقین کی بوسلہ کو زن بوسلہ تھی مکہ میں یہ دل اور کہیں پیارے شوہر سے جدائی گئی تھی وہ جسا دیکھ کر حال یہ کفار کو جسم آہی گیا دوسرے نے کہا لے اونٹ چلی جا بیڑا زن بوسلہ غرض چلے مکہ مدینہ پہنچی کھنکھ دین کا یہ انعام ملا دنیا میں

ایک تلویش سی تلویش بھی لاحق ان کو غالب آئی گرا اسلام کی الفت آسنہ عرص کی حضرت اقدس ہیں یہ جلد روداد بعد ازاں مہر کی تلقین کی بوسلہ کو زن بوسلہ تھی مکہ میں یہ دل اور کہیں پیارے شوہر سے جدائی گئی تھی وہ جسا دیکھ کر حال یہ کفار کو جسم آہی گیا دوسرے نے کہا لے اونٹ چلی جا بیڑا زن بوسلہ غرض چلے مکہ مدینہ پہنچی کھنکھ دین کا یہ انعام ملا دنیا میں

حکیم مظفر حسین اظہر دہلوی

# ہندوستان کا قدیم ادب

کہیں جانتے اور نہ جانتے والے برابر جوتے ہیں

## علم و ادب زبان اردو میں الفاظ سنسکرت

جب کوئی استاد کا قاعدہ مستقل نہیں تھا تو پھر ذرا سے علم کو زاد دکھا تا کی شکل تھا  
مسلمانوں کی حالت پر قیاس کیجئے کہ کچھ دنوں پہلے عربی زبان لوگ مذہبی کتابوں کو  
پڑھنے کے لیے بہت سیکھتے تھے اور اس کے ساتھ ہی علوم عقلیہ بھی عربی میں پڑھ  
تے مگر بہت کم لوگ زبان عربی کا علم ادب کا جاننے والے تھے، یہ ماننا چاہیے کہ برٹش گورنمنٹ نے  
عربی اور سنسکرت زبان جب تک کالجوں میں داخل کی یا اس کے پہلے عربی اور سنسکرت کو مذہبی  
علم کیے تو ان دونوں زبانوں کے لکچر کا پڑھنا ایک خاص طور پر اچھا ہوا۔ ہندو  
یو سنسکرت جاننے والے اس طرح بہت سہیا ہو گئے اور سنسکرت زبان کا تو گو یا سرسوتی  
چر جا شروع ہوا۔ لیکن مسلمانوں پر اور ہندوؤں پر اس کو طرہ تعلیم کا اثر کیا نہیں  
ہوا۔ مسلمانوں میں اب ایسے لوگ نظر نہیں آتے جو ان مولوی صاحب کا متبع کریں  
جن کی نقل اور لکھی گئی ہے بلکہ انھوں نے اردو کو پیش کرتے ہیں کہ عربی و فارسی  
کو غیر مستعار الفاظ استعمال نہ کیئے جائیں جتنی کہ عربی الفاظ کو جان تک نہیں جانتے  
ہندو ہی جا۔ ہندو یا جانتے۔ اسی اصول پر تیار کو بعض اصحاب تیار رکھنا اور فارسی  
غلطی کو فاش غلطی بولنا بند کرتے ہیں۔ لیکن کی جگہ لیکن (دوبلہ) بولنا عیب خیال کیا جاتا  
ہے اور واو عطف فارسی کی جگہ پر ہندو کا اور استعمال کرنا فضا بہتر سمجھتے ہیں۔ ہر دانش  
غائب کے زمانہ سے ادھر اردو زبان کی خدمت کرنے والے ہر ایسے کی پیش کرتے ہیں کہ  
انوں الفاظ زبان سے دور ہیں اور عالم جاہل کی ایک ہی زبان ہو جائے۔ برعکس اس کے  
ہندو جو سنسکرت زبان مدرسوں یا کالجوں میں پڑھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ جیسے الفاظ کتاب  
میں وہ پڑھ چکے ہیں وہ روزمرہ میں نہیں ہوں لیکن تحریروں یا لکچروں میں ضرورتاً چوں  
اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ ان میں کو بعض وجہ کہ مستعدی کے مناسب الفاظ  
سے جو اردو زبان میں صریح خیال کیے جائیں خوب واقف نہیں ہیں اور مفہم کے خیال کو  
غیر انوں الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ ان کی غلطی کی گرفت نہ ہو سکے۔ اور دوسرا سبب  
یہ ہے کہ بعض لوگ جو ہندوؤں کے لیڈر بننے کو خواہشمند ہیں وہ کوشش کرتے ہیں کہ  
سنسکرت کے الفاظ بول کر اپنے ہم مذہب پر اپنی اپنی وقت کا ثبوت دیں۔ اور اپنے ساتھ  
کا گودہ پڑھائیں، نیچو اس ترقی سکھوں کا یہ ہوتا ہے کہ ہندو سامعین بھی مفہم کلام تک  
نہیں پہنچتے اور کوئی مسلمان تبدیل خیال کیلئے ایسے جلسوں میں شریک ہوتا ہے تو وہ بالکل بے

لکھو الناس علی قدر عقولہم“ یعنی مخاطب سے ایسی باتیں نہ کرو جیسے سمجھنے  
کی عقل وہ نہ رکھتا ہو۔ یہ تو وہ حالت ہے کہ محکم کی زبان مخاطب سمجھتا ہے مگر مفہم کلام مخاطب  
کی استعداد سے باہر ہے لیکن اگر مستحکم ایسے الفاظ استعمال کرے جس سے مخاطب واقف ہی  
نہ ہو تو یہ جانتے ہیں اور ایسی زبان بولنے والا میدان پر دوکتا ہے چہ کہ صدیقی ہے۔  
جس زمانہ میں کہ زبان فارسی بولنے والے ہندوستان میں معدوم ہو رہے تھے اور عام  
مسلمان ہندوستانی بھاشا میں عربی فارسی اور ترکی الفاظ غیر مستعارت سے پرہیز کر رہے  
تھے اس وقت علامہ نے مذہب اسلام پر عربی الفاظ کا ترک کرنا گراں گزرا تھا۔ اسی وقت کی ایک  
نقل ہے کہ ایک ایسی صاحب کے محفل میں گھوڑا دیکھ کر ایک پرکشی اُن سے تھوڑی سی گھاس  
لگنے آیا۔ مولوی صاحب نے یہ ایسی سوال کے جواب میں فرمایا: ”میرے سفر میں  
اس قدر جتن نہیں ہو کہ عصا فی اُسے مستعار لکھ اپنے شخص کے استعمال میں لائیں“ یعنی  
میرے محفل میں اتنی گھاس بھی نہیں ہو کہ چڑا اُسے لکھا کر اپنا گھوٹلا بنا سکے۔  
یہ دیکھ کر ہر کمالی صاحب اب مجھے تھوڑی سی گھاس چاہیئے۔ مولوی صاحب نے جواب  
دیا: ”مگر جو کلام از ادب آلو الالباب مستبعد ہے“ یعنی ایک ہی بات کو بار بار کہنا  
حقائق کی شان سے بعید ہے۔  
یہ ایسی باتیں ہیں گھاس مانگتا ہوں اور آپ معلوم نہیں کیا فرماتے ہیں؟ مولوی  
صاحب نے لہجہ خدمت سے فرمایا: ”نور ہی تھم یا لاتھم ہندو تو اسی کیفیت کو سنیکھتے  
یعنی تم میری بات سمجھو یا نہ سمجھو“ میں تو ایسی ہی بولی بولتا ہوں۔  
سنسکرت زبان کو گوتم بدھ نے جو ہندوستان سے نکالا تو پھر وہ واپس نہ آئی  
ایک عرصہ کے بعد شکر اچاریہ کی کوشش سے وہ آئی بھی تو محدود حالت کو ساتھ  
آئی اور نہ زبان کی خدمت اُس نے اختیار نہیں کی، اور پھر اس کے بعد ہندوؤں  
کے زوال پر اُس میں اور بھی کمی آئی گئی۔ مسلمانوں نے اپنے عہد میں واقفیت  
پڑھانے کے لیے اُسے پڑھنا بھی چاہا لیکن با اثر ہندوؤں نے اُسے بیکار سمجھ کر  
بھڑو دیا اور صرف پٹنہ ایمان مذہب کے گھروں میں اس کا چارہا اور وہ بھی  
اس طرح کہ ہزاروں میں کوئی دو چار اُسے اچھی طرح جانتے رہے ہوں گے ورنہ  
عام طور پر آدمی باطل کے ساتھ لوگ اپنی واقفیت کا اظہار کرتے تھے۔

بے بہرہ رہتا ہے۔

اگر کوئی ہندو اپنے جلسوں میں ایسی زبان بولتا ہے جو سامعین کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ خود اپنا مطلب فوت کرتا ہے۔ دوسروں کو کیا واسطہ؟ لیکن وقت یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کے باشندے ہندو، اردو زبان کو مسلمانوں کی زبان سمجھ کر سیکھ گاتے ہیں اور اس لیے خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں۔ اس اعتراض کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہندو کی کد بڑھتی جاتی ہے۔ ع شیفہ صد کے ہزاروں میں تو ہٹ کے لاکھوں۔ میراثیہ خالی ہے کہ ہندوستان میں جہاں سیکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں وہاں اگر ایک زبان ایسی بھی رہے جو جائے جس میں اضال ہندی زبان کے ہوں اور اسناد سنسکرت زبان کے ہوں تو مسلمانوں کا کیا بچتا ہے۔ اگر کوئی شخص گلی کو گھرتا۔ دودھ کو دگدھ۔ چاول کو تندل۔ آگ کو آگنی۔ آسمان کو آکاش۔ پوتے کو پوتیر۔ لڑکی کو دسیا۔ دوسرے کو دوتہر۔ بجائی کو بھارتی۔ بھائیوں کو بھارتی گن کہے۔ یا جلسوں میں گرگجی برتو۔ اگر کسی جگہ جدی ہوئے یا میر مجلس کو بھارتی۔ میر کو بھارت۔ طاقت کو پر اکرم کہے یا ایسے ہی اور بہت سی الفاظ استعمال کرے تو مسلمانوں کا کیا نقصان ہے۔ ہزاروں برس سے جو الفاظ سنسکرت کے ہندی جامہ پہن چکے ہیں، اگر ان پر ہندی جامہ اتار دیا تو تم بڑھنے جو الفاظ سنسکرت کے زبان ہند سے اس غرض سے کہ عام آدمی خاص کی ایک زبان جاننے سے ملے ہو وہی لگاں ڈالے تھے، انہیں بھی وہاں قوم

پھر حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مسلمانوں کو اس پر اظہارِ ناخوشی کا کیا موقع ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ زبانِ اردو کا سنگ بنیاد گوتم بڑھ نے رکھا تھا۔ اور موجودہ زبانِ اردو میں جو الفاظ عربی، فارسی اور ترکی کے داخل ہوئے ہیں وہ زائد تر ہندوؤں کے سبب سے داخل ہوئے ہیں، اسے باسانی پون کچھ سکتے ہیں کہ جب کوئی سولہویں اردو بولتا ہے تو گو وہ ٹوٹی بھوٹی اردو بولتی ہے لیکن اس میں انگریزی کے الفاظ نسبتاً اس روز مرگھے کم ہوتے ہیں جو کالج کے بڑے یا ڈو انگریزی داں ہندوستانی آپس میں استعمال کرتے ہیں۔

یہ بھی غلط ہے کہ دہلی کے مسلمان پادشاہوں نے سرپرستی زبانِ اردو کی کی تھی۔ دکن وہ مقام ہے جہاں کہ گوتم بڑھ کی قایم کی ہوئی بنیاد پر ملکی ضرورتوں کے لحاظ سے زبانِ اردو کی تعمیر شروع ہوئی اور انگریزوں کے عہد میں اس کی رونق پڑی۔ جو حضرات میرے خیال سے متفق نہوں وہ مہربانی فرما کر میرا رسالہ زبانِ اردو۔ اور دیا پرنٹسٹر مکن ملاحظہ فرمائیں۔

آخر میں میں پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ مسلمانوں کا سنسکرت الفاظ سے متوجش ہونا غلط مصلحت ہے زبانِ اردو کو حق میں بھی یہ بڑا ہی اور اُخت ملے گا طاس بھی قریح۔ اب نہیں ہے اگر کوئی مسلمان الفاظِ عربی مانوس نہ کرے وہ خواہ کچھ کہتا ہی چاہے تب بھی یہ کہ وہ زبان کو کچھ دیکھیں معنوں پر کھڑی زبانِ راج کر کے ان کو شامی جیسا اقل کوئی کچھ انگریز یا بھگوا کر کے ان کو الفاظِ سنسکرت کرنے پر مشغول نہ کرے انہیں مل کر سالانہ

## سائنس کی قوت

سائنس کے جاننے سے صرف حسن و آرائش ہی حاصل نہیں ہوتی، بلکہ قوت حاصل ہوتی ہے، وہ قومیں جو آج سائنس سے کام لیتی ہیں ترقی کے آسمان کا آمد بن رہی ہیں، یہ سائنس ہی کا نتیجہ ہے کہ سمندروں میں جہاز اور فضائی پر ویں دوڑ رہی ہیں اور جو مسافت پہلے برسوں میں طے ہوتی تھی اب گھنٹوں میں گزر جاتی ہے، عالمِ مسافت میں جن احباب کے مرنے پیچھے کی خبر بھی پہنچ جاتی تھی اب رات ہی (تنگرام) کے ذریعہ سے اُن سے ہر وقت باتیں کر سکتے ہیں ٹیلیفون میں ہر وقت بالمشافہ باتیں کرنے کا لطف حاصل ہے۔ سائنس نے قدرت کی اُن اشیاء کو انسان کا محکوم بنا دیا ہے، جو انسان کے وہم و خیال سے بالاتر تھیں،

اب آفتاب کی کرن دھستوں کی عکس تصویر کھینچتی ہے، اور آواز فونو گراف کے پردوں میں مقید ہو جاتی ہے تاکہ جن شیریں نوبالوں کے لب و لہجے سے محبت ہے ہر وقت اُن کی آواز بے منت سن سکیں۔

سائنس نے خود زمین اور دور بین ایک باد کی اور دور و پاس کی ہر ایک چیز کی حقیقت کا پردہ فاش کر دیا۔

سائنس کی قوت کی ادنیٰ کر امت یہ ہے کہ لاکھوں کروڑوں من کا بوجھ جزئیات میں تیک کے طرح اٹھا لیتا ہے، بجلی کی روشنی چاند و سورج

کو شرماتی ہے اور رات کو دن کر دکھاتی ہے۔ سائنس نے انسانی محنت اور تکلیف کے کم کرنے میں بڑی مدد دی ہے جو کام وہ برسوں میں پورا کرتا اب اُس سے اچھا گھنٹوں میں تیار کرتا ہے سیکڑوں اور ہزاروں طرح کی مشینیں ایجاد ہو گئیں، جو ایسے ایسے کام کرتی ہیں کہ انسان کے ہاتھ بمشکل ولے بنا سکتے ہیں، اور اس قدر کم خرچہ میں بنا تو ناممکن ہے۔

آج اس سائنس کے طفیل سلطنتیں جمتی ہوئی ہیں اور اس کا سبب سے ہزاروں میل دور ملکوں پر حکمرانی کرتی ہیں۔

سائنس کی مدد سے انسان ایسے کام کرتا ہے کہ بادی النظر میں محض اور کر امت معلوم ہوتے ہیں، اور سائنس ہی وہ علم ہے جس کا حاصل کرنا قوت ہے۔ اور ابھی انسان نے سائنس کے مسائل کو معلوم کرنا شروع ہی کیا ہے، اور موجوداتِ عالم کی بے انتہا خاصیتیں ابھی معلوم نہیں، علم کا ایک بے پایاں سمندر موجود ہے جس کی تہ میں معلومات کے بیش بہا سوتی چھپے ہوئے ہیں +

(خود از محنت علی) محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی

# مکتبہ اسلامیہ

## دارالحدیث دیوبند

ہم نے سنا تھا کہ رسالہ اسوۂ حسنہ سیرت میں دارالحدیث دیوبند کے خلاف کوئی مضمون شائع ہوا ہے۔ دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ اسوۂ حسنہ کی تحریر پر اخبار دینہ وغیرہ میں بحث چھڑی اور دارالعلوم پرنکتہ چینوں کا باب کھلا۔ جب یہ کہ اخبارات میں اعلان شائع کرنے کی نوبت آئی۔ کل ہم نے دسمبر کا اسوۂ حسنہ دیکھا اس کو دیکھ کر دو سوچ رہے تھے کہ اس وقت کی نوبت آئی۔ تو اس وجہ سے کہ ہمارے اعلان کو پسند نہ کیے گئے اور جو لوگ نکتہ چین کرتے تھے ان کو رائے دی گئی ہے کہ دیوبند جا کر اپنا اطمینان کر لیں وہ وقت قبل تو شیخ اخبار ایسی نکتہ چین سے احتراز کو پسند فرمایا۔ دوسرے اس وجہ سے کہ اسوۂ حسنہ کو دارالحدیث کی ضرورت میں کلام نہیں۔ کلام ہے تو صرف انہی کو محض ترفع و شان کے لیے مسلمانوں کا رویہ اسراف و تبذیر اور شانہ ٹھاٹھ میں بہا دینا کیا ہوا ہے۔ ہم نے اس مشورہ کو بہت سکون و اطمینان سے دیکھا۔ اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ خدام دارالعلوم مصلحتاً نہ وہ دروازہ رائے و مشورہ سے غور کرنے کے لیے اور قدیم طرز عمل کے موافق عمل کے لیے ہر وقت آمادہ ہیں۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ دارالحدیث کی تعمیر سے ہرگز نمود و نمائش۔ آرائش و زیبائش۔ شانہ ٹھاٹھ، ترفع و افتخار مقصود نہیں ہے اور نہ بانیان مدرسہ کی نیت متبرکہ کے کسی وقت انکشاف گوارا۔ دارالعلوم میں کثرت طلبہ بالخصوص جامعیت حدیث کی روز افزوں ترقی اور قلت و تنگی درگاہوں نے مجبور کیا کہ متعدد وسیع درگاہیں تعمیر کی جائیں۔ علم حدیث نہایت نفیس و رفیع الشان علم ہے۔ تمام علوم فقہ و تفسیر کا اصل اصول اور ماہر ہے۔ خود علم حدیث کے متعلق بہت سے علوم ہیں جن میں سے ہر ایک کو مستقل فن بنا دیا گیا ہے۔ موجودہ درگاہوں میں جماعت حدیث کی جو حالت ہے، دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ کوئی مدرسہ مسجد میں دینے لگا اور کوئی چھوٹی سی درگاہ میں جس میں طلبہ کسی طرح باقاعدہ نشست نہیں کر سکتے بلکہ ان کو کسی طرح ایسی جگہ بھی نہیں ملتی کہ استاد کی تقریر پر کچھ سن سکیں۔ موجودہ درگاہوں میں سب سے وسیع درگاہ وہ ہے جس میں مولانا محمد انور شاہ صاحب قائم مقام صدر مدرس دیتے ہیں۔ اس وسیع درگاہ میں طلبہ کی نشست کا یہ حال ہے کہ آگے پیچھے چار پانچ صفے بنا کر بیٹھتے ہیں۔ اگلے صفے کی پشت دوسرے صفے کی طرف ہوتی ہے اور دوسرے کی تیسرے کی طرف دہلی چڑا۔ اس طرح کتب حدیث بھی پس پشت رکھی جاتی ہیں جو کتب حدیث کے ادب کو بھانڈ دیکھتے ہوئے گوارا ہونے کی قابل ہے نہ طلبہ کے لحاظ سے، مگر مجبوراً چند سال سے ایسا ہوتا ہے اور جب بیخیال کیا جائے

کہ دس سال کے اندر طلبہ کی تعداد گونہ گونہ پہنچ گئی تو دارالعلوم کی رفتار و طلبہ مدرسہ کے رجوع و رجوع کو دیکھتے ہوئے آیتہ کیسی حالت ہوگی۔ تب یہ ضرورت آئے گی بھی برحق ہے۔ علم حدیث کے علاوہ اور تمام جماعت کا یہی حال ہے۔ ایک ایک علم میں ساتھ ساتھ ستر تک سو پاسو سے زیادہ طلبہ ہیں اور درگاہیں گو وقت تعمیر میں تھیں۔ تھکر بنائی گئی تھیں مگر اب ان میں کسی طرح کی گنجائش نہیں ہے۔ پھر کچھ سو دس سال قبل اگر کل سات آٹھ مدرسے تھے تو اب جن سے زیادہ ہیں۔ حالانکہ چھوٹی بڑی درگاہیں دس بارہ سو ڈاڑھ نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ بہت سی وسیع درگاہیں بالخصوص جماعت حدیث و علوم حدیث کیلئے تعمیر کی جائیں، تمام ارکان مدرسہ نے بالاتفاق دارالحدیث کی توجہ کو منظور کیا۔ دارالحدیث کے مجموعہ میں ۱۲ یا ۱۳ درگاہیں ہوں گی۔ جن میں دو بڑی جن کا طول ۸۸ فٹ عرض ۳۸ فٹ اور پانچ ان کے چھوٹی۔ جبکہ طول و عرض تقریباً ۳۳ فٹ ہوگا ان کے علاوہ ان سے چھوٹی اور درگاہیں ہوں گی۔ آگے برآمدے ہونگے درگاہوں کے درمیان راستے دیے گئے ہیں، کیونکہ بحرے نے متبلا دیا ہے کہ موجودہ درگاہوں کلاں میں تصادم اصوات سے کس قدر دقتیں درمیان طلبہ کو پیش آتی ہیں خدام دارالعلوم کا مقصود اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ متعدد وسیع درگاہیں بنائیں ہرگز کسی قسم کی نمائش و آرائش کو اس میں دخل نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسی وسیع درگاہیں کتنی ہی سادہ بنا دی جائیں تاہذا ضرور ہوں گی۔ عرض و طول کی نسبت سے ارتفاع بھی ہوگا۔ اسی نسبت سے چندوں کا انکشاف لازمی ہوگا۔ آثار بھی اسی نسبت سے رکھے جائیں گے اور اس لیے ہر لحاظ سے کثیر رقم خرچ ہوگی۔ نقشہ دارالحدیث جو انجنیر صاحب نے بنا دیا ہے اس میں صرف ایک برج اور دو برجوں ایسی ہیں جس کو آرائش و ترفع یا نمائش پر محمول کیا جاسکتا ہے اور اس میں روپیہ خرچ کرنے کو اسراف و تبذیر ہے۔ لیکن میں یقین لانا ہوں کہ یہ برج اور برجیاں ہرگز ہمارے مقصود میں داخل نہیں ہیں نہ ہماری اصلی خواہش تھی، انجنیر صاحب نے اس مقدس عمارت کو بغرض حصول برکت و مشابہت روحہ حضور انور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بنانے کے لیے یہ برج جوڑ کیا ہے، لیکن ہمارے اس کے لیے بالکل تیار ہیں کہ یہ برج نہ بنایا جائے اور نہ مسلمانوں سے اس کے لیے چندہ لیا جائے۔ یہ پانچ چھ ہزار کا خرچ اس مطلوبہ مقصد کو منہا کر دیا جائے۔ بعد تیار ری عمارت اگر مسلمان خود اس کو پسند کریں

تو نہیں خواہ چندہ سے یا کوئی صاحب اپنی حبیب خاص سے۔ اس امر کے علاوہ ہرگز کوئی نائیش امر پیش نظر نہیں رہا مطبوعہ نقشہ میں صحت سواد اور اشوں و نیزہ کا دکھانا۔ یہ بھی اس کی صورت دلکش بنانے کے لیے ہے اس کو بعض تعمیر میں کچھ دخل نہیں ہے نہ اس کے لیے چندہ کی طلب۔ اور اگر ہمارے اعلان کے مطابق چندہ میں خیر و سیر و تشریف لاکر دارالعلوم کی ضروریات اور موقع دارالحدیث کو کچھ کر اور کچھ ترسیل کی جائے دیں تو انشاء اللہ نقصان پہنچو ہر نیک مشورہ کے قبول کے لیے آمادہ پا کر گئے۔ یہ نکل بھی ہے کہ دارالحدیث کی مقبولیت عامہ مسلمانان ہند میں پھیل چکی ہے اور اس کے لیے لگانا اس طرح چندہ آیا اور آ رہا ہے جو آج تک دارالعلوم کی بچاس سالہ تاریخ میں کسی نہایت بلکہ کسی شعبہ کی نسبت نہیں آیا۔ اور اس لیے یہ توقع بلکہ یقین رکھنا بالکل بجا ہے کہ دارالحدیث کا موجودہ نقشہ کے افتتاح مع برج کے جل از جلد تیار ہونا دونوں کی بات ہے کہ ہم کر یقین دلاتے ہیں کہ ہم کو اس پر اصرار نہیں ہے

اور نہ ہم کسی مقدس کے فعل کو پیش کر کے رعب کرنا چاہتے ہیں۔ ایک عزت ہے جس کو ہونا کرنا چاہتے ہیں اور تمام مسلمانوں کو اس کی تشکیل کی طرف متوجہ کر کے شریک اجداد کو اب کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس کو علاوہ تعلیم، طریق تعلیم، طلبہ کی تربیت اخلاق وغیرہ کے متعلق آپ کے بہترین خیالات اور آراء کو دل سے پسند کرتا اور اس کی موافقت کر کے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ مسلمانوں کو ان پر عمل کی ہدایت کرے۔ ان کو توفیق دے کہ لائینی، غیر متباعد، بلکہ مصرعہ میں اپنی عمر اور مال کو ضائع نہ کریں۔ فقط۔

احقر حبیب الرحمن عفی عنہ مددگار مہتمم مدرسہ

دیوبند۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۳۵ء

صاحب محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب کا۔ جہاں لی صفوں اس لحاظ سے امید افزا ہے کہ اراکین مدرسہ عالیہ اسلامیہ دیوبند اپنے مخلص نکتہ چینوں کے نیک شادوں کو نظر احسان سے دیکھتے ہیں اور مقدس باتیان مدرسہ کی سنت مشیر سے متحرک ہو تاپند نہیں کرتے۔ لیکن تعجب ہے کہ فاضل حبیب باوجود ان خیالات سے ولی اتفاق رکھنے کے حبیب کی تعلیم و تربیت کے متعلق اسوہ حسنہ کی اعتراضی کربیات میں ظاہر کیے گئے ہیں اور باوجود مسلمانوں کو ان پر عمل کرنی کی ہدایت فرمانے کے خود ان خیالات کا سعی نہ مسلمانان ہند کے سب سے بڑا دینی مدرسہ میں قائم کرنا ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ علم باعمل ہمیشہ مقدسین دیوبند کی مفاہیم خصوصیت ہے۔ عمارت دارالحدیث پر اعتراض کرتے وقت اپنے پیچے نوٹ میں یہ بھی لکھا تھا کہ غریب مسلمانوں کا ذہنی ایسی بے احتیاطی و بیداری کو کیوں خرچ کیا جاتا ہے اس کے متعلق مولانا مدوح و طہین دلاتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کی خواہش نہیں ہے دارالحدیث کے چندہ کا کوئی جز و عمارت مذکورہ کی ترقی شان پر صرف نہیں کیا جائیگا فجر انھما اللہ خیر الجزاء۔ لیکن اعتراض کا دودھ سراپا جو فی الحقیقت اعتراضی کربیات کی مشاعت گہلی ٹوک تھا انھوں نے اس کے جواب کے متعلق مولانا حبیب الرحمن صاحب نے اپنی صفوں میں کئی کئی بحثیں ارادہ کا اظہار نہیں فرمایا مولانا فرماتے ہیں کہ نقشہ عمارت دارالحدیث میں صرف ایک برج اور دو برجیاں ہیں جس میں کو آرائش و تزیین یا نائیش نہ ہو کیا جاسکتا ہے اور ان میں دو پیر صوفیہ کو سراف و تہذیب پر کچھ ہم کو مولانا مدوح کو اس خیال و اتفاق نہیں ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ اگر فیضی (مذہب بھگت نشا ریفی الدین) کا تہذیب شاعری اور سادگی کو ہر سادہ طور پر ملحوظ رکھ کر کھکھریہ مکانات تعمیر کیے جائیں تو کم از کم ایک تہائی رقم جو وہ تخمینہ مصارف تعمیر میں سے کمالی میں ادا ہو سکے دوسرے بہتر مصارف میں لگائی جاسکتی ہے اور اقتصاد، اوصاف وغیرہ کی جدید دس بھی محض دیواروں کے آئینہ نقیض رکھنے سے بقدر ضرورت رفع ہو چکی ہیں قطع نظر اس کے کہ ہر چہ بیگانہ مہتمم صاحب سے یہ دنیا فائدہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اسوہ حسنہ کے تعلیمی خیالات کی بنا پر حج کے مفید ہونے کا مسلمانوں کی خوش قسمتی سے خود صاحب کو بھی اعتراف ہے عمارت دارالحدیث میں برجوں اور برجوں کی نائیش و زیبائش کسی اصولی نقطہ نظر سے معزز ہے تو شخص احد یا چند خاص اشخاص کو روپیہ سوان کا تعمیر کیا جانا اور ضرورتاً جو تہذیب و تہذیب کو کوئی نیکو کر سکتا ہے؟ حضرت علامہ دیوبند مسلمانوں کو انگریزی لباس اختیار کرنے کی شرعی اجازت نہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ اس لباس کو اختیار کر کے ملتان میں وہ کیفیت خود کو دیکھ رہا ہو جاتی ہیں اسلامی احکام کی بجا آوری اور ذہنی و فکری عزت میں بارے جوتی ہیں اگر ضرورت سے بھی مہمان کرم عالیہ اسلامیہ دیوبند کو خیالات میں انقلاب چاہتا ہے وہ طلباء اور رکنین کی طرز زندگی مدیاں بنائیں ضرورت کسی وجہ سے محسوس کرنا لگیں اس مقصد کے لیے مسلمانوں کو چندہ کا مطالبہ اور ملتان میں غیر متعلق حرکت پر ان کو باہر کریں تو کیا وہ یہ کہہ چھوٹ سکتے ہیں کہ اتنا ہر ایک چندہ کو یہ مددیاں نہیں بنوانے الیہ لاکھ کوئی خاص شخص اپنی عالی تہذیب و دروہوں کے مصداق اپنے ذمہ لے لے تو مضائقہ نہیں، اگر کسی تہذیب دانہ میں آئینہ مہمان مدرسہ کا یہ چندہ قابل پذیرائی تصور کیا جاسکتا ہے تو جو وہ مہتمم صاحب ان میں اعتراضات متعلقہ دارالحدیث کو باہر دامن یہ کہہ کر بچ سکتے ہیں کہ عمارت مذکورہ کی تعمیر و تہذیب شریعت شریعت شریعت نہیں ہے بلکہ کسی خاص شخص کی مصداق فیاضی کا نتیجہ ہے۔ گو یہ سوال بھر بھی باقی رہیگا کہ وہ شخص مقصد میں بلکہ فیاضی کا نتیجہ ہے اور اگر نہیں تو کیوں؟

مہتمم صاحب کے مصلحت سے بننے کے لیے قابل ملاحظہ کی جاسکتی ہے کہ اس کے مصلحتین دیوبند کو شایان شان نہیں ہے اس میں مولانا حبیب الرحمن صاحب کی کئی کئی باتیں لکھی ہیں کہ اگر وہ چندہ کے مدرسہ کو تو ان آرائشوں سے پاک ہی رکھیں جن سے محبوب مسلمانوں پر تاریخی چھائی چلی جا رہی ہے اور جن کے مفاسد و نقصانات سے آپ حضرات ہم سے لیاہ واقف ہیں + اذیت طر

آزادی

سید الشهدا و ائمه اطهار علیهم السلام  
در این روز در میان ما است

نورایمان معانی ہر صوفی

١٠٠

五

کاشانه در صورت غنچه بر من چو کاشانه بود  
غنیه خزان و لکنی جو گنجینه را به دل تو قوت

عزت دولت شاه دادند صاحب دهر کی کاروان  
منه فلان کاسیر که ببرد پس شرف کشاکش مال کوثر

فرايض والدين

وہ آئے (۱۲)

五

میں نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ میری ہیبت سے ہلکا ہوا تھا۔  
اس کی کتابیں ہائی پت کا پتھر پر، گندھڑ سے  
میں نے اس کی کتابیں ہائی پت کا پتھر پر، گندھڑ سے

الشيخ محمد بن عبد الله  
بن أحمد

[illegible][illegible]

وادی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
مشرق و مغرب سواغ توغزلت و غیر و





بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وجلاله  
والعظمة والجلال  
والعز والكرام  
والجود والسخاء  
والكرم والنبال  
والجود والسخاء  
والكرم والنبال

والجود والسخاء  
والكرم والنبال  
والجود والسخاء  
والكرم والنبال



[illegible]

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِي الْقُرْبَىٰ ۖ وَأَنزَلْنَاهُ فِي مَجْمَلٍ مُّجْتَمِعٍ ۚ

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

*[Illegible handwritten text]*



اگر

آپ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو ندر کھنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلا دیں۔ کلیجہ کی کمزوری دلاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلاؤ پیدائش کو وقت سے ہوشیار بنانے تک دو ایساں فائدہ کرتی ہے پیسے میں شیریں اور  
رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے لڑکے خواہش سوچتے ہیں آپ بھی اپنے بچے کو استعمال کر کر دیکھیے  
ڈاکٹر ایس کے برمنجسٹر تارا چند واسٹریٹ کلکتہ

## نادونایاب کتابیں

زمین تجارت اور پیکار انسان کی فتنہ کی ایک ذیادہ کاری کا ہر کام کو نہایت مشکل ہے  
یاد رکھیں کہ جو زمین میں رہتا ہے اس کو ملنے پھٹنے میں جس جاہل کو نہایت کمال ہے وہ کسی کو نہیں  
بڑے شخص کو نہایت شہرت دیتی ہے کہ وہ زمین میں جتنا ہے وہ زمین پر نہایت مستحق ہوا ہے اور وہ زمین کو نہایت کمال ہے  
رازاں کی کتاب میں لکھی ہے کہ زمین کی پائندگی سے ہر شخص کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ تجارت کو اصولی دیکھا جائے  
قاعدہ سیاست میں درج ہے کہ تجارتی معاملات کا یہ نظریہ ضرور ملحوظ رکھنا کہ کوئی کتاب لکھی ہے کہ زمین میں ہر شخص  
اس نادر کتاب میں ان لوگوں کے حالات درج ہیں جنہوں نے اس زمین کو نہایت کمال ہے  
زمین کے کمال اور حلال کیا ہے اور آپ داد کا نام دیکھیں۔ زمین کو نہایت کمال ہے  
حالانکہ طریقہ عمل کو نہایت کمال ہے اور ان ملک و قوم کے دل میں زمین کی ایک خد کو نہایت کمال ہے  
اگر آپ زمین کو نہایت کمال ہے کہ زمین میں ہر شخص کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ زمین کو نہایت کمال ہے  
روشن کرنا چاہتے ہیں تو زمین کی کمال دیکھیں۔ زمین کو نہایت کمال ہے  
پوشیدہ حالات کا انکشاف۔ زمین کو نہایت کمال ہے۔ (دار)

سیرت

## سائیں وستان کا مفت ابلہ

سوائے الہام فی الزمان مادی رحمت اللہ علیہ نے اپنے عظیم زمانہ تفسیر کبیر میں فتنہ کریم  
تمام مقدس مقامات و مقاصد کو فلسفہ قدیم اور سائنس جدید کے ساتھ جس کی اور فتنہ  
اسلوب سے مقابلا کیا ہے۔ یہ قیام قیامت تمام دنیا کے اسلام آباد کی شکور۔ بیگی۔ خصوصاً  
سوائے مقطعات کا اسرار۔ نزول و کثرت۔ جوت کا جوت اور حرورت۔ جوت و جوت  
بیتالی۔ قرآن کریم کا صحابہ اللہ ہو نا۔ تاریخ و متون کی کیفیت۔ جس دنیا میں فلان  
کو جو درجہ ملے گی۔ سحر و سحر۔ عالم برزخ۔ قیامت۔ ہر شے و دوزخ اور زمین و آسمان  
کی بے نظیر ترکیب۔ ترتیب اور ان کے عجائبات پر جس قسم کی علمی اور فلسفیانہ تقریر  
درج فرمائی ہیں ان کی نظیر اس وقت بھی ملنی محال بلکہ قریباً ناممکن ہے عام مفسرین و اوقات  
کریں کہ تفسیر میں جس قدر عجوبے تھے اور سن گزرتے رہے ہیں ان کی مثال نہیں  
کی گئی ہے۔ جو انیس اسلام کے شکوک و شبہات کو براہین قاطعہ سے حل کر دیا  
چاہے وہ کیا ہے۔ اس لیے اس تفسیر کے چوتھے چوتھے کسی اور تفسیر کی ضرورت نہیں  
رہتی۔ تفسیر کا۔ خط اعلیٰ لکھا ہے چھاپی عہدہ۔ ترجمہ سلیس اردو۔ قیمت فی  
جلد ۱۰ پانچ روپے، طرہ۔ ذیل کے پتے سے طلب فرمائیے :-

مینجر کتب اسلام قلعہ شریٹ امرتسر

مینجر قصبہ شریٹ امرتسر

# اودھن لکھنؤ

سالانہ نذرانہ صدقہ  
 ہندوستان کا بہترین روزنامہ ہے جو دیکھ کر  
 اور اردو کے مشہور طرافت نگاروں کی بے لطف مضامین نظم و نثر کا گلہ سہ ہوتا ہے اور وہ بے شمار دو کا و احاطہ اخبار کی  
 بالآخر ہم اور چین کارٹون بھی شائع کرتا ہے یہی قیمت تمام نمونہ میسر آوے چک لکھنؤ سے طلب کیجیے

## نئی روشنی پینجاب عصر ہم

یہ نئی روشنی پینجاب کا بہترین روزنامہ ہے جو دیکھ کر اور اردو کے مشہور طرافت نگاروں کی بے لطف مضامین نظم و نثر کا گلہ سہ ہوتا ہے اور وہ بے شمار دو کا و احاطہ اخبار کی بالآخر ہم اور چین کارٹون بھی شائع کرتا ہے یہی قیمت تمام نمونہ میسر آوے چک لکھنؤ سے طلب کیجیے

# ظالم سلطان

اگر آپ بہترین خیالات و مضامین کا آئینہ دیکھنا چاہیں تو ظلم السلطان کو ملاحظہ فرمائیے جو بالکل نیا ہے اور پانچ سو روپے میں دو سالانہ قیمت ہے۔ اس میں نادر و نایاب مضامین اور اصلاح تمدن و معاشرت اور تعلیم کے متعلق علمی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ہر دو تین سال کے عرصہ میں ہر دو سالانہ قیمت کے عوض اس سال کے نو نمبروں میں اس کی نقلیں شائع ہوتے ہیں۔ ہر دو تین سال کے عرصہ میں ہر دو سالانہ قیمت کے عوض اس سال کے نو نمبروں میں اس کی نقلیں شائع ہوتے ہیں۔ ہر دو تین سال کے عرصہ میں ہر دو سالانہ قیمت کے عوض اس سال کے نو نمبروں میں اس کی نقلیں شائع ہوتے ہیں۔

اخبار مکتبہ مجنور  
 ہفت روزہ مین دو بادر  
 ہفت روزہ مین دو بادر کا شمار ہندوستان کے مشہور اخباروں میں ہوتا ہے۔ اس میں نادر و نایاب مضامین اور اصلاح تمدن و معاشرت اور تعلیم کے متعلق علمی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ہر دو تین سال کے عرصہ میں ہر دو سالانہ قیمت کے عوض اس سال کے نو نمبروں میں اس کی نقلیں شائع ہوتے ہیں۔

ستارہ صبح  
 ستارہ صبح کا شمار ہندوستان کے مشہور اخباروں میں ہوتا ہے۔ اس میں نادر و نایاب مضامین اور اصلاح تمدن و معاشرت اور تعلیم کے متعلق علمی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ہر دو تین سال کے عرصہ میں ہر دو سالانہ قیمت کے عوض اس سال کے نو نمبروں میں اس کی نقلیں شائع ہوتے ہیں۔

انجمن تہذیب النساء  
 انجمن تہذیب النساء کا شمار ہندوستان کے مشہور اخباروں میں ہوتا ہے۔ اس میں نادر و نایاب مضامین اور اصلاح تمدن و معاشرت اور تعلیم کے متعلق علمی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ہر دو تین سال کے عرصہ میں ہر دو سالانہ قیمت کے عوض اس سال کے نو نمبروں میں اس کی نقلیں شائع ہوتے ہیں۔

رسالہ العصر  
 رسالہ العصر کا شمار ہندوستان کے مشہور اخباروں میں ہوتا ہے۔ اس میں نادر و نایاب مضامین اور اصلاح تمدن و معاشرت اور تعلیم کے متعلق علمی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ہر دو تین سال کے عرصہ میں ہر دو سالانہ قیمت کے عوض اس سال کے نو نمبروں میں اس کی نقلیں شائع ہوتے ہیں۔



ایک مرتبہ شروع سے آخر تک پڑھ جائیے

جنگی مانگسید ان جنگی توپ افریقہ اور امریکی تانکے آتی ہو

[illegible]

**مناسبات بیوہ** و مشنری حقوق ادا و  
 مولانا حالی درجہ دوم و مشنری کے دو و مشنری نظمیں ہیں  
 بیوہ عورتی کے نکاح ثانی اور اولاد کی تعلیم پر  
 کے فوڈ انکو نہایت مفور از اسے سمجھا گیا ہے  
 دونوں نظمیں عیسوی تقیسن پر بہت خوشنماج ہیں  
 قابل دید ہیں لہذا بیوہ عورتی ہر دو نکاحیں  
**حیات حالی** مولانا حالی درجہ دوم و مشنری  
 کے حالات و زندگی کے کچھ حصے کے بہتیرا تو قومی ہونے  
 پر لکھوئی ہے مولانا حالی کے کلام پر ریلو بھی ہے  
 اور شریع میں مولانا درجہ دوم کی تصویر ہے  
**عینہ کیلیات** نظم حالی ہیں مولانا حالی کے  
 فہمک اور عربی کلام محبوہ و محلی حالی میں ہے  
 قابل دید ہے۔ مرزا علی فراغ تہیت ۱۲/

درہ انجمن پر ایہ میں لکھا ہے مع فیضہ سواتی وغیرہ  
طبع جدید قیمت فی جلد صرف ۸۰۰  
جدید ترقیہ الاخلاق بچہ کو اخلاق آسان  
لکھائے والی بہترین کتاب لکھائی آف سیرین  
لافت کا اردو ترجمہ سبکی اخصیتیں میں ہیں کوئی  
کے لائق ہیں۔ قیمت (دہ آئے) ۱۲۰  
علی کہانیاں کہانیوں در کمالوں  
پران میں سیریت ہی ایچا دون در علوم وفنون کے  
امول بیان کر دیے گئے ہیں مقررہ ورکلاں سب کے  
مطالعہ کے قابل ہے، دماغ کو روشن اور ابھارات  
کی طرف مائل کرتی ہے۔ قیمت (اکھٹے) ۸۰۰

**عالم خیال** حضرت شوق قدوائی کی ایک  
 بے انتہافت و دلچسپی اردو نظم جس میں غزلت کے  
 جذبات کو نہایت خوب سے دکھایا ہے شروع میں  
 کہ اٹھو خیال دعوت کی گھنٹی ہے۔ قابل دیکھا  
 ہے نذر طلب فرمایا لیجئے قیمت ۰۵/۱  
**نشاط عمر** جو قوم کے نوجوان ناکھڑاؤ کو  
 کے لیے بیش بہا نصاب کے علاوہ اخلاقی تعلیم قابل  
 قدر ذخیرہ اور افعال تحفہ اور عادات ذمہ کے ہر نکتہ  
 نافی سے بچنے کی عمدہ تدبیر نہایت کچھنچے ایسی  
 بیان آگئی ہیں گویا ان کے ہر کلمہ خدا کا لٹکا تھا کہ  
 کی تفسیر کی نگہ نری کتاب دھات ای رنگ میں  
 اسٹوڈنٹ کا میٹر اور ترجمہ آج کل کے نوجوان  
 کو ایک نئے مزہ و نشاط حاصل ہوئے۔ قیمت ۰۵/۱

عصا کے پیری - عربیہ لوگوں کے ہاتھ  
ایک ایسا پیش بہا " قابل قدر و خیر فاعی اور ضعیف  
معدولت کا ہے جو دنیا کی آخری منزل پر پہنچ کر آگ  
اور بھڑکنا تب دھلا کر سن آن فاعی فاعول آت  
وڈو " کا دھکپ اور سلیس گردو ترجمہ ہے  
قیمت فی جلد صرف ( بارہ آنے ) ۱۲ اعر  
پیش نامہ سیکڑوں نیا بیا بہت ب  
دھکپ اور سنی خیر سلیوں کا مجموعہ ہے جو بیا  
کی دلالت اور دماغی قوت کو ترقی دیتی ہے  
نیا بہت دھکپ - قیمت ( سات آنے ) ۷ اعر  
خواں بیجا معدون - خواں بنت کلاں  
جس میں ہر قسم کے کھانے ، شادی ، صلہ ، سیرت  
اجہ شربت و غیرہ کے پانچ غور تیار کرنے کی نہایت  
مکمل اور مستند ترکیبیں درج ہیں عورتوں کے لئے  
نیا بہت کلا ر آد کتا ہے - قیمت ۱۲ اعر  
تذکرۃ الصالحین - جس میں بارہ اولیاء  
کرام کے نہایت دھکپ پیرا اور سبق آموز حالات  
درج کیے گئے ہیں خصوصاً بعض نیک نیک  
میں کتا سیکار کیا کہ ہر طرح کے قابل ہے ہر  
مطلب کے دین کو قوت اور درج کو خیر دیتی ہے اور  
بار ورجی خانہ جس میں عمدہ و عمدہ ہندوستانی  
اور انگریزوں کا کھانا پکانے کی ترکیبیں اور انداز و نسخہ  
اجہ چینیوں اور روموں کے نسخے درج ہیں ہر قسم  
شہین گراؤں میں بہت پسند کی گئی ہے - قیمت  
فی جلد صرف ( پانچ آنے ) ۵ اعر  
حیات واع - مفید نظام دہن کا نسخہ  
جنس الملک حضرت پیرزا داغ دہلوی کے ہاتھ  
حالات اور ملامت کا انتخاب - قیمت ۱۲ اعر



### عطر سن یا جذبات سلم

دور عطر کے مشہور و معروف ہیں مولانا حالی  
جو کٹر قبائل مولوی جلی مولوی ظفر علی خان صاحب  
شوق رنجد و غیر ذی قبول خاص تمام قوی  
لہذا مذہبی انہوں کا نہایت محبت و پسندیدہ  
جس کا ہر مسلمان کے کتب خانہ میں ہونا ضروری  
ہے اگر نیکین بچوں کو حفظ کرا دی جائیں  
قرآن کے دلوں میں تو سیک کے جذبات خوب  
داخل ہو جائیں گے قیمت ۱۰ روپے

### حیات ابدی

دلی کامل حضرت زبیر  
صبری رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر بیانات  
قیمت صرف ۱۰ روپے آج آئے ۱۲

### آئینہ خوشنویسی

آئینہ خوشنویسی رسد و توفیق کی  
بے نظیر اور لاجواب کتاب اعلیٰ شاعری  
کی سیر کیفیت و سوز کے جذبات پر قابل  
دیکھنے ہے قیمت ۱۰ روپے آج آئے ۱۲

### محررات صلیبی

محررات صلیبی مولانا صاحب  
کی مشہور صلیبی اور ایڈور کا مفصل حال  
جس کے حالات و سہمی جوش پڑا ہو کر  
میلاد و رسول ۱۰ مولانا صاحب

سایا صاحب چھوڑی مرحوم کا تصنیف  
گردہ نئی طرح کا مولود شریف جو حضرت  
اہل تصوف کے جملہ میں بید قبول ہوا  
نہایت دلکش و دلچسپ و معتبر ۱۲

### خزانہ صنعت و حرفت

بیسویں قسم کے صنعتی شے اور کھانا  
وغیرہ اور دیگر کھانے کی حد ۱۰ قیمت  
ترکیبیں حد کار آگے دیکھنے کے ہیں

اور قیمت صرف ۱۰ روپے آج آئے ۱۲

### دانا گنج بخش

دانا گنج بخش دیکھ کر عری  
غلاب کے سب سے پہلے اعطاء اسلام حضرت  
علی محمد جمہوری عرف دانا گنج بخش  
کے بار کو سب آموز حالات ۱۰

### سایا خسرو

سایا خسرو مولانا جلی مرحوم کی لکھی ہوئی  
انیر خسرو دیکھ کر عری قیمت ۱۰

### عمر و عمار کا چچا یا باغ صنعت

سرس میں اعلیٰ فن قرآن و نامور کے مشہور  
اور لکھی شہرہ بازوں کی خاص طور پر  
کے منتخب ہست اور عجیب و غریب شہرہ و روح  
میں اور نیز جلدی سونے کا بیج چڑھانے  
کے بعد و طبعے بیان کیے گئے ہیں قیمت ۱۰

### اور اوقی

اور اوقی درسی سند عالیہ قادریہ کے  
جو یاد و ادراک اور خانہ جڑے برس  
بزرگوں سے منقول ہیں قیمت ۱۲

### الوارث

الوارث سند و توفیق ان مشہور رنجد  
بزرگ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب کے پڑا  
اور نہایت دلور حالات قیمت ۱۲

### ایڈیٹر کا حشر

ایڈیٹر کا حشر مولوی ظفر علی خان  
صاحب لی۔ اسے لکھا ہوا الیہ نہایت معتبر  
انسان ۱۰ اخبار نویسوں کی مالی مشکلات  
آجی تھوہ قیمت صرف ۱۰

### چند دن بعد کیا ہوگا

چند دن بعد کیا ہوگا اس کتاب  
میں نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب  
بیان کیے گئے ہیں قیمت صرف ۱۲

### لباس المحبوب

لباس المحبوب خدا کی پارسہ حبیب  
اس کتاب کا لباس زیب تن کرنا اس انسان  
کو یہ رسالہ دیکھا بخان رسول کا چاہیو کہ  
وہ اس کتاب کو پڑھ کر بھی بڑا دلچسپ  
کریں کہ جیسا حضرت پیغمبر تھے ۱۲

### مجموعہ دیندیز و زکریا

مجموعہ دیندیز و زکریا دیکھ کر بشیر و زکریا  
مولود شریف کی کتاب میں چھپنے کے لیے کتابت  
مناظرہ کرنا ہے میں حضرت زکریا کی کتابت کے  
خدا علی بن ابی طالب کو پڑی تھی شہرہ میں

کتابت کیا گیا ہے قیمت ۱۰ روپے آج آئے ۱۲

### عرفان ایمان

عرفان ایمان اس کتاب میں اہل ملت  
و مجاہد کے مذہبی عقیدے کی تفسیر ہے  
قرآن و آیات میں اس کی تفسیر ہے  
کے جوتیہ میں لکھا ہے انجیل میں لکھا ہے  
یہ کتاب اس کے لیے نہایت معتبر ہے ۱۲

### خون شہادت

خون شہادت دو قطر سے حضرت  
اور حضرت صفیہ کے دلور حالات - ۱۲

### شاعرانہ خیالات

شاعرانہ خیالات اس میں گزیر شاعری  
کا شعر و کمال اور شہرہ و شہرہ و شہرہ  
کی بہترین نظموں کا سلیس اور ترمیم ہے  
حالی اور مولانا حالی اس کتاب کو بہت پسند کیا تھا  
جاسکے اس میں محکم جاسکے اس کتاب میں  
۵ ہزار سے زیادہ قاصد کے حالات لکھے گئے  
ہے جو سب کے سب نکل رہے ہیں قیمت ۱۲

### خواجہ خضر کے حالات

خواجہ خضر کے حالات کوئے سلطان  
جو خواجہ خضر کے نام سے واقع ہوئے ان کو سب  
مقتول و دلور حالات اس میں ۱۲

### رسول عربی

رسول عربی حضرت مسلم کی عام فہم نہایت  
دلچسپ و دلور قیمت ۱۰

### بنت الرسول

بنت الرسول خاتون جنت میرا لکھا  
حضرت فاطمہ زہرا کی لکھی و انگریز قیمت ۱۲

### اصول سرافروسی

اصول سرافروسی پولیس والوں  
کے عجیب و غریب کتاب ہے قیمت ۱۲

### ہماری بہنو کے وسائل

ہماری بہنو کے وسائل خواجہ محمد  
صاحب رحمہ اللہ کے بے نظیر مشہور جیسے مسلمان  
کو لکھی ہوئے محبت و باجور کے صحیح وسائل ترقی  
آگاہ کیا گیا ہے قیمت صرف ۱۲

### میر فتح

میر فتح مولود و رفیقہ است سے پہلے  
انسان پر کی حالت گزرتی ہے اس سادہ  
سطح پر معلوم ہوگی کہ کتنے بے نظیر کے  
لکھا ہے قرآن و شیعہ کی چائی و بکھر گئی ہوگی  
ایسی سون کرکے جو خوشی و سکون کا سوا دوسرا  
نئی روشنی والوں کی بکھری ہوئی بکھرتی ہوگی

صاف کر دیا ہے قیمت صرف ۱۲

### مستر محمد علی کا مقدمہ

مستر محمد علی کا مقدمہ مولانا صاحب  
کی محنت کیروں پر لکھی کہ کھلتی کتاب  
میر محمد علی زلفیہ کے خدا کا یہ بے نظیر  
فرانض الدین الدین کو بکھری ہوئی بکھرتی ہوگی  
کے جوتیہ میں لکھا ہے انجیل میں لکھا ہے  
یہ کتاب اس کے لیے نہایت معتبر ہے ۱۲

### خون شہادت

خون شہادت دو قطر سے حضرت  
اور حضرت صفیہ کے دلور حالات - ۱۲

### آئینہ نوا و نوری

آئینہ نوا و نوری اس کتاب کی  
دوست ہر شخص جو مسلم کی دت و نہایت  
اقرار انکس اور بصیرت وغیرہ کو لکھ سکتا  
و اعراض نویں ۱۰ ہزار ۱۰ ہزار

### طاعون کا علاج

طاعون کا علاج دو نوبتوں کی تفسیر  
آج حقیقت اور اسے اسباب و اس پر نہایت  
محققانہ بحث اور تمام جو بیج قیمت ۱۲

### مادہ محمدیہ

مادہ محمدیہ ان کھانوں کی فہم نہایت  
جو حضرت مسلم کے دست خوان پر چھپا ہے ناظر  
آج نوبت لکھنے کے لئے دو واسطوں میں  
آج لکھنے والوں اور لکھنے والوں کا نام قیمت ۱۲

### عرفان کی تخلیق

عرفان کی تخلیق حضرت خواجہ میر  
کے مقدس دلور حالات قیمت ۱۲

### حیات خوبینہ

حیات خوبینہ حضرت فاطمہ کی  
حالات اور لطافت و ارشادات و غیرہ  
عالیہ قادریہ قیمت ۱۰ روپے آج آئے ۱۲

### مذکرہ خوشیہ

مذکرہ خوشیہ مولانا خوشیہ علی  
بانی تھی کی قدر و قدر کی لکھی ہوئی تھی  
اسلامی نوٹوں ایک ۱۰

مقامات مقدسہ ۱۰ ہزار ۱۰ ہزار

و غیرہ کی فہم نہایت عمدہ و قدر  
افریقہ سے آئی ہیں قیمت ۱۰

### روزنامہ سباحت

روزنامہ سباحت خوبینہ  
۱۰ ہزار ۱۰ ہزار

کتابت کیا گیا ہے قیمت ۱۰ روپے آج آئے ۱۲

### میر کے بعض مشہور شہروں کے

میر کے بعض مشہور شہروں کے  
میں دریاں و مسلمانوں کی انسانی لطافت  
حالات نہایت قابلیت اور میدان و تہذیب  
کیا ہے قیمت صرف ۱۰ روپے آج آئے ۱۲

### الخوار ساطعہ

الخوار ساطعہ دیکھ کر شہر و تہذیب  
سب کی عری محمد میں و دھوم و دھواں  
اور تہذیب کا کیا نہایت نہایت  
دیکھ کر کسی کو مسند و حقائق کی تہذیب  
نہیں ہو سکتا قیمت ۱۰ روپے آج آئے ۱۲



رسالہ اُسوف حیدر تھ بابتہ ماہ قوسی ۱۹۱۷ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ لغایتہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

## اصلاح الاخلاق والاعمال

صدر نشین کانگریس کی نصیحتیں - ۱۹۴  
تعلیم نسواں - جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی - ۱۹۸  
جذبات اکبر - جناب خان بہادر مولوی سید اکبر حسین صاحب اکبر آبادی - ۲۰۰  
اجتناباً قول لزور - جناب مولوی سید عبدالقیوم صاحب فینشن (نظم) از جناب شی عبدالخالق صاحب خلیق دہلوی صاحب کیا پرندوں کا چھڑا ناٹو اب ہر - جناب مولوی عوفان علی صاحب رضوی بیسپوری صاحب ۲۰۲

## تذکرۃ السلف

استقامت - (نظم) جناب حکیم مظفر حسین صاحب قمر دہلوی صاحب حضرت عمرؓ کی بعضی - ماخوذ از الفاروق - ۲۰۲

## مذکرہ و مناظرہ

ابطال التنقید - بحواب اعتراضات مسافر آئزہ برقرآن مجید سید محمد ارون صاحب زندگی پوسی - مولوی فاضل - صدر الافاضل ۲۰۵

## تبصرہ

یادگار ثواب و قمار الکمل مرموم صاحب اخبار ہندوستان کی حیثیت اسلامی حیثیت - ۱۸۸ ایک وقت کی فیض رسانی - ۱۸۸ ہمارے معاصرین عصیر جدید - انگریزی صاحب الشہر لکھنؤ صاحب العرفان بنگلور صاحب سخن لکھنؤ صاحب ۱۸۲  
کتب جدیدہ  
خدا ما صفا ۱۸۲ مطالب القرآن ۱۸۲ اخوان الصفا اردو ۱۸۳ رہنمائے محبت ۱۸۵ کلام فی رنگ ۱۸۴ مدینہ کی کجور ۱۸۴

## معارف القرآن

نجات کا دار و مدار اعمال صاحب پرست - خوزاز تقدیر قرآن صاحب وجود باری پر استدلال - خوزاز الکلام صاحب ۱۸۶

## السیرۃ النبیہ والملاحیہ النبویہ

ہدایات و ہدایہ - از جناب مولوی شیخ نور الدین صاحب تاج جرم صاحب ۱۸۸  
مصابیب رسول - جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی صاحب ۱۹۱

## تعلیم کا سلام

علم و اسلام - جناب مولوی عبدالکریم خان صاحب ساکن کشمیر - ۱۹۳  
السلام علیکم - جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب ۱۹۴  
خدا تعالیٰ - ۱۹۶

## چٹیاں اور گدگدیاں

سوز و گم کے مضمون پڑھتے پڑھتے ہی اٹک گیا ہے حضرت خواجہ حبیب نے دل لگی کی کتاب بھی لکھی - اس میں ایسی جہنی کے مضامین ہیں کہ پڑھنے والے اور سننے والے دس جہنی کے لٹ لٹ جائیں گے اور پھر فری یہ کہہ کر فرات میں کوئی نہ کوئی مفید نتیجہ ضرور نکلتا ہو گا یا مذاق بھی ہو اور نصیحت بھی ہو کتاب تین عنوانوں پر تقسیم ہے پہلا عنوان میں توحید یعنی یہ کہ تعلق مذہبی باتوں سے ہے یہی جس مذاق سے مذہب کا شوق پیدا ہوتا ہے وہ مذہبی خرابی سے عبرت آتی ہے - دوسرا عنوان معاشرت اور چھ بیسے کی باتوں کا ہے - تیسرا عنوان مذہب و دنیا کی خوشبو کا کہانی حالت درست کر لینے کے لیے ہے - چوتھا عنوان میں عربی انشا و پرواز کی طرف اشارہ ہے - دراصل یہ مجموعہ ان مضامین کا جو مختلف اخباروں اور سالوں میں خواجہ صاحب نے لکھے تھے غرض ہر اعتبار سے یہ کتاب اردو زبان میں اپنا ثانی نہیں سمجھتے آئے آئے ہر ملنے کا پتہ مدیر کتبہ قادیانہ



## تیسرے

عطا فرمائی ہے کہ جس سے علی گڑھ میں ذاب صاحب مرحوم کی کوئی مناسب یادگار قائم کی جائے۔ غرض اہم اللہ خیر الخیر!۔ امید ہے شہزادہ صاحب کی محترم و فیاض والدہ صاحبہ کی طرف سے جانتیں سرسید جی کی یادگار کے لیے کم از کم پچاس ہزار روپے کے عطیہ کا اعلان ہو گا اور دوسرے اُمراء و اہل ان ریاست خصوصاً حضور نظام خلد اللہ ملکہ بھی یادگار فائدہ کی توفیر میں عالی ہمتی و فیاضی سے حصہ لیں گے اپنی بیکس قوم کی دستگیری فرمائیں گے۔

قیام یادگار کے متعلق اب تک جس قدر تجویزیں اخبارات کے صفحات پر آئی ہیں ان میں سے چند اہم یہ ہیں۔

(۱) ذاب صاحب مرحوم کے قائم کردہ نمل سکول امر و بہ کو ترقی دیکر وقار الملک میو ریل ہائی سکول بنایا جائے۔ یہ تجویز ذاب صاحب مرحوم کے صاحبزادہ جناب مشتاق احمد صاحب سلمہ کی طرف سے دو ہزار روپیہ کے گرانقدر عطیہ کے ساتھ پیش کی گئی ہے اور ذاب صاحب مرحوم کے حامد مولوی صہبہ اللہ صاحب بی۔ اے نے بھی اس میں ایک ہزار روپیہ عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۲) علی گڑھ کالج میں ایک یاد و دور ڈنگ ہاؤس تعمیر کیے جائیں۔ اس تجویز کے محرک جناب محترم صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب ہیں۔

(۳) علی گڑھ میں ایک صنعت و حرفت کی درس گاہ وسیع اور اعلا پیمانہ پر قائم کی جائے جس میں سائنس و فنون پر جدید آلات سے کام لیا جائے۔ یہ تجویز محترم صاحب

یادگار ذاب صاحب مرحوم کی آخری اور سچے بڑی قومی خدمت ان کی وفات حسرت آیت پر جو درد

والہ اور سچ و صہبت کے پر وہ میں بصیرت و مہذبیت کا ایک دفتر بے پایاں ساتھ لیکر آئی ہے اور جس نے فراموش کا رطرت انسانی کو پھر اس مبتدائے حیات کی خبر دی ہو جسکی خبر پیشہ کی ہزاروں موتوں کو متاثر ہتی ہے۔ اہل پیشہ کے لیے لطف موت سیلی اُستاد سے کم نہیں ہوتا۔ توحین ہے اگر ہم جو پیشہ رکھنے کے مدھی ہیں اس بزرگ محترم کی موت سے جس کی زندگی بھی ایک شفیق ترین اُستاد کی زندگی تھی۔ سین حیات نہ چھل کریں اور لطف ہے اس نام نہاد زندگی پر جو بعد زوال بھی ہمت کی تندرستی کے ذاب وقار الملک مرحوم کی یادگار قائم ہونے کی قومی ضرورت پر شاعت باہن میں بالا جمال وہ سب کچھ کہہ دیا گیا ہے جو ایک غیرت مند منہ شناس اور دور اندیش قوم کے جذبات کو متاثر کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس وقت ان تجاویز پر نظر ڈالنا مقصود ہے جو قیام یادگار کے متعلق قوم کی طرف سے اب تک پیش کی گئی ہیں۔

یادگار قائم ہونے کی امید دلانے والوں میں سابق اول علیا حضرت بگم صاحبہ محبوبہ اہل دام اقبالہ کے فرزند سید شہزادہ سعید اللہ خاں صاحب بی۔ اے ہیں۔ جنکو خدا نے دولت و قدرت اسی لیے دی ہے کہ وہ قوم و ملک کے کام آئے اور جن کی برکت فیاضی و پیردہی مسلمان امراء و رؤساء کیلئے قابل تقلید ہو۔ شہزادہ صاحب صاحب نے اپنی حبیب خاص سے پانچ ہزار روپے کی گرانقدر رقم اس نیک مقصد کے لیے

پہرہ کھونٹے پیش کی ہے۔

(۴) نواب صاحب مرحوم کے غور خانہ کے مطابق ایک اردو یونیورسٹی قائم کی جائے یہ سائنس معزز ہمعصر صداقت کی ہے۔

(۵) ایک شش ماہی قومی بیت المال قائم کیا جائے جس سے مختلف قومی ضرورتیں کی تکمیل آسانی ہوتی ہے۔ اس تجویز کی جانب معزز معاصر سادات نے قوم کو توجہ دلائی ہے۔

مندرجہ بالا تقویر سب اپنی اپنی نوعیت کے کام سے نیا نیا مفید اور ضروری کاموں سے اس دور کا حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ مسلمانان ہند اپنی بدقسمتی سے سفر ترقی کی پہلی منزل کیلئے بھی ایسی تک زبواہ مہیا نہیں کر سکے اور آج جبکہ آفتاب ترقی اپنی پوری تیزی کے ساتھ دنیا پر چمک رہا ہے وہاں جو تیزوں پر صرف خود کو رہے ہیں جن پر ان کی ہمدردی و خواجہ تاش قومیں بھی مدت ہوئی عمل کر چکی ہیں۔ ماری زبان میں تعلیم دینے والی یونیورسٹی صنعت و حرفت کی درس گاہ اور قومی بیت المال یہ سب بوسائل ترقی ان ناگزیر ضروریات میں سے ہیں جنکے بغیر دنیا کی کوئی قوم اپنے اندر فخر و سہنے کی صلاحیت پیدا نہیں کر سکتی۔ لیکن پوری مائے ناقص میں اس وقت مندرجہ بالا تقویریں سے کسی ایک کو عمل میں لانے کی بجائے یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ مسلمانوں کی مجموعی رفتار ترقی کو تیز کرنے کی کوئی موثر سبیل نکالی جائے اور یادگار وقار الملک کے لیے کوئی ایسی مناسب شکل تجویز کی جائے جس سے مندرجہ بالا تقویر کے فوائد بھی ایک حد تک حاصل ہوں اور قوم کے کیر کڑ میں بھی وہ خصوصیات پیدا ہو جائیں جن سے مفید تقویر کے پیش کرنے اور عمل میں لانے کے لیے بزرگان قوم کی وفات کا سہارا دھونڈنے کی ضرورت نہ رہے۔

اس وقت سب سے بڑی ضرورت ہو کہ خالص دورہ مذہب کام کرنے والوں کی ہے جب تک ہمارے قوم میں صلاحیت رکھنے والے عاملین کافی تعداد میں پیدا نہیں ہوتے اس وقت تک کسی مفید سے مفید تجویز کا بھی خاطر خواہ کامیاب ہونا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اور بالآخر اس اگر کسی تجویز میں غور و تہ سے کام لیا جائے تو اس سے عام قومی نقطہ نظر سے کسی معتد بہ نتیجہ کی امید رکھنا فہول ہے۔ غفلت کی گہری نیند سے چونک کر برسوں کے بعد ایک کردت سے لینا منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ آج نواب وقار الملک مرحوم کی وفات سے ہمارے جدید عمل میں بھان پیدا ہو گیا اور ہم نے اردو یونیورسٹی یا درس گاہ صنعتی کا سنگ بنیاد قائم کر دیا لیکن کل ہندو کو جو پیش دیگا جو بنیاد کے اختتام اور مہارت کی تعمیر کے لیے مطلوب ہونگے؟ علاوہ انہیں اردو یونیورسٹی یا صنعتی درس گاہ ہی سے تو ہماری ساری ضرورتیں پوری نہیں ہو جائیں گی پھر کیا ان دیگر ضروریات قومی کے لیے مناسب تجاویز کے عمل میں لانے کے ارادہ کو ہمیں اس وقت تک کے لیے ملتی کرنا پڑے گا جبکہ خدا خواستہ ہر کسی بزرگ قوم کی دعا ہے کہ ہر ماہ سے جدید عمل کو تحریک نہ دے؟ اس لیے ہمارا ہلال زمین یہ ہے کہ ہم قوم کا نہ وہ کیر کڑ پیدا کریں جسے اپنی ہود کے کاموں میں حصہ لینے کا ذخیرہ احساس ہو۔ جو مفید تجاویز کے سرچھے اور عمل میں لانے کے لیے معنوی خارجی تحریکات کا محتاج نہ ہو اور جابج

مفید کام کو شروع کر کے اسکو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی اہمیت رکھتا ہو۔

ہمارے یہاں قوم کی عام تعلیمی سہائش کی - اخلاقی اور مذہبی صلاحیت و فلاح کے لیے کام کرنے والی صرف ایک جماعت ہو جو جماعت ملی گزہ کے نام سے مشہور ہے اور جس پر بدقسمتی سے قومی کاموں کا اس قدر بوجھ لاد دیا گیا ہے جس سے اس کے تعلیمی عملی روز بروز متعطل و معطل ہوتے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قوم کا اعتماد بھی بزرگان ملی گزہ پر کثرت کچھ آگے چلا کر آگیا ہے۔ اگر خدا نخواستہ کسی جدید تجویز کا بار بار ممانعت ایسی ہی ظلم و جحلی جماعت کے سر پر رکھ دیا گیا تو ہمیں اندیشہ ہے کہ کس ملی گزہ کی نگرانیوں ساری قومی خدمات ہی کو دیکر نہ بیٹھا جائیں۔ پس ہم کو جماعت ملی گزہ سے اب یہ امید رکھنی چاہیے کہ وہ ہر جدید تجویز کو عمل میں لانے کی ذمہ داری اپنے سر لے سکی بلکہ اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ سرسید کے فیض صحبت و تعلیم کے اثر سے خالص فادان قوم کا جابج نقطہ قائم ہو گیا تھا اور جو اب بدقسمتی سے روز بروز محدود ہوتا جاتا ہے اسکو موجودہ زمانہ کی ضروریات کا کارخانہ رکھ کر وسیع کیا جائے تاکہ جذبہ وطن کے ہر حصہ میں جہان وطن آباد رہیں چند عمل پسند نفوس یا بے پیدا ہو جائیں جو اپنی خدمات اصلاح قوم کے لیے وقف کر سکیں۔

حکومت و ایشیاء و محنت و جفا کشی - بے تکلفی و سادگی - ہمدردی و دلسوزی اور احساس حقوق و فرائض یا یہ اوصاف ہیں جنکے بغیر کوئی قوم صحیح تعلیم ترقی نہیں کر سکتی اور ہم مسلمانوں کی سیرت باوجود اثرات تعلیم و دین ہو جانے کے ان اخلاق حسنہ سے روز بروز مرزور ہوتی جاتی ہے۔ جدید تعلیم یافتہ جوانوں کے دلوں میں ہم قومی خدمت کا وہ سچا جوش نہیں پائے جو سرسید ہ۔ اُنکے احوان و انصار اور انکے ہمعصر بزرگوں کے دلوں میں تھا اور سبکی روشن ترین جھلک ایسی کل تک ہو کہ نواب وقار الملک مرحوم کی گرامیہ زندگی میں نظر آتی تھی۔ اسی لیے ہمارے نزدیک نواب وقار الملک مرحوم کی زندگی کی شکل تجویز کرنے میں سب سے اہم مقصد مد نظر رکھنے کے قابل ہی ہے جو کہ اُنکے ذہن سے قوم میں نواب وقار الملک کا سا کیر کڑ پیدا ہو اور قومی ضروریات کے مختلف شعبوں کیلئے ایسے کام کرنے والے مہیا ہو جائیں جو قوم کی ہود ہود کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر کے خالص و ایشیاء و محنت و جفا کشی وغیرہ کے قابل تقلید بننے کا قیام کرتے رہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے بہترین صورت ہمارے نزدیک یہی ہو سکتی ہے کہ مردہ کے قریب کسی غیر معزوف مقام میں ہر دھار کے گروں یا درس گاہ انجمن خدام ہند کے اصول پر ایک ایسی تربیت گاہ یا افضل مختصر بیان ہے قائم کی جائے جس کا مقصد اعلیٰ خادان قوم کا تیار کرنا ہو اور جس میں محض لکھنے پڑھنے اور صنعت و حرفت ہی کی نہیں بلکہ علوم و ایشیاء و محنت و جفا کشی اور ہمدردی و دلسوزی وغیرہ اوصاف حمیدہ کی بھی تعلیم دی جائے جس میں ذہنی تعلیم اور دھار زبان ثنائی اگر تیزی یا حوالی - اس تربیت گاہ میں ایک شعبہ صنعت و حرفت اور تجارت کا بھی ہو جسے معاصر قوم کی تجویز کے مطابق تدریج اعلیٰ پایہ پر لانے کی کوشش کی جائے لیکن بالافعل اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ جو طلباء ہیں تربیت گاہ سے فارغ التحصیل ہو کر نکلیں انھیں حصول معاش کیلئے ملازمت کا دست چھو نہ پڑے۔ انھیں تعلیم یا سفر کیا جائے جو تمام کار آمد علوم و فنون پر مبنی ہو

نہایت عظم سے ہنگامہ۔ الغرض اس جوہریت گاہ میں ماضی کے تجربات اور مستقبل کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر علماء کو ایسی تعلیم و تربیت دیجئے جس سے حقیقی تعلیم کی برکات رونما ہو کر نفاذی تعلیم کی دلاویزیں کو زور دیں۔ "اوردو پوجہ سنی" اور مصلحتی دھنگا و کا فی الحال اعلیٰ پیمانہ پر قائم ہونا نظر بحالات موجودہ مشکل ہے۔ لیکن ایک ایسی جوہریت گاہ جو آزد و پوجہ سنی اور مصلحتی درنگا و دونوں کے فوائد ایک جگہ ایک دوسرا دھند رکھتی ہو جو متوسط احوال شریف مسلمان خاندانوں کی دیرینہ ترقی کو برقرار کرنے والی ہو اور جسکی امداد و اعانت کی طرف تمام مسلمان قوم کو متوجہ کرنے کے لیے مگر کل کا تفری و تفریح کی زندہ مثالیں ہمارے پاس موجود ہوں نسبت آسانی کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے۔ دولاکھ کا سرمایہ اس جوہریت کو مختصر زمانہ پر عمل میں لانے کے لیے بہت کافی ہے اور دولاکھ روپے کی رقم کچھ ایسی چیزیں رقم نہیں ہے جو باقاعدہ کوشش سے وصول ہونے لگے۔ اب سہل صرف یہ ہے کہ جو تریا لاکھ کا معاملہ عمل ہونے لگے اور تربیت گاہ کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لیے کام کرنے والے کہاں سے آئینگے؟ ہمارے نزدیک اس سوال کا حل کرنے کے لیے ہم اس انقلاب سے مدد لینا چاہتے ہیں جو ابھی حال میں گورنمنٹ بھانڈیہ کے نظام وزارت میں مشرک ایسکوت کے مستحق ہونے اور مشرک لائبریری کے برسر حکومت آنے سے ہوا ہے۔ مشرک لائبریری کی ترتیب وادہ جدید وزارت کی دو شخصیاتیں ایسی ہیں جنکی ہماری قوم کو بھی جو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے اس وقت اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ انگلستان کو ہے۔ جدید وزارت کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ اس نے ہم ترین ملکی خدمت انجام دینے والی جماعت "وار کونسل" کے دائرہ کو محدود اور اس کے اختیارات کو بے حدود وسیع کر دیا ہے اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ مشرک لائبریری کے اس نانک وقت میں حکومت کی مشین چلانے کے لیے مشاہیر ملک اور ہرین سیاست کی بجائے ان غیر معروف کاروباری شخص کو منتخب کیا ہے جن کی عملی دوستی و معاملہ فہمی نے انکو شہرت کے مہیٹ فارم پر جانے کی فرصت نہیں دی تھی۔

ہماری قوم کو بھی بھانڈیہ غنی کے وزیر خلیفہ کی اس عظیم مصلحت اندیشی و تدبیر کی تقلید کرنی چاہیے اور متوسط طبقہ کے ان لوگوں کو جو باتیں بنانے کی قابلیت اور اقتدار حاصل کرنے کی آرزو نہ رکھنے کی وجہ سے گوشہ نشینی میں پڑے ہوئے ہیں لیکن خلوص و خوشی اور جفا کشی کے ساتھ کام کرنا جانتے ہیں۔ مجبور کرنا چاہیے کہ وہ بعض ایسے قومی کاموں کو اپنے ہاتھ میں لیں جنہیں ہمارے من سے زیادہ فکرت و لوسوزی کی ضرورت ہے۔ انجنینر اور کانفرنسیں قائم کرنے کا اصول کام چل جائیکہ حالت میں خواہ کتنا ہی ضروری اور سود مند کیوں ہو لیکن قوم کی موجودہ اخلاقی حالت پر نظر کرتے ہوئے مفید و دین کو عمل میں لانے کے لیے ضروری سے بچوں اور کانفرنسوں کے جنڈل میں پڑنا ہمارے نزدیک مفید نہیں ہے۔ ایک ایسے شخص کو جو ضروری اوصاف حمیدہ سے مستحکم ہو اور جس پر اعتماد نہ کرنے کی قوم کے پاس کوئی معقول وجہ موجود نہ ہو تا م سہا و سپیکر اختیار کر کے اس پر عبور نہ کرنا چاہیے اگر وہ ایک سال کے اندر اپنے آپ کو اس عمومی خدمت اور اعتماد کا اہل ثابت کر سکے جنہا و نہ بچری

دوسرے کو اس کی جگہ منتخب کیا جائے چارے نزدیک خادمان قوم کیلئے لغوی طور پر کام کرنے کی ضروری قومی کاموں کی تکمیل میں بہت دقتیں پیدا کر رہی ہیں۔ گیت لیا ہے کہ اس طرح کو بھی کہا نہ کم خور سے عرصہ کے لیے آٹھا دیا جائے تو سیرا ہمار کی خواہ پر ہم کو اب بھی ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو اس وقت معمولی کار بار کر رہے ہیں یا اسلامیہ مدرس اور دفاتر و محضرہ میں ملازم ہیں۔ لیکن جن کے اندر اس قسم کی صلاحیت علمی و عملی موجود ہے کہ اگر ان کو موقع دیا جائے تو وہ خور سے ہی عرصہ کے بعد اپنے آپ کو محسن الملک و قدامت الملک ثابت کر سکتے ہیں۔

محکم ہے کہ بعض اصحاب ہمارے ان ناچیز مشورہ کو خیالی بلبل پر وادی نے وقت دینے کے لیے تیار رہیں لیکن اگر وہ عملی اور مدبرانہ نقطہ نظر سے غور فرمائیے تو امید ہو کہ ان کو ہماری رائے سے اتفاق کرنا پڑیگا۔ ہر حال یا دیگر روز تیار الملک کے متعلق جیسے اپنے خیالات کا بالاجمال اظہار کر دیا۔ اگر قوم نے ان پر غور کرنے کی ضرورت سمجھی اور مجوزہ بالا تربیت گاہ قائم کرنے کی تائید لگی تو انشاء اللہ کسی دوسرے وقت ہم اس مسئلہ پر محفل بحث کرینگے امید ہے کہ معاصرین کو اس میں ہماری پیش کردہ جو تریا دگا کے عملی اپنے خیالات سے قوم کو مستفیذ فرمائینگے۔

اخیر ہندوستان کی توجہ حضرت ہندو کا مستند و معزز اخبار ہندوستان لاہور

نظر آ رہا ہے۔ "ادیش کی تعلیم نہیں سکھ کر پشیل کانفرنس کا اجلاس لاہور میں ہونے والا ہے جس کے لیے ہایت سرگرمی سے تیار ہیں جو بی بی لاہور ایک اسلامی اخبار لکھنؤ کی یہ مسلمانوں کی تقلید ہے۔ مسلمان محمد انجیلیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈالنے والے دوسری قوموں کو یہ خیال پیدا ہوتا کہ تعلیم عہدہ چیز ہے۔ اسی طرح اسلامی یونیورسٹی کی تحریک سے بھی چند یونیورسٹی کی تحریک بعد میں شروع ہوئی لیکن جلد کامیاب ہوگئی۔ اس باخبر کو علم نہیں ہے کہ مسلمانوں نے اس میں سن سال کے عرصہ میں کیسی نمایاں ترقی تعلیم سکھان میں کی ہے کہ وہ ہندوؤں کے سنگ جگ اپنے ہیں۔

یہ پیداری کا زمانہ ہے ہر قوم اپنی سود و سود سے واقف ہوتی جاتی ہے مسلمانوں میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ انہیں پائنت و تسلیم کرنے میں ہندوؤں یا سکھوں کو کوئی وجہ نہ ملے نہیں ہے۔ مذہب کیلئے جو خوش مسلمانوں میں پورے ہی اس قابل ہے کہ دوسری قومیں ان کی تقلید کریں۔ غیر مذہب کے ساتھ بد میں خالفتوں کو ملے کر دینے کی جو صفت مسلمانوں میں ہے وہیں بھی وہ مشرک کا دہرہ دہرہ ہیں۔ بیشک بہت کچھ مسلمانوں نے ہیں سکھ لایا۔ آئندہ بہت کچھ ان سے سکھیں گے۔ لیکن مذہب باری اور ورگہ ہندوؤں سے مسلمانوں کو کیسی پڑی۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ صرف مسلمانوں کی ملکہ نام ملکہ کی ترقی ہو۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ اپنے معزز جمعہ کے اوراق میں مذہب بالاسلو کے شکر بکھرتی دولت و خفت چوٹی کا یا ہندو نا لائق و بدھیمی ہماری قوم میں اب بھی اپنے چھوٹے لوگ موجود ہیں جو برادمان و ملکی تعلیم و اشان تعلیمی اور اخلاقی کوششوں سے سبق عبرت حاصل کرنے کی بجائے ان کو مسلمانوں کی تقلید کا منت کش بننے پر غور کرتے ہیں ان کی یہ ناجاہل و دوسری اقوام



کی فتروں میں انتہائی غیر فوری دہشگری پر عمل کی جاتی ہے۔ کاش پولیس سروس سہ ماہی کے مندرجہ بالا پانچ حصوں سے سب سے قابل کریں اور اپنے اندر صلاحیت و طاقت پیدا کرنے کی سعی کریں۔ اگر ہندوؤں نے واقعی مسلمانوں کی تشدد سے قتل کی کڑا جس سے کوئی وقت کا مسلمان انتہائی نہیں کر سکتا تو ہم ان کو نہایت غصوں میں سے منبکھا دیتے ہیں۔ ان کی قوم میں ایسے کچھ کار اور طاقتور نہیں ہیں جو دوسری اقوام کی غلط باتوں کے اختیار کرنے اور اختیار کی تقلید سے فائدہ اٹھانے کی جرئت و عزت کو سمجھتے ہیں۔ اور اگر مسلمانوں کو اتنی اپنے اُسات و مقتدی ہونے کا احساس ہے تو ہم ان کو عزت ملانے میں کمان کے کمر پر دھڑلہ و منزل مقصود کے قریب پہنچنے اور وہ ایلی ٹک کرتی کے دروازہ ہی کو قبول رہے ہیں۔ کاش کانفرنس و لیگ پر گنہگاروں والے مسلمان ہندوؤں کی انجمنیت ہی کو اپنا ہتھیار بنائیں کہ وہ دوسری قوموں کی باہمی باتیں اختیار کرنے کو سبب نہیں سمجھتے اور اپنے ناموں کو خیال آفرینوں کی عمل بنائیاں میں چھوڑ کر میدان عمل پر توجہ دیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے قوتی عملی مفصل ہو جائے جس کا حصہ ترقی کی دوڑ میں دوسری اقوام کے ساتھ چلنے سے تہمت زد ہوتی ہے۔ تو پھر اس کے پاس دل کو تسلی دینے اور منتہی کیلئے صرف دو چیزیں رہ جاتی ہیں۔ ایک خیال پلاؤ پکارتی کی عادت دوسرے اپنے گروہ کا ناموں پر گنہگار کرنے کی قابلیت۔ مسلمانوں کے دران سے انہی دو خطوں میں جگہاں ہیں۔ کسی قوم وہ اپنے شاندار مستقبل کے خواب دیکھنے لگتے ہیں، اور کبھی باہمی کے انسانوں کو یاد کر کے دل کو تسلی دیتے ہیں۔ لاہور کے اسلامی اخبار کا ہندوؤں کو اپنا مسئلہ بنانا ہی خطبہ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور مسلمانوں کو ایسے نا کچھ رہنا ہندوؤں سے ضرور

اسلامی حیثیت

ہیں سروس سہ ماہی کے معلوم ہوا ہے کہ ہر پانچوں حصوں نے اسلامی سکول و انباری (جذری ہند) کی مدد کے لیے ایک گرانڈ خطیہ اس شرط کے ساتھ منظور فرمایا تھا کہ وہ "کانام" مدرسہ قائم نہ کرکھا جائے لیکن انباری کے خیور اور باہمیہ مسلمانوں نے اس بنا پر خطیہ لینے سے انکار کر دیا کہ وہ "عثمانیہ" کے مقابلہ میں "اسلامیہ" کو ترک کرنا اپنے مذہب کی قوتیں سمجھتے ہیں جسے وہ کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتے۔ ہر پانچوں گرانڈ خطیہ میں پچیس ہزار روپے کم نہ تھا جس سے یقیناً مدرسہ کی حالت میں انقلاب پیدا کیا جاسکتا ہے۔ انباری کے سکول کے اداکاروں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے پچھلے مقابلہ میں اسلامی وقار کو زیادہ عزیز سمجھا۔ لیکن کیا یہ بات قیاس میں آسکتی ہے کہ ہندو نظام اپنے نام کا اشتہار دینا چاہتے ہیں اور کیا ان کے نام کا اشتہار کی ضرورت ہے جو پہلے ہی ہندوستان کی اسلامی دنیا میں سوجھ بوجھ کی طرح چمک رہا ہے۔ جس قوم نے مذہب کو اپنے جذبات نفسانی کی تعریف کے لیے بائیکاٹ اٹھال بند کر لیا ہو۔ تو مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کی پرستش میں مصروف ہو۔ جو اسلام کی سیدھی سادی تعلیمات پر ہم پرستی و تعصب کا رنگ چڑھانے کی عادی ہو گئی ہو۔ جسکے نزدیک مذہبی بائیکاٹ کے معنی مذہبی منافست ہوں اس کے وسیع اخبارات اگر حمایت دین کے جوش میں اس

مذہب کی خلاف ورزیات شائع کریں تو کچھ تعجب نہیں ہے۔ کاش ہمارا مقتدر و سروس سہ ماہی جو انباری کے عین و باہمیہ مسلمانوں کو صرف ایسے سختی مبارکباد دیکھتا ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹے قوم والی ملک کے گرانڈ خطیہ سے مستفید ہونے کے مقابلہ میں مدرسہ اسلامیہ کو ہر مذہبی کے نام سے سوسم کرنا گوارا نہیں کیا۔ اپنی نانیہ میں کوئی آیت یا حدیث یا کلام کی عقیدہ بزرگ کا قول بھی پیش کر دیتا۔ من لہو شکر الناس لہو شکر اللہ کی بیخ بنیہ ہمارے سامنے موجود ہے اور قومی کاموں میں فائز کرنے والوں کا شکر یہ ادا کرنے کی بہترین صورت ہے جو کبھی کوئی دوسری کے نام کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اس سے صرف قوم کی منہ شناسی کا ثبوت ملتا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی قومی کاموں میں جان و مال سے حصہ لینے کی ترغیب ہوتی ہے۔ ایسے ہم دینباری کے بھوکے مسلمانوں کو جو غالباً کسی پر جوش مذہب پرست کے بنانے میں آگئے ہیں۔ ان کی اس سخت ناقصیت اور بیخ بنیہ قومیہ پرستہ کے جس جو ایک نہایت نادر و نادر کا باریہ حضور نظام کا گرانڈ خطیہ قبول نہ کرتے تھے اسے ان سے سروس ہوتی ہے۔ اُسید ہے کہ وہ اس خیال باطل کو دل سے نکال دیں گے کہ مدرسہ اسلامیہ کو ہندو عثمانیہ کے نام سے سوسم کرنا اسلامی حیثیت و وقار کے منافی ہے اور دلی فکر یہ ہے کہ سامعہ حیدر آباد کے خطیہ کو قبول کر کے دینباری کے مدرسہ کو ترقی دینے کی کوشش کی جائے۔

ایک وقت کی لغین رسائی

مدرسہ جامعہ دیکھ کر اس قدر حیرت ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کیا جانے تو اس کے کسی قدیم افسانہ و انعام حاصل ہو سکتے ہیں۔ جنوں میں انہوں نے دروازہ گٹھ رکھنا بھی ایک شاندار سند ہے۔ ہندو ہمارا جیسا کی طرف ہے۔ جس کے انتظام کے لیے جو عملیاتی فنکارانوں کا خراج ایک ہزار روپے ہوا ہے اور پچھلے صاحب چیزان اس مدرسہ کو دیتے ہیں اسلامیت کے متوجہ ہیں جو تقسیم ہوا ہے پچھلے مدرسہ کے فزائیں جمع رہتا ہے۔ اس فزائیں کس قدر روپیہ جمع ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لیے یہ کہنا کافی ہے کہ قومی رجحانوں سے سیالکوٹ تک جو ریلوے لائن جاری ہے وہ اسی فزائیں کے نام لکھی ہوئی قریب لکھنؤ کی گئی تھی جس کا سودا مل برابری بی بی علی مل رہا ہے۔ مدرسہ کا سدارت وسیع جہان پر جادی ہے۔ اس فزائیں کے کھلنے اور پھیلنے میں کئی خارجی کارخانے بھی قائم ہیں۔ سروس یہ وقت نہ صرف مضبوطی سے قائم ہے۔ بلکہ ہندو پچھلے اس سے بے شمار فوائد حاصل کر رہی ہے۔ جب تک شاہد اور مساجد اور وزارت کا انتظام ایسے ہی مستحضر ہاتھوں میں ہوگا حال ہے کہ ان سے کچھ حقیقی فائدہ پہنچ سکے۔

محاصرہ کشمیری میگزین "چمکنا ہے۔ کہ اگر وہ تحفاتی کی آمدنی جائز طور پر خرچ ہو تو نہ ہندوؤں اور نہ مسلمانوں کو کاجوں سکولوں اور دیگر قومی کاموں کے لیے کاسٹ گڈائی ملے گی لینا پڑے۔ نہ ہندو اور مسلمان تا دیر تہم لڑنے کو دیکھیں اپنے مذہب سے روگرداں ہوں اسید کہ ہندوستان خصوصاً لاکھنؤ دارنگہ اسلامی اوقات کے متولی صاحبان مندرجہ بالا تحریر سے سب سے حاصل کر چکے اور مسلمانوں کی دماغی و فطری پر کم کر کے اسلامی اوقات کو زیادہ مستحضریت میں لانے اور ان کی آمدنی سے قوم کو حقیقی اور باڈارنی پہنچانے کی کوشش کر نیلے۔

# ہمارے معاصرین

**صوبہ انگریزی** مشہور اسلامی اخبار کا مرکز کے سابق سب ایڈیٹر جناب راجہ غلام حسین صاحب کی جسے لکھنؤ سے ایک ہفتہ سوا انگریزی پچھنوا (حصہ چہارم) کی تقریب شائع کرنے والے ہیں۔ راجہ غلام حسین صاحب انگریزی اخبار پر داری میں مہارت کامل رکھنے کے علاوہ (خاص اے ٹیری) کو بھی بوجہ حسن انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں اور اس لیے حکومتی امید ہے کہ ان کا اخبار تیار رہنا بہت مفید و نفع بخش ہوگا۔ اوچھندوستان کے زیر انتظام جو بہترین انگریزی پرچہ نکل رہے ہیں ان سے کسی حالت میں کم نہیں رہیں گے۔ لیکن ہماری رائے میں اس وقت مسلمانوں کو ہفتہ وار اخبار کی بجائے ایک روزانہ انگریزی پرچہ کی زیادہ ضرورت تھی۔ اگرچہ ہمارے یہ آراء کو بجائے ہفتہ وار کے روزانہ کر دینے کو یہ تبدیلی نہ صرف قوم و ملک کے حق میں بہتر ثابت ہوگی بلکہ اس سے پرائر کی کامیابی بھی زیادہ یقین ہو جائیگی۔

آئیہاں کی بانی کے متعلق ہمارے غلام حسین صاحب کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اگر وہ مرحوم و متوفی راجہ غلام تعلین صاحب کے سالہ عرصہ جید کی خدمت اندیشہ سے لگے اور تقریبی (کا مشرک) پالیسی پر اپنے پرچہ کو چلانے کی کوشش کرینگے تو امید ہے کہ وہ پچھنوا کی کشتی کو دھکے دینے والے قوم و ملک کو بھی کوئی مستند اور پائدار نفع پہنچائیں گے۔

انگریزی عرصہ جید سے جاری ہونے کی خبر شکر قدرتی طور پر ہمارے دل کو آدھ بہتر ہے۔ عرصہ جید یاد آگیا ہے اس کے بانی کا پیشہ رشید قوم خاندان غلام تعلین صاحب کے انتقال کے بعد زندہ کرنے کی کسی غیر راہ کو ہم کو بھی ملک تو فین نہیں ہوئی کاش کوئی عالمی مسلمان نہیں آردو عرصہ جید کی جانب بھی اپنی توجہ مبذول کرے اور ایک مجلس خادم قوم کی بہترین یادگار قائم ہونے کی کوئی سبیل نکل سکے۔

**المنشتر لکھنؤ** یہ ہفتہ وار اخبار تجارت اور صنعت و حرفت کے شعلہ مفید معلومات ہم سہاے اور تاجروں کے کامدہ کو بذریعہ اشتہار ہندوستان میں فروغ دینے کے لیے شہر لکھنؤ سے شائع ہوا ہے۔ اس قسم کے اخبار و رسائل قریباً ہر ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتے اور ان کے کاروباری معلقوں کی لازم ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ ہندوستان نے چونکہ تجارت و مصانع میں ابھی کوئی نمایاں ترقی نہیں کی اس لیے یہاں کی دیسی زبانوں خصوصاً اردو میں تجارتی اور صنعتی رسائل و اخبارات کی سبب کمی ہے اور جو پانچ سات پرچے برائے نام نکلتے بھی ہیں ان سے سوائے اس کے کہا جوں سازی۔ بال اڈائے کا پوڈر۔ یا بارہ کالاس وغیرہ ہائے کی ترکیبیں معلوم ہو جائیں۔ ہندوستان کی صنعت و تجارت کو کوئی مستند نفع نہیں پہنچ سکتا۔

المنشتر اگرچہ یورپ و امریکہ کے مروجوں کے مقابلہ میں کوئی وسیع حیثیت نہیں رکھتا لیکن آردو کی بے باکی پر نظر کرتے ہوئے سبب غنیمت ہے اور جس قدر ہمارے اس کے اب تک شائع ہونے میں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار کی وسعت

جو کے واقع کار اور قابل اثر کرنے کے ہاتھ میں ہے۔ جو اپنے پرچہ کو آردو میں ہندوستان کی موجودہ ضروریات کے لحاظ سے دلچسپ و کارآمد بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن شاید اپنے دوسرے مشاغل کی وجہ سے پوری توجہ اس پر صرف نہیں کر سکتے اور ایک سوچا لائے قیمت کے آردو ہفتہ وار اخبار کے ایڈیٹر سے یہ امید کی بھی نہیں جاسکتی کہ وہ اپنی تمام فن اور دماغ سواری کا پورا مصلحتاً اخبار کے منافع سے حاصل کر کے اپنے آپ کو کسی ایڈیٹری کے لیے وقف کر سکیں گے۔ بہر حال المنشتر اپنے رنگ کا ایک مفید اور عمدہ اخبار ہے اور اس قابل ہے کہ ملک کی امانت و سرپرستی سے اس کو ترقی دی جائے۔ ہندوستان میں اسلئے چنانچہ کے تجارتی اور صنعتی کاروبار زیادہ ترقی سے لوگوں کی عقل یا دہولتری سے وہ دین آئے ہیں جو ان کے متعلق تمام معلومات انگریزی اخبارات و رسائل وغیرہ سے حاصل کرتے ہیں اس لیے ہمارے نزدیک المنشتر میں فی الحال ایسے نمایاں کی اشاعت مناسب نہیں ہے جو صرف بڑے لوگوں کے لیے کارآمد ہوں اور متوسط طبقہ کے آردو اور ان علاقوں سے کچھ مستفید نہ ہو سکیں۔ بالفعل المنشتر کے صفحات کو صرف انہی معانی کیلئے مخصوص کر دینا چاہیے جن سے ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کو تجارت اور صنعت و حرفت کا شوق پیدا ہو اور جنہیں ہر ممالک میں سراہہ رکھتے والے بھی اپنے لیے کوئی پر صنعت و وسعت سب تجارتی لائن جو ترقی کر سکیں انگریزی رسائل سسٹم اور اندیشہ وغیرہ میں کمی مستقل عنوان ایسے ہیں جو اگر المنشتر میں بھی قائم کر دیے جائیں تو نہ صرف آردو اور ہندوستانیوں کو ان سے بہت فائدہ حاصل ہونے بلکہ المنشتر کی وکسپی و دلچیزی بھی بڑھ جائیگی۔

استغناء کے جوابات شائع کرنے کا جو سلسلہ المنشتر کی کسی تازہ اشاعت سے شروع کیا گیا ہے پچھ خیال میں یہ بہت مفید سلسلہ ہے بشرطیکہ سوال کے جواب محض ہر سہری طور پر دیے جائیں اور وہ صحیح واقفیت پر مبنی ہوں۔ المنشتر کی سالانہ قیمت مع حصول صرف ایک پوسٹ ہے اور ایک ایک ہفتہ وار اخبار کا اس پرانے نام قیمت پر فروخت ہونا پوسٹ پر مکتوبی کہ وہ صفحہ تقسیم کیا جا رہا ہے۔ ہر کوئی جو اگر اس قدر رازاں اور مفید اخبار کو بھی پبلک کی طرف سے بے توجہی کی شکایہ پیدا ہوئی۔

**درخواست خریداری** منشیہ صاحب اخبار المنشتر لکھنؤ کو بھیجیے

**العرفان جنگپور** یہ ہفتہ وار رنگ کا ماہوار مذہبی رسالہ جنوبی ہندوستان کی روحانی اصلاح کے لیے جناب مولانا قاری شاہ محمد سلیمان صاحب جیلوری کی سرپرستی اور شاہ محمد اسحاق صاحب قاری سلیمانی کی ایڈیٹری میں جنگپور سے جاری کیا گیا ہے اور ان تمام خصوصیات سے مزین ہے جو اس زمانہ کے موفیاء رسائل کی کامیابی کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ جنوبی ہند میں واقعی ایک ایسے اسلامی رسالہ کی ضرورت تھی جو تشنگان روحانیت کو جام عرفان کے تسکین بخش چھریں سے سیراب کر سکے اور اسی سلسلہ میں ان اعتقادی اور عملی مفاسد کی اصلاح بھی کرنا چاہئے جو مذہب و تقویٰ میں افراط و تفریط کا شکار ہو گئے ہیں اور جس سے عام طور پر مسلمانوں میں پیدا ہو گئے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارا عزیز معبر العرفان اس ضرورت کو بوجہ حسن اہم کرے کی کوشش کرے اور اس عرفانی نصیحت کو دل سے لے کر ہونے لگا کر

طبیعت بخیر خدمت خلق نیست تبسّم و سجادہ خود حق نیست  
 ہم غلام دل سے جزوی ہند کے روحانی ملبور اور العرفان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس لیے  
 کہ صوفیہ مذاق رکھنے والے مسلمان اس رسالہ کی قدر کریں گے۔ العرفان دو قسم کے  
 کا غذا ہے۔ چھبیاڑی قسم اول کے رسالہ کی سالانہ قیمت ہے اور قسم دوم کے رسالہ کی  
 چھبیاڑی۔ یہ رسالہ عرفان منزل بنکر سے شائع ہوتا ہے جو خط و کتابت اسی سے ہوتی ہے۔  
 [میں نے لکھا ہے]۔ ادبی۔ مابہ رسالہ لکھنے کے مشہور۔ فی رسالہ دکنڈ کے سیرت ختم محمد  
 راج، کئی صاحب نے لکھا ہے۔ سخن پنج پر دکنڈا پر نہیں کا نام اور۔ مابہ کا لفظ  
 چھبیاڑی جو دکنڈا کے چھبیاڑی چلی گئی کہ اردو کے موقتہ اشعار پہچوں میں ایک اصطلاح  
 مابہ رسالہ کی جو جگہ غالی تھی، وہ جس کا شاید گورنمنٹ کی کسی رپورٹ میں بھی ذکر  
 کے ساتھ ذکر کیا گیا تھا۔ وہ سخن پنج سے پڑھو گئی مگر جب ہم نے اس رسالہ کے حجم پر غور  
 کیا اور اس کے مضامین شرف و نظم کی ذمیت کو دیکھا تو ہماری خوشی میں دوا دی ہے  
 بدل گئی اور معلوم ہوا کہ سخن پنج کے اجراء کی غرض زیادہ تر یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے بعض  
 مشہور دانشور اور ادب کے مضامین کو کتابی صورت میں شائع کرنے کے لیے مستقل خیریت  
 کی ایک کافی تعداد جتیا کر لی جائے۔ یہ مقصد بھی کچھ برائیں ہے اور اردو کی ترقی و ترقی  
 میں اس سے بھی بڑی مدد مل سکتی ہے۔ لیکن بہتر ہونا اگر اس مقصد کو واضح طور پر مدد  
 کے ثنائی سے برپا کر دیا جاتا ہے کہ اردو کے ایک۔ مابہ رسالہ کی خصوصیات کا  
 اندازہ سخن پنج کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔ سخن پنج کا بھی صرف پہلا نمبر شائع ہوا ہے  
 جس میں ۱۶ صفحے کا ایک مضمون "قرۃ العین" مولوی عبدالحکیم صاحب ستر کے ذریعہ  
 کا نتیجہ ہے جو غالباً رسالہ معلومات لکھنؤ میں بھی نکل چکا ہے۔ باقی ۱۶ صفحات میں مختلف  
 شعرائے قوی اور عاشقانہ نظمیں ہیں جن میں بعض ایک۔ مابہ ادبی رسالہ کے شایع  
 شان نہیں ہیں۔ سخن پنج کی سالانہ قیمت صرف ۱۰ روپے ہے۔ لکھنؤ دکنڈا پر نہیں لکھنؤ  
 سے مل سکتا ہے۔

## کتاب سیرۃ

خدا صفا اگر اس کا اہتمام کیا جائے کہ اردو کے ممتاز اخبارات و رسائل میں  
 جس قدر مضامین شرف و نظم علی درجہ کے شائع ہوں ان سب کو بعد اختتام سال  
 مناسب و مسلسل ابواب و فصول کے ماتحت سلیقہ سے ترتیب دیکر سالانہ کے  
 طور پر ایک کتاب کی صورت میں شائع کر دیا جائے تو اردو لٹریچر کی ترقی میں اس  
 سے بڑی مدد مل سکتی ہے اور جو اہل علم اخبارات و رسائل میں مضامین لکھتے  
 محض اس لیے ناپسند کرتے ہیں کہ اکثر اوقات ان کی محنت و دماغ و ذی  
 کے بہترین نتائج اخباری صفحات میں پہنچ کر محض ہنسی کی پڑیوں کے کام میں  
 آتے ہیں۔ ان کی یہ دیرینہ اور واجبی شکایت بھی مذکورہ بالا مجموعہ مضامین  
 کی اشاعت سے ایک حد تک رفع ہو سکتی ہے اس لیے جناب ذاب حاجی محمد حسین  
 خاں صاحب ایڈیٹر رسالہ افادہ اگر یہ یہ علمی خدمت واقعی نہایت مفید اور  
 قابل قدر ہے کہ موصوف نے اردو کے ان اخبارات میں سے جن کے پرے آگے  
 پاس محفوظ رکھے۔ مفید علمی اور تاریخی مضامین منتخب و مرتب کر کے عین ثواب موصوف

کی ایک خوشنما کتاب کی صورت میں بخدا صفا کے نام سے شائع کیے ہیں۔ اس  
 نفیس مجموعہ میں تقریباً پچیس مضمون ہیں اور سب مفید و قابل دید ہیں۔ مگر میں  
 ان میں سے کہ خدا صفا میں حسن ترتیب کا کچھ ناگوار مذاق صاحب موصوف نے  
 ضروری نہیں سمجھا۔ اگر وہ مضامین کو ان کی مختلف نوعیتوں کے لحاظ سے مناسب  
 ابواب و فصول کے تحت میں درج کرتے یا کم از کم کتاب کے شروع میں ایک جامع  
 فہرست مضامین ایسی لگا دیتے جس سے ابواب و فصول قائم کرنے کا مقصد حاصل  
 ہو سکتا تو ان کا ترتیب دواہ محمد مضامین اور مابہ کا نام دیا جاتا اور ایک ایسے شخص  
 کو جو کسی خاص موضوع پر مضامین دیکھتے کا ذرا شہسہ ہے یا یہ معلوم کرنا چاہتا ہے  
 کہ فلاں مسئلہ کے متعلق اردو جرائد میں کیا کیا خیالات ظاہر کیے گئے ہیں اسے پوری کتاب  
 کی ورق گردانی کی ضرورت نہ اٹھانی پڑتی۔ آج کل جبکہ مطبوعات اور علوم و فنون کی  
 اس قدر کثرت اور فرصت و وقت کی کمی ہے کہ خدا صفا جیسی کتاب میں ابواب و  
 فصول اور مکمل فہرست مضامین کا ہونا ایک بہت بڑا نقص ہے۔ انگریزی کی  
 چھوٹی سے چھوٹی کتاب جتنے کہ تجارتی اشتہاری فہرستوں میں بھی فہرست مضامین  
 ہی نہیں بلکہ ایک بسیط انداز میں ضرور ہوتا ہے۔ جس سے علمی مشائخ رکھنے والوں کو  
 کتاب سے خدا ضرورت مستفید ہونے میں نہایت آسانی ہوتی ہے۔ اگر اردو  
 کے تمام اخبارات و رسائل اپنی جلدوں کے مکمل ہونے پر ایک بسیط فہرست مضامین  
 شائع کر دیا کریں تو بہت سے گراں قدر خیالات جو ان کے صفحات میں ظاہر کیے جاتے ہیں  
 و تیر و زمانہ سے بہت کچھ محفوظ ہو جائیں اور ضرورت کے وقت اپنے مسکاشیوں کو نسخہ  
 پہنچا سکیں۔ یہ فہرست دواہ روزانہ اخبارات ایسا کر سکتے ہیں کہ جلد کا آخری پرچہ  
 فہرست مضامین کیلئے مخصوص کر دیں۔ اس طریقہ سے ان پر زائد مصارف کا باریک بینی  
 پڑھنا اور ایک اہم علمی ضرورت بہ آسانی پوری ہو جائیگی۔

"خدا صفا" کو شائع کر کے ذاب حاجی محمد حسین خاں صاحب نے علمی خدمت  
 کی ایک مفید مثال قائم کی ہے اور ہم خوش ہوئے اگر اس مثال کی تقلید کی گئی۔

"خدا صفا" پر رعیت درج نہیں ہے۔ غالباً ایک روپیہ یا سو اندھیر ہوگی  
 یہ کتاب ذاب حاجی محمد حسین خاں صاحب ایڈیٹر رسالہ افادہ۔ سول لائسنس ہنگرہ  
 کے پتہ پر درخواست کرنے سے مل سکتی ہے۔

مطالب القرآن یہ دیکھ کر نہایت مسرت ہوئی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اب  
 قرآن مجید کی تعلیم و تفہیم اور کلام اللہ کے حقائق و معانی کی اشاعت کی ضرورت عام  
 طور پر محسوس ہونے لگی ہے اور اردو کے اسلامی مذہبی سرگرمیوں ایسی کتابوں کی تعداد بڑھتی  
 روز بروز بڑھتی جاتی ہے جو مذکورہ بالا مقصود کی تکمیل میں مدد و معین ہیں چنانچہ مذہبی  
 سلسلہ میں ایک نہایت مفید و عام فہم کتاب مطالب القرآن کے نام سے ابھی حال میں  
 شائع ہوئی ہے جس کے فوجی دوست و دھرم و قوم مصنف جناب مولوی علی محمد  
 صاحب فی اے۔ ڈی کلکٹر موصوف بہار میں۔ اردو دان مسلمانوں کی موجودہ مذہبی ضرورت  
 اور علمی تعلیم کی طرف سے روز افزوں ہونے کو بھی بر نظر کرتے ہوئے۔ مطالب القرآن  
 اپنے موضوع تصنیف کے لحاظ سے نئی بحقیقت ایک بہترین کتاب ہے جو مطالب

قرآن مجید کو اردو میں عام انسان کے ذہن نشین کرنے میں بھلائی ہے و توحید پر ثابت ہوئی۔ قوم کو بروہی سید جس صاحب کا شکر گہر ہونا چاہیے کہ آپ نے باوجود بی حد سادہ و سلیس فکر ہونے کے اپنی علمی تبحر کا پلہ می اہم دینی ضرورت کی طرف مبذول فرمائی جو طبقہ عام سے لطف رکھنے کی وجہ سے آج کل کے نام نہاد تعلیم یافتہ ہمدردان قوم کے خیال میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ اس پر کہ بروہی صاحب موصوف کی یہ دینی خدمت پسندہ بیگی کی نظر سے دینی جائیگی اور دین میں ان کی سوسے روئی کا باعث ہوگی۔ (لاشعۃ اللہ تعالیٰ)

مطالب القرآن سائنسے گیارہ سو صفحے کی کتاب ہے اور بنظر سہولت اس کو چار حصوں میں شائع کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں نظم تنید اور بیجا پھر کے بعد دو حصے ہیں بیٹے ضخیم ہیں قرآن مجید کے نزول اور جمع و ترتیب کے متعلق ضروری معلومات اور مضامین ان کی ایک مختصر فہرست دی گئی ہے جس سے سرسری طور پر اس امر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کی کتاب ہے اور اس میں کیا کیا باتیں بیان کی گئی ہیں۔ دوسرے ضخیم حصہ میں مذہب اسلام کی مشہور مقامات کو حروف تہجی کی ترتیب سے درج کر کے ان کی عام فہم طریقہ سے تشریح و توضیح کی گئی ہے۔ یہ ضخیم گویا شرعی اصطلاحات کی ایک مختصر لغت ہے اور ایسے انسانوں کے واسطے کار آمد ہے جو دینی ذوق رکھتے اور کتب مذہبی کے مطالعہ میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ضخیموں کے بعد خلاصہ مختصر فہرستیں ہیں جن سے ہر دوری اور سورتوں کے نمائندہ اور سورتوں کے ترتیب و اصول اور ترتیب قرآنی کے معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ان فہرستوں کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے جس میں مطالب القرآن کی توضیح اس طریقہ سے کی گئی ہے کہ اول ہر ایک کلمہ کے شروع میں اس کلمہ کا خلاصہ مطلب عام و سلیس زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر آیات، کلام کی ایک واضح و مختصر اور عام فہم تفسیر ہے جو قوسوں کی توضیحی جملوں کو مدنظر کر کے ترتیب کا کام بھی دے سکتی ہے۔ تفسیر کو اس صورت میں لکھنے سے قاری مصنف کا مقصد محض یہ ہے کہ قرآن مجید کے ظاہری معانی و مطالب اور اس کے احکام و مسائل کے سمجھنے میں کسی معمولی لائق کے کردار و ہاں شخص کو کوئی وقت و دشواری پیش نہ آئے۔ ترجمہ جو ترجمہ نہایت مختصر ہے جس میں اہل اللہ کے دیکھنے سے بعض باتوں کا فہم حاصل نہیں ہو سکتا ہے اس پر اس طرح اصول تفسیروں کا مطالعہ بھی ایک حد تک فہم مقصود ہے کہ ذہن مطالب قرآن سے پہلا کہ تفسیر میں کئی روشنیوں کی جانب مروج ہو جاتا ہے۔ اس کے مطالعہ قرآن کے فہم محقق نے ایک ایسا بین بین طریقہ اختیار کیا ہے جس سے ترجمہ کا بھی اندازہ حاصل ہو جائے اور تفسیر کا بھی اور خصوصاً اسی میں تفہیم و فہم قرآن ذات نہیں ہوتا۔ معمولی اور دونوں کیلئے اس قسم کی ترجمہ ناقص تفسیر یا تفسیر فارسی کی ضرورت تھی اور امید ہے کہ وہ بہت مفید ثابت ہوگی۔ خلاصہ رکوع اور اس کے تفسیر کی ترجمہ کے بعد وہ نتائج بیان کیے ہیں جن کے مطالب رکوع سے مفہوم و مستنبط ہوتے ہیں۔ بار بار ایسا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کا ترجمہ جو محکم اس کا مطلب بھی لیتے ہیں مگر ہر ماہ ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوتا کہ اس آیت سے جو کچھ کیا سب سے حاصل کرنا چاہیے یا یہ کہ اس آیت میں ہر ماہی ہر ماہی کے لیے کوئی اصول بیان کیا گیا ہو اس لیے مصنف مطالب القرآن کی یہ واضح شدہ حدت و افہامی قابل تحسین ہے کہ صرف ترجمہ نے ہر ایک کلمہ کے آخر میں ان تمام کو بھی واضح طور پر بیان کر دیا ہے جن کی طرف قرآن مجید

کے سرسری مطالعہ میں لوگوں کے ذہن منتقل نہیں ہوتے مگر جن کا مقصد قرآن مجید کی قرآن کے کلمات سے فہم مطالب سے ہی زیادہ ضروری ہے۔ اعتقاد دینی اور فہمی مسائل بھی اگرچہ تاریخی ہیں مگر جسے اس کے لیے تھے مگر جو دین کی شرعی اہمیت کے قابل مصنف نے ان کو حسب ضرورت مختصر بیان کیا ہے۔ گویا مطالب القرآن میں قرآن مجید کے مراک کلمات کے معانی و مطالب کو چار طریقوں سے تفسیر کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ اول تفسیر اور تفسیر و اسلامی ضروریات میں ہر ماہ مطالب سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ بھی تفسیر کی تفصیل و پختہ نہیں ہیں مصنف نے محض خلاصہ تفسیر متنازع اور مسائل کی بے بیان کیا ہے کہ ان میں بھی ہر ایک کا بیان کیا ہے اور بھی ان کو تفسیر کی گئی ہے جن سے فہم حاصل قرآن میں اور بھی مدد ملتی ہے۔ یہ مفید تفسیر مطالب القرآن کے چھ حصوں میں تمام ہوئی ہے جو تفسیر میں مضامین قرآن کی مفصل فہرست جس میں حروف تہجی کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور اہل اللہ کے لیے پارہ سورۃ اور سورۃ کے سرسری سورۃ کے نام کے درج کیے گئے ہیں۔ جائزے نزدیک یہ فہرست کچھ زیادہ کامد نہیں ہے اور اس سے جانے تو فہرستیں مطالب القرآن سے قبل شائع ہو چکی ہیں اس کا شکر بروہی سید علی جن صاحب مضامین قرآن کی فہرست زیادہ محنت و کوشش کے ثمر کار کرتے تاکہ اس سے ایک مکمل اندازہ قرآنی کا فہم حاصل ہو سکے۔ امید ہے کہ پلٹے ثانی میں وہ انقص کی ضرورت ظاہر کر دیں گے۔

مطالب القرآن میں قرآن مجید کی عربی عبارت کا ہونا بھی بجا ہے۔ خیال میں ایک ایسا فہم کی ہے اور ہر کو زیادہ خوشی ہوتی اگر مصنف صاحب اپنی کتاب میں فہمی نظم سے ہی اصل عربی عبارت بھی نہ کر دیتے۔

بحیثیت مجموعی ہم مطالب القرآن کو اس زمانہ کی بہترین تصانیف میں شمار کرتے ہیں اور دین دوست مسلمانوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو خرید کر صرف خود پڑھنے بلکہ اپنے رفقاء اور شاگردوں کو بھی پڑھائیں گے۔ مطالب القرآن میں کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے۔ تصانیف چھپائی اور سطح درج کی ہے۔ چاروں حصوں کی قیمت ہے چار روپے اس کتاب کی قابل قدر خوبی خصوصاً یہ کہ قطع نظر کر کے محض اس کے حجم اور لکھائی چھپائی اور کاغذ وغیرہ کے لحاظ سے بھی بہت کم ہے۔ اگر کسی مفید اور سلیس کتاب کے خریدنے میں بھی مسلمانوں نے بے پرواہی سے کام لیا تو پھر دینی خدمات میں حصہ لینے کا کس کو حوصلہ ہوگا۔ "مطالب القرآن" پڑھ لیں اور خواست کرنے سے مل سکتی ہے۔

نشر محمد نواز صاحب پریس سٹار آف انڈیا پریس۔ آراء (بہار)

افغان الصفا - اردو

نفس انسانی کی تہذیب و تربیت اور طبع اخلاق کی تعلیم کے متعلق مسلمانوں کو سلام ہے تعریف و تالیف کے لیے یہ ہے جو ان تصانیف میں شائع کیا گیا ہے جس میں دنیا و انسان کے کچھ سیدے و ترسیدے جو سوسائٹی فلسفہ اخلاق اور ملک و ملت کی ایسی چیزیں ہیں جن میں مسلمان نفیس کی نگاہ میں ہوتی ہیں جو دنیا و انسانیت و دنیا کی تقریباً تمام باتوں میں شائع ہو چکے ہیں اور کئی ترقی یافتہ قوم ایسی نہیں ہیں جس نے مسلمانوں کی اخلاقی تصانیف سے براہ راست یا جواسطہ کا اندازہ نہ لیا ہو۔ صاحب محمد انوس ہے کہ مسلمان اپنے واجب الاحترام بزرگوں کی ان مقبولہ و عامہ و مفید باتوں

کہاؤں سے روز بروز بگڑتا جاتا ہے بلکہ تہذیب جدید کی ناقصی و کمزوری پر غور فرمائیے جو کہ ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں۔ اب انگلستان، ہولستان اور دیگر ممالک و غیرہ جہاں مسیحی مذہب کی تعلیم پائی گئی ہے اور ان کے لوگ ان کے عقائد و اصولوں کو اپنا کر لے کر آئے ہیں، ایسی کتابیں رائج ہو گئی ہیں جن سے سوائے تفسیر اوقات کے کوئی مشرتہ نتیجہ نہیں نکلتا۔

مفسر ابن مفید کہتا ہے کہ جو ایک زمانہ میں مدارس اسلامیہ کے اولیٰ مضامین پر تعلیم میں داخل تھے اور جن کے مطالعہ سے محض اولیٰ قابلیت ہی نہیں بلکہ ذہن و اخلاق میں مطوعات بھی حاصل ہوتی تھی، ایک عربی کتاب آخون الصفا بھی جو اولیٰ حیثیت سے تفسیر و تہذیب و تمدن کے علاوہ فلسفہ اخلاق و الہیات کے بعض دقیق مباحث کو ایسے دلچسپ طریقے سے بیان کرتی ہے کہ اسکے پڑھنے سے علم الاخلاق کی فلسفیانہ باریکیاں خود بخود طلبہ کے دل و نشین ہوتی چلی جاتی ہیں، ان کی طبیعتوں میں عین عین سے تہذیب و اصلاح نفس کا وہ احساس رائج ہو جاتا ہے جو ان کو تمام عمر اخلاقی اعمال میں مشغول ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔ آخون الصفا میں لفظ ہراس غرضی مناظرہ کی دلچسپ کیفیت بیان کی گئی ہے جو انسانوں اور دیگر حیوانات کے درمیان بادشاہ جات کے سامنے ہوا ہے اور جس میں حیوانوں نے انسان کے اس دعوے کی کہ وہ اعز و اعلیٰ مخلوقات ہے، عین تیز عقلی و فطری دلائل سے تردید کی ہے۔ گو آفریں انکو یتیم کرنا پڑا ہے کہ بعض حیثیات میں انسان دوسری مخلوقات پر فوقیت و فضیلت رکھتا ہے۔ اس مناظرہ کے مبرا میں آخون الصفا کے فاضل مفسرین نے جملہ نسبتیں لکھا ہے کہ ہر تعداد میں دس تھے۔ اخلاق و الہیات کے وہ متعلق و معارف ہمدلی نقطہ نظر سے بیان کیے ہیں جن پر مطلع ہو کر انسان اپنی حقیقت سے بہت کچھ واقف ہو سکتا ہے۔

کتاب زیر نظر عربی آخون الصفا کا اردو ترجمہ ہے جو سنہ ۱۸۸۰ء میں بڑا ناشر لاہور ہوا اور (اول) صاحب ایما و جان دہم صاحب کتب خانہ مولوی شیخ اکرام علی صاحب رحمہ اللہ نے کیا تھا اور اسی زمانہ میں وہ ثانی میں چھپ کر شائع بھی ہو گیا تھا۔ ترجمہ مذکور کا و جہد یاد لین مشن ترجمہ مرحوم کے سیرہ منشی حسن رضا صاحب ادیب سینا پوری نے لیتو پریس میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ مگر جو انوس ہے کہ سورس پبلش کی زبان کو زمانہ حال کی روش تحریر کے مطابق سلیس و فصیح بنائی کی کوشش نہیں کی گئی۔ اگر منشی حسن رضا صاحب بخورشی ہی محنت و ترجمہ کی نظر ثانی میں گوارا فرماتے تو ان کی یہ عملی خدمت زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی اور آخون الصفا کے اس ترجمہ کو دوسری مقبولیت حاصل ہوتی جبکہ وہ اپنی دل آویز خصوصیات کی وجہ سے حق ہی پہنچا کر رہی کی ایک نہایت مفید کتاب کے اردو ترجمہ کا جو عرصہ سے نایاب تھا مگر شائع ہونا خالی از فائدہ نہیں ہے اور جو امید ہے کہ سلیک اس ترجمہ کو خرید کر ادیب صاحب کی جو صلاح فرمائی کر کے، ترجمہ آخون الصفا کی کمالی چھاپائی اچھی ہے اور لاغذبی عمدہ لگا لگا ہے صفحہ ۱۶۸ ص ۱۶۷ اور قطع ۷۷/۲۲ ہے قیمت ۱۲ روپے۔

پتہ: مولیٰ کا پتہ منشی حسن رضا صاحب ادیب - سینا پور

رہنمائے صحت حفظان صحت کے اصول و قوانین اور دوائی امراض سے محفوظ رہنے کی تدابیر کے متعلق مختصر کتابیں تو گورنمنٹ اور پبلک کی قوت سے اردو میں بہت سی شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن کوئی ایسی جامع اور مکمل کتاب اس موضوع پر اب تک جاری نظر سے نہیں گذری تھی جس میں حفظان صحت کے تمام اصول پوری تفصیل و توضیح کے ساتھ تحقیقات جدیدہ کی روشنی میں بیان کیے گئے ہوں۔ امید ہے کہ کتاب رہنمائے صحت سے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ یہ ضرورت ہے کہ اس پوری جو جائزہ لیں۔ رہنمائے صحت کتاب خاندان صاحب ڈاکٹر سید احمد حسین صاحب سب کسٹنٹ ممبران کی تصنیف ہے اور اپنی مفید نوعیت اور قابل قدر خصوصیات کی وجہ سے اردو کی بہترین طبی کتابوں میں شمار کی جاسکتی ہے۔ اس دلچسپ و کارآمد کتاب میں اول اعفائے انسانی کے متعلق وہ ضروری تشریحات درج کی گئی ہیں جن سے اصول حفظان صحت کو پورے طور پر سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس کو بعد انسانی زندگی کی ضروریات ملنے یعنی پانی، ہوا اور غذا کے متعلق نہایت تفصیل کے ساتھ تمام ضروری احتیاطوں اور بے احتیاطیوں کے نقصانات کو بتا دینے کے طرز معاشرت اور اخلاق و عادات کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسے مشور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے خیال میں یہ ناممکن ہے کہ کوئی صحیح الدماغ غیر محتاط شخص ان کو بڑھ کر کچھ نہ سمجھ سکتا۔ ص ۱۶۰ سے ۱۶۱ صحتی امراض کا بیان شروع ہوا ہے جن کی وجہ سے لاکھوں جانیں ہر سال ہندوستان میں ضائع ہوتی ہیں اور ملک کی خوشحالی اور ترقی کو نقصان پہنچتا ہے۔ رہنمائے صحت کے قابل مصنف نے تقریباً تمام صحتی مرضوں کے اسباب و علامات اور حفاظت انہما کی تدابیر اور علاج وغیرہ کو جدید ترین تحقیقات کی روش سے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ صحت مند و ستائوں کے لیے خصوصیت سے مفید ہے۔ لایتن رہنمائے صحت نہایت مفید اور دلچسپ کتاب ہے اور اس قابل ہے کہ ہر پڑھے لکھے ہندوستانی کے مطالعہ میں رہے۔ رہنمائے صحت کی کمالی چھاپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ قیمت ۱۶/۲۲ ص ۱۶۱ کی کتاب کیلئے ہرگز ناگزیر نہیں ہے۔ پتہ ذیل سے مل سکتی ہے۔

پتہ: جناب خاندان صاحب ڈاکٹر سید احمد حسین صاحب سب کسٹنٹ ممبران سینا پور

کلام بیرونگ: جو منشی کا یہ ذہور رسالہ اردو کے مشہور علم قلم جناب سید غلام حبیب صاحب بیرونک - بی۔ س۔ کی ان دل آویز و پرتعلو کا مجموعہ ہے جو کسی زمانہ میں ہندوستانی رسالہ مخزن میں شائع ہو کر مقبولیت عام کی سند حاصل کر چکی ہیں اور جو جدید طرز کی شائع کا ایک بہترین نمونہ ہے جس کی حیثیت سوا بے دو کیلئے سراہی جزیے نہ ہوگی۔ کلام بیرونک کا لایتن منشی فضل الہی صاحب مرحوم نے قلم نے مزید ہتمام سے شائع کیا ہے۔ اصل میں شائع کی گئی تھی اور اعلیٰ درجہ کی اور کاغذ و لایتن و پیرا و پیکٹنگ بالکل ہی شروع میں سید غلام حبیب صاحب کی ایک عکسی تصویر بھی ہے۔ ٹائٹل پیج رنگین اور نہایت خوشنظر ہے۔ قیمت ۸/- مرحوم اب انیشی لاہور سے مل سکتا ہے۔



كِتَابُ بَيِّنَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ ۝ لِّذِي بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْآيَاتِ ۝ وَلِذِي ذِكْرِ ۝ وَالْآلِينَ ۝

(قرآن مجید) برکت والی کتاب جو ہم نے تم پر اتاری ہے تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ تم بحکمہ کے واسطے (ایکے ساتھ) نصیحتیں حاصل کریں

معارف القرآن

## نخبات کا دار و مدار اعمال صالحہ پر

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِنْ كَانُوا هُنَا أَوْ تَنْظُرُونَ ۚ بِرَبِّكَ أَفْهَمُ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ عَلَىٰ تِلْكَ الْأَمْثَلِ نَضِلَّ ۖ فَلَمْ تُجِبْهُمْ عَنْ دَعْوَاهُمْ ۖ فَذُكِّرُوا بِالْآيَةِ ۚ وَنُفِخَ فِي سُورٍ مُمِدَّةٍ ۚ وَجَاءَ الْمُكَذِّبِينَ أَصْحَابُ الْمَقَابِلِ ۚ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ رَبِّهِ بِإِحْصَاءٍ ۚ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مَا يَمْشُرُ الْكَافِرِينَ ۚ وَلَقَدْ جَاءَ الْمُؤْمِنِينَ آيَةٌ يُخَالِفُ بِهَا الْمُؤْمِنِينَ لِقَاءَ فِرْعَوْنَ بِمُوسَىٰ ۚ وَقَالَ لِمُوسَىٰ إِنَّكَ لَمَكِينٌ ۚ فَفِرْعَوْنُ يُجَادِلُ ۚ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مَا يَمْشُرُ الْكَافِرِينَ ۚ وَلَقَدْ جَاءَ الْمُؤْمِنِينَ آيَةٌ يُخَالِفُ بِهَا الْمُؤْمِنِينَ لِقَاءَ فِرْعَوْنَ بِمُوسَىٰ ۚ وَقَالَ لِمُوسَىٰ إِنَّكَ لَمَكِينٌ ۚ فَفِرْعَوْنُ يُجَادِلُ ۚ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مَا يَمْشُرُ الْكَافِرِينَ ۚ

ہر ایک کو خدا سے اسے بے چون و پر ایں اس اور غیر کے اجتناب بیان ہو بھی کچھ خاطر میں  
 نہیں لانا۔ آغا: اسلام میں عام جملائے عرب کا تو کیا ذکر ہے۔ اہل کتاب بھی اس  
 بلا میں گرفتار تھے۔ ہر ایک گروہ صرف اپنے آپ ہی کو پرگزیدہ خدا سمجھتا اور کتا عت  
 اور ہر ایک اپنے اپنے انبیاء و اولیاء بت و مسم کے انتساب پر مفتخر و مازاں تھا۔ ہلام  
 نے سب سے پہلے اسی عقیدہ کا طبل کے خلاف توحید حق الاعتقاد و العبادت کا وہ خدا شروع  
 کیا۔ مگر اس حمد کے لوگ جو اپنے اپنے زعم میں خاصانِ خدا بنے ہوئے تھے۔ کب  
 اس وعظ و ہند کو خیال میں لائے اور کھٹے پالے جو کہ اپنے معتقدات کا فائدہ اور  
 عقائدِ حقہ اسلام میں خود روغن کرکٹ والے تھے۔ رسولِ مٹھی کو ٹھٹھایا۔ دیوانہ و مجنون  
 بنایا اور نہ صرف اسی پر اکٹھا کیا۔ بلکہ جو لوگ اسلام لائے تھے۔ ان کو بھی یہ بتانے  
 اور درغللے لگے۔ کہ یہ دینِ جدید بھی کوئی دین ہے۔ دینِ چار ہے۔ یہ وہو ہے۔ اگر  
 پرگزیدہ خدا تھا: اور جنت میں جانا ہے۔ تو آؤ یہودی جو نہ کہ جنت میں ہی جانیگا  
 جو یہودی ہونگے۔ نصاریٰ کہنے لگے کہ نبیات تو نصرائیوں کا حصہ ہے۔ نبیات درکار ہے  
 تو مسیح نامری کی خداوندی پر ایمان لاؤ۔ جس نے معلوب ہو کر نبی آدم کے گنہگار  
 کا کفارہ ادا کیا ہے۔ مشرکین عرب پکارے۔ سب سے اچھے ہم ہیں۔ چنانچہ برابر  
 کوئی کہیں۔ چارے سبوروں کی پرستش کرو اور نبیات حاصل کرو۔ چارے شفیع  
 بنے زبردست ہیں۔ ان کے بغیر خدا کے پاس کسی کی پرستش نہ تھی۔

تفسیر۔ شان نزول آیات مذکورہ الصدر کے متعلق امام محمد بن رازی نے تفسیر  
 ابراہیم بن محمد ہے کہ تمبیہ بخوان (عیسائی) کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد کی آمد کی خبر سن کر کچھ غلطی ہو دی اور وہی آن و بود ہوئے۔ اور  
 باتوں باتوں میں دونوں فریق میں مباحثہ و مجادلہ ہونے لگا۔ یہودی کہنے لگے کہ تمہارا  
 دین کچھ نہیں ہے۔ نہ انجیل آسمانی کتاب ہو اور نہ عیسیٰ اللہ کا رسول تھا۔ عیسائیوں نے  
 بھی بزرگوں کو سننے کی رسالت اور توریت سے انکار کر دیا اور ہر فریق اپنی اپنی فضیلت و برتری  
 کا دعوے کرتے کرتے لگا۔

اغلب چونکہ مشرکین نے اہل کتاب کو یوں حکا بہ اور لایینی جھٹلیں کرتے ہوئے بیچکر اپنی برتری کا دھوئے کیا۔ اور کہا جو کہ اہل کتاب اور مسلمانوں سب سے بہتر ہیں جس کی طرف کہتے ہیں قَالَ الْاٰیْمٰنُ لَا یُعْلَمُوْنَ سے قرآن مجید میں اشارہ ہے۔ چونکہ کورنا بال ہر گز وہ کے دعاوی با جھٹتے اور ہر ایک من مانی کہہ رہا تھا وہ صدق و بطلان کا کوئی معیار نہ تھا اس لیے وحی نازل ہوئی۔ اور سب کے دعوے کی تردید کی اور حق تعالیٰ کا وعدہ ظاہر کر دیا۔

قاعدہ ہے کہ جب جہالت کا دور دورہ چمکتا ہے اور دین کا نقص نامی نام  
برہماتا ہے تو خود پسندی و تعصب عام ہو جاتا ہے۔ حق و باطل میں تمیز کرنے کی قوت سے  
باقی نہیں رہتی۔ ہر شخص اپنے دعوے اور اپنے غیر موجود خیال کو کسی اس قابل سمجھنے لگتا



میں وقت یہ سن مانے دعوے ہو رہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اُن سے پوچھ دیا کہ تو نے کس لیے فرمایا۔ اسے مجھ ان لوگوں سے جو من مانی چلا رہے ہیں۔ کہو۔ اگر تم تجھے چاہو اور تمہارے دعاوی درست و صحیح ہیں۔ تو لاؤ۔ دلیل پیش کرو۔ عقلاً و نقلاً جو ثبوت کافی رکھتے ہو بیان کرو ورنہ یہ منہ ماری خام خیالوں اور نری تمناؤں کیونکر قابل پذیرائی ہو سکتی ہیں۔ اور کیونکر کوئی عامل انہیں مان سکتا ہے۔ مگر یہ خوش کن جو بے خیالوں میں خوش رہتے والے اپنی ان خام خیالیوں کی صداقت و واقعیت کا کبھی ثبوت دینگے۔ محال ہے کہ یہودی ثابت کر سکیں کہ حقیقت یہودیوں ہی کے لیے ہے نہ اور کیا طاقت ہے کہ نصرانی اپنے اختصاص نجات نے دعوے پر محبت میں کر سکیں۔ اور کیا وہ صلہ ہے کہ مشرکین اپنے دعوے کو مدلل کر سکیں۔ سلوواہم بتاتے ہیں کہ جنت کے امالی وہ لوگ ہیں جو خدا کے سامنے اپنا سر نیاز تجھکاتے حضور و خشوع کرتے ہیں اور نیک کردار و خوش شمار ہیں۔ یہودی و نصاریٰ ہی کی کچھ خصوصیت نہیں۔ اگر یہ خصوصیت و حقیقت ہوتی یا کوئی گروہ اپنے دعوے کی صداقت پر کوئی دلیل رکھتا ہوتا۔ تو کیوں یہودی نصاریٰ کو اور نصاریٰ یہودی کو اور مشرکین ان دونوں کو جھٹلاتے۔ اور باہم ایک دوسرے کی توہین و تحقیر کرتے؟

مجھے اچھا اسے اہل کتاب اور اسے مشرکین عرب تم یوں ہی جھگڑتے جاؤ۔ قیامت کے دن ہم تمہارے ان جھگڑوں کا فیصلہ کر دینگے۔ اور جب تم جیسے مدعیان باطل و وزغ میں جھونکے جائینگے تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ تم میں سے سچا کون ہے۔ اور جنت کس کی میراث ہے۔ اس سے قبل تم اپنی مندا رہت و دھرمی سے ماننے والے نہیں اور اگر مانو تو ہم نے بتا ہی دیا کہ جنت و نجات تو منین ابرار کا حصہ ہے۔ اس لیے کہ جنت و ابرار تو اب ہے۔ اور ثواب کا سستی وہی ہے۔ جو ایماندار ہو۔ نیک کام کرتا ہو۔ نری تمناؤں سے نجات و جنت حاصل نہیں ہوتی۔

مگر کیا ایمان میں امید و تمنا سے منفرت نہیں؟ بیشک نہیں۔ چنانچہ انا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا لَیْسَ الْاِیْمَانُ بِالْتَمَنَیْ وَلَکِنْ مَا وَفَّوْنِی الْقُلُوبَ وَصَدَّقَتْهُ الْعَمَلُ اِنْ قَالُوْا مَا لَکُمْ اَنْ تَمُنُوْا بِالْحَقِّ حَتّٰی تَخْرُجُوْا مِنَ الدِّنَارِ وَ لَا حَسَنَةً لَّکُمْ وَ قَالُوْا نَحْنُ نَحْسِنُ الْعَمَلُ بِاللّٰهِ کُنَّا وَ کُنَّا بَلٰی لَوْ اَحْسَنُ الْعَمَلُ لَکُمْ حَسَنَةُ الْعَمَلِ۔ یعنی تمنا ایمان نہیں؟ ایمان وہ ہے جو دل میں جم جائے اور اعمال اُسکی تصدیق کریں۔ بہت سے لوگوں کو مغفرت کی تمناؤں سے مدت العمر بھٹکائے رکھا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے دنیا سے کوچ کیا اُنکے ساتھ کوئی نیکی نہ تھی۔ اور وہ کہتے تھے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے حسن ظن ہے کہ وہ مغفرت سے کارفرما ہو گا۔ لیکن انہوں نے یہ جھوٹ کہا اگر اُنکو خدا سے حسن ظن ہو تا تو وہ ضرور اچھے کام کرتے۔

وَ قَالُوْا لَیْسَ یَا عَلٰی الْجَنَّةِ اَنْتَ یَا اَبْنٰی اَنْ لَّوْکُمْ لَیْسَ جَوْشَنُ خَاصِ الْاَعْمَالِ کی نسبت و توسل پر جو خدا نازاں ہیں۔ تنبیہ عظیم و دعوہ شدید ہے۔ تاکہ وہ ابھی طرح آگاہ ہو جائیں کہ محض یہ تمناؤں ذریعہ نجات نہیں چھٹیں۔ ایمان

میچ اور اعمال صالحہ شرط نجات و مغفرت ہیں۔

آیت کا سیاق و اسلوب ایسا واقع ہوا ہے جس سے محض انتساب و توسل پر تکیہ لگا بیٹھنے سے جو خیالیں واقع ہوئی ہیں وہ بھی ظاہر ہو گئی ہیں۔ کیونکہ جب کسی کو کسی سہارے پر نجات کا یقین ہو جائیگا تو ضرور ہے کہ وہ اعمال و حسنات کی طرف سے بے پروا ہو جائے۔ اور جب عمل ہی کو چھوڑ دینا تو اُس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ایسا شخص دین و بشریت میں غور و تدبیر بھی نہ کرے۔ ایسے آدمی سے جو بات کی جائیگی کیسی ہی تھی۔ واضح الدلیل و واجب العمل کیوں ہو وہ اُس پر نہ کان دھے گا۔ نہ اُس سے سوچے سمجھے گا۔ یہی وجہ تھی کہ موسیٰ و مسیح کی نسبت پر محمدؐ رکھنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت و حقائق اسلام پر غور نہ کرتے تھے اور صرف یہی کہتے تھے کہ ہم خاصات خدا ہیں۔ بہترین اہم ہیں۔ اولاد اسرائیل ہیں۔ ہمارا دین افضل الامان ہے ہمارے سوا کوئی جنت میں نہیں جائیگا۔ ہم ہی جنت کے واحد مالک ہیں اور باقی سب مائتہ خدا اور دوزخ کا ایندھن ہیں۔

تِلْکَ اَمَّا نَبِیُّہُمْ اٰخِرُ یہ آیت جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اُس وقت ہوئی و نصاریٰ اور مشرکین عرب کی شان میں نازل ہوئی۔ جبکہ وہ محض خاصات خدا کے انتساب اور خدا کے عاجز بندوں کو ذریعہ نجات سمجھ رہے تھے۔ اور اعمال صالحہ و حسنات کی کوئی قدر و قیمت باقی نہ رہی تھی۔ ماننے والے کہ خدا ہی لیکن نہ اُس کا خوف اُنکے دلوں میں تھا اور نہ اُس کے احکام کی کچھ وقعت و عظمت تھی۔ اسلام نے اگر اُن گمراہوں کو لگلا کر۔ اور اُن کے معتقدات باطلہ کی تردید کر کے تمناؤں محض کو بے سود بتایا اور ایمان و صالحات کو دایرہ نجات قرار دیا۔ مگر اُنوس ہے کہ آج ہم مسلمان انہیں تمناؤں میں گرفتار ہیں۔ جن کی نسبت قرآن کہتا ہے تِلْکَ اَمَّا نَبِیُّہُمْ۔ دلوں میں ایمان کامل نہیں۔ جو محکم اعمال حسنہ ہو۔ مرتے دم تک صرف وہی حسن ظن ساتھ ہوتا ہے جس کے متعلق روحی فداہ رسول اللہ نے فرمایا تھا وَ کُنَّا بَلٰی لَوْ اَحْسَنُ الْعَمَلُ لَکُمْ حَسَنَةُ الْعَمَلِ۔ اسلام اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محض انتساب ہی مدار نجات سمجھے بیٹھے ہیں۔ شفع المذنبین کی محض شفاعت پر تکیہ اور سہارا ہے۔ خدیہ عظیم ہی کو کفارہ گناہ خیال کرتے ہیں۔ نہ ایمان صحیح ہے اور نہ اعمال درست۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ الزہراؑ سے بھی فرماتے رہے۔ یَا فَاطِمَةُ اَعْمَلِیْ قُلْنَ اَحْسَنَ عَمَلٍ مِنَ اللّٰهِ شَکِیْتُ۔ اسے سمجھتے ہو کہ فاطمہؑ عمل کرو عمل۔ خدا کے سامنے میری قربت و ایوت تمہارے کچھ کام نہ آئیگی اور میں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا سکو مگر اور اعمال ہی تمہارے ساتھ ہونگے۔ وہی تمہارے کام آئیں گے۔

عبرت کی جگہ کہ رسول اللہ تو خالق جنت سے یوں فرمائیں۔ اور ہم مسلمان مخلیقت سے ایمان اور توحید و رسالت کا محض زبان سے اقرار کر

یہاں تک سفر ہو جو جائیں کہ ایمان صحیح و اعمال صالحہ کی ضرورت نہ تھی اور یہ لکھ کر دل ہلاتے رہیں۔ اللہ رحمان و رحیم ہے۔ وہ ہم گنہگاروں پر رحم کرے گا۔ یہ کہ اللہ علین ہمارے شفاعت کرے اور دوزخ سے بچائے اس پر بھی اتفاق نہیں کرتے۔ سینکڑوں فرستے ہیں اور ہر ایک یہی کہتا ہے کہ دوزخ عظیم ہمارا حصہ ہے۔ ہم ہی ناجی ہیں اور سب ناری۔

مسئلہ نو: سوچو تو کیا آج ہمارا وہی حال نہیں جو رسول اللہ کے وقت میں اہل کتاب اور مشرکین عرب کا تھا۔ کیا ان لوگوں کو نری تفتاؤں اور توسل معن کے اعناد نے کچھ فائدہ دیا۔ کیا ان لوگوں کا یہ دعوئے صحیح مانا گیا کہ جنہ صرف انہیں کی میراث ہے۔ جو یہود کہلاتے ہیں۔ یا نصرانی یا اپنے ماسوا اللہ (یعنی غیر سنی عبادت) سمجھو ان کے سامنے جھکتے ہیں۔ جب ان کا یہ دعوئے نہ مانا گیا۔ تو پھر اسے اسلام کا ایک نام لینے والو مگر وجہ مختلف اختلاف کے مختلف گروہ بن جائے واپس مسلمانوں! تم کس گتھ سے کہتے ہو کہ فخر ہمارا گروہ ناجی ہے۔ اور سارے ناری ہیں جب یہود و نصاریٰ کو نام کی موسویت دیکھو یہ سب کچھ فائدہ نہ دیا اور عزیز و سچ کا اقتساب و توسل کام نہ آیا تو ہر شخص یہ کہہ دیا کہ ”ہم مسلمان ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد“

ہیں اُمت ہیں! تمہیں کیا دیکھو اس فخر عظیم کو پہنچا سکتا ہے جس کے تم ندی جو نری تفتاؤں و شفاعت کے انہیں کیا فائدہ دیا کہ تمہیں دینی کون کہتا ہے کہ اللہ رحمان و رحیم نہیں کون کہتا ہے کہ دوزخ عظیم ہمارا حصہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اللہ علین اور شفیع المذنبین نہیں۔ مگر رحمت و شفاعت کی اہلیت تو پیدا کرو۔ یہ سچی اولاد صحیح اُمت تو بنو۔ کیا یہ شرم و خیرت کی بات نہیں ہے کہ اُمت کہلاؤ۔ اہلیت کا دعوئے کرو۔ اور اللہ تعالیٰ رسول کے سے نہ کرو۔ خدا اور اس کے حکم پر نہ جلوہ اتارو۔ و اہلیت تو یہی ہے کہ تم ایماندار بنو اور نیک کام کرو تب ہی تم رحمت و مغفرت کے مستحق ہو سکتے ہو۔

نَبَلِّیْ مِنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰہِ وَہُوَ حَسْبُیْ قُلْ لَہٗ  
اَجْرٌ عِنْدَ رَبِّیْ ۝ اَللّٰہُمَّ اٰہِدْنَا الضَّرَکَ  
الْمُسْتَعِیْذَ بِرَکَ الَّذِیْنَ اَنْحَمْتَ عَلَیْہِمْ  
عَنِ الْمَعْصِیَۃِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ  
ماخوذ از تفسیر القرآن

## وجود باری پر استدلال

انسان کو آغا و تیز میں جن بی بی وحسی مقدمات کا علم ہوتا ہے انہیں ایک یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کو مرتب۔ باقاعدہ اور منظم دیکھتا ہے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ کسی دانستہ نے ان چیزوں کو ترتیب دیا ہے۔ اگر کسی جگہ ہم چند چیزیں بے ترتیب دیکھیں تو ہم خیال ہو سکتے ہیں کہ آپ یہ چیزیں کتنی ہو گئی لیکن جب وہ اس ترتیب اور سلسلہ سے چنی گئی ہوں کہ ایک ہوشیار صنعت بھی مشکل اس طرح جن سکتا ہے تو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ سے آپ بے ترتیب پیدا ہو گئی ہو اسکو ایک اور واضح مثال میں سمجھو۔ خواجہ حافظ یا نظامی کا کوئی شعر تو اس کے الفاظ آٹ پلٹ کر کے کسی معنوی آدمی کو دوا دے اس سے کہو کہ الفاظ کو آٹ پلٹ کر رکھ کر ترتیب دے۔ وہ سو سو طرح آٹ پلٹ کر گیا لیکن الفاظی طور سے کبھی کبھی یہ نہ ہو کہ حافظ اور نظامی کا شعر نکل آئے۔ حالانکہ وہی الفاظ ہیں۔ وہی حروف ہیں۔ وہی جملے ہیں۔ صرف ذرا سی ترتیب کا پیر ہے۔ پھر کوئی نہ کہ نظام عالم جو اس قدر باقاعدہ۔ مرتب اور موزوں ہے وہ خود بخود قائم ہو گیا ہے۔ قرآن مجید میں خدا کے وجود پر اسی سے استدلال کیا ہے۔

صَنَعَ اللّٰہُ الَّذِیْ اَنْفَعُ کُلِّ شَیْءٍ  
مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ  
تَفَٰوُتٌ فَاَرِجِ الْبَصُوْرَ  
حَلْ قُوْیْ مِنْ فَطْرِیْ  
یہ خدا کی کارگری ہے جسے ہر شے کو فائدہ پہنچے ہوئے بنایا۔ خدا کی کارگری میں ملکیں فرق نظر نہ آئے گا۔ ہر دو بارہ دیکھو کہ کوئی دراز و کمال دیتی ہے۔

خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدْ رَکَّبَ تَقْدِیْرًا  
کُلَّ شَیْءٍ مِّنْ خَلْقِیْ اللّٰہُ  
فَلَنْ یَّجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا  
ان آیتوں میں عالم کی نسبت تین اوصاف بیان کیے ہیں۔ کامل اور بے نقص ہے۔ موزوں اور مرتب ہے۔ اپنے اصول و ضوابط کا پابند ہے جو کسی وقت نہیں بدلتے۔ یہ دلیل کا معنی ہے۔ کہ نری خود ظاہر ہو رہی ہے جو چہر کامل۔ مرتب اور مستر النظام ہو گئی وہ خود بخود پیدا نہیں ہو گئی ہوگی۔ بلکہ کسی صاحب قدرت اور صاحب اختیار نے اسے پیدا کیا ہوگا۔

آج جبکہ تحقیقات و دریافتات کی انتہا ہو گئی ہے۔ جبکہ کائنات کے سینکڑوں اسرار فاش ہو گئے ہیں جبکہ حقائق اشیاء اپنے چہرے سے نقاب الٹے ہوئے۔ بڑے بڑے فلاسفہ اور حکما انتہائی غور و فکر کے بعد بھی استدلال میں کر سکتے جو قرآن مجید نے تیرہ سو برس پہلے نہایت قریب النعم اور صامت طریقہ میں ادا کیا تھا۔

(ماخوذ از الکلام)



اگر حکومت و امارت کا خواہاں ہے تو مجھے اپنا بادشاہ منتخب کریں۔ جو کچھ تو چاہو  
کرتے کو حاضر ہیں تو اپنا طریق عمل مجھ پر نہ سے اور بت پرستی کے استیصال سے  
باز آؤ۔ اگر تیرے دماغ میں اختلاف واقع ہو گیا ہے تو اٹھائی طرف رجوع  
کریں اور تیرے معاذ میں جد و جہد کا کوئی دقیقہ اٹھانا نہ لکھیں۔ حضرت  
سردار انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ جو کچھ تم نے میری  
نسبت بیان کیا ہے وہ ذرا بھی صحیح نہیں۔ مال و زر جاہ و عزت حکومت ذات  
کسی چیز کا میں خواہاں نہیں اور نہ میرے دل میں خلل ہے۔ میری حقیقت  
تم کو قرآن حکیم کی ان آیات سے معلوم ہوگی۔

بسم الله الرحمن الرحيم  
خبر تنزیل من الرحمن  
الرحیم کتب فضلت  
ایک کتاب مرا غدا ربی  
لعمری بعلوم شہاد  
و مندیرا من عرض الکرم  
منہم لا یسمعون و  
قالوا اتلی بنا فی اکنہ  
مما تدعونا الیہ  
و انما اذنا و قرو من  
بیننا و بینک حجاب  
مناعمل انما عملون  
قل انما اننا بشر  
مشککم لیسی الی  
انما الہکم الہ  
واحدنا مستقیم  
الیہ و استخفوا  
و وکیل للمشرکین  
الذین لا یقوتون  
الزکوٰۃ و ہم  
بالا حشرہم  
کافرون ان الذین امنوا  
و عملوا الصالحات لہم  
اجر غیر ممنون +  
(پ ۲۲ ص ۲۲) خ  
آیات مجیدہ مرقومہ بالا کی تلاوت کے بعد جناب رسالت علیہ السلام نے فرمایا  
اے خداوند مہربان! یہ لوگوں کو بتا دینا کہ میں نے جو کچھ تم پر فرمایا ہے اس پر چاہو۔

جناب حکام دنیوی کی ترغیب و ترہیب سے کار براری نہ ہوئی تو تمام قابل و  
شوبہ کے صدا دیہ و عوام جمع ہوئے اور اس پر متفق ہوئے کہ ترغیب و تہذیب  
لئے کام نکالنا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
چچا ابو طالب کے پاس جا کر کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے نبیوں کے قتل کے وقت  
ہے ہم نے اب تک آپ کا بہت کچھ ادا کر دیا ہے مگر اس سے زیادہ میں تاب  
میں نہیں آپ اسکو سمجھا دیں والا ہم اسکو تہذیب و تربیت کر دیں گے۔ اور آپ ہمارے  
سب سے عمدہ برادر ہیں جو سب سے بڑے شہر میں اس قسم کی دیکھ چکے گئے۔ ابو طالب نے  
خیال کیا کہ اب معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ سرداران قریش سے بچاؤ چاہتے ہیں۔ اپنے  
نیک نامی کی خاطر جو وقت چھوڑ دینا ہے سمجھتی ہے۔ بالآخر آنحضرت علیہ السلام نے  
کوہ کرکہ حالات موجودہ کے تشبیب و فراز پر غور و فکر کرنے سے یہی مناسب معلوم ہوتا  
ہے کہ تم خاموش رہو اور ان لوگوں کی تعلیم و تلقین اور تہذیب سے باز آؤ۔ حضرت  
رسول اکرم علیہ السلام نے اپنے سوسن و ٹنگسار چچا کی یہ باتیں سن کر خیال کیا  
کہ اب مجھے میری حمایت سے دست برداری نظر ہے۔ فوراً خدا کے فضل پر  
قائل ہو کر کھڑے ہوئے اور کمال استقلال سے ارشاد فرمایا۔ اے میرے چچا!  
اگر قریش آفتاب کو میرے دائیں طرف اور مانتاب کو میرے بائیں طرف لا کر رکھ دیں  
جب بھی میں اپنے فرض تبلیغ رسالت سے باز آؤں گا اور خدا نے تعالیٰ کے حکم میں  
ایک حرف بھی کم و بیش نہ کروں گا۔ خواہ اس کو شش گوش میں میرا سر جالے یا  
رہے۔ جناب رسول مقبول علیہ السلام نے زبان حدیثی ترجمان سے جب  
یہ پرورش الفاظ صادر ہوئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور چچا کے پاس سے  
باہر نکلے۔ ابو طالب کا دل آنحضرت علیہ السلام کے واسطے کھلیں ہو گیا اور ان کا  
باکرم اور شبابت سے بیدار ہوا۔ اس سے بھی مضبوط ہو گیا اور چچا کو کہا کہ اے میرے  
بھتیجے! کہاں جاتے ہو؟ اور آؤ۔ سونو کچھ تمہارے دل میں آئے سچائی سے کرو۔  
واللہ باللہ میں ہرگز تمہاری رفاقت نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ ایک دین چاک  
میں مل جاؤں۔

جناب رسالت علیہ السلام نے واک و سلم کے ثبات و استقلال اور عدم دمانہ کا  
ایک شہ بیان ہوا اب اس امر کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ دشمنوں کے ساتھ  
مدارات کیسے کرتے تھے تاکہ مدارات و دمانہ کا فرق معلوم ہو سکے۔ اس موضوع پر آنحضرت  
علیہ السلام نے واک و سلم کی مبارک زندگی کے چند واقعات ذیل میں درج کرتے ہیں۔  
ایک دفعہ کہ حضرت میں ایسا شدید تھکاؤ تھا کہ لوگ ماسے جھوک کے چر رہے تھے۔ یہاں ہمارا  
ٹھکانہ تھا۔ اسی اثنا میں ابو سعید بن ابی اسامہ کا غالی دشمن تھا۔ اس کو آنحضرت  
علیہ السلام نے واک و سلم کے درمقابل ہونے کا دعویٰ تھا جناب رسالت علیہ السلام نے  
واک و سلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا محمد! تم تو اللہ تعالیٰ کی ذی باری  
اور صلہ رحم کا دعویٰ کرتے ہو اور تمہاری قوم ناکستی سے مرہم ہے اس کے لیے دعا  
کرو۔ حضرت رسول اکرم علیہ السلام نے واک و سلم کے دعا فرمائی تو خوب بارش ہو گئی  
اور قحط سے عمارت اس نے نجات پائی۔

نماز میں شامل سردار خدیجہ شرف باسلام جو کراچے وطن الود کو واپس گیا تو اس نے مکہ معظمہ میں در آمد غلام کا سد باب کر دیا۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اہل مکہ ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا اور دوا اور خدمت مختلف عمارات و ساریں میں حضرت داعی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے استقبال اور طبع و دفع میں اپنی ساری طاقت صرف کر چکے تھے۔ جب لوگ غلام کی درآمد کوک جانے سے جاں بپ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ جوں بڑا۔ حضرت رحمۃ اللعالمین اس وقت پادشاہ تھے مگر آپ یہ امر نظر استحسان نہیں دیکھتے تھے۔ اپنے دشمنوں کا غلام روک کر ان کو نیک و نیکل کریں اور اس طرح انکو اپنا طبع و منافع بنائیں۔ آپ نے اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ عداوت سے دیر نہ فرمایا اور دشمن کے نام نہ لیا۔ فیض شہادتہ تعین اس معنی اور اس فرمایا کہ غلام بدستور جانے دے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میدان حیدرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اتنی آدمی کوہ تنعیم سے صبح کے وقت جبکہ مسلمان ناز پر مدہ رست تھے اس اور سے آئے کہ مسلمانوں کو ناز کے اندر ہی تھیں گریں۔ مگر یہ سب لوگ گرفتار ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدین کی مداخلت۔ سزا کے ان سب کو آزاد فرمایا۔ قرآن حکیم کی اس آیت مجیدہ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ وهو الذی کفایت ایدیکم عنکم و ایدیکم عنکم بجمع بجمع ملکہ من بعد ان اظفر کمر علیکم و کان اللہ بما تعملون بصیر ادب ۳۳ من الفقر ع ۳۳ اور مسلمانوں کو یہ خدا ہی تو تھا جس نے عین شہر مکہ میں لوگوں کو ازاد فرمایا۔ ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے اور اس وقت جو غلام بھی تم لوگ کر رہے تھے اللہ تعالیٰ سب کو کھانا وغیرہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جو عداوت و ملائت کا سلوک مخالفین و منافقین کے ساتھ کر رہا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ان لوگوں کی جانب سے بے یمن و نہ کھانا بھجوا رہے کہ تو توں سے کشتی و گردن زدنی تھے۔

نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ان کی عداوت میں کوئی دقت نہ کھانا رکھا ان کو مسجد نبوی میں بٹھوایا اور وہیں ان کو ان کے طور پر عداوت کرنے کی بھی اجازت دی۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق گفتگو ہوئی تو آپ نے اظہار امر حق میں مداخلت نہیں فرمائی بلکہ ان کو ان کے عقائد باطلہ علی انھیں صحت الہدایت پر مستحبہ کہ اسلام کے اصل اصول و حید کی تعین کی اور حکم الہی مباحہ کو تیار ہوئے اسی واقعہ کے متعلق مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں :-

ان مثل عیسیٰ عند اللہ اللہ کے نزدیک جیسے آدم دیے جیسے کہ خدا نے کمثل آدم مخلوقہ من منی ہے آدم کے بچے کو ناز اس کو حکم دیا کہ آج میں تو اب مشرف الی اللہ کن اور وہ آدم بن گیا۔ اور یہ غیر ایہ جو حق بات جو حکم کو فیکن انھن من رتق تمہارے پروردگار کی طرف سے بتائی جاتی ہو کہیں

فلا تکن من المقتربین ختم بھی قلم کرنے والوں میں نہ ہونا چاہیے جو تم کو چھوڑ من حاجت فیہ من بعد کی حقیقت معلوم ہو چکی اس کے بعد تم بھی ان کے بارہ ماجاہات من العلم میں کوئی گفتگو نہ کرنے کے تو ایسے لوگوں سے کہو فقل تعالیٰ اذاع ابتاعنا کہ انھیں تو میدان میں آؤ اور ہم اپنے بیٹوں کو دابتاکہ و نساءنا و نساءکم بلائیں اور ہم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور نیز ہم اپنی و انفسنا و انفسکم بیٹیوں کو بلائیں اور ہم اپنی بیٹیوں کو اور ہم اپنے دشمنوں کی شریک کریں اور ہم بھی اپنے نہیں ٹھہریا لعنہ اللہ علی الکاذبین کرو چھوڑ سب ظلم خدا کی بارگاہ میں کرنا نہیں (پ ۳۳ ال عمران ع ۳۳) اور مجبوزوں پر خدا کی لعنت کریں۔

بعض عودی حضرات سفاک و فخور نفوس نے آپ کے متعلقین پر جو ناگوں چور دم کر کے آپ کے دل کو اس قسم کے عداوت پہنچائے تھے کہ ان کی پاداش میں کسی ہی عفت سے سخت سزائیں ان کو دی جائیں ان کے جرائم کی نوعیت کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حقیقت نہ سمجھی جاتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کسی قسم کا تعزیر نہیں فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے بعض کے نام ذیل میں درج ہیں۔

مکارہ بن ابوجہل ہمیشہ اسلام کے قلع و قمع کے لیے مسلمانوں سے بے رحم بریکار رہا بالآخر مسلمانوں کے حلیف بنی خزاعہ کی پر بادی و تباہی کا باعث بھی وہی ہوا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی زینب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو جو دج میں بیٹی جاری تھیں ہمارے ان کے پیڑھار اور کچا وغیرہ کو لایا اس حد سے کہ ان کا کل سا قفا جو گیا اور طار دوع نفس عیسوی سے پرواز کر گیا۔

عبداللہ بن ابی سرح کا قاتل نام میں کہا کرتا تھا کہ نزل و دجی مجھ پہ چھو تا ہو یہ شخص (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری سنی سنائی باتیں لکھو یا کرے۔

وحشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا امیر غزوہ کو دھوکے سے قتل کیا اور پھر نفس کو بے حرمت کیا۔

ہذہ زوجہ ابوسفیان نے امیر غزوہ کا کلمہ بیعت سے انکار دانتوں سے چایا۔ ان کی ناک اور کانوں کو کاکٹ کر کے میں پر دیا اور گلے کا پیر بنایا۔ غور کرو ایسے بے رحم و دندوں پر رحم و مہلت حق سلوک ملے اسی پادشاہ کا کام تھا جس کی شان میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے دما اور مسلمان اکابر رحمۃ اللعالمین مذل فرمایا ہے اور جو بادشاہی میں قہری کرتا تھا۔ داعی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل اسلام کے عادی عداوت خالی دشمن مشرکین کہ تھے جنہوں نے کئی بے گناہ مسلمانوں کو صوبہ الالہ اللہ پر بھجے کی وجہ سے جہنم پہنچا دیں یہ تھے جنہوں نے بیکس مسلمانوں پر





جیسا کہ ان کا فرمان تھا تو ذرا تکلیف پہنچی اور فریادی دیر کے بعد میری طرف سے ان کے پاس شکر گزار  
باقاں شکر شکر جو کچھ سیدھا سادہ اسلحہ بھیجا تو ان کے ذہنیت از خود سدھ جاتے۔ کیا قسم  
سے کہ بہت میری تمام باتیں دل سے یقین کر لیں لیکن مجھے اقرار کرنے میں کبیت جاہلیت  
بانیہ چلی ہے۔ کیا انہوں نے کہ لوگوں کی عقل تو نرم ہوئی لیکن ذرا سی کسر اور جہنم کی الوافیت  
بہت بڑی کسر ہے، ہائی، گہنی اور ان کے دل کی طرح کا وہیں نہیں آسکتا۔ آنحضرت  
کی تعلیم روحانی، جو فیاضیت کا مقصد ہے لایا ہے زیادہ بڑی اور شاد دھوا کی کا  
بھٹن علیہم السلام ولا شک فی فضیلتی و عبادتکم کو ذوق "آپ اس طرح کہجیے اور ان کے  
کروں سے تنگ دل نہ ہو جیسے گوریہ میں ارشاد دھوا "ان کا کان کو حکایت انہیں  
فان استطعت ان تتبعنی فحقاً فی الارض او ملک فی السماء فانیہ  
یا یحییٰ" اگر ان کا اعراض آپ پہلاں گزرتا ہی تو آپ کو قدرت ہی تو زمین میں کوئی  
سوراخ بنائے یا آسمان میں سیر می لگاتے اور کوئی سبزہ لائے۔ اور پھر ارشاد دھوا "و ان  
کما و ذلک لامن من فی الارض کلہم جینینا" افاکت تکویر التماس  
حقاً لیکن ان اثنی مینا ہے "اگر تہاں جاتا تو کب کب مومن ہو جاتے دھوا تو  
ان لوگوں پر جب تک ایمان نہ لائیں جو کرنا چاہتا ہے" پھر ارشاد دھوا ہے لَقَدْ کَلَّمْ  
اَکَلَتْ فِیْہِیْ صَدْرَتْ بِمَا یَقِیْنُوْنَ کُنْ لَکَ فِیْ سِجِّیْنِ یَحْمَدُ رَقَبَتْ ذَکُورِیْنِ  
السَّحَابِیْنِ" ہم بتاتے ہیں کہ ان لوگوں کے احوال سے آپ کے بے شک تنگ دلی  
ہوتی ہے۔ آپ تسبیح اور تحمید اپنے رب کی کہجیے اور سجدہ بھیجیے۔ یعنی عبادت کو مستند  
بنائیے کہ اس سے تنگ دلی رفع ہوگی اور پھر بکلا ہوگا۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے  
کہ حکایت آنحضرت کی اس درجہ بڑی ہوئی تھی کہ کتاب باری نے رفع تکلیف کے لیے  
بار بار مصلحت پیرایہ سے اپنے رسول کی تسکین کا طریقہ انزل فرمایا۔ انہوں نے کبھی فرمایا  
یا مناسب تصور فرمایا۔ مصلحاً بالایمان سے ہیں میں انوں کا سبق لینا چاہیے ایک  
تو یہ کہ خیر مذہب والوں کے سامنے مذہب اسلام پیش کرتے وقت ہمیں صبر اور استقلال  
سے درجہ حمایت کام لینا چاہیے اور تکالیف جو لاحق ہوں ان پر صبر کرنا چاہیے اور باوجود  
ان کی سخت کلامی کے ان کے ساتھ اخلاق محمدی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ ان پر اچھا  
اثر پیدا ہو۔ اسلام بالکل عقل اور فطرت کے موافق ہے جب وہ تہذیب اور سخت  
کے پیرایہ سے پیش کیا جائیگا تو ممکن نہیں کہ طبعیت اس طرف ماضیت ہو ہوں جو  
عقل و نبایت رسول کے دھمی ہیں انہیں احکام شریعت کے پھیلائیے اخلاق محمدی کا  
پہلو سمجھ کر دکھانا چاہیے کہ انہوں نے جیسا کہ ان کے مقابلہ ہو تو ان کے قلع اور جنگ کا جو  
ترک بہ ترکی دنیا شان نبایت رسول میں ہے۔ ان کی سخت زبانی کے مقابلہ میں نرم  
زبانی جو اخلاق محمدی کا پیرایہ رکھتی از میں کافی ہے۔ دوسرا یہ کہ گمراہ مسلمانوں کو راہِ راست  
پہلے لے کے یہی اسی صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے جو شمار اسلام تھا۔ تاکہ مسلک کو  
کا جتنا قائم رہے۔ فتنہ بداندہ حضرات شیطان کی مجلسوں میں اپنے سستی مبالغیوں  
اور ان کے مقتداؤں کو پڑائیں تو یہ کھانا کھانے دینا ہی میں چھل مینا نہیں  
لیکن مضائقہ اس میں ہے اور نہایت قابل اعتراض یہ ماضیت ہے کہ انہوں نے  
نفرت کریں اور شیعوں کو بڑی حالت میں دیکھ کر خوش ہوں جبکہ آنحضرت کا فریاد

[illegible]

ابو یوسف محمد حسان اللہ مہاسی

# الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرِيْنَ

اب ہم ہمارے دین کو تمہارے لیے کامل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان بڑا کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے (اسی) دین اسلام کو پسند فرمایا

## تعلیم اسلام عقل و اسلام

(سلسلہ کیلئے دیکھو اسوۂ حسنہ بابت ماہ کوثر)

آپ نے فرمایا عقل ہے۔ میں نے عرض کیا آخرت میں کس چیز سے آپ نے فرمایا عقل ہے  
میں نے عرض کیا کہ کیا اپنے اعمال کے عوض ان کو جزا دی جائے گی آپ نے ارشاد فرمایا  
اے عائشہ انہوں نے عقل ہی اتنا ہی کیا ہو گا جتنی اللہ نے انکو عقل دی ہوگی  
تو جتنی عقل ملی ہے اتنے ہی عمل ہو گئے اور جس قدر عمل کیا ہو گا اسکی جزا ہوگی۔  
۱۔ ہر شے کا ایک لازمہ و سامان ہے اور ایسا نذر کا سامان و آلہ عقل ہے  
ہر چیز کی ایک سواری ہے اور مرد کی سواری عقل ہے۔ ہر چیز کا ایک رکن ہے  
اور دین کا رکن عقل ہے۔ ہر قوم کی ایک غایت ہے اور بندوں کی غایت  
عقل ہے۔ ہر آدمی کے لیے ایک پیچھے رہنے والا ہوتا ہے جس کی طرف وہ  
منسوب ہوں اور اس کے باعث ذکر کیا جاتا ہے اور صدیقوں کے پیچھے رہنے  
والا جس کی طرف وہ منسوب ہوں اور سب کے باعث وہ ذکر کے جائز عقل  
ہے۔ ہر سفر کے لیے ایک بڑا پیچھے ہوتا ہے اور ایسا نذرانوں کا پیچھے عقل ہے۔  
غرض اسلام کا دفتر عقل کی تفصیلات و منفعت اور اس کے استعمال کی تائید ہے  
معمور ہے باپس حد کہ

”جو بچہ دلیل سے اور چاہا کہ دلیل سے ہلاک ہو“  
بلا دلیل نہیں کرنے کے لیے اسلام نے کسی شخص کو حکماً مجبور نہیں کیا۔ اسکی ہدایت  
ہے صحیحہ کائنات کا سلطانہ کرو۔ نظام و ترتیب سلسلہ اسباب و نتائج پر غور کرو  
اسلام نے عقل کو اجازت دی ہے کہ وہ آزاد ہو سے اپنی راہ چلے جو قدریت ہے  
مقرر کی ہے وہ بلند و ازیں کھتا ہے

”آسمان وزمین کی بناوٹ پر غور کرو۔ رات دن کے ہیر پھیر پر نظر ڈالو  
ہواؤں کے چلنے کو دیکھو جن کے سبب کشتیاں جہاں سمندر میں ایٹان کے  
تالکے کے لیے حرکت کرتے ہیں۔ باہل آسمان پر آنے والے آبد بانی پر بارش کا تھیلہ  
کو سرسبز کر دیتا ہے۔ بارش کی مدد سے وہ چھوٹے پھل اور پھل پھل جیٹان  
و انسان کی روزی کا مدار ہے۔ پچھلے خدا کی نشانیوں ہیں۔ اگر انسان ان  
نشانیوں پر غور کرے تو وہ دل کی آنکھوں سے خدا کو پہچان سکتے ہیں“

تفہمت کو ان گم شدہ عقل سمجھ جہاں باؤ اپنا اٹھ مال سمجھ  
۱۔ ”کیا اندھا اور بینا برابر ہیں کیا تم فکریں کرتے“  
۲۔ ”کیا پاک اور پاک برابر نہیں خواہ کون پاک کی کثرت سے دھوکا ہو“  
۳۔ ”اندھا جلاہر بینا نہیں لکھد روشنی و تاریکی برابر ہے اور نہ دھوپ اور چھاؤں  
برابر ہے احمد زندہ مردہ برابر ہیں“  
۴۔ ”کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے بے شک نصیحت عقل مند ہی  
مائل کر سکتے ہیں“ (قرآن)  
۵۔ ”بچے خدا نے عقل کو پیدا کیا اور فرمایا سنا سنے جو وہ سانسے ہوئی پھر فرمایا  
پیشہ پھر اس نے پیشہ پھیری پھر اللہ نے فرمایا قسم اپنی موت و حیات کی میں  
نے اپنے نزدیک حق سے زیادہ کوئی مخلوق اکرم پیدا نہیں کی میں تجھ ہی سے لو لگاؤ  
تو جی سے دو لگا اور تیرے ہی سبب سے ہڈا بکرو لگا۔“

۶۔ ”حق آدمی اپنی جہالت کے باعث ہلاک کی بدکاری سے زیادہ کر لیتا جو اور  
فرات قیامت میں خدا نے تمہارے سے قریب ہونے کے درجات عقلوں ہی کے  
موافق ملدے جائینگے“

۷۔ ”ایسی ہی فوجی خلق سے روزہ وارش پیدار کا دھبہ پالیتا ہے اور کسی شخص  
کا حسن ظن پورا نہیں ہوتا جب تک اسکی عقل کامل نہیں اس وقت اسکا  
ایمان کامل ہوتا ہے اور اپنے رہا کا فرمانبردار اور اس کے دشمن شیطانی افواہوں کا  
۸۔ ”ہر چیز کا ایک ٹکڑا ہے اور ایسا نذرانہ عقل ہے تو اسکی ہدایت اسکی  
عقل ہی کے بموجب ہوگی کیا تم نے نہیں سنا کہ جو کا دو بیٹے میں یوں کہنے اگر  
ہم جوتے بیٹے دیکھتے تو روزخ واپس ہیں نہ ہوتے۔“

۹۔ ”لوگو ہر چیز کی ایک سواری ہے اور مرد کی سواری عقل ہے اور تم میں دلیل و  
حجت میں مبتلا رہو جو عقل میں رہو حکم ہو۔“

۱۰۔ ”عجب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ اپنی نیکیوں اور نیکوئیوں کے بموجب رہ جائینگے  
۱۱۔ ”میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں کو دنیا میں کاشی چرنے کی تعلیم دے“

دوسرے کو الودوں ایک ہی مسئلہ اخوت رکھتے ہیں۔ حال کی جنگ فرشت  
من ایک موقع پر انجرا لڑی مسلمانوں اور ہندوستانی مسلمانوں کی پلٹنوں کی  
مقتضہ جیسر ہو گئی۔ دونوں طرف سے السلام علیکم و السلام علیکم کہتے ہیں۔ دونوں  
میں اخوت کی جھیلیں دو رنگین خیر کے گنگوئی شناسائی اور واقفیت رکھ  
دونوں جانب اخوت کی کشش سے ایسے مل جاتے ہیں کہ گویا برسوں کے واقف  
تھے ایک دوسرے کی پوری زندگی جانتے پر بھی دونوں میں الفت اور محبت کی لہریں  
اٹھنے لگیں۔ صرف السلام علیکم و السلام کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو  
پہچان لیا اور جان لیا کہ ہم ایک ہی شجر کی شاخیں ہیں اور ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں  
وہاں تک کہ ایک اخبار نے اس اخوت اور اس کشش پر ایک لمبا چڑھن  
لکھ مارا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس قسم کی کشش کسی اور طریقہ سلام میں  
نہیں پائی جاتی۔

## اسلام علیکم اور تعارف

اسلام علیکم و السلام علیکم سلام میں تقاضا کی ضرورت نہیں پڑتی کہ ساتھ  
ہی دونوں سمجھ جائے ہیں کہ دونوں مسلمان ہیں اور دونوں میں ایک رشتہ ہے  
نام اور لیکن پوچھنے کی بعد میں کہیں ذہن آتی ہے السلام علیکم و السلام علیکم  
کہنے سے تسلی ہو جاتی ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں نہ کوئی منافرت رہتی ہے  
اور نہ کوئی منافرت دیباہ کسی دوسرے طریقہ سلام میں نہیں پائی جاتی  
یا یہ کہ جس دست خطہ السلام علیکم و السلام علیکم میں یہ بات پائی جاتی ہے  
اور کوئی طریقہ سلام ایسی وسعت نہیں رکھتا۔ چاہے کوئی ملک ہو اور کوئی قوم  
اور کوئی سی زبان رکھتی ہو سب میں سلام علیکم ایک ہی ہو گا۔

## اشارات سے بریت

اسلام علیکم و السلام علیکم میں اشارات کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن  
انہما علی پر ایک نکتہ۔ نہ ہاتھ جوڑنا نہ پاؤں پڑنا۔ صرف السلام علیکم و  
سلام علیکم ہی کھدینا کافی ہوتا ہے۔ گو بعض مسلمان اشارات بھی کرتے ہیں  
لیکن ایسی اجازت اور ضرورت نہیں۔ شرعاً صرف السلام علیکم و السلام علیکم  
کھدینا ہی کافی ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ کسی کے ساتھ نہ جھگڑنا  
نہ ہاتھ جوڑنا درست نہیں ہے۔ سیدھے سادے طور پر ایک دوسرے سے ملنا اور

سلام علیکم کرو۔ اگرچہ ان ہدایات کے خلاف مسلمانوں میں بہت کچھ رواج  
ہو گیا ہے اور غلطی ادب و آداب اور سلام بہت کچھ معمول میں لیکن اصل  
حکم یہی ہے کہ تم سے سلام علیکم و السلام علیکم کرو اور اس پر ابتدائی مخاطب  
کا خاتمہ کرو۔

## عورتیں اور السلام علیکم

دوسرے اسلامی ممالک میں رواج ہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی ایک  
دوسرے کو السلام علیکم و السلام علیکم کہتی ہیں۔ ہندوستان میں یہ رسم کم  
ہوتے جوتے صرف سلام ہی ہو گیا ہے حالانکہ دونوں کے واسطے ایک ہی رسم  
بالکلم تھا اس ایک ہی سیج پر مردوں اور عورتوں کو رکھا گیا تھا جہاں اور سلام  
کے پس گھٹ رہی ہیں وہاں ہندوستان میں السلام علیکم و السلام علیکم کی رسم  
بھی کم ہو رہی ہے۔

## عام میلان

عام طور پر مسلمانوں میں بجائے شرعی سلام علیکم کے صرف سلام پر ہی کفایت  
کی جاتی ہے بعض مسلمان تو اپنی امارت اور واسطے کے شوق اور غم میں کسی  
مسلمان سے السلام علیکم کا سینا پسندی نہیں کرتے کیونکہ وہ اس میں مساوات  
اور برابری کی ایک جھلک دیکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نے وجہ کا سلام لیا  
بڑے درجہ کے مسلمان سے کن الفاظ میں مخاطب ہوتا اور کس جواب پر اور انہ سے  
پیش آتا ہے۔ چھوٹے درجہ کے مسلمانوں میں اس رسم شرعی کی بہت کچھ پابندی  
ہے لیکن بڑے درجہ میں انکی پابندی دن بدین کم ہو رہی ہے جسے وجہ والوں کو  
صرف اس وجہ سے اس سے چڑھے کہ اس میں ایک مساوات اور ایک برادری  
پہلو پایا جاتا ہے۔ باوجود ان سب قسم کی کمزریوں اور کمزریوں کے بھی اسلام علیکم  
و السلام علیکم کی جوشنا کار کشش ہے وہ کسی اور طریقہ سلام میں نہیں پائی  
جاتی۔ کبھی ذرا غور سے سنو اور دیکھو تو کسی کس جوش اور کسی جوش سے  
ایک غریب مسلمان ایک مقتدر مسلمان کو ایک مجمع عام میں السلام علیکم کہتا ہے  
غریب مسلمان کا طریقہ متکرم ثابت کر رہا ہے کہ وہ خود کو اکتھ برابر والا سمجھتا ہے  
اللہ عز و جل فرمادے۔

## سلطان احمد

ہندو ادون خان

## حفظانِ صحت

کرنے اور یہاں پر عادی صلیب کے مشہور کہنے ہیں کہ جو طبی قواعد اور قوانین  
صحت میں پوری جدت رکھتا ہو اسلام میں ہم جیکس کے نام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں  
کے کہہ رہے ہیں کہ جو طبی قوانین اور احکامات کا شکار ہو جس طرح کہ طبی علم صحت مند  
جو شخص باوجود علم کے واقعتاً کچھ کے علاج کرتا ہے وہ ذمہ دار ہے۔

اسلام اور اس کو خدا کا عذاب خیال کرتا ہے جو قوانین مقربہ کی مخالفت اور اصول حفظان  
صحت کی نافرمانی ہو نہ وہاں ہاتھ پاؤں اور اعضا صحت مند رہنے والے ہوں کہ جن ایک  
ضلالی کا طریقہ جو جس کو خدا نے ہندو کی تالیف فرمایا ہے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ  
جیسے اس کو کوئی مرض عارض ہو تو وہ اپنی زندگی کے معاملات میں اللہ کی طرف رجوع

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَخْيَرِينَ هُمُ الْعَالِمُونَ

ہم زبور میں پند و نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہونگے

صَلَحَ الْأَيْحُسَاقُ وَالْأَعْمَالُ

## صدر نشین کانگریس کی نصیحتیں

کے فرائض اور طریقے ایسے نہ رہنا چاہئیں جو عبادتوں یا مفروضات خاص کو ایسے طعنہ محل قرار  
تاریں جو مقصد ہی کو غایت کر دے۔ جو اصول عمل سے بجا رہے گا وہ ضرور منہ خیالات میں  
تبدیل ہو جائیگا۔ تمام کلی اغراض کے واسطے تا دیر سے تاخیرات بھی با اہتمام کر دو پیش  
کی اندھڑوں کے سامنے دس جا یا کرتے ہیں اور باہمی اتحاد و تعلق چشم پوش تھے کیا بھی  
ایثار کے دلوں کے تابع ہو جاتے ہیں۔ سبب بخیر تو یہی ہے کہ سبب اختیار کرنا کسی میں ہم کسی اپنے  
مقصد بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اوائل تحصیل طلب بات کو جو لکھ جائے مقصد کے سامان اور  
ذرائع پر دیتے ہیں جس مقصد اور جو شے کے رنگ میں اختلاف نہ ہو کہ جو عجب نظر کو بھی  
از نظر عین ڈالی جائے تو کسی بھی اس میں اختلافات اصول مضبوط ہوئے ہیں۔ اور یہ واضح  
مخلص ہم بھی باسانی اپنے تئیں فریق مخالف سمجھنے لگتے ہیں۔ غلط فہمی یا مضامین کو  
وسیع بنا دیتی ہے۔ اُن کے الزامات دلوں میں غرض ڈال دیتے ہیں اور غلط بیانیوں آتش  
مخالفت کے شعلے برپا کرتی ہیں۔

”اب اس کی ضرورت نہیں جو کچھ دُور رسوں کو بُرا کہیں یا جوانوں سے نفرت ظاہر کریں۔ اگر دماغِ بوجہ بانی کا پوشِ ادھر سرگرمی ملک کے لیے ترقی میں جو دُور رسوں کی رائے اور تجربہ ہر ان کی اعتقادِ عادلانہ سے روئے بھی کچھ کم مفید اور ناگزیر ہیں۔“ ..... ”لوگ پہلے تو سمجھتے تھے مگر دُور رس نہ تھے ہیں۔ اگر اہلِ قدیمی اسب سے طرزی ہی جو دُور رس بھی بلا سلسلہ ایک ایسا طریقہ نہیں جس میں مٹو کو کھا کر نہ کا اندیشہ ہو۔ اپنے بزرگوں کو اہلِ بیانی کرنا مفید و دانشمند کا وظیفہ نہیں ہے بلکہ جو لوگ ہمارے بعد نہ والے جس وہ چھتے نقشِ قدم پر چل کر اسی لقب سے بلکہ اس میں اور کچھ امانت کے چکریا و کرچے پہنچے ہیں جو کہ وطن و تہذیبِ ترک کر کے باعمل آدمیوں کی طرح استعمال و استحکام لیکن اعتدال و دانائی کے ساتھ مروجہ و حالت کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنا دل مضبوط بنا کر اور اپنے سر پر عذالانہ محسوس کر کے وفاداری کے ساتھ اپنے اُن لیدروں کا ساتھ دینا چاہیے جو اگر رزائی نہیں جیسے تاہم نہ تو وہ پیچھے ہی رہ گئے ہیں اور نہ انہوں نے اپنے آپ کو غیر معتبر ثابت کیا ہے۔“

انہی پیشکش لاگو کر کے اکتیسویں سالانہ اجلاس ختمہ کئے۔ ان کے حاضرین میں جناب  
آزیز بی بی ابوالکلام صاحب خرمہ نے اپنے طویل خطبہ صدارت میں بعض باتیں ایسی بھی  
ارغ و فراموشی ہیں جو صرف سیاسی نقطہ نظر سے قابل تائید نہیں بلکہ عام اخلاقی و دینی  
اعتبار سے بھی باشندگان ہندوستان مسلمانوں کے لیے مفید ہیں۔ اس لیے خطبہ مذکور  
سے چند اقتباسات ناظرین اسوہ حسنہ کی کچھسی کیلئے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:-

۴۰ قبل ازین کہ سرزمین موعود کے در دولت تک ہماری رسائی ہو اس تکھا دیے نکلے  
صغریٰ سفر میں بڑے ہنسے جانہاں گزرتے آدھے گئے اور بھی گزرتے لیکن خواہ وہ مردہ ہوں یا  
زندہ وہ ہمارے ہاتھ سے نہیں جاسکتے اگر ہم صرف یہ محسوس کر سکیں کہ ان کی تقدیر میں  
ہماری اور پرہیز کیے جاتی ہیں اور چونکہ انکی نظم و ضبط خطائیں کرتی ہیں جب ہم آگے قدم بڑھا  
ہیں تو وہ ہماری راہبنا جاتی ہیں جب ہم کامیاب ہوتے ہیں ہمارے حوصلے اور زیادہ بڑھاتی  
ہیں اور جب ہم پاپس یا مضحل ہو جاتے ہیں تو جھک دلا سادتی ہیں،

”لکڑیتہ ابھی جاوڑ مقعد واحد نظر ہے تو چاہے اختلاف رائے کا دائرہ کیا ہی وسیع  
کیوں نہ ہو کسی متحول شخص کو اس سے خوفزدہ ہونے یا جو میں اس کے لیے ضرورت نہیں ہے  
مکلف سے عراذلہ دہلی کے کہ کو جو پالی ساکن رہتا ہے وہ گنہگار ہوتا ہے اور نہ دہلی سے  
بستی جوئی ٹیپل و حار کا پانی ساکن جیل کے شفقت پالی کے مقابل میں زیادہ خوشگوار ہوا  
کرتا ہے..... جو قوم کا اصلی استحکام صرف اس میں نہیں ہے کیونکہ کسی کے ساتھ کام چلتا رہے  
بلکہ میں نے کبھی کوئی معاملات کے کامنا سے ضرورت ہو تو قوم کی جانب سے بے نیکی اور اجتماع  
ظاہر نہاد ہے جس بلانے فرض منصبی کے لیے آواز دی جائے ہر شخص اختلافات کو دور کر کے  
مسئلہ واحد کی جانب متوجہ ہو جائے۔ اصولی کے نام سے تعصبات پر غلبہ نہ دینا اور کسی مسئلہ  
میں جو بہت سے اصل تصطفیاب ہو ان کو نظر انداز کرنا داخل حماقت ہے“

انجمن کے نفع کے واسطے باقاعدہ طور پر سرگرمیوں کا سلسلہ جاری ہو رہا ہے۔ انجمن  
 انجمن کے نفع کے واسطے باقاعدہ طور پر سرگرمیوں کا سلسلہ جاری ہو رہا ہے۔ انجمن  
 انجمن کے نفع کے واسطے باقاعدہ طور پر سرگرمیوں کا سلسلہ جاری ہو رہا ہے۔ انجمن

”میرے عزیز جوان دوستو! اباؤں وطن! تم آئندہ نسلوں کے کفیل ہو۔ ہر اک نسل



ظہر عدوی کسبہ دولت کو باقاعدہ خرچ کرنے کے لیے پیدا کی گئی جس میں علوم  
کتاب و لکڑی کی طرح متوجہ ہونا بالکل بے سود ہے۔ جو لوگ اپنی لڑکیوں کو ان  
علوم کے چرچے پر مجبور یا رغبہ کرتے ہیں جو مردوں کے کام کے پردہ  
مردوں پر ظلم نہیں کرتے بلکہ فطرت انسانی پر ظلم کرتے ہیں۔ لڑکیوں کو جب  
وہ دنیا کی تحصیل سے فارغ ہوں یا انشاء اللہ تحصیل میں تعلیم و مہارت  
کے ساتھ ساتھ پہلے کھانا پکانا اور ان کے بعد کڑا سنا سکنا چاہیے۔ پھر اس  
بعد بزرگب منزل اور بچوں کی پرورش کے متعلق جو کتابیں ہوں وہ  
پڑھانا چاہیے۔ بعد اس کے مردوں اور عورتوں کی سوانح عمریاں بھی پڑھانی  
جائیں تو اچھا ہے۔ یہاں تک لڑکیوں پر تعلیم کیلئے جبر اور سختی کرنا ضروری  
ہے۔ ان کی طبیعتیں مناسب ہوں یا نہ ہوں، لیکن یہ باتیں ان کو ضرورت مانی  
جائیں۔ اس کے بعد گریجویٹ سائنس، طب، تاریخ، جغرافیہ، کثیرہ و ہزاروں  
موضوع ہوں تو ان کی خواہشوں کا روکنا منعرب نہیں ہے بلکہ وہ جو  
چاہیں سیکھیں۔ فراغت نہ کرنا چاہیے بلکہ لڑکیوں کو مجبور کرنا کہ وہ خواہ  
جو پڑھیں۔ تاریخ، لٹریچر، ایف اے، بی اے، اور ایم اے کے امتحانات  
کے لیے تیار ہوں۔ میرے خیال میں عورتوں پر ظلم کرنا ہے۔ آج کل  
لڑکیوں کا شکایت کہتے ہیں کہ موجودہ یونیورسٹی کا نصاب تعلیم لڑکیوں کے متنا  
ہم ہے۔ مردوں کیلئے تو بغیر ان کے چارہ نہیں ہے مجبوری ہے۔ لیکن جب  
یہ بات اور جو اس شکایت کے اپنی لڑکیوں کو یونیورسٹی کے نصاب کے مطابق  
تعلیم دیتے ہیں تو مجھے مسکیرت ہوتی ہے ہم اپنی لڑکیوں کو خدائے برحق  
دینے کے سبب ہے کہ ان کی اولاد ان ماؤں کو دیکھ کر خدائے برحق اور نیک  
چلیں ہوں۔ ہم ان کو کھانا پکانا سکھائیں تو بہتر ہے کہ ان کے شوہر اور بچے  
کو آدھ جگر بتوڑے خرچ میں عمدہ غذا میں لغیب ہوں۔ ہم کڑا سنا نہیں  
سکھاتے تو ان کے شوہر اور بچے خوش و خاشاک رہیں گے۔ قیمتی کپڑے اُتے  
قابل آہ نہیں ہوتے جتنے کہ عمدہ سے ہوئے کپڑے قابل قدر ہوتے ہیں۔  
انہوں نے ان لڑکیوں کے حال پر جو اجبر اور اقلیدیں کی مشق حل کوئی  
ہیں چھپا اور جان کے دریا اور پیار کے نام رتی ہیں لیکن وال اور روٹی  
جی خوش و آفتاب چاہیں سکتیں۔ اور نہ اپنے جوتے بھائی کیلئے ایک ٹوٹی سی کٹی  
ہیں جب میں اس مسئلہ پر غور کرتا ہوں تو میرے ایک دوست کی افسردہ  
صورت گویا سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ میرے ایک دوست ایم۔ اے کا  
استحقاق پاس کر کے ایک کالج میں دو ڈیڑھ سو روپیہ کے پروفیسر ہو گئے۔  
نئے خیالات کی گراہی سے مدتوں تک انہیں پریشان رکھا کہ کوئی تعلیم یافتہ  
بی بی آئے تعلیم یافتہ بی بی کا کل تو مشکل نہ تھا لیکن لفظ تعلیم یافتہ کے  
معنی سمجھیں وہ ایسے گھوڑے واقع ہوتے تھے کہ مہذہبتان کے ایک سرے  
سے دوسرے سرے تک ان کا دائرہ فلاح مدتوں تک وسیع رہا۔ لیکن کوئی  
تعلیم یافتہ بی بی نہ ملتی تھی۔ بہر حال وہ اسی ایک ایف اے پاس لڑکی سے

ان کا نکاح ہوا۔ وہ ایک مہینے تک تو وہ اپنی تلاش کی جاوید شرف سے جا بچے  
ہے۔ اس کے بعد خانہ داری کے محفلے سامنے آئے تو پھر ان کی داد و دیار کا  
سننے والا کوئی نہ تھا۔ جو کے پڑ سے کالج سے شام کو گھر شریف لائے تھے  
تو دیکھتے تھے کہ بی بی پائینر پر رعبی ہیں اور باؤچی خانہ میلا ہے۔ برتن بہ دھلے  
ہوتے ہیں شوغل بھی نہ پڑا مانے جلدی کھانا پکا کر سامنے رکھا تو دریا  
تلی ہوئی اور وال کچی۔ بڑا ہی اور گوشت میں بھی نمک تیز ہو گیا اور کبھی برقیں  
زادہ ہو گئیں۔ آپ دنگ میں کھانے کا درست ہوا اس کا ذائقہ کھاٹک دیتا  
ہوتا ہے۔ وہ اکثر کھا کرتے تھے کہ مجھ سے میں خوش زندگی ان لوگوں کی جو  
چہ پڑہا رہے ہیں روپیہ پاؤں۔ پاتے ہیں اور بیسیاں ان کی نئی تعلیم سے بہرہ  
تعلیم جی علم کا سیکھنا انسانی جوہر میں کس طبقہ اور کس درجے کے انسان  
کو کیا سیکھنا چاہیے۔ یہ ہر حالت کا جدا جدا مقتضا ہوتا ہے عورتوں کو ضرور تعلیم دینا  
چاہیے لیکن صرف وہ تعلیم جو ان کی زندگی کے مناسب حال ہو۔ تعلیم کے لیے  
بہرہ بردگی لازمی نہیں ہے۔ ہر شریف گھر اس کے کنبے یا بارہی کی لڑکیوں  
کے لیے ایک کتب یا مدرسہ کا کام دے سکتا ہے۔ عام مدرسے جب کبھی کبھی لڑکیوں  
کے لیے مخرب اخلاق ثابت ہوتے ہیں لڑکیوں کے لیے ہر جگہ کس طرح مناسب  
ہو سکتی ہے بہت سی باتیں ہیں جو مردوں کے لیے بہتر اور عورتوں کے لیے گھریبا  
ہیں مرد کمانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ اور عورتیں مرد کی کئی کئی قلیت سے خرچ  
کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہیں۔ دونوں کا نصاب تعلیم دنیوی کسی طرح ایک نہیں  
ہو سکتا میں نے ان لوگوں سے جو عورتوں کے لیے بھی مردوں کی طرح عام اسکول  
قائم کرنا چاہتے ہیں سوال کیا کہ کیا آپ اپنے گھر کی لڑکیوں کو بھی اسکولوں میں  
بھیجے پڑا دے ہیں۔ اگر آدھ میں تو دوسروں کے لیے نونہ بنیے۔ یہ سوال  
شکر جب انہوں نے نظریں نیچی کر لیں تو پھر مجھے یہ کہنا پڑا کہ جب آپ یہ اسکول  
کھاروں اور باپوں کی لڑکیوں کے لیے بنائے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کھار  
اور باپ کی لڑکیاں لکھ پڑھ کر اپنے شوہروں سے متفرق رہیں گی اور مناسب  
قوی پر بڑا اثر پڑے گا۔ میں نے ایک شریف ہندو سے جو لڑکیوں کو انگریزی سکول  
میں تعلیم دلوانے کا بڑا حامی تھا سوال کیا کہ اگر آپ کی لڑکی گریجویٹ ہونے کے  
بعد کسی چار گریجویٹ کو شوہر بنا چاہے تو آپ اسے روبرو کہیں گے یا چھو آپ  
میں انہوں نے فرمایا کہ نہیں جواب سنکر میں نے کہا کہ آپ ایسے غلط خیال  
شخص کو لڑکیوں کی تعلیم انگریزی کا حامی ہونا مناسب نہیں ہے۔ جب آپ  
میں آزادی نہیں ہے تو آزاد قوموں کی تقلید آپ کے لیے موجب راحت نہیں  
ہو سکتی۔ ناظرین میری تحریر سے مجھے تنگ خیال نہ تصور فرمائیں میں آزاد  
ہوں اور آزادی کو پسند کرتا ہوں لیکن ایسی آزادی جو محض زبان پر جو  
دل میں اس کا اثر نہ ہو پسند نہیں کرتا۔ ہر وہ جس طرح مہذہبتان میں رہتی  
ہے شرف کا لازم نہیں ہے۔ لیکن اس کے ذہن اٹھا دینے کے بعد جو زمینیں  
پیش آئیں گے ان کے مقابلے کی قوت میں کسی میں نہیں پائے۔ اور اعلیٰ میں یہ



کتابوں کو مسکا دینا اور جاننا سننا سیکھنا۔ وہ تدریج کرتے تو بہتر ہے۔ دفعتاً گھر سے چھوٹ کر  
 نشیمن عہد میں باہر کر دی جائیں تو ان کی کیفیت ہوگی کہ جیسے کوئی بزرگ شخص میں نشوونما پانے کے بعد  
 قفس سے آزاد ہوا جائے اور اپنی حفاظت کی قابلیت اس میں نہ رہے خیال میں گھومتا باہر نکلنے والی  
 عورتیں بے تکلف اپنے گھنٹے کی قابلیت رکھتی ہیں لیکن بڑی بڑی عورتیں جب ہی تک جن سے سر  
 کر سکتی ہیں جب تک پرہیز میں ہیں عورتوں کے لیے تعلیم انگریزی کا ہر دے میں دیکر حاصل کرنا  
 محال آتی ہے۔ عورتوں کیلئے اعلیٰ تعلیم بڑی کا محال زمانہ جب کوئی مذہبی عورت نہیں ہو تو کون سا  
 پردہ اُس پر برتن کیا جائے۔ زمانہ کی حالت نے عورتوں کے لیے تعلیم کو ایک حد تک ضرور  
 بیکار کر دیا ہے لیکن اگرچہ کہ ہماری عورتوں کے لیے تعلیم چھوٹا لڑکا لڑکی اور بڑا لڑکا لڑکی وغیرہ بال  
 میں ہے اگر ہم انہیں زیر تعلیم نہیں لے سکتے ہیں۔ اور یہ تو بڑا خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں  
 جو کچھ ہے۔ بڑے قابل قہار و قادر و قادر ہیں وہ صرف عورتوں کی۔ دولت میں۔ اور اصف میں وہ  
 لوگ جو مسلمان شریف زادوں کو بزرگ تعلیم دیتے ہیں۔ ان میں مسلمان کی بھائیوں بہن کے کچھ موجود ہیں  
 اور ان کی بھائیوں بہن کی تعلیم کے لیے وہ بہت اچھے فکر زمانہ اور ہر دے میں عورتوں کے لیے ان کا مواد کم کر دیا  
 ہے۔ اور ان کا غرور بڑھایا جائے۔ وہ خود کو کچھ بھی سمجھتی ہوئی بہتر سے بہتر سیدیاں اور اعلیٰ حالت میں رہتی ہیں  
 سکتی ہیں جس سے ہر دے میں دل سے بالکل اتفاق ہے کہ ہم مسلمانان ہند میں اپنی تمام چیزیں گھوڑی  
 ہیں گھوڑی کے گھارے میں عورتیں ہمارے ہیں۔ اگر یہ عورتیں اپنے ذہنی تعلیم اور جسمی اخلاق پر قائم رہیں  
 تو ہم ہر اپنی عورتیں بھائیوں کے برابر سمجھیں گے۔ دماغی زمانہ کی دست برد سے محفوظ رہیں تو ہر دے میں بھرتے  
 کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ شرفاء ہند کی عورتوں میں جو اس کے کوہ و ہر شادی کی چند رہے۔ اور عورتوں  
 کی پادشہ ہیں۔ وہ بھی بعض اپنے عہدوں کی جہالت اور اخلاقی کمزوری کی وجہ سے ان کی کم کامیابی  
 یا اخلاقی قیام کوئی نہیں جاسکتا۔ خانہ داری میں ہم بھی پادشہوں میں کھانا پکانے میں اچھے نہ رہتے  
 ہیں پر دوش اولاد میں وہ آپ اپنی نظیر ہیں اور جس سے ہر دے میں استقلال اور عزت و آبرو کے ساتھ وہ اپنے  
 بڑے دستور و تعلیم کے بدولت اپنے گھر میں کی حالت غلامی کو درست کیے چلے خود داری کے ساتھ  
 اگر رکھتی ہیں شاید ہی دنیا کے پر وہ ہماری عورتیں لیں۔ ہم بڑے ادبیت سے ہمیں لیکن ہماری  
 عورتیں چھ اور بہت اچھی ہیں۔ ہم خارجی تو وہ گلاب کی ٹکڑیوں میں ہیں اور ان سے ہماری وقت  
 ہے۔ اسے خدا تو انہیں عبادت دینے سے بھلا دے ہر دے میں اخلاق تعلیم سے انہیں بے خبر ہے  
 عام شکایت ہے کہ کئی تعلیم نہ رکھنے کو مذہب سے بچا نہ پھلایا۔ گھر کے بڑے بڑوں کا ناخاکم  
 وقت اور ہمارے کے باخبر لوگوں کا کھانا ان کے دل سے نکال دیا۔ مضامین کی سختی نے جس میں  
 منہجیت کا کھانا نہیں کیا جاتا، ان کے قوتے جہالتی گزرد کر دیے اور اپنے ذہنی طور پر انہیں ہونے  
 دیکھ جس کو چاہے کہ تعلیم کا پس پدا کرتی ہیں۔ لیکن ان سب برائیوں کے ساتھ جو شے ان کی تھی

کئی دہائیوں سے اس تعلیم سے مل کر ملازمین یا خدایہ پنے ہاتھ اچلتے ہیں کئی بدولت زر حاصل ہوتا  
 ہے اور اس طرح کافی مبالغہ جہاتی ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم اگر کسی مضامین پر جو پڑھ رہیں ہیں  
 قائم ہے وہی جائیگی تو علاوہ ان خوب کے جو علوم خانہ داری کے نہ سیکھنے سے ان میں پیدا ہوگا  
 وہ خوب بھی پیدا ہونے کا ذکر کرنا ہی اوپر کیا گیا ہے اور یہ خوب نہایت ہی تکلیف دہ ثابت  
 ہونے کا جب سب ہی مضامین رہ جائیگا اور نہ پیدا کر لے گی ایک صورت جو عورتوں کے لیے تعلیم  
 ہے عورتوں کے لیے پیدا ہوگی۔ یاد ہے کہ عورتوں کی آزادی بجا تو کچھ بھی تکلیف دہ نہیں  
 ہے لیکن عورتوں کی آزادی بجا ہونے کے لیے باعث و محنت ہوگی اور یہ نہ صرف عورتوں  
 کی محنت ہے بلکہ قوم پر اثر پڑ جائیگی۔

میں عورتوں کا ہمیشہ سے حامی ہوں۔ ان کے حقوق کی حفاظت کے متعلق میری  
 نالیقات کا بہت بڑا حصہ وقت ہے۔ میں ان کی بڑا نادی کے لیے قوم سے برابر لڑتا آیا ہوں  
 ان کی تعلیم کا بھی بہت بڑا خیال ہے۔ رسم پر وہ جس سختی سے قائم ہو گئیں اسے تو اٹھا کر اٹھا  
 صلحت جانتا ہوں لیکن تبدیلی مسیح کی بہا کر کے شرعی پر وہ ملک اسے لانا اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ سب  
 کچھ جو عورتوں کے لیے وجود پونہ پونہ کی تعلیم کا ماننا نہیں کرنا میرے نزدیک عورتوں کی تعلیم  
 دشمنی کرنا ہے میں بالکل خلاف ہوں ان کی خواہش ان قوم کی رائے سے جو لوگوں کا اس مضامین پر اعلیٰ  
 دینا چاہتے ہیں۔ جو لوگوں کے لیے پونہ پونہ میں قائم کیے گئے ہیں میں ان کے حق میں ہوں اس کے اوپر  
 کہ انہیں چاہتا ہے اگر یہ لوگ ہندو دی تعلیم کرتے ہیں تو بالکل بالذات کے حکم سے ممکن ہے کہ ان کے غرض  
 میں کوئی مزاحمت ہو لیکن اگر یہ لوگ ہندو قوم کے سامنے اپنا اعتراض کر دے اور قوم کے لیے یہ رکھنا  
 کیلئے ایسا کرتے ہیں تو مجھے بہت شک ہے کہ یہ عہد انہیں شکور اور جند اللہ عاجز ہونگے۔

اس میں کلام نہیں ہے کہ عورتوں کی تعلیم پر غامض جو کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی  
 ذہنی تعلیم کے مضامین میں کچھ علم حساب کا اضافہ ہو گا تو اچھا ہے۔ طریقہ تعلیم کے متعلق بہترین صورت  
 یہ نظر آتی ہے کہ ہر شرف مسلمان کا گھر تعلیم نواں کے لیے ایک مدرستہ قرار دیا جائے اور وہاں  
 تعلیم کے لیے وہ تمام لڑکیاں جمع ہوں جو شادی یا دیگر کی تقریب میں وہاں بے تکلف آتی  
 جاتی ہیں۔ بڑے سامنے والے پار چالے والیاں وہ ہوں جن کے سامنے  
 آنا دیگر مواقع پر بھی لڑکیوں کے اوپر دیا جائے رکھتے ہیں۔ لڑکیوں کو  
 جس منقر تعلیم کی ضرورت ہے اس کے لیے یہ انتظام بہت  
 کافی ہے +

ابوالفضل محمد احسان اللہ دہلوی

## جذبات اکبر

علم و حکمت میں ہو اگر خواہی نہیں  
 شاہی ذکر اپنی قبل مقصیل علوم  
 بھولے جاتے ہیں ہستی بھی اپنی  
 جو دولت دجاہ بھی کمی پر ہر روز

غلو کردہ نفس و نیچر کو ہر دم  
 جو چاہے لگے زبان کو وہ شک نہیں  
 پڑتا ہے جس سے صاحب جہد کا کام  
 نافذ ہے ہر نفس کا رہیت ہے لگاؤ

اجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ

کوئی خدمت دروغ بان کے سپرد نہ کرو اس لیے کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں  
دنیا کا کوئی کلیہ استثناء سے خالی نہیں ایک غصے جو اپنی تمام مشیتوں سے محروم ہے  
اسی موقع پر تعجب و غفلت بھی جاتی ہے اور اسی طرح بعض چیزیں ایسی ہیں جو حقیقت  
بڑی بڑی ہیں لیکن وقتوں میں ان کا اچھا اثر توبہ نہ ہوتا۔ کذب ہی اس اثر سے میل نہیں ج  
بادہ و کذب، محض دھن ایمان اور مصیبت ہی تمام بعض موقوف پر صرف جائز ہی  
نہیں بلکہ مستحب ہے۔

[illegible]

دنیا کے ہر شعبہ کا یہی حال ہے، اعضا و انسانی یوں تو تمام تھا، انسانی نے بے ضروری اور مفید جس چیز کو اس میں انیک جز یا سبب بھی کہ جس کی حرکت پر تمام اعضاء کی حرکت متصور ہے جس کی اچھائی اور برائی کا اثر تمام اعضاء پر مرتب ہوتا ہے، جس کو بنیاد یا اساس کا خطاب یا گیا ہے، جس کے متعلق شرعیت ملے گا اور وہاں اذا اصلہ صلح ہے۔  
 قلہ اذا اقلید منہ انجیل قلہ

پس ہر اس شخص کا جو اپنی ہستی کو ایک بالہ ہستی بنانا چاہتا ہے اور اپنی ذات کو دنیا و رکا آدمی بنانے کی خواہش رکھتا ہے، فرض کیے کہ جس پہلے اپنے قلب کی حالت درست ہے اسے اس کی درستگی پر تمام حالات و ممکنات کی درستگی موقوف ہے۔

سب بحر کو غور کرنا چاہیے کہ دینش میان اور منہد قلب کون ہے۔ صحیح زیادہ غریب  
قلب لکھ دیکھیں مغفل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر محبوب  
جو اللہ کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ بٹھاتا ہے، جو پھیل جاتا ہے اور کچھ دن کے بعد اس کا پورا  
سب سیاہ و تاریک ہو جاتا ہے، جبکہ جو دنیا کی تمام برائیاں خوشنما پرکریں نظر آتی  
ہیں۔ انہاں اندھا ہو جاتا ہے۔ بھلے لوگ میں مطلق تیز نہیں ہوتی۔

بہت سے لوگ حصولِ ذر کیلئے حیرت بولتے ہیں لیکن انکا خیال غلط ہے۔ اگر  
پیغمبرِ مومن اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقوال کو حکمت سمجھتے ہیں تو  
ان کے لیے حضرت مہدیؑ کی روایت کا یہ قول کافی ہے۔

[illegible]

اپنے سلف صالحین کی تائید اٹھا کر دیکھی جو حیرت ہو گئی ایک دہائی چشم کے دیر  
 میں آتا ہے اور بوقت خطاب غلیظہ کا لفظ اس کے نام کے ساتھ نہیں ملتا غلیظہ ناراض ہو کر  
 جبرور یافت کرتا ہے وہ دہائی ہلاؤں و خطر صاف صاف لفظوں میں یہ کہتا ہے کہ ابھی لوگ  
 بڑی خلافت پر متعین نہیں ہیں میں بتا رہا ہوں کہ عند اللہ مجھے غلیظہ کئے میں کا ذب یہ مشرک  
 رکھتے اس کا شوق دیتے رہا اپنے مخالفین کا رہی کر۔

ایک بادشاہ ایک فقیر کی حق گوئی سے ناراض ہو کر اس کو فقیر کو تباہی کے احباب  
سکھاتا ہے اور اسکی علاقہ صحت آزادی پر اٹھا راضی کرتے ہیں لیکن فقیر یہ جواب  
پتا ہے

رسائیدین ہر جرحی طاعت است نیز زمان نہ ترسم کہ یک ساعت بہت  
 میں ہر جرحی عبادت الہی ہے، مجھے قید خانہ کی جو وحشیانہ تکلیف ہو مطلقاً بردا  
 نہیں ہے \* بادشاہ یہ سنکر اسکو دامن اکھیں ہونے لگا حکم فرمایا جو اس پر بھی وہ باز نہیں  
 آتا اور کہتا ہے

کہ دنیا ہی ساعتے بیش نیست      علم و خرمی بیش در پیش نیست  
 دنیا کا قیام ایک ساعت کے قیام سے زیادہ وقت نہیں رکھتا۔ سچ و خوشی فقیر کے لیے  
 درون کیساں ہیں۔ بادشاہ غیظ و غضب سے بل اُٹھتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ اس کی زبان  
 کسی سے کھینچ لی جائے۔ اس سے بھی بڑے پائے استقلال میں زرا نہیں آتا اور کہتا ہے  
 من از بے زبانی نہ دارم منے      کہ دائم کہنا کہ نہ داند ہے  
 ہموں اپنی بے زبانی کی طرف تڑوے ہوئی، ایسے کہ خداوند و ہدہ لاشریک کو سننے کیلئے

من یشترها لا یکن ذی المنطق  
جو شخص پرزہ سرائی میں شور مچاتا ہے  
وہ حذب الکذب علی المسانہ  
جو محبت کو بیوقوفیت سمجھتا ہے اس سے  
لا تسلم الاموالی کن ذوب  
نشرائی بالصدق لہ صدق  
میر کوئی سچی بات کہے تو اس کا اعتبار کرنا  
فالصدق لیس کاٹا من شانہ  
حقائی کی اُسید فضول ہے  
فانہ لاسرائی للمکذوب

کہتے: افسوس کی بات جو کہ جیسے اسلاف جھوٹ کے ہتھا بھگائی جان سکی پر وہ  
نہ کرتے تھے اور ہم مسموئی فائدہ کیلئے ایمان فروشی پر آمادہ ہیں +  
سید علیہ القیوم علیہ آبادی - متعلم و العظم تدوہ العلماء - لکھنؤ

دبان کی ضرورت نہیں۔  
قرآن کے مخلوق و غیر مخلوق ہونے کے مسئلہ میں ہزاروں حناطہ نے اپنی جگہ  
قرآن کریم میں لکھن سیر کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالنا گوارا نہ کیا،

## فیض

ان کی طاقت میں ہیں بکلی کے کرشمے سائے  
ایک سے ایک ترقی و قیامت ان کی صنعت ہیں سے بھی کچھ بیگنی صنعت کی  
ربح سکوں میں ہو سٹو جو حرفت ان کی جس جگہ دیکھتے ہیں یہ تجارت ان کی  
ان کے قابو میں سمند ہو یا اس میں ہے  
بائے جو چیز ہے وہ نام خدا اس میں ہے

الغرض اس نشہ فیض سے ترقی ہوگی ہند میں وادی امن کی جتنی ہوگی  
مغربی طرز کی جو بات ہے اچھی ہوگی سر بلندی کے لیے تہیہ کی کتنی ہوگی  
مغربی رنگ جیسے وٹ ہنس کر نکلیں  
کوٹ بنگلہ کا ہوسٹ ہنس کر نکلیں  
سبز میدان میں گرگٹ کھینٹیں گھیلیں گول تخت ہال کا لہرے کے برابر لیں  
علم کے واسطے کا بج کی مصیبت جھیلیں یعنی لوہے کے بچے چابک پا پڑھ لیں  
جب کہیں دہریہ اسلام کی ہستی ہوگی  
اپنے مذہب میں اگر قوم پرستی ہوگی

### اولد فیض

اچھے لوگوں کا یہ دعویٰ ہے وہی بات کرو ہوتی آئی بزرگوں سے جو ذرات کرو  
ہادی قوم جو ہیں ان سے ملاقات کرو دہریشن کے زمانے سے خیالات کرو  
ہوگی قرآن کی تلاوت سے ترقی اپنی  
بارسائی سے عبادت سے ترقی اپنی  
یاد خالق کی کرو خوب نازی ہو کر ذلعت نامہ کی بڑے شب کی ہلازی ہو کر  
نازولے بھی کریں نازی نازی ہو کر اپنا الطاف بڑے بندہ نازی ہو کر  
دسمان ہوا اپنے بزرگوں کے نسب کا دل میں  
اپنے اخلاق و تمدن کا ادب کا دل میں

اپنی تاریخ ہے اسلاف کے امتنان کی جسکی بنیاد پہنچتی ہے مسلمانوں کی  
کچھ خبر بھی ہے مشاہیر کا حسنوں کی مسجدیں سینکڑوں جوانی تھیں میاؤں کی  
میں مسلمان وہی ہند کے بننے والے  
کلہ پاک شہادت کے ہیں کئے والے  
دین اسلام کی جنت میں جاہلی تھی شادی تھی میرٹھ میں خورسندی تھی  
عقل تھی نعمتی عزت تھی خورسندی تھی جاہلی رات کی ہر شہر میں نوچند تھی

مشرق بخت سے تباہ ہوا ہر اقبال علم و دولت میں جو عالم امکان کی کمال  
اس زمانے میں لکھا جو ترقی کے جمال روز و پیش اسلام کی ہستی کا سال  
ناخدا قوم کی کشی کو پائیں کسیونکو  
یچ منجھد صا رہیں ہر پار لگائیں کیونکر

### فیض

نوبواؤں کے خیالات ہیں ترمیم سے اب نیا دور ہے انکی نئی تقویم ہے  
پوستاں اور لکھتاں کی نہ تعلیم ہے فارسی دور کو معشرہ کی تعلیم ہے  
جان بڑھات کی یورپ سے برابر ہو کر  
کام بن جائیں گے ہر ٹرٹ پسند ہو کر  
کام آنے کی نہیں تھی زبانی اپنی رنگ آلودہ ہے شمشیر پڑائی اپنی  
لوتاریج ہے جھوٹی ہے کہانی اپنی کون بڑا دکرست معفت جوانی اپنی  
ہائیں گے راو ترقی میں وہ نیون ہو کر  
قوم کی ریل کو لیجائیں گے انجن ہو کر

خسفی میں تو زمانے میں نئے دد کو ہیں بات میں خیالات مجب ہو کر ہیں  
دور کی سوچنے والے ہیں بڑے غور کو ہیں خاص لندن کے ہیں دلی کو نہ لا جو کر ہیں  
حل کیا پوشش نقل کا مقدمہ کس نے

کان بچو ایو لیسو کو سنا ہو جس نے  
ان کی تحقیق کا دعویٰ یوزیں بھرتی ہے آگیا سوچنے والوں کو قہیں بھرتی ہے  
ورنہ ابلک یہی کہتے تھے کہیں بھرتی ہے تو دیکھا ہے حسینوں کی کہیں بھرتی ہے  
جو کوئی عشق کی راہوں میں پھرا کر تھے  
کوچہ یاد نکھا ہوں میں جیسدا کر تھے

میں ترقی نے ہسمات دکھائے کیا کیا خبر یہ دینے کے لیے تار بنائے کیا کیا  
بیرے زہلین کے ہوائیں میں لٹائے کیا کیا اور طوفان سمند میں اٹھائے کیا کیا  
بستے دریا کی روانی کو کہیں روک دیا  
نہر کے واسطے پانی کو کہیں روک دیا

دی ترقی ہے ہر بلادوں کو جاننا نہی کام اتنا نہ کیا جو کسی غازی نے  
کر لیا وقت کو قابو میں غریب نازی نے خوب ترکیب کی ہند کی غمازی نے  
برق میں شمع خیس کئے ہیں ہائے

روز قرآن پڑھو اپنے طریقوں پر رہو

## فیصل

الغرض دونوں فریقوں کی زبانی کچھ ہو  
 زندگی کے لیے جو چیز پڑائی کچھ ہے  
 دونوں سچے ہیں اگر دونوں میں یکنائی ہو  
 میں جو امن تھا اخلاق ہو ذاتی ہو  
 قوم بن جائیگی ایسا اگر جو ہم میں  
 قوم بن جائیگی غمخوار اگر جو ہم میں  
 ایک کا ایک طرفدار اگر جو ہم میں  
 ایک کا ایک مددگار اگر جو ہم میں  
 روز آپس میں لڑا کیجیے لہروں کی طرح  
 ایک ہو جاؤ مگر وقت پہ نہروں کی طرح  
 مغربی علم پر جو مشرقی تہذیب رہے  
 جاؤ دنیا میں مگر قوم کی ترتیب رہے  
 اس زمانے میں ترکی کی یہ ترکیب ہے  
 کھیل کا کھیل جو تادیب کی تادیب ہے  
 جتنے بچے ہیں یہاں غیرت سرسید ہوں  
 محسن اٹھک ہوں یا دینی نذیر احمد ہوں  
 اس طرح دہریہ اسلام کی ہستی ہوگی  
 رحمت ابرکرم ٹھہریں رستی ہوگی  
 اہل اسلام کی ہر شہر میں ہستی ہوگی  
 عافیت قوم کے بازار میں ہستی ہوگی  
 ہے خلیق جگہ انکار کی آواز سی  
 ایک ہو جائیے توحید کا ہے رازی

مشی عبدالحق خلیق دہلوی

فارغ البال تھے تسلیم و رضا کے بند سے  
عیش و آرام کے ملک تھے خدا کے بندے

دہر میں کاشف اسرار یعنی ہم تھے اور حشرۂ اہلب زبانی ہسم تھے  
 علم میں علم طبعیات کے بالی ہم تھے بخت میں بخت سکندر کی فتانی ہم تھے  
 فلسفہ اور ریاضی تھا ہمارے علم کا نام لقمان و فلاطون تھا سائے علم کا  
 دلی کا نام نہ تھا ورنہ تھا بختیاری کا لطف توحیدیں آجاتا تھا تنہائی کا  
 شوق عذاب کو دور تھی کی بھرتائی کا دل قناعت سے فنی صبر و شکیبائی کا  
 شمع حسن نبوی جلوہ مگن مہی دل میں نور پر نور برست تھا ہر اک مخلص میں  
 جھلک اُس بخت کا کہیں نام نہیں بخشش و فیض و کرم جو دو تھا عا نہیں  
 فائدہ بخش ظفانی کا کوئی کام نہیں اہل دولت کو بھی اس دور میں آرا نہیں  
 جس غالب و قناعت سے پرے پہنچتے ہیں اور فیشن کی قرئی پر مے رہتے ہیں  
 بیٹھ کر کوٹ پر پتلون چڑھائی ہے سائل کا کوئی ٹوٹ کا قناشائی ہے  
 مینا بازار میں اب انجن آرائی ہے جھک کر دیکھو وہ نئے حسن کشیدائی ہے  
 روز روز ہٹل میں جاں بادہ پرستی ہوگی غیر عکس جو دہان قوم کی ہستی ہوگی  
 ایسی باتوں میں کبھی ہستی اسلام نہیں مغربی طرزیں وحدت کا کہیں نام نہیں  
 اہل فیشن میں حقیقت کا سراغ نہیں روز روزی ہے یہاں روزہ کا کچھ نام نہیں  
 ہستی اسلام کی درکار اگر ہے تو کہو

کیا پرندوں کا چھڑنا ثواب ہے؟

پچانے رکھ اگر ظلم نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ ایک دن میں بازار جا رہا تھا۔ اتفاقاً چند  
چڑی مار نظر پڑے جن کے پاس مختلف قسم کے بوندے پتھروں اور سوجولیوں  
میں پیسے تھے۔ اور ان میں بہت زیادہ ایسے پرانے جنگھن ملے نصائی کی دھیس  
وام تمس میں پچانسا گیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ چند ہندو مسلمان لوگوں نے ان جانوروں  
کو اودھ آنے کی جاؤر دیر بیخیزا شروع کیا کہ یہ حضرت اہل کو اٹھیم مجھے میں گلاؤں  
خیز نہیں گا جانور دیکھم تم میں پچنے کا باعث ہی حضرات ہیں مجھ کو ایسی وقت قابل  
پر یوں مد ظلم الاقدس کا فونی جو سیکھ گئے والوں کی نسبت تھا و آجا جس میں تجربہ کو  
چنے کے جانور کو جو سیکھ گئے کے عادی تھے یہ سیکھ گیا کہ پشرونی اگر انکو بیکٹ دی جائے تو  
آپ بھکے ہیں اور محنت مزدوری کریں سیکھ کر دیکھ یوں وہ حضرات جو یہ دیکھا پھر ان کو بھگتے  
ہیں۔ اگر وہ مار دے پشرونی بھگتے جاتے ہیں تو کیا کہیں اس قسم کے زندوں کو پشرونی اس حد تک  
کے شیعہ فی فعل کام میں صرف ہونے سے محفوظ نہیں اور تحقیق کے کام میں۔ والسلام علی  
من اتبع الهدی

عرفان علی رضوی

عرفان علی رضوی

مافیٰ عروج میں نے انسان کو اشراف المخلوقات بنایا ہے اور اس کے واسطے ہر ذرہ ہزار عالم کو پیدا کیا۔ ہر ذرہ بزرگ شجر، جیسے سب انسان ہی کے واسطے ہیں۔ بعض اشیا، نو بادی، انظر ہی غیر عقیدہ معلوم ہوتی ہیں مگر وہ بھی خواہ اسے غالی نہیں تسلیم ہو، دُنئے میں ہے پالا پڑتا ہے، پرندے بھی مخلوق خدا ہیں اور وہ نیزاؤں قسم کے ہوتے ہیں مگر میں انسانی ضروریات کو ملحوظ رکھ کر ان کو تین قسم پر تقسیم کرتا ہوں۔ قتلادہ پرندے ہیں جو اپنی عمر بھر لی آواز اور دلکش نقوش سے انسان کے پروردگار کو یاد دلاتے ہیں۔ مثلاً وہ پرندے ہیں جو شرعاً حلال ہیں اور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ مثلاً وہ پرندے ہیں جو ان دونوں قسموں سے علیحدہ ہیں۔ دوسری نو بادی، انظر ہی غیر مفید معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے مندرجہ عنوان سوال اسی مؤرخ الذکر ہم سے متعلق ہے جو بی بیہر قسم کے جانور کو کھلاتے ہیں جو کھانا کھانے کے لیے کھانے سے کام لے رہا ہو یا بول و دوام قسم کے پرندوں کے بیٹے کے وجہ تو صاف ظاہر ہے عیاں راجح بیان۔ مگر مؤرخ الذکر یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ دوا م قلعہ میں

# تذکرۃ السلف

بے شک عقل والوں کے لیے ان لوگوں کے حالات میں (بڑی) عبرت ہو

## تذکرۃ السلف

### استقامت

نقد رے بنایا تھا انہیں زندہ اُمیہ کا  
 گلے میں ڈالکر یہ وہ کچھ اٹھا کر لوگوں سے  
 لٹا تھا اُمیہ اُن کو تین ریت پر اکثر  
 بھر اسے گدگد کرتا تھا پھر کئے سینہ پر  
 اُسے اُٹھاتا مگر جو وہ وحدت رسالت کا  
 ادھر زہم ہا ہل تھا اُدھر تھا شہد کا پیر  
 گر بے سود تھی سب کچھ پر وطن سلم آرائی  
 ہاں عاشق اسلام سب کچھ جاں پہ تھے تھو  
 احمد اکبر کا لگاتے تھے وہ جب نعرہ  
 یہی حالت حقوت کی رہی اُن کی قاتل کا قلم  
 خرید آپ نے انگو اُمیہ سے بعد شکل  
 کو آواز دہراؤ خدا میں آپ نے ان کو  
 فقط مسلم کا سینہ ہے خیرین ایسی نعمت کا  
 نہیں ناہل کو حاصل یہ دولت استقامت کی

(حکیم) مظفر حسین اختر - دہلی

رحمہم اللہ توں مرکز جہالت کا حماقت کا  
 کہ جس میں دور نا تھا کبھی و حد رسالت کا  
 نغماں و حوند سے نہ تھا تھا ہر پڑھن باحت کا  
 مٹا دیا و خطا جب حضرت نے توحید و رسالت کا  
 عباد اللہ پر فتنہ اُٹھایا پس قیامت کا  
 کیا کفار نے تسلیم یہ اہل ظلم و طاقت کا  
 عیواریں یکسر چوکی بادل مصیبت کا  
 زمین آیا جواب اُن سے جو قرآن کی فصاحت کا  
 اُٹھا کھانا کتہ شہادت کا جہالت کا  
 بجز تائید حق سااں نہ تھا کوئی حفاظت کا  
 بنا تھا تانہ اللہ تک مرکز خلافت کا  
 نہ تھا کوئی مسلموں سے رشتہ بھی اخوت کا  
 یہی پہلا خاموشی امتحان و ہفت امت کا  
 نہ سوا اپنے مرکز سے ذرا پاؤں صدقت کا  
 غلامی اس کی قسمت میں تھی جہاں قیامت کی  
 حرب یہاں پہنچ لائی تھی کشش جن کے حالات کی

حرب، تقدیر حاصل جسے کی قطار عالم میں  
 تہذیب تھی تو کئی آہ اس ارض مقدس میں  
 نہ تھی تھا جہنم کا یہ قطعہ ظلم و جھیاں سے  
 اہل ظلم و ان ظلم و ستم کا خاک ابلجی سے  
 بیاہشت کرنا ظلم و ستم کا اہل مکہ نے  
 صدائے حق تھی جہاں برقی نقل و حرکت  
 حرب کا ذرہ ذرہ تک جو اسلام کا دشمن  
 اُٹھ کر آئے وہ اُٹھ کر تھی حضرت کی (سماوات) اللہ  
 ہزاروں ظلم و جور کا اُن کی سلا تو کئی جانوں پر  
 رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم تھے رفیق اعدا کے  
 بہت بیباک تھے کشتی تھی۔ اشرار مکہ کے  
 اُن کا یہ تھی کہیں کچھ اس طرح سے کفار بکھرنے  
 بہت نازک تھی حالت ان دونوں شہوتوں کی  
 مگر یہ سب دیکھیں یہ کوششیں کفار مکہ کی  
 نہایت بیکار تھیں تھی وہاں جہالت کی  
 وہ خالی چہرہ مسلم۔ ہاں مومن کا مل

## حضرت عمرؓ کی بے تعصبی

جو غیر بنائے ہیں اس کو کہو "عیسائیوں وغیرہ کا کھانا آجکل مکروہ اور ممنوع بنایا جاتا ہے لیکن  
 حضرت عمرؓ نے نہ احادیث میں یہ قاعدہ داخل کر دیا تھا کہ جب کسی سلمان کا گزرو تو عیسائی انگو  
 تین من حن رکھیں۔ آج غیر قوموں نے عداوت اور شہ کھنے کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن حضرت  
 عمرؓ کا یہ تھا کہ مرنے مرنے عیسائی اور یودی عایا کو نہ جو بے چارے ان کی نسبت رحم و ہمدردی کی  
 جو وصیت کی وہ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ ان کو جو شہ نہ لے لے نہ جھگڑاؤں اس کو حضرت عمرؓ کے  
 مان و فضل میں تھا کہ ان کو نہ ہل دیتے (یعنی وہ عیسائی اور یودی جو کھانے لکھتے ہیں بے شک تھے) بیکار  
 کرنا کی تاکید کرتے تھے چنانچہ شاہ عبدالغفار نے فرمایا: "راز ان کا کھانا ہل دیتے تاکہ یہ غور نہ  
 (راؤ ذوالفقار علی شاہ دہلوی)

حضرت عمرؓ اگرچہ مذہب کی جسم تصویر تھے لیکن زیادہ متعصب نہ تھے۔ اور  
 آجکل کے مقدس لوگوں کی طرح تعصب اور سختی نہ تھی۔ ہمارے علماء عیسائیوں  
 کے برحق وغیرہ کا استعمال کرنا تقدس کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ کی  
 نسبت امام بخاری اور امام شافعی نے روایت کی ہے کہ انی جہتا میں مآء حبشی  
 ماء من عندی نہ کرنا مکتبہ بنوی کی روایت اس سے زیادہ صاف ہے تو جہتا  
 مکتوب من مآء حبشی جہتا نہ کرنا مکتبہ بنوی حضرت عمرؓ نے ایک عیسائی عورت کے  
 گھر سے پانی سے وضو کیا۔ بنوی نے حضرت عمرؓ کا یہ قول بھی نقل کیا کہ عیسائی

# وَحَبْلُكُمْ بِاللِّحْمِ الْحَسَنِ

اور ان کے ساتھ بحث پسندیدہ طور پر کیا کر دے

## ذاکرہ مناظرہ

### ابطال التنقید

#### جواب اعتراضات مسافر آگرہ برقرآن مجید

(از جناب مولانا سید محمد اردوان صاحب زنگی پوری مولوی مفتی فضل و صدر الافاضل)

مسافر آگرہ آریہ صاحبان کا ایک مشہور و مقتدر مذہبی اخبار ہے جو اپنا اہم ترین مقصد آریہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت بیان کرتا ہے۔ مگر جس انیسویں ہجری کے اپنے نیک اور قابل ترمیم فکر کا بل غلطی مقصد کے حصول کے لیے ہمارے محترم مہمصر نے جن تحریری ذرائع کا اختیار کیا جو وہ صرف اخلاقی و دینی طبع عام مذہبی نقطہ نظر سے ہی پسندیدہ اور مفید نہیں کہے جاسکتے ہیں بلکہ زمانہ کے اقتضا سے تعلیم و تہذیب کے بہت سے اصول بدل گئے ہیں اسی طرح تبلیغ مذاہب اور تہذیب عقائد کے مسائل و ذرائع بھی اب وہ نہیں ہے جو چند سال قبل مفید و موثر سمجھے جاتے تھے۔ آج کل کسی مذہب کی حقانیت کا ثبوت دینے اور اس کا دائرہ اثر و اشاعت و دوامیت وسیع کرنے کے لیے سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ انسان کی دینی پروری دنیوی و دنیاوی ضروریات اور جدید ترین اصول و اطلالیہ کے لحاظ سے اس مذہب کے محاسن و خصوصیات اور فوائد و برکات واضح طور پر اپنا زمانہ کے دل نشین کر دیے جائیں۔ اگرچہ ان اعتراضات کی جانب توجہ کی جائے جو اس مذہب کے اصول و تعلیمات کے متعلق دوسرے مذاہب کے پیروں کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں اور سب سے آخر میں اس مذہب کے اصول و تعلیمات کا وہ سب سے مذاہب کے اصول و تعلیمات سے حقائق اور مضامین موازنہ کر کے یہ دکھانا جائے کہ ان خلاف امور میں وہ مذہب اپنے زمانہ کے دوسرے مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ جہاں تک ہم کو علم ہے (اور اس بارے میں ہم اپنے علم کے ناقص ہونے کے معترف ہیں) کہ مسافر آگرہ کے مطالعہ کی غرض سے ہر مہمصر سے جو حال ہوتی ہے (ہمارا پرچہ جو تبلیغ و اشاعت میں مندرجہ بالا مفید و موثر اصول کی پروا نہیں کرتا۔ وہ آریہ مذہب کے محاسن و برکات کے اعلان و اظہار میں بھی بکل سے کام لیتا ہے) بکل کا لفظ ہم نے اس لیے استعمال کیا ہے کہ آریہ مذہب کے دنیوی و دنیاوی مقاصد کے لیے اس مذہب میں بھی بہت سی خوبیاں ہیں جن سے دنیا کو روشناس و متعارف کرنا ہر صابی مذہب کے لیے ضروری ہے (اور محض دوسرے مذہب خصوصاً مذہب اسلام کی متقیوں و متبعین کو بھی کامیابی و مقصد برآئی کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ مگر شاید ہمارے معزز مہمصر نے جو تبلیغ میں اس حقیقت کو فراموش کر دیا ہے کہ متبع مذہب اور پابند دین ہونے کی حیثیت سے آریہ مذہب کی حیثیت اور موسمی سبب باہر ہیں۔ اور دہریت و لا مذہبی کا جو سیلاب چار کا باہمی رشتہ اندازوں کی وجہ سے مذہب کی دیواروں کو زبردور و زکر و کرنا چلا جا رہا ہے اس کی روک تھام کی کوشش کرنا پیر و دان و پیک و دھرم کے لیے بھی ناجائز و ضروری ہے جتنا مسیحی اسلام و عیسائیت وغیرہ کیلئے۔ اگر (بزم مسافر) محض قرآن مجید اور مذہب اسلام کے تقاضے دکھا دیتے تھے و پیک و دھرم کو تقویت پہنچ سکتی یا اس کے پیروں کا دائرہ وسیع ہو سکتا تو ہم کو کام مذہبی مفاد کو خیال سے اپنے معزز مہمصر کو نمائش کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن میں یقین ہے اور غالباً معزز مسافر کے قابل اندیشہ نیز کو بھی مجرب ہو گیا ہو گا کہ مناظرہ و مباحثہ کا جو طریقہ اس نے اختیار کر رکھا ہے اس سے سوائے اس کے کہ دیان و مذاہب کے خلاف بلکائیں کو ترتی ہو یا بعض مذاہب کے پیروں کے جذبات مذہبی کو صدمہ پہنچے اور کوئی مفید نتیجہ آریہ نقطہ نظر سے بھی مترشح نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میں اس لیے کہ ہمارا معزز مہمصر اپنی روش میں کم از کم اتنی تبدیلی ضرور کر دے گا کہ اس کی تحریرات بدینیتی و بے انصافی پر محمول نہ کی جائیں اور اپنے آریہ مذہب کو بھی کوئی مستندہ نتیجہ نہ ملے۔

مندرجہ ذیل معنون ہادی اساتذہ جناب مولانا سید محمد اردوان صاحب زنگی پوری نے اس مسئلہ مضامین کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو عرصہ سے "قرآن مجید پر تنقید" کے عنوان سے مہمصر مسافر آگرہ میں شائع ہورہا ہے۔ مسافر آگرہ اس مسئلہ مضامین کے متعلق بھی عمری حیثیت سے جو دینی شکایت ہے جس کا سطور بالا میں ذکر کیا جا چکا ہے یعنی ان معنوں میں میں تنقید پر تنقید نہیں بلکہ قرآن مجید کی مخالفت بھی اس لیے نہیں کہ اس سے آریہ مذہب کے محاسن و خصوصیات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ اس لیے کہ اس سے قرآن مجید اور اسلام کی توحید و تفسیر ہوتی ہے اور مسافر کے مسلمان ناظرین کے جذبات مذہبی کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اس قسم کے معنوں کا ترکیب ترکیب جواب دینا ہمارے نزدیک انتہا دور کا وقت



جنگستہ ہے اس لیے ہم ان اسلامی معاصرین کے رویہ کو سخت نا پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں جو معاصر ساز کے دل آزادانہ طور سے براؤنڈ ہو کر عین غضب کے جوش میں دیکھ کر ہولناکی ہی احسن کے ارشاد پاک کو قبول جاتے ہیں اور اپنی نا تمام عزیمتیں ان کے جہالت مذہبی کو تخلیق دیتے ہیں۔ جب تک معاصر ساز کی "تقدیر قرآن" میں اس سے اعتراضات غیر وارد اور بہت سے جملے بابت تہذیب و سنات سے کرے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن دنیا بھی اب ایسی بے وقوف نہیں رہی ہے کہ وہ اس قسم کے اعتراضات و اعتراضات سے متاثر ہو کر قرآن حکیم کے خلاف یا آئینہ مذہب کے موافق کوئی طوطی اٹھانے کا کام کرے۔ اس لیے ہمارے نزدیک معاصر ساز کی "تشبیہ" کا جواب لکھنے والوں کو اس کے بخیر و بھلا عقائد کی طرف توجہ کرنی چاہیے جن سے ناواقفوں کے دلوں میں قرآن کریم کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہوئے گا۔ اندیشہ ہے۔ یا جن سے حقائق و معارف قرآن حکیم پر کچھ روشنی پڑ سکتی ہو۔ ہم جناب مولانا سید محمد رفیع صاحب زنگی پوری مدظلہ کے مضمون کے متعلق یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ نے باوجود ساٹھ سال کی طویل و خطرناک علالت اس بے حد عظیم القدر مضمون کے اس "سو حسنہ" کی روشنی میں جو نظر رکھ کر معاصر ساز فرما رہے ہیں اہم اعتراضات کے جواب میں جن میں اور تجویز و مضامین لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ سیر دست آپ نے معاصر ساز کے دو فیروں کے جوابات قلم برداشتہ لکھ کر ارسال فرمائے ہیں۔ مگر یہ جوابات اس قدر مفصل اور طویل ہیں کہ ہم کو نا مضمون نگار کی اجازت سے ان کو بہت کچھ مختصر کرنا پڑا۔ اور بعض اسی "سو حسنہ" کے ایک نمبر میں ان کو تمام وکمال درج کرنے کی تجویز پیش نہ کر سکی۔ اس لیے ہم مولانا محمد رفیع کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آئندہ اس امر کا بہت اہتمام فرمائیں کہ معاصر ساز کے حجاب منبروں کے جوابات سے الامکان "سوہ حسنہ" کے ہر صفحہ سے زائد نمبروں پر جو بعض جگہیں خوبی سے ماضی مضمون نگار نے مفصل جوابات لکھے ہیں اسی خوبی سے وہ مختصر اور مکمل جوابات لکھنے پر بھی قادر ہیں۔

آخر میں ہم اپنے عزیز معاصر ساز فرما کر کہ یہ گوشگزار کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد اس سلسلہ مضامین کی اشاعت سے محض قرآن حکیم کی خدمت کرنا ہے کہ منظرہ و مجاہد بازی میں وقت ضائع نہ کرنا۔ نہ کہ آج کل کے فوجانہ مسلمانوں کی طبیعتوں میں جو فلسفہ مذہب اور اصول اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے قرآن مجید کے متعلق بعض شکوک و شبہات اُٹھیں۔ تم کے پیدا ہونے پر جس قسم کے اعتراضات معاصر ساز فرما کر میں کیے جاتے ہیں اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ ایک سلسلہ مضامین "سوہ حسنہ" میں پیش کرنا جو پورا پورا ایسی شروع کر دیا جائے جس سے ناواقفوں کی غلط فہمیاں کا ازالہ ہو جائے۔ امید ہے کہ ناظرین "سوہ حسنہ" اس سلسلہ کو پسند کریں گے اور بعض اعتراضات غیر مسلموں کو اس کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیمات کا اپنے مذہبوں کی تعلیمات سے موازنہ کرنے میں آسانی ہوگی۔

ایڈیٹر

## نبی کے بعد اس کے حکم کی اطاعت کیونکر ممکن ہے؟

"کیسی طبیعت خلق ہے نہ ازل تو تک اپنے فیصلوں کے لیے آنحضرت کی طرف رجوع کرنا چوگا اور پھر ان فیصلہ جات سے ملنے ہو گا۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس آیت کافی دہائیے کی اثر ہے کیونکہ اس وقت نہ آنحضرت ہی موجود ہیں اور نہ ان کا کوئی جانشین ہی موجود ہے۔ ایسی صورت میں لوگ اپنا انصاف کس سے کریں؟"

### ۱۔ تمہید جواب اعتراض

۱۔ یہ آیات فلسفہ تمدن کے ان دونوں آیتوں میں فلسفہ تمدن کے اصول کی طرف اشارہ ہیں۔ کیونکہ رہنمائی کرتی ہیں۔ جس سے نبی کی ضرورت پر استدلال کیا گیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر رسول کی حیثیت صرف اتنی ہے جتنی کہ لوگ اس کی اطاعت کریں اور اس کے حکم کے موافق عمل و راہ کر کے اپنی زندگی کے حالات کو درست کریں۔ اس بیان میں بہت بڑے مسئلہ ہلاکتی بلکہ مسئلہ عقلی کو طے کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی آدمی جو کہ تمدنی فرائض رکھتے ہیں جب تک کہ ان کے ساتھ شریک ہو کر اس حدیث کو دنیا کریں انسانی زندگی کسی خوبی سے سربس نہ ہو سکتی ہے۔ لازم ہے کہ ذرا حمت کر کے کسی کفر صحت کو کہ تجارت کرے۔ کسی کا دھن چو کہ صناعیت و حرفت کرے۔ کوئی کسی کیلئے لباس بنائے تو کوئی کسی کے لیے طعام۔ کوئی کسی کیلئے گرمی کے واسطے اسباب بنائے تو کوئی کسی کے لیے عوم صرام کے اسباب۔ عرض دنیاوی زندگی بے شریک نہ رہے گی۔ باقی کے سربس نہ ہو سکتی۔ راہ چو کہ ہر شخص اپنے ہی فتنہ کو خود چھوٹا کرے اور اپنی ہی جانب

قرآن مجید کی دو آیتیں اور مسافر (۱) اور انصاف (۲) اس وقت ۱۵ دسمبر ۱۹۱۱ء کا اخبار "مسافر" جامعہ میٹھ میں شائع ہوا۔ اس سے "پیغام صلح" کو مطلع کر کے یہ دو آیتیں من ترجمہ لکھی ہیں۔ (آیت اولیٰ) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا وَلِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا وَلِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (آیت ثانیہ) فَلَا تَرْكِبُوا كُنُوزَ اللَّهِ حَتَّىٰ تَخْرُجُوا بِهَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ خدا کے حکم سے لوگ اس کی اطاعت کریں۔ اور (اسے رسول) جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر تمہارے پاس چلے آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول (تم ہی) ان کی مغفرت چاہتے تو بے شک وہ خدا کو برا تو یہ قبول کرنے والا پاتے۔ پس (وہ رسول) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ بچے نہ ہونگے تاوقتیکہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تم کو اپنا حکم نہ بنا دیں۔ پھر (نبی نہیں ملے گا) جو کچھ تم فیصلہ کر اس سے وہ لوگ انوں اور خوش خوش اس کو مان لیں۔

معاصر اس پر تنقید کرنا چاہتا ہے۔  
 پہلے یہ کہ یہ آیتیں اس لیے کہ جو رسول اسے بھیجے جاتے ہیں کہ لوگ ان کے حکم مانیں۔  
 بعد وہ کہ اس میں کوئی ایسا حکم نہ ہے کہ اسے جو زمین کا ایک ملک ہو جس سے انصاف نہ کر سکے۔  
 کیا اس کے لیے ہی یہ آیتیں بھیجی گئیں تھیں کہ جو زمین کا ایک ملک ہو جس سے انصاف نہ کر سکے؟

معاصر اس پر تنقید کرنا چاہتا ہے۔  
 پہلے یہ کہ یہ آیتیں اس لیے کہ جو رسول اسے بھیجے جاتے ہیں کہ لوگ ان کے حکم مانیں۔  
 بعد وہ کہ اس میں کوئی ایسا حکم نہ ہے کہ اسے جو زمین کا ایک ملک ہو جس سے انصاف نہ کر سکے۔  
 کیا اس کے لیے ہی یہ آیتیں بھیجی گئیں تھیں کہ جو زمین کا ایک ملک ہو جس سے انصاف نہ کر سکے؟

فائدہ کے لئے جو کچھ خواہشمند تھا۔ لہذا اٹھارہ رشتہ کا پیدا ہوا ہے آسان ہے  
 یہ مشاہدہ محسوس ہے کہ ذرا واسے مسالمت میں باہم نزاع و فساد اور جنگ و جدلی  
 کی وجہ آکر رہتی ہے۔ اور اگر اسکا اس طرح رچھڑا جائے کہ تھوڑے ہی زمانہ میں پہلے انسانی  
 کا خاتمہ ہو جائے اور سب لوگ لڑکر فنا ہو جائیں۔ ایسی صورت میں حکیم علی الاطلاق باوجود  
 خانہ عالم کی حکمت کا متفقہاً یہ کہ جب انسانی زندگی کو اس سے مددنی بنا لیا کہ کوئی  
 وہ کوئی قانون بھی اُس کے لئے ایسا بنا دے جس کے مطابق عمل کرنے سے لوگ باسائش اپنی  
 زندگی کے امور کو انجام دے سکیں۔ پھر یہ بھی ضرور ہے کہ اس قانون کے پہنچانے کے لئے  
 کوئی ایسا تدبیر۔ یا ایمان۔ عاقل اور نیک نفس آدمی مقرر کیا جائے جس پر ساری  
 طور پر عرض اطمینان کر سکے اور اپنے نزاعات میں اسے حکم بنا کر رخ مناد کر سکے۔  
 ۲۔ ضرورت بھی پر استدلال یہ بات اس وقت تک مدعی نہیں ہو سکتی جب تک چند باتیں  
 اور بھی کی مضاقت اس شخص میں ہوں۔

نات میں جو تا لیکن حکیم علی الاطلاق ایسا نہیں کر سکتا کہ بندوں کے حالات مستشرق ہوں۔  
 لہذا اپنا پیچھا مبر ضرور مقرر کرتا ہے۔ تاکہ اسکی ہر عاجز وادی کے کسی کسی سے طریقہ پہنچ  
 سکے اور ہر شخص اپنے امور میں اس سے مدد سکے۔ اس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

## ۲۔ اصل اعتراض کا جواب

۴۔ یہی کی اطلاع اٹھائے۔ اب یہ خیال کہ یہ امور صرف انکی زندگی ہی میں ہو سکتے ہیں۔ بلکہ انکے  
 برہمن جو سکتے ہیں۔ مرگے نہیں ہو سکتے۔ غلطی یہ کہ انکے اوقات کے واسطے اس کا بند  
 رہت لازم نہیں بلکہ انکے اقوال و احکام جو حکیمانہ اور عاقلانہ ہوں گے انکے مرگے کے بعد بھی ہر شخص  
 کی رہنمائی کا کام دے سکیں گے۔

۵۔ شریعت محمدی کا کلیتہاً انشائیہ اس وقت تک کہ ہر شخص جناب سرور کے کلمات کو محض اپنے  
 علیہ و آلہ وسلم سے جو ایسا حکم بنا دے جو وہ آپ کی شریعت کو خدا تعالیٰ نے اس سے نہ کمال بنا کر  
 کہ قیامت تک پھر کسی دوسری شریعت کی حاجت نہ ہو۔ اس طرح نے انسانی ضرورت کی ایک  
 عظیم الشان اور طویل و غریب سے پیش نظر مگر کلی احکام جو دیر کا یہ کو مرتب کیا ہے۔ کوئی سوال  
 دنیا میں ایسا پیش نہیں آ سکتا جس کا حکم اور جواب اسلامی شریعت نے پہلے ہی سے نہ دیا ہو۔ اور  
 وہ اسلامی کتب میں دیکھ کر نہ ہو۔ یہ خصوصیت کسی دوسری شریعت یا دوسری کتاب میں نہیں ہے اور اس  
 امر کی توضیح کسی دوسرے موقع پر ہو سکتی ہے۔

۶۔ یہ بات عامی انکی تہذیبی ایسی صورت میں ہر انسان عاقل کا فرض ہے کہ وہ اس شریعت کے  
 زمانہ خاص کے ساتھ مخصوص نہیں۔ احکام کو جو میں حکم دے گا میں اپنا پیشرو بنائے اور اپنی زندگی  
 کی اصلاح و ترقی کے لئے ہمیشہ انہیں پیش نظر رکھے۔ اسی کا نام اطاعت ہے اور یہی مطلب ہے اس کا  
 کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ایسے لوگوں اسکی راہنمائی کریں کہ انکا ہمارے اس مسلک کا  
 بھی ہر شخص پر فرض ہے۔ اور اسکی حیات اور وفات دونوں حالتوں میں آسانی سے ممکن ہے۔ انکی  
 اقوال موجود ہیں۔ انکے احکام نگینہ ہیں۔ انکے فیصلے عجائبات معجزہ ہیں۔ صرف اطاعت کے لئے  
 ہے جو انسان پر لازم ہے۔ ہاں اگر اطاعت کے لئے اسکی زندگی کی ضرورت ہوتی ہے انکے  
 اقوال و احکام وجود و معلوم نہ ہوتے تو انکے یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ یہ آیت اس زمانہ میں کیا  
 ہو لیکن ایسا نہیں ہے۔ اطاعت کے واسطے اطلاع کی زندگی کا لازمی اور نہ رسول اکرم کے اقوال و  
 احکام ہی کا مطالعہ ہیں۔ البتہ اس امر کے قبل کی ہر وقت ضرورت ہے کہ ایسا انسان اہم لوگ ہوں  
 رسول کی اطاعت کرو اور وہ اس آیت سے ہر زمانہ ہر موسم ہر وقت اور ہر حالت میں  
 پورا ہو جائے لہذا ایک منہ کے لئے یہی یہ آیت بیکار نہیں اور نہ اس پر لازم حیثیت کا  
 ہو سکتا ہے۔

## ۳۔ آیات مخرن علیہا کے محاسن عقلیہ

جیسے مسافر اگر کے اصل اعتراض کا جواب کافی روانی دیدہ یا اور اسکا ساتھ ہی آیات  
 مخرن علیہا کی خوبی و جامعیت بھی بخیر بیان کر سکیں۔ اب ہم اس آیت کی مزید باتیں  
 دکھاتے ہیں جس سے انکی تعلیم کھلا ہو جائے اور انکی فہم بڑھے۔  
 ۷۔ پہلی آیت۔ اور اللہ تعالیٰ آیت اولہ سے مستنبط ہو جائے کہ ہر آدمی کو ہر شخص سے  
 کی نیکی ہو کر ہے۔

۱۔ وہ شخص عادل ہو جس کے معنی ہیں کہ ہر فرد بشر کے واجبی حقوق کا پورا  
 خیال رکھتا ہو۔ چھوٹا نہ ہوتا ہو۔ غنی نہ ہو۔ غریب نہ ہو۔ بیکار نہ ہو۔ شراب خوار نہ ہو  
 خود غرض نہ ہو۔ نفس پرست نہ ہو۔ بیکار نہ ہو۔ بیکار نہ ہو۔ بیکار نہ ہو۔ بیکار نہ ہو۔  
 ۲۔ اپنے اہل زمانہ سے زیادہ عاقل ہو۔ فہم و فراست میں سب سے بالاتر ہو  
 تاکہ ہر شخص کی ضرورتوں کو عقل کی میزان میں تول کر سکے کہ انکے نزاعات کا فیصلہ کر سکے۔  
 ۳۔ طالب جاہ و منصب نہ ہو اور نہ ہی ایک انسانی حقوق کا تعلق ہے سب کو ایک  
 قانون مساوات کے اندر سمجھتا ہو۔  
 ۴۔ ہر دشمن سے بھی بخیر ہو۔ تاکہ وہ ذات قانون الہیہ میں اسکو قبول کر سکے  
 نہ واقع ہو۔ اور کچھ کا کچھ نہ بیان کر جائے۔  
 ۵۔ خائف نہ ہو اور سامع عالم کی طرف سے کسی شرفیفلٹ بھی ایسا رکھتا ہو جیسے دیکھ کر  
 عام لوگ سمجھ سکیں کہ بالضرور یہ شخص ہمارے خدا کا بھیجا ہوا ہے اور ہماری اصلاح کیلئے  
 آج ہے۔

۶۔ انکے انداز سر پر زندگی ایسے ہوں کہ ہر شخص کو اسکے اعمال و اقوال  
 پر دیر و بھر دوسرے کرنے کی کافی وجہ مل سکے۔  
 جب ایسا شخص لوگوں کے درمیان ظاہر ہو تو عقل کا فیصلہ صبح ہی ہے کہ اس کے  
 قول و فعل کو تسلیم کریں۔ اسکے اندر وہی پرمعزل کریں۔ اسکے وعدہ و وعید کو بھگتیں۔ اس پر  
 کافی اطمینان کر کے اپنے نزاعات کے فیصلہ کو اسکی رائے پر چھوڑیں۔ اگر وہ مسلح کل کا حکم  
 دے تو تسلیم کریں۔ اگر وہ کسی موقع پر جنگ کا حکم دے تو جنگ کریں۔ کیونکہ اس کا حکم ہمیشہ  
 عاقلانہ ہو گا اور جو کچھ وہ کہے گا وہ خائف عالم کی کام ہو گا۔

۷۔ آیت اولہ کا جوہر اقل ایسا ہے کہ اس کو محض علم میں پروردگار عالم نے اور فرما دیا ہے اور  
 اس کی جامعیت ارشاد کیا ہے۔ و ما ادرستنا من رسل لی الا لیکمال باذنی  
 اللہ (النساء ۱۳) ہر نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ ہمارے اذن سے تو  
 اسکی اطاعت کریں اس کے احکام و امر و نہی پر عمل کرنا اپنا فرض و عین ہے۔ کیونکہ  
 اگر انکے احکام کو نہ مانا تو کمال عداوت و نزاعات قائم رہیں اور نتیجہ وہی ہو گا کہ انکے نمونے کی

[illegible]

# نہجی علمی اور ادبی کتابیں

## دو ترجموں اور دو تفسیروں والا عظیم الشان قرآن مجید

موزوں دیکھنے سے اس پیش ہوا قرآن مجید کی زبان علوم ہونگی  
ہر یہ غیر مجلد ہے مجلد ستر

سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کو  
نہایت دلکش اور جدید انداز میں قلمبند کیا گیا ہے۔ روایتیں

**ایمنہ قیامت**

اس کتاب میں علی گڑھ کالج  
کے ایک سابق پروفیسر مسٹر

**تبیقہ لطیفہ خیالات ظریف**

نہایت مستند اور نظمیں بہت ہی موثر ہیں۔ قیمت ۴۲  
یہ حضرت مولانا عبدالمسیح صاحب  
بیدل غیلہ خاص حضرت کے دست مبارک

**نورایان مع ثنوی جوہر لطیف**

محمد ظریف ایم۔ اے (دہریہ) کی کتاب اسلام اور عقلیت کا نہایت ہی مدلل اور عجیب  
جواب ہے اور اسلامی عقاید کا عقلی نقلی اور سائنسی لائل کو زبردست ثبوت دیا گیا ہے

قابل دید اور نہایت ہی مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف چھ آنے (۶)

تہ دار اللہ صاحب جگر کی کاشمیر و معروف غنیہ دیوان پر چھپے اشعار نہایت دلچسپ و  
مستون ہیں کلام جو م کی غنیہ غزلوں کو سمجھیں پر وہ جگر کی غنیہ ماری جو جاتی پر قیمت ۶۲

**شکامہ امدادیہ**

شرعیات و طریقت کے متعلق قطعاً نہایت اعلیٰ  
پہیلی ہوئی ہیں ان کو اس رسالہ میں نہایت خوش

**شرعیات و طریقت**

ہے۔ قابل دید ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲)

یہ اپنی طرز کار و دو میں پہلا رسالہ ہے جس میں ولید بن کوکولہ

کا مجموعہ ہے جس کے فاضل مولف نے تمام مستند

حضرت صرف ۴ آنے (۴)

تھے ہیں ہر صاحبہ حلالہ کیلئے اس مفید رسالہ کا مطالعہ نہایت ضروری ہے قیمت صرف ۴۲

**فرائض والدین**

یہ لاجواب کتاب چھ ہزار عربی درود و شریفوں  
کا مجموعہ ہے جس کے فاضل مولف نے تمام مستند

**شفار الاستقام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام**

اس کتاب میں بانی ہت کے مشہور برگ حضرت

**مذکرہ غوثیہ**

حدیث کی کتابوں کی چھان بین کر کے بڑی  
محنت و جانفشانی سے اس کو ترتیب دیا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تمام

مسطورہ خصوصیات یعنی اخلاق و عادات و خوارق و معجزات۔ سوانح و غزوات و غیرہ کا

اور دریا ز زندگی کے نہایت دلچسپ و سبق آموز حالات و احوال نامہ روز و نکات  
سے بھرے ہوئے طعوفات درج کئے گئے ہیں عدا والوں کی باتوں میں جیسی کچھ کشرش

ہوتی ہے سب کو معلوم ہے پھر مولانا غوث علی شاہ صاحب کے حارفانہ چٹکے اور نظریات  
پر ایہ میں غنائی کی تشریح نامکمل ہے کہ پڑھنے والوں پر گریز و خندہ کی متغنا و

کیفیتیں نہ بھاری کر دے۔ یہ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک نغمہ شروع کرنے کے بعد پھر  
بیش تر کم چھوڑنے کو ہی نہیں چاہتا اور پڑھنے والا گویا ایک حذر صیدہ بزرگ کی محبت

میں بہجور لذت حاصل کرتا ہے جس کا بیان فیضی سخا زبان ایسی پاکیزہ و دلچسپ ہے کہ  
سبحان اللہ۔ محض یہ کتاب ہر حیثیت سے نہایت دلکش اور پر سوز و اثر ہے جس کو کفار  
پرست کچھ اور مطلب نکالتے ہیں دراصل باطن کچھ اور۔ غصامت ۷۶ ہم نے فیضی ۶۴

جسہائی انکشاف اور کاغذ دیدہ زیب مگر قیمت صرف دورہ چہ آنے آئے۔ چھ

جنگ طرابلس کے ہونے کا زمانہ میں اردو کے  
جادو نگار انشا پر دادوں کو اپنی مضامین نے بڑا

عوامل میں شائع ہوئے تھے ان کا پیش جوہر جسکی ایک ایک سطر نہایت ہی متاثر و محترم ہے  
یہ کتاب سلامی دنیا کے جذبات کی گویا ترجمان ہے جس کے مطالعہ کو بصیرت حاصل ہوتی ہے اور

**جنگ طرابلس خون باق**

علی نقابتہ مدیر مکتبہ قادریہ سعید منزل شہر میرٹھ

# ترجمہ قرآن مجید

**مختصرات** : کیا ایک ذی علم مسلمان کے لئے یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہے، مگر وہ قرآن کو دیکھ کر حیران ہو جائے اور اس میں جتنا کہ قرآن میں کیا لکھا ہوا ہے سچ ہے کہ قرآن ایک نیا انسان تھا، انسان تھا جس کی زبان میں قرآن مجید شایع نہیں ہوا لیکن اس کی وجہ سے ہر کوئی اس کے علم سے علم حاصل کر رہا ہے اور اس کوئی شریف مسلمان اس کی کوئی ذی علم ہے اور قرآن عربی کو سمجھ نہیں سکتا ہے، مگر اس کی اس کتاب سے سیکھتے ہیں، یہ صرف آج کل کا ہندوستان ہے کہ یہاں کے ذی علم حضرات قرآن عربی سمجھنے سے قاصر ہیں اور وہی تفسیرات پر لکھا ہوا ہے، علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی نے جن کی جملہ تصانیف کی فہرست اس صفحہ پر درج ہے۔ یہ سب قرآن مجید کا ایک نیا عالم اور ترجمہ قرآن سے علامہ ایک کتاب کی صورت میں مرعوب کیا ہے۔ اور معاصین کی ایک فہرست کتابت کتب شایع کر دی ہے۔ اور شروع میں ایک دیباچہ نہایت بسیط لکھا ہے جس کی سرخیاں سب ذیل ہیں :-

- (۱) ترجمہ کرنے کا خیال ایک اور کیوں پیدا ہوا۔ ۲۱۔ ترجمہ قرآن کی ضرورت، نامہ لکھی اور مذکورہ اخیر میں (۳) : مذکورہ حال میں ترجمہ کی ضرورت (۴) : ترجمہ کے خلق مترجم کے خیال و تحقیق
- (۵) : سلاطین و امراء، برہمنی کا ترجمہ (۶) : ترجمہ موجودہ کی اشاعت کے سبب (۷) : ترجمہ کی دقتیں (۸) : تلفظ ترجمے (۹) : ترجمہ کتابوں کی ضرورت (۱۰) : اصولی ذمہ داریاں
- (۱۱) : مذہب اسلام (۱۲) : تفسیر کاشانی اور سبیر (۱۳) : دیگر ممالک کے غیر (۱۴) : حضرت جبریل اور نزول قرآن (۱۵) : روایات اور تفسیر محمد (۱۶) : قرآن مجید کا نزول (۱۷) : قرآن کی سورتیں اور آیاتیں (۱۸) : تہذیب و قرآن (۱۹) : عرب قرآن (۲۰) : قرآن کے تیس پارے (۲۱) : مستند احکام قرآن میں ہیں (۲۲) : مضامین قرآن کا اجمالی ذکر (۲۳) : گمراہی تفسیرات میں
- (۲۴) : قرآن کے معنایں کا سمجھنا (۲۵) : قرآن مجید کے ساتھ تاریخ اسلام بھی دیکھنا چاہیے۔ (۲۶) : روایات اسلام (۲۷) : چند احکام قرآن میں پر صحت یورپ کے علماء کو گونا گونا گوارا ہے (۲۸) : روایات اسلام کے لئے، اسلام بھی دیکھنا چاہیے (۲۹) : ہجرات (۳۰) : موصلا کی معذرت (۳۱) : آیات قرآنی میں علماء کا اختلاف (۳۲) : درخواست مسلمانوں سے

اس ترجمہ میں جو نئے مسائل بھی درج ہیں، ان سے بھی قرآن سے لے کر ان کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے اور اختلاف قرآن و علماء و مفسرین اور اہل بیت میں جو مسائل فقہ مختلفہ میں آئے ہیں ان کی توضیح کی گئی ہے۔ ہر ذمہ دار کو سہولت و سہولت ملے گی اور اختلافات کچھ میں حاشیہ زیر میں اس کا بیان ہو گا کہ ترجمہ کے ذمہ دار کے لئے یہاں ہونے والے ہیں جن میں دی ترجمہ اختیار کیا گیا ہے جو حقیقی مفسرین کے موافق ہے کیونکہ انہیں کی کثرت ہندوستان میں ہے۔

فارسی اور اردو کے قدیم ترجمے اور اردو کے بہت سے جدید ترجموں کو ملاحظہ کر کے نہایت محنت و اہتمام سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے اور باعتبار مستقیم اور باعتبار زمانہ معجربین ترجمہ اسے کہتا ہوا ہے۔ یہاں پر لکھتا ہے موقوف نہیں ہے کہ علامہ نے پڑھ کر اس کی محنت شاذ ہے۔ یہ ترجمہ رہا کیا ہے جس کا ناظرین کو یاد ہو گا کہ علامہ نے اولیٰ اولیٰ و اولیٰ اولیٰ میں دھائی پارہ کا ترجمہ شایع کیا تھا اور اس سے چار برس کے بعد علامہ نے مولانا آزاد کے صاحبزادوں کا ترجمہ شایع ہوا تھا پھر اس کے بعد علامہ نے کام میں مشغول رہے اور ان کا ترجمہ شایع ہوا ہے ناظرین کا ان کے ترجمہ کے بیکار و انتشار نہ لگائی ہو کہ اس کے گزیر آدھ روٹ آدھ نانا سے میرے کہ وہ خود یہ ترجمہ جاری ہو گا۔ پی طلبہ فراموش اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں اور اگر سے کم آتا ہو کہ یہ ترجمہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے اہل بیت میں پہلے شایع کیا گیا ہو۔ اس سے کہ یہ ترجمہ سبیل زبان میں عام فہم طور پر ہو چکے ہو علامہ کی تقریرات خاص شہرت رکھتی ہیں کیا گیا ہے

**جدید قیمت فی جلد مذہب شیعہ** : روپے (دس) : نوٹ : یہاں بیگزوں پر اردو دیکھو اور کلاموں میں ہوتے ہیں ان میں سورہ قرآن کا کچھ نہیں ہے اور کچھ ہیں

## تالیفات و تصنیفات علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی

| نمبر | نام کتاب         | بیان | موضوع | صفحہ | تاریخ | نمبر | نام کتاب         | بیان | موضوع | صفحہ | تاریخ |
|------|------------------|------|-------|------|-------|------|------------------|------|-------|------|-------|
| ۱    | شرح کتب و تصانیف | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   | ۱۱   | شرح کتب و تصانیف | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   |
| ۲    | تفسیر قرآن مجید  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   | ۱۲   | تفسیر قرآن مجید  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   |
| ۳    | تفسیر قرآن مجید  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   | ۱۳   | تفسیر قرآن مجید  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   |
| ۴    | تفسیر قرآن مجید  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   | ۱۴   | تفسیر قرآن مجید  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   |
| ۵    | تفسیر قرآن مجید  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   | ۱۵   | تفسیر قرآن مجید  | اردو | ۱۰۰   | ۱۰۰  | ۱۰۰   |

بشتر عبد الواحد خان منیر قاضی اینٹکپنی گورکھ پور



# کتابخانه کتب و نسخ خطی اسلامی



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا آئینہ ،  
 حسن نیرت معاشرت کا روحانی خطیب ، اہل لائق و  
 ہمدانی ، اہل کلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر پیر و پو توں کا  
 مظهر و تجر کا انا لائق بقیہ صلاحی مضامین کا و کش مجموعہ  
 ہر شری ہمنے کی پہلی تائیں کو شہر ہر شری و شریع ہوتا ہر

سالانہ پندرہ دنہ مجموعہ آداب  
 ہر شری ہمنے کی پہلی تائیں کو شہر ہر شری و شریع ہوتا ہر

حالات سعدی کہ راہ صفا + توں رفت جزد پنے مصطفیٰ  
 خلاف پیسہ کے ، ہر گزید + کہ ہر گز ہمنے کی پہلی تائیں کو شہر ہر شری و شریع ہوتا ہر

ایک مساجد شریف بنی بکواب  
 فیروز کشتی شرقی بنی بکواب



اسوہ نہ کیا جا رہا ہے؟

[illegible]

بِوَاقِعِ مَضَائِقِ

(۱) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۲) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۳) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۴) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۵) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۶) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۷) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۸) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۹) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔ (۱۰) اُسوہ حسنہ ہر سال ایک بار پڑھنا اور اسے اللہ شام پہ پڑھ کر گناہ کی صحت کے پاس اتفاق کوئی پڑھنا چاہئے۔

مضمون نگاروں کیلئے

۱۔ سو اوستہ کے قتل ۱۰۔ میریکہ سرور دیل انور کا کاغذ رکھنا چاہیے (۱) مضمون صاف اور خوش خط لکھیں (۲) آیات و احادیث پر اوجہ لکھیں اور بقول حد کا حوالہ ضرور دیں (۳) ایسے  
مذاہب کو جو نہ کہ کلمہ توحید پر ہی چرخیں مزیں ہے بقول اور غیر متفقہانہ ہوں یا سو اوستہ کے متصادف کے میراث یا کتا پڑھنا ہی ہوں جن میں غلطی ہو کر زیادہ اور غلطی علی و اصلاحی مطالبہ کر لیا  
اجوئے نذر، مجاہد بڑی کنگا میر لکھنے کے لئے ہے۔ ۱۴۔ مضمون کی دوسرے پر لایا اخبار میں شایع ہو چکا جو یا شایع نہ ہو چکا ہے عیاں کیا جو مضمون کا صاحب کو اپنے ہاں میں کیا تحریر کر رہی ہے  
وہ نہ لکھ سکا یا لکھ کر نہ دیا۔ ۱۵۔ مضمون لکھنے سے قبل اس اوستہ کے قاتل کا پڑھنا ضروری ہے جو وہی مضمون ہے جسے ہوں ہے (۱۶) سو اوستہ میں مختلف النوع مسائل کے لئے  
لکھا ہے جو کہ ان کی مناجات کر کے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ (۱۷) طویل اور مختصر کتب مضمون میں لکھ کر ان کے لئے حوائج چھوٹے چھوٹے اور کچھ مضمون یا انگریز  
اور اہل حال کے مضمون یا ان کے لئے اخبارات کے کتب میں لکھ کر ان کے لئے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ (۱۸) دینی خدمت سے رکھتے ہوں (۱۹) دین و لکھن اسلامی اور تاریخی نظمیں یا شعر لکھنے کی ضروری  
انعام ہے کہ ۱۰۔ سو اوستہ میں نہایت شوق سے شایع کی جائیں گی +



51

# لال شریف

# لال مشرب

نادونایاب کتابیں

**خزائن کرامات** { کتاب مشہور گوشتائیں سوانحی و دلیلی میں مسمر انزل کی تفسیر ہے (فرخوڑ) ہے۔ اس میں علم صوفیہ اور علم انبیا (مسمر نم) کے متعلق بنیاد مفصل اور دخل بحث کی گئی ہے۔ جو لوگ علم باطنی کا راقی رکھتے ہیں یا اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو ضرور اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

پاک کی فتور وانی کی وجہ سے : باکھور اور مفید کتاب چشمی مرتبہ چھپی ہے اور باکھور کے درخت پر رکھی ہے۔ جلد طلب فرما لیجئے۔ قیمت فی کتاب بجلد ایک روپیہ پانچ آنے۔

## سائیں و شمس آن راجت ابرار

میں نے کتابتِ اسلامیہ قلعہ شہرِ طرابلس













# مسودہ جنگ

مسلمان جو مذہباً سود لینا حرام سمجھتے ہیں لیکن قرضہ جنگ میں روپیہ دینا چاہتے ہیں۔ ان کی استدعا پزگورنمنٹ عالی نے بلا سودی سٹیفنٹوں کے اجراء کا انتظام کیا ہے اور زمینداروں وغیرہ کھیلے اور بھی کئی قسم کی سہولتیں پیدا کر دی ہیں۔ امید ہے کہ اب مسلمان اپنی اولوالعزما فیاضی سے یہ ثابت کر دیں گے کہ باوجود مفلس اور غریب ہونے کے وہ قرضہ جنگ کی امداد میں دل کھول کر حصہ لے رہے ہیں۔ کم از کم پانچ روپے اور زیادہ سے زیادہ جس قدر بھی ممکن ہو۔ ادا کر کے آپ اس قرضہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ جلد ہی کیجئے۔ آپ کی امداد کی ابھی ضرورت ہے۔

قرضہ جنگ کی مفصل کیفیت شرائط وغیرہ آپ کو اپنی محلہ یا شہر کے ڈاکخانہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔



## نئی کتابیں

فلسفۂ اجتماع

فلسفہ اجتماع

جناب عبدالماجد صاحب کی اسے جدید عظیم فتنہ فوج انوں میں اس کا طے سے ایک امتیاز دیکھتے ہیں کہ آپ نے فی اسے جو ہائے کے بعد یہی منی مشاغل کو جاری رکھا اور اپنی گردن قدر علمی کمائی کو ملازمت و دولت میں بڑ کر بر باد نہیں کیا بلکہ اپنی تمام تر توجہ ایسی علمی خدمات کی جانب مبذول کی جن سے انجمن ترقی اردو کو ملا سکی تمام خدمت کے لیے اپنی کامیابیوں کی فہرست میں فلسفہ کی کمی چند کتابوں کے نام لکھ دینے کی عزت حاصل ہو گئی۔ عبدالماجد صاحب کی پہلی کتاب جو اردو کی بے باقی کی وجہ سے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی اور جو اپنے لابی مصنف کے فوٹو علمی کی برجستہ ہونے کے باوجود اب بھی ترقی و روش سے شائبہ ہونی فلسفہ جذبات تھی جس میں علم انفس (سایکالوجی) کے وہ وقت وہ مسائل بیان کیے گئے تھے جن کا تعلق انسان کے شخصی یا انفرادی جذبات سے ہے۔ اردو میں اس موضوع پر کوئی مبرا کتاب موجود نہیں تھی اور اس لیے ناولت کو اس کی تالیف پر مشتمل خدمات و توفیق کی وجہ سے واقعی بہت کوشش و کاش کرنی پڑی تھی۔ فلسفہ جذبات علمی حلقوں میں بہت پسند کی گئی اور اس کی اشاعت سے اردو کے سمریہ علم میں ایک قیمتی اضافہ ہوا۔ کتاب فلسفہ اجتماع جو اس وقت زیر نظر ہے، ایسی فلسفہ جذبات کا دوسرا حصہ ہے جس میں ان شرائط کو بیان کیا گیا ہے جو اجتماعی زندگی میں انسان کے جذبات کو لاحق ہونے میں یاوں کیے کہ ہمیں جماعتوں کی داخلی زندگی کی تشکیل و تشریح کی گئی ہے۔ فلسفہ جذبات زیادہ تر محکمہ و مغرب کی کتابوں سے ماخوذ و مستنبط تھی لیکن فلسفہ اجتماع میں نفس اجتماع کی کثافات و غزوات کے علمی بہت سے اصول اور کلیتہ خواص کے لابی مصنف کی کاش و استقرا کا نتیجہ ہیں۔

اس لیے فلسفہ اجتماع کیا جنہاں میں شان اپنے اندر رکھتی چادر یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جسکے بغیر  
کا تمام اسلامی مہذب عرصہ سے کیا جارہا ہے فلسفہ کی کتابوں میں آجکل کی مستعار کچھ دیکھو  
ان کتابوں کی تجدید نہ ہو بلکہ حقیقت یہ کہ فلسفہ اجتماع جہاں دقیق مسائل حکمت کی نفسیاتی  
لب و لہجہ میں تسلیم ہے۔ جی وہاں عمومی علمی مذاق رکھنے والوں کیلئے کچھ سے بھی خالی نہیں  
فانی معشتہ نے بعض بعض مسائل کی توضیح و تشریح اور مختلف تشکیلات و مشاہدہ کو پیش  
ستہ اس بات کی کوشش کی ہے کہ جہاں تک وہاں فلسفہ اجازت دے غیر فلسفیوں کے لیے بھی  
کچھ کچھ سامان دیا گیا ہو۔ چنانچہ مقدمہ جہاں سے کتاب شروع ہوتی ہے۔ اس  
ابتدائی حصہ اس قدر دلچسپ ہے کہ بادی النظر میں یہ قیصر نہیں ہو سکتی کہ فلسفہ کی کتاب پڑھی  
جاری ہے یا قطعہ کیا ہو گی۔ علیٰ ہذا بعض اور مقامات بھی عام پسند اور دلچسپ ہیں۔  
اصطلاحات اللہ اکثر مشکل اور غیر افوس ہیں۔ بلکہ بعض بعض جگہ تو بلا ضرورت بھی بی  
کے ایسے مرے مرے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن کی بجائے اردو فارسی یا عربی کے مانوس  
الفاظ آسانی اور روزانہیت کے ساتھ رکھے جاسکتے تھے۔ کاش انجمن ترقی اردو ہی اتنی جست  
گوارا کر لیتی کہ غیر افوس اور مشکل الفاظ کو جہاں کہیں جوتا آسان، مانوس الفاظ  
سے بدل دیتی جبکہ علوم کی اکثر اصطلاحات کا غیر مانوس ہونا تو ناگزیر ہے بلکہ عبارت  
میں خواہ مخواہ مہملات نہ ہی کا استعمال کرنا محضروں کو اور زیادہ مفلکی و مجیدیہ رک دیتا ہے  
فلسفہ اجتماع میں جو فلسفہ بیان کیا گیا ہے اس پر نفسیاتی نقطہ نظر سے اسے نفی  
کہنے کے لیے ایک جبر و مستقل محضوں کی ضرورت ہے اس لیے بالکل ہم اس بحث کو  
قلم اٹھا کر دیتے ہیں۔ لیکن اس انہیں شاک حقیقت کے انخار پر مجبور ہیں کہ فلسفہ اجتماع

کے قابل مصنف نے جو باہر جولانی و قابل ہونے کے اچھے ذوق و تہذیب کے درس فلسفہ سے اٹھ کر آئے ہیں اپنے فکر و حرکت کی ضرب سے غریب مذہب کو مجروح کیے بغیر نہیں چھوڑا اور جوش و حرکت آفرینی میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید کی نسبت بعض ایسے کلمات لکھ گئے ہیں کہ ستر علیہ السلام جیسے قابل و باخبر سلمان کے قلم سے نکلنے کی سیر نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ صفحہ ۳۰ پر آپ درمیان ہیں۔

یہ ذیل میں ہم متفرق مقامات سے دو جگہ اور آیات قرآنی بھی نقل کرتے ہیں جن سے اس کا مزید اعجاز ہو گا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کس قدر شہادت و یاسہام و سعی بیشب سے کام لیا ہے۔ یہ ہدایت صرف بطور نمونہ ہیں ورنہ اس طرح کی مدد الایا اور مل سکتی ہیں۔

ان عبارت کے نتیجہ قرآن پاک کی چند آیات نقل کرتے ہیں جن سے حضور انور کی فضیلت و عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

صفحہ ۱۳۴ سے ۱۳۵ تک جو محسن بیان کیا گیا ہے اس کے پڑھنے سے دل میں یہ شک گزرتا تھا کہ آیا قرآن پاک واقعی کلام خدا ہے یا تو خدا نے پیغمبر خدا کی تصنیف ہی منقولہ بالا عبارت سے اس کو صاف کر دیا اور فیضی صاحب نے فیصلہ نہ دیا کہ قرآن خود اللہ پیغمبر خدا کا بنا ہوا ہے۔ اور آپ جی نے (خود اللہ) شاید ستر علیہ السلام کی فلسفہ اجتماع کا مطالعہ کر کے قرآن پر ایسی آیتیں خصوصیت سے رکھی ہیں جن سے آپ کی عظمت و فضیلت اور ادب و احترام کی تائید ملتی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ راجدین۔

ہم ستر علیہ السلام کی اس عمدہ عبارت پر سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ کاش وہ بھی ڈی ٹیکٹر یا کیل ملی کوٹ کوٹ ہوتے کہ ان کی لائبریری کا اضافہ ہر دن تک ہوتا رہتا۔ فلسفہ اجتماع ۱۳۵ کی قطع پر خوشنما چھپی ہے۔ خط معمولی ہے مگر کاغذ اچھا۔ صفحات ۲۴۰ صفحے اور قیمت طرہ ہے۔ پتہ ذیل سے مل سکتی ہے۔

پتہ دارالاشاعت انجمن ترقی اردو۔ کٹرہ سید حسین خاں۔ چوک لکھنؤ۔

یہ مفید علمی کتاب بھی انجمن ترقی اردو کی طرف سے حال میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں طبقات الارض (۱۹۰۵ء) کے ابتدائی اصول اور بنیادی مسائل کو مبتدیوں کے لیے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ علم طبقات الارض میں فشر زمین کی ساخت اور خاصیت سے بحث کی جاتی ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ سطح زمین کی موجودہ شکل و ترکیب کن تدریجی تغیرات کے بعد پیدا ہوئی ہے اور اب کون کونسی تبدیلیاں اس میں جاری ہیں۔ طبقات الارض ان مفید علوم میں سے ہے جن سے انسانی قوت مشاہدہ کی تربیت و توسیع ہوتی ہے اور صنعت و حرفت کے فروغ و ترقی میں مدد ملتی ہے۔ قرآن پاک۔ احادیث اور حکماء اسلام کی تصانیف میں طبقات الارض کے متعلق غیر محال اشارات و اصول موجو ہیں۔ لیکن اس علم کی بقاعدہ تدوین اور عام اشاعت اتحادیوں مدی عیسوی میں چکی و مغرب نے کی ہے اور اس لیے اس کے عملی فوائد بھی زیادہ تر اہل مغرب ہی مستفید ہوئے ہیں۔ علوم جزائیہ۔ تاریخ کیبیا اور محدثیات جزیرہ طبقات الارض کی وجہ بہت وسعت ہوئی ہے۔ اور یورپ و امریکہ کی صنعت گاہوں کی کامیابی و ترقی میں بھی اس کو بڑا دخل ہے۔ الفرض طبقات الارض

### طبقات الارض

ضایت کا نام علم ہے اور مرزا احمدی خاں صاحب کو کتب باستانہم ہم سب کے شکر یہ کہ تحقیق ہیں کہ آپ نے ایسے ضروری اور مفید علم کو ذخیرہ اردو میں منتقل کرنے کی عظیم توجہ فرمائی اور تائید الہی اپنی کوشش میں کامیاب ہوئے۔

انوس یہ ہے کہ ہماری قوم نے موجودہ تعلیم کے ناقص نتائج سے واقف ہو جانے کے باوجود ابھی تک کوئی ایسی درگاہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جس میں جمیع علوم و فنون کی تعلیم مادری زبان اردو کے ذریعہ سے دی جائے۔ ورنہ طبقات الارض جیسی کتاب جس میں اسی وجہ سے قابل قدر نہ سمجھی جاتی کہ ان سے اردو کے سرمایہ علم میں کوئی قیمتی اضافہ ہوتا ہے بلکہ ان سے ملک و قوم کو کوئی مستند عملی نفع بھی پہنچ سکتا۔ اب سوائے اس کے کہ علمی کتاب کو فرصت کے وقت تقریباً چھٹکر سائنس اور فلسفہ کی چند اصطلاحیں اور بعض عام پسند اصول زبان پر چڑھا دیے جائیں اور عند الضرورت ان سے مناسبت علم کا کام لیا جائے۔ ان کی تالیف و اشاعت کی عملی غرض پوری نہیں ہو سکتی۔ اور اس کا اندیشہ لگا رہتا ہے کہ جس طرح علم و فلسفہ کی ادبیت ہی اردو کتابیں قعر گنہی میں گر کر نہ پیدا ہو چکی ہیں اسی طرح کچھ عرصہ کے بعد جدید کتابوں کا بھی خضر نہ ہو۔ کاش ہماری قوم کے بڑے لوگ سب بھی فشر ہی و شاعری کی ضرورت کو محسوس کریں اور علمی تصانیف میں و مانع ٹھکانے والوں کی محنت کو ٹھکانے لگائیں۔

طبقات الارض (اردو) کی زبان صاف و سلیس اصطلاحات کی تسہیل اور کتاب کو مبتدیوں کے لیے دلچسپ بنانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اگر شروع میں ایک باب صرف علم طبقات الارض کی تعریف اور فوائد و منافع کے متعلق رکھ دیا جاتا تو کتاب میں مبتدیوں کا زیادہ جی لگتا۔ مگر طبقات الارض کے قابل مصنف نے دوسرے ہی صفحہ سے اصطلاحات و فلسفیانہ زبان کا وہ بھلیاں تک منظر دکھانا شروع کر دیا ہے کہ بہت سے لوگ جو غم راخ کی نعمت سے محروم ہیں دوسرے ہی صفحہ کو دیکھ کر کتاب بند کر کے رکھ دیں گے۔

کتاب کے آخر میں ان اصطلاحات کی ایک فہرست ہے جو مصنف کو علم طبقات الارض کو اردو جاسہ پڑانے کے لیے عربی مادوں سے وضع کرتی پڑی ہیں۔ یہ فہرست بہت مفید ہے۔ اگر اسی کے ساتھ ایک اور فہرست ایسی بھی لگائی جاتی جن میں انگریزی اصطلاحوں کو بہ ترتیب حروف تہجی لکھ کر ان کے مقابل اردو کی اصطلاح بتا دی جاتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔ موجودہ فہرست طبقات الارض پڑھنے والوں کیلئے تو ضرور مفید ہے لیکن انگریزی کتب کے مترجم اس سے بدقت مستفید ہونگے۔

طبقات الارض تقریباً تین سو صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی، چھپائی اور کاغذ اوسط درجہ کا ہے۔ قیمت پچھڑے۔ جستم دارالاشاعت انجمن ترقی اردو۔ کٹرہ سید حسین خاں چوک لکھنؤ سے ملے گی۔

### مشاہیر زنان اور مرد

پچھڑے پٹارک پٹانی کی شہرہ آفاق کتاب پر مشتمل ہے جسے (Parnatic Ladies) کا اردو ترجمہ ہے جسے انجمن ترقی اردو کی تحریک سے سید لکھی صاحب فرید آبادی نے کیا ہے۔



شام زندگی ایک قسم ہے اور پھر اس قدر دلچسپ کہ جس کو سنجیدگی و عہد منی سے کچھ بھی منہ سے وہ اسکو شاید بغیر ختم نہ کرے۔ شام زندگی کے مصنف محض خود توں کی زبان ہی لکھنے پر قادر نہیں ہیں بلکہ ان کے جذبات و خیالات اور حیات و عادات کی بھی اس نے تکلفی سے ترجمانی کر دی ہے۔ بے جان الفاظ میں جان پر جاتی ہے۔ اس کو ہوا خیال ہے کہ جو لکھتے شام زندگی کے پڑھنے سے ہم نے حاصل کیا ہے عورتیں اس سے زیادہ لطف حاصل کر سکیں گی۔ کیونکہ اس آئینہ میں وہ اپنی سیرت کے منفی خط و خال کو ہم سے زیادہ اچھ لکھیں گی۔ الحق یہ شام زندگی نہایت دلچسپ و مفید اور ضروری کتاب ہے۔ اور اس نابل ہے کہ سماعت مرد و عورتیں مصنف کا شکر کر جو صلا افرامی کے لیے نہیں بلکہ خود اپنے فتنے کے لیے اس حریف میں اور پڑیں۔ اگر کوئی کہ وہ تعلیمی صواب لکھتا ہے تو صرف یہ کہ جس نے شام زندگی کو کوئی جگہ نہیں دی یا نیکی شفیق جو ہم نے نہ کر لیا۔ یہی صاحب اس مریضی یا ناتوان کی خاطر و باز کرے کہ اس کی سعی و اضطراری سے قوم کی لڑکیوں کے لیے ایسی عمدہ کتاب سامنے ہوئی ہے۔ چنانچہ دوسرے بابوں کو بھی تو فتنے ہو کہ وہ اپنی پیاری بیٹیوں پر جینے میں رہنے کے لیے نامور مصنفین سے شام زندگی کی بے بسی کہ جس نے لکھا نہیں۔

مجموعہ معلوم ہوا کہ واحد صحتی صاحب نے شام زندگی اچھولی معارف و فکر لکھا ہے۔ ایسی صورت میں ایک سو چھتیس صفحہ کی کتاب نہایت عمدہ ہرگز زیادہ نہیں ہو گی۔ نہ کہ مصنوعی خوبیوں کے علاوہ کاغذ اور لکھائی جیسا کہ دیگر بھی اس کی بڑی وجہ کی ہے۔ شام زندگی میر صاحب رسالہ نظام المتعارف و خطایب دہلی سے لکھی ہے۔ معذرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب میں کتاب بیوی کی تعلیم، اصلاحی اور تعلیمی اعتبار سے غالباً سب سے بہتر و سب سے زیادہ مفید ہے۔ خواجہ صاحب کی دل پسند منشائے خدمت و عیار ہے اور تحریر و اجتہاد میں اگرچہ فلسفیان ادب کی خوشگفت نظریں ہمیشہ بھی باریکیاں نکالتی ہیں لیکن جہانک نام عالم پسندی اور اثر اندازی کا تعلق ہے انکی شہرت اس قدر وسیع بلکہ عالمگیر ہو گئی ہے کہ اب ان کے متعلق کچھ لکھنا بے سود ہے۔

”بیوی کی تعلیم“ خواجہ صاحب نے لڑکیوں کو لائق بیوی بنانے اور انکو عروسیات و مقصدیات و مائت سے باخبر کرنے اور خانہ داری سکھانے کیلئے تحریر فرمائی ہے یہ نہایت مفید، مؤثر اور دلچسپ کتاب ہے اور اس نابل ہے کہ وہ تمام لڑکیاں جو سلیس اردو سمجھ سکتی ہیں اس کا مطالعہ کریں۔ کیونکہ اس میں بہت سی باتیں ایسی بیان کی گئی ہیں جو اتنے خور و الفاظ میں کسی دوسری کتاب میں غالباً نہیں مل سکیں گی۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہو خواجہ صاحب نے کسی ٹریننگ کالج میں تعلیم نہیں پائی۔ لیکن فطرت و جذبہ شناسی کی رہنمائی نے بیوی کی تعلیم میں آپ سے قریب قریب ان تمام اصول کی پابندی کرائی ہے جن پر فلسفہ تعلیم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس مفید تصنیف میں تعلیم و تلمیذوں کو ان کے لیے عام پیرایہ اختیار کیا ہے کہ جن اور کے متعلق معلومات حاصل کرنا یا اپنے خیالات و مقصدات کی توضیح کرنا نظر کا لامر موجود ہے آپ کے نزدیک عورتوں کے لیے ضروری تھا۔ ان پر آپ نے نہایت دلچسپ و مفید مضامین خط و طے کی

صورت میں لکھ کر اپنی اہلیہ خاتون کی خواجہ باوجود صاحب کو بھیجے ہیں اور دوسرے خواجہ باوجود صاحب نے ان خط و طے تعلیمی مضامین کو پڑھ کر ان کے مناسب و مختصر جوابات لکھے ہیں خط و طے میں جو باتیں ایک شریف خاندان میں تربیت پائی ہوئی صاحب الزامے اور ذوق خیال خاتون کے نزدیک قابل تسلیم تھیں وہ تسلیم کر لی ہیں باقی سے اختلاف کیا گیا ہے۔ مثلاً خواجہ صاحب نے اپنے خط و طے میں جوابات میں بچوں یا بچوں کو لکھ رکھی تھیں۔ باوجود اس کے بعد ضرورت ان کی توضیح و تشریح کر دی ہے۔ خواجہ باوجود صاحب کے اس اختلاف و توضیح نے خواجہ صاحب کی کسی انتہا پسند روی کو معتدل بنا دیا ہے۔ اور میاں بیوی کے قدرتی خیالات کی ہم نشینی سے اس کتاب میں ایک ایسی دل آویز اور نافع خصوصیت پیدا ہو گئی ہے جو اس رنگ کی کتابوں میں مشکل سے ملے گی۔

بیوی کی تعلیم میں مندرجہ ذیل اہم غنائوں پر مضمون، باخط و طے لکھے گئے ہیں۔  
دین - تعلیم - بیوی کی بڑی پائیں - دینی - ہرگز نہ چھوٹی - بیاہ - ہمیشہ شادی - عجمی - کئی بیویاں - سہمیائے بیابان - مذکر یا ز - اور پڑی غفل - پیچھے دشت و حرم - مذکر سستی - مسلم لیگ اور کالائسنس۔

غنائوں کے پڑ کر نے میں خواجہ صاحب نے اپنی نظری سے کام لیا ہے اور ہندوستان کی عورتوں میں جو خرابیاں عامہ و عموم رائج ہیں یا رائج ہوتی جاتی ہیں ان سے متعلق نہایت آزادی سے بحث کی ہے اور نہایت لائق کے خوف کو بالائے طاق کوکھ بعض دینی مراسم اور قدیم غنائوں کے ہر دہلیز پر کرتا ہوں معمولات کے خلاف ایسی کئی مرکز دی باتیں لکھی ہیں جن کی خواجہ صاحب کے مخصوص حالات اور انکی مقدس غنائی روایات کو بہت نظر رکھ کر ان کے قلم سے نکلنے کی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ مذکورہ عرس و محرم - چراواں دہلی غفل وغیرہ پر آپ کے مضامین پڑھنے سے ہمارے دل کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ دوسرے غنائوں میں بھی خواجہ صاحب نے پڑائے اور نئے فیش والوں کی تعلیم میں کی اور جو بات ان کے خیال میں مفید اور حق معلوم ہوئی وہ صاف صاف ظاہر کر دی۔ عورتوں کے اندرونی تصنیفوں کا تجربہ خواجہ صاحب کو بہت کم ہے لیکن اس تجربے سے تجربہ سے بھی آپ نے اس قدر فائدہ اٹھا یا ہے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔  
”مسلم لیگ و کانگریس“ کا عنوان تعلیم نسوان کی اس ابتدائی کتاب میں کچھ بڑے سا اور غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اسکی بجائے اگر دنیاوی ضروریات کے متعلق کوئی زیادہ مفید اور ضروری عنوان رکھ دیا جاتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔

”بیوی کی تعلیم“ کی زبان اس قدر عام فہم و سلیس ہے کہ معمولی اردو پڑھی ہوئی لڑکیاں بآسانی اسکو سمجھ کر لطف اندوز ہو سکتی ہیں۔ بہت نا اور زانا خواجہ صاحب کا قصہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ وہ اپنی باتیں خدا وادہ طیت سے اپنی بہترین تصنیف کو دلچسپ و مؤثر بنانے میں کام نہ لیتے۔ ”بیوی کی تعلیم“ کے اکثر مضامین میں آپ نے حسب موقع اس فائدہ اٹھا یا ہے اور ڈاکٹر اقبال جیسے خود دانشور فلسفی کے جذبات کو بھی مسخر کر لیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب اپنی تقریر میں خود اقبال کرتے ہیں کہ آپ کے ”دعویٰ وائے مضبوط“ نے تو مجھے جتنا بھی اور زلا بھی ”اس کا مایا بی پر خواجہ صاحب رائج مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ”بیوی کی تعلیم“ میں خواجہ صاحب اور خواجہ باوجود صاحب نے کچھ نہیں لکھا







مناہین پر جسے کے شائق ہیں وہ اس کے مطالعہ سے بہت محظوظ ہوں گے اور جن لوگوں کو طرافت سے دشمنی ہے وہ بھی اس مجموعہ کو دیکھ کر اپنے خیالات میں کچھ نہ کچھ تبدیلی کی ضرورت محسوس کریں گے۔  
مجموعہ "چٹکیں اور گدگدیاں" ۲۲۸۸ کی تصانیع کے ۱۱۷ صفحوں پر مشتمل ہے اور صرف آٹھ آنے میں پرنسپل محمد صادق صاحب کا یہ حلقہ انتشار کا ڈاکٹر نے عرب سرائے صوبہ دہلی سے مل سکتا ہے۔

### جامع الخطب مع ترجمہ منظوم

جامع محمد الدین صاحب صاحب کتب بنگلور نے شہر عربی خطبوں کو مترجم کر کے جو اس میں عام شہرت حاصل کی ہے اور واقعی ایک ایسی مفید دینی خدمت ہے جس سے ہندوستان میں ایسے لوگوں کے سامنے جو عربی زبان سے محض نااہل ہیں عربی کے سبب سے عربی میں پڑھنا یا نکلنے سے سوداگر ہو جاتے ہیں اس لغو دستور کے مٹانے کے لیے جو کوششیں کی جاتی ہیں وہ بہت کم ہیں۔ اس قابل قدر ہے۔ جامع محمد الدین صاحب نے جو مترجم خطبے شائع کئے ہیں ان سے بھی اس مقصد کے حصول میں بہت مدد ملے گی اور امید ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد ہندوستان کے مسلمان جنھیں ۹۰ روپیہ خطبے سننے اور پڑھنے کے عادی ہو جائیں گے۔

جامع صاحب کے شائع کردہ جدید مجموعہ خطب کا نام "جامع الخطب" ہے اس میں ہر مہینہ کے لیے ایک خطبہ آیات قرآن اور احادیث سے احکام و نفاذ فقہ کے عربی میں مرتب کیا گیا ہے۔ پھر اس عربی خطبہ کا اردو نظم میں ترجمہ ہے۔ مترجم و ناظم شیخ عاشق حسین صاحب سیماب صدیقی لارہی آباد لاہور ہیں۔ جن کا نظم نگاری کا خاص ملکہ اور شعر گوئی کا خاص ذوق ہے۔ نظمیں عموماً مزہ زور اور رواں ہیں۔ گو حضرت سیب کی شہرت کے شایان شایان نہیں ہیں لیکن انصاف یہ ہے کہ اس قسم کے خطبوں کا نظم میں ترجمہ کرنا بھی ایک دشوار کام ہے اور اس کی دشواری کو دیکھتے ہوئے ہم سیب صاحب کو ایک حد تک معذور سمجھتے ہیں۔

جامع الخطب کی ضخامت ۱۵۸ صفحے۔ تقطیع ۲۹x۲۰۔ اور قیمت ۳۰ روپے کاغذ نغین لگا یا گیا ہے۔ لکھائی چھاپی بھی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ امید ہے کہ اگر مساجد اور مسلمان جن کو وعظ و بندگی کی باتیں دیکھنے کا شوق ہے جامع خطب کو پسند کریں گے۔

جامع محمد الدین صاحب سوداگر کتب نمبر ۳۹۹ موچی بازار لشکر بنگلور سے مل سکتا ہے۔

طبی جوہر علاج سالکوں میں جو شرعی بے احتیاطیاں طبیوں۔ مریضوں اور تیار داروں سے ہوتی ہیں۔ ان سب کو اس مفید رسالہ میں دلائل شرعیہ کے ساتھ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ بھی حضرت

مولانا مولوی اشرف علی صاحب کے ایثار و مہارت سے ممدوح کے حلیف جناب مولوی حکیم محمد مصطفیٰ خاں صاحب بخاری نے تالیف فرمایا جو اردو تقریباً ان تمام ضروری مسائل فقہیہ پر جامی ہے جو علما و محققین کے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ فقہ اور حدیث کی مطول کتابوں میں منتشر ہے جو سنے تھے اور عوام الناس ان سے مستغنی نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لیے محمد مصطفیٰ خاں صاحب کی یہ دینی خدمت قابل شکر و امتنان ہے کہ آپ نے بہت بڑا کام انجام دیا۔ عام ان کو ایک جگہ جمع کر کے تسلیں اور دوسری تحریر کر دیا۔ امید ہے کہ شریعت طرہ کا احترام کرنے والے مسلمان اس رسالہ کو بہت پسند کریں گے۔ طبی جوہر کے محتاط مولف نے ایسے مسائل کو جو دقیق اور غور طلب تھے مولانا اشرف علی صاحب اور مولانا طفیل احمد صاحب نے بیوقوفی سے حل کر دیا ہے اس لیے فقہی نقطہ نظر سے رسالہ کے معجزہ مستحق ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کاش اس رسالہ میں ان بے احتیاطیوں اور بے اعتقادیوں کی اصلاح کے متعلق بھی چند صفحات لکھ دیے جاتے جو تو ان خطبوں کی عدم پابندی کی مختلف صورتوں میں تقویٰ سے شایع مسلمانوں سے ظاہر ہوتی ہیں فی زمانہ یہ علی العموم دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ آجکل کی اصطلاح میں زیادہ دیندار ہوتے ہیں وہی تفصیلات بحث کے اصول و قوانین کی پروا کم کرتے ہیں بلکہ اس لاپرواہی کو بھی دینداری کا ایک شریعتی جزو سمجھتے ہیں۔ دوا کا استعمال و خیر اس مجبوری سے کر لیا جاتا ہے کہ اس بات سنت نبوی کی اندیشہ شرعی تحریک موجود ہے لیکن تدبیر حفظ ماقدم اور تبدیل آب و ہوا وغیرہ کی طرف سے سخت غفلت برتی جاتی ہے۔ اور اس غفلت کو من گھڑت شریعت کی ہدایت کی طرف منسوب کر کے اسلام کی بے لوث تعلیمات کو بدنام کیا جاتا ہے۔ اس لیے ہمارے نزدیک طبی جوہر میں جہاں علما و محققین کے متعلق شرعی ہدایات پر غور ہے اور روحانی پہلو سے بحث کی گئی ہے۔ وہاں اگر مختصر ان کا دنیوی اور مادی پہلو بھی دکھایا جاتا تو یہ رسالہ اس زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے بہت زیادہ مفید ہو جاتا۔

طبی جوہر کی ضخامت ۱۵۸ صفحے۔ تقطیع ۲۹x۲۰۔ لکھائی چھاپی اور کاغذ معمولی ہے۔ قیمت ۲ روپے۔ حکیم محمد مصطفیٰ خاں صاحب مالک دارالافتاء مصطفیٰ محلہ کرم علی مکان نمبر ۱۲۷ رازی شہر ممبئی پر درخواست کرتے سے مل سکتا ہے۔

### لمعات النوار محمدیہ

یہ سبق آموز اور شہر کتاب ان بیش بہا معانی کا مجموعہ ہے جو حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت شریفہ کے مختلف پہلوؤں کے متعلق علماء ہند اور محققین یورپ کے علم سے نکل کر سالہ اسلامک ریویو لندن میں شائع ہوئے تھے نہایت خوشی کی بات ہے کہ اردو کے مذہبی مترجمین روشن خیال اور ضرورت شناس اصحاب کی کوشش سے سیرۃ محمدی علیہ السلام علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک عمدہ ذخیرہ تیار ہو گیا ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اس ذخیرہ سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے کردار و اعمال سے اس امر کا ثبوت دیں کہ واقعی وہ

ایک ایسے برگزیدہ نبی کی امت میں جن کو اللہ تعالیٰ نے خلق عظیم عطا فرمایا تھا اور جن کی سیرت مبارکہ ان مختلف حیثیات کی جامع تھی جن کا سیرت و اہدیں اجتماع اس زمانہ میں نا ممکن سمجھا جاتا ہے۔

لکھناؤ اور محمدیہ میں ۲۶ مضمون ہیں اور ہر ایک مضمون اس قابل ہے کہ اس کا بغیر مطالعہ کیا جائے۔ یہ سالانہ ۲۰۰ روپے کی تقطیع اور عمدہ فاضل پر نہایت خوشنما چھاپا ہے۔ ضخامت ۴۴ صفحے ۱۰ قیمت ۶ روپے۔

فیجی صاحب اشاعت اسلام آباد غازی پور۔ لکھناؤ اور سے مل سکتا ہے۔ یہ مثنوی عبدالخالق صاحب مثنوی دہلوی کی تھی مولیٰ۔

### مدینہ کی کجگور

ایک پر سوز نظم کا نام ہے جسے مرغوب ایجنسی لاہور نے چھپائی تقطیع برافادت خوشنما چھاپا ہے۔ نظم میں اگرچہ کوئی ایسی خصوصیت نہیں ہے جو اردو شاعری کے لیے نایاب زینت سمجھی جائے یا جس سے مسلمانوں کو کوئی معتد بہ دینی یا قومی فتنہ پیش آئے۔ تاہم جو لوگ محض تفریح کے لیے نظمیں پڑھتے ہیں وہ مدینہ کی کجگور کبھی دیکھ کر حیرت و حیرت ہو گئے۔ یہ نظم چھپائی تقطیع کے ۱۶ مضمون پر اس قدر خوشنما چھپائی گئی ہے کہ محض اس کے دیکھنے سے آنکھوں کو راحت ہوتی ہے۔ قیمت سو روپے۔ مرغوب ایجنسی لاہور سے مل سکتی

### قواعد ریلوے

یہ کتاب مکتب حضرت مولانا اشرف علی صاحب حقانوی دامت برکاتہم کی تحریک سے سید معصوم علی صاحب سہزادری میرٹھ نے مرتب کی ہے انگریزی نہ جاننے والوں کو ریلوے کے قواعد، ہر ایسا نہ نادان وقت ہونے کی وجہ سے جو صورتیں اور شرائط اٹھائی پڑتی ہیں وہ اکثر اذیت ناک نیت نقصان رساں اور تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔ محض اردو دو ان لوگوں میں مشکل سے دس فی صدی ایسے نکلیں گے جو ان حقوق و مراعات سے کیا حقانہ فائدہ اٹھاتے ہوں۔ جو گورنمنٹ کے قانون

اور ریلوے کمپنیوں کے قواعد و ضوابط کی رو سے ان کو حاصل ہیں۔ یہ فرض ریلوے کمپنیوں کا تھا کہ وہ غیر انگریزی زبان ہندوستانیوں کی اطلاع و آسانش کے لیے دینی زبانوں میں اپنے قواعد و ضوابط کے ترجمے شائع کرتیں لیکن انہیں اس سے کہ ان کو اپنی معنی جن دغرائیہ مصلحتوں اور تنگ نظری کی وجہ سے ترجیح نہیں ہوئی۔ اور تاہم ہمارے دستور کے خلاف ہندوستان میں ٹائم ٹیبل اور کوچنگ ٹائم وغیرہ کو غیر ملکی زبان میں شائع کرنے کے بعد وہ طریقہ کو ترک نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اس سے ان کو روٹا سا فائدہ کی جی ملتی ہوتی ہے جس کی گارنٹی کنی کا ایک بڑا حصہ ہر سال ریلوے کمپنیوں کی جیب میں جاتا ہے بلکہ جن کی وجہ سے ہندوستان میں ان کمپنیوں کا وجود قائم ہے۔

سید معصوم علی صاحب تمام اردو دو ان ہندوستانیوں کے فکر یہ کہ مستحق ہیں کہ آپ نے اپنی توجہ ایسے ضروری امر کی جانب مبذول کی جس سے کہ روٹا بند گاؤں خدا کو نفع پہنچے گا وہ نقصان والی و اذیت روحانی سے محفوظ رہیں گے۔

قواعد ریلوے میں انگریزی کتابوں سے اخذ کردہ ریلوے کے اکثر ضروری قواعد سلیس زبان میں تحریر کیے گئے ہیں۔ اگرچہ اس کتاب میں بھی بہت سی ضروری باتیں درج نہیں ہوئیں یا بہت ہی محض طور پر درج ہوئی ہیں۔ تاہم جہاں تک ہر علم ہے اس موضوع پر اب تک جس قدر کتابیں اردو میں لکھی گئی ہیں قواعد ریلوے غالباً ان سب سے بہتر ہے اور طبع اول میں جو خامیاں رہ گئی ہیں وہ ایسی ہیں جن کی طبیعتاً ہی میں تباہی اصلاح ہو سکتی ہے۔ آج کل شادی کی کوئی گوشہ نشین ایسا ہو گا جس کو کبھی نہ کبھی ریل میں سفر کرنے کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔ پس جو لوگ اردو جانتے ہیں اور براہ راست انگریزی کتابوں سے مستفید نہیں ہو سکتے

ان کو چاہیے کہ سید معصوم علی صاحب کی قواعد ریلوے کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھیں اور محض ذرا سی لاہروائی اور نادانانہ تقلید کی وجہ سے اپنے حقوق کو ضائع نہ کریں۔ قواعد ریلوے کی زبان عام فہم اور سلیس ہے۔ پیرائے بیان بھی سلیس ہوا ہے۔ لیکن ریلوے کی غیر معروف انگریزی اصطلاحات کا عبارت میں کہیں کہیں بلا ضرورت بھی استعمال کیا گیا ہے۔ بعض اصطلاحات جو زبان زد خواص و عام ہیں ان کے بجائے استعمال کرنے میں تو کوئی حرج نہیں تھا لیکن جو اصطلاحات ایسی ہیں کہ صرف انگریزی دان طبقہ میں معروف ہیں اور جس کے لیے اردو میں مناسب عام فہم الفاظ موجود ہیں اگر ان کا اردو میں ترجمہ کر دیا جاتا تو زیادہ اچھا تھا۔ اسی طرح بعض مشہور و معروف اصطلاحوں کے غیر مانوس ترجموں سے بھی قواعد ریلوے کی عبارت میں کہیں کہیں کچھ پیدا ہو گئی ہے۔ مگر امید ہے کہ نظر ثانی میں ان تمام باتوں کی اصلاح ہو جائیگی۔

قواعد ریلوے کی ضخامت ۸۸ صفحے تقطیع ۲۰x۱۸ ملے لکھائی چھپائی خوشنما اور کاغذ اوسط درجہ کا ہے۔ کتاب کے شروع میں ایک نقشہ ہندوستان کی تمام ریلوے لائنوں کا دیا گیا ہے جس سے سمجھا رسافروں کو بہت اہل مل سکتی ہے۔ قواعد ریلوے کی قیمت ۷ روپے۔

مینیر صاحب "اسد لکھنوی" کتبہ دروازہ شہر میرٹھ سے مل سکتی ہے

### اطیب النعم مترجم

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب موصوف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور تصنیف "اطیب النعم" ہے جو حضرت سواد ابن قارب رضی اللہ عنہ کے مقبول تصنیف "بانہ کے طرز پر لکھا گیا ہے۔ کتاب زیر نظر ہی فصیح و بلیغ تصنیف عربی کی اردو شرح ہے۔ جو جناب مولوی دوست محمد صاحب اجیری نے تحریر فرمائی ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے اشعار عربی کا اردو نظم میں ترجمہ کیا ہے پھر نثر میں ان کا مطلب بیان کیا ہے پھر بقصد ضرورت لغات وغیرہ کی توضیح کر دی ہے۔ مگر انہیں کہ ترجمہ منظم اور شرح میں زبان زیادہ تر پڑانے طرز کی استعمال کی گئی ہے جس کے پڑھنے اور سمجھنے میں کسی قدر الجھن ہوتی ہے تصنیف بانہ کے بزرگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور تصنیف "مزید درج کیا گیا ہے۔ اس تصنیف کے ساتھ بھی اس کا منظوم اردو ترجمہ اور شرح ہے۔ تقطیع ۲۰x۱۸ ضخامت ۴۴ صفحے اور لکھائی چھپائی مولوی کی قیمت ۷ روپے کے حاجی محمد علی دین صاحب آبرکت شکر میگو سے مل سکتی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(مذکورہ بالا) بہت قابل کتاب ہے جو ہم نے تم پر آزمائی ہے تاکہ اگر ایسی آیتوں میں غور کریں اور اس کا سچہ کہنے والے (اس کے مطابق) نصیحت حاصل کریں

معارف القرآن  
تبیح

سی

خانیقی، جی کی گواہ ہے۔ یہی ترجمہ درج ذیل نذرناک صاحب دہلوی نے بھی کیا ہے۔ میری رائے نہ تھی میں یہ درست نہیں جہاں کسی آیت کا یہ مطلب ہو دامن اور الغلاظہ اور طریق میں کیا ہے۔ یہ سب آیت میں یا اس قسم کی دوسری آیات میں ہی مراد ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو مخلوقات ہوں وہ سب کی سب اپنے خدا کی تقدیس اور تہنیت میں ملجی ہوئی ہیں یا سب بحث میں ضروری ہے کہ ہم امر مؤمل پر غور کریں۔

(۱) کیا صرف انسان اور دیگر حیوانات ہی زندہ ہیں یا زندگی رکھتے ہیں۔

(۲) یاد دوسری مخلوق بھی کسی نہ کوئی قسم کی زندگی رکھتی ہو۔

(۳) تقدیس اور تسبیح سے مراد کیا ہے۔

انسان اور دیگر نباتات کے سوا اے ہمارے ارد گرد وہاں ہے جس کی کہ میں نباتات اور جانور ہیں یہ دونوں قسم کی مخلوق اپنے اپنے رنگ میں نشو و نما پاتی، اور ایک وقت کے بعد ہر قسم کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ ان کے نشو و نما اور قیام و ثبات کے اسباب بھی ہیں اور ان کی اسباب کے تحت ایک وقت پاتی ہے۔ جب ان کا اپنے اپنے رنگ میں نشو و نما پانا ثابت ہے اور ان پر بعض اسباب موثر ہو یہ ان سے متاثر نہیں ہو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ مخلوق بھی ایک قسم کی زندگی رکھتی ہے اگرچہ اس کی زندگی انسانی یا حیوانی زندگی کے مشابہ نہیں ہے لیکن ایک قسم کی زندگی ضرور ہے۔ آج کل بعض اخبارات میں ڈاکٹر مسٹر بوس نے انسانی کائنات کی اجتہاد کی نسبت ولایت اور جبرائیل تک شہرت پھیل چکے ہیں وہی رسالہ الساطر لکھتے ہیں بھی ڈاکٹر موصوف کے نباتاتی اجتہاد پر ایک مبصرانہ مضمون لکھا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے ثابت کیا ہے کہ نباتات میں ایک قسم کی زندگی ہے اور ایسا احساس جو لوگوں کا آثار زندگی میں سے ہے۔

ایک بڑا نا خیال پروا ورست بھی ہو کہ لاجبھی ہونی انسان کے سایہ سے کھلا جاتی ہے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ نباتات ایک قسم کی زندگی رکھتے ہیں۔ نباتات کی کسبزی اور نشو و نما ان کے شاخ و برگ سے کوہ بھی ایک قسم کے کاغذوں زندگی کے تحت ہیں۔ دیکھ کر انہیں کاٹ کر ان کے توان کا نشو و نما رنگ جاتا ہے۔ بعض آلات سے انہیں کاٹنا ان کی روئیدگی سے ہوتا ہے لیکن دوسرے ہتھیاروں سے ان کا نشو و نما روک دیتی ہے۔ اس سے ان کا نشو و نما روک دیتی ہے۔

وَلَا تَمْنُنْ فِي أَهْلِكَ بِمَا بِكَ وَكَانَ لَا تَقْنُونَ شَيْئًا مِنْهُ  
 جتنی تم پر ہوں انسان اور میں میں ہیں وہ سب خدا کی تقدیر اور سچ کر رہی ہیں لیکن تم  
 لوگ ان کی تقدیر اور سچ نہیں سمجھتے۔

اس آیت کریمہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ زمین اور آسمان میں کردہ سب کچھ اپنے انجیل میں خداوند کریم کی تقدیس اور شمع کر رہا ہے۔

مردنی ایک آیت نہیں اور آیات میں بھی یہ بات بیان کی گئی ہے۔

جس کائنات میں ہم رہتے ہیں وہ چارٹم کا ہے۔

(الف) حیوانات (ب) نباتات

( ج : جہاوات ) ( د : علویات )

حیوانات کی دو قسمیں ہیں۔ انسان اور دیگر حیوانات

عورت کی باقی متحرک جزئیات اور جمادات سے بننا۔ کوئی عقل نہیں کہتی بلکہ انسانی  
 بننا ایک مادہ علوی بھی ہوا اور دوسرا حصہ مادی یا سفلی انسان جو روح رکھتا ہے اور جسکی  
 نسبت قرآن مجید میں لکھا ہے۔ قل الروح من امر ربي وہ ایک علوی چیز ہے اور عقلیات  
 مادہ اور کائناتیں اور وابستگی جو مگر وہ دراصل ایک علوی حقیقت امر ربی اس حقیقت علوی  
 سے اظہار کے لیے کا ہوا اگرچہ حاکم بہت کچھ وہ عقل کی جاتی ہیں مگر اب تک یہ کہنے کے سوا  
 کچھ نہ بچا کہ وہ ایک امر ربی ہی ہے جو کہ اس کے امر کی حقیقت بھی ہم سے مادی  
 یہاں ہوا ہے۔ اسکی نسبت بھی کچھ زیادہ تر نہیں کہہ سکتے اس واسطے اس امر کی نسبت بھی  
 نہ لے کر کہہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ایک امر ربی ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انسان اور دیگر  
 جانداروں کے اندر جس قدر مخلوق اور کائنات ہر وہ زندہ نہیں ہے یا کسی قسم کی زندگی نہیں کہتی  
 جس قدر ان میں کچھ منظر غریب ہیں تو ہم پر اس خیال یا اس قیاس کی عقلی خود کو بخود جان بولی  
 اور جس قدر اس قیاس ہی نہیں بلکہ بعضی طور پر یہ کہنا تو یہ کہ انسان و نباتات یا دیگر حیوانات کے  
 سوا اسے اور جس قدر مخلوق اور کائنات ہے وہ بھی کسی نہ کسی قسم کی زندگی رکھتی ہے اور اس  
 میں بھی جان ہے۔

بہس مفسرین قرآن: بہ نے یہ خیالی کیا کہ تیس اور تقدس سے فرادہ ہو کہ دگر مفلوحتا اپنے

جب یہ مخلوق بھی ایک قسم کی زندگی رکھتی ہے تو کیا جاہلیہ کا کہنا کہ انھیں بھی ایک قسم کا احساس حاصل ہوا۔ اور دوسرے الفاظ میں احساس بھی زندگی کا نام ہے کیونکہ جس زندگی میں احساس نہیں وہ زندگی ہی نہیں ہے۔

زندگی زندہ دلی کا ہے تمام مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں۔ یہی بات کہ جس کی زندگی کا ثبوت کس طرح ہے یہ کچھ مشکل نہیں ہم روز دیکھتے ہیں کہ نباتات مختلف درجوں میں نشوونما پاتے ہیں اسی طرح بعض اسباب ہوتا ہے اور غالب ہیں اور ان کے ماتحت ہی ان ہی جتنی بھی کھلی گئی ہوا دوسری طرف وہ برعکس ہیں اور برعکس ہی ان تمام باتوں سے ان کی زندگی تو ثابت ہے اگر وہ زندہ نہیں ہیں تو کیا اس میں اسباب معیہ وہ اسباب معیہ سے ان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ کچھ ایک پودہ پانی دینے سے بڑھتا ہے اور جو اس مسئلہ میں لیکن جب سے کاٹ دیا جاتا ہے تو اگر چہ وہ کاٹ ہوا میں ہی رکھا جاسے تو پھر کوئی قوت تالیف اثر نہیں کرتی نہ وہ نشوونما سکتا ہے اور نہ سبز اور شاداب ہو سکتا ہے۔ یہ اس واسطے کہ اس کی زندگی منقطع ہو چکی ہے اور جس جتنی وہ ماری گئی ہے۔ یا تو یہ ہے کہ ایک پودہ ایک چولہا لٹکے سے ہی لٹکا جاتا ہے اور یہ کہ کوئی چیز بھی اسی طرح نہیں کرتی۔ اگر ہم علم نباتات سے واقف ہوں تو یہ راز میرا سنا ہی نہیں سکتا کہ کوئی انفرانش اور دیگر ہماری طرح ہی جو نہ پرمقوت ہو سکتی گندم۔ کچھ زرخیز پودے اور درخت تائیت اور دیگر رکھتے ہیں اور ان کی انفرانش اس کا قانون تائیت و دیگر کے پختے ہو رہی ہے۔ اگر ان میں زندگی نہیں تو تو ایسا کیونکر کر لیا جائے کہ ہمارے نزدیک زندگی ثابت نہیں کیونکہ ہم سے مشابہ نہیں تو یہ صحیح نہیں کیونکہ دیگر حیوانات کی زندگی بھی تو ہمارے مشابہ نہیں جو دیگر حیوانات جیسی ہی طرح خون نہیں ہوتا نہ وہ اخلاط ہوتے ہیں جو ہم میں پائے جاتے ہیں اور یہ بھی وہ زندہ ہیں اگر ہم میں خون ہو اور خون ہی ہماری زندگی کا موجب تقدم و تونات میں بھی ایک قسم کا خون ہے فرق صرف یہ ہے کہ ہمارا خون لال ہے اور ان کا خون سفید یا زرد اور سفید ہے۔ ہمارا خون بھی سیال اور ان کا بھی سیال ہم بھی خون کے شکل سے گزر رہے ہیں اور نباتات بھی مردہ ہو جاتے ہیں۔

چھوٹا کھدنا ملاحظہ میں اس واسطے کسی حد تک جاننے کے وقت سے دوا لیا کرتے ہیں اور نباتات اس رنگ میں نہیں کرتے لہذا انہیں ہوا پر اگر دیکھو تو ان کے نشوونما اور فرشت میں فرق نہ آوے۔ یہی بات کہ دوسری مخلوق یا نباتات اور حیوانات ملاحظہ میں اور وہ ہم پر کلام نہیں ہوتے یہ ایک اور بات ہے۔

اگر یہ بات جو تو ہم دوسرے حیوانات کی دلیاں کب سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بھی ہماری طرح جاندار ہیں کیا اس سے ہم کہیں گے کہ وہ بھی زندہ نہیں ہیں یہ ماننا بڑھانے کی بات اور جو بات بھی اپنے اپنے رنگ میں ایک قسم کی زندگی رکھتے ہیں اور انہیں بھی ایک قسم کا احساس ہو گا وہ ہماری طرح ملاحظہ میں ہوں گے کہ ان کی زندگی کا جو ایک حاست زندگی ہونے کے بھی ایک احساس رکھتے ہیں وہی احساس اور وہی زندگی نہ نظر رکھ کر قرآن مجید میں چند مرتبہ یہ فرمایا گیا ہے کہ۔

”ہر مخلوق اور ہر چیز تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔ اب یہی یہ بات کہ ہمیں تقدیر اور نسیج کہ ہرگز ان کے رنگ کی ہوتی ہے۔“

وہ کسی قسم کے نفع سے۔ ”رکوع وجود سے“۔ ”نقص وجود سے“۔ ”ان میں سے ہم کسی قسم کی تخصیص نہیں کر سکتے آتے اللہ کریم ہی جانتے ہیں۔ اس واسطے اس آیت کریمہ میں کہا گیا ہے کہ تم لوگ اسے نہیں سمجھ سکتے جب ہم زندہ حیوانات کی بولیاں میں سمجھ سکتے تو ان نباتات اور حیوانات کی تقدیریں دیکھ کس طرح سمجھ سکتے ہیں اگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم اس کا اعتراف بھی نہ کریں۔ یہ سہ سوال ہے تو ان کے یہ کہ۔ ہاں کہ یہ سب مخلوق میری تقدیریں اور نسیج کر رہی ہیں اس پر تو ہم یقین نہیں کرتے۔ تو جب کوئی حکیم اور فلسفہ نگار کہ ان میں بھی ایک قسم کی زندگی اور جس پر تو ہم سمجھنا ایک خوشی سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

ہر چیز اور ہر مخلوق اپنے اپنے رنگ میں ایک زندگی ایک احساس ادائیگہ بان رکھتی ہے اور اس سے اپنے زندگی تقدیریں اور نسیج میں لگی ہوئی ہے۔

بار بار ذکر آن مجید جو اس بات کا اعلان کرتا ہے اس کا صرف ہی نشانہ تو نہیں کہ وہ یاز بھی ہم کو کھلے ملکہ یہ ہے کہ ہم بھی علی رنگ میں اس پر غور اور تامل کر کے جب دیگر مخلوق سے ہم پر جان اور بے جان جانتے ہیں خدا کی تقدیریں اور نسیج میں لگی ہوئی ہے تو اس کی مزید دریافت بھی انسانی قوتوں کے ماتحت ہونی چاہیے اگر ہم فرما نباتات کی نسبت یہ سوچیں اور یہ پتہ لگائیں کہ ان میں کس قسم کی زندگی ہے اور ان کا احساس کیا کچھ کیفیت رکھتے ہیں تو ہم علم نباتات میں بہت کچھ باریکیں نکال لینگے۔

ذرا غور تو کر قرآن مجید تو زور سے بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ یہ تمام دیکھتے جان مخلوق اور حیوانات بھی خدا کی تقدیریں اور نسیج میں لگے ہوئے ہیں اور ایک قسم کی اپنی خوش فہمی سے انہیں ایک بیان ہی سمجھ بیٹھے ہیں۔ بشرط اس تو اس نکتہ پر پہنچ گئے اور وہ تو لگنا کے احساس سے واقف ہو گئے اور ہم قرآن خوان انک ٹک میں ہی ہیں۔

قرآن مجید میں اس واسطے ایک دوسرے موقع پر لکھا گیا ہے ”وہم علیہا دھم“۔ ”عنا مہضن“۔ ”وہم علیہا دھم“۔ ”وہم علیہا دھم“۔ ”وہم علیہا دھم“۔

بے شک ہم مناظر قدرت اور مظاہر عالم سے پرانی آنکھ موند کر رہ جاتے ہیں۔ ہمارا مشاہدہ محض سرسری ہوتا ہے۔ ہماری نگاہیں سطح تک ہی پہنچ کر بے بصیرت ہو جاتی ہیں۔ یا تو ہمیں ان آیات پر یقین نہیں اور یا ہم ان کی تاویل ہی اونٹنی کرتے ہیں یہ لکنا کہ یہ طبعیت کوئی احساس اور کسی قسم کی زبان نہیں رکھتی ہیں ان آیات کا دامن سناں تنگ کرتا ہے بے شک ان کا وجود وجود خالق پر ایک دلیل ہے۔ لیکن اس سے کیوں انکار کیا جاوے کہ یہ کوئی زندگی نہیں رکھتی ہیں۔ یہ زندگی رکھتی ہیں اور اپنے رنگ میں تقدیریں اور نسیج بھی کرتی ہیں گو اس تقدیریں اور نسیج کا رنگ بھی اس تقدیریں اور نسیج سے نہیں ملتا۔

یہ لکنا کہ خدا کے کریم صرف ہماری ہی بولی سمجھتا ہے کسی اور مخلوق کی بولیاں نہیں سمجھتا یہ ایک سماعت ہے خدا نے تعالیٰ اس آیت میں یہ جو کہتے ہیں کہ تم ان کی تقدیریں اور نسیج نہیں سمجھتے اس سے ثابت ہے کہ وہ خود سمجھتا ہے۔ یہ آیت اور نیز اسی صفحہ کی دوسری آیات یہ بھی سمجھتی ہیں کہ ہمارے اپنے سوائے جو کہ اس وجودات میں پایا جاتا ہے اس کا جائز سمجھنا ہی علی رنگ میں لینا چاہیے۔ یہ صدق کا یا پتہ لغو ہم یقیناً۔

اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم اس طریق سے مختلف اشیاء کے علوم سے واقف ہو جائیں گے







اللّٰهُ اَكْبَرُ لَكُمْ شَيْءٌ اَوْ تَكْمِلُ عَلٰى اَوْ نَعْنِيْ وَضِيْعٌ لَكُمْ اَوْ لَكُمْ اَوْ لَكُمْ  
ابھی مجھ کو ہے اس کو تمہارے لیے کامل رکھیں اور مجھ کو تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے (اسی) دین اسلام کو پسند فرمایا +

# تعلیم الاسلام

## علم و اسلام

(مسند کے یہ دو مجلدات: ۱۔ باب شاہ (فروری ۱۹۱۶ء)

### مسلمانوں کے کارناموں کے متعلق مدینین و عرب کا فیصلہ

حکومت برصغیر میں کسکی تھی۔ شروع ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ کتب خانے میں ایک لاکھ لاکھ میں تھیں جن میں صرف طب و طبابت کی چیز ہزار کے قریب تھیں۔ دوسرے تھے ایک چاندی کا غلام طلبہ میں لایا ہوا تھا۔ تین ہزار دو سو ستر تھے۔ اسپین کے عظیم نشان کتب خانہ: تین لاکھ عہدیں تھیں جن کی درست پرانیوں جلدوں میں تھی۔ بستر کتب خانے ایسے تھے جہاں عام اجازت تھی۔ درمیانہ نقل و حرکت کے لیے جو اُحد کرے بنے ہوئے تھے۔

خاص خاص: اہل طبری اپنے مکافوں پر نہایت محارہ کتب خانے رکھتے تھے اور عام اجازت دے رکھی تھی۔ مشورہ کے انچار کے ایک حکمران نے اپنی سے ایک مسلمان طبیب کو علاج کھینے دیا۔ طبیب نے جواب میں لکھا: میرا آنا ممکن ہے کیونکہ میری کتابوں کے بار کرنے کے لیے کم سے کم چار سو اونٹوں کی ضرورت ہے۔

ہزاروں: یہ قائم تھے جن میں جو حق طلبا تحصیل علم کے لیے آتے تھے۔ ہر علم کی کتابیں ہر قسم کے معنایں شائع کیے جاتے تھے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی تھی۔

”مسلمان گورنر وزیر علم: اہل علم کی قدروانی میں خلفائے ساتھ ہمسری کرنے کے بڑے شائق تھے۔ اجواء مدارس و امداد طلبا میں نہایت فیاضی سے کام لیتے تھے“ (گن)

ایک زمانہ میں تین اسلامی مملکتیں قائم تھیں جو صولت و سطوت کے علاوہ تر علم میں بھی ایک دوسرے پر سبقت دینا چاہتی تھیں۔ عباسی ایشیا میں۔ فاطمی افریہ میں اور اموی یورپ میں۔ بنی نجر میں طرح طرح کی مددگار مشرق میں مشہور تھی اسی طرح اسپین کی مددگار، اشبیلہ میں معروف تھی

یہ علم جن ان سے نظر نہیں نے کیا سب اخلاف روحانیوں نے ان سے سیکھا تھا انہوں نے کہا بڑھکے لیلیک بزدلیوں نے۔ ہر ایک دل سے رشتہ جالست کا توڑا کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا ہو نہ مردہ توڑ کو جھلایا ظالموں کو زبرد بھر کر دکھایا یہ تہ قریم کو پناں بنایا مزہ علم و صلت کا سب کو چھپایا کہ ہر طرف پروہ چشم جہاں۔۔۔ بچا ہر زمانے کو وہاں اس کی ت

وہ اس نے جب خلافت میں تاریخ نویسی، شاعری، انشا پر وانی نے اس قدر ترقی دلائی۔۔۔ اس میں بولی قوم مسلم میں اسی تھی نہ کہ کل اموی خلافت کے آخری ایام میں۔۔۔ اس میں چھوڑا اور پہلی دہائی کے ختم ہونے سے پہلے بہت سی کتابیں عقلی علوم

یہ میں بغداد، علم و تمدن کا مرکز بن گیا ہارون کے حکم سے ہر مسجد کے ساتھ ایک خانہ عمو و فون کی تعلیم کے لیے مقرر ہو گیا علم اپنے پورے عروج پر پہنچا۔۔۔ تو انہوں وہ علمی کتابیں لائی گئیں فقیر مردم کے ساتھ اس شرط پر صلح کی گئی کہ وہ فلسفہ کا سب خانہ خلافت کی فکر کرے۔ یہ امر بھی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ اسطو کو سرکار اسلام فرما: ”ال“ کا خطاب عطا ہوا۔

بناستہ قائم کرنے پر اس قدر سرگرمی سے توجہ ہوئی کہ اس زمانہ میں کوئی غیر مسلم

سب سے پہلا اعلیٰ طبقہ مدرسہ سزواٹلی کا طبقہ مدرسہ تھا جس کو عربوں نے قائم کیا تھا اور سب سے پہلی رصد گاہ یورپ میں قائم کی گئی وہ انڈیلہ کی رصد گاہ تھی۔ مسلمانوں نے ہر قسم کے علوم طبعیہ و ادبیہ میں سرگرمی کا اظہار کیا رفتہ رفتہ بہت سے مسلمانوں نے یونانی و لاطینی کے لغت جی تیار کیے جو شاندار مدرسہ سے مسلمانوں نے قائم کیے ان میں ہر مذہب پر قوم کے علم مقرر کیے گئے اور تیسرا اہل کمال کے سپرد کی گئی علمی و تحقیقی کی کردہ سے محض نہیں بلکہ تحقیق عام و خاص سب اس بات میں مشغول تھے کہ علم حاصل کریں اور ترقی دیں۔

خلفائے اہل حق و علم کی تحقیر میں سرگرم رہتے تھے۔ ماموں رشید اکثر لوگوں کو سزا دیکر تھا جو فلسفہ و علم کے دشمن جو کرتے تھے۔ مذہب اسلام کے سو کسی مذہب کی تاریخ میں یہ واقعات نہیں یاد کیا جائیگا کہ کسی مذہب کا عالم نے علم و فلسفہ کے دشمن کو سزا دی جو اسلام کے قریب و غریب سب کی برابر عزت کی ہے اور یگانہ دیکھا نہ علماء و علمائے کرام کے ساتھ کیا کیا رواداری سے پیش آیا ہے۔

”دنیا کی قوموں نے مسلمانانِ حقین جیسے حکمران دیکھے نہ اسلام جدید و ادوار دنیا میں مذہب پایا“ (ایک عالم یورپ)

”ہم جس طرح مذہبی رواداری میں مسلمانوں کے شرمندہ احسان میں ایسی طرح انصاف کے طریقوں میں بھی ہم نے ان سے سبق حاصل کیا ہے ہمیں مسلمانوں کے شمار لا آکراہ فی الدین کو اپنا شعار بنالینا چاہیے اور اس کی حدود سے ایک قدم باہر نہ جانا چاہیے“ (موسیو فوٹو)

معلوم رہا یعنی اور طبیعیات فلسفہ میں عمارت حاصل کی۔ تاریخ کی چھان بین کی سب علوم میں اُسود و گئے تمام علوم میں جتنی فائدہ دھمکتی باتیں تھیں جو مذہب اس حدیث کے کہ ”دھمکت مسلمان کی کم شدہ پونجی جو جہان میں جس مسلمان کو ہاتھ لگے اُسے وہی اس کا سب سے زیادہ حق ہے“ اخذ کریں۔ غیر قوموں نے جو موم جاہل چڑھار کھا تھا اس کو تار کر خالص اسلامی لباس بنادیا۔

”مسلمانوں نے اود قوموں سے گنتا ہی کچھ کیوں نہیں سیکھا مگر انہوں نے اپنی قوت و قابلیت سے اسلوبیت کچھ ترقی دی“ (اوت جرمین)

تمام علوم مسلمانوں کے زیرِ عاطفت آکر ان کے حلقہ گوش غلام بن گئے تھے ہی دونوں میں ہر ایک علم و فن میں ایسے اشخاص نمودیں آئے جنہیں اُسود وقت کا لقب دیا گیا ہے۔

یہ سچ ہے کہ ہر فرد بشر طبعی نہیں بن گیا تھا لیکن اوقات فلسفہ سے بے اعتنائی

برقی گئی لیکن یہ نہایت بااداسلامیہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ع

اس میں نہایت کد در شہر شمس نیز گنتند

آزاد سے آزاد اور جذبات سے جذبات ملک میں بھی ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں کہ بعض اوقات امن عام کی خاطر حکومت کو بھی مجبوراً دست اندازی کرنی پڑتی ہے اور باجی جسد کی سیاہ بختی کا تاریک سایہ دنیا میں ہمیشہ خوش پھیلا تا رہا ہے۔

”ہم نہایت فخر اور نہایت خوشی سے دعوے کرتے ہیں کہ اسلام نے کبھی حکم اور فلاح کو

انتہائیں نہ پایا۔ فارابی، کندی، بوعلی سینا، نو حجت، بہنجیار، ابن سینا، ابن سینا، ابو بکر رازی، خلیفہ شمس حکیم اور فلسفی تھے لیکن ان میں کسی شخص کا انڈونیشیہ کی عدالت میں نہیں جانا پڑا۔ نہ وہ زندہ حلالے گئے نہ شکنجہ میں کسے گئے۔ نہ کسی طرح کی تکلیف دی گئی، خلفاء و سلاطین اسلام نے ان کا نہایت اعزاز و احترام کیا وہ جہاں جاتے تھے لوگ ان کے لیے آنکھیں بچھاتے تھے۔ جہاں ان کا ذکر آتا تو ان کا نام نہایت عزت و احترام سے لیا جاتا۔ محمد بن دفعتان کا ذکر مدیہ الفاظ میں کرتے ہیں اس سے زیادہ فلسفہ کی کیا عزت ہے کی جاسکتی ہے لایسرت الفضل الا ذوالفضل کی قدر صاحب کمال ہی کر سکتا ہے“ (شبلی نعمانی)

عربوں کا علم اول اول بالکل یونانی تھا ایک ہی صدی کے بعد ان کا علم عربی ہو گیا انہوں نے اس بات پر قناعت نہیں کی کہ وہ مذہب و مذہب اسطر، افلاک اور اقلیہ بطور میں کے شاگرد کہلائیں جیسے کہ اہل یورپ کی حالت دس صدیوں تک رہی۔

سب سے پہلا اصول جس کے سبب مسلمانوں کا فلسفہ غیر قوموں کے فلسفہ سے ممتاز ہوا یہ تھا کہ انہوں نے علم کی بنیاد مشاہدہ و تجربہ پر رکھی اور اس بات پر زور دیا کہ علوم عقلیہ و طبعیہ میں محض منقول پر قناعت نہ کی جائے جب تک تجربہ و مشاہدہ سے تائید نہ ہو۔ ”عربوں کے نزدیک یہ قاعدہ حکمت میں سے تھا کہ پہلے تجربہ و مشاہدہ کر دیکر یقین کرو کہ یورپ میں دسویں صدی کے بعد تک یہ قاعدہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ کتابوں میں پڑھو اور بار بار دہراؤ یہی طریقہ علم حاصل کرنے کا ہے“ (گستاخی بان)

”عرب ہی نے سب سے پہلے دنیا کو بتایا کہ مذہب پر قائم رہنے کے ساتھ علم کی آزادی کے ساتھ کیونکر شامل ہو سکتے ہیں“ (گستاخی بان)

”عمر بن عباس قانع مصر و تونس و جزیرہ میں جو محبت آمیز تعلق تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں کی عقل آزاد اور بلند خیالات کے قبول کرنے میں نہایت ترقی کی گئی ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ عرب کے باشندے زمانہ جوہریت کی بیت پرستی سے نکل کر ججعی توحید کے دائرہ میں داخل ہونے تو ان کی عقل فلسفی اور ادبی علوم میں جو لاپائیدار دکھانے کے لیے پوری طرح تیار ہو گئی تھی“ (ایک فلسفی انشاپرواز یورپ)

”اگر یونانیوں میں ستاروں کے صد کرنے والے دو تین مل سکتے ہیں تو عربوں میں اجرام سماوی کا مشاہدہ کرنے والے اور اپنے مشاہدات کو بدلتا بدلتا قاعدہ عقیدہ کو لے لے جے شمار مل سکتے ہیں اور علم کیا کا تو یہ مال ہے کہ اگر یونانیوں میں ایک کیا کیا دال مل سکتا ہے تو اس کے مقابل میں دو سو عرب کیا دال بتائے جاسکتے ہیں جنہوں نے اپنے تجربوں سے اس علم کو ترقی دی۔ یہی سبب ہے کہ کیمیاء حقیقی کو ہم ناص عربی علوم میں شامل کرنے میں“ (ڈیلا میر تاریخ علم ہینٹ)

”یورپ کی علمی کتابوں کو دیکھ کر نہایت حیرت ہوتی جو جگہ ان میں وہ رائیں اور خیالات نظر آتے ہیں جو یورپ میں ابھی ابھی شائع کیے گئے ہیں۔ مثلاً کائنات حضرت کا ارتقا جو زمانہ حال کا علمی نظریہ ہے عربوں کے مدارس میں مسلم تھا۔ اس باب میں ان کے خیالات ہم سے بھی زیادہ بلند و وسیع تھے“ (یورپ کا ایک نامور فلسفی)

”جب علم طب کیا طبیعات فلاح عرب کے ہاتھ آیا تو اس میں انہوں نے بہت کچھ

بھرتی "عربوں نے بیرونی طبیعوں اور عیسائی مسلمانوں کی فوج تیار کر کے علم و فلسفہ کو اس سے بھی زیادہ تیزی سے فحش کیا جس تیزی سے کہ وہ مدعی سلطنت کی تیزی سے دور پر پہنچ گئے تھے۔"

میں اس الزامی طریقہ پر انہیں کہتا ہوں کہ یورپ نے اہل اسلام کے ان جسامت کو جو ہم پر امن کے باب میں انہوں نے کیے نظر انداز کرنے کی تدبیر کی ہے۔ واقعیہ احسانات اب زیادہ ویرانہ ہیں رہ سکتے ہیں مصلحتی جو مذہبی عناد اور تہمتی فحش پر مبنی ہو وہ ہمیشہ کے لیے قائم نہیں رہ سکتی اہل عرب نے یورپ کے دل و رخ پر اپنی عقل و فراخی کا سکہ بٹھایا جو اپنی بہت حد تک عیسائی دنیا کو اس بات کا اقتدار کرنا پڑیگا۔ اہل عرب نے یہ نئے نئے ذالی بات آسان پر لکھ دی ہے اور اس کو ہر شخص جو ستاروں کو دیکھ سکتا ہو اسے بھی پڑھ سکتا ہے۔

"علم کے سیکھے میں اہل فرنگ ابو علی الحسن ابو موسیٰ ابو الوفا اور علامہ سب کے زیادہ قرا سمند ہیں" (ڈیرس)

"اسلامی پورستوں میں ہی زانوئے ادب تدکر کے یورپ نے علم و فن کا کشتہ کیا ہے اگر ان اسلامی درسگاہوں کا وجود نہ ہوتا تو شاید ہی اہل یورپ بیداری و سرگرمی سے ہمکنار ہو سکتے۔ ان پورستوں کے شاگردوں نے ہی یورپ میں علم و فن کی ترویج سے علم کے تہل کو کا فور کیا۔ آج مغرب میں علم و فن کی ترقی پر نازاں ہیں سب اسلاموں کے فیض صحبت کا نتیجہ ہے اسلام کو یہ جائز و فروع حاصل ہیں کہ یہ مذہب مشن اپنے نام سے انکو سائنس سے محو نہیں بناتا بلکہ ان کے مسیحی کلیسیا سائنس دانوں کا فردا برحق شیطان قرار دیتا ہے" (ڈاکٹر ای جاجی فلاؤ لیا امریکہ)

"اسلامی سلطنت دینی حقیقت میں اپنی تمام سلطنتوں اور قوموں کی حقیقت سے بڑھ چڑھ کر رہی ہے۔ حالانکہ اس کا عقیدہ کلمہ توحید سے ایک ایسے کلمہ کے نہ سر کا سلسلہ میں اسلامی طور اوروں نے سپین فتح کیا لیکن عیسائی دنیا پر کوئی زیادتی نہیں کی عیسائیوں کے مذہبی عقائد پر کبھی کوئی ایجاد و باور نہیں ڈالا گیا۔ یورپ میں جو اس وقت تمدن ہے وہ مسلمانوں کا سکھایا ہوا ہے۔ مذہب فلک - ریاضیات سب کچھ یورپ نے مسلمانوں ہی سے پائے" (ایک یورپ کا عالم)

"ایسی حالت میں جبکہ یورپ تعلیمات جہالت میں جسکا تھا اور علمی و فنی کام اس میں نام و نشان نہ تھا ایک اسلام کی طرف سے تیز و زانی شاہیں موزوں ہوئیں جن سے تمام یورپ چمک اٹھا۔ یہ شاہیں علوم و ہدایہ و فلسفہ و فنون و صناعات کی تھیں یہ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ بغداد بحر قزحہ - دمشق - مصر - فارس - غرناطہ و قرطبہ علوم و فنون کی اشاعت کے مرکز تھے۔ اپنی مرکزوں سے تمام عالم متاثر ہوا اور مختلف قوموں میں روشنی پھیلی۔ اہل یورپ نے قرون وسطیٰ میں اہل اسلام کے اکتشافات و صناعات اور ان کو اپنی ترقی کا سنگ بنیاد قرار دیا" (ڈاروے سابق وزیر تعلیم فرانس)

"یہ بات مسلموں کی گئی ہے کہ عرب ہی نے تمام کتابوں اور تحریروں کو فلسفہ و فہم کی تباہی سے محفوظ رکھا اور انہی کی وجہ سے یورپ میں علم و فلسفہ پھیا اس امر خاص میں یورپ ان کاموں احسان ہوا اور اس سے بڑا احسان عرب کا یورپ پر یہ کہ ان

ترقی کی یہاں تک کہ ان علوم میں ان کی فضیلت حد سے زیادہ بڑھ گئی اور جہانگیر ہم کو مسلم ہو گیا کہ وہ ایک شہ ہے اس علمی حقیقت کا جو انکے ہم کو معلوم ہی نہیں ہوئی۔ ہر کین عرب کی قوم ہمارے جگہ فضل و کمال کا اب بھی حشر ہے اور جن کلمات کو ہم پہنچنے نے کہ اور تو کوئی ایجاد ہوں گے اب ہم کائنات کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے کہ ان کے اہل موجود عرب ہی ہیں" (موسیو سیدو)

"یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے دنیا کو تمدن کا سبق نصرا مین سے زیادہ پڑایا ہے اور اخوت و مساوات کی روح زیادہ عام کی ہے" (ڈاکٹر کین ٹیلر)

"یہ بات مطلقاً سچ نہیں آتی کہ صرف دو صدیوں میں مسلمانوں میں کس طرح بے شمار مہینے داں پیدا ہوئے تھے حالانکہ بارہ صدیوں میں مذہب عیسوی یورپ میں ایک ہیبت داں بھی پیدا نہ کر سکا" (ایک مصنف یورپ)

"عرب کی قوموں کو خدا نے دنیا میں اس لیے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم و فنون اور سائنس و تمدن کو ان مختلف قوموں تک پہنچا دیں جو ذلت کے گارے سے لیکر اسپانیہ کی وادی کیر تک پھیل رہی ہیں۔ چنانچہ ان تمام قوموں نے تہذیب کائنات اسی قوم سے حاصل کیے تھے" (ایک فریخ عالم)

"عربوں نے جن علوم کو غیر قوموں سے حاصل کیا وہ یا تو پرانے کتب خانوں کی پیروی یا ہی میں ہندوستان سے یا بعض کے دماغوں میں پوشیدہ تھے نہ یہ انسان کو ان سے کرنی دین نہیں پہنچتا تھا۔ جب وہ عربوں کے ہاتھ میں آئے تو انہوں نے ان علوم کے کفرہ قلوب میں روئے بخونکہ وہ اخلاق و ادب کی غذا بن گئے وہ دولت و صنعت کے سرچشمے ہو گئے وہ انسانی فطرت کو منزل کمال تک دوڑانے کے لیے ہمہ گیر بن گئے یورپ

میں جن لوگوں نے تہذیب کا مطالعہ کیا ہے اور عقل و انصاف سے کام لیا ہے ان میں کوئی شخص ایسا نہیں جو مسلمانوں کی اس علمی فضیلت سے انکار کرے کہ انہوں نے یورپ کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر علم کی روشنی میں پہنچا دیا اور ان کو بتایا کہ وہ کس طرح دیکھیں و اس طرح سرسبز ایران کو جتنا یا کہ علم حاصل کرنے کا صحیح اہل طریقہ بتا دیا و مشاہدہ کے سوا انہیں سب انہوں نے اپنے علوم پسین و جہنمی اٹلی کے رستہ سے یورپ میں داخل کیے۔ پیر کی سرگود پر بارہویں صدی تک پھر کا فرش نہیں ہوا تھا حالانکہ اس وقت سے بہت پہلے مسلمانوں کے اندر ہی شہروں میں پتھر کی سڑکیں موجود تھیں (پیر کا ٹیکسٹ)

"خلفاء کے دور حکومت میں مسلمانوں نے نظری عیسائی اور یہودی علم کیساتھ تعلیم و تہذیب کا برتاؤ نہیں کیا بلکہ انہوں نے سلطنت کے جسے بڑے کام ان کے پیر نے بڑے بڑے عہدوں پر ان کو ہتھ ڈالیا مدارس کا انتظام نہایت آزادی و وفاقی کے ساتھ کبھی عیسائیوں کے سپرد کیا جاتا تھا کبھی یہودیوں کے کبھی نہیں دیکھا جاتا تھا کہ وہ علماء جن کی سپردگی میں دنیا بڑا انتظام دیا جاتا ہے کس شہر کے باشندے ہیں کس مذہب کے ماننے والے ہیں"

ناموں کا قول ہے "اہل علم خدا کے برگزیدہ بندے ہیں جنہوں نے اپنی توجہ تہذیب و تمدن کی طرف مبذول کی ہے اور اپنے نفسوں کو تمام گناہوں سے پاک کر لیا ہے وہ دنیا کے نور ہیں اگر وہ نہ تو دنیا وحشت و جہالت کے اندھیرے میں گر جاتی



ہوتے جائیں۔ اُس وقت مسلمانوں کی انداز تھا کہ ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کا جو بیٹا پانی پیتا تھا جو چٹا کھانا کھاتا تھا۔ اُن میں دولت ثروت اور ہنر کا کچھ اعتبار نہ تھا۔ امیر کے امیر ایک اونٹے غریب سے فروتنی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ کوئی شخص دولت کی وجہ سے خود کو زیادہ معزز نہیں سمجھتا تھا۔ اگر عزت تھی تو کرسی کی تھی یا علم کی۔ غریب سے غریب مسلمان کی عزت تمام ستموں مسلمان، حتیٰ ہی کرتے تھے یعنی اُس کے چوتھے جہان یا اُس کے کرتے تھے۔ غریب سے غریب فقیر محمدؐ یا حافظ قرآن بڑے بڑے امیروں کے دربار میں محترم سمجھا جاتا تھا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی غیبت یا عیب جوئی نہیں کرتا تھا۔ ایک خوشحال دیکھ کر دوسرا خقیان مانتا تھا۔ حسد کا نام بھی ان میں نہ تھا۔ کسی ایک بھائی کے گھر دولت کا آنا ہر ایک عین اپنے گھر دولت کا آنا تصور کرتا تھا۔ غیر قوموں سے اگر ایک مسلمان نے جوئے سے بھی کوئی دمدہ کیا یا کسی بات میں زبان دیدی تو تمام مسلمان اسے عین اپنا وعدہ کرنا اور اپنی زبان دینا تصور کرتے تھے۔ اس اخوة نے بے انتہا اتفاق پیدا کر دیا تھا۔ بغیر خدا کے زمانہ میں اور صحابہ کرام کے زمانہ میں اس اخوة نے ایسے ایسے کام بنائے کہ بوجہ میں جو رخ پڑھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔ تمام باتیں ان کی سمجھ میں آ جاتی ہیں لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان ایسے ستون خود غرض اور مرکز و محور کو نبیؐ نے کس طرح اخوة اسلامی کی تھی سے جڑ کر مستقل مزاج، فرشتہ خصلت اور زبردست قوم بنادی تھی۔

زمانہ مابعد میں جہاں سب چیزیں میں ضعف آیا اخوة اسلامی میں بھی ضعف آیا اور اب تو محض لفظ ہی لفظ ہے اس میں کوئی معنی ہی نہیں ہے۔ کابلہ ہے۔ درج نیچے گر خدا کا شکر ہے اور ہزار ہا شکر ہے کہ اس زمانہ انحطاط میں بھی جو اخوة مسلمانوں میں ہے وہ اہم کی مذہب میں نہیں ہے۔ آج کوئی شخص جا پاں یا چین کا رہنے والا۔ ہر ملہ برا امریکہ یا دنیا کے کسی حصہ کا، شندہ ہمارے سامنے آ کر ہوا ہم اُس کی زبان سے نا آشنا ہوں۔ صورت اُسکی بالکل غیر افوس ہو گئی قسم کی مناسبت ہم سے ہو لیکن وہ نظر لالہ اللہ محمد رسول اللہؐ ہمارے سامنے کہے تو ایک مرتبہ ہماری رگوں میں اخوة اسلامی حزو جو شملن ہو جائیگی۔ ہم اجنبیت کا خیال نہ کریں گے۔ یہ بھی نہ سوچیں گے کہ ہمارے لیے کوئی ملا ساتھ لایا ہے یا پیغام شادمانی سنائے آیا ہے۔ ات کو اُسکے ساتھی ڈاکارے آئیچکے تو یہ بھانگ کھو کر اُن کو گھر میں بلائیگا یا ہمارے ساتھ رکھے گا کہ کوئی عمدہ سبق دیکھا اور ہماری حفاظت کر لیا۔ یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ ہم خود بچے مسلمان ہوں۔ ارکان مذہب جانتے ہوں۔ اسلام سے ہم کو محبت ہو۔ ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری آؤ بھگت کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ ہم نے مسلمان کے گھر ختم لیا ہے اور ہمارے ساتھ ایک اجنبی کلمہ پڑھا ہوا یا ہی ہم بے سمجھے بوجھے اُس سے محبت جائینگے۔ اور ستر خان پر کھانا بھی کر دیں گے۔ آئیے! ہم اللہ ماتہ دھوئیے!۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم اُس کے ساتھ بے وفائی نہ کریں گے اگر اُس کی تقدیر میں گردش ہے تو سب سے پہلے ہم ہی اُس کی تحویب کے اسباب بھی پہنچائیے۔ یہ ہماری سوجوہ پڑائیوں کا دوسرا رخ ہے۔ لیکن ایک مرتبہ ہم اپنے انہماکات علاق سے اُس کا ولی ضرور خوش کر دیں گے۔ اور اگر وہ کسی غیر مذہب کا ہے اور

ہے یہاں تو پہلے بھائی سے بھائی لڑائیگا پھر کہیں غیر سے لڑائیگا ابتدا گھر ہی ہے ہوگی کی جتنی کہ اشتراک خاندان کا بڑا دستور نامی ہندوؤں اور مسلمانوں میں یکساں قائم ہے۔ پیشوائے خاندان تمام دنیا کے چھوٹے بچہ کے اپنے سر کھاتا اور دیگر اشخاص خانہ دنیا و مافیہا سے خبر نہیں لیتے۔ اگر ان کا کچھ مشغور ہو تو صورت یہ کہ بیٹا کو خانہ کی طرف سے دل میں مدد کہ قدیم جمع کرتے جانتے ہیں اور ہنہ سے کچھ نہیں کہتے۔ اندر ہی اندر جب خوب سوچ لیا تو ایک مرتبہ خانہ جنگی کی خبر ہی اور اُسکے بعد بھائی ہوئی سب سے پہلے اپنے خانہ بدگان جملہ کو بھائی کو زور دیا کہ لڑائی لڑو۔ مسلمان نہ ہو کی (سگ زرد یا سفید بولہ خور و مباحث) گھر خلاصی کر لیا۔ گویا ہر ایک کو دنیا کے چھوٹوں میں پڑنے کے قبل اپنے بھائی یا اور قریبی رشتہ داروں سے جو بھائی کی مدد میں رہنا فرض ہے۔ اب ایسی حالت میں ہم کیا سمجھا سکتے ہیں کہ اخوت اسلامی کی بنیاد دین اسلام نے کس پیش بہ اصول پر قائم کی تھی۔ جب اخوة کی عظمت ہمارے دل میں نہیں ہے تو اخوة اسلامی ہم کیا سمجھیں گے۔

عرب میں جو حالت تھی لیکن اُن کے مدن نے برادرانہ حقوق کی حفاظت نہایت اعلیٰ اور بڑی تھی۔ حالت ماند و بود انکی نہایت سادہ تھی۔ بالغ ہونے کے بعد بڑے بھائی خود گمانے کھانے کی فکر کرتا تھا اور بیاہ شادی جب ہی کرتا تھا کہ خود میں بچہ بزرگی اُٹھانے کی استطاعت پاتا تھا۔ امیر و غریب سب ہی میں ہوتے ہیں اور فطرتی محبت کا مستحکم دبیش سب میں ہوتا ہے۔ شرکت کی وجہ سے جو دلوں میں یقین اور یکہ کی نہیں پڑ جاتی ہیں۔ عرب میں ان کا نام بھی نہ تھا ایک بھائی دوسرے بھائی کی سنگدستی میں دشگیری کر تا تھا۔ طرفین سے اظہار غم و احسانندی ہوتا تھا۔ فطرتی محبت میں ان کے فطرتی عمل بعد قوت پہنچاتے تھے۔ علاوہ اس حسن معاشرت کے ایک اندازہ کو دوسرے خاندان سے یا ایک قبیلہ کو دوسرے قبیلہ سے لڑنے کی ضرورت ہوتی تھی اور اُس وقت تمام اہل خاندان سرافرازم کی ماتحتی میں اپنا رنا جینا عزت اور خفا باعث سمجھتے تھے۔ اگر کسی ایک کو دوسرے قبیلہ کا کوئی شخص مارنا یا گالی دینا تھا تو صرف اُس کے بھائی جیسے نہیں بلکہ کل قوم کے فوجان اُس کی مدد کو اُڑد کھڑے ہو جاتے تھے اور کسی قسم کا بازو احسان نہیں رکھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ آج جس کی مدد کو ہم کھڑے ہوتے ہیں وہ کل ہماری مدد کو اسی طرح کھڑا ہوگا۔ بھائیوں کا قوت بازو ہونا ضروری ہے کیونکہ دشمن میں پایا جا یا تھا۔ دوسری جگہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان اس کے قریب قریب ایک شے ہندوستان میں ہم پاتے ہیں کہ مقدمہ بازی کے لیے جتنے جھوٹے گواہ چاہیں لے لیجیے۔ مشورہ ہے کہ زمینداری کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے اور جھوٹ بولنے سے کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک دوس باغ کو ہی دینے والے ساتھ نہیں۔ اس لیے ایک کا دوسرے کی طرف سے گواہی دینا کسی قسم کا احسان رکھنا نہیں ہے بلکہ آپس کی مدد کی حالت کا پیشق ہے۔

اگر اس قدر سے عرب کے بھائیوں کے باہمی برتاؤ کا نقشہ اظہار کے ذریعہ کچھ دیا ہو تو وہ بھی کشتہ محمدؐ سے خاندانی اخوة کو وسیع پیمانے پر پھیلا کر یکدم دیا کہ تجھے لوگ دائرہ اسلام میں آتے جائیں وہ ایک ماں باپ کی اولاد یا ایک خاندان کے افراد



تقیہ کے جیسے ملایا جب بھی ہم اس کے دل میں ایک مرتبہ بجا دینگے کہ سیر کے وقت میں جو اچھا اسلامی کمال کی روشنی کی گئی تھی، ایسی خاکستری اب بھی ذرا اور کچھ نکالیں جو وہیں اور دنیا کا کوئی مذہب اس بارے میں اس درجہ فیاض نہیں

## آیات سترانی

”سب مکر مضبوطی سے اندھ لاؤ جو خبریں رہ اور ایک دوسرے سے انک - ہو۔ پھر کا وہ احسان پاؤ کہ کوئی ایک دوسرے کے دشمن بنے اور اس نے تمہارے دلوں میں اُفت پیدا کی اور اس کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔“ (ال عمران ۱۰۱)

”وہ جسے موت نے نہ کیا نہ میرے علم والوں میں سے میرے بھائی (اردن) کو میرا بوجھ

بنائے دلا بنا کر ان سے میری دھارس بندھا اور میرے کام میں انکو شریک کرے (طہ ۲۷)

”دنیا لوگوں کو اُنکے حقیقی باپوں کے ناموں سے پکارا کرو یہی بات اللہ کے نزدیک زیادہ ترین انصاف ہے لیکن اگر تم کو اُنکے باپ علم ہوں تو خیر یہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں۔“ (سورۃ احزاب رکوع ۴)

”مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے دو بھائیوں کے درمیان پہنچ کر دلوں کو رواہ خدا سے دور رکھو کہ تم پر رحم کیا جائے۔“ (سورۃ حجرات رکوع اول)

”پوچھ بیچو ایک ایک دوسرا نہ کہے کیا کوئی تم میں سے کوئی کہتا ہے کہ اپنے رب سے بھائی کا گوشت کھائے۔ یہ تو ہرگز گوارہ نہ کرے گا۔“ (سورۃ ہجرات رکوع ۲)

(ماخوذ از) الاسلام

## علمی آزادی

برہمی اور افعال رہا۔ اسکے بعد اندرونی شورشوں اور بیجا قتل و خونریزی ہو گئی۔ بعد ازاں آج جو علم کو اسکی جہتی قیود سے آزاد کرانے کی غرض سے برپا ہوئی۔ جس وقت قوموں کی یہ حالت تھی اس وقت انسانی حقانیت حضرت علیہ السلام کے مقام المحمود علیہ السلام کے داکم پر نازل ہو رہی تھی اور حقیقی تمدن اور انسانی علم کے اصول کی تدوین ہو رہی تھی۔ مذہب اسلام نے آکر ان تمام طوفان و سلاطین کو توڑ دیا جن میں علم عقیدہ تھا اور قرار دیا کہ علم کو کسی قید سے مقید نہ کرے جس حد سے محدود نہ کرنا ایک ایسی بے انصافی ہے جو محبوب خیال کی جاسکتی ہے۔ آنحضرت علیہ السلام داکم علم نے فرمایا ہے کہ ”جو شخص یہ کہتا ہے کہ علم کی کوئی انتہا ہے تو وہ اس کی حق تلفی کرتا ہے اور اسکو اس مرتبہ سے گراتا ہے جو خدا نے اس کے لیے قرار دیا ہے۔ اس لیے خدا نے فرمایا ہے وما اوتینکم من العلم الا قليلا“

اسلام نے تصریح کی ہے کہ کلام الہی کی حکمتوں کا سمجھنا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ انسانی فکر علوم کی روشنی سے منور نہ ہو جائے فرمایا ”فلان انما یفہم فی الناس وما یعلم الا العالمین“ اور صرف اسی پر انکشاف کی طلب علم میں آتا ہے کہ دلوں کو انجام کی خرابی سے ڈرایا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے ”اور اسے سب سے بڑا دلائل جہتھر بابتہ لبقولہن“ اگر تم ان لوگوں کو کوئی سامعہ بھی ادا نہ کرو

الذین کفر وان انتم الا توہنکم میں وہ تو میں ہی کہیں گے کہ تم سب سے بڑے مبطلون۔ کذلک یطبع فریبی جو جو لوگ سمجھ نہیں رہتے اس سے دیکھو اللہ علی قلب الذین لا یعلمون“ پر اللہ ہی طلب ہر گاہ کرتا ہے۔

اس قسم کی آیات حیات سے اسلام نے انسانی عقل کیلئے علوم و معارف کے حدود کو کھول دیا اور ہدایت کی کہ علم کا طلب کرنا اور اسکے اکتساب میں کوئی شہ نہ کرنا انکی سب سے بڑی عبادت ہے آنحضرت علیہ السلام داکم فرمایا ہے کہ ”بہترین عبادت طلب علم ہے“

چونکہ خدا نے ایک ساعت علم میں خود کرنا سادہ بریں کی عبادت سے بڑی ہے

(ماخوذ از) المدینۃ والاسلام

علم کو ذات عقلی کے ساتھ وحی شریعت سے جو غنائیم کے ساتھ ہے پس جس طرح انسان کا جسم مختلف قسم کے ذیلی اجزاء سے خدا حاصل کر کے نشوونما پاتا اور پختہ ہوتا اسی طرح اس کی عقلی قوت بھی عقلی اجزاء، خارجی معلومات سے قوی ہوتا اور ترقی کرتی ہے۔ اسی وجہ سے ذہن انسان کو غلامی کی زنجیریں کھینے والوں نے علم کی خدمت کرنے اور اس کی طرف سے لوگوں کو نفع نہ دلانے اور اہل علم کو خلیفہ دینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ انہوں نے علمی حکم انکا دیا کہ علم ایک ایسی ناپاک چیز ہے جسکے قریب آنا ہی ناجائز ہے۔ علامہ لارنس نے دارالامارات میں لکھا ہے کہ ”شکا خیال تھا کہ علم ایک ایسا مہلک و زہت ہے جو اپنے زہریلے پھولوں سے بنی آدم کو ہلاک کرتا ہے۔ انہوں نے علم کی حفاظت پر یہاں تک کھم باندھی تھی کہ لوگوں کو اس کا نام لینے سے منع کرتے تھے۔ یہ قیدانے فلسفہ میں تعجب کر کے اسکو اپنی ذہن نشینات کے موافق بنانا چاہتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ ان خرافات کی بدولت ایسا بدعوت ہو گیا کہ عقل اسکو دھکارت نفرت کرتی تھی۔“

ان کے دل میں یہ خیال عام پراہم کیا تھا کہ ہمارے پاس ”ایسا علم ہے کل طرف جہالت کے یہ نہیں جانتی“ انہوں نے عقلی علم کا دیا تھا کہ جو یہ اس علم سے باہر ہو وہ دلائل حقیقت سے منہ پر ہے اور سوائے ذہنی قوتوں کے اس کا کوئی نہیں سمجھتا ایسے لوگوں کو وہ اس قدر عزیز بنا کر سزا میں دیتے تھے جیسے ذہن انسان کا دل بڑھاتا ہے اور اسی طریقہ سے انہوں نے علماء دینی پر بھی اتنا دھکارت صرف اس جرم میں ہلاک کیا کہ وہ علمی مواد کے بڑھانے میں کوشش کرتے ہیں۔

ان بابائے دوساں سے اس عام سیلان میں جو علم کی طرف تھا سکون پیدا ہو گیا مگر اس نے خود زندگی کے قوانین کی زبان سے جہت قائم کی اور وہ اعلیٰ حجت سے بھی کم جہالت اور گمراہیوں کی گرم بازار میں جولی اور دیرالام اور خرافات کو رواج حاصل ہوا اور یہی خواہشیں انسانی عقلوں پر غالب ہوئیں۔ زبردستیوں نے زبردستیوں کو دیا یا اومان کو نام طبعی حقوق سے محروم کر دیا ذہن انسان کی حالت میں ایک عرصہ تک سخت

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُحْرِ مِنْ الذِّكْرِ أَنَّ لِلْأَرْضِ شِيعَةً مِنْ عِبَادِ الصَّالِحِينَ

ہم زبور میں بندوبست کے بدلہ چٹکیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے

اصلاح الاخلاق واداء اعمال

## تہذیب النفس

میں نے یہ سب کچھ

## سیاست مدن

## منچرل پردہ

ان کا حقد آدھا مقدر کی ہے جاہلیت کی بے شرمی دے پر دگی سے روک ہو، مگر یہ کہیں نہیں لگا کر دوا دوا ہے اور عورت کو نہ ہی - مرد خدا ہے - اور عورت مذہبی - مرد خود مختار ہے - اور عورت ایسا دے اختیار -

اعضائے جسمانی کی تعداد میں عورت مرد کی برابر ہے۔ صرف آمارق  
 ہے کہ اس کا جسم مرد سے کسی قدر کم ہے۔ اور اسی آمارق کے سبب رجال  
 کی نسبت قیام علی النساء زیادہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرد  
 کے عالم میں۔ برتہ کی کمی بھی اس لیے ہے کہ مرد کی جسمانی تنوع  
 زیادہ خواہش  
 جاتی ہے اور مرد کی زندگی زیادہ مصروف فی فرائض ہے۔

لا تبقو جن آداب حاکمۃ لاجبی یہ مطلب دیکر اسامہ سے پہلے زامیر  
 ہوئیں جاؤں اور اس صبح بے حیائیاں کرتی تھیں۔۔۔ اسلام نے تہذیب نکالی ہے نہ  
 بے شرمیوں کو منع کر دیا۔ یہ عرصہ بھی کہ عورت پردہ کی قید میں تھیں چھپا کر بیٹھیں  
 اور دشمن مڑوڑ کی تہذیب دیکھ کر کہ۔

پیرانی روشنی والے کہتے ہیں

عورت ناقص انسان ہے۔ عورت فقیر ہے۔ عورت کو مرد کی برابری کا کوئی حق نہیں۔ اور کان، سوزن، ہر اند و حسینت موجود ہے۔ عورت پر ایسے وقت، ایسے جہاد، ہمارے لازم و ملزوم کے پاس نہیں جاسکتی۔ اگرچہ قرآن علی النساء کا حکم ہے کہ عورتوں پر مرد کا مل فوقيت رکھئے۔ میں لایہ جن تکوین جہاد دنیا کی تائید میں ہے کہ عورت غم کے اندر، قہر، جو کہ مجھے کہیں نہ جائے کسی سے نہ ملے۔ لیکن کسی بات میں دخل نہ دے۔ مرد کو کسی بات میں نہ ٹوٹے۔ چلے جہاد میں نہ لگے۔ اُسے کوئی حق نہیں ہے۔

شریعہ :- یہ جس کی برہنہ کا، پھل می میروئے :- درجہ جو آواز سے پہلے ہو

عورت پردہ کرے؟ یا سنہ کھلے باز رو میں بھی پھرے؟ یہ نئی روشنی اور  
چراغی روشنی کی بحث کا ایک اٹھارہ سو تیس کا مسئلہ ہے۔

عزت الہیہ کا حارہ ہے کہ میں

برہان کی کچھ صورتیں ہیں۔ عورت دنیا میں آئی ہے۔ دیکھئے دکھانے کو یا گھر کے اور  
 قریبی بہن بھائیوں کو اور بدولت کو قید لینے کے مرجانے کو۔ مرد سب کو دیکھتا ہے  
 سب سے بڑا اسکو دیکھتے ہیں اور بات چیت کرتے ہیں پھر کیا وجہ کہ عورت اس سے  
 دور ہے۔ عورت کے دل نہیں ہے۔ آگاہ نہیں خود دل میں ارمان میکر رہا نہیں چوٹی  
 کے اشارے کرتے۔ بات میں غور سا کمز سے کم لکھا جب وہ مرد کی قید میں ہو کر گھر  
 پر نہ آئے۔

نہایت نصیب و رحمت و دلی کے لیے اور اپنی خورتوں کا بھی اس میں کچھ حق ہے۔  
 حضرت مودودؑ کے حکم ان سے میں برابر کے شریک ہیں تو کیا وجہ ہے کہ یہ دوا  
 جن مومن و مومنہ خورتوں پر حرام ہے۔ تو دنیا کے ہر ملک و ہر کونڈ  
 ہر ملک و ہر کونڈ میں اس دوا سے خورتوں کو اس سے روکیں۔

مردوں کی زکوٰۃ عورتوں کے لیے بھی واجب ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ اسلام کے پانچوں رکن میں فاذر اور  
میراثہ دو ہیں کیا اس وجہ سے جو عورتیں - ان دفعہ میں جن پر اسلام کی مینا  
ہے وہ عورتوں کے ساتھ برابر کی شریک ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان علموں میں مرد کو پیش  
کچھ نہ تویت، پس رہی۔

نہ صرف میں الرجال کی اصلاح علی النساء فرمایا۔ وہ میں

پر فوقیت دی ہے۔ بے شمار باتوں میں مرد و عورت سے ممتاز ہے۔ انسانوں ہی کا مرد نہیں جی انوں اور جانوروں میں بھی مرد کی شان عورت سے اعلیٰ اور برتر پائی جاتی ہے۔

### مرد جانور

فطرت کائنات پر غور کرو جس قدر جانور میں وہ مادہ جانور دس سے زیادہ حسین و خوبصورت ہوتے ہیں۔ دیکھنا نہیں چاہیے ان کے مقابلہ میں کیسے لالہ لال اور بھولدار پردوں کا لباس رکھتا ہے۔ سور کو دیکھو جب سے لیکر پاؤں تک حسن کا پتلا ہے۔ سگڑاس کی موٹی بھاری بالکل بد شکل۔ پوڈو کی پیکلہ آڑ سرخی ہے۔ اور چوٹی کیسی خاکی نا بصورت۔ نال کس قدر پیار پیرا گل وار لال جڑا لیکر پیدا ہوا ہے۔ اور اس کی مادہ پر ڈی کتنی بد نما ہے۔ مرغ کی تاجدار کی خوشنما کی نو دیکھو اور اسکی مادہ مرغی پر نظر ڈالو۔ بجای از حد بصورت ہے خوشنما کا کلا کر اسٹرن اور پیارا ہوتا ہے اور اسکی مادہ سیدی سادی خاکی رنگ کی شیر کی صورت اور شیرنی کی شکل میں زمین و آسمان کا رزق ہے۔ شیر کی گردن۔ شیر کا سپرہ شاندار اور مردانہ حسن رکھتا ہے۔ شیرنی اس سے محروم ہے۔ بکرا اپنے سینک لہجی وارسی اور بچے قد کا بکروں میں الگ ممتاز معلوم ہوتا ہے۔ غریب گائیں اپنے زسانڈ کے سامنے بیسی بصورت اور ناتوان ہیں۔ ترکھور مادہ گھوڑوں میں حسین و برگزیدہ نظر آتا ہے۔

اسی طرح میں قدر غور کر دو گے اشیائے کائنات میں نر کی فوقیت کی بے شمار شائیں پائی جائیں گی۔

آدمیوں میں بھی مرد کا حسن عورت کے حسن سے زیادہ ہے۔ مرد کے جذبات عورت کے جذبات سے اعلیٰ ہیں۔ مرد کا حسن ویر پاؤ مرد کی قوت فطرتاً آخرتاً قائم رہتی ہے اور عورت چند سال میں اپنے حسن و جمال و جذبات شباب سے محروم ہو جاتی ہے۔

### محبوب مرد ہے

یورپ نے غلط اصول نکالا ہے کہ عورت محبوب ہے اور مرد محب اس واسطے کہ نیچر و فطرت کے سراسر خلاف ہے۔ قدرت نے مرد کو محبوبیت کی شان دی ہے عورت کو نہیں دی۔ کیونکہ مرد باعتبار حسن و بانی اور باعتبار جذبات جوانی و اگر جوانی پیش نہ آئیں تو تمام العمر مرد ہے اور عورت (خواہ کوئی بھی عارضہ پیش نہ آئے) چند روز کی بار دیکھا کر ختم ہو جاتی ہے۔ پس محبوب وہ جو ناپا چاہیے جو آخر تک محبوب رہے وہ نہیں جس کی زندگی میں بہت عورتا حقہ محبوبیت پایا جائے۔

ہندوستان کے فطرت شناسوں نے ہزاروں برس پہلے اسکو سمجھا تھا وہ آج تک اس عقیدہ پر قائم ہیں کہ محبوبیت مرد کا حق ہے۔ ان کی شاعری کو دیکھ لو جس میں عورت کو عاشق اور مرد کو مستحق بنایا جاتا ہے۔ ہندی شاعری سے کس کو واقفیت نہیں ہے۔ کون ایسا ہے جس نے کبھی ہندی کا شعر نہ سنا ہو گا۔ اور وہ اس دعوے کو تسلیم نہ کرے گا کہ ہندو مرد کو محبوب اور عورت کو محب مانتے ہیں اور غوروں میں بانڈ سے ہیں۔

جس کے گھر میں بڑا ملک کا گڑ بنو۔ جن کی عورتیں بڑا شہر جانتی ہیں ان کی شہرست میں خند ہے۔ اور جن کی عورتوں کو لکنا بھی آتا ہو وہ تو قیامت تک شہر میں ہو سکتے۔ لہذا عورت کو تسلیم نہ دینی چاہیے اور گھر کی چار دیواری میں مقید رکھنا بال بچوں کو پالنے۔ بیٹے بڑے بچے رہیں گے میں عکرات دینی چاہیے۔ سیر تاشا۔ ملے جلا۔ دیکھنا دکھنا نامرغ کا فاقہ چھوڑوں توں کو اس سے کیا سرو کا۔

### نیچر و فطرت کہتی ہے

عورت ہر اعتبار سے مرد کے مساوی ہے۔ اسلام نے اس کے حقوق دنیا بھر کے مذاہب و روتوں کے مقابلہ میں زیادہ مقرر کیے ہیں۔ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو عورت کو آدمیت کا برابر بنانے آیا تھا۔ بلکہ یہ بتاتا ہے کہ توحید کے بعد اسلام نے جو سب سے بڑا ہم دنیا میں کیا وہ عورت کا زندہ کرنا تھا۔ اسلام نے عورت کو خیر طریقہ پر زندہ کیا۔ وہ اس کے حقوق دلوانے اور دنیا میں اسکی بوند باندھنے کے لیے مرد کے برابر ملگ بٹھا کر دی۔

موجودہ یورپ میں عورت کی جوشان پیدا ہوئی ہے اور ان یورپ میں لوگوں نے جو رشتہ عورتوں کی شروع کی ہے۔ جو فوق العادہ اختیارات عورت کو مرد پر دیے ہیں۔ ان خیر ہیں۔ خلاف فطرت ہیں۔ ان سے انسانیت کی ترازو اور زندگی کے پلے بے برابر نہیں رہ سکتے۔ اس لیے یورپ آزادی اور عورت کی خود مختاری سے وہ بے شرمیاں اور بے حیائیاں پیدا ہوتی ہیں جن کو اسلام نے مٹا دیا تھا۔ اور جن کو تہذیب جاحلہ کا خطاب دیا تھا۔

بے رشتہ عورت پر یہ غلم ہے کہ گھر کے اندر مقید رہے۔ دنیا کی دید سے اس کو محروم رکھا جائے۔ مرد سب کچھ کرے۔ عورت کچھ بھی نہ کر سکے۔

مگر نئی روشنی کا یہ دستور بڑی روشنی کے اس علم سے بھی بدتر ہے کہ عورت جو چاہے کرے مرد کو اس میں دخل دینے کا بھرتی نہیں۔ عورت خاندان کی مرضی یا اطلاع کے بغیر غم و دوسٹے ملے۔ ان کے ساتھ تھلید میں رہے۔ بے رشتہ اور ناتواں قابل اطمینان مقامات کی سیر کرتی پھرے۔ اپنے حسن کی تلاش میں۔ دن و سحر و شب رہے اپنے نامزد واداک و غیر مردوں سے ملے۔ اور مردان سب باتوں میں اسی طرح صبر و سکوت سے کام لیں جس طرح پڑائی روشنی کی مظلوم عورتیں مردوں کے آگے خاموش رہے ہیں ہوتی ہیں۔

عورت کا پردہ کرنا اور بیچ مرد میں خلل ڈالنے والی زیبا پیش کا چھپانا مادہ اسلام کے جو پر اور دستور فطرت ہے۔ بالکل موافق ہے۔

چر پردہ پڑائی روشنی کا یہ بھی غلط اور لغو ہے۔ اور جو بے پردگی نئی روشنی نے اختیار کی ہے یہ بھی ان خیر ہیں۔ فطرت نے جو اسلام کا مذہب

اسلام کی فطرتی رفتار کے دو توں خلاف ہیں۔ فطرت نے جو اسلام کا مذہب اسلام کی آنکھ ہے اسلام کا دل ہے۔ اسلام کا دماغ ہے۔ مردوں کو عورتوں



وہ سب کو دیکھتے۔ اُسے یا اُس کی زندگی میں جانوں کو کوئی نہ دیکھے۔

جو لوگ غور توں کو گھر دیں اور اپنی دیواروں میں خدا کی پوا اور ربی  
سے محروم کے مقید رکھتے ہیں وہ گنہگار ہیں۔ ہندوستان کا موجودہ پروردہ اسلام  
کے خلاف ہے۔ اور یورپ کی موجودہ پیر دی کی بھی اسلام کے خلاف ہے۔ ان دونوں  
کے وسط میں ایک راستہ موجود ہے اس پر چلنا چاہیے۔

مطلوبہ فطرت سے پردہ کے پٹے، اُن کے پٹے میں، اُن کے پٹے میں، اُن کے پٹے میں  
تو یہ کہ خدا پردہ میں ہے۔ اُن کو وہ پٹے کے ذریعہ دیکھنا، غیر سے مخفی ہے۔ اس  
اشارہ ہے اس کا کہ عورت و اطفال کی خدمت دیکھنا، اُن کے پٹے میں چھپنا چاہیے  
جن کی نظر غیر اور اجنبی نہیں ہو۔ نہ کو یہ پردہ دیکھتے ہیں۔ جو نامحرم ہیں اُن کو  
پردہ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

عورت و اطفال کی ناموسی پر عورت پر آدمی کی غیرت و محبت کا مدار ہے۔ اُن  
خدا نے خود پردہ کر کے رکھا تاکہ غور توں کو پردہ میں رکھنا چاہیے کہ پردہ کی  
رحم و زندگی اور وقار و جنتی جاتا رہتا ہو۔

مطلوبہ خلاف میں رہتی ہو پردہ پر پردہ یہ اُس کی محبت و معقولہ موجود  
تو یہ کا کونہ۔ بد وقت کی کوئی۔ نالی کے پردہ میں اُن کے پٹے میں اور اُن کا برقع اور حجاب  
باہر نکلتی ہے۔ ہندو کے سیکھ جہاں اُن کے پردہ پڑتے ہیں۔ موتی میں پردہ کے  
اندر رہتے ہیں۔ ہر جہاں کی وہ محبت اُن کی محبت پر لگتی ہے جہاں سے قابل پڑے  
مقام دم کے پردہ میں۔ اُن کے پردہ صرف اسی مذہب کا نام  
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خود فطرت و حجاب کی اُن قدر فطرتی و فطری ہے۔

جس قدر بھول اور بھول ہیں اُن پر ایک پر قیام ہے۔ اُن کے حجاب چنبیلی۔ موسیٰ  
عزیز جیسے بھول دیکھ گئے اُن کے اوپر سبز رنگ کا ایک برقع نظر آئیگا۔ یہ برقع  
بھول کے بھولنے کو نہیں چھپاتا بلکہ بیکھڑے کو پوشیدہ رکھتا ہے۔  
اسلام نے عورت کو آنکھیں نہ ملنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ہم کی آرائش اور۔

احصائے مخفی کی پوشیدگی کا حکم دیا ہے۔

یہ مارچ کا مہینہ ہے۔ درختوں کی پتے جھڑ پوری ہیں یعنی درختوں کے پڑنے پٹے  
سو کہ سو کہ کر گر رہے ہیں۔ ذرا باغ میں اور جنگل میں جا کر دیکھ کر پھر اس خزاں میں  
پردہ کی بات کیا فوٹو دیکھو۔

عم و بچہ کے کہ بعض درخت تو بالکل برہنہ ہو جاتے ہیں یعنی اُن کے تمام پتے جھڑ  
جاتے ہیں اور ٹہنیاں نکلی ہو جاتی ہیں جب سے پتے بدلا جاتے ہیں۔

اور بعض ایسے ہیں کہ پڑنے پٹے خشک ہو کر گرنا چکے ہیں اور نئے پتے  
ان کی جگہ نکلتے آتے ہیں۔ درخت تنگ نہیں ہونے پاتا کہ قدرت اس کو دوسرے  
نئے کپڑے پہنا دیتی ہے۔

میں نے دو بار درختوں پر توجہ کی تو ایک عجیب و غریب شگفتہ ہوا۔ نیم اور مہل کی پتے  
بالکل گر گئے۔ سرس سراسر برہنہ ہو گیا۔ مگر اسی کھڑی۔ جاس کے پتے بالکل صاف  
نہیں ہونے۔ پڑنے پٹے گرنا کے اور نئے نکلتے رہے۔ قدرت نے ان درختوں کو  
ایک دم برہنہ نہ کیا۔ یعنی ان کا پردہ برقرار رکھا۔

ہماری زبان میں سرس۔ پہلی نیم مذکر میں۔ اور کھڑی مہل مؤنث کہتے  
ہیں کہ فطرت نے مؤنث کے پردہ کا درخت میں بھی خیال رکھا۔ مگر عین ایک شگفتہ  
ہو۔ درختوں کی تذکرہ نامیٹ تو ہماری زبان کی تراشیدہ ہے۔ اس سے سند لانی  
فصول ہے۔ ہم اس اشارہ سے طابع کو اسرافط پر غور کرنے کا چکے ضرور دیکھا  
قدح مختصر تجرید پردہ یہ ہے کہ عورت گھر کے اندر بھی نا محرموں سے اپنی  
زیبا نش و عشرت کو پوشیدہ رکھے اور باہر بھی۔ اور مرد اس کو باہر نکلتے اور  
پتے پھرنے کی محنت نہ کریں۔ کہ یہ حرکت اسلام کے خلاف ہے اور عورت  
کے حقوق معاشرت میں ناروا مداخلت ہے +

حسن نظامی

## صدارتی تقریر

جو آل انڈیا مسلم لیڈر کانفرنس علی گڑھ منعقدہ دہلی کے چوتھے سالانہ اجلاس میں جامعہ محمودیہ گم صاحب نے ۱۷ فروری ۱۹۹۱ء کو فرمائی۔

سب سے پہلے اس کا اعلان کیا ہے عرض کی صحیح تشخیص اور تحقیق کے مطابق مناسب سزا کی  
توڑ اور محکمہ کے موافق جو کچھ دوا کے حصول پر ہماری آمندہ فلاح کا انحصار ہے۔ ہماری  
قوم کے مسکملہ کیوں نے مراض کا سب سے بڑا سبب قبل تشخیص کیا ہے اور اس کے علاج  
یہ تعلیم و تربیت کا نسخہ فرود دیا ہے اور رفتہ رفتہ نئے نئے اب یہ بھی مجاہد دیا کہ اس نسخہ کا اصلی  
جزو تلم و انش ہے۔ پس ہماری یہ کانفرنس جس مقصد کے لیے وجود میں آئی ہے  
وہ فی الحقیقت تمام قومی تحریک کی جانب ہے۔ وہ تعلیم و تربیت جو قوم از سر نو حیات اور فلاح  
پیدا کر سکتی ہے۔ اس کا دار و مدار طبقہ دانش کی کتب و تحقیق پر ہے۔ اس حقیقت  
کے کماؤ سے اس کانفرنس کے مشن کی عظمت اور اہمیت ظاہر ہے مگر اس کے ساتھ اس کے

حکام آل ہدیہ فرمے ہیں کہ آپ سب نے جو پیش بہ عورت نمبر کہ اس اجلاس کا صدر  
منتخب کرنے سے بخشی ہے اس کے لیے بدلے سے شکریہ ادا کروں اور خاتون و ذوالکمال کی جگہ  
میں کمالیہ عورتوں و عمارتوں کے اسکے فضل و کرم سے ہمارے علم کی کارروائی ہر طرح  
پر کامیاب اور جاہلے دونوں کی مرادیں حسب کچھ پوری ہوں۔ آمین

اے خاتین اسلام! آج ہم مسلمانوں کی جو حالت دیکھ رہے ہیں تمام کام جس حد سے  
اور پر گزشتہ حال میں اس کے متعلق سالہا سال سے ترقیہ خواتین ہو رہی ہے اس سے اعادہ  
کی اس وقت کچھ ضرورت نہیں پڑا سوال ہے کہ ہمارا جو عرض ہے اس کا سبب کیا ہے اور جو

انہیں اور جمہور کی ذمہ داری بھی اتنی نسبت سے عظیم اور اہم ہے۔  
اسے میری عزیز بہنو! کو نوجوان انسان کے اس امر واقعہ کو انکشاف دینا اور حقیقت  
یہ ہے کہ تعلیم و تربیت کے لیے خواہ وہ مردوں کی ہو یا عورتوں کی اعلیٰ ترین اور مقدم  
ترین ضرورت لانی کا ستادوں کی ہے۔ چونکہ انسان کی تعلیم و تربیت کا آغاز گھٹ  
یا سکول میں داخلہ کے وقت نہیں ہوتا بلکہ پیدائش کی گھڑی سے شروع ہوتا ہے۔  
اس لیے استاد کی ضرورت بھی اول ہی گھڑی سے شروع ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ  
پیدائش کے وقت سے گھٹ میں داخلہ کے وقت تک استاد ہی کے ذرائع کو کون کا  
دے سکتا ہے۔ اس کا جواب حضرت انسان کے قانون میں موجود ہے جس کے مطابق  
ہر ایک انسان کے شرف اور شخصیت کی بنیاد سب سے اول حریت کے ہوتے ہوئے نکلتی  
ہے۔ کوئی انسان جو اس میں علیٰ اخلاق اور عملی ترقی کی جس قدر بھی صلاحیت قدرت  
سے رکھی گئی ہو اس کے نشوونما اور طور کار و مدار اس ابتدائی پرداخت پر جو چوہاں  
کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے۔

آج ہمارے ملک اور قوم کے تعلیم یافتوں میں باوجود اعلیٰ عاریت تعلیمی کے جو  
نئی اور نقص ہے اور زندہ اور باخفاں قیوس کے افراد کے مقابلے میں جو ناکامی اس کو  
حاصل ہوتی ہے اس کا اصلی سبب یہی ہے کہ ان کی عمر کی ابتدائی منزل کی پرداخت  
نہ بنی اور غافل باتوں میں رہنے کی وجہ سے ان کی علمی اخلاقی اور عملی قوتیں اپنی مراد  
لو نہیں پہنچیں۔ غلام یہ ہے کہ ہماری تعلیمی تربیت کی حقیقی کامیابی کا انحصار اس  
ہے کہ قوم کے بچوں کے دلوں و ماضیوں میں قدرت نے جس قدر علمی و اخلاقی اور  
عملی ترقی کا مادہ رکھا ہے اس کی پیدائش کے وقت سے پوری حفاظت ہو اور  
اس پر مسلسل نشوونما ہو کہ ہر ایک قوت کو اعلیٰ درجہ پر پہنچنے کا موقع ملے۔ اس مقصد  
کے حصول کی اول شرط یہ ہے کہ بچوں کی سب سے اول محافظہ اور استادی ان کی  
بائیں اپنے ذرائع اور ادائے فرائض کے طریقوں سے آگاہ ہوں۔

جس کے معنی یہ ہیں کہ جو تعلیم یافتہ ہوں پس ہر لحاظ اور سہولت سے تعلیم یافتہ کے  
مسئلہ کو قومی تعلیمی تربیت کے ہر درگرم میں سب سے مقدم جگہ دینا اس ضروری ہے  
اسے قومی و قومی اس مسئلہ کی اہمیت اور ضرورت پر توجہ کا اتفاق ہو  
تا بلکہ اگر اس کے ساتھ ساتھ ہمارے قوم میں تعلیم یافتہ کس طرح پھیلے اور  
ترقی کے جس درجہ پر آسکو پہنچا جائے وہ کیسے حاصل ہو۔ ظاہر ہے کہ تعلیم پھیلائی  
کا عملی ذریعہ یہی ہے کہ کتاب اور اسکول اور کالج قائم کیے جائیں اور وظائف اور  
مالی امداد کے ذریعہ سے غریب اور ہنار لڑکیوں کو درسگاہوں میں داخل ہو کر تعلیم  
تعلیم کے لیے رغبت دی جائے۔ ضروری نصاب تیار کیے جائیں۔ عورتوں کے مذاق  
اور ضرورتوں کے مطابق کتابیں تصنیف کرائی جائیں۔ یہ اور اسی قسم کے اور جو طریقے  
لڑکیوں کی تعلیم کے لیے تجویز سے مفید ثابت ہوں وہ کسی قدر تبدیلی اور ترمیم کے  
ساتھ لڑکیوں کے لیے ضروری ہیں۔ میں اس وقت ان مسائل کے متعلق زیادہ عرض  
کرنا نہیں چاہتی کیونکہ ہم نے زیادہ ہمارے مردان ضرورتوں سے واقف ہیں اور  
ان کو یوراکرنے میں وہ سامنے ہیں۔ کتاب یا سکولوں کا قائم کرنا ان میں تصنیف کرنا

یا کرنا اور نصاب بنانا کرنا یہ سب کچھ فردوں کے لیے نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب  
ملک ضروری درسگاہیں قائم ہوں اور تعلیم سے روشنی اور تربیت سے ہندسہ  
قوم کے طبقہ فساد میں پھیلے اس وقت تک کچھ کرنا چاہیے اور اس مسئلہ  
کے حل میں ہم کو علماء مردوں کی کس طرح مدد کرنا چاہیے۔

اسے میری عزیز بہنو! جہاں تک کہ میں سمجھتی ہوں موجودہ حالت اور تربیت  
کے لحاظ سے ہماری یہ کائناتیں مفصلہ لیل امور میں قوم کی حقیقی مدد اور خدمت  
کر سکتی ہے۔

(۱) پیدائش کے وقت سے مسلم بچوں کی جسمانی، دماغی اور اخلاقی پرداخت  
کے متعلق قوم کی ماؤں کو ضروری اصول اور طریقوں سے آگاہ امداد پر عمل کرنا  
کے لیے آمادہ کرنا۔

(۲) جو عقائد و رسوم مسلم بچوں کی تعلیم و تربیت کے مدارجہ اور تہہ پہل میں  
قائم رکھنے اور بر جانے کے اصلی سبب ہیں ان کی اصلاح کے لیے کوشش کرنا۔

(۳) تعلیم یافتہ لڑکیوں کے اخلاق اور طرز معاشرت کو شرعی حدود اور اسلامی  
سادگی کے رنگ میں رنگنے کے لیے پوری کوشش کرنا۔

(۴) شریف خاندانوں اور مسلمان آبادیوں میں رعایت کھولنے اور جو محجہ ہوں  
ان کی نگرانی اور ترقی کے لیے کوشش کرنا۔

اپنے مقصد اور مطلب کو صاف طور پر واضح کرنے کے لیے اب میں مذکورہ بالا امور  
کے متعلق کسی قدر تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات عرض کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے لیے

تو ابھی مدت چاہیے کہ قوم کی مائیں تعلیم یافتہ ہو کر اپنے فرائض کو سمجھیں اور ان کے  
مطابق اپنے بچوں کو پیدائش کے وقت سے اول اسکول اور کالج میں داخل ہونے کے  
وقت تک ان کی پرورش اور تربیت صحیح اصول کے موافق کر سکیں اگر اس وقت سے  
کے انتظار میں ہم بیٹھے رہیں تو دنیا ترقی کر کے اس قدر اور ہم سے آگے بڑھ جائیگی  
کہ بچہ زندگی کی دور میں جاری قوم کا کہیں یہ نہ لگے گا۔ مناسب یہ ہے کہ کسی وقت  
سے جو کچھ ہو سکے وہ کیا جائے۔ اس کے متعلق جو میرا مشورہ ہے وہ ذیل میں  
عرض کرتی ہوں۔

(۱) ایک مختصر سالہ عہد کو جائے جس میں پیدائش کے وقت سے چھ ماہ  
بیس کے عرصہ تک کے بچوں کی پرداخت پرورش اور تربیت کے متعلق ضروری  
ہدایات ہوں۔ ہر مائیں بیگم صاحبہ جو بچہ پال کی مشورہ نصیحت اور دیگر ذرائع  
سے اس قسم کا رسالہ اس کا فرائض کو عام فہم عبارت میں لکھنا چاہیے اور ہندو  
کی قداد میں اس کو طبع کرنا کہ ملک کے مسلمانوں میں اسکی مفت تقسیم کرنا  
جسے اس کام میں ہم کو آل انڈیا محمدی ایجوکیشنل کانفرنس سے بھی مدد  
لیا جائیے۔

(۲) اس ملک کے مختلف مقامات میں جس قدر مشہور علماء و دانشمندی ہیں ان کی  
خدمت میں اس کانفرنس کی طرف سے درخواست بھیجی جائے کہ وہ اپنے خطوط



اور علم و قوم اپنے سہمیں اور مریدین کو پیدائش کے وقت سے بچوں کی تعلیم اور تربیت کی طرف توجہ کریں اور جو عورتیں ان کی مریدوں کو کورہ بالا رسالہ کے مطالبہ کی طرف متوجہ کریں۔

(۱۳) اس کانفرنس کے مجرب کثیر فرزند چاہیے کہ اپنے اپنے وطن میں جلسے لیں اور ان میں جس قدر بچوں کی طرح بچوں کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ کریں۔ خاص کر مسلمانان شرعیہ کی مجلس میں اس مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے۔ نمبروں کو چاہیے کہ کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں اس کے متعلق رپورٹ پیش کریں۔ انہوں نے ملے جلے کیے اور کتنی ماؤں کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا۔ کانفرنس کی جس قدر لوگ کیٹیاں ہوں ان کے سکریٹریوں کو یہ نص ہونا چاہیے کہ چنے اپنے مقام پر جلسے کر کے یا شادی وغیرہ کی تعاریف میں اس مقصد کے متعلق جو کچھ کر رہی ہو ان کی جانے اس کی رپورٹ سالانہ اجلاس میں پیش کریں۔

(۱۴) جو انابہ طبعہ، ان کی اصلاح خیالات اور اشاعت تعلیم کے لیے جاری میں ان کی اشاعت میں ترقی دینے کے لیے اس کانفرنس کے ممبروں کو خاص کوشش کرنا چاہیے۔ سکریٹری صاحبہ کانفرنس کو چاہیے کہ ان اشاعت میں جو جمعہ مضامین طبع ہوں ان کو لوگوں کیٹیوں کے پاس بھیجیں اور ان سے خواہی کیوں کہ جن پرچوں میں وہ مضامین چھپے ہوں ان کو منٹا کر اپنے مقام مجلسوں میں ان کو منٹا کر شائع جائے۔ سالانہ رپورٹ میں اس کا ذکر کیا جائے کہ اس طرح کتنے مضامین چھپ گئے اور منٹائے گئے۔

(۱۵) کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں جن ایسی بیویوں کو مدعو کیا جائے جنہوں نے اپنے بچوں کی ان کی پیدائش کے وقت سے نہایت عمدگی اور کامیابی کے ساتھ پرورش اور تربیت کی ہو۔ اور ایسی بیویوں سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے تجربہ کو اجلاس کے سامنے بیان کریں اگر وہ خود بیان نہ کر سکیں تو اپنی سہولیات کو لکھ کر سن لیں۔ اور تفصیل سے بتائیں کہ اپنے بچوں کو سلیقہ کس طرح سکھایا۔ ان کی ضد کی عادت کو کیسے توڑا۔ بچہ بولنا اور جھوٹ سے نفرت کرنا کیسے بتایا۔ بڑوں کا وہ کس طرح سکھایا۔ صاف رہنا۔ وقت پر کھانا اور بھوک سے زیادہ نہ کھانے کی عادت کیسے ڈھائی۔ تازی ہوا اور مضحکہ گھٹیوں کے ذریعہ سے ان کی محبت کو کس طرح ترقی دی۔ گندے تو بیڑوں پر بیٹھ کر نہ کر کے مناسب غذائی اور دوا کے استعمال کا کیا طریقہ اختیار کیا۔ بجائے چڑیا اور چڑی گمانی کے کیسی کسی بیوی نے تیر کہانیاں سنائیں اور ان کے ذریعہ سے بچوں کے دلہن میں اچھے کاموں کے خصلے پیدا کیے اور آئندہ بڑی بے ہو کر بڑے بڑے کام کرنے کی خواہش پیدا کی (چیرز!!!) غرض کہ جو مشکلات ان کو پیش آئی ہوں اور جن جن طریقوں سے انہوں نے کامیابی حاصل کی وہ ان کو جلسہ کے سامنے بیان کریں۔ اگر اس قسم کی کوئی تقریر مفید اور دلچسپ ہو تو اس کو چھپو اگر کامیاب طور پر تقسیم کر دیا جائے کیونکہ گزشتہ سال کا ہمیشہ بہت اچھا اثر ہوتا ہے (چیرز!!!)

اس کے بعد وہ سراسر مسئلہ تاجہ سوم اور اسراف کا ہے جن کا ہماری حالت پر بہت کچھ اثر ہے جو سب کو معلوم ہے کہ ہمارے تمام افعال ہمارے فرائض کے تابع ہیں۔ اس لیے اگر ہم اپنے طرز عمل میں اصلاح نہ کرتے ہیں تو مقدم ضرورت

یہ ہے کہ ہم اپنے عقائد کو درست کریں۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ ہمارا کام میں اس طرح پر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی آئندہ زندگی کے متعلق اس کی ماں کے دل میں سب سے بڑی امید اور اُمیدوار ہو جاتی ہے کہ اس کا بچہ بڑا ہو کر اس کی جگہ لے کر اس کے سر پر سونے کا تاج پہنے۔ وہ دہن بیاہ کر لائے اور اس طرح پر گھر آباد ہو اور آئندہ نام کاظم رکھے۔ حالانکہ ایک مسلمان والدہ کا نصب العین یہ ہونا چاہیے کہ اس کا بچہ بڑا ہو کر اچھا اور کامیاب مسلمان ہو (چیرز!!!) سونے کا تاج اور زرین تو ایک مشرک کے لیے ہی اسی طرح حاصل ہو سکے جس جیسے کہ ایک مسلم کے لیے۔ چیریں اس قابل نہیں ہیں کہ ایک مسلمان والدہ کی وہی مراد کا نصب العین ہوں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ آج ہماری قوم کی ماؤں کی اعلیٰ سے اعلیٰ متانتی ہوتی ہے کہ اس کا بچہ بڑا ہو اور اس کو سونے کا تاج پہنایا جائے۔ میں صاف کہتی ہوں کہ اب وقت ہے کہ اس

نقطہ خیال میں تبدیلی ہو (چیرز!!!) میں یہ نہیں کہتی کہ سونے کا تاج نہ بندھے۔ بلکہ ہم اپنے بچوں کی (من قسم کی خوشیاں نہ دیکھیں۔ نہیں ضرور دیکھیں۔ لیکن ہر بچہ کے وقت سے اور تعلیم کے زمانہ تک ہماری کوشش کا مقصد اصلی بچہ کی اخلاقی اور علمی تعلیم ہونا چاہیے (چیرز!!!) جو کہ ایک مسلمان کا اصلی جوہر اور زیور ہے۔ پس اس کانفرنس کا ایک بڑا کام یہ ہونا چاہیے کہ قوم کی ماؤں کا نصب العین ہمیں عمل پر قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کا بہترین طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی کامیاب اور با اقبال قوموں کی ماؤں کی مثالیں فراہم کی جائیں۔ خلاصہ آج امریکہ اور انگلستان اور یورپ میں ماؤں اپنے بچوں کو کون کون کام کے لیے تیار کرتی ہیں۔ خود اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمانانہ کے کیا خیالات اور منصوبے تھے۔ اس معنوں کے متعلق جس قدر کتابیں لکھی گئی ہوں ان سے ایک مختصر رسالہ مرتب کر کے عام طور پر تقسیم کیا جائے اور قوم کے علماء و مشائخ سے فہمیت نسبت امتحانی کی جائے کہ وہ اپنے دماغوں اور سلیات میں اس مفصل کی طرف اپنے عقائد کو متوجہ کریں۔ مدد فرمائیں۔ ہر ایک مسلمان والدہ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ آج اور آئندہ دنیا میں اسلام کے اقبال اور ترقی کا دار و مدار ان پر ہے۔ اسلامی تاریخ کی ہمارا کا اخصا اس کے پردوں کی شادابی اور ان کے پھولوں کے ذائقہ پر ہے (چیرز!!!) اور پردوں کی شادابی اس ابتدائی پرورش اور پرداخت پر منحصر ہے جو قوم کے اصل بانیوں نے ہی ماؤں کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے از بس ضروری ہے کہ قوم کے بچوں کی آئندہ زندگی کے متعلق ماؤں کا نصب العین درست ہو۔

اس سلسلہ میں ہماری قومی رسوم کا مسئلہ نہایت اہم ہے کیونکہ رسوم کی بقا اور ان کی پابندی بہت کچھ طبقہ انانیت کے مذاق اور اثر پر منحصر ہے۔ یہ آپ سب کو معلوم ہے کہ حکم عمر میں منگنی یا شاہی کر دینے سے بچوں کی تعلیم و تربیت پر کس قدر اثر ہوتا ہے۔ اس سے عموماً بچوں کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ اس میں نہایت زیادہ قصور عورتوں کا ہی ہوتا ہے کیونکہ عوامیابے وقت منگنی یا شاہی ماں کی خواہش ہے۔ بلکہ امر کا نتیجہ بنتی ہے۔ اور ایسی وجہ سے ماں جو بچہ کی حقیقی خیر خواہ ہوتی ہے جیسے وہ عمل اس کی دشمن ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ماضی اور نامائشی خوشی کے لیے

پنے بچہ کی زندگی ہمیشہ کے لیے خراب کر دیتی ہے۔

پس اس کاغز میں کاڑا مقدمہ چلانا چاہیے کہ خراب رسوم کی اصلاح کرے اور اس کے ممبروں کو چاہیے کہ وہ ہر سال رپورٹ پیش کریں کہ انہوں نے کس کس خاندان میں بے وقت سنگنی و شادی کے ہونے سے روک دیا۔ روکنے کی کوشش کی جو ہماریسہ کریں یا جو والدین اس قسم کے فعل سے باز ہیں ان کا سالانہ اجلاس میں شکریہ ادا ہونا چاہیے تاکہ اس قسم کے قواب کے کام کی اور ان کو توجہ دیا جائے مسئلہ کے متعلق اسرار کا سوال نہایت قابل غور ہے۔ کیونکہ ہمارے ہر قدم کا خراب رسوم کا خراجا تے بہت کچھ تباہ کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی ذمہ داری بہت زیادہ عورتوں پر ہے اس لیے اس کاغز میں کاغز میں ہونا چاہیے کہ وہ قوم میں سے اسرار کو جتنے الامکان کم کرنے کی کوشش کرے یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ بچوں کی بایں پیدائش کے وقت سے اور شادی کے وقت تک اس حقیقت کو ذہن نشین رکھیں کہ بچوں کو لائق اور کامیاب بنانے کے لیے سب سے زیادہ اعلیٰ تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ اس لیے ان کے ضروری اخراجات سے جس قدر پس انداز ہو سکے اس پر مقدم حق تعلیم و تربیت کے متعلق اخراجات کا بلکل ہوتا ہے جو کہ پیدائش کے وقت طرح طرح سے خرچ کیا جاتا ہے۔ چرچہ کے روز خرچ ہوتا ہے پھر بچہ کی میں خرچ ہوتا ہے اور پھر شادی میں بے ضرورت اور اندازہ سے زیادہ صرف ہوتا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جو لوگ مدر سکھیں تک اور انہیں کر سکتے وہ تمام اند و ذہ کو یہ نہ تک کہ سامان اور مکان کو گرہ اور دھن رکھ کر شادیوں میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ سب کچھ زیادہ تر عورتوں کے حق اور کوتاہ اندیشی اور خا خیال اور عارضی خوشی کی بدولت ہوتا ہے۔ عرو مجبور ہوتے ہیں اور عورتوں کا اثر اور اصرار کے سبب سے اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے مصیبت مول لیتے ہیں۔ اس کاغز میں ممبروں کو چاہیے کہ اس اہم اصلاح کے متعلق مردوں کی پوری مدد کریں اور کفایت شعاری کی مثال قائم کریں۔ اس کے ممبروں میں سے جو اس قسم کی رسوم میں کچھ خرچ کر رہے ہیں وہ ان کے کھانے سے بہت کم کریں ان کا خاص طور پر سالانہ اجلاس میں شکریہ ادا کیا جائے۔ اور اس طبقہ پر قوم کی ماؤں کو آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے تمام اخراجات کو کم کر کے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے سرمایہ جمع کر کے ان میں مردوں کی پوری مدد کریں۔ اس کے متعلق بھی قوم کے مشہور علماء اور مشائخ سے استدعا کی جائے کہ وہ اپنے خطا میں طبقہ انات کو تلقین فرمادیں کہ شادی و بیاہ کی تقریب میں جس قدر کم خرچ کیا جائے اعلیٰ تعلیم کے لیے جس قدر زیادہ سرمایہ جمع کیا جائے اسی قدر زیادہ ثواب حاصل ہوگا۔

اسے میری محترم بہنو! اب میں ایک لمبی بات آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں جو حق اہم ہے اسی قدر نازک بھی مگر اس کی نسبت اپنی صاف اور سچی رائے عرض کر دینا میں اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ کیونکہ نئی تعلیم کے واسطے خیالات اور دھنسنے کے طریقوں میں جو فرق آنے لگا ہے اس کو صحیح اصول اور رستہ پر رکھنے کی کوشش نہ کی گئی تو بجا بے نفع کے سخت نقصان کا اندیشہ ہے اس لیے میں آپ کی اجازت سے اپنی ناچیز رائے عرض کرتی ہوں۔

جس کچھ قوم کے زوال کے اسباب اور ترقی کے وسائل پر غور کیا چوہہ (لڑکیوں کی تعلیم

کی ضرورت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ بیشک اس زمانہ میں لڑکیوں کی تعلیم ضروری چیز ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی لازمی ہے کہ ہم اپنے قومی اخلاق اور طرز معاشرت کی ترقی سے غافل نہ ہوں کیونکہ ایسا ہو کہ یورپ کی معاشرت کا جو خراب اثر ہمارے لڑکیوں کی طرز زندگی پر پڑا ہے اسی قسم کا لڑکیوں کے خیالات اور معاشرت پر بھی ہو جائے مضر رسوم کی پابندی اور غیر ضروری تقاضا۔ یہ برا سرائی کی ذمہ داری تو عورتوں پر بیشتر ہے۔ اگر آئندہ نئے فیشن کی وبا بھی اس اسباب میں داخل ہوگی تو پھر ہماری مشکلات کی کوئی حد نہ رہے گی۔ اس لیے اب وقت ہے کہ آئے والے اندیشہ کی روک کے لیے نئے الامکان فکر کی جائے۔ براہم سوال یہ ہے کہ کس طرح یہ مقصد حاصل ہو۔ میری تجویز میں جو طریقہ ہے وہ حسب ذیل عرض کرتی ہوں۔

(۱) سب سے اول یہ سمجھنا چاہیے کہ لڑکیوں کے سامنے مثال ایسی پیش کرنا کہ وہ سادہ زندگی کی طرف مائل ہوں۔ عموماً میں اور طلبوں میں اور خاص کر لڑکیوں کے مدرسوں میں ہر گز نہایت سادہ لباس میں رہنا اور جانا چاہیے۔ جو کچھ بچہ لینا چاہے کہ صفائی اور سادگی میں جوشاں ہے وہ آرائش اور تکلفات میں نہیں ہے۔ میں اس موقع پر کلام پاک کا ارشاد پیش کرتی ہوں جس میں ہمارے صیب رسول کریم صلی علیہ وآلہ وسلم کی مقدس پیروی کو دنیاوی زیب و زینت پر فضا اور اس کے رسول اور عاقبت کو ترجیح دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اللہ شانہ فرماتا ہے کہ:-

يا ايها النبي قل لا ذواجلتان كذبتن قرون الحياۃ الدنيا وزيںھا فتعالين امتعلن واسرحكن سراجا حميلا و ان كنتن تردن الله ورسوله والدار الاخرۃ فان الله اعد للمحسنات من كن اجرا عظيما

اے پیغمبر! اپنی پیروی سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کے ساز و سامان کی طلب کا جو تو آؤ گے نہیں (کچھ) دے دلا کر خوش اسلوبی سے خدمت کرو دوں اور اگر تم خدا اور اس کے رسول اور عاقبت کے گھر کی خواہاں ہو تو تم میں سے جو نیکو کار ہیں ان کے لیے خدا نے بڑے اجر تیار کر رکھے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ بستی سے ٹکڑا ترقی پہنچنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہماری قوم میں اسلامی اخلاق پھرنے ہو۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ ہمارے بچے پیدائش کے وقت آنکھ کھولنے پر اور آئندہ ہوش آئے پر اپنے نسب و طرف اسلامی رنگ و بھیں اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ ان کی بایں اور سبب اپنے ظاہر اور باطن میں اسلامی اخلاق اور اسلامی وضع کا نمونہ پیش کریں جو نمونہ درکار ہوا اس کا نقشہ اس ہدایت میں موجود ہے جو مذکورہ بالا کلام پاک میں ارشاد ہوا ہے۔

(۲) لڑکیوں کے مدارس میں اس بات کا خاص اہتمام کیا جائے کہ ان کی زندگی بالکل سادہ اور ان کے خیالات آرائش اور فائنٹ پسند نہ ہوں بلکہ مسلمانوں میں بھی

یہ جو کچھ میں نے عرض کیا اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ کی تعلیم کے ساتھ نئی نئی قسم کے سنگار اور اخراجات کے جو طریقے ہمارے لڑکے اور لڑکیاں سیکھتی ہیں انکو روکا جائے اور ہمارے بچے ان گھرانوں میں جو سادگی اور مذہبی زندگی یعنی اوقافہ و انزلی کا جو حقیقہ تھا اس کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جائے۔

آخر میں جو مشورہ اس کانفرنس کو دینا چاہتی ہوں وہ یہ کہ اس وقت جو سکول (سکولوں) کے بچے قلم پڑھتے ہیں ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ جاری ضرورت ان سے پوری نہیں ہو سکتی۔ کافی تعداد میں اسکولوں کے قلم جوئے کو مدت چاہیے۔ ہونا یہ چاہیے کہ بس ہر طرح سے پڑھنے میں شریعت گھرانوں میں مکتب ہوتے تھے۔ اس قسم کے مکتب قلم کیے جائیں۔ اور جو ہوں ان کی مدد کی جائے۔ اس کی شکل یہ ہے کہ اس کانفرنس کے ممبروں کو چاہیے کہ ان میں جو بڑھی لکھی ہیں وہ کچھ نہ کچھ وقت اس کام میں دیں اور اپنے محل کی لڑکیوں کو اپنے علم سے نہیں پہنچائیں اور ان کے شہر یا قصبے میں بڑھی لکھی بیٹیاں ہوں ان سے بھی درخواست کریں کہ وہ بھی اس کا ذخیرہ بن کر ایک ہوں اور اپنے گھروں یا محلوں میں لڑکیوں کے لیے مکتب کھولیں علاوہ اس کے چار سی قوم میں جو بزرگ ہیں سیدہ یعنی ۵۵ سال سے متجاوز اور شریف خانہ اور خوش حالی ہوں اور جو پیشین یافتہ ہوں یا اور جو وہ سے فرصت رکھتے ہیں ان سے درخواست کی جائے کہ اپنے محلے کی لڑکیوں کو پڑھانے میں کچھ وقت صرف کریں۔ اس کانفرنس کی لوکل کمیٹیوں کا یہ کام ہونا چاہیے کہ مختلف مقامات پر ایسے بزرگوں کی فہرست تیار کریں اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے محلے میں لڑکیوں کا مکتب قائم کریں اور قوم کی بیٹیوں کو تعلیم دینے میں علاوہ ان کے بزرگ اس طرح پر اس کام میں مدد دیں ان کا سالانہ اہلاس میں خاص طور پر شکریہ دیا جائے۔ اس کانفرنس کو چاہیے کہ جہاں جہاں بڑھی لکھی بیٹیاں یا سونے سیدہ بزرگ اس قسم کے مکاتب جاری کریں ان کے لیے ہر دو فی نصاب کی کتابیں دیکھ کر ان میں مدد کے اس قسم کے تمام کاموں میں ہماری اس کانفرنس کو آل انڈیا میں ایجنٹوں کے ذریعہ سے مدد لینا چاہیے۔

اسے میری معزز ہونا جو کچھ میں نے اوپر عرض کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم میں تعلیم پھیلانے کے کام میں جن جن باتوں میں ہم مردوں کی مدد کر سکتے ہیں ہم کو بھی سے کرنا چاہیے جن رسوم کی وجہ سے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم ناقص ہوتی ہے یا روک جاتی ہے اور جو ہم عورتوں کی وجہ سے مرد کرتے ہیں ان کو کچھ ڈونیا چاہیے حقیقہ ختمہ۔ منجی یا بیاہ کے موقعوں پر اخراجات کو بالکل ترک یا بہت کم کر دینا چاہیے۔ بچہ کی پیدائش کے وقت سے اور جو ان ہونے تک اس کے دل میں ہم کو یہ جو صلہ پیدا کرنا چاہیے کہ بڑا ہو کر وہ اپنے ملک اور خاندان کے لیے نام پیدا کرے گا۔

اگر اس کے سونے کے سہرے کی خواہش میں ہم بیٹے کو اس کی زندگی خراب ہوگی۔ وہ بھی ترقی نہیں کرے گا لیکن اگر ہم شروع سے اس کی عادتوں اور اخلاق اور تعلیم کا خیال رکھیں گی تو ہماری مراد پوری ہوگی۔ اگر ہم فضول مہوں پر خرچہ نہ کریں گے اور اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے روپیہ بچائیں اسے اپنے مردوں کی مدد کر سکتے تو قوم کی تعلیم کے لیے

باجا۔ باسلیقہ یا برت بیبیں ہوتی تھیں۔ ان کے جانشین انہی سے پیدا ہوں۔ اس کے لیے جسے مذہبی زندگی ضروری چیز ہے۔ اس کے لیے زندہ مثال لازمی شرط ہے کہ معنی میں۔ کہ اسکول کی کتابوں میں۔ لاجی اہلکار اور شعرا کے نمونے ہوں جن ضرورتاً ہونا چاہیے۔ ممبر مذہب کی لکھی نادر۔ ان کے لیے بھی بلانہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرز زندگی سے واقف ہوں اور انہیں کی نظر یہ طلب ہے دل میں چھانا وہ اپنا فرض سمجھیں ورنہ تمام کوششیں بہت کم ہوں گے۔ اور بچے اور بچے کی اس قسم کے لیے سنا سنا ہوا ہے کہ کانفرنس ایک لائق مدد مسلمان تعلیم یافتہ بی بی کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کا یہ کام ہے۔ مسئلہ فونڈ کی لڑکیوں کے مدارس کا سنا کرے اور ان مدرسوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم اور تربیت و طرز معاشرت کی جامع لڑکا کانفرنس کو رپورٹ کرے اور ان سکولوں میں پورے وقت کام کرے انہی کی طرز معاشرت اور طرز چارہ خاص اور پروردہ کرے۔ یہ سب سب ہرگز نہیں ہے کہ تعلیم نسوان کے رشتہ میں نہ رہیں پیدا کی جائیں لیکن اس کے ساتھ یہ میں ضرور عرض کروں گی کہ اس تعلیم کو صحیح راستہ پر لے جانے کے لیے آگاہان کو شش ضرور کرنا چاہیے۔

(۱) مسلمان لڑکیوں کے مدرسوں میں خانہ داری کے کاموں کی تعلیم دی جائے اور گھروں میں بیویوں کو کھانے پکانے پینے پونے اور گھر کے انتظام کے متعلق جو کچھ کرنا پڑتا ہے اس کی مشق کرائی جائے۔ اگر ہمارے مدرسوں کی لڑکیاں پختہ قلم ہو گئیں لیکن کھانا پکانا اور گھر کا انتظام ان کو نہ آیا تو یہ ہم ہمارے گھروں میں لڑکیاں کر چکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گھروں کے اخراجات اور زیادہ ہوں جائیں اور اسلٹ کی جو باہم میں ہو وہ اور بڑھ جائیں گی۔ اس کانفرنس کو چاہیے کہ سادہ لباس اور زندگی کے لیے اور خانہ داری کے کاموں میں مشق کے لیے اسکول کی لڑکیوں کے لیے انعام مقرر کرے۔ جو لڑکی سادہ لباس میں سب سے زیادہ صاف رہے اس کو انعام ملے اور جو لڑکی پڑھنے کے علاوہ کچھ پکاتے اور سینے میں ابھی مشق چھل کرے اس کو انعام ملنا چاہیے۔ تعلیم یافتہ لڑکیاں کھانا پکانا یا سینا بہت جلد سیکھ سکتی ہیں لیکن ابتداء میں ان کو کام کرنے اور تکلیف اٹھانے کی عادت ڈالنا ضروری ہے (۲) مسلمان لڑکیوں کے مدرسوں میں جو کتابیں پڑھائی جائیں ان میں ایک ایسی بھی کتاب ہو جس میں ایک بڑھی لکھی مسلمان بی بی کی زندگی کے حالات بطور نمونہ دکھائے جائیں جس میں یہ دکھایا جائے کہ ایک بڑھی لکھی مسلمان بی بی اپنا لباس کیسا سادہ اور صاف رکھتی ہے۔ مکان کا سامان کیسے طے اور احتیاط سے رکھتی ہے۔ ہنس کے دوام کو کیسے انتظام سے رکھتی ہے۔ یا درجی خانہ کو کیسا صاف رکھتی ہے اور کھانے پکانے کا انتظام کو کس توجہ اور محبت سے کرتی ہے۔ بچوں کی نگرانی اور اپنے شوہر کی خدمت کس خوبی اور کامیابی سے کرتی ہے۔ رشتہ داروں اور چھانوں کے ساتھ کیسا شریفانہ برتاؤ کرتی ہے۔ چھوٹا کو خیرات کس فیاضی سے دیتی ہے۔ بیماروں کی تیمارداری کس جہد و سعی سے کرتی ہے اور ہر ایک خوشی اور تکلیف میں اپنے خدا کو کس قدر شکر اور صبر کے ساتھ یاد کرتی ہے۔ اس قسم کی کتابوں کو مدرسوں میں پڑھا جائے اور ان کے متعلق لڑکیوں سے مضمون لکھوائے جائیں اور عمدہ مضامین پر انعام دیے جائیں۔

پراچھ جبکہ ہر ایک سب اپنی اپنی جگہ کو کچھ عملی کام کرے  
 ہم سب کو ہر بائیس بیگم صاحبہ نوبال کا دل سے شکر یہ ادا کرنا چاہیے  
 کہ ان کی سرپرستی اور مدد سے ہم کو اس کانفرنس کے شروع کرنے اور  
 چلانے کا حوصلہ ہوا۔ اور بڑا احسان ہے عبداللہ بیگم صاحبہ اور سکندر  
 صاحبہ اور نفیس صاحبہ کا جن کی محنت و تہذیب اور قابلیت کی بدولت  
 یہ کام چل رہا ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنی ان بہنوں کی مدد کریں  
 اور ان کا احسان مانیں۔ اسی کے ساتھ ان بیگم کا شکر یہ ادا کرنا بھی  
 سیر اخراج ہے جو دور دور سے تشرفین لا کر اس جلسہ میں شریک  
 ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی دلی مرادوں کو پورا کرے۔ اور  
 ہماری قوم کے بچوں کو علم اور اخلاق کی دولت نصیب کرے۔ آمین  
 محمودہ بیگم (شریف پور)

کوئی سامان جو چاہیگا۔ اگر ہم اپنے گھروں میں مادہ طور پر بیٹھے گھر کا سب کام  
 کرینگے اپنے ذاتی سنگارا اور آرائش میں وقت اور روپیہ صرف نہ کرینگے تو ہماری  
 لوگیاں بھی سادہ اور صاف زندگی کو پسند کریں گی اور اپنے مردوں اور بچوں کی  
 عمر کی بے خدمت کر سکیں گی لیکن اگر ہم نے بناؤ سنگارا اور نئے خوشنکی مثال  
 ان کے سامنے پیش کی تو اس زمانہ کا نیاز رنگ ہمارے گھروں کے طریقوں کو اور ان  
 کے ساتھ خوشنکی کو خراب کر دیگا۔ اس لیے ہم کو اپنی لڑکیوں کے مدرسوں میں خوشنکی  
 اور سادہ زندگی اور خانہ داری کے کاموں کا خاص اہتمام کرنا چاہیے اور تعلیم کی  
 نعمت کو عام کرنے کے لیے ہم میں جو بلکی بیٹی ہیں ان کے اپنے محلے کی لڑکیوں کو  
 پڑھانا لکھانا چاہیے اور جہاں تعلیم یافتہ بیبیاں نہ ملیں وہاں شریف خوشنکی  
 میں سیدہ برہنوں سے اس کام میں مدد لینا چاہیے۔  
 آخر میں اس قدر اور عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اس کانفرنس کا مقصد اس وقت

## گھن کی نصیحت

آپ بے خبر میں ایسا فوجی ہے اور اس تیزی سے چلتا ہے کہ خود بھی ہی مدت میں  
 بالکل صاف کر دیا ہے۔ آپ مجھ جیسے کمزور کو تو دس صدیاں میں تیار ہے ہیں  
 اُس کی ذمہ داری بھی پرواہ نہیں کرتے جو دینی صدی گھرانوں میں گھسا ہوا  
 چٹکے چٹکے اپنا کام کر رہا ہے۔  
 گھن کی اس تقریر کو سن کر میں نے اُس سے دریافت کیا۔ پیارے نام  
 یہ تو بتاؤ کہ وہ گھن کو کس چیز سے بھی زیادہ ضرور سال ہے۔ اُس نے کہا  
 وہ میرا ہمام غیر ذی روح گھن بابا ادا کا گھن سودی قرضہ ہے۔ کیا تم  
 نہیں جانتے کہ سودی قرضہ کی بدولت کس کی بی بی اوریں تلف ہو گئیں۔ کیسے  
 کیسے مالداروں اور تعلقہ داروں کے بچے روٹیوں کو محتاج پھرتے ہیں۔ نہ  
 رہنے کو مکان۔ نہ بیٹھے کو جگہ۔ جب کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے عالی شان  
 مکانات کی آرائش و زیبائش کا خیال کرتے ہوں گے تو تہلکا جاتے ہوں گے  
 کہ ہائے کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا۔ مگر میں تو پھر بھی کوٹھکا کہ جس طرح اناج  
 میں میرے قدم جھنے کا باعث آپ کی غفلت ہے یہی اس جائداد کے  
 گھن کا خیر مقدم کرنے والے آپ کے افعال و فنون اخراجات ہیں۔ آپ کے  
 اسراف بچا کی بدولت کروڑوں روپیوں کی جائدادیں۔ اس گھن (قرضہ)  
 کی نذر ہو گئیں اور موجود ہیں۔ جس گھر میں یہ گھن قدم رکھتا ہے بستی تباہ  
 ہی کر کے چھوڑتا ہے۔ جس جائداد میں دانت لگاتا ہے پھر اُس کا سلامت جنا  
 محال ہو جاتا ہے۔ رات دن کا مشاہدہ ہے کہ تو دس سو روپے کے مقروض  
 کے سر پر چند ہی سال میں ہزاروں کی گھری ہو جاتی ہے اور پھر بچیاں بھڑکنا وہاں  
 جان ہو جاتا ہے۔ دوکان۔ مکان گاؤں وغیرہ پھر بھی ہو بغیر نیلام ہو جاتا  
 نہیں بچا کسی کی قرضی ہوتی ہے۔ کسی کی کم میں گرفتاری کی ذمہ داری پہنچتی ہے

گھن کو کون نہیں جانتا۔ یہ ایک کیرا ہے جو عموماً گھروں وغیرہ اناج میں پایا جاتا  
 ہے۔ اناج میں گھن لگ جاتا ہے تو آہستہ آہستہ اُس کا سبز چائتا ہے جسے کہ  
 بالکل کھل کو تیار ہے۔ جن کھنوں کو بہ کر دیا جاتا ہے اور کچھ عمدہ ملک ان کی خبر  
 نہیں لیا جاتا تو مالک کو سوائے جھلکے اور خراب خستہ آنے کے کچھ نہیں ملتا۔ اسی لیے  
 اناج کے مالک اناج کی جلد جلد خریدتے رہتے ہیں۔ دھوپ میں سکھاتے ہیں۔  
 تھکے ہوتے ہیں لگاتے ہیں۔ تاکہ اناج گھنے سے محفوظ رہے۔  
 یہاں کا ذکر ہے میرے مکان کے گھنوں سکھانے کے واسطے صحن میں  
 دھوپ لگاتے۔ دیکھنا کیا ہوں کہ دھوپ کی تیزی سے بیقرار ہو کر گھنوں کی پلٹن  
 اناج کی ڈب چل پڑی۔ میں نے ایک موٹے تھالے گھن کو بکڑ لیا اور  
 ر۔ منہ پر اُس کی پون تو بن کرنا شروع کی۔ اسے بے حیا وہ درو کھڑے  
 نہ اچھے ہیں تو غیف آجھ۔ چھوٹا سا جانور ہے مگر دراصل آفت کا پرکالہ  
 ہر آفت لائق ملامت ہیں کیونکہ تو ہمارے کارے پسینہ کی لکٹی نہایت  
 ہی بے ادبی کے ساتھ بر باد کرتا ہے۔ انسان بچارہ کیسی کیسی محنت و شفقت  
 سے اناج لکھتے دکھلیان سے گھر میں لاتا ہے مگر چار ماہ بھی گزرنے نہیں پاتے  
 کہ تو کھان کر برابر کر دیتا ہے گا

گھن نے زبان حال جواب دیا۔ جناب میں! خطا معاف! میں انسان  
 کو ضرور نقصان پہنچاتا ہوں مگر سچ پوچھیے تو یہ بھی اُسی کی غفلت ہے۔ جب  
 ہیڈیوں اناج کی خبر نہیں لیتا تو کہیں میرا پر جھتا ہے۔ مگر میں پھر بھی اس قدر نقصان  
 نہیں پہنچاتا ہوں جس قدر میرا ہمام گھن ان کا دشمن ہے اور اس نے ہزاروں  
 لوگوں کو دیا سینکڑوں کو مان بھینے کیلئے محتاج بنا دیا۔ میں تو بھلا کا اور فریب  
 سے اچھوڑ بھی دیتا ہوں جو کسی نہ کسی کام میں آجاتا ہو مگر وہ گھن جس سے

## کاش

حذر آپ اسراف بجا سے کرتے اگر یہ چاہا اور کے اندر بچی مروتے  
جو قرصہ سے ہر وقت ہر آن ڈرتے تو کتنا کراہ کے بیچ عالم میں نہ مروتے  
تمہاری مشیت نے تم کو ڈوبیا  
لاشک ہمتیں دین دنیا سے لھ یا  
مگر حالت تو یہ ہے کہ  
اگر آپ شادی کے کرتے یہ آئیں  
رہن کا دن رکھ کر جو قرصہ نہ لائیں  
وہاں کے گم تلو نہا چکر لگائیں  
وہ مشہور نندی کہوں سے بچائیں

چلی جائے جانے دوساری کائی  
یہ دوستوں میں مگر نام باقی

اب آخری نصیحت یہ ہے  
سنبھل جاؤ اب بھی نہیں کچھ گیا ہے  
ہر اک سمت سے آ رہی یہ صدا ہے  
جو اسراف بجا یونہی تم کو روکے  
یڑے تھری پتی میں عرفان رہو گے  
عرفان علی رضوی میسپوری

## مثنوی در مذمت شراب

شرابی کبابی ہے مردار خوار  
چوے دشمن جان و مال بشر  
یہ ظاہر میں یو لال گرچہ پری  
بظاہر میں لب اسکے یا کوت فام  
نہ نفعت ہے اس میں نہ بونے فا  
لٹھائے وہ کتنا ہی مروت حرام  
سہے گر گئے کا ترے ہو کے ہار  
ہے گندہ بغل اور گندہ دہن  
یہ یعنی ہے عقل اور دیتی جو رنج  
مفسر کر توتی براے لبشر  
نہ باید کہ پیش روی جان من  
نشے میں رہیگا ہمیشہ جو چور  
مشاوں میں بہتر شراب طور  
نہو عقل زائل نہ ہو دور و سر  
شراب خدا سے ہو مخور تم  
ہر اک اہل مذہب کو ہر اس عار  
مناسب ہے انسان کو اس عقدہ  
ہے باطن میں لیکن نجاست بھری  
بھرا ہے گرز ہران میں مدام  
یہ صحت کے قابل نہیں۔ یسوا  
جو تم نہ بولے سے بھی اس کا جام  
تو جیت اس کی ہوگی تجھے ہوگی ہار  
نجاست کی ہے دوسری یہ بہن  
کفایت نہیں اس کو قاروں کا فنج  
تو ہرگز نہ کہتے اسے آب شر  
وگر میر وہی ہر خود گور کن۔  
بہشت خدا سے رہیگا وہ دور  
کہ دے دل کو نہ حلت تو جانکوسر  
دہن ہو معطر تو ہو مسند تر  
شراب نجس سے رہو دور تم  
محمود خاں محمود اذ پونہ

ہے بے پیر مردارہ نہ شراب  
آ جاڑے ہزاروں کے کا کرنے گھر  
کوڑوں کا اس سے نیال و زور  
اچارے ہیں اسے بہت خازل  
امیروں کو اس نے بنایا فقیر  
توانا کو اس نے کیا با قواں  
گیا جس مکاں میں ہے اس کا قدم  
یہ تھبہ لگی جس کے منہ ایک بار  
ملا اس کا لب جس کے لب سے ذرا  
قوتے مست اعضا ہوتے منحل  
ہوئے جاری اسماں و قو دمدم  
بگرمیں ہوئی تشنگی جا گزیر  
ہوا جبکہ وارد براندہ کی کا بل  
ہوا جب میں جب نہ باقی ملکا  
ملی خاک میں جاہ و عزت تمام  
صدائے تو اس کا خانہ خراب  
بلائے میں ظالم نے لاکھوں جگر  
دیا اسکے بدلے فقط در دوسر  
پچھاڑ میں اس نے بہت پہلوں  
غریبوں کو اس نے ذلیل و قسیر  
ضعیف اس کے ہاتھوں چاہنجاں  
وہ وہی ہوا گویا باغ اور م  
پچھٹی پھر نہ کی گرچہ کوشش ہزار  
ہوا چند امرا من میں سب تلا  
پریشان دماغ و برا گندہ دل  
پڑا رستہ اور لڑا ٹھٹھانے قدم  
جو برف اور سوڈے سے بچتی نہیں  
شرابی لگا ڈھونڈنے جا کے بل  
گرد پھر تو سر کا عمامہ ہوا  
لگے اس پہ ہنسنے خواص و عام

## بے ثباتی دنیا

کیے فعل بد ہیں اگر ہیں  
ترے پس ہی جائینگے آستخاں  
کے کام نیک اگر ہیں  
تو خدا کو دیکھے گا وہاں عیاں  
وہ بڑے گی مار کہ الاماں  
کہ یہی بدی کی ہے وہاں سزا  
تو ملیں راحت جاوداں  
کہ یہی ہے نیکوں کی وہاں جزا  
محمود خاں محمود (اذ پونہ)

یہ جہاں ہے فانی و بے وفا  
نہ ملی کسی کو یہاں بعتا  
اجل آ کے سر پہ کھڑی ہوا  
ذرا دل سے کرے تو یاد و رب  
ترے ہوئی تجھے رہیں گے یاں  
تو اکیلا جائے گا بے گماں  
کیے اس نے لاکھوں ہی گھرتا  
تو فقط خدا ہی سے لو لگا  
تو بکیرے دنیا کے چھوڑ سب  
کہ اسی میں ہو گا ترا بھلا  
ترا مال کھا لینگے بعد ازاں  
کوئی ساتھ دیکھا نہ وہاں ترا

رسالہ اسوہ میراث اہل بیت ۱۹۱۶ء مطابق ۱۳۳۵ھ جماد الاخریٰ ۱۳۳۵ھ لغاتہ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ

## جلد (۴) فقہ سنت مضامین نمبر ۳۳

۲۴۱ ص  
۲۴۹ ص  
۲۴۷ ص

### نذاکۃ السلف

۲۴۵ ص حضرت صدیقہ پربتستان - جناب مولوی شیخ نور الدین صاحب تاج جرم  
۲۴۵ ص حضرت سلمان فارسی - جناب علامہ افضل محمد احسان صاحب عباسی  
۲۴۵ ص حضرت فاروقی عظیم کا شب گشت و نظم - جناب فاضل العزیز صاحب عباسی  
۲۴۵ ص بے ادبی کی سزا - نظم - جناب ہادی صاحب قومی شاعر اردو  
۲۴۵ ص نظم - جناب مولوی احمد علی صاحب شمس الدین قادیانی جہاد مکتبہ

### مذاکک و مناقظہ

۲۴۵ ص ابطال التلقین (نمبر ۲) مولانا سید محمد ہارون صاحب دہلوی صاحب  
۲۴۵ ص بجلی سے ہنسنے کا ثبوت - جناب مولوی سید احمد صاحب دہلوی  
۲۴۵ ص کیا معجزہ دلیل نبوت ہے - مانو

### معارف القرآن

۲۴۵ ص خلق الانسان من علق - جناب مولوی علی محمد صاحب بیوی  
۲۴۵ ص حبیب اللہ - جناب مولوی محمد عظیم صاحب داغہ اسلام  
۲۴۵ ص بنی نبیل اللہ - مانو

### تعلیم الاسلام

۲۴۱ ص اسلام مانس و حال - جناب پروفیسر فیروز الدین صاحب اراکیم - ایس سی  
۲۴۵ ص حضور اہل کی عبادت و ریاضت - جناب مولوی محمد عظیم صاحب داغہ اسلام  
۲۴۵ ص قصیدہ نعمت - جناب مولانا حاجی مفتی شاہ احمد رضا خان صاحب بیوی  
۲۴۵ ص نعمت - جناب مولوی الف دین صاحب وکیل کبیل پور

### السیاق المحمّدی فی الخصائص النبویہ

۲۴۵ ص حضور اہل کی عبادت و ریاضت - جناب مولوی محمد عظیم صاحب داغہ اسلام  
۲۴۵ ص قصیدہ نعمت - جناب مولانا حاجی مفتی شاہ احمد رضا خان صاحب بیوی  
۲۴۵ ص نعمت - جناب مولوی الف دین صاحب وکیل کبیل پور

### اصلاح الاخلاق و الحکام

۲۴۵ ص اختلاف مذاہب - جناب علامہ سید افضل محمد احسان صاحب عباسی

جگہ بیٹی  
کے بیس ہیں گھر گھر پڑھی اور سنائی جاتی ہیں قیمت ۶

بیوی کی تعلیم  
میاں بیوی دونوں کی ذہنی اور معاشرتی تعلیم و تربیت کا  
اس میں کام ہے - دایرہ کے بیگم نے اسکو میں پسند

فرمایا ہے - اور بعض سرکاری صوبہ دار اسلامی ریاستوں میں گزشتہ زمانہ تصانیف میں  
کون سے پرورش رہی ہے - اس سے ہر آجنگ کوئی کتاب زمانہ لڑچر کی نہیں رہی قیمت ۸

قبروں کی غیبی نوشتہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - جناب  
اور اکثر اچھے نئے لوگوں کے سید

کے اس کتاب میں ہیں جنکے پڑھنے سے عبرت اور نصیحت ہوتی ہے - پر سب  
خیال اہل الطاہر و اذی کے جو اہر ہیں - قیمت ۸

### مدیر مکتبہ قادیانیہ سیر طرب و

کچھ ٹو مروت  
عجرت کی داستان ہے آخرت یا دولا نے کا ۹ دوزان  
جس بے نظیر ادبی سامان ہے - بیٹے چھ آند قیمت ۸

چودھارا - مگر کتاب بہت پڑھی گئی - دس جز کے قریب ضخامت اور بہت اعلیٰ خان  
ہے - اس اعلیٰ قیمت ایک روپیہ مقرر ہوئی -

مجموعہ خطوط خواجہ حسن نظامی صاحب  
بنی کے نام - بیوی کے نام - دو سو  
کے نام - مریدوں کے نام خطوط

۱۲ - اور خط اردو لڑچر کی جان ہے - بیوی وہ چیز ہے جسکے چہ لینے سے ہر  
شخص کو فائدہ ملے اور ان میں عبارت تحریر کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے قیمت ۱۲

بچوں کی کہانیاں  
لیجے خواجہ بانو اہلیہ خواجہ بانو اہلیہ خواجہ حسن  
نظامی کی پہلی تصنیف ہے - وہی میں بچوں

سلسلے جو کہانیاں لکھی جاتی ہیں وہ سب میں ہیں - اپنی طرز کی اردو ادب میں پہلی  
کتاب ہے - بیٹی چھوڑ دیا صاحب بیوی و لڑچر کے بیگم نے اسکو پسند کی ہے سلیقہ  
کھا ہے اور اکثر اچھے نئے لوگوں کے سید



## نئی کتابیں جاری ہیں جن میں بھی ہیں

**سیرت عائشہ صدیقہ** ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حالات زندگی میں اردو زبان میں سب سے پہلے یہی کتاب لکھی گئی ہے۔ سرورق پر ایک مزار مبارک کا خاکہ ہے۔ اس کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب کا افتخار حیات خضونہ۔ پھر مولانا سیلاب دارانی کا دلچسپ و دلچیز اسکے بعد جو جلدی رقم ۱۰۰ صاحب کوثر کی ایک نظم مناد صاحب حضرت محمدؐ میں درج ہے۔ کتاب مولوی نذیر احمد خاں صاحب نیاز پھوڑی کی حدیث طبع کا نمونہ ہے نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر بڑی خوبصورت چھپی ہے۔ زبان اسکو لوں میں اچھڑکتی ہے۔ ایک پڑھائی چاہیے۔ ستور است کو تحفہ بھیجئے۔ اور بیسیوں یا بچوں کو انعام دینے کیلئے اس سے ستر چھپڑ مٹی محلات سے ہے۔ قیمت ۴۰۰۰۰۔۔۔ ۱۲۰۰۰

**حالات مولانا روم** رحمتہ اللہ علیہ۔ یہ کتاب جو اسی ماہ میں دوبارہ طبع ہوئی ہے پچھلے اجڑائش کی نسبت بہت سے مضامین اور فرقہ مولوی کے مددیشوں کے قصص کا نظارہ دے گی۔ قیمت وہی ۱۲۰۰۰

**حیات امام سلم** رحمتہ اللہ علیہ قیمت ۴۰۰۰۰ ۲۰۰۰۰

**حیات امام مالک** رحمتہ اللہ علیہ قیمت ۲۰۰۰۰ ۲۰۰۰۰

**برزخ** مرتے کے بعد و قیامت سے پہلے جو کیفیت انسان پر گزرتی ہے اسکا مفصل بیان قرآن و حدیث سے۔ قیمت ۱۲۰۰۰

**یاد رفتگان** پنجاب کے عوام اور لاہور کے خصوصاً ادیبائے کرام کے حالات قہر میں دفن و حال میں طبع ہوئی ہے۔ قیمت ۱۲۰۰۰

**جذبات اوج** مولانا علی محمد جاناں صاحب کی گہاویں کو نعتیہ کلام کا مجموعہ۔ قیمت ۱۲۰۰۰

**شرح دیوان حافظ** دیوانِ حافظ کے ہر ایک شعر کی نہایت عمدہ اور مفصل تشریح کیلئے بہترین شرح مصنف شیخ ابو جابر کی ہے۔ شرحی و دج پر از میر تقی میرؒ کی۔ ایک کپلی ایٹ آباد ایسی جامع شرح ہوئے ہوگی۔ سو فیاض رنگ بھی ملے گا۔ اور ادبی بلبلوں کو خوش ہو جائے گی۔ قرآنی اور احادیث نبوی کا حوالہ دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲۰۰۰

**سی پادہ دل** یا محبوبہ مضامین انچھن نظامی صاحب دہلوی قیمت ۱۲۰۰۰

**ہندستان کی اسلامی تاریخ** نہایت اچھی اور قابل دید ہے۔ قیمت ۱۲۰۰۰

**نیکو بخت** صفوی آجیا ڈاکٹر صوفی صاحب نے سہا والدین کی عزت و احترام

## نورِ شمع

اعلیٰ لٹریچر اور خاص تاریخ کا ایک ماہانہ رسالہ جس نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ چندی سال کے اندر آپ کی زبان میں اعلیٰ درجے کی بسیط و مختصر تاریخیں پیدا کر دے گا۔ تاریخ پنج جز یعنی ۱۰۰ صفحوں کا ہوتا ہے۔ ان میں سے ۵۰ صفحوں پر فی الحال مولانا خیر تاج آفری قدس سرہ ۲۰۰۰ نمبروں پر کاغذی کی تاریخ دولت ہندوستان عرب کا ترجمہ ہوتا ہے اگر آئیے۔ یہ اردو کی توجہ دہی سالی میں آپ کے پرائیویٹ کتب خانوں میں اعلیٰ درجے کی کتابیں پیدا ہو جائیں گی جیسی کہ ابھی تک اردو میں نہیں لکھی گئیں۔

قیمت سالانہ پانچ روپے چھپائے (چھپا)

اس کا خریدنا زبان اردو کی سچی خدمت ہے۔ تو بہ فرمائیے۔ تھانہ انی کیجیے۔ اور خود اپنی اور اپنی زبان کی خدمت کیجیے۔ نمونے کے لیے ۵۰۰۰۰ ارسال ہوں۔

## خادمِ قوم

محمد صدیق حسن ایڈیٹر و مالک رسالہ موجِ کثرہ نمبر بیگن لکھنؤ

## اگر آپ

ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء کا اسوہ حسنہ فروخت کرنا چاہتے ہوں تو مندرجہ ذیل پتہ پر بھیج دیں۔ پتی ارسال فرمادیں۔

منشی محمد عبدالغنی صاحب ماہ۔ سٹاک ہولڈر۔ ڈاکٹر انشائی کلکتہ

**عالم خیال** حضرت شوقِ قدوائی کی ایک بے اوصاف و بے ہند اردو نظم جس میں عورت کے جذبات کو نہایت خوبی سے دکھایا ہے۔ شروع میں ایک سچو خیال عورت کی تصویر ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ جلد طلب فرمائیے۔ قیمت ۱۲۰۰۰

**نشاط عمر** بہ قوم کے نوجوان ناکتہ الزکون کیلئے بیش بے اوصاف کے علاوہ اخلاقی تعلیم کا قابل قدر ذخیرہ اور افعالِ قبولہ و عبادت و میر کے ہونناک نتائج سے بچنے کی عمدہ تدابیر نہایت دلچسپ پیرایہ میں دیوان کا کئی رنگی گیلان ۱۲۰۰۰

**علی کمائیاں** علوم و فنون کے اصول بیان کیے گئے ہیں خود و کلام کے مطالعہ کے قابل بڑا مددگار روشن اور اجمادات کا طوفان میں کھنڈ ہے۔ قیمت ۵۰۰۰۰

**میری شمع** قادریہ میر شمع علی صاحب

Handwritten calligraphy in Urdu script, featuring large, bold letters and intricate flourishes, likely a title or decorative header.

وہ کہتا ہے کہ یہاں تک کہ وہیں کہ کیسے

مِعَارِفُ الْقُرْآنِ  
خَلْقُ الْإِنْسَانِ مِنْ عَلَاقٍ

رکھ کر ذیل کی بحث کو ملاحظہ فرمائیں :-

آیہ محولہ میں ازب لفظ خلق بھی کثیر المعنی ہے اور لفظ انسان بھی مفصل بحث طلب ہے۔ اگر آیہ کے مطالب بیان کرنے کے لیے لفظ خلق کے معنی کسی مادی شے کو مختلف مبالغے سے کر کر درجہ کمال کو پہنچانے کے لیے حاشاں ہے۔

(۱) از روئے طب قدیم کون جنین کی صورت یہ کہ کو طرفین کا مادہ منویہ ایک ہفتہ تک جھاگ کی شکل میں بڑا رہتا ہے۔ اس بعد دو ہفتہ تک سرخ رنگ کی رگوں کا حجم میں سے نکل کر اس جھاگ میں شامل ہوتی رہتی ہے جس سے وہ جھاگ خون کی طرح سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ اصطلاح طب میں اس حالت کا نام علقہ ہے۔ آیت کا مطلب صاف یہ ہے کہ (وہ خدا جس نے) علقہ کو تدریجاً ترقی دیکر انسانی صورت عطا فرمائی۔

(۲) جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ سرور کی سنی میں حیوانات منوید ہائے جائے میں چنانچہ قطاۃً سنی اگر گاڑی سو گئی دکانے کی طاقت والی خوردبین سے دیکھا جائے تو اس میں سینکڑوں کیڑے جن کا سر بڑا اور لمبی سی دم ہوگی تیرے ہونے دکانی نیکے ان کے مقابل جسم میں سے خوردبینی کے ساتھ غلیظیات نکلتا ہے جو جن کو کبھی

یہ تو کم و بیش ہر زبان میں بہت سے ایسے الفاظ ہیں جو اپنے اپنے طریق استعمال کے مطابق اپنے محل وقوع کی سنا بہت سے با ترکیب مرنے نوحی کے ماتحت مختلف معانی آ کرستے ہیں۔ لیکن زبان عربی میں یہ خصوصیت ہے کہ کسی جملہ میں اگر کوئی متعدد المعانی لفظ استعمال ہوا ہو تو اس کا ہر معنی ایک جدا گانہ حقیقت کا اظہار کسی خاص اصول فطرت کو بیان کر گیا یعنی اس لفظ کے جس قدر معنی ہونگے اسی قدر مسائل کا حل اسی ایک جملہ میں موجود ہوگا اور اس ام لا سند میں اتنی ہوئی ام الکتاب جہاں اور لاتعداد خصوصیات کی حامل ہے۔ اس خصوص میں بھی یہ مثل ہر دستور ذیل میں ہم لفظ علی کے متعدد معانی دیکر آئیہ کریمہ خلق الانسان من علی کے مطالب یا تشریح بیان کریں گے۔ مگر سب سے قبل ایک اصول کا بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے کسی لفظ کے اگر متعدد معانی ہوں تو ہم علیہ علیحدہ ہر معنی کو اعتقاد رکھ کر آیت کے مختلف مطالب سے استفادہ کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن کسی دوسری آیت سے کسی خاص غرض میں تردید ہوتی ہو یا کسی خاص معنی کو مابقی یا مابقی سے تعلق ہو تو ہم ہر اس معنی کو قطعاً جان کر ترک کر دینا چاہیے۔ تاہم کلام الی اصول کو نظر





کھا جاتا ہے کہ یہ الہی رنگ میں رنگا گیا۔

جب تک یہ الہی رنگ مسلمانوں پر چڑھا رہا۔ وہ تمام دنیا کی نظروں میں نبی عزت و اقبال ہے اسی رنگ الہی کا مظاہرہ کسی شخص کا دل کے لیے فقیرانہ یعنی پست و خوار ہونا چاہیے۔ وہ الہی رنگ کے رنگینے بندوں کا طرز عمل دیکھ کر ہر سادہ ذوق و شوق کے ساتھ جوق جوق اسلام میں داخل ہوتے جاتے تھے۔ جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کا سماجی حاشق ہوتا تھا اور اس کے عشق میں جو جو تکلیفیں کھانے پینے اور جسمانی کمزوری کی ان پر ہوتی تھیں ان کو وہ اسی طرح استہکسا تھا جس طرح کسی دل تیار کے عشق میں اس کا جان وادہ عاشق بہ طرح کی عیب و ایراد سے بے گناہ نہیں ہوتا۔ جس کی تصدیق نے لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بہت مشہور رہے۔ یہی لوگ نہایت کے احکام کا دل و جان سے اتباع کرتے تھے۔

ایں وہ تھے۔ پیچھے وہ تھے۔ رحم و دل وہ تھے۔ عین وہ تھے۔ اعز اقارب کے حقوق وہ پہچانتے تھے۔ اسی نہ خدا کے عین لگتی تھی تو ان کے دل پر چڑھ گئی تھی۔ اگر کسی کے چوٹ لگتی تھی تو ان کے دل میں درد ہوتا تھا۔ کسی کے درد ہوتا تھا تو ان کے آنسو پھلکتے تھے۔ دراز کسی کی آنکھوں سے آنسو نکلتے تھے تو وہ بے اختیار رخ اٹھتے تھے۔ اصل تو یہ کہ وہی عیسے سلمان الہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم کا

وہ اپنے انہی کا سچا تھا۔ اور انہی کا ایمان اور اسلام حقیقی ایمان و اسلام تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ رضوانہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے جس قدر بعد ہوتا گیا وہاں سبھی اسلام کا پہلا پیغام میں اور یہی ہوائیں اپنے لگیں۔ رفتہ رفتہ ساری بات سے خلعت ہو گئی اور ان کا کارز ہو گیا۔ اور اب ہمارے حالت یہ ہے کہ ہم میں حبیب اللہ کی کوئی خوبیاں نام کو بھی نہیں پہچانتے۔ جس سے بغض۔ عداوت۔ دوسریا۔ بے رحمی۔ جھوٹ۔ دغا۔ باج۔ خلع و عداوت۔ بے عزتی اور بے عزتی۔ الغرض دنیا میں جس قدر بُری باتیں ہیں وہ سب ہم میں اسی طرح بھری ہوئی ہیں جس طرح ہمارے اسلاف میں کبھی نہ بیاں تھیں البتہ اب ہم عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح اپنے کپڑوں کو زبردستی دیکر دے رنگ میں رنگ لینے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہی حبیب اللہ اور الہی رنگ ہے۔ یہ ہماری غلط فہمی اور بات تو الہی رنگ ان تمام ہی رنگوں کا مجموعہ نہیں۔ جو الہی رنگ میں رنگا جائے اسے اپنے کپڑوں کو رنگنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ خلافت شریعت ہونے کی وجہ سے اور بھی بُری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس تعلیم کی طرف راہنمائی کرے۔ آمین

محمد عظیم (واعظ الاسلام) از گلگھر

## بذل فی سبیل اللہ

### وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

(اور اللہ کو اچھا قرض دو)

جس قوم میں مال خیرات کرنے والے غنی ہوتے ہیں اور کاروبار میں لوگوں کی بامدد دیکر ہے اس قوم کا کوئی فقیر اور کوئی ضعیف تباہ نہیں ہونے کا تاثر یعنی فقیروں کی کفالت کرتے ہیں قوی ضعیفوں کو سنبھالے رہتے ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے۔ اس قوم کو مصالح و منافع کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ زمین اس کے آگے خزانہ اٹھنے لگتی ہے اور ہر طرف سعادت ہی سعادت ہوتی ہے۔ اور جب تک کہ مصالح عائد ہیں بذل و تعاون قائم رہتا ہے قوم کے تمام افراد دولت و جمعیت میں فرق رہتے ہیں۔ یوں اس بذل و اتفاق والوں کو دنیا میں ہزار چاندل جاتا ہے۔ اور اس میں عمل کے صلہ میں آخرت کے ثواب کیے مستحق ہو جاتے ہیں۔ وہ دیا ہوا دنیا میں بھی چند و چند ہو جاتا ہے اور آخرت میں بھی۔

اگر ہم ہر گھم سیرانی الارض روئے زمین کی سیر کو نکلیں اور موجودہ قوموں کے حالات کی تحقیق کریں اور گزشتہ قومن کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ دنیا ہو گئیں۔ اور مرثیہ وہ قومیں جنہوں نے اس فریضہ کے ادا کرنے میں کوتاہی کی یا کم از کم ان کو غلامی کی زندگی بسر کرنی پڑی اور جن قوموں نے اس فرض کو بچا اور ادا کیا۔ وہ صاحب عزت رہیں اور سعید بنیں۔ یہ اتفاق دنیا میں چند و چند ہوا اور ہو جاتا ہے۔ ہر اس قوم کے لیے جس نے اس فریضہ سے اپنی ہستی کی حفاظت اور اپنی سلطنت کی تقویت

میں کام لیا عام اس سے کہ انہوں نے اس بذل و اتفاق سے اجر عذاب اللہ کی توقع کی ہو یا نہ کی ہو اور چند و چند بھی اتنی بار ہوا جس کا اعداد سے شمار کئی آسان کام نہیں ہے۔ کس قدر جاہل و بے خبر ہیں وہ قومیں جو اس زرین اصول کو نہیں جانتیں اور جب ان قوموں کو دیکھتے ہیں جنہوں نے اس پر عامل ہو کر چار دانگ عالم میں پناہ مل لی ہے تو حیران رہ جاتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ ہم بھی عظمت حاصل کریں۔ لیکن نہیں جانتیں کہ کیونکر اس عظمت کو پہنچیں۔ کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ مسلمان دن رات کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں لیکن وہی تمام قوموں سے زیادہ اس سعادت الہی اور ترقی و کمال کے زرین اصول سے زیادہ بے خبر ہیں۔ اس ثابت کو پڑھ کر بھی نہ ان کے دل میں حس پیدا ہوتا ہے اور نہ ان کے ہاتھ بذل و اتفاق فی سبیل اللہ کے لیے دراز ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اچھی طرح سے یاد رکھیں کہ جب تک اس بذل فی سبیل اللہ پر عامل نہ ہوں گے۔ ہرگز وہ دنیا میں عزت و عظمت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں بھی وٹے میں رہنے اور آخرت میں بھی خسارہ ہیں۔

وَالَّذِي هُوَ الْخَسِرَانُ الْمُبِينُ

(ماخوذ از تفسیر القرآن)

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت به نعمتي عليكم نعمتي وضايتكم اذ اخرجتكم من اماكن الضيقة الى هذه الواسعة

ہم بتائے دین کو تہ سے لیے کامل کر چکے۔ جسے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور تجھے تھامے لیے (اسی) میں اسلام کو پسند فرمایا

تعلیم الاسلام  
اسلام ماضی و حال  
ماضی اسلام کے چند شاندار اوراق

جہاں میں اسلام کے ابتدائی اُمویوں کا مختصر بیان ہے اور جس میں گزشتہ مسلمانوں کی علمی، ادبی و کوششوں کا اجمالاً ذکر ہے  
اپر وقیع فرزند الدین صاحب مراد ایم۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ای۔ دکان علی گڑھ کے ایک انگریزی مصنفوں کا ترجمہ)

آئی سلمان جنگل پہنچا تو نبیؐ نے سامنے سجدہ نہیں کیا یہ: ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں  
راہزن آپ کے حرا کے ذیارت کرتے ہیں۔ لیکن کوئی شخص اس ایک مثال بھی نہیں  
پیش کر سکتا جس میں آپ کی اس دعا کے خلاف لوگوں نے عمل کیا ہو جس کا سبق آپ  
اپنی امت کو تمام عمر دیتے رہے۔ آپ کا یہی کلام یہ تھا کہ اے انا بشر صحت لکھو  
پیش الیٰ یعنی میں بھی ایک آدمی ہوں درمچیں اور دوسرے لوگوں میں یہ فرق ہو کہ  
میرے پاس خدا کی طرف سے رکھ آتی ہے۔ سلمان کہ اگر تم جو تھے اپنی مائیں یہ الفاظ  
دہرائے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبداً ورسولہ  
میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے  
مندے اور رسول ہیں۔

اسی واسطے اسلامی طرز معاشرت کی بنیاد اسی پر رکھی کہ انسان وعدائیت خدا کا کامل اور راسخ اعتقاد رکھے اور اُس کے نبی کی اطاعت لازمی جائے۔ ہمارا مقصد اُسی وقت تک، اسلامی جو جس وقت تک کہ ہم قرآن اور تعلیمِ نبوی پر قائم رہیں، کوئی مسلمان ایک سچے مسلمان بنے گا اُس وقت تک دعوتِ نبوی پر کتنا جیہ تک کہ اُس کے افعال اور اقوال اور خیالات ایک نہیں اور جیہ تک کہ سب نبی کی تعلیمات کے مطابق ہوں اور جیہ تک وہ قرآن اور احادیثِ نبوی پر عامل ہوں۔

ہم نہایت فخر کے ساتھ علم ہندوستان کے ایک کامل و مائع کے قول کو نقل کرتے ہیں۔ ہم اس مسلمانوں کو اپنے مردوں کے دوش بدوش چلتا نہیں آتا تو وہ زندگی کے جتر کو نہیں جانتے، خدا سے جاری دعا ہے کہ انہیں نصیب اللعین کاظم میں اور گزشتہ صدیوں کے عہد و دانش کو اور پختہ ہو سکے۔

خدا ترس میں ارسلا سبھی تھن سپر کہ نہ نے عامی بوسا

انہا کے تخلیق عالم سے۔ چہ جس طرح جولی جو تمام دنیا کے مذاہب - مصلح اور  
نہی ہوا۔ کہ کوشش میں رہے ہیں کہ کئی عوام انسان کو چند مسائل سمجھا دیں۔ اور ایک  
مصلح ہر مذہب میں مشہور رہا ہو۔ وہ توحید الہ کا سند بھی تاریخ اس بات کی شاہد ہو  
کہ سوائے اسلام اور اس کے نبی کے تمام دیگر مذاہب اور انبیاء توحید الہ کے شترک  
- ملکہ اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ مطلقاً کامیاب رہے ہیں۔ ہندو و ناطقہ و خداؤں  
کی یہ بات کہ میں اور خدا کے اتاروں پر خیرہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ یورپ کے مذہب  
میں لی اور دیگر مالک تعلیمت کے متفق ہیں۔ اور ایک محال عقلی یعنی ایک برتر ہر ملکہ  
اور ہمیں ہر مذہب کے ثابت کرنے کی کام کوششوں سے عقل اور دانش کا جن کج گئے  
ہیں لیکن ان ہر دو مذاہب میں آج کل ایک نئی روش چمک گئی ہو اور ایک نئے دور  
عقل کی رہن پر گزری ہے۔

یہ مذہب نئے دینا اور تہ اوسرے مذہب کی تئیت کال تئیت  
کونکہ اوسرے ہیں۔ برہمن اور تئیرین (Unitarians)  
تئیرینوں کا ایک تئول پسند فرقہ جو وحدانیت کا تئول ہے) سوحین تئول کا  
پیش خیر تئایت جوئے ہیں۔

توحید الہ کا سبق دینا اور مذہب اسلام کے اخلاقی اصول کو پھیلانا اور صحابہ کہ  
ہم ثابت کرینگے کہ مذہب اسلام ہی ایک کامل اور عملی مذہب ہے جو فطرت انسانی کے  
عین مطابق ہے۔ رسول تعالیٰ کی بعثت کا خاص مقصد تھا۔ تاریخ اسلام اور اہل ایمان  
میں اور مسلمانوں کی ہر زمانہ کی تاریخ نبوی علی کی تبلیغ کی کامیابی کا ایک زندہ ثبوت  
ہیں۔ پیغمبر بے سمرگ پر یہ دعا کی تھی کہ آپ کے خزانہ مبارک کی لوگ پریشانی کرنے  
پائیں اور طاغوت تردید کیا جاسکتی کہ یہ نبی کا ایک صحوہ ہے کہ نہ انسانے کے نفس سے





فوقینہ علیٰ اہل مسلمہ و مسلمہ یعنی طلب علم پر عمل کرنا اور اس وقت پر فرض ہے۔ اگرچہ اس پر عمل ہوتے تو ان تعلیم نسواں کا یہو اس قدر تاہیک نظر آتا۔ چونکہ ذیل میں مرقوم ہے اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان اپنے اہل علم میں جس قدر علم کے طالب تھے جو حکم ہوتا ہے کہ علم کو حاصل کر دیا ہے وہ دنیا کے کسی پردے میں ہو۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصحین

ایک دوسرے مقام پر آنحضرت فرماتے ہیں کہ عالم کی روحانی تہذیب کے خون سے زیادہ دھت ہے۔ جو اپنے گھر کو طلب علم میں بھیجتا ہے وہ خود اس کی قدم رکھتا ہے۔ اور اس کی تحصیل میں سفر اخلا کرنا جو خدا اس کو فرود سہریں کا راستہ دکھاتا ہے۔

تعلیمی حالات اور تحصیل سائنس میں مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کو دیکھ کر کوئی بی خیال کرے گا کہ ہم ہمیشہ سے سائنس سے بے بہرہ رہے ہیں۔ لیکن ہم کو اندیشہ ہے کہ یہ فیصلہ اس کا غلط ہوگا۔ تھوڑی دیر کے واسطے اس پر غور کہ جو رسول نے علوم و فنون کے حاصل کرنے کے مستقل ارشاد فرمایا ہے۔ تب ہم دکھلا دیں گے کہ ہر اہل علم کی قدرت نذر اور ہر اہل علم و فن کا علم کے کتب میں بیشک ایک گھنٹہ کے واسطے سبق لینا ہزار شہیدوں کے جانوں کی نذر ہونے سے بہتر ہے اور ہزار ماؤں تک عبادت کے لیے قیام کرنے سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ مخلوقات خدا میں ایک گھنٹہ غور و خوض کرنا شہر میں تک عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ اور یہ بھی ملاحظہ ہو کہ کس قدر خداوند کے ساتھ اہل علم کی عزت کا علم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے اہل علم کی عزت کی اس نے میری عزت کی حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے مشہور مقولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علم پر دسترس ہونا سب سے بڑی عزت ہے علم اپنے حامل کو اس قابل کر دیتا ہے کہ وہ حلال و حرام میں تمیز کر سکے وہ معرفت کے راستہ کو روشن کر دیتا ہے۔ وہ جنگوں اور محاذوں میں ہمارا رفیق ہے اور تہمتوں میں ہمارا ساتھی اور دوستوں سے الگ ہو جانے کی حالت میں ہمارا دوست بن جاتا ہے۔ علم کے ذریعے خدا کا بندہ مہکی کے اعلیٰ مراتب تک پہنچ جاتا ہے اور عالم آخرت میں کمال بخشی کا باعث ہوتا ہے۔ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے جو تعریف علم کی ہے وہ خود کے قابل ہے یعنی شرح صدر اسکا جو ہر ہے۔ حق اس کی غرض ہے۔ امام اس کا ہادی۔ عقل اس کی مقبل۔ خدا اس کا علم اور الفاظ اس کی اس کا ذریعہ ہیں۔

آئیے اب تاریخ اسلام کی ورق گردانی کریں اور دیکھیں کہ آیا مسلمانوں نے کبھی ان بلند پایہ اصولوں پر بھی عمل کیا ہے جن میں اس قدر زور کے ساتھ غیر مشتبہ الفاظ میں علم کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

مفسر امام ابی جوری اپنے والد کے انتقال کی وجہ سے تین ہی برس کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ ان کی بھیجی ان کی ولیہ تھیں (صرف اسی ایک اقد سے آپ کو اس زمانہ کی رفتار کا پتہ لگ سکتا ہے) اور وہ اس قدر ان کی تعلیم کی خواہش تھیں کہ پانچ ہی برس کی عمر سے وہ اس زمانہ کے بڑے بڑے اسلامی

عالموں کے دروس میں ان کو لیتے تھے۔ یہ ان کی تعلیمی کوششوں کی کاغذی تہذیب کا امام ابو جوری دس ہی برس کی عمر سے دخل کھنے لگے اچانک زمانہ کے بڑے عالموں کی گواہی میں سے تھے۔ (مذکرہ اصناف علماء ص ۱۰۳) جو کہ انہوں میں سے ایک تھے۔ اس سے زیادہ تر تعجب خیز اور واضح مثال امام ربیعہ الکوفی کی سوانح عمری ہے جو امام مالک اور حجاج بن یسری کے اُستاد تھے۔ ہم اس کا ذکر یہاں پر نہ صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ان ایام نو میں مسلمانوں کے غنی تعلیمی کا پتہ لگے بلکہ یہ بھی دکھانا مقصود ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان غور توں کو بھی کس قدر علم عاشق تھا۔ امام ربیعہ کے والد خلفائے بنو امیہ کی فوج میں ایک سپاہی تھے اور جب ان کے والد خراسان میں گئے ہوئے تھے اس زمانہ میں ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ ان کی والدہ ہی نے امام ربیعہ کو تعلیم دلائی اور جب کوچے بھی ان کے پاس تھا سب ان کی تعلیم پر غور کر ڈالا۔ اس دوران میں امام صاحب کے والد فوجی خدمت پر دوسرے مقاموں پر مامور رہے اور ان کی ماں نے وہ تمام آسانیاں پیدا کر دیں جو ان کے خیال میں ان کی تعلیم کو مکمل کرنے میں معاون ہو سکتی تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ربیعہ اپنے زمانے کے جید عالموں میں شمار کیے جانے لگے۔ اور ایک بڑے امام ہو گئے۔

ان کے والد ۶ برس کے بعد واپس ہوئے اور ان کو بڑا تعجب ہوا جب انہوں نے اپنی بیوی سے سنا کہ جو کچھ وہ ان کے پاس چھوڑ گئے تھے سب خراب ہو گئے ہیں بلکہ انہیں ہزار اشرفیاں بھی صرف ہوئیں۔ انہوں نے فوراً جواب طلب کیا لیکن اس واقعہ نے اس بحث کو اس وقت تک کے لیے ٹال دیا جب تک وہ اپنے لڑکے کو نہ دیکھ لیں۔ اس اثنا میں ربیعہ الکوفی کی مسجد میں طلبہ کی ایک بڑی جماعت کو درس دے رہے تھے جب ان کے والد مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے گئے تو ان کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ ایک شخص ان کے بیٹے کی عمر کا ایک بڑے مجمع میں تشریف ہے۔ ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب ان کو معلوم ہوا کہ شیخ انہی کے بیٹے ہیں گھر واپس آکر انہوں نے اپنے بیٹے سے ملے کا تمام قصہ اپنی بیوی سے بیان کیا اور جب ان کی بیوی نے ان سے یہ کہا کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں لڑکے کی تعلیم پر صرف ہو گئیں تو ان کو پورا پورا اطمینان ہو گیا۔

یہ سرسری نظر سے زیادہ غور طلب بات ہے کہ ایک سپاہی کی بیوی کو اتنا خیال ہو کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں اپنے لڑکے کی تعلیم پر صرف کر دے اور وہ بھی ایسی مجبوریوں کی حالت میں۔ اس زمانہ کے تمام مسلمان ایک کامل تعلیم کی منزلت کو خوب اچھی طرح سے محسوس کرتے تھے نہ صرف اوسط درجہ کے لوگ علم کے شائق تھے بلکہ اشراف و بزرگوار بھی خاندان کے تمام لوگ ایک ایک کر کے سب علم کے دلدادہ تھے۔

یہ ایک حیرت انگیز واقعہ ہے کہ اگلے مسلمانوں کے چشملی کوہ تھالین بن کویم ناقابل برداشت کہتے ہیں ذرا بھی کم نہ کرتی تھیں بغلی۔ مسافت اور کتابوں کی قلت اور سفر کے خطرے ان کے ذوق کو نہ کم کر سکے اور نہ ان کی آتش شوق کو بجھا سکا امام بخاری کو جو حدیث کے سب سے بڑے امام گزرے ہیں اور جو حدیث کا احاد و متنی کے حافظ تھے اور جنہوں نے اپنی کتاب ۱۶ برس کی لگا تار محنت کے بعد لکھی ہے انکو

بھی اپنے ایک سفر علی کے دوران میں تین دن تک جھگڑ کی بوٹیوں پر گزرنے کا پڑا ایک اور طلب حدیث یعنی حاج بعدادی نے اپنے گھر سے سورتیاں اپنے ساتھ باندھ لیں۔ جب انہوں نے طلب علم میں قدم اٹھایا۔ لیکن چند کتب اور ان سورتیوں کے سوا دنیا میں کوئی اور میزان کی ملکیت نہ تھی۔ ان ہی سورتیوں پر انہوں نے مکتوبی مدت تک اپنے استاد شہرہ کی صحبت، غائی اور جب یہ تمام ختم ہو گئیں ان کو مجبوراً اپنے استاد کی فیض رسالت صحبت کو خیر باد کہنا پڑا۔ آپت میں جو کہ دریافت کریں گے کہ انہوں نے ان سورتیوں پر بعد کسی قسم کے ذخیرہ وغیرہ کے کیونکر گزرنے کی۔ جواب یہ ہے کہ انہوں نے انبیا عجیب ترکیب نکالی تھی اور وہ یہ کہ وہ سورتیوں کو قرأت کے کسی نہ سمجھتے تھے اسلئے پانی کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ انکے مسلمان نہ صرف علوم اسلامی کے دلدادہ تھے بلکہ ان کا شوق علمی علم کی اور شوق پر بھی ایسا ہی عادی تھا۔ اور جس کی وجہ سے انہوں نے اس وقت کی تمام دنیا سے معلوم کا سفر کر ڈالا۔

ابن رومیہ جو اندلس کے مشہور طبیب تھے انہوں نے اسپین سے معر تک اور پھر مصر سے شام تک اس واسطے پایادہ سفر کیا کہ ان تمام بوٹیوں اور نباتات کا مطالعہ کریں جو مغرب میں نہ دستیاب ہو سکتی تھیں۔ اسی طرح پر مشہور عالم نباتات ضیاء الدین بھٹا نے تمام یونان۔ اسپین اور ایشیہ کو چمک کا سفر کیا تاکہ تمام ان بوٹیوں وغیرہ کے خواص کو معلوم کریں جو کہ ان ملکوں میں پیدا ہوتی تھیں۔ اسی مشغور نے بہت سے درختوں اور بوٹیوں کی ان اقسام کو دریا کیا جن کو اس سے پہلے کوئی بھی نہ جانتا تھا وہ ان درختوں کی ٹوک اور ان کی ترقی کے مختلف مدارج کو غور سے دیکھ کر انکا اداس کے ساتھ ہمیشہ ایک ملی ہرنگ کی روشنائی لیے ہوئے رہ کر انکا اس طرت سے درختوں کی مختلف منازل زندگی کی صحیح تصویریں محفوظ رکھی گئیں۔ یہ قابل افسوس بات ہے کہ بہت سی وہ کتابیں جو انکے قابل مسلمانوں نے تصنیف کی تھیں اب ضائع ہو گئیں ہیں۔ اور ہم کو ان کا علم صرف اس وجہ سے ہے کہ اس زمانہ کی کتابوں میں ان کا تذکرہ ہے۔

مشہور امام رازی نے ہمارے لیے اپنے ایک سفر کا جو انہوں نے تحصیل علم کے لیے اختیار کیا تھا ایک عجیب حال چھوڑا ہے۔ ایک جہاز کے سفر کے بعد وہ اپنے دو ساتھیوں کے بالکل تہی دست رہ گئے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ تین دن تک ہم

بیکری خوراک کے پایادہ چلے یہاں تک کہ زیادہ صبر کرنا مشکل ہو گیا۔ ہمارے ایک ساتھیوں میں سے جو بہت بوڑھا تھا بیہوش ہو گیا اور ہم کو اپنی جان بچانے کے لیے اس کو چھوڑنا پڑا۔ مکتوبی دور حاکم میں بھی بیہوش ہو گیا۔ اور میرے ساتھی نے جھک جی اسی طرح میری قسمت پر چھوڑ دیا جس طرح ہم نے مرد ضعیف کو چھوڑ دیا تھا۔ مگر خوش قسمتی سے میرے ساتھی کو ایک کشتی نظر پڑی اور اپنی بے بسی کو مٹانے کی غرض سے اپنا کبل جو اس میں ہلایا جس کی وجہ سے کشتی دالوں کی توجہ اپنی طرف متوجہ کرانے میں وہ کامیاب رہا۔ انہوں نے اس کو کچھ پانی پیچھے کے لیے دیا اور جب اس کو بیہوش آیا تو میرا مرد ضعیف کا ذکر ان سے کیا۔ اس طرح پر پہلے جانیں بچیں۔

ہم اپنے مصنفوں کے اختتام پر ایک اور روح فرسا مشال اپنے شوق علمی اور قرون ماضی میں اس کے حصول کے لیے اپنی دلی کوشش کی تاہم میں بیان کریں گے جو لوگ کہ علماء اسلام کے متعلق زیادہ معلومات بہم پہنچانا چاہتے ہیں انہیں نہایت زور کے ساتھ مولینا حبیب الرحمن صاحب شرفانی کی بے ہیا تالیف معلقات اسلام کے ترجمے کی سفارش کریں گے۔ یہ رسالہ تقریباً نو خطصفتوں کا ہے اور اس میں ہر ایک مسلمان اسکو شد و فہد با صدق نظر ملاحظہ کرے۔

علم ثانی حکیم ابوالفضل دارانی کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ انہوں نے اظہار کی کہ تصنیف کو بہت بڑھا تھا۔ اسی حکیم کا ایک قصہ شیخ بوعلی سینا کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جن کے نام کو انگریزی خرد نے Mozemzen لکھ دیا ہے اسی طرح پیر Mozemzen جو ابن شد کے نام کی کوئی بوٹی صورت ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں انہوں نے لکھا ہے ایک کتاب کہ از کہ چائیں مرقم ہلاک لفظ کے بھی سمجھ ہوئے تھے اس کے سمجھنے سے ناامید ہو کر انہوں نے اسکا مطالعہ ترک کر دیا لیکن پھر وہی عرصہ کے بعد انکو ایک کتب فروش نے بہت ہی سستے داموں پر ایک کتاب پیش کی۔ انہوں نے اسکا خریدنے سے انکار کیا کہ اس کا ضمن میں انبیاء تھا لیکن کتب فروش نے اس پر بہت زور دیا اور کہا کہ وہ کتاب ایک غریب آدمی کی ہر شیخ کتابی کدہ فارابی کی تصنیف تھی اور انبیاء کی شرح تھی جسکو دیکھ کر نو انبیاء کے تمام مسائل اٹکی سمجھیں آگے۔ یہ وہ غلطہ کہ ایک نواب صاحب کے ثمار سے یورپ اب تک فیضیاب ہو رہا ہے (باقی وار)

المترجم سید نصیر احمد (طالب علم بی۔ ایس۔ سی کلاس علی گڑھ)

## کلام اکبر

|                                 |                                    |                                 |                                    |
|---------------------------------|------------------------------------|---------------------------------|------------------------------------|
| نئے سودی پر شکوہ و لغافنی سیر   | افسوس ہو غصوں کو اور ہنسنے میں غیر | نئے سودی پر شکوہ و لغافنی سیر   | افسوس ہو غصوں کو اور ہنسنے میں غیر |
| چلے ابھر سے رب بستر کسک         | جو سکتی ہے تب امیدت باخسیر         | چلے ابھر سے رب بستر کسک         | جو سکتی ہے تب امیدت باخسیر         |
| منکر میں روح کے جو یہ اہل خرد   | اک امر ہے پوچھنا ہے ان سے مزور     | منکر میں روح کے جو یہ اہل خرد   | اک امر ہے پوچھنا ہے ان سے مزور     |
| ہے نہم و حرد کام کو دھونے یہ کہ | ہذا چا انا سے میں کو نہ کہ شور     | ہے نہم و حرد کام کو دھونے یہ کہ | ہذا چا انا سے میں کو نہ کہ شور     |

|                                 |                                   |                                 |                                   |
|---------------------------------|-----------------------------------|---------------------------------|-----------------------------------|
| سید صاحب سکھائے ہیں جو شور      | کہتا نہیں تھے میں کہ جو اس سے غور | سید صاحب سکھائے ہیں جو شور      | کہتا نہیں تھے میں کہ جو اس سے غور |
| سو توں کو جلا دیا انہوں نے لیکن | اللہ کا نام لیکے اٹھتا ہے مزور    | سو توں کو جلا دیا انہوں نے لیکن | اللہ کا نام لیکے اٹھتا ہے مزور    |
| لیجاؤں کہ میں اپنا اسلام بخسیر  | لکھیں یا رب ملک مرانا بخسیر       | لیجاؤں کہ میں اپنا اسلام بخسیر  | لکھیں یا رب ملک مرانا بخسیر       |
| اسلام سے جس نے بد و غائی کی ہے  | پا نہیں میں نے اس کا خاتم بخسیر   | اسلام سے جس نے بد و غائی کی ہے  | پا نہیں میں نے اس کا خاتم بخسیر   |



مستی انھوں میں حجام بدیوں اور دیافلیوں کی جڑ ہے اور خداوند شریعت کا گھر۔ آپ کی عبادت کی یہ کیفیت تھی کہ سب اوقات صرف دو گانہ نفل میں ساری رات ختم کر دیتے اور اس طرح تمام فرماتے کہ بابت مبارک اس کے حالت اور بیشتر اتوں کا بڑا حصہ ذکر و نماز میں بیدار ہو کر بسر کرتے۔ حضرت میخرو کہتے ہیں کہ ”آپ کی دونوں پند لیال گھرے گھرے وہم کر جاتی تھیں“ (بخاری شریف)

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ”میں نے ایک رات آپ کے ساتھ نماز تہجد پڑھی تو آپ برابر گھرے رہے کہیں بالکل ٹھک گیا“ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں وقت نماز تہجد کو اس قدر طول دیتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک اترم کر جاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اتنی تکلیف کیوں برداشت کرتے ہیں؟ آپ تو پاک ہیں اے آپ نے ایشاد فرمایا کہ ”میں بھی ایک بندہ ہوں۔ کیا خدا نے پاک کی شکر گزاری صحیح کر دے؟“ (بخاری و مسلم شریف)

حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ ”جب آپ کے سر بہت سرخ جاتے۔ تو آپ بیٹھ جاتے اور جب رکوع کرنا چاہتے گھرے ہو کر کچھ بڑھ کر رکوع کرتے“ (بخاری شریف)

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ پاک کے خوف سے آپ کے سینے سے نماز میں ایسے رونے کی آواز آتی تھی کہ جیسے لہندی جوش کرتی ہے۔ (سنن ابی شریف)

نماز کا اصل مقصد خشوع و خضوع ہے۔ آپ جب کسی کے طرز عمل سے ان کا ظہور ہوتا ہوا دیکھتے تو اس کو تنبیہ فرماتے یا ایک بار ایک شخص نے نہایت جملے کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز پڑھ چکا تو آپ نے فرمایا ”نماز کو بھر دہراؤ۔ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں“ اس نے تین بار نماز پڑھ لی اور آپ نے تینوں باروں کا۔ آخر میں اس نے عرض کیا کہ ”اب میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا“ آپ نے تکبیر۔ قرائت۔ رکوع۔ سجود تمام وقتوں کے وہ طریقے بتائے جن سے اطمینان، سکون، وقار اور اعتدال کا اظہار ہوتا تھا۔ (بخاری شریف)

آپ ﷺ کے سوا دیگر عبادات میں بھی حد سے زیادہ اہتمام دیتی فرماتے تھے۔ علاوہ ماہ رمضان کے اور دنوں میں بھی اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ جن میں ایام میں باقی ہو و محرم ورجب اور یوم کعبہ۔ عید و عاشورہ کے روزے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ روزے جیسی سخت عبادت سے کبھی بھی نہیں جڑاتے تھے بلکہ محبت و شوق سے خاک و کثی کی سختی برداشت کرتے تھے مسلمان روزے سے جی چڑانے والے غور کریں اور اپنے نئی حالت کو دیکھ کر سنبھلیں!

باوجودیکہ آپ کی عبادت میں خشوع و خضوع و اخلاص اور سچائی تھی جو مانتا تھا اور یہ وہ خود سے بالکل پاک ہوتی تھی۔ اور آپ ایسے استغراق و غوریت سے ادا فرماتے تھے کہ دیکھنے والے کو معلوم ہوتا تھا کہ آپ ایک بے جس اور بے جان ثبت ہیں مگر یہ سچی حالت میں آپ کی خدمت اقدس میں آجاتا۔ تو اپنی نماز کو مختصر کر دیتے اور پوچھتے ”تم کو کچھ کام ہو تو کہو“

آپ عبادت میں آسانی کی تفسیر فرمایا کرتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور

اورنے فرمایا ”بے شک (اسلام کا) دیوا آسان ہے اور دین میں جو سختی کرنا ہو تو میں اس پر غالب آئیگا“ (بخاری شریف) مطلب یہ کہ اخیر میں وہ شک کر خود عاجز نہ ہو گیا اور نیک عمل چھوڑنا پڑ گیا۔ اس لیے اتنی عبادت کرنا چاہیے جو آسانی کے ساتھ ہو سکے بعض لوگ جب امامت کرتے تھے تو نماز میں طول دیتے تھے جس سے کاروباری لوگ ضعیف لوگ گھبرا جاتے تھے۔ ایک شخص نے ایسی بنا پر امام کی شکایت کی کہ آپ کو طول سے زیادہ غصہ آتی اور فرمایا ”تم لوگوں کو مذہب سے غفلت کر رہے ہو۔ امام کو نماز میں تخفیف کرنی چاہیے کیونکہ ان میں مرعین ضعیف۔ کاروباری ہر قسم کے لوگ جوتے ہیں (بخاری شریف)

آپ عبادت میں اس عمل کو پسند فرماتے تھے جو ہمیشہ کیا جائے چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ ”ایک دن آپ جب میرے پاس تشریف لائے تو میرے گھر میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا ”یہ کون ہے؟“ میں نے عرض کیا ”فلانی عورت ہے اور اس کی نماز کا حال بیان کرنے لگی۔ کہ ساری رات سوئی نہیں عبادت میں گزار دیتی ہے“ آپ نے شکر فرمایا۔

ماہ علیکم بیا نطق یقون فواللہ میں میں اداہ کام کر دو ہمیشہ کر کے لا یملا اللہ حتی تملوا وکان کینہ کم خاکی اللہ (و ثواب دینے سے) احب الدین الیہ مادا و مرعلیہ شکلیا نہیں تھی تم تک جاؤ گے (مختصر یہ کہ) فرماتے ہیں کہ آپ کو وہ عمل بہت پسند تھا کہ نہ والا اسکو ہمیشہ کرے؟ (بخاری شریف)

ماسوا نماز، روزہ، حج وغیرہ احکام الہی کی بجا آوری کے آپ ہر وقت خدا کی یاد اور اس کی عبادت اور اس کے ذکر میں رہتے تھے۔ آپ کا کوئی کام خواہ وہ کسی طرح کا ہو ایسا نہیں تھا جس میں آپ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرتے ہوں۔ جو کرنا آسان ہے مگر کر کے دکھانا اور اس کا ثبوت ہم پہنچانا مشکل ہے جس قدر ادا دین اور صلحان قوم دنیا میں پیدا ہوئے ان کے مقابل میں ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس خاص خصوصیت میں کوئی انسان آج تک آپ کے مقابلہ کا پیدا نہیں ہوا ایک جس نے اپنی زندگی کے ہر کام میں اپنے خالق و مالک کو اس قدر یاد کیا ہو۔ اور اسے ذکر کا اس قدر اہتمام کیا ہو جس قدر آپ نے کیا۔

مثلاً جب آپ کھانا کھانے بیٹھے تو یسبح اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے اور دوا اپنے لہجے سے کھانا تناول فرماتے۔ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو پڑھتے:-

الحمد لله الذی احسننا و سقانا ہم تفریق اس کے لیے ہیں کہ میں فہم کو کھانا واجعلنا مسلمین (ترجمہ وہیں ہجر) کھانا اور پانی پلایا اور سلطان کیا اور حضرت امین مہاشی سے بھی دعا کھانے کے بعد آئی ہے۔

اللہم بارک لنا فیہ و اطعمنا اے اللہ اس کھانے میں جو بکرت عطا فرما خیراً آمنہ (مشکوٰۃ شریف) اور اس سے اچھا کھانا ہم کو کھلا جب دو روہ پیئے تو پڑھتے

اللہم بارک لنا فیہ و زدنا اے اللہ اس دو روہ میں جو بکرت عطا فرما





وَلَقَدْ كَتَبْنَا الْإِنشِرَافَ الذِّكْرَ اِنْشِرَافًا فَاصِحًا لِّمَنْ اَصْلَحَ الصَّالِحِينَ

اور ہم زبور میں بند و نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بند ہوں گے

# اصلاح الاسلامی الاعمال

## اختلاف مذاہب

نے جامع علمائے امت کو ایک معیار ہدایت قرار دیا تاکہ خود راہی سے لغزشیں پیدا نہ ہوں۔ اس اجتہاد اور اجتماع کا قرن اولیٰ پر منحصر ہونا اور قوشہ اجتہاد یہ کا زمانہ مابعد میں سلب ہو جانا اہل تحقیق کے نزدیک صحیح نہیں ہے لیکن اب ذی علم مسلمانوں نے قوت اجتہاد کو ترک کرنے کی جگہ پر متنازع مجتہدوں اور اماموں کے اقوال کا جانچنا تحقیق حق کے لیے نہیں بلکہ باجماع ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کے لیے اختیار کیا ہے۔ ایک ذی علم کا بھلنے خود مجتہد بننے کے دوسرے مجتہدوں کی غلطیاں کانا اور ان کے مقلدوں کو برا کانا حیرت انگیز ہے کچھ ہی ہو لیکن احکام قرآنی کی خوبیوں سے کوسوں دور ہو کر جس قدر غلط خیال ہو کہ جس چیز کو خدا نے بے شرع بیان کرنا پسند نہ کیا اس کی شرع کے متعلق مسلمان جھگڑیں اور پیچیدہ اسلام کی تخریب کریں۔

مشہور ہے کہ مسلمانوں کے تہمت فرقہ میں ہر اہل ایمان میں صرف تہمتوں فرقہ برحق ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ وہ برحق فرقہ صرف وہ ہو سکتا ہے جو توحید اور رسالت کے بعد کسی امر اختلافی کو تہمت بالشان نہ سمجھے۔ ابتداء ہی مذہب اہل سنت و جماعت کا تقاضا موجودہ زمانہ میں کہ مسلمان ہر جگہ اتفاق کی وجہ سے یا اپنے سو اعتقادات یا کسی عالم کے سبب سے کمزور ہو رہے ہیں ان کے ترقی کرنے کی طرف یہ ایک راہ ہے کہ مسائل فروری کی اختلافات کو دلوں سے نکال کر وہ اخوت اسلامی کی رسی مضبوط چکڑیں اور مسلمانان طبعہ ان کی تقلید کریں آپس میں تناسل چکڑیں لیکن آپس کے جھگڑوں کو مذہبی جھگڑہ تصور نہ کریں۔ سب سے بڑی رملی حضرت علیؑ اور امیر معاویہؓ کی تھی اس وقت مسلمانوں کی کیفیت تھی کہ اکثر لوگ ان جھگڑوں سے بالکل الگ تھے اور جنہیں ان سے تعلق تھا ان کا بھی یہ قول تھا کہ لذت نماز حضرت علیؑ کے پیچھے ہے اور لذت طعام امیر معاویہؓ کے دسترخوان پر ہے۔

اس کے بعد جتنی لڑائیاں مسلمانوں میں باجماع ہوئیں وہ تو بلاشبہ بعض ملکی اہل ایمان قیس ان لڑائیوں سے اس وقت مذہب کی تفریق بالکل نہیں ہوئی۔ لیکن زمانہ مابعد میں مسلمانوں کی قوت جتنی بھی متفرق ہوئی تھی اور اختلافات میں متفق اور متعصب جماعتیں کشادگی ہوئی اور جابجا جابجا فرقہ بنیدیاں قائم ہوئیں۔

مذہب اسلام نے آنحضرت محمدؐ پر رسالت ختم کر دی اور قرآن کو قانون ربانی کے طور پر بیان لیا اور یہ اقدار رکھا کہ دنیا میں خوش اور عاقبت میں سرفرو رہنے کے لیے سوا قرآن کے اور کسی دوسرے ضابطہ و انہی کی ضرورت مسلمانوں کو نہیں ہے۔ احادیث صحیحہ بعض تشریحات و تفسیحات قرآنی کے آیات قرآنی کی بعد اپنا درجہ ضرور رکھتی ہیں لیکن ان کی تفسیر سے شک کرنے والا نااہل ہے۔ کسی جائیداد اور بیوی و جہ کو نہ مقرر رسولؐ ہیں اب ویت موی کی ثابت کا اہتمام نہیں کیا گیا ایک ایسے قانون کا بھناجہ قیامت تک تاہم سنی نواسانی کے لیے جو دنیا کے مختلف حصوں میں آباد ہیں اور آباد ہیں گے۔ کافی ہو۔ نظام۔ ایک بے جوری بات تھی لیکن قرآن کے پڑھنے سے یہ شک رفع ہو جاتا ہے۔ یہ جو ایک سچو قرآنی ہے کہ قرآن بیشک کے لیے کافی ہے۔ لہذا قرآن میں صرف اصولی مسائل مذکور ہیں اور لسان قرآنی ایسی ہے کہ عالم اور جاہل سب اپنی اپنی طور سے اسے سمجھ لیتے ہیں۔ اصولی مسائل بیان کرنے کا نشانہ ہی یہ ہے کہ مسائل فروری میں مسلمان کو اپنی رائے لگانے کا اختیار ہے۔ یہ امر بھی غلام ہے کہ اس میں دیگر امور میں اثر اہل الرائے کا مقلد ہونا خواہ قرآن و احادیث میں اس طرے مذہبی امور میں بھی مذہبی پیشواؤں کے زیر اثر ہونا خواہ کاسق تھا۔ رائے فروری میں اہل علم کی تقلید خواہ ضروری سمجھیں ہر راہ۔ اس لیے مسلمانوں میں یہ اعتبار نہ ہو کہ اس کا کوئی مختلف فرقہ قائم ہو۔ وقت بے شک باب ایک دوسرے کو برا کہیں گے احکام قرآنی کے مطیع سمجھے جائیں گے۔ اور جو اس کے خلاف رائے رکھ کر یا قرآن پاک کی عصا سے منکر و ناواقف ٹھہرے گا۔ اگر مسائل فروری میں اختلاف با اعتبار وقت جو وقع اور حالات کے متنصط نہ ہوتا تو جناب رسی کے لیے تفریق ہند یا جو ضابطہ دیوانی یا جو ضابطہ فوجداری کی صورت میں قرآن یا انزل کرنا کیا مشکل تھا لیکن ایسا ہونے سے قانون۔ باقی قیامت تک انواع انسانی کا رہنا جس میں ہو سکتا تھا۔ اس لیے قرآن میں اصولی مسائل لکھے گئے اور فروری مسائل کی تدوین کرنے کا کام علمائے امت محمدیؐ کے متعلق کیا گیا اور علمائے مذہب

تاریخیں پڑھیے اور غور کیجیے تو تمام فرقہ بندیوں یا تو ملک گیری کے لیے ہوئیں یا جھگڑ  
مباحث کے لیے ہوئیں۔ مسلمانان کی حکمت عملیوں نے انہیں تمام کیا اور اخلاق کی  
جہالت نے انہیں مضبوط کیا۔ اب جو حالت ہے ظاہر ہے معلوم نہیں کتنے فرقے  
ہو گئے ہیں اور آئندہ رہ رہ کر ہونگے۔ ہر ایک اپنے فرقہ کو راہ راست پر سمجھتا ہے  
اور توحید اور رسالت کو جو میں اسلام ہے باہمی اتفاق میں جو مشترک ہیں  
سمجھتا ہے ایک بڑی غلط فہمی ہے جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور اس حالت پر  
انفسوس رسنے والے بہت کم ہیں۔ نہایت تعجب ہے کہ جس طرح پہلے باہمی اتفاق  
پر مسلمانان سابق کو نازش تھی اسی طرح اب باہمی اتفاق پر مسلمانان حال کو نفرت

و مباحث ہیں۔ خداوند تو مسلمانوں کی حالت پر رحم کر اور توفیق اتفاق انہیں  
عطا فرما۔ بھائیو! اگر قیامت کے روز علمائے امت محمدی سے یہاں سوال  
یہ ہو کہ تم امت محمدی میں اتفاق پھیلانے کی جگہ اتفاق پھیلانے کے بعد اتفاق  
کی روز افزوں ترقی پر خوش ہوتے تھے تو تمہارے اعمال حسنة اسنے  
بڑے گناہ کے مقابلہ میں کیوں نہ بیکار سمجھے جائیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا  
کہ اس کے جواب میں کیا کہا جائیگا +

ابو الفضل محمد حسان اللہ عباسی

## تَخْلُقُوا بِاخْلَاقِ اللَّهِ

ہے وہ دنیا میں مسبوہ فہدان  
ہے وہی ایک غایت۔ اعلیٰ  
وعدہ لا شریک ذات میں ہے  
یعنی ہے صفات عبودیت  
کرتے ہیں وہ رسول رب کریم  
یا مہر و شمس کہ یہ صفات ادا  
ب اسلام ہے علیم و حکیم  
”اُظہروا“ التجائے سلم ہے  
تھی یہ اسلامیوں کی فیروز  
سے زمانے کو یہ حقیقت یاد  
اب مسلم نہیں یہ بات ترمی  
دلوں پر حکم ہے اسیوں کو  
روک کر نہیں کی یہ ہے تاکید

الکریم الاحسین الرحمن  
و تفضل انکسیرت نیلا  
رنگت المنقہ صفات میں ہے  
عکس ایسے اوجہ ہیت  
”و منوں کو“ تخلُّقوا“ تعلیم  
ہیں بشر کے لیے واسیل راہ  
یعنی سلم پر وزن ہے تعلیم  
”رب زدنی“ دعائے سلم ہے  
علم و حکمت سے بہرہ اندوزی  
کہ تھا سلم جان کا استاد  
کہ سلم بھی تھی ذات تری  
حقہ چالیسواں فقیروں کو  
ور نہ خیرات میں نہیں تحدید

ہے وہ دنیا میں مسبوہ فہدان  
ہے وہی ایک غایت۔ اعلیٰ  
وعدہ لا شریک ذات میں ہے  
یعنی ہے صفات عبودیت  
کرتے ہیں وہ رسول رب کریم  
یا مہر و شمس کہ یہ صفات ادا  
ب اسلام ہے علیم و حکیم  
”اُظہروا“ التجائے سلم ہے  
تھی یہ اسلامیوں کی فیروز  
سے زمانے کو یہ حقیقت یاد  
اب مسلم نہیں یہ بات ترمی  
دلوں پر حکم ہے اسیوں کو  
روک کر نہیں کی یہ ہے تاکید

ہے وہ دنیا میں مسبوہ فہدان  
ہے وہی ایک غایت۔ اعلیٰ  
وعدہ لا شریک ذات میں ہے  
یعنی ہے صفات عبودیت  
کرتے ہیں وہ رسول رب کریم  
یا مہر و شمس کہ یہ صفات ادا  
ب اسلام ہے علیم و حکیم  
”اُظہروا“ التجائے سلم ہے  
تھی یہ اسلامیوں کی فیروز  
سے زمانے کو یہ حقیقت یاد  
اب مسلم نہیں یہ بات ترمی  
دلوں پر حکم ہے اسیوں کو  
روک کر نہیں کی یہ ہے تاکید

## مسلمانوں کے مشاغل

لیکن سب سے پہلا ایک سرحدی نہیں ہیں۔ جیسے متنوع مشاغل خاص ذکر کے قابل ہیں جیسا  
میں ان ائمہ و محدثین ۲۰ کی طرح کو امر سرور اس آدم تھا اسی میں آپ بھی مشرعیہ نوامیس کے ساتھ  
بشر بازوں کی ایک حیثیت تھی جن سے علوم ہر ایک میں مذکور سرحدی حلاق سے امر سرحدی بشر لڑا  
کیلیے تفریق لازم ہے میں اور ایک اور وہی کہ شرع لانا لگی جو حقیقت دان کو لگی۔ نبیوں کو ہر وقت  
سمجھتے ہیں کہ عین مذہب۔ بازویر کا خاص حق و اور کم و بیش ایک سولہ از اس حق کے ہر ایک کے لیے لازم  
ہیں بشر و خدا و مخلوق دیکھنے کے لیے وہ وہ وہ وہ وہ چلے آ رہے تھے اور سرحدی نبیوں کی زیارت کے بہت خوش  
ہوتے تھے۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں لاش کرنے سے ملتی ہیں لیکن انکا مادہ سے حامل یہ باتیں اور  
معین حانون میں مذہب جہالت کو تباہ ہیں اور نبی جہالت کا نتیجہ کہ قدیم جہالت اور اسلام کے انقوائے  
علی جاتی ہیں! اچھے غافلین نے جہالت میں۔ انفس

مسلمانان رؤساء کے مشاغل کی قدرت اس قدر طویل ہے کہ انھیں ایک مختصر وقت میں محض تذکرہ  
ہی دیا کہ کو وہ میں مذکر ناجہ۔ تاہم حال میں یہ زمانہ سادہ تیر ”وکیل“ کو اپنے چند روزہ سفر یا کلکٹ  
میں اتفاق سے صحت۔ رؤساء کے جو حالات معلوم ہوتے ہیں ان کا ذکر خالی از لطف نہ ہوگا۔ ایک  
ملکہ ہی مسلمان جو خیر و تعلیم یافتہ بھی کہلاتے ہیں کتنے کے اس قدر شہوانی ہیں کہ انہیں اپنے بال بچوں  
کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ان کی عین پر تارام کرتے ہیں اور کبھی کبھی مذہب کا نام بھی خدمت میں مہرون  
ہیں لیکن آپ کی زندگی و خدمت کا کوئی خبر لیا نہیں ہے اور ان کے آوارہ گردوں کی ایک جماعت میں جبکہ  
تعلیم و تربیت کو کمالی سمجھتی رکھ رہا ہے وہی کبھی کو پرواہ نہیں ہے۔  
ایک اور جوانوں میں یہی جھگڑتیں لاکھ کی جائداد و زمین ملی ہے ان کو کبوتر بازی کا خواہ اور  
معلوم ہوا ہے کہ اس وقت تک وہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس شوق کی نذر کر چکے ہیں۔

یہ سب کچھ لکھ کر دیکھ کر ہر مسلمان کا دل ہل جائے گا

# لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ لَعَلٌّ لِّالَّذِينَ

بے شک میں نے ان لوگوں کے حالات میں (بڑی) عبرت اور

## تذکرۃ السلف

### حضرت صدیقہ پرہستان

جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لڑائی سے فارغ ہوئے اور مراتب فرمائی، رطلی نازل کر کے ہم پر نازل ہو کر قریب پہنچ گئے تو ایک رات کو ایسا اتفاق ہوا کہ کوہ کا حکم دیا گیا اس وقت میں اٹھ کر اور یوں سے پہنچ لشکر کے پار پہنچ گئی۔ جب بعد قضاے حاجت اپنے مکان کے واسطے آنے لگی تو لشکر کے گھوڑوں کا ہرگز میرے گھنے میں تھوڑا سا نہیں اس کو ہرگز نہ لے گئی اور اس کے گھوڑے میں دیر ہو گئی۔ اس نے وہ لڑائی آگے چل کر ابودرجہ اٹھا کر اونٹ پر لاد کر لے گیا۔ انہوں نے نہ خیال کر کے کہ میں ہوں۔ اس کے اندر بھی جوں پر وہ اٹھا لیا اور میرے اونٹ پر لاد دیا جس پر میرا سوار ہو کر لے گیا۔ اس نے میں سنو رات دہلی پہنچ گئی کئی ایسی حکیم و حکیم نہ تھیں کہ ان کی خوراک کسیت میں تھیں، یہ کیفیت میں بالکل سادہ تھی۔ مثلاً رات بھی سوکھی جوتی۔ دلی یا کچھ ہیں۔ اسی بنا پر لوگوں کو جو اس کے سبب سے ہونے سے کچھ خیال نہ آیا۔ دوسرے ان دنوں میں داخل کم ہونے لڑائی میں میرا بوجھ ہی کیا ہو سکتا تھا۔ وہ لوگ ابودرجہ اونٹ پر لاد کر اونٹ لیکر چل دیے۔ اور مجھے ہر اس وقت ملا جب نام لشکر روانہ ہو گیا۔ میں جو لشکر کے حکمانوں کی طرف واپس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہاں کوئی مفلس موجود نہیں نہ بلالہ والا نہ جواب دینے والا۔ بالآخر میں اس موقع کی طرف چلی جاں رات کو اُترتی تھی۔ میں نے اپنے خیال میں خیال کیا کہ جب لشکر کے لوگ مجھے اونٹ پر نہ پائیں گے تو اسی موقع پر میری تلاطم میں آئیں گے میں اسی جگہ بیٹھ گئی۔ اسی خیال میں بیٹھ بیٹھے۔ اور مجھے کئی میری آنکھ لگ گئی۔

سوری -

لشکر کے پیچھے پیچھے ایک شخص گری بڑی اشیاء کی خرید و فروخت کے واسطے مقرر تھا جس کو صفوان بن محفل سہی کہتے تھے۔ یہ شخص صبح کے وقت اس مقام پر پہنچا جہاں میں لٹی ہوئی تھی دور سے اس کو ایک شخص سویا ہوا معلوم ہوا۔ میرے قریب آیا تو اس نے مجھے پچان لیا کہ چونکہ آئے جواب کے نزول سے پہلے اس کے سامنے نکلا کرتی تھی۔ اس نے آواز بلند کرنا شروع کیا وانا الیہ راجعون کہا تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنا منہ وہ طرف سے مڑا دیا۔ اور اللہ باد

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْآفَاتِ مَعْصِيَةِ رَبِّكَ لَا تَنْفَعُكُمْ أَعْيُنُكُمْ وَأَنْتُمْ كَاذِبُونَ  
ثُمَّ لَكُمْ مِنْ يَوْمٍ ذِكْرٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ أَنْ يَكْتُمُوا  
مِنْ الْآفَاتِ وَالَّذِينَ تَوَلَّوْا كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
(پ ۱۸ سورہ النور ع ۲)

سلمانو! جن لوگوں نے تمہارے رب کی نیت طوفان اٹھا کر کیا تم ہی میں کا ایک ٹوہ ہے اس طوفان کو اپنے حق میں بڑا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہو کہ تمہارے ستمان اور منافق بھانے گئے طوفان بھانے والوں میں سے جتنا حق ہے اس کی ستمان کی ستمان کے گاہ اور جس نے ان میں سے طوفان کا بڑا حق لیا وہی ہی اس کو بڑی سخت سزا ہوگی۔

آیہ مجیدہ مرقومہ بالا میں اس واقعہ اقل کے متعلق اشارہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت منافقین ماروین نے شہادت و سب سے اٹھا کر کیا تھا اور جس میں بعض سادہ لوح مسلمانوں نے بھی بدعتی سے حق لیا تھا اور اس آفت میں پھنسے تھے۔ اس بہتان عظیم سے نہ صرف حضرت عائشہ اور ان کے والدین ماجدین رضی اللہ عنہم کو بلکہ خود جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد رنج و الم ہوا تھا۔ اس واقعہ کی تشریح و توضیح صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں مذکور ہے۔ پہلے ہم اس حدیث کا حاصل لکھیں گے پھر ان نتائج کے متعلق جو اس سے اخذ ہوتے ہیں اختصار کے ساتھ بحث کریں گے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکل و علیہ فلیتوکل المتوکلون۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیم کی عادت تھی کہ جب آپ عازم سفر ہوتے تو اپنی ازواج میں قرعہ لاتے جس بی بی کے نام کا قرعہ نکلتا اس کو سفر میں اپنے ہمراہ لے جاتے۔ ایک لڑائی میں آپ تشریف لے جانے لگے تو قرعہ اندازی میں میرے نام کا قرعہ نکلا اور میں آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ آیت مجیدہ کے نزول کے بعد وقوع پذیر ہوا۔ میں اپنے چودہ بیویوں میں سواہد بنی تھی اور جب اُترنا چکا تو چودہ سمیت اُتاری جاتی تھی اس تمام سفر میں یہ قول آیا۔

اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی نہ میں نے اسے علاج کے سوا اُسے اس کے منہ سے کوئی کلمہ نہ سنا۔ اس نے اپنی اذنی بھائی اور اس کا باؤں اپنے پاؤں سے دبا رکھا۔ میں اذنی پر سوار ہو گئی اور وہ پیدل چلا رہا تھے کہ ہم لشکر میں اس کو پہنچے جب عین دوپہر کے وقت شدت گرما میں انہوں نے حکام کیا ہوا تھا جس اتنی بات پر لوگوں نے طوفان اٹھایا اور جس کی صحت میں تباہی لکھی تھی وہ تباہ ہوا۔ اس طوفان کا سب سے بڑھ چڑھ کر بانی مہدی عبد اللہ بن ابی بن سلول مشہور و معروف صانع تھا۔

جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو میں بیمار ہو گئی اور برابر جینہ بھر علالت طبع کی وجہ سے صاحب فراش رہی۔ کا نواس طوفان اٹھانے والوں کی باتوں کا چرچا کرتے رہے مگر مجھے اس امر کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ البتہ ایک ذرا بیمار ہونے سے یہاں تک کہ جب کبھی میں بیمار ہو کر تھی تو جبراً اور غمگساری کے ساتھ فرمایا۔ سال تائب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری تیمار داری فرماتے تھے اس بیماری میں وہ اپنے اذنی سے رکھ کر مذول نہیں فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے جو بڑے شایان تھے ان کے سلام علیک کرتے یہ کھڑے ہی کھڑے صرف اس پر ہی پوچھتے تھے اب کیسی ہو؟ اور واپس تشریف لے جاتے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے بیشک مجھے وہم و گمان نہ تھا اس بندہ مجھے اس طوفان کی باتیں

نہیں بیماری سے ذرا افادہ ہوا تھا ابھی ضعف و نقاہت کی شکایت باقی تھی کہ ایک دن میں مناصح کی طرف گئی۔ ام سلمہ میرے ہمراہ تھیں۔ ان دنوں ہم مناصح میں اکثر رات کے وقت قضاے حاجت کو جایا کرتے تھے۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب ہم میں پانچاٹھ نہیں بنے تھے اور ہمارا حق بود و ماند نہ کم ہو بلکہ طبع قضاے حاجت کے لیے جنگل کو ہی جایا کرتے تھے۔ ان دنوں کھروار کے قریب پانچاٹھ بنائے میں بعض کی وجہ سے ہمیں تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ ام سلمہ اور ہم میں خدمت مناصح کی جی تھی اس کی ماں حضرت عاتکہ کی بیٹی سہارہ نظر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی تاسی کا بیٹا مسطح بن اثاثہ تھا۔ حاجت سے فارغ ہو کر ہم اپنے کھروار ہی میں تھے کہ ام سلمہ کا باؤں چادر میں الجھکر بھسلا۔ اس وقت اس کے منہ سے نکلا۔ خدا کرے سطح مرے۔ میں نے کہا یہ کیا کہتی ہو؟ سطح تو جھک کر بد میں شریک تھا تو اس کو کوستی ہے۔ اس نے جواب دیا اسے بھولی بھالی دیوانی لڑکی! تو بے شایہ سطح کی باتیں نہیں سنیں۔ میں نے پوچھا کونسی باتیں؟ تب ام سلمہ نے طوفان اٹھانے والوں کی باتیں مجھ سے بیان کیں۔ مجھے ابھی بال صحت نہیں ہوئی تھی ان باتوں کے سننے سے پہلے سے ہی زیادہ شدت کے ساتھ بیماری گھبراہٹ اور جھنجھٹاؤ میں اور بھی بڑھ چلا ہو گئی۔ میں اپنے حجرہ میں اگر بیٹھ رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمول کمرے کمرے پوچھا کیوں اب نہیں چلے؟ میں نے عرض کیا اجازت دیجیے میں اپنے والدین شہر مدینہ کے ہاں جاؤں۔ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ ان سے نصیحت لیا

کروں کہانی الواقع لوگوں نے طوفان اٹھایا ہے؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لیکر میں اپنے والدین ماجدین کے ہاں آئی اپنی ماں سے پوچھا ماں جان! اب کب میری نسبت کیا ہوگا کہ میں یہاں رہوں؟ انہوں نے جواب دیا بیٹا! اتنا۔ مگر نہ کہ جھنجھٹاؤ یا اتفاق ہو کر تارک کہ جب کسی مرد کی بی بی شکیلد و جمیلہ ہوتی ہے اور اس سے محبت کرتا ہو تو اس کی سونگھیں یا دوسری عورتیں ہر حد کے انحراف سے پرہیز کرتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگوں نے اس کا چہرہ بھی کر دیا وہ ساری رات میں روتی رہی۔ مجھے نیند آتی تھی اور نہ اُسو میٹھتے تھے صبح کے وقت میں رو رہی تھی کہ حضرت سرور دنیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب اور اس سہیل زید کو بلوایا چونکہ وہی آئے میں توقف ہوا تھا آپ ان لوگوں سے اپنی بی بی کی مفاد وقت کے متعلق مشورہ کرنا چاہتے تھے۔ اسامہ بن زید کے دل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواج مطہرات کی محبت تھی اس نے سنا جواب دیا کہ عائشہ پاکہ اس میں یہ تصور اور اس قسم کی باتیں ہاؤں سے پاک ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب نے دیکھا ہر آپ کا غم غما کرنا ہے آپ کی تسلی کے لیے؟ کہا یا رسول اللہ! کیا عورتوں کی کچھ کمی ہے؟ عائشہ کے سوا بہت سی عورتیں موجود ہیں۔ بھلا آپ لونڈی سے دریافت فرمائیے وہ سارا حال بچہ بچہ میں کرو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ لونڈی کو بلایا اور فرمایا پڑھا پڑھا تا تو نے عائشہ میں کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے مجھے اس کی نسبت کسی قسم کا شبہ پیدا ہو؟ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ماما کو حضرت علی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا تمہارا اختیار ہے تم کو حیف و تمہارے سے جس طرح ہی چاہو۔ اس سے حال دریافت کرو چنانچہ جناب ام سلمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بہت ڈرایا اور کہا بلکہ راجی کر بریرہ نے جواب دیا مجھے اس پاک پروردگار کی قسم ہے جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا میں نے تو کبھی کوئی بات عائشہ میں ایسی نہیں دیکھی جس سے اس کی قسم کا عیب لگا سکوں وہ تو ابھی کل کی صغیر سن تھی ہے۔ اور ایسی بھولی بھالی ہے کہ اگر تم کھراگوندھا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری اگر آنا کھا جاتی ہے۔ بریرہ کا اس سے یہ طلب تھا کہ عائشہ تو بھولی بھالی اور سیدھی سادی لڑکی ہے وہ اپنے کھراگوندھا کام کا سنبھالنے کے قابل نہیں اس پر ایسی باتوں کا بالکل شبہ نہیں ہو سکتا۔ بریرہ نے قسم کھا کر یہ بھی کہا کہ عائشہ سونے سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور اگر اس نے کوئی کام کیا ہوگا تو حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو مژدہ اس کی خبر دے گا۔ لونڈی کی اس محقول تقریر فہم و فراست احقاق حق ابطال باطل اور عقل و درایت سے لوگ متیر و متعجب ہوئے۔

اس یقینی تفتیش کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کے مقابل ادا دیا چاہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مسلمانوں میری عزت کرتا ہے؟ کوئی میری حد کرتا ہے؟ ایسے شخص کے مقابل جس نے میرے کھرواروں پر محبت لگا کر یہ بات مجھ تک پہنچائی۔ واللہ میں تو اپنے کھرواروں کو (یعنی عائشہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نیک و پاک دامن سمجھتا ہوں جس عورت پر محبت

لگائی جاتی ہے میں اس کو بھی نیک بخت سمجھتا ہوں وہ کبھی میرے گھر میں آئیں نہیں آیا  
بیشے میرے ساتھ ہی آیا کرتا ہے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ میں سعد بن معاذ اس  
قبیلہ کے سردار تھے کہنے ہوئے: رسول اللہ میں اس شخص کے معاملہ میں  
آپ کی امداد و اعانت کے لیے آتا ہوں۔ دستبرد میں۔ اگر شخص اس قبیلہ کا تو میں  
اس کی مدد کروں یا اس کو روک دوں اگر ہمارے معاملوں میں خیر ہے قبیلہ کا ہے تو یہ جو حکم  
دیں جو چاہیں۔ سعد بن معاذ کی یہ بات۔ یہ کہ سعد بن معاذ کہتے ہوئے جو خیر  
قبیلہ کے رہا کرتے وہ اس سے پہلے آئے آدمی تھے کہ جو حیثیت قومی سے طیس میں  
آگئے وہ سعد بن معاذ سے کہنا بخدا جو نیک کہتا ہے وہ اس کو روکے۔ کانہ مارکیلا  
اس پر اسید بن خضیر رحمہ اللہ نے فرمایا اور سعد بن معاذ کے اس جواب پر کہ  
جو اسے اور سعد بن معاذ سے کہنے لگے خدا کی قسم تو میرے ہر شخص کو  
تسلیم کر دیتا تھا تو اس کی تائید یہ کہ خدا کی قسم اس شخص پر یا نیک  
نوبت پسندوں اور ان کے دوڑا پسندوں کے ہونے کے بعد اس میں  
لڑنے لڑنے پر تیار ہوتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی منبر پر بیٹھے  
تھے آپ نے غلبہ کو سمجھا تھا کہ خدا کی قسم اس شخص کو سب سالک و صاحب ہونے اور آپ  
بھی خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے یہ حال دیکھا کہ تو  
میرے آنسو تھے اور میری آنکھ لگی۔ صبح کے وقت اس باب و قوس سے پاس  
سوچتے میرا تو دور تھا اور ایک دن سے یہی حال تھا کہ نہ نیند آتی تھی نہ اشتها  
تھی۔ میرے والدین ماجدین نے خیال کیا کہ روئے رہے ہیں یا طبیعت بگڑ گئی ہے  
وقت ایسا اتفاق ہوا کہ ایک اللہ ایسی عورت نے اندر آئے کی اجازت مانگی میں نے  
اس کو اجازت دی وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر روئے یہی حالت میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تشریف لائے اور سلام علیک کر کے بیٹھ گئے  
اس سے پہلے باب سے مجھے یہ طوفان اٹھایا گیا کہ آپ بھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ اس  
معاشرہ کو لیکر عید منگوا تھا اس عید میں آپ یہ کوئی دوسری میرے مشتاق نہیں بنی  
تھی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہد پڑا پھر فرمایا:-

اما بعد یا عائشہ! فاما قد بلغنی عنک کذا وکذا فان کنک  
بر صیغۃ ضعیف مثلت اللہ وان کنک المہمت بان نبی فاسد تعفی  
اللہ ووقی الیہ فان العبد اذا اعتزى بذنہ لشر تاج الی اللہ  
تاج اللہ علیہ۔

ابا بعد! مجھ کو بڑی نسبت ایسی ایسی خبر پہنچی ہے۔ اب اگر تو پاک ہو اور یہ خبر  
مجھ سے ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاک و مہتمی ضرور غریب بیان کر دے گا اور اگر مجھ سے کوئی  
تصور سرزد ہوا ہے تو حق سبحانہ و تعالیٰ سے اپنے تصور کی معافی مانگ اور تو یہ کہہ کر کہ  
جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر اللہ کی مدد سے گناہ کے بخیر کرنا ہی  
توانا تھا تو اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس کا گناہ بخش دیتا ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تقریر ختم فرما چکے تو خدا کی قدرت سے  
یوحا آگئی یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے یہاں تک کہ ایک نظر بھی محسوس نہ ہوتا تھا میں نے  
والد ماجد سے عرض کی۔ ابا جان! حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا جواب  
دینا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ مجھے معلوم نہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کو کیا جواب دوں یہ میرے لئے اپنی والدہ خدیجہ سے کہا: ابا جان! آپ ہی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ جواب دیں۔ انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ میں نہیں  
جانتی کہ سنن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ جواب دوں۔ مانا کہ میں خود ہی جواب  
دینے کے لئے آمادہ و تہہ نہ ہوئی۔ اس وقت میں قسم میں کہ میں نے قرآن مجید کا بھی کچھ  
بہت سا شہ یاد نہ تھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ جواب دیا:-

اللہ لقد علمت لقد معکم هذا الحديث حتى اسه متفرقا  
الفسد وصدقتم با قلنا قل۔ لکما فی بیئۃ واللہ یعذرکم شیئاً منکم لانی  
واللہ اعترف الذم بامر اللہ یعلم انی منذ بوبتہ لک لصلہ لانی  
واللہ ما احب لکم مثلاً الا قول ابی یوسف قال نضرب جرحیل  
واللہ انکس عن علی ما تصفون۔

خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو تم نے سنی ہے تمہارے دلوں میں جم گئی ہے۔  
اور تم اس کو پختہ نہیں کرتے ہو۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک ہوں اور حق سبحانہ و تعالیٰ  
میں بات کر رہا ہوں اس پر آپ ہوں تم مجھے عجایب سمجھنے کے۔ لیکن اگر میں مجھ کو سب ایک  
گناہ کا اعتراف کروں تو تم سے ہرگز سرزد نہیں ہوا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے جانتا  
ہو کہ میں اس سے پاک ہوں تو تم مجھ کو کچھ سمجھو گے۔ بخدا میں اس وقت ایسی اور بہتر  
مثال باطل ایسی ہی جانتی ہوں جو حضرت یہ سب کے والد ماجد کی بھی جو کچھ کہیں  
نے لکھا تھا میں بھی یہی کہتی ہوں خیر میرے دھڑکے اور تمہاری باتوں پر اللہ میری مدد  
کرنے والا ہے۔

یہ کہیں نے اپنے بچوں پر کر دیا۔ مجھے یقین تھا کہ جو کہیں پاک ہوں  
خدا نے تمہارے میری بابت ضرور ظاہر فرمائے گا۔ مگر اللہ مجھے اس بات کا ہرگز وہم و  
گمان نہ تھا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ میرے متعلق وحی متلو نازل فرمائے گا۔ میں اپنی شان  
اس سے احترا بھیجتی تھی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے اب میں قرآن مجید کی ایسی بات  
نازل فرمائے گا جو ہمیشہ کے لیے قیامت تک میری جائیگی۔ البتہ مجھے اتنی توقع ضرور  
تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ باتیں میری پاک و مہتمی نہ تھیں جو عجایب  
پہنچتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے سرکے اور نہ گھریں جو لوگ اس  
وقت موجود تھے ان میں سے کوئی باہر گیا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
پر وحی نازل ہوئی شروع ہوئی۔

نزل وحی کے وقت جیسا کہ معمول تھا آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی۔  
پسند ہوئی کی طرح آپ کے بدن مبارک سے پٹکے لگے۔ حالانکہ وہ صوم سرا تھا۔ مگر نہ  
وحی کے وقت ایسی ہی سختی ہوئی تھی جب وحی کی حالت موقوف ہوئی تو میں نے دیکھا  
آپ ہنس رہے ہیں پہلی بات جو آپ کی زبان مبارک سے نکلی۔ یوحی۔ یا عائشہ





یہ مطلب تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسے بڑے کام سے فوت ہو جاتی تھیں۔ بلکہ ان کی طرف سے بھی کسی طرح آنحضرت بیٹے اللہ علیہ السلام کو دیکھ کر دل و دماغ ہلکا ہو جاتا۔ اسی بنا پر انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو ایسا ہی مشہدہ تو عائشہ کو چھوڑ کر اور بہت سی عورتیں مل سکتی ہیں۔ اسی زمانہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف علی کرم اللہ وجہہ سے بعد فقائے بشرت کچھ کمال پیدا ہو گیا تھا بلکہ بڑے مددگار بن گئی۔

(۸) تو کئی اخلاق و عادات ایک دوسری سے پرتیدہ نہیں ہوتے بلکہ جو چیزیں باہد کر لیں باقیوں کا اظہار بھی کیا کرتی ہیں جس کا افشاء مردوں پر نہیں کرتیں۔ اس بنا پر کسی عورت کے وضع و اطوار و اخلاق اس کی بھولیوں سے بچی جاتا ہو سکتے ہیں۔

(۹) نیک شرف نفس احقاق حق اور ابطال باطل سے پاک نہیں رکھتے خواہ انہیں اس میں کسی ہی تکلیف ہو۔ بربرہ نے تحریف و تدبیر اور ذولباب کی اصلاح پر راہ نہ کی پر کمان شہادت حق سے محترم و محتسب رہی۔ ام المومنین عائشہ کی نسبت جو کچھ اس کو معلوم تھا سچ سچ بیان کر دیا۔

(۱۰) حضرت عائشہ صدیقہ علاوہ اور کلمات کے بڑی خوش فہم و بڑی فہم تھیں ایسے سچ و صیبت کے وقت جبکہ بڑے بوڑھے کچھ نہ کہہ سکے۔ انہوں نے ایسی جرح و تعریض کی کہ کسمان اللہ۔ اصل یہ کہ چونکہ فیاض ازل نے ان کو ام المومنین کا شرف حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا تھا اس لیے صورت و سیرت و ذات و سعادت نعم و فرائض میں بھی انہیں ممتاز فرمایا تھا۔ ذلک فضل اللہ فی توبہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

(۱۱) جب رونے رونے سچ و دلم حد سے زیادہ ہو جاتا ہو تو پھر دفعتاً وجداً آنسو ٹپک جاتے ہیں آدمی ہکا بھکا ہوتا ہے پھر سچ و غم میں انھما طش و فرح ہو جاتا ہے۔

(۱۲) انسان کے بدترین خصائل میں سے تعصب بھی ایک بدترین خصلت ہے۔ بعض وقت قوی تعصب و حمیت سے متاثر ہو کر انسان حق کی مخالفت کرنے لگے یا ک نہیں رکھتا اور نیک نہاد و پاک طینت نفس سے اس کی آدینش ہو جاتی ہے غور کرو سعد بن ابی وقاص نے تھے سچے مسلمان تھے مگر سعد بن معاذ کی یہ بات ان کا گوارا نہ کر رہی کہ ہم اس شخص کو قتل کرینگے اور قوی جوش ان پر غالب آگیا خوب یاد رکھنا چاہیے کہ قوی حمیت و غیرت اور خاندان کی پرچہ اسی حد تک پسندیدہ و خوش ہے کہ حدود و شریع سے تجاوز نہ کرے۔ والا حق تو یہ ہے کہ شرع کے خلاف نہ تو کوئی چیز بہت بے فائدہ و برادری۔ جب تک کوئی شخص اللہ و رسول پر قوم و خاندان خویش و اقارب مال و جان تصدق نہ کرے اس کا ایمان معرض نقصان میں رہتا ہے۔

(۱۳) جب کبھی اشتراک بد نہاد خدا کے نیک بندوں پر جوئی ہمت لگاتے ہیں حق سبحانہ و تعالیٰ جوستہ جمع جمیع صفات حمیدہ اور منزہ عن الرذائل ہے اپنی مکت کا طہ اور قدرت بالغہ سے ان کی برادری کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ غور کرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس عورت نے ناپاک و شرمناک الزام سے مہم کیا تھا ایک وقت

اس وقت جب ام المومنین ہوتی تھیں۔ ان کے بعد ارہو سے یہ کوئی بات نہیں ہوتی طوفان اٹھانے والوں نے محض شرارت سے مہمو وہ باتوں کا چرچا کیا۔ کیا متعصبانہ انسانیت یہ ہو سکتا تھا کہ جو تینوں شکر کے پیچھے لڑی ہوئی چیز ہو سکتی تھی اس کے لیے مقرر تھا وہ سرگرم اور بادشاہ کی زوجہ محترمہ نہ کہ وہ اب وہاں لڑی و دوق جنگل بیابان میں چھوڑ آتا

(۱۴) حضرت عائشہ کے مصائب و آفات کا خیال کر کے بدن پر آگئے مگر اسے جو جانتے ہیں۔ ناہنجار بد کردار طوفان اٹھانے والوں کو درابھی ترس نہ آیا کہ کم سبب لڑائی کسل نہ ہو بلکہ کادیں بیتان لگا کر شامائیں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بنا پر اسلام میں بتان لگانے والوں کی نسبت تہید تدبیر آتی رہ چکا ہے سچ سلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دریافت فرمایا کہ مجلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو مجلس سمجھتے ہیں جو تہیست ہو اس کے پاس نقد و حسن ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصل مجلس وہ شخص ہے جس کے نامہ اعمال میں قیامت کے دن ناز و بڑھ سب کچھ ہو گا مگر وہ ان کے خواب سے محروم رہے گا۔ کیونکہ اس نے دنیا میں کسی کو کالی دی ہوئی۔ کسی پرستان لگا یا ہو گا کسی کو عیان سے مارا ہو گا کسی کا مال غصب کیا ہو گا اسی بنا پر اس کی نیکیوں کا ثواب غلبہ ہوئی تو مل جائے گا۔ اگر اس کی نیکیاں کم ہوئی تو غلبہ ہوئی کی بدیاں اس کے ذمہ آگے جائیں گی اور غلبہ آگے دو دن میں جائیگا۔

(۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والٹافون حرب سے بھی کامل نصیبت رکھتے تھے۔ چنانچہ مختلف محارب میں افواج کی کمان آپ نے اپنے ہاتھ میں لی۔ جن میں آپ کی شجاعت و استقلال استحکام رائے اور ثبات قدم کے نمونے ظاہر ہوئے۔ گری پرشی اسٹیا کی خبر گیری کے واسطے ایک شخص کا مقرر کرنا آپ کے تدبیر و تدبیر و تدبیر پر دال ہے۔ ایک طبعی آدمی خیال کر لیا کہ یہ امور شان نبوت میں کوئی اختیار نہیں پیدا کر سکتے مگر حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ اگرچہ یہ سے واقفیت بھی ایک ثبوت ہے مگر دیگر خبوتوں کے کہ آپ ہی انسان کامل اور خاتم انسانیت تھے اور آپ ہی کو ظاہری اور باطنی طور پر وہ ارتقار حاصل تھا جو اور کسی بشر کو نہ حاصل ہوا اور نہ ہوگا۔

(۱۶) سرسری نگاہوں کے ساتھ دیکھنے سے کسی انسان کی نسبت انک وہتان کے چوٹ و فخر عین اسکے عین ہی مقصود ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر ام رومان واللہ ماجدہ حضرت عائشہ صدیقہ کا خیال اس طرح منتقل ہوا کہ واقعہ انک میں ان کی کوشش کی سازش ہوگی۔ حالانکہ دیگر ازواج مطہرات نے اس طوفان میں ایک کلمہ بھی نہیں کہا تھا۔

(۱۷) بعض اوقات کسی کا غم غلط کرنے کے لیے ایک انسان کی زبان سے بیانتہ ایسی بات نکل جاتی ہے جو دوسرے کو ناگوار کر دیتی ہے۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاذ اللہ

ایسا کہ اسی عورت کو اپنی زبان سے علی رؤس المشاء اقر کرنا پڑا اَلَا تَرَ  
حَتَّى تَمْسُ الْحَقَّ بَأَنَّا رَدَدْنَا عَنْ نَفْسِهِ وَرَأَيْنَاهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ  
ب تو یہ حق بات تھی سب پر ظاہری ہو گئی اصل حقیقت یہ ہے کہ میں نے یوسف  
سے دینا مطلب نہ جانتا تھا اصل کرنا چاہا تھا اور یوسف نے جو اپنی برائت ظاہر  
کی یہ وہ سچ لکھا ہے۔

(۱۳۱) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کا شکر بجا کر کے کہ ہے نہ اُمّنا اور اپنا تہ مجھ الیہ یہ فعل بطور نارہمیت کے  
تھا۔ اور فی الواقع ان کا نام بجا بھی تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے ایسی خبریں سنیں کہ ان کی طرف سے دل میں کچھ شبہ پیدا کر لیا تھا مگر پھر غور  
سے دیکھا۔ انہوں نے نارہمیت میں کیا کہا۔ لا احمل الا اللہ عنی و جل میں  
تو خطا اپنے پروردگار کا شکر یہ ادا کر دی۔

(۱۳۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان نہ تھے ورنہ اتنے دنوں تک  
آپ کیوں فکر و تردد میں رہتے۔ اصل یہ ہے کہ وہ ان کے ہمارے و آشکارا سوائے  
عالم الغیب والاشہادہ کے کوئی دوسرا شخص نہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام  
کو اللہ تعالیٰ سے اتنی ہی واقفیت ہو سکتی تھی جتنی کہ خود خدا نے تعالیٰ بذریعہ  
وحی و الہام کے ان پر آشکار فرماتا تھا۔ كما قال الله تعالى علم الغيب  
فلا يظهر علم غيبه احد الا من ارادني من رسولي فانه  
ميسلک من بين يديہ ومن خلفه رسلاً (ب ۲۸ الجمع ج ۲)  
اسی کو غیب کی خبر ہے وہ غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ مگر ہاں اپنے برگزیدہ  
پیغمبروں پر مصلحتاً کوئی بات ظاہر کرنی چاہتا ہے تو وہ بھی اس احتیاط سے کرتا ہے

آگے اور ان کے پیچھے فرشتوں کا پہرہ ان کے ساتھ رکھتا ہے۔  
(۱۳۳) سطح کی وجہ کثافت کے اجزائے جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیبت  
نصیبت اور خدا کی اعلیٰ درجہ کا نبوت ملتا ہے۔ بلاشبہ ان بزرگوں کا سب  
و یمن شد تھا اور انہوں نے نفس کشی کی انتہا کر دی تھی۔ اگر کوئی اور شخص حضرت  
ابو محمد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ ہوتا تو مدت العمر سطح کا ساتھ مل گیا ہوتا  
نہ کرتا سبک کرتے کا تو کیا ذکر ہے۔

(۱۳۴) نیک دل نفوس کو اپنے حریفوں سے جی خفا نہیں ہوتا وہ حاضر و غائب  
ان کے حق میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش  
رضیہ اور صاحب جمال عقیق اور اس بہادر حضرت عائشہ کے برابر کی عقیق مگر انہوں  
نے ذرا وقت و قوسی کے منشا و مقتضا سے اپنی سوکن کی برائت ظاہر کی۔

(۱۳۵) حساد کی باتیں یا یہ اعتسار سے سادہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے  
حریفوں کو نقصان پہنچانے کے لیے جھوٹی باتیں بناتے ہیں تاکہ انہیں کہتے  
چنانچہ منہ نبی جحش ام المؤمنین زینب کی بہن بھی اس طوفان  
اُمّنا نے میں شریک تھی اور مارے حسد کے جاسی تھی کہ عائشہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر سے گر جائیں اور اس کی بہن  
زینب کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تو جہ سے نکلی  
منقطع ہو۔ گو یا اس نے مدعی مست گواہ کی شکل کو سچ کر دکھایا۔

(۱۳۶) جناب رسالت مآب صلعم کے اندواج میں دفعہ ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ  
قرعہ اندازی شرعاً جائز ہے۔ را خود عوامان ان الحمد للہ رب العالمین۔  
نور الدین

## حضرت سلمان فارسی

کہ کہ مدینہ گئے تو آنحضرت سے یہ ملے اور سلمان ہوئے۔ چندہ کر کے مسلمانوں نے انہیں مدینہ  
سے آزاد کرالیا۔

یہ بڑے ذی علم اور تجربہ کار تھے۔ غزوہ خندق میں نبی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی  
تھی خندق کھودنے میں نھار و مہاجرین میں مسابقت کا خیال پیدا ہوا تو ہر ایک اپیل جی  
طرف شامل کرنا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نہ انصاف ہے جس نے مہاجرین ہیں پھر اہل بیت  
ہیں۔ مسلمانوں میں ان کا بڑا درجہ ہے۔ ان کو سستی و شیدہ کیاں مانتے ہیں۔ یہ بڑے قانع و رحوم  
فایض و زاہد اور شکر المراج تھے۔ یہ اخیر زمانہ میں مدائن کے امیر تھے اور بیت المال کی بجا  
پانچ ہزار درہم پاتے تھے۔ یہ سب فقر و کسب کر دیتے تھے اور اپنے کتبستان کے لیے کچھ کی جانی  
بنکر معاش پیدا کرتے تھے۔ اور جلائے کیلئے لکڑیاں چن لائے تھے حضرت جیسے کیوں انہوں نے اپنا  
گھر بھی بنایا۔

ایک مرتبہ جب یہ کلمہ مدائن تھے ایک شخص نے ان سے کہا۔ میرا بوجھ میرے  
مگر تک پہنچ دو، لوگوں نے دیکھا تو کہا یہ یہاں کے امیر ہیں۔ سلمان نے کہا کچھ ہی ہو

یہ ایرانی نسل تھے اسلام سے پہلے ان کا نام بایہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اصطفیٰ کے  
ایک گاؤں میں یہ ایک دھقان کے گھر پیدا ہوئے۔ ایک روز کسی گرجا میں ان کا گرجا  
عیسائیوں کا طریقہ نماز انہیں پسند آیا انہوں نے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں  
ہے۔ سبھوں نے شام بتایا اور یہ شام کی طرت روانہ ہوئے۔ ایک مرتبہ موقع پا کر ایک  
شامی قافلہ کے ساتھ شام پہنچے اور ایک پادری کی خدمت میں رہنے لگے۔ اُس کے  
مرنے پر دوسرا پادری بہت اچھا اُس کا قائم مقام ہوا جب اُس کا وقت پہنچا  
تو اُس نے کہا اچھے پیشوایان مذہب! جکل عفا ہو رہے ہیں صرف مومل میں  
ایک شخص ہے جس سے ملکر تم خوش ہو گے۔ یہ مومل آئے اور مومل سے نصیبین نصیبین  
سے غوریہ۔ غوریہ کے پادری نے مرتے وقت ان کو وصیت کی کہ ایک خیر موت ہوئے  
والے ہیں، تم اُن سے ملو گے تو دین کا راستہ ابھی طرح پاؤ گے۔ غرض کہ یہ مذہبی خوش  
و شوق میں رہ کر مال کی تلاش میں مدائن سرگردان پھرے، اور مدائن میں کسی غلام  
انہیں بچ کر غلام بنایا اور بالآخر یہ مدینہ کے ایک یہودی کے ہاتھ لگے۔ اور جب آنحضرت ہجرت

حضرت فاروق عظیم کا شب گشت

# حضرت فاروق عظیم کا شب گشت

عقرب حق ہے جب خلافت کے پہلے منشی  
تھا گنگانی امت انکا فرض ادا لیں  
شب کو کرتے پاسبانی یا عبادت بہتریں  
آپ شریک کسی کوچہ سے گزرتے تھے کہیں  
جب کو شکر ہو گئے فوراً کھڑے حضرت وہیں  
اور دیکھ دیکھ پوچھی حالت اندوہ لگیں  
کس محتاجے بے نیازی کا اثر فرما رہے  
تلاش تکبیر کس کا حاصلی بیدار ہے  
میرے کابل جو کوئی خدمت تو کیا رہا ہو  
از کبرائی آئی زمین جس الطعن کی صدا  
وہ خیف و طشہ در دیگر تعانی دست نہ  
کون اور خفا اس عالم تنہائی میں  
صاحب خانہ سفر میں مہیاں آنے کو ہے  
آپ سے گر ہو سکے اتنا تو بیش دستگیر  
نیکیوں کا دینے والا ہے صلہ رب تقدیر

حضرت فاروق عظیم کا کام درخیز  
توجہ کا آرام قریب کر خدا کی راہ میں  
چل کر اک بی بی مسلمان روزہ کو پڑھا  
حق کی بندی حق کی خیدا سوئے فخر انات  
ساتھ خاندانہ کے جلس اخلاص کا لیکر انات  
پیش و پس دونوں قدم برداشتہ آئے وہاں  
صورت دریاں کھڑے فاروق در پردہ گئے  
بتلائے در پردہ دیکھا تو اک مجسم حق  
آپ نے دست علی سے کارفرمائی جو کی ہوا  
رات بھر زچہ کی اور بچہ کی خدمت میں رہیں  
قرن اول میں تھے یہ آریہ ہمارے رہنا  
نام کے محترم پر تھے خادم غلط خدا  
انوار حسین رسول

## بے ادبی کی سزا

سلام کرنے کو آتے ہیں تیسرے و غفور  
ہے دل سے شاہ کے بی دمال کلو کو  
کس کے من کا قہقہہ ہے آجنگ شور  
یہ آئے کرنے لگا عرض بادشہ کے حضور  
جو حکم ہو تو شاؤں میں پڑھ سکے وہ منشور  
لکھ یہ کہنے کہ مرود و جو یہاں سے دور  
نہ سمجھا اس کا کچھ احباب کا فرعون نور

خبر چہ پہنچی یہ کہ میں شاہ عالم کو  
چنانچہ ایسا ہوا بخور سے ہی زمانہ میں  
تمام شاہوں میں رسوا چو ذلیل ہوا  
خوف کہ گور زمانہ مجب مصیبت میں  
گیہ پیرا لہ سے بیٹے کے اس طرح دارا  
رہیگا عالم غانی میں کون اسے باقی  
یہ خبر دلائی کہ وہ دے دلائی  
کے سلطنت ہوئی اس بے جا کی  
چو اچھیر میں کلاسیں وہ کون  
جلی جو سوتے ہم کرم میں  
کہ اسے حال یہ مدد کے  
دور و دور سے مسلمان کو چہ ہو نہ فرود  
باقی - قوی شاہ

## حکم

حضرت پکارے رہے اس نے نہ خبر  
دیکھا اے تو ہمیں سے لینا و فرس پر  
کھا اے کہ شکر ادا ہے اس قدر  
کے لئے کہ شکر ادا ہے اس قدر

آزاد کر کے اس کو یہ فرمایا آپ نے  
لوگوں نے عرض کیا کہ یہ کیا ہے  
فرمایا آپ نے کہ یہ کس کے  
اب ایک درویش اس کے پاس

# وَلَا تَقْرَأُ الْفَهْرَ بِالْقُرْآنِ

اور اُن کے ساتھ بحث پسندیدہ طور پر کیا کہ

## ابطال التنقید

نمبر ۲

(از جناب مولانا سید محمد ہارون صاحب زنجلی پوری - مولوی فاضل و صدیق انصاری)

# اللہ تعالیٰ پر تحسیم کا الزام

## تیس

۱۔ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ ۱۹۱۱ء کے مابین جو اعتراضات قرآن مجید پر کیے گئے ہیں، ان کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمانان اللہ تعالیٰ کو محرم ماننے میں اور یہی قرآن مجید کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ! قبل اس کے کہ اس اعتراض پر بحث کی جائے اس امر کا بتا دینا ضروری ہے کہ قرآن مجید پر تحسیم کا الزام لگانے والا اور اس کو قرآن مجید کی طرف منسوب کرنا سخت غلطی ہے۔ اس کی کوئی شک نہیں کہ علماء محققین اہل اسلام نے اس امر کو مانا ہے کہ پروردگار عالم جسم و ذات یا ذات - نہ ان و نہ مائیات اور حجت و مکان سے سترہ ہے۔ اس لیے کہ ہم ہونا یا جسمانی ہونا یا زمانی مکان ہونا - یا مکانی وغیرہ اوصاف انبیاء و عباد سے ہیں - جیسا کہ اپنے محل پر ثابت ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ نے چونکہ قدیم ازلی اور واجب الوجود ہے اس لیے اس میں یہ صفات نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید کے روحانی مصلوں نے ہم کو یہی تعلیم دی ہے۔ ان خدائے برہمنوں میں یہاں جو کیا تھا خدا کے جسمانی ہونے کا قائل تھا لیکن اس کی طرف محققین کی بالکل وجہ نہیں اور وہ ایسی رائے کو خلاف اسلام اور ایسے صاحب رائے کو فاسد العقیدہ بتاتے ہیں۔

۲۔ قرآن اور حدیث میں کوئی قرآن مجید کو اہل اسلام نے خدا تعالیٰ پر تحسیم کا الزام تسلیم کیا ہے اور حدیث بات پر اہل عقل کا عقول میں چلتی کو اس کے رسول کا ارشاد ہے جسے وہ پہلے ہی دلائل عقلیہ کے حکم سے تسلیم کر چکے ہیں ان دونوں کلاموں میں ہرگز اختلاف نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ایسی بات مذکور ہو سکتی ہے جو خلاف تو اس عقل سلیم ہو۔ کیونکہ حکیم کی شان سے بعید ہے کہ کمال کے روحانیات کو عقلیہ کے خلاف سمجھے۔ خصوصاً خدا سے جل مجدہ اور اس کا حکیم ہونا جو تمام دنیا کے عقلات حکمت و دانائی میں بالاتر مانا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص ان دونوں کلاموں میں کوئی ایسی بات تلاش کرے جو برائے عقل کے خلاف ہو - تو وہ اس کے حکم کو قصور کی وجہ سے -

۳۔ یاق کلام پر نظر رکھ کر ضرورت ایک لفظ کا کئی کئی معنی کے لیے مرفوع ہونا کسی خاص مقام سے مخصوص نہیں بلکہ عربی، اردو، فارسی، ترکی اور انگریزی وغیرہ زبانوں میں مانجھی اور لغات کی کتاب میں ان سے بہری پڑی ہیں جس میں کسی با فہم کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ نیز ایسے الفاظ کے استعمال میں بھی کسی کو شبہ نہیں ہے حقیقت و حجاز منقول اور مشترک کی تفسیر معانی و بیان اور کتب فلسفہ میں عموماً موجود ہیں۔ اور جب ایسا ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ کسی موقع پر یہ لفظ کے وہی معنی لے کر ایسے جہان جو خلاف عقل اور قانون برائی کے صفات ہیں جب ایسا لفظ کلام میں واقع ہو تو اس کا مفہوم معین کرنے کے لیے سیاق کلام اور مشائخ حکم پر نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

## ۴۔ تحقیق معانی الفاظ جن کو مسافر کو غلط فہمی ہوئی

۵۔ لفظ استعانت کے معنی اب ہم ان الفاظ کو بتاتے ہیں جن کی رو سے مسافر اگر نہ خدا تعالیٰ کا تحیم سمجھا جائے اور قرآن پر یہ الزام لگایا جائے کہ وہ پروردگار عالم کو محترم بنا کر ہے۔ اول لفظ استعانت سے۔ انھیں اس کا استعمال چند معنوں میں آیا ہے۔ (۱) کمال ہونا۔ (۲) استعانت خلقہ التسلط۔ یہاں استعانت معنی میں "تمت" اور "مکنت" کے ہے۔ یعنی تسلط (جس پر کاسطاطہ ہونے) کا معنی (میں ہونے) (۳) استعانت علیہ الطاعہ۔ میں ان کا پختہ ہو گیا۔ (۴) پختہ ہونا۔ جیسے استعانت علی الطاعہ۔ میں ان کا پختہ ہو گیا۔

۶۔ قرآن اور حدیث میں کوئی قرآن مجید کو اہل اسلام نے خدا تعالیٰ پر تحسیم کا الزام تسلیم کیا ہے اور حدیث بات پر اہل عقل کا عقول میں چلتی کو اس کے رسول کا ارشاد ہے جسے وہ پہلے ہی دلائل عقلیہ کے حکم سے تسلیم کر چکے ہیں ان دونوں کلاموں میں ہرگز اختلاف نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ایسی بات مذکور ہو سکتی ہے جو خلاف تو اس عقل سلیم ہو۔ کیونکہ حکیم کی شان سے بعید ہے کہ کمال کے روحانیات کو عقلیہ کے خلاف سمجھے۔ خصوصاً خدا سے جل مجدہ اور اس کا حکیم ہونا جو تمام دنیا کے عقلات حکمت و دانائی میں بالاتر مانا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص ان دونوں کلاموں میں کوئی ایسی بات تلاش کرے جو برائے عقل کے خلاف ہو - تو وہ اس کے حکم کو قصور کی وجہ سے -

وجہ بھی ذاتہ و منفصلہ آیا ہے یعنی اس کی ذات اور خودہ نفس۔

۸۔ لفظ ید کے سانچہ ہمارم لفظ ید ہے۔ اس کے بھی بہت سے معنی لغت عرب میں آئے ہیں۔ صاحب قاموس نے لکھا ہے "الْیَدُ الْکَفُّ" یعنی ایک منی ید کے کف (لمتھ) ہیں "اَوْ مِنْ اَطْرَافِ الْاَصَابِعِ اِلَى الْکَفِّ" یعنی

"ہاتھوں کے سروں سے لیکر شانہ تک بھی ید کہتے ہیں۔ وَالْیَدُ الْحَاکَةُ وَالْیَدُ الْوَارِدَةُ وَالْیَدُ الْمَنْسُوقَةُ وَمَنْعُ الْقَطْرِ وَالْقَطْرِ یَنْزِلُ وَیَلَاذُ الْیَمَنِ وَالْقَنْیَةُ وَالْقَدَرُ وَالْیَدُ الْکَلْبُ وَالْمَلِکُ مِثْلُ الْمِیْنِ وَالْیَدُ الْجَاعِلَةُ وَالْاِکْلُ وَالْیَدُ الْغِیَاثُ وَالْاِشْلَکُ وَالْیَدُ الْوَلِیَّةُ وَالْاِحْسَانُ" یعنی دوسرے منی ید کے قاہ نے میں تیسرے دہا کے ہیں۔ چوتھے منی میں حقدار کو اس کے حق سے خودم نہا۔ پانچویں ظلم سے روکنے کے ہیں۔ چھٹے راہ کے منی میں پانچویں باوجود کو بھی ید کہتے ہیں آٹھویں قوت نویں قدرت۔ دسویں غلبہ و تسلط۔ گیارھویں ملکیت۔ بارہویں جماعت یا جموں کا نام۔ چودھویں نام ہونا۔ پندرھویں فردا دوسری۔ سولھویں اسلام شریعتی لفظ اشعار میں نعمت۔ انیسویں احسان۔ یہ سب معانی لفظ ید کے ہیں اور ہر ایک کو متعلق اسناد اور اس کا شمار موجود ہیں جن کو چونکہ طاعت ظلم انکار کیا گیا۔

۱۰۔ اُن آیات کی تحقیق جن میں لفظ "استوی" اور "ایام" واقع ہوئے ہیں :-

۹۔ آیات میں قرآن میں مساوات اگر ایسی آیات کو غنیمت خدا کے تعالیٰ کے متعلق پیش کرنا ہے جن میں لفظ مذکورہ استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً آیات ذیل :-

(۱) اِنَّ رَبَّکُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (۱) (۲) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۲) (۳) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۳) (۴) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۴) (۵) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۵) (۶) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۶) (۷) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۷) (۸) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۸) (۹) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۹) (۱۰) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۱۰)

(۱) اِنَّ رَبَّکُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (۱) (۲) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۲) (۳) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۳) (۴) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۴) (۵) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۵) (۶) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۶) (۷) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۷) (۸) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۸) (۹) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۹) (۱۰) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۱۰)

(۱) اِنَّ رَبَّکُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (۱) (۲) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۲) (۳) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۳) (۴) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۴) (۵) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۵) (۶) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۶) (۷) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۷) (۸) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۸) (۹) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۹) (۱۰) اَمْ یَقُولُ الْکَافِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ - (۱۰)

(۳) ہم کریمینا۔ جیسے استوی علی بعضی "فلان شخص اپنے ذات پر کریمینا (۴) مالک ہونا۔ استوی علی سیریر الملک" یعنی ملک اور سلطنت کے تحت کا مالک ہونا۔

(۵) معتدل ہونا۔ (۶) چڑھنا۔ (۷) متوجہ ہونا۔ (۸) قصد کرنا۔ (۹) مال ہونا۔ (۱۰) مال ہونا۔

صاحب قاموس لکھتے ہیں "استوی اعندک والرجل یلک اشیدک اور یلک سیدک والی الشاء صعد او غمد او قصد او قبل علیہ واستوی" یعنی استوی کے معنی اعندک کے ہیں (معتدل ہونا) اور یہ بھی کہ آدمی بلک ہوا یا چلے گا اس کے کہ نہ کو پہنچا اور جب استوی کے ساتھ الی بطور مل آتا ہے جیسے استوی الی الشاء تو اس کے معنی بڑھنے یا قصد کرنے یا اس کی طرف متوجہ ہونے کے ہیں۔ استوی کے معنی استوی کے بھی ہیں یعنی غالب ہونا۔

۱۱۔ لفظ یوم کے سانچہ اووم لفظ یوم ہے۔ یہ لفظ بھی کئی معنوں میں ملتی ہے۔ (۱) دن۔ جو عام طور پر ہفتہ ہے۔ (۲) نعمت۔ ذکر ہو کر یا یا اللہ یعنی ینبیر اللہ ان کو اللہ تم کی نعمتیں یاد دلاؤ (۳) وقت۔ جیسے فعلت ذلک می مین یعنی یہ قلمیں ہیں نے اس کام کو اور تمہیں میں کیا۔

۱۲۔ لفظ وجہ کے سانچہ اسوم لفظ وجہ ہے جس کے چند معنی ہیں۔

(۱) اول نادر۔ یعنی دن کا پہلا حصہ۔ جیسے شاعری ہے ۵  
مَنْ کَانَ مَسْکُوْرًا یَمْتَلِکْ مَا لَیْتَ فَلَیَّاتِ یَسْتَوِیْ خَبْرًا  
یہاں وجہ نفاذ صبح کا وقت ہے جو اول نادر ہے۔

(۲) قصد۔ کے معنی میں۔ شاعری ہے ۵  
اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ذَنَابًا کَثِیْرًا رَّبِّ الْاَوَّلِ الْاٰخِرِ وَالْاٰخِرِ  
اس شعر میں وجہ سے مراد قصد ہے مقصود شاعر یہ کہ میں اس پر جو برحق ہے اپنے بے شمار گناہوں کی معافی چاہتا ہوں میں کی طرف بندہ رجوع کرنے کا قصد اور جس کے لیے عمل کرتے ہیں۔

(۳) قدر و منزلت کے معنی میں بھی آیا ہے۔ شاعر شاعر کہتا ہے ۵  
وَمَا ذَمُّتِمْ مَعْرِفِیْ مَلٰئِکَہِ کَاَوْجَہِیْ وَرَبِّکُمْ الْبَعِیْرَا  
مقصود شاعر یہ ہے کہ میں نے قیصر کی مذمت کی اس کے ملک میں لی۔ تو اس نے میری قدر و منزلت کی۔ اور میں اور تیرا پر سار ہوا۔

(۴) رئیس کے معنی میں بھی آیا ہے۔ مادہ عرب میں ہوا جاتا ہے۔ ہُوَ وَجْہُ الْغِیَاثِ  
یعنی وہ شخص قہید کا رئیس و سرور ہے۔

(۵) ذات اور خود کے معنی میں بھی آیا ہے۔ شاعر کہتا ہے ۵  
وَحَنُّ حَفَرٍ فِی الْاَرْضِ کَاَوْجَہِیْ مَلٰئِکَہِ مِنْہَا وَجْہُ غَدَا  
یعنی ہم نے جو حفرات کو ایک نیزہ مارا تو اسے بڑے اور اونچے گھوڑوں نے بچا لیا۔

۱۔ "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" اور "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا"

کے لیے ہیں۔ اس نے اسٹوی کے معنی مرثیہ کے اور "اباہ" کے معنی مرثیہ کے لیے ہیں۔ حالانکہ اسٹوی کے معنی غلبہ، غصہ اور ملک کے بھی آتے ہیں۔ مزید و غیرہ۔ اور جب اسٹوی کے معنی مرثیہ کے لیے ہیں تو اس مقام پر جہاں لفظ مستقل ہو۔ مناسب مقام اور قرینہ کو دیکھنا چاہیے۔ نہ یہ کہ ہر جگہ ایک ہی معنی قائم رکھنے لازم ہیں۔ اس مقام پر چونکہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اور براہین فلسفیت و حکمت نے قطعی و یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے گوشت پوست، ہڈیاں، سریر کچھ نہیں ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ آیت "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" میں اسٹوی کے معنی مرثیہ، ادھوں جو بخاطر موقع محل صحیح ہوں۔ اور وہ مالک ہونے یا غالب ہونے کے معنی میں جس کا حاصل یہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے چھ دیوم یعنی چھ وقتوں میں آسمان و زمین کو پیدا کیا اور پھر عین کا مالک ہوا۔ اس کے سوا اس آیت میں کئی اور بھی صحیح تفسیریں ہیں جن کو کسی دوسرے موقع پر بیان کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صورت سے خدا کا ترجمہ ہرگز نہایت نہیں ہو سکتا۔ اس اگر خواہ مخواہ اسٹوی کے معنی میں لے لے جائے تو البتہ ترجمہ کی طرف ذہن جاسکتا ہے۔ لیکن عبارت "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" میں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں جس سے چھ گھنٹے کے معنی اخذ ہوں۔

سوا اسٹوی "إِلَى السَّمَاءِ" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان (کے بنائے) کا تقد کیا یا اس کی طرف توجہ فرمائی (دیکھ دفعہ ۵)

۱۱۔ آیات مذکورہ بالا کے الفاظ میں آیت "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" کے متعلق مسافرتیہ یہ قوت دیا ہے۔

"إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" خدا کا جسم ہونا۔ زمین و آسمان کو کبھی چھ دن میں بنانا کبھی دو دن میں کبھی چار دن میں خدا تعالیٰ و معنوی۔ حالانکہ ایک جگہ قرآن میں آیا ہے "كُنْ فَيَكُونُ" یعنی خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کو کہتا ہو جائے پس وہ ہو گئی۔ وہاں بولا کہتے ہیں خود بخود ہو گئی۔ یہاں چھ دن۔ چار دن میں خدا تعالیٰ خود بنائی۔ اس پر ناظرین خود غور کریں۔

یہ تینوں اعتراض مسافر نے نہ غور کرنے پر مبنی ہیں۔ کیونکہ درحقیقت۔

(۱) نہ تو اس کلام سے جسم کا ثبوت ہوتا ہے۔

(۲) نہ بخوار غلطی و معنوی ہے۔

(۳) نہ آیت "كُنْ فَيَكُونُ" کی اس سے مخالفت ہے۔

تفصیل اس مطلب کی آگے آتی ہے۔

۱۲۔ اعتراض کا جواب۔ "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" (اجل تہذیب داری نہائے) جو اگرچہ سبقتاً دیا ہے کہ اس موقع پر اس کے معنی

چھ گھنٹے کے ہیں مگر مالک اور غالب ہونے کے ہیں (دیکھ دفعہ ۵ و ۱۰) لہذا خدا تعالیٰ کا جسم بنائی ہو نا چھ گھنٹہ نہیں ہو سکتا۔

۱۳۔ دوسرے اعتراض کا جواب۔ آیات مذکورہ بالا میں چھ دیوم، چار دیوم، اور دو

دن۔ اور دو دیوم میں کوئی مخالفت نہیں ہے بلکہ اگرچہ ذکر ہے اس میں کوئی مخالفت نہیں ہے بلکہ

خدا تعالیٰ نے چھ دیوم میں پیدا کرنے کو فرمایا ہے وہاں آسمان و زمین دونوں کو ملا کر کہہ ہے "يَجْعَلْ لَكَ الْغُشَىٰ الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" اور "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا"

میں پیدا کیا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ چار دیوم میں آسمان مخلوق ہوئے اور دو دیوم میں زمین، مجموعی چھ دیوم ہوئے۔ حالانکہ تو کہیے کہ اس میں مخالفت کیا ہے؟ ایک مقام پر مجمل بیان کر دیا ہے اور دوسرے مقام پر کوئی تفصیل کر دی ہے۔

اسی طرح جس مقام پر چار دیوم فرمایا ہے وہاں آسمان زمین کی خلقت کا ذکر نہیں ملا۔ لہذا آیات کے متعلق فرمایا ہے۔ "وَلَوْلَا نِعْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا فِي الْآرَاءِ أَتَمًّا" اور (زمین کو دو دیوم میں پیدا کر کے) اس میں برکت عطا کی اور اس میں خوراک کی چیزیں چار دیوم میں اندازہً سا حسیں ساتھ مقرر کیں (تفسیر ۵)

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ چار دیوم میں اوقات (ذرائع) کے پیدا کرنے کا بیان ہے و دیوم میں صرف زمین کی خلقت کا۔ چھ دیوم میں مجموعی مساوات والارض کی خلقت کا تو تکرار کہاں لازم آتی ہے؟ اور مخالفت کیونکر پیدا ہوئی ہے؟

۱۰۔ سرسہ اعتراض کا جواب۔ "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" اور "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا"

کوئی مخالفت نہیں۔ کوئی مخالفت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے کسی مقام پر یہ نہیں فرمایا کہ تمام مخلوقات کو ایک ہی مرتبہ کہا چو جائیں وہ ہو گئی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ وہ جس شے کو پیدا کرنا چاہتا ہے اسے فرمادیتا ہے چو جائیں وہ جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہوا ہے۔ "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" اور "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا"

کیا اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تمام مخلوقات کو یکبارگی "کُنْ" کہہ کر پیدا کیا؟ ہرگز نہیں۔ لہذا مسافر نے یہ الفاظ خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کو کہنا چو جائیں وہ ہو گئی۔" ہے محل ہیں۔ قرآن مجید کی کسی آیت سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ عالم کی تمام مخلوقات ایک دم اور ایک ساتھ پیدا ہو گئیں۔ لہذا اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

۱۵۔ جواب مذکور کی مزید تفسیر اور الفاظ "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" اور "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا"

یہ ہے کہ "یوم" کے معنی یہاں وقت کے ہیں۔ اور "ایام" کے معنی اوقات کے ہیں۔ حالانکہ ان الفاظ کے معنی چھ وقت۔ چار وقت اور دو وقت ہوتے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے آسمان و زمین اور اوقات کو اوقات مختلفہ میں خلق کیا۔ یہاں لفظ "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" اور "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا" اور "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِشْرَافٌ عَلَى الْغُشَىٰ" اور "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا"



اور خراکوں کو ہمیشہ کذائی عالم دہ میں لایا۔ چونکہ وہ کافر مطلق ہے، اس کا فعل و اقوال ائمہ یاوں اور دیگر اعضاء و جہان کے استعمال کے تحت نہیں ہیں اور وہ اپنے کو سے بالکل منزہ ہے۔ اس لیے اس کے کاموں اور اسان وغیرہ مخلوقات کے کاموں میں قطعاً کوئی مناسبت نہیں۔ بلکہ صرف اس کا ارشاد معنی اس کام و ارادہ ہی کسی شے کے موجود ہوجانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۱۶۔ آیہ کی فیکون "فانما لای" اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں ادا فرمایا ہے کہ "فانما لای" اذ اذ شئنا ان یقول لک کئی فیکون یعنی وہ جس شے کے وجود کرنے کا ارادہ کرتا ہے اسے صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جائیں وہ فوراً موجود ہو جاتی ہے۔ ہم سے وجود کی طرف لانے میں ارادہ الہی اور امر خداوندی کے سوا کسی شے کی ضرورت نہیں رہتی حلفت تدبیری۔ سو جس شے کو

پروردگار عالم اپنی حکمت و عظمت کی وجہ سے درجہ بدرجہ تکمیل کو پہنچانا چاہتا ہے۔ وہ اسی طرح مکمل ہو کر موجود ہو جاتی ہے۔ الغرض آیت کی فیکون "فانما لای" میں تہ پر خدا تعالیٰ کی تشریہ و تقدیس اور حکمت و قدرت کو ثابت کرتی ہے اس سے زیادہ دوسرے لفظوں میں ادا کرنا بالکل ممکن ہے۔ اس سبب کی پوری تفسیر و تشریح کتاب "بہار" میں موجود ہے۔ جو ہم نے سوامی نذات لیکچر ماسک کی کتاب "ثبوت ذات" میں جواب میں لکھی ہے۔ "من شاء فلیکر جع الیہا فینہا عی" (انشاء اللہ تعالیٰ)۔

## ۴۔ ان آیات کی تحقیق جن میں لفظ "وجه" آیا ہے

۱۵۔ آیات معترضین علیہا | مافذ اگر تہتم بای تعالیٰ کے متعلق چند آیتیں پیش کرتا ہے۔ مثلاً۔ اس متحرک آیات

(۱) فایستأذونکوا فایستأذونکوا فایستأذونکوا (بقرہ ۱۹۰) "پس جس طرح تم تمہیں رو اور ہی اللہ موجود ہے۔"

(۲) وما تفسحون الا انشاء وجہ اللہ (بقرہ ۲۱۰) اور تم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے سوچ کر رہے ہو۔ (کسی اور عرض سے)؟

(۳) والذین صبروا ذابنا وجہہ (سعد ۳۷) اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے پروردگار کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے (اپنی تکلیفوں پر) صبر کیا

ان آیتوں میں لفظ "وجه" استعمال ہوا ہے۔ اور سافرنے پر مقام پر "وجه" کے معنی سمجھ کے لکھے ہیں لیکن بہت ترس میں وجہ کے معنی صرف سمجھ کے نہیں بلکہ دل

نثار۔ قصہ۔ خور و منزلت۔ میں قوم اور ذات سے بھی ہیں (دیکھو دند) پھر کیا ہے کہ ہر مقام پر اس کے معنی سمجھ کے لیے جائیں جو عبارت کے عنوان اور سیاقی کلام کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ آخر یہ کوئی ترکیب ہے کہ "خدا کا منہ حاصل کرنے کے لیے لوگوں نے

صبر کیا" یا "خدا کا منہ حاصل کرنے کے لیے خراب کرنا" اسی قسم کی یہ آیت بھی ہے۔

ذالک خیر للذین یریدون وجہ اللہ (روم ۳۷) "جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے ہیں یہ امر (یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا) ان کے لیے

بہتر ہے۔"

اگر اس آیت میں بھی سمجھ کے معنی لیے جائیں اور کہا جائے کہ "یہ بات بہتر ہے کہ ان لوگوں کے واسطے جو خدا کے منہ کو چاہتے ہیں تو کلام سراسر بے معنی ہو جاتا ہے اور ایسا کلام تو دیوانوں کا بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ کسی عقلمند کا اور ان خصوصاً خدا حکیم کا اگر ایسے ہی بے معنی عبارتوں سے سمجھ جائیں تو کوئی کلام لطیف و فصیح یا معنی نہ رہ سکے گا۔ حالانکہ قرآن مجید کو غیر مسلموں تک نے کلام الہی نہیں تو اعلیٰ درجہ کا فصیح و بلیغ تو غیر مسلم کیا ہے۔ الغرض ہر کلام کے حقیقت و حجاز تشبیہ و کنایہ و استعارہ و تمثیل۔ یاق و سباق وغیرہ امور پر بھی نظر لکھنی لازم ہے کہ مقصود قابل کے سمجھنے میں علمی واقع ہو۔ اور معترض آدمی نادان و اقف یا نادان نہ سمجھ جائے۔

۱۸۔ فایستأذونکوا فایستأذونکوا (بقرہ ۱۹۰) "وجہ" کے معنی جس طرف چہرے اور دیگر آیات کے معانی و مطالب کے ہیں اسی طرف ذات شے اور خود

کے بھی ہیں۔ پس "وجه اللہ" کے معنی جوئے "ذات اللہ یا خود خداوند عالم"۔

مثلاً آیت ذیل میں "فایستأذونکوا فایستأذونکوا" (بقرہ ۱۹۰) "جس طرف بھی تم چہرے

طرف خدا ہے۔" یہ بات بتائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات مقدسہ ہر مقام پر موجود ہے۔ وہ کہیں غائب نہیں۔ اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہر مقام پر متوجہ کر دے اور ہر

ہی خدا کو پاؤ گے۔ (نہ یہ کہ اور ہر خدا کا منہ ہے) اور ظاہر ہے کہ اس معنی میں قسم کے شبہ کو بالکل ذیل نہیں۔ یا مثلاً یہ آیت ہے۔

کل شیء ہالک الا وجہہ (قصص ۲۵) "اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے"

اس میں بھی "وجه" سے ذات کے معنی مقصود ہیں۔ یعنی ہر شے ہالک ہونے والی اور فنا کی قابلیت رکھنے والی ہے۔ مگر ذات خدا کو ملکات اور خدائیں سمجھ

کے معنی اس مقام پر برگز دست نہیں ہوتے۔ اذ۔ ان کا کوئی مطلب ہی ہوتا ہے۔ بلکہ اگر بیان یہ معنی لیے جائیں تو کلام بالکل لغو اور بے حاصل ہوگا۔

على القیاس اس آیت میں:-

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک والجلال والاکرام (رحمن ۲۵-۲۶) "تمام چیزیں جو اس (زمین) پر ہیں فنا ہونے والی ہیں اور تمہارے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو عظمت اور بزرگی والی ذات ہے"

وجہ سے مراد ذات خدا (جل جلالہ) و غیر ذلک (۲۵) ہے۔ مطلب آیت یہ ہے کہ ہر شخص جو زمین پر موجود ہے فنا ہونے والا ہے۔ صرف ذات خداے صاحب

جلال و اکرام باقی رہے گی۔ اس قسم کی آیات میں۔ قدم و ادبیت ذاتی پروردگار عالم اور حدوث اسوے اللہ کو بیان کیا گیا ہے جو ایک جہتم بالشان مسئلہ مذکور ہے

کا ہے۔

۱۹۔ دیگر آیات کی تفسیر اور حقیقت جن آیات میں الفاظ وجہ اللہ وغیرہ استعمال ہوئے ہیں ان میں کسی جگہ خدا کا منہ یا "منہ" کا چہرہ مراد نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم نے سابقہ صفحات (۱۸) میں بیان کیا ہے

۱۸۔ آیات میں اللہ تعالیٰ کا چہرہ مراد نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم نے سابقہ صفحات (۱۸) میں بیان کیا ہے



نہرو اسکے بعد کوئی عالم نہیں جس کی نسبت کوئی منہ بولا جملہ کہ بیڑا اچھلا۔۔۔ بالآخر وہ کوئی دنیا سے نکل کر اپنے عالم کی غور و فکر سے جگہ لگا۔۔۔ یہی ہے خداوندی کی غور و فکر کا نتیجہ کہ بالآخر جو دین عالم کے ملک میں ہے باز پرس ہو کر رہ جاتا ہے۔۔۔ جو دین کے نام سے اور اس میں دین کا دور اور جسے یہ دین ہے اس کے وہاں پر تو یہ دین کی تہذیب کی بنا پر ایک کوسٹ پر طمانت باقی رہ جاتا ہے۔

ان آیات کی تحقیق تمہیں غلط فہم "نظر" اور "بینی" واقع ہوگی

۲۰۔ لفظ نظر کا معنی دیکھنا ہے۔

سے بحث ہے جن پر سافرنے اقرار کیا ہو، ان میں سے کسی آیت میں بھی یہی لکے ہو نہیں۔ مثلاً آیات مندرجہ ذیل میں سے آیہ ”إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ“ میں یہی لکے ہوئے ہے۔ اسی انکار کے ہیں یعنی فضل خدا کے اختیار میں ہے۔ ”بِيَدِكَ الْخَيْرُ“ میں بھی یہی لکے ہوئے ہے۔ اور قدرت کے ہیں یعنی بھلائی خدا کے اختیار اور قدرت میں ہے۔ اسی طرح ”بِيَدِكَ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ“ میں یہی لکے ہوئے ہے قدرت و اختیار میں ہے۔ خدا کی قدرت اور اختیار میں ہے۔ اسی انکار کے ہیں۔ آیات مندرجہ ذیل میں سے کسی آیت میں

10. 11. 2000





# ہندی علمی اور ادبی کتابیں

## دو ترجموں اور دو تفسیروں والا عظیم الشان قرآن مجید

مؤلف دیکھئے اس پیش ہوا قرآن مجید کی ذیلیان علوم ہندی  
۱ یہ غیر مجملہ ہے مجملہ مستطیل

**تبیقہ لطیف بحیالات ظریف** اس کتاب میں علی گڑھ کا ایک سابق پروفیسر مسٹر سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کو نہایت دلکش اور جدید اردو میں قلمبند کیا گیا ہے۔ روایت

محکم دلائل سے مزین و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
یہ کتاب میں علی گڑھ کا ایک سابق پروفیسر مسٹر سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کو نہایت دلکش اور جدید اردو میں قلمبند کیا گیا ہے۔ روایت

**شرعیات و طریقت** شریعت و طریقت کے متعلق غلط فہمیاں اٹھانے والی اور تباہی پھیلانے والی کتاب ہے۔ قیمت صرف چھ آنے (۶)۔  
اسلوبی تشریح کیا گیا ہے اور عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ شریعت و طریقت کے درمیان کوئی تناقض نہیں ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مصلحتی صوفیوں کی عقلی کوتاہی قیمت صرف چار آنے (۴)۔

**فار الاستقام فی الصلوٰۃ علی حیث الانام** یہ لاجواب کتاب چھ روزہ عربی اور اردو شریعتی لکچر ہے جو چھ گنا فائدہ دے گا۔ نام مستند حدیث کی کتابوں کی چھان بین کر کے بڑی محنت و جانفشانی سے اس کو ترتیب دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام معلوم و معلومات یعنی اختلافات و عادات و خوارق و معجزات و غیرہ کا اردو شریعتی کے پیرائے میں ذکر کر دیا ہے۔ ہر مسلمان کو ضروری ہے کہ اسے **آداب توحید** اس لکچر کے مشہور و معروف اخبار توحید کی ایسی رسائی ملے کہ وہ لوگوں کی یادگار میں اس کے منتخب مضامین کا نہایت ہی دلکش و دلنوا مجموعہ بن جائے۔ مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب اردو دوسرے مستند انشاپر و دانشور کے قائل ہیں کہ یہ لکچر ان کے لئے ہے۔ قیمت صرف ۱۲

**جنگ طبرستان خون باقی** جنگ طبرستان کے ہونے کا زمانہ میں اردو کے جادو نگار و انشاپر و دانشوروں کو علمی مضامین ملے ہیں۔ اردو میں شیعہ و سنی کے مابین جو تاریخی و علمی لکچر موجود ہیں ان میں ایک سطر نہایت ہی ممتاز و جرت غریزہ جنت کے جذبات کی گویا ترکان ہے جس کے مطالعہ کو نہایت حال ہوتی ہے۔ قیمت صرف ۱۲

**نور ایمان مع ثنوی جوہر لطیف** حضرت مولانا محمد امجد علی شاہ صاحب دہلی کے شاگرد و شاہکار ہیں۔ ان کی تصانیف میں جوہر لطیف نامی ایک کتاب ہے جو نہایت ہی دلکش و دلنوا ہے۔ اس کتاب میں پانچ سو سے زائد مضامین ہیں جن کے موضوعات میں سے کچھ کا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۱۲

**فرایض والدین** یہ لکچر اردو میں پہلا رسالہ ہے جس میں والدین کو اولاد کی تربیت و تہذیب کے بارے میں شایعہ و اصول بتائے گئے ہیں۔ مولانا محمد امجد علی شاہ صاحب دہلی کے شاگرد و شاہکار ہیں۔ ان کی تصانیف میں جوہر لطیف نامی ایک کتاب ہے جو نہایت ہی دلکش و دلنوا ہے۔ اس کتاب میں پانچ سو سے زائد مضامین ہیں جن کے موضوعات میں سے کچھ کا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۱۲

**تذکرہ غوثیہ** مولانا غوث علی شاہ صاحب دہلی کی قلمبند رائے اور روایات زندگی کے نہایت دلچسپ و سبق آموز حالات اور فضیلت و سوز و شکات سے بھرے ہوئے مضامین۔ آج کے لئے جس خداوندوں کی باتوں میں جیسی کچھ کشش ہوتی ہے وہ یہ کہ مولانا غوث علی شاہ صاحب کے عارفانہ چمکے اور ظرافت پرانی میں حقایق کی تشریح ان فن کے کارہیستہ ۱۰۰وں پر گری و خند کی مستند و کیلیق خطبات کو دیکھ کر کیا کہیں کہ یہ لکچر ان کے لئے ہے۔ قیمت صرف ۱۲

مکتبہ قادریہ سعید منزل شہر میرٹھ



سبحان الله العظيم

**حضرات:** کیا ایک ذی دھرم کے لئے شہادت میں کسی بات نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ خون کو دین و ایمان جانتا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا کہ قرآن میں کیا لکھا ہوا ہے۔ یہ ہے کہ قرآن کی ایران، افغانستان، برقی زبان میں جو قرآن مجید شائع نہیں ہوا لیکن اس کی وجہ ظاہر ہو کہ ان ممالک میں علم سے علم عربی مراد ہے وہاں کوئی شریف مسلمان نہیں آتا کہ ذی علم ہے اور قرآن کی کوئی کچھ نہیں سمجھتا۔ تب بھی مسلمان بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ یہ حضرت آج کل کا ہندوستان ہے کہ یہاں کے ذی علم حضرات قرآن عربی سمجھنے سے غامض ہیں اور اسی بنا پر شہادت کے علاوہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی کے جن کی جملہ تصانیف کی فہرست اس صفحہ پر درج ہے۔ پورے قرآن مجید کا ایک کلام اور دو ترجمہ۔ قرآن سے علم کے ایک کتاب کی صورتیں بن کر لیا ہے۔ اور مضامین کی ایک فہرست نہایت مکمل شائع کر دی ہے۔ اور شروع میں ایک دیباچہ نہایت بسیط لکھا ہے جس کی سرخیاں سب ذیل ہیں:-

[illegible][illegible][illegible]

المشترع عبد الواحد خان مینجر قاضی اینڈ کمپنی گورکھپور

# گفتگو کا ایک نیا سلسلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ معظیم کا آئینہ  
 حسنِ نیت معاشرت کا روحانی خطیب اخلاقی و  
 تہذیبی اراکین کا رہبر مسلمان مردوں کا ہر خورتوں کا  
 معلم بچوں کا آئینہ مفید اسلامی مضامین کا دانش مجموعہ  
 ہر شے ہینے کی پہلی تاریخ کو شہر ہیرہ شائع ہوتا ہے

۱۰ سالانہ چھ ماہیہ معقولہ اک  
 قسم ڈاٹے + قسم دوم  
 قیمت فی پر ۳۰ روپے

محال ست سجدی کہ راہِ صفا + توں رفت جز دے پے مصطفیٰ  
 خلافِ پیہ کے رہ گزید + کہ ہرگز بنسندل خواہ رسید

انوارِ اسلام اور سائنس و فنون کا ایک نیا سلسلہ

MAJLIS  
 PS-4  
 AR-107

اُسوہ نہ کیا چاہتا ہے؟

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱) اسوہ حسنہ ہر مغربی موبین کا یہی کلام تھا کہ اللہ شان بہ ارکسے گا اگر صاحب نے میں اتفاق کوئی چیز نہ ہو یہ تا نہیں اتلاریع تک منگالینا چاہئے وہ پھر شاہ قیامت بھی بدل سکے۔  
 (۲) اسوہ حسنہ، دوسم کے فائدوں پہمیں پایے قم آن پر چلی آمد قیمت دیوار دوم کے پرپولی جارح مع جسے ایک مقرر سے جو ہر حال میں ملکی آنی چاہئے۔ (۳) جو حضرت بطور اشاعت  
 واداء اسوہ حسنہ کی سالانہ قیمت بلنگہ پیچھے اپنے واس سے نامہ عطا وارس گے دو مسافرین خاص مجھے جانیں کے رہن کے ایسا نہ کر ہی اسوہ حسنہ میں شامل ہو کر بی گے دوران و عطیہ کا  
 غیر مستطیع حضرت کے بھائی اور دیگر اکام صول سالانہ قیمت میں رعایت کی جائے گی (۴) سال ختم ہونے پر اگھی زیر کار کی طرف سے کوئی افکاری اصلاح قرآن میں نہیں ہو چکا ہے کسی تو جہتہ وصال  
 کا چند وصول کرنے کے لئے دینی لیکھنے کے محوز ہوں گے اور نیز انکو یہ وی قانوناً وصوں کرنا ہوگا (۵) اسوہ حسنہ کا نور اس شرط چشت واجابا سکتا ہے کہ اگر غنوہ دیکھنے کے بعد  
 رسالہ کی خریداری منظور ہو تو اسے واپس رد یا جائے ورنہ یکسال کی قیمت پذیردین یعنی آرڈر دی پی او کر دی جائے (۶) جو طالب اسوہ کے لئے جوائی کار و دانا چاہئے شرکات خطوط میں  
 نمبر خریداری کا مالہ ضرور دین چاہئے اور نام دستخط و خوشخط لکھنا چاہئے ورنہ تعمیل نہ ہوگی (۷) اسوہ حسنہ دیا گیا تھا استحب چھپنے والوں کے لئے بطور خدمت و موجودہ زمانہ منگلایا تھا

**مضمون نگاروں کیلئے**

مضمون نگاروں کیلئے

سورہ جنہ کے قطعی مصداقین کو نہ جیل اور کافرانہ گناہ چاہیے (۱) مضمون صاف اور خوش خط لکھیں (۲) آیات و احادیث پر اربع اب دلائل اور مستقل روئے کار سورہ مذکور میں (۳) ایضاً  
مضامین سورہ جنہ کے لئے بھیجیں جو غیر ضروری ہے نتیجہ اور حقیقتاً نہ ہوں یا سورہ جنہ کے مقاصد کے مراعات یا گناہستانی ہوں یا نہیں لغوی تحریف نہ ہو اور عقیدہ علمی و صحاحی مطالب کم ہوں  
یا منظرہ و مجاز بڑی کے رنگ میں لئے گئے ہوں۔ (۴) مضمون کسی دوسرے رسالہ یا اعتبار میں شائع ہو چکا ہو یا شائع ہونے کیلئے بھیجا گیا ہو تو مضمون نگار صاحب کو اپنے خط میں اس کی تصریح کر دیں  
و نہ رسالہ کی پیمائی کی ذمہ داری شن بر عائد ہوگی (۵) مضمون نئے سے قبل سورہ جنہ کے مقاصد کا پڑھ لینا ضروری ہے جو وہی مضبوطی پیچھے چوتھے ہیں (۶) سورہ جنہ میں مختلف النوع مضامین کیلئے  
بہت فضول مقرر ہیں مضامین میں ان کی مباحثہ کو ٹوکنا گستاخوری ہے۔ (۷) طویل اور غیر دلچسپ مضامین حتی الامکان سورہ جنہ کے لئے نہ لکھے جائیں جبوتے چھوٹے ہونے چاہئیں  
اور خاص کے مفید قراہم علی شکر یکے ساتھ قرآن کے عجائبات کے بشرطیکہ وہ کوئی اصلاحی علمی یا اخلاقی نصیرت رکھتے ہوں (۸) دلکش اصطلاحی اور تاریخی نقطیں بشرطیکہ عقلی و فنی  
نصیرت کے حامل ہوں سورہ جنہ میں نہایت شوق سے شائع کی جائیں گی۔

منتخب

# براہ کرم

یہ کتاب پندرہ سو سال پہلے جو شاعت کی گئی تھی وہ آج بھی اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔  
 اور ان کے بارے میں اب بھی یہ کہنا چاہیے کہ یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔  
 ایک شخص نے کہا کہ یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔  
 اس کتاب کے بارے میں اب بھی یہ کہنا چاہیے کہ یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔  
 ایک شخص نے کہا کہ یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں اب بھی یہ کہنا چاہیے کہ یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔  
 ایک شخص نے کہا کہ یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

## قلبی معاونین ہر التماس ہے

یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

جلد ۲

رسالہ سونہیر بادشاہی شاہ مطابقی باؤالآخری

جلد ۲

|   |  |
|---|--|
| <p>۲۶۰</p> <p>خانان کی ازلی اصلاحات</p> <p>۲۶۱</p> <p>مشقت - مانو</p> <p>۲۶۲</p> <p>امام بیانیہ فی الزاہد - جناب امیر مہر علی شاہ</p> <p>۲۶۳</p> <p>حضرت عمر کی خدمت تری - انکم فاعفی</p> <p>۲۶۴</p> <p>امام حسین - ع - ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی</p> <p>۲۶۵</p> <p>بہتر مہی عمل - نیت علی سرکر - جناب محمد علی شاہ</p> | <p>معارف القرآن</p> <p>۲۶۶</p> <p>از زمین کے وارث صانع بنے ہیں - جناب امیر مہر علی شاہ</p> <p>۲۶۷</p> <p>امامیت شکاری ۱۱ - میانہ روی - مانو</p> <p>۲۶۸</p> <p>السناری الخیار یا تہذیب الخصال النبویہ</p> <p>۲۶۹</p> <p>مدار و جلال - انارکلی</p> <p>۲۷۰</p> <p>علم و اسرار - جناب امیر مہر علی شاہ</p> |
|---|--|

## عارف، عظیم گدہ

ایڈیٹر سید سلیمان ندوی

شہور خواجہ اکیمل امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۲۷ء کے پرچم میں لکھا ہے  
 "جن لوگوں کی تکمیل اللہ کے زمانہ عروج کو ترستی ہیں وہ اب "عارف" سے اپنی آنکھوں کو بند کر لیں وہ جس ندوۃ العلماء کا ماہوار رسالہ تھا مجلس  
 دارالمصنفین کا خلیفہ بن گیا ہے اور عجیب طرز پر دینی خوبیوں کے اندر وہ پر ہمارے فوجیت رکھتا ہے،  
 مدت تک کہ کٹر و نہ شائع ہوئی اس ادارے کا مقصد جو کہ حجازی تہذیب کے آئینہ نظر ہے یہ دونوں برتری و ایمانی مقصد سے متعلق ہیں اور ان کے  
 اور ان کے بارے میں اب بھی یہ کہنا چاہیے کہ یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ اس کی ہر بات پر کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

# طاقت بڑھانے والا پھل

کولانا ایک افریقی کا ایک نباتات کی توت ویت والا پھل ہے۔ زیادہ فکر یا مشقت سے پیدا ہونے والی بیماریاں تھکاوٹ کے سبب بدن کو کمزور کر دیتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جسمانی طاقت پیسہ ہوتی ہے۔ یہ دھرم کو بڑھاتا ہے اس لئے کہ اسے کی سواری ہے۔ اس کی بڑھائی کثرت مانج گا پڑھنا پڑھانا وغیرہ کاموں میں پہلے اس کو استعمال کرنے سے وہ نہیں پھولتا ہول۔ لہذا جھڑان کو روکتا ہے۔ اس کو جاگتا ہوا اس کو پی لے لیکن نہیں ہو گا۔ یہ شہاب اور اینٹوں کی عمارت کو چھوڑتا ہے مفصل حالت کی ضرورت بلا قیمت منگو کر دیکھئے۔ قیمت ۳۲ روپے کی شیشی ہے۔

ڈاکٹر ایس کے برن نمبر ۵ و ۶ تا چند و اسٹریٹ کلکتہ



## ناد و نایاب کتابیں

**زمین تجارت** - یہ کتاب انسان کی فرض پر لکھی گئی ہے اور اس کا نام "زمین تجارت" ہے۔ اس میں زمین کی خرید و فروخت کے بارے میں تفصیلی معلومات دی گئی ہیں۔ اس کتاب کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔

**سپوت** - اس کتاب میں زمین کی حالت کے بارے میں تفصیلی معلومات دی گئی ہیں۔ اس کتاب کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔

**خزانہ کرامات** - یہ کتاب شہرہ آفاق شاعر و شاعرانہ خیالی شاعر کی تصانیف پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔

## سائنس و تہذیب کے مقابلہ

اس کتاب میں سائنس و تہذیب کے مقابلہ کے بارے میں تفصیلی معلومات دی گئی ہیں۔ اس کتاب کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔

اس کتاب میں سائنس و تہذیب کے مقابلہ کے بارے میں تفصیلی معلومات دی گئی ہیں۔ اس کتاب کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔

اس کتاب میں سائنس و تہذیب کے مقابلہ کے بارے میں تفصیلی معلومات دی گئی ہیں۔ اس کتاب کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔

منیجر کتب خانہ اسلامیہ شہرہ آفاق

[illegible]

۱۶۰۰-۱۶۰۰

مَعَارِفُ الْقُرْآنِ

منطق الطير

ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ انسان کے سوا ہر اور جس قدر زندہ انواع ہیں ان کی بھی ایک جماعت اور ایک جہاں ہے اور یہ جو آیت کریمہ اَلْاَنْعَامُ كُلُّهَا اَلْمَلِئِمْ پرندوں۔ جانوروں اور حشرات الارض کی بھی کئی ایک امتیں انسان کی طرح ہیں۔ اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ جس طرح انسان کی زندگیوں کا ایک قافلہ ہے اسی طرح ہر دوسری زندہ مخلوق کی زندگیاں بھی ایک قافلہ اور دنیا بھر کے ماحول کے تحت گزرتی ہیں ذرا الفاظ اصغر اعلا لکم کو غور سے پڑھو اور سوچو اس کا مطلب کیا ہے۔

جو لوگ جہانات کے سلسلہ حیات اور طبعیات پر غور کرنے کے عادی ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کی زندگیوں میں بھی ایک مضبوط اور ایک مختصر زندگی ہے اور ان کی بھی سلاخی کی طرح ایک موش اور ایک طرفتی ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس کمالات میں جب قدر جماعتیں اور گروہ جمادات کے ہیں اُن کا طرز زندگی دوسرے گروہ سے جداگانہ ہی اُن کے جسمے مٹاگانہ روش سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کا تمدن اپنے دائرہ کے اندر ہی محدود رہتا ہے۔ اس ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہے کہ انسانوں کی طرح ان جماعتوں کی عمریں اور احساسات

فقہ مجیدی کی سورت النہل میں حوالہ کریم حضرت سلیمان کی زبان سے ارشاد فرماتے ہیں: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ" اے لوگو مجھے خدا کی طرف سے یہ ہندوں کی بولی سمجھائی گئی ہے۔ بعض دفعہ ہمارے دل میں یہ بات آتی ہے کہ ہندوؤں کی بولی حضرت سلیمان علیہ السلام کو کس طرح سمجھائی گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام انسان ہو کر کس طرح یہ حدسہ جاؤروں اور حضرات الامین کی بولیاں سمجھ سکتے تھے۔

فعل ابرس کے گم ہم پر ہند۔ جانوروں، شہزادہ اللہ رن کی دہلیاں سمجھنے پر اعتراض کریں  
اور شک ہی نہیں پانچ باتوں کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

(الف) کیا انسان کی سوائے اور جس قدر زندہ مخلوق ہے اُس کے بھی کوئی گروہ ہے؟

(ب) کیا ایسے گروہوں کا کوئی طریق زندگی یا کوئی عقیدہ ہے؟

(ج) کیا ان کی بھی کوئی ضروریات اداسیات ہیں؟

(د) کیا ایسے گروہ اپنے گروہ کے اندر کوئی مجلس یا انجمنی صورت یا طریق رکھتے ہیں ؟

(۵) کیا ہم بھی ایسی تہذیب یا افضالیت کا کوئی احساس کر لے پا کر سکتے ہیں؟



بھی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے جدا گنا اور بڑی ہیں۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اپنے اپنے گروہ کے اندر یہ مخلوق ایک دوسرے کی ذلی یا شارات و نئیات سمجھتی ہے دیکھو جس وقت ایک مرغی اپنے بچوں کو جلاتی یا آواز دیتی ہے تو کس طرح بچے کٹکٹ کٹکٹ اس کی طرف چلے آتے ہیں جس وقت ایک کبوتر بولتا ہے مام کو تے اگٹے چو جالتے ہیں۔ جس وقت ایک کبوتر آواز دیتی ہے۔ اس وقت دوسری کو نہیں سن کر فوراً ہی اس کا رخ کرتی ہیں۔ بنہ کی آوازیں اور حرکات ایک دوسرے کو فوراً ہی خبردار کر دیتی ہیں۔

کیا ان باتوں سے ہم یہ سمجھیں سکتے ہیں کہ یہ زندہ جماعتیں بھی اپنے اپنے گروہ کے اندر کوئی نہ کوئی بولیاں اور طریق تفہیم و افہام رکھتی ہیں۔ جب قدرت نے ان کی ضروریات کا سلسلہ رکھ لیا تو اس پر یہ بھی لازم تھا کہ اسے کوئی بولی اور کوئی طریق تفہیم و افہام بھی عطا کرے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ انسان تو صاحب ضروریات ہو کر ایک قسم کا احساس اور آگاہی ہو سکے اور یہ گروہ محروم رہیں۔ انسان بچ پان سے بولتا اور انسانی حرکات سے سمجھتا اور سمجھتا ہے یہ جو انات ہی ایک سمجھ اور ایک زبان رکھتے ہیں ان کا بھی ایک دل اور ایک کلیجہ ہے یہ دوسری بات ہے کہ ان کا غور نہ اور طرز کسی اور قسم کا ہے۔ اس سے صرف یہ فرق بڑھا دے گا کہ ان کی ویلیوں اور سمجھنے سمجھانے کا انسان کے خلاف کوئی اور ڈھنگ اور طریق ہوگا۔ نہ یہ کہ انہیں یہ حاصل ہی نہ ہو۔

سو اس سے کوئی استعمال لازم نہیں آتا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ یہ جماعتیں جماعت دار کوئی طریق تفہیم و افہام بولی زبان یا سمجھنے اور سمجھانے کا ڈھنگ نہیں رکھتی ہیں۔ تو یہ ایک ایسا باطل قیاس ہوگا کہ جس کے ابطال پر کسی اور دلیل لانے کی جذا ضرورت نہیں ہے جب ہم ان کی ضروریات اور ایک قسم کا احساس اور نوعی تمدن کا وجود دیتے ہیں تو پھر یہ کہنا کہ قدرت کی جانب سے انہیں کوئی طریق سمجھنے سمجھانے کا نہیں دیا گیا ہے۔ ایک طرح سے قدرت کو الزام دینا ہے کہ ہم دیکھتے نہیں کہ ایک گروہ حیوانات کے اندر کوئی نہ کوئی طریق تفہیم و افہام پایا جاتا ہے اور ہمارے سامنے اس سے کام لیا جاتا ہے۔

اور ہم تو دیکھی بعض اوقات ایک وضاحت سے سمجھ جاتے ہیں کہ ایک حیوان اپنی جنس کے دوسرے حیوان کی بولی سمجھتا اور خود بھی اسے کچھ سمجھتا ہے۔ کیا حیوانات میں دیکھ کر یا ہوا سے آواز اور آہستہ ٹھکر ڈرنے مارے جاگ نہیں جاتے۔ کیا ہندو دیکھ کر یا کسی خاکاری کو تازہ کریمانات اور پرندہ ڈورا اور زمینیں دانتے۔ کیا شکاری سوجان ہو کر ان سے شکار کے وقت خود کو شکار سے چھپاتے نہیں۔ کیا کتے۔ گھوڑے۔ گائے وغیرہ اپنے مالکوں اور اپنے پالنے والوں سے محبت نہیں کرتے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ایک گھوڑی گھوڑا۔ گائے اور بیل کبھی کبھی دوسرے غیر لوگوں کے بس میں نہیں رہتا لیکن ان لوگوں کے بس میں آ جاتا ہے جو انہیں دانہ کھا دیتے یا جنگل میں چرانے کو لہاتے ہیں۔ کیا جانور میں پہچان نہیں لیجئے۔ یہ سب باتیں وہی ہیں جو ایک دوسرے رنگ میں انسان میں بھی پائی جاتی ہیں جب

حیوانات ان امور اور ان باتوں میں ایک اختلاف کے ساتھ ہمارے ساتھ مشترک ہیں تو کیا اپنے اپنے رنگ میں ان کا کوئی نہ کوئی طریق تفہیم و افہام رکھنا اپنے اپنے دائرہ کے اندر بولیاں بولنا کوئی خلاف عقل بات ہے۔

جہاں تک ہم مطلق میں لیکن اس کا یہ منشا نہیں ہو سکتا کہ دوسری حیوانی جماعتیں اپنے اپنے رنگ میں کوئی منطق رکھتی ہی نہیں۔ ہمارے منطق کا ایک اور رنگ ہے اور حیوانات کا منطق ایک اور رنگ رکھتا ہے۔ حیات اور منطق میں ایک نسبت ہے اور اگر یہ سمجھو تو منطق ہمیشہ حیات کے ماتحت ہوتا ہے۔ چونکہ انسانی حیات کا منبر تھا بلکہ بڑھا ہوا ہے اس واسطے ان کے منطق کی مدد و وسعہ اور طریق کچھ اور ہے اور دیگر حیوانات کے حیات اور منطق کی کیفیت کچھ اور اختلاف کیفیت سے کسی شے کی ہستی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

جب یہ ثابت ہے کہ دوسرے حیوانات ایک قسم کی اس اشیاء پر رکھتے ہیں اور اس میں اور شعور سے ہمیشہ اپنے دائرہ کے اندر کام بھی لیتے ہیں اور ان کے طریق تفہیم و افہام بھی ہیں تو کتنا ہی نہیں پڑے گا بلکہ تعین بھی کرنا پڑے گا کہ ان کی بولیاں بھی ہیں اور وہ ایک دوسرے سے اپنے اپنے رنگ میں باتیں بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سمجھاتے بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں۔

یہی یہ بات کہ ان جماعتوں کی باتیں اور تفہیم و افہام کیسے یا کن الفاظ کے ذریعہ ہوتا ہے یہ اب تک انسان پر کھلا نہیں ہے۔ کہ کس طور پر یہ گروہ باتیں کرتے ہیں اور آیا انسانی نقطہ خیال کی رو سے انہیں باتیں کہا جاسکتا ہے یا نہ کہ اور۔ بظاہر اس امر کی ضرورت بھی نہیں کہ ہم بوجہ اس لاعلمی کے اس بات سے ہی انکار کریں کہ دیگر حیوانات اپنے دائروں کے اندر نہ کچھ سمجھتے ہیں اور نہ کچھ سمجھا سکتے ہیں۔

میاں سمجھو (طوطا) اور مینا سکھانے پر اسی طرح انسانی الفاظ رٹتے ہیں جس طرح انسان بولتا ہے۔ جب انسانی الفاظ پرندوں کی زبان پر چڑھ سکتے ہیں تو یہ دلیل ہے اس امر کی کہ پرندوں کے اپنے الفاظ اس سے بھی نہایت ان کی زبان سے ہلے جاتے ہونگے اگرچہ ان الفاظ کا رنگ کچھ اور ہواور ہمارے انسانی نقطہ خیال سے انہیں الفاظ کہا جاوے یا کچھ اور۔

ایک روشن خیال نگر پرندہ توں سے اس کو شمش میں ہے کہ بند روں کی زبان سمجھ سکے اور جہاں تک بعض اخبارات میں نکلا ہے وہ کسی حد تک اپنی اس کو شمش میں کامیاب بھی ہوئے۔ اس سے ہم خیال کر سکتے ہیں کہ صحیح کو شمش سے انسان رفتہ رفتہ حیوانات کی بولیوں سے واقف ہو سکتا ہے اور ان کے نشانات مقررہ سے کچھ نہ کچھ مطلب بھی نکال سکتا ہے۔

شاید کوئی یہ کہے کہ حیوانات کوئی بولی تو نہیں بولتے ہیں بلکہ اپنے مقررہ الفاظ و نئیات کے ذریعہ سمجھتے اور سمجھاتے ہیں۔ اس واسطے ان کی بولیوں کا سمجھنا ہونا صحیح نہیں۔ اول تو اس سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ کوئی وجہ نہیں کہ قدرت انسان کو ایک قسم کا منطق دے اور دیگر حیوانات باوجود ضروریات

ہیں تو اس صورت میں بھی منطق الطیر ثابت ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے واقف تھے۔ اور مولائے کرم ہر شخص کو ایسا ملکہ عطا کرنے پر قادر ہیں اور جسے ایسا ملکہ حاصل ہوتا ہے وہ ہندوں اور جاووں کی بولیاں سمجھنے لگتا ہے اور ان کے اشارات و حرکات کا کنایات سے ان کی اغوائی کا تجربہ اور مشاہدہ کے زور سے پتہ لگا سکتا ہے۔ دیکھو شکاری لوگ سے اس جنس کو دور و دور سے اکٹھا کر لیتے ہیں تیرا و تیرا پیر پکڑنے کے واسطے تیرا و تیرا پیر کا کھیتوں اور جنگلوں میں رکھ کر یا لگا کر شکار کر لیتے ہیں۔ جب ایک تیرا بولتا ہے تو اس کی آواز پر دوسرے تیرا بھی آجاتے ہیں۔ اگر دوسرے تیرا و تیرا پیر اپنے ہم جنس کی بولی سے واقفیت نہیں رکھتے تو وہ کیوں آجاتے ہیں اور کیوں تیرا و تیرا پیر کو ترکے ہوئے نہیں آجاتے۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ہر نوع پرندہ و درندہ جزئہ وغیرہ اپنی اپنی جماعتوں کی بولیاں سمجھتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ منطق الطیر کے قرآن مجید میں صاف سے صریح ہی مشاعرہ کا بطور ایک فقرہ کے اُسے بیان کیا جاوے ملکہ یہ بھی کہ پڑھنے والے اس بات سے بھی مطلع رہیں کہ دیگر حیوانات بھی حیاتیات ضروریات اور بولیاں رکھتے ہیں۔ ان کی بھی اہم ہیں وہ بھی ایک سلسلہ تمدن رکھتے ہیں۔ ان کا بھی ایک علم ہے۔ انسانوں کا یہ بھی نقص ہے کہ علم حیوانات کی طرف بھی متوجہ نہیں اور دیکھیں کہ اس گروہ میں خدا کی قدرتوں۔ عجائبات اور حکمتوں کا کیا کچھ نمونہ ہے اور قدرت نے ان میں بھی کیا کچھ رکھا ہے۔

جو لوگ بحشم بصیرت حیوانات کا مشاہدہ کرتے ہیں ان میں بہت کچھ پاتے اور ان سے علمی رنگ میں استفادہ بھی ہوتا ہے اور اس علم سے اپنے خالق کی گوناگوں حکمتوں اور عجائبات کے معرفت ہو کر اس کی حمد میں لگے رہتے ہیں۔

اگر تم خود سے حیوانات کی آوازیں سنو گے تو تمہیں پتہ لگ جائیگا کہ ان کا بھی ایک تلفظ ہوتا ہے یا یہ کہ انسان اپنے رنگ میں ان کا بھی تلفظ کر سکتا ہے۔

مثلاً۔ جب کبوتر اور فاختہ بولتی ہے تو ان کی بولیاں کوئی نہ کوئی تلفظ ضرور رکھتی ہیں۔ یا یہ کہ ان کا کوئی نہ کوئی انسانی لہجہ میں تلفظ ہو سکتا ہے۔

اگر حیواناتی دگشتری سے ہم واقف ہوتے تو شاید اس سے بھی زیادہ واقف ہو سکتے ہ

سلطان احمد  
(جسم)

سمجھنے اور نباتات کے اس سے محروم رہیں جب اپنے اپنے دائرہ میں جاری طرح انہیں خاص خاص وقتیں ملتی ہیں تو کیوں انہیں کوئی بولی بھی حاصل نہ ہو۔ سو ہی نذر احمد صاحب مرحوم نے ترجمہ قرآن مجید میں اس آیت کے متعلق حاشیہ برکھسایا ہے کہ۔

کسی ڈاکٹر نے بڑی کاوش سے چوٹیوں کے اشاروں کا مطلب تحقیق کر کے لغت کی طرح ایک کتاب لکھی ہے۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کا مشاہدہ یہ ہے کہ ان اشارات سے چوٹیوں کی حیثیات اور اعراض سے آگاہی حاصل کی جاوے اور یہ دیکھا جاوے کہ کس طور پر چوٹیاں ایک دوسری سے بات چیت کرتی ہیں اور کس طرح ایک دوسری کو مطلب سمجھاتی اور سمجھتی ہیں۔

جب ایک انسان چوٹیوں کے اشارات سے اس کی انراض کا پتہ لگا سکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ چوٹی کی دس حرکت اور اس اشارہ سے یہ مطلب ہے تو اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ خود چوٹیاں کس صورت سے ان سے کام لیتی ہوں گی۔ کیا اس سے ہم یہ بتا سکیں کہ یہی ان کی بولی ہے اور اسی طریق پر وہ ایک دوسری کو سمجھاتی اور ایک دوسری سے سمجھتی ہیں۔

جب ایک ڈاکٹر تجربہ اور مشاہدہ کے زور سے چوٹیوں کی حرکات اور اشارات سمجھ لیتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کیوں ملکہ ذہنی سے منسلک اور پرندوں کی بولیاں یا اشارات سے مطلب نہیں نکال سکے تھے یا خدا کی مرضی کے تحت انہیں ایسا ملکہ نہیں مل سکتا تھا یا خدا انہیں ایسا سکھا نہیں سکتا تھا ہم بعض وقت اپنے خیالات کے تقیید سے خدا اور خدا کی قدرت یا اعتبار کو ایسا محدود بنا دیتے ہیں کہ گویا وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا محض مجبور ہے۔ حالانکہ وہ فعال کامیورید ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ فرمان کہ مولائے کریم نے انہیں پرندوں کی بولیاں بھی سکھادی ہیں یہ سنی بھی رکھتا ہے کہ قدرت کی بنیاد سے انہیں ایسا ملکہ بخشنا گیا ہے جس سے ان کی باتیں سمجھ لیتے ہیں اور اگر وہ بھی سمجھا جاوے کہ خدا نے اپنی مہربانی سے انہیں پرندوں اور چوٹی کے اشارات کنایات اور طرز کلام سے بذریعہ الہام یا الفاظ کے واقف کر دیا تو اس میں کیا قباحیت ہے۔ کیا خدا ایسا کرنے سے عاری ہے یا اس میں قدرت کا کوئی ضابطہ اور دم ٹوٹتی ہے اور اس میں کون سا استحلال لازم آتا ہے۔

منطق الطیر سے مستفیل مراد ہو سکتی ہے

(۱) منطق الطیر

(۲) اشارات طیر

(۳) کنایات طیر

اشارات اور کنایات بھی منطق کے سنوں میں ہیں دیکھو تارہائی کے ذریعہ جسے بڑے پیغام پہنچائے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ اشارات ہی جوتے ہیں۔ جو اس فن سے واقف ہیں وہ مختلف ضروریات ہی سے مطلب نکال لیتے ہیں۔ اگر مان لیا جاوے کہ حیوانات صرف اشارات اور کنایات ہی سے کام لیتے



کہ وہ تمام دنیا کے حکیموں اور فلاسفوں اور سائنس دانوں کا مدعی ہے۔ تو ایک مومن بالقرآن کو اس قانون الہی کے مطابق اس آیت پاک کے مفہوم سمجھنے میں کسی عذر کی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ

اِنَّ الْاَدَمٰیْنَ لِرَبِّھُمْ اَعْبَادٌ ۝۱۰۱ تحقیق زمین کے وارث میرے صالح الصلیون ابنت۔ انبیاء۔ ع۔) بندے ہونگے۔

مگر ”صالح“ کے معنی ”منا سب ماحول“ کے لیے جائیں۔ اور اس آیت شریفہ سے علم الاخلاق کے عالموں کے کلیہ ”خلاۃ الاولاد“ کو سمجھ لیا جائے اور حقیقت ایسا ہی ہے۔ تو کس قدر مابرین علم الاخلاق کے دنیاؤں کے زندہ نمونہ کی وجہ اور سبب ہے۔

علم الاخلاق کے نزدیک دنیا کے بادشاہ، صلحا کی جماعت میں داخل ہیں۔ یعنی وہ۔ ولی و طیفہ خواں یا شب بیدار انسان ہی مراد نہیں۔ بلکہ وہی بزرگ مراد ہیں جن کا ذکر اور پڑا چکا ہے۔ متعدد غیر صالح قوموں نے اپنی سلطنت کو دبی نہ ناکندہ و ایک مدت تک۔ اور پڑا چکا تخت رہ چکی تھیں۔ متعدد حکمران قومیں اعمال فاسدہ کے نشہ میں چڑھیں۔ اور سمجھتی ہیں کہ یہی اعمال تہذیب مذہب کے مذہب ہیں۔ ان کا ایسا سمجھنا غلطی ہے بلکہ خدا کے پاک قانون قدرت اور قانون طاعت کا خانی و مالک ہے یہی شرط لگاتا ہے کہ زمین کے وارث صالح بندے ہی رہے ہیں اور اب ہیں اور آئندہ ہیں گے۔ دنیا میں اب تک مٹی قومیں پیدا ہوئیں انہوں نے عروج پایا اور فنا ہو گئیں اور آئندہ مٹی قومیں پیدا ہونگی عروج کریں گی۔ اور نابود ہونگی۔ وہ سب کی سب پر ٹھکا جبار دئی الصلیون کی شاہیں ہونگی۔ قرآن حکیم نے یہ ایک بار قانون قدرت بیان فرمایا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور جس میں کبھی تبدیلی نہ ہوگی۔

صحیفہ فطرت پر غور کرنے سے صاف نظر آتا ہے کہ تمام عالم و جہ حیات میں ”تنازع البقاء“ یعنی بقا اور زندگی کے غم رکھنے کے لیے ایک دائمی جنگ و مقابلہ قائم ہے اور اسی حالت سے انتخاب طبیعی اور ”بقا و امش و اصلح“ کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ جس کا مطلب کھلے اور صاف لفظوں میں یہ ہے کہ فطرت صحیح اور طاقتور کو بقاء اور زندگی کے لیے جہاں ملتی ہے۔ اور کمزور و غیر صالح کو فنا کے لیے چھوڑ دیتی ہے۔

جس طرح جنگ میں تو ہر فریق فتح پاتا اور کمزور شکست کھاتا، اسی طرح اس جنگ میں طاقتور فریق فتح پاتا اور کمزور شکست کھاتا، یعنی طاقت اور محنت فتح پاتی اور وضع بقا شکست کھاتا۔ فرقہ ہلاک ہو جائیگا اور ہی دراصل فطرت کا قانون کھلب کھلب طاقت کو بقاء دینے کیلئے الگ کرنا اور وضع بقا شکست کے لیے جدا کر دینا اسی کا نام انتخاب طبیعی اور ”بقا و امش و اصلح“ ہے۔ انتخاب طبیعی اسی کا نام ہے۔ قوت اور محنت ہی کی فطرت بقاء دیتی رکھتی ہے۔ اور وہی قوم جس کے بازو میں قوت اور جس کے عمل میں صلاحیت چلی۔ وہی ہمیشہ زمین کی وارث رہیگی۔

البتہ عمل صالح سے مراد قرآن حکیم میں یہ ہے کہ جس کو دوسرے مواقع پر

لکھا ہے اپنے اندر دینی تہذیب میں ایسی اصلاح کر سکتے ہیں کہ وہ خارجی غیرت کے مستحق بن جائیں۔ صرف وہی جیتے ہیں اور برصا اصلاح نہیں کر سکتے وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ دنیا عالم کون و نہاں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس میں ایک چیز بنتی ہے۔ تو وہ مری مری بند۔ الہی۔ بناد اس کی شہادت بدرجہ الفاظ اہل دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔

یَعْلَمُھِ اللّٰھُ مَا یَشَآءُ وَ یُخْتَصِّرُ ۝۱۰۲ ”خدا ہے پاک جس چیز کو چاہتا ہے مانتا جو اور حق پر نہیں کہ اس کے علم الکتاب۔“

چیز کو چاہتا ہے تو قائم کرتا ہے اور اس کی بات میں اس کا کچھ نہیں تو یہ ہے کہ تمام کائنات اسی ام الکتاب کا ایک ورق ہے۔ اس پاک کسب کے بنظر غائر مطالعہ کرنے والوں کو صاف نظر آتا ہے کہ دنیا ایک قانونی نظام ایک نظام الہی کا ہی ہے۔ اور اس سے ہر جو کچھ زمین کر سکتی۔ تمام نظام مادی کا قانون پس رہا ہے۔ دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ ایک چراغ بجھا ہے اور دوسرا بجھا ہے۔ ایک گھر بجھا ہے اور دوسرا بناب۔ مگر انسان اس قدر غافل ہے کہ وہ کبھی اتنا غیرت کی طرف دھیان نہیں کرتا جو کائنات کی حقیقت اس میں کہتی ہے۔ اس لیے خدا کے پاک نے خود ہی اس کی تسبیح کھلے لفظوں میں فرمادیا ہے۔

اِنَّتَ تَكْمِلُھِمْ وَ یَبْنِیْ اٰھَاۡنَ ۝۱۰۳ ”تو ہی حق ماضی ہے کہ چاند کو تیرا ایک النور و کمال الکریم بنائی پالے۔ اور نہ رات دن سے چلتے آتے ہیں و کل فی ظلمۃ یسبحون“ اس کی تسبیح۔ سب اپنے دائرہ و محور کے لیے۔ (پت۔ ح ۱۰۳)

حکمرانان کو یہاں تک یہ یقین حقیقت آسانی سے سمجھادی گئی ہے کہ۔

اِنَّیۡ اَفْضَلُ کُمْ اَفْاٰلًا یُّبْصِرُوْنَ ۝۱۰۴ (پت۔ ح ۱۰۴) یعنی ”اے انسان! اللہ تعالیٰ کی نشانیاں (مرث باہری نہیں) بلکہ خود تمہارے وجود کو اندر بھی سوچو۔ میں بہر کیا تم اپنے وجود کو بھی نہیں دیکھتے۔“

پس قدرت کا یہ عمل اُن عالم کے سوا خود انسان کے اندر بھی جاری ہے انسان کو بتایا جاتا ہے کہ اُس کے جسم کے ذرات ہر وقت بدل رہے ہیں۔ مگر انسان ہے کہ وہ اپنے اندر کے نفسی اثرات کا بھی احساس نہیں کرتا۔ محقر یہ کہ اسکی علمی یا بے حتی خدا کے پاک کے اس مثل قانون کو بدل نہیں سکتی۔ یہ ابدی قانون ہمیشہ سے جاری ہو اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

اصلاح کر کے زندہ رہنے کے واقعہ کو حکیم پسند نے خلاۃ الاولاد اور اولاد نے انتخاب طبیعی کہا ہے۔ خلاۃ الاولاد کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ اپنے ماحول کے سب سے زیادہ موافق ہوتے ہیں وہی زندہ رہتے ہیں۔ اور طیفہ یا قیام تک ہوتے ہیں اُن کے جو نام موافق ہوتے ہیں فنا ہو گئے۔ انتخاب طبیعی کے معنی میں کہ فطرت اُن فردوں اور قوموں کو جن کو زندہ رکھتی ہے جو اپنے ماحول سے متاثر ہوں اور جو مناسب نہیں ہوتے اُن کو ہلاک کر دیتی ہے۔

اگر قرآن حکیم اُن تمام حکیمانہ علوم و اصول کا جامع ہے۔ اور اُسے دیکھو

حق کے بقا اور باطل کی شکست، ہلاکت سے تعبیر کرتا ہے۔ اور اس کو صد ہاتھوں میں مختلف پیراؤں سے بیان کرتا ہے جن کا خدا صدار حاصل مطلب یہ ہے کہ حق کا فائدہ قدرتی ہے کہ وہ صرف کاسیائی و فنی اور بقا و دوام کے لیے ہے۔ نقصان و ہلاکت کبھی اس کے لیے نہیں۔ اس کے با مقابل "باطل" ہے۔ یہ صرف فنا و ہلاکت کے لیے ہے۔ اس کو کبھی بھی کاسیائی نہیں مل سکتی۔ حق کا نفع دینے والی اور اس کی جڑ سے طلب میں اپنی جہت و قوت کو صرف کرنے والی جب علت کا نام صاحبین کی جہات ہے۔ دو تہائی قرآن اسی قانون بقا و حق و باطل کے ذکر سے لبریز ہے۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (۱) اے پیغمبر! کہہ دے کہ حق آیا اور باطل اِرْكَ الْبَاطِلُ كَانَ زَهُوًّا قَالُوا لَیْسَ بِاِلٰهٍ اِلَّا كُفْرًا اور اللہ اپنے کلمات سے حق کو حق کر دے کھلا گیا اور باطل پرستوں پر یہ شاق کر دے

وَمَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالٰتِ سَوَیًّا فَمِنْهُمْ اَخٍ وَرَحْمَةٌ اِلٰهٌ لَا تُحِبُّ الظَّالِمِیْنَ (۲) اے آلِ محمد! (۱) اے پیغمبر! کہہ دے کہ حق آیا اور باطل اِرْكَ الْبَاطِلُ كَانَ زَهُوًّا قَالُوا لَیْسَ بِاِلٰهٍ اِلَّا كُفْرًا اور اللہ اپنے کلمات سے حق کو حق کر دے کھلا گیا اور باطل پرستوں پر یہ شاق کر دے

میں اپنی جاتی تک خراج کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ وہ جو کام کرتے ہیں غرض اپنے خوراکیان کی ہدایت سے کرتے ہیں۔ ان کو ترغیبات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ ہر ایک انسان سے باخلاق پیش آتے اور جھجک کر ملتے ہیں۔ عاجزی اور تواضع ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ وہ عدل الہی کے قیام کے لیے اپنی تمام قوتوں کو نکال دیتے ہیں۔ وہ حرکت میں برکت سمجھتے ہیں۔ ان کی زندگی کی بنیاد و راہ وہ نہیں بدلتی ہوتا ہے۔ وہ ہر معاملہ کو دیانت و امان سے نہایت اور مشکل اور مصیبت میں مہرے کا شکر گزاری کی عادت میں داخل ہوتی ہے وہ کبھی ذلت و رسوائی کو پسند نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ معزز اور بلند مقام پر ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ حق اور قربانی کی باجم و وصیت کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔ اس دعوت کی شاعت و حمایت یہ ظلم و غصب حقوق کی ان کبھی پر غماز نہیں ہوتی۔ وہ دلیہ کی کے ساتھ ظلم کا مقابلہ دیتے ہیں۔ اس طاقت کے ساتھ اپنے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ تقویٰ و پرہیزگاری کی کام ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ نہایت پاک و بامراد زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس کا دل میں دلتی غالی ہوتا ہے۔ رشک و حسد سے ان کو نفرت ہوتی ہے۔ وہ خراب اس آفرین کے آگے نہیں مال و دولت کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ ہر قسم کی کوشش۔ چہرے شہرت بلکہ ہر ایک نعمت و احوال المادی کو سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا دل اور رفیق و مددگار خدا کے پاک و باریک نظر قوت اور طاقت ان کے سامنے کھڑی ہوتی ہے۔ یہ پست اور کمزور جو کچھ شکست کھاتی ہے۔ انہی کے حق میں ارشاد ہے کہ "زین کے وارث ہمارے ہیں صاحبین ہونگے۔"

آج کل سلطان اخذ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ اس پاک جماعت میں کس قدر شامل اور اس کے وعدہ کے کس قدر حق دار ہیں۔ جب تک کہ ان قرآن حکیم کے ان وعدہ و وعید سے نہیں بچیں گے۔ وہ کبھی حقیقی ترقی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ فقط

محمد عظیم واعظ اسلام (از نگہ فضل کو جواوالہ)

## کفایت شعاری اور میانہ روی

ان کی تعمیل جو تو معاف نہ ہیں۔ مگر ایسے حکم الہی نہیں ہو سکتے۔ اور آیات قرآنی میں مسئلہ میں حسب ذیل ہیں۔

قُلْ اِذَا اُتِیْتُ لَعَنَ الْاَشْرَکُ وَاَوْکَا لَعَنَ الْاَشْرَکُ (۱) کھاؤ اور پیو اور خطا کاری مت کرو۔ لَا حِجَّتَ الْمَشْرِیْقِیْنَ (۲) تحقیق اللہ خطا کار کو دوست نہیں کرتا۔ اِنَّ الْمُبْدِرِیْنَ کَاَنَّ اِخْوَانَ الشَّیْطٰنِ (۳) بے شک فصول خراج شیطان کے برے بھائی ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ پر پکار کا عمل نبیل مقدس کے خلاف اور قرآنی آیات کے موافق ہے۔ وہ بے ایمان بھی جو اناشت انجیل میں سرگرم ہیں اس حکم الہی کے موافق یا نہ مال و اسباب میں علم اقتصاد کا اصول بھی آیات قرآنی کے مطابق ہیں۔

وَلَا تَحْمِلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْ اَکْفَ السَّیْطِ مَقْعَدٌ مِّنْ اٰتِیَاتِکُمْ رَّوَّاهُ (۱) اور نہ تو اپنے ہاتھ کو اپنی گردن سے ہی جوڑا رکھ اور نہ اُس کو کھینچ کر کول کا کہ ملاحت کا مارا تنگ حال جو بیٹھے۔

اس آیت میں اُس انجیلی افراد کا اصلاح یہ نظر ہے جو متی و لوقا میں اس طرح پر ہے۔ ایک دو تہائی حصہ کے پاس رہنا اور خدائی بادشاہت میں داخل ہونا چاہیے۔ تمام مال و اسباب کو ڈال نب میرے ساتھ رہو۔

متی ۱۹: ۲۱ میں ہے "مال اپنے لیے امان پر رکھ جہاں کیرا نہ سود چرخاب کرے نہ چور ستیرے جہاں مال ہے وہاں دل ہے۔"

یہ ایسا حکم ہے کہ ان پر نہ عمل ہوا اور نہ سیکھا ہے۔ ہاں خاص مورد تو نہیں

# لَا تَكُنَ لَكُمْ فِتْنَةٌ فَرَسُولُ اللَّهِ أَيْدِيكُمْ حَسَنًا

نہایت بے پروی کرنے کو رسول اللہ کا عمدہ نمونہ ہے

## السيرة المحمدية والنحشاء للنبي

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل

دروود و تود

” زفر نوحان کا جناب رسالت آپ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھوں نے اہل بیت و اہل بیت علیہم السلام و تروید تیلیٹ ”

سفیروں کے ہاتھ ارسال فرمائے جو خطوط عیسائی بادشاہوں کے نام بھیجے گئے  
ان میں مندرجہ ذیل آیت مجیدہ بھی درج تھی۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا مَهْرًا لِّبَعْضٍ أَزْوَاجًا مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ لَوْ أَشْهَدُ بِأَنَّا مُشْرِكُونَ  
(پ ۳ - س - آل عمران - ع ۶)

ترجمہ ” اے اہل کتاب! آؤ اسی بات کی طرف جو ہر طرف سے اور ہر طرف سے  
درمیان میں عیسائی مانی جاتی ہے کہ خدا کے سوا کسی اور عبادت نہ کریں، اور کسی  
چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا کسی کو پوری کونیا الٰہ نہ  
کہے پھر اگر ایسی یہودی اور عیسائی بات کے ماننے والے نہ ہوں تو اس بات سے کہہ دو  
کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کو عبادت کرتے ہیں۔“

جس وقت نجران مسوہ یمن کے باشندوں کے پاس جو عیسائی مذہب کے  
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بابت نام پوچھا اور ان کے اسقف اعظم  
نے اس کو پوچھا تو اس کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس نے عابد و صائد و قوم  
کو طلب کر کے اس خط استغاثہ ان کی راہ داری اختیار کی۔ شہر میں بن و داعی جو  
قدیم یہودان کا ایک سرز و مہار و شخص اور قوم کا حاکم و لید و حاکم رہا تھا اور  
مستحلات امور و غیر امور کے واسطے کے طریقے جو تھے اس نے کہا کہ آپ کی  
معلوم ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اولاد امینیل میں نبوت عظیم  
فرمائی کا وعدہ کیا تھا۔ یہ آخری شخص نہیں کہ یہ وہی شخص جس کی نسبت یہ وعدہ  
کیا گیا ہے کہ خدا ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے سوت علیہ السلام جی ایک

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَكُونُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عِدَّةَ اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ  
أَتَمَّا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُ الْقَلَمِ  
إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَأَمَّا اللَّهُ وَاللَّهُ وَرُسُلُهُ وَلَا تَقُولُوا  
لَهُ ثَلَاثَةٌ فَثَلَاثَةً خَيْرٌ لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ  
تَكُونَ لَهُ ذِكْرٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ  
وَكِيلًا لَنْ يَسْعَىٰكَ الْمَسِيحُ إِنْ يَكُنْ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا لِلنَّاسِ  
الْمَقْرُونُونَ وَمَنْ يَتَّبِعْكَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْمِلْ  
إِلَهُ كَيْدِهِ جَهَنَّمَ (پ ۳ - س - النساء - ع ۱۶)

ترجمہ ” اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنا اور غلطی نہ کرو  
اور خدا کی نسبت حق بات نہ کہے سوا ایک لفظ میں نہ سے نہ کہلاؤ حق بات تو اتنی ہی ہے کہ ہم  
کے بیٹے عیسیٰ مسیح بس اللہ کے ایک ہوا ہیں اور خدا کا حکم جو اس نے ہر ایک طرف کیا ہے  
تھا کہ ہر شہر ہر حالہ جو باؤ اور وہ جو گئیں اور وہ ایک روح تھی جو خاص خدا کی طرف  
سے دنیا میں آئی تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو۔ اس سے  
باز آؤ کہ یہ ہم سے حق میں بہتر ہے۔ جس اللہ ہی الٰہ ہے وہ اس سے بڑی ہے  
کہ اس کے کچھ اولاد ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کہ زمین میں ہے اور  
اللہ سب کا کارما ز میں ہے مسیح کو خدا کا بندہ ہونے میں ہرگز کسی قسم کی حاجت نہیں  
اور نہ فرشتوں کو جو خدا کے مقرب ہیں اور جو خدا کا بندہ ہونے سے ہار گئے اور  
برائی کی بنا تو مقرب خدا ان سب کو اپنے پاس کھینچ لائے گا۔“

شعبہ ہجری کے اوائل میں حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
دعوت اسلام کے ہدایت نامے مختلف ممالک کے بادشاہوں کے نام اپنے





ظاہر ہو گا ہے جو لوگ خدا کی آیاتوں سے منکر ہیں بے شک ان کو سخت عذاب ہو گا اور اللہ زہد دست ہے۔ بلا لینے والا اللہ لایا دانا دینا ہے کہ اس سے کوئی چیز بھی نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں وہی قادر مطلق ہے جہاں کے پیٹ میں جیسی چاہتا ہے تم لوگوں کی صورتیں بناتا ہے۔ اس کے سوا کوئی جو نہیں۔ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

نصائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اس بات پر بہت عجیب ہے کہ مجھے بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے۔ آخر کھینے لگے کہ اگر اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے؟ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل آیت مجیدہ نازل ہوئی۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عَنِ اللَّهِ كَمَثَلِ إِدْرَاقٍ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (پط۔ س۔ ال عمران۔ ۷۵)

ترجمہ: ”اللہ کے ماں جیسے آدم و حوا جیسے کہ خدا نے مٹی سے آدم کے پتلے کو بنا کر اس کو حکم دیا کہ آدم بن اور وہ آدم بن گیا۔“

عزیز و مرقومہ بالا آیت شریفہ میں یہ دو دھڑے دونوں پر نام ثبت کیا گیا ہے یہ دو کون سے تھے کیا ہے کہ جس خدا نے ہمو کو مٹی سے بنایا کیا پیدا کر دیا اسے جیسے کا ہے باپ کے پیدا کرنا کیا عجیب ہے جیسے جیسے کی پیدائش میں بدل گئی لیوں کی جانی ہو فضا میں پر اس طرح انعام محبت کیا گیا ہے کہ اگر جیسے کا ہے باپ کے پیدا کرنا اس کے خدایا ابن اللہ بننے پر وال ہے تو آدم کے ماں اور باپ دونوں نہ تھے اس بنا پر آدم کو بطریق اولیٰ اللہ ابن اللہ بنانا چاہیے۔

دفعہ بخوان نے کہا کیا جیسے کہ خدا نہ تھا؟ آپ نے فرمایا بے شک جناب مسیح علیہ السلام کو اللہ بنے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے اسی قدر کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو مشابہت کی پیروی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت مجیدہ نازل فرمائی۔

كَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمُ مِّنْ زَيْغٍ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ (پط۔ س۔ ال عمران۔ ۷۵)

ترجمہ: ”جن لوگوں کے دلوں میں بھی جوتی ہے وہ مشابہت کی پیروی کرتے ہیں۔“

عزیز و مرقومہ ذیل آیت شریفہ میں یہ دو دھڑے دونوں پر نام ثبت کیا گیا ہے یہ دو کون سے تھے کیا ہے کہ جس خدا نے ہمو کو مٹی سے بنایا کیا پیدا کر دیا اسے جیسے کا ہے باپ کے پیدا کرنا کیا عجیب ہے جیسے جیسے کی پیدائش میں بدل گئی لیوں کی جانی ہو فضا میں پر اس طرح انعام محبت کیا گیا ہے کہ اگر جیسے کا ہے باپ کے پیدا کرنا اس کے خدایا ابن اللہ بننے پر وال ہے تو آدم کے ماں اور باپ دونوں نہ تھے اس بنا پر آدم کو بطریق اولیٰ اللہ ابن اللہ بنانا چاہیے۔

عزیز و مرقومہ ذیل آیت شریفہ میں یہ دو دھڑے دونوں پر نام ثبت کیا گیا ہے یہ دو کون سے تھے کیا ہے کہ جس خدا نے ہمو کو مٹی سے بنایا کیا پیدا کر دیا اسے جیسے کا ہے باپ کے پیدا کرنا کیا عجیب ہے جیسے جیسے کی پیدائش میں بدل گئی لیوں کی جانی ہو فضا میں پر اس طرح انعام محبت کیا گیا ہے کہ اگر جیسے کا ہے باپ کے پیدا کرنا اس کے خدایا ابن اللہ بننے پر وال ہے تو آدم کے ماں اور باپ دونوں نہ تھے اس بنا پر آدم کو بطریق اولیٰ اللہ ابن اللہ بنانا چاہیے۔

نہیں کیا جاسکتا بلکہ ہر زمانہ میں نئے فروغ پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ان قیام کی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اسی بنا پر فروغ میں سے بقدر ضرورت کچھ حصہ بیان کیا گیا ہے اور ایک حکم قانون بتایا گیا ہے کہ مشابہت کو حکمت کے یا مخصوصات کو اصول کے ماتحت کیا جائے۔ اسی قانون کو بتا دیا کہ میں لیکر ایک سلطان اسلام کی حکمت دیگر مذاہب کے مقابل میں روز روشن کی طرح ظاہر کر سکتا ہے۔ اسی اصول کی حکمت و رزی سے ایک ہی کتاب کے پروا و ایک ہی رسول کے نام لیا کہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق سے قوی و قدرت کو مستعمل کر رہے ہیں۔ قدر دایا دلی اللہ العالیٰ۔

اس امر کی توفیق بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جن لوگوں کے معتقدات کی بنا تو بہت باطل پرستی پر جوتی ہے وہ اصولی بحث سے گریز کر کے مشابہت یا مخصوصات کی آڑ میں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ چنانچہ دفعہ بخوان نے بھی الوہیت مسیح علیہ السلام پر یہی دلیل پیش کی کہ ان کو کلمہ من اللہ کہا گیا ہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام سے کسی کو اس شرف سے ممتاز نہیں فرمایا گیا۔ غور کر دیا ایک دھڑے کا ہے بے دلیل کیا اس سے الوہیت مسیح کا اثبات ہوتا ہے؟ کیا جناب مسیح علیہ السلام کو من اللہ ہونے سے دائرہ بشریت سے نکل جاتے ہیں؟ حاشا و گلا۔ اصل یہ ہے کہ قرآن حکیم میں تدبر و نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام ہی ان کیلئے کلمہ نہیں بلکہ کلموں میں سے ایک کلمہ ہیں چنانچہ خدا سے خود جل اپنے بے حد و لائق کلمات کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

قُلْ لَّوْكَانَ الْجَزْمُ مَدَآدًا لِّلْكَذِبِ لَآتَيْنَاكَ بَدَلًا (پط۔ س۔ الکہف۔ ۷۵)

ترجمہ: ”اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لئے کلمے کے لیے سمندر کا پانی مسیحا کی جگہ جو تو قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات تمام ہوں سمندر نہیر جاسے اگرچہ ہم یہاں اور سمندر ایک دھڑے کا ہے آیت مجیدہ مرقومہ بالا میں عجز و توہم اس پیغمبر پہنچے کہ اس لانا تھا خدا میں سے جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے کلموں کی ہے ایک کلمہ جناب مسیح علیہ السلام ہی ہیں۔ اس بنا پر یہ ان کی خصوصیت بھی نہ رہی۔ الوہیت یا انبیت کا تو کیا ذکر ہے۔“

جب حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دلائل و براہین سے دفعہ بخوان پر اقامت حجت کر دیا تو عقل کی رستہ تو وہ قائل ہو گئے۔ لیکن پھر بھی ان کے دلوں میں یہ شبہ کھٹکتا رہا کہ ۱+۱+۱=۱ اور الوہیت اور انبیت مسیح کا مسئلہ اسرار دین میں سے ہے برآز قیاس و عقل۔ بلاشبہ یہ بات عقل میں نہیں آتی مگر مذہب یا جم کو ایسا ہی تسلیم کرنا چاہیے۔ اس لیے یہ دیکھ کر کہ کوراندہ تقلید کے سدسل و اغلال میں مبتلا ہو کر وہ انبیا حق سے منحرف ہیں۔ ان کو صاف کے لیے لایا۔ یاد رہے کہ توہم و دعا کے فائل و فتنہ عیسائی بھی ہیں



ساتھ بھیج دیا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ شخص میری امت کا امین ہے۔

اس امر کی تشریح بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جو یہ مسلم زمینوں کی طرح رہنا اور جزیہ ادا کرنا منظور کرتے تھے ان کی حفاظت اسی طور پر کی جاتی تھی جس طرح مسلمانوں کی اور ان کے واسطے وہی قواعد ہوتے تھے جو مسلمانوں کے لیے۔ یہ خود بناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ غیر مسلم جزیہ اس لیے ادا کرتے ہیں کہ ان کے خون کو مسلمانوں کے خون کی اور ان کے مال کو مسلمانوں کے مال کی حیثیت حاصل ہو جائے۔ خود کہ جزیہ ایک خراج تھا جو غیر مسلم جلیہ و ریا سے ماریت قلیل مقدر میں لیا جاتا تھا۔ اس کے بدلہ میں ان کو مسلمانوں کے حقوق حاصل ہو جاتے تھے اور فوجی خدمات اور دوسرے زکوٰۃ و عرسہ سے وہ سب بچھتے جاتے تھے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد نامہ بر قمرہ مالا کے مصلحت و مصلحت پر لکھتے ہیں:-

”ذات برہنہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی ندرت اور بخران کے پادشاہ کو یہی ارشاد فرمایا کہ اگر تم اپنے راجہ پر اپنے گرجاؤں میں جس طرح جو مسلمانوں کو عبادت کریں، بشپ اور رابہ اپنی اپنی جگہ پر بحال رہیں جب تک یہ ان امانت سے ساتھ رہیں ان کے ساتھ کچھ شرم نہ ہوگا۔“

یاد رکھنا چاہیے کہ عقائد اور یقین ایسی چیزیں ہیں جو دل سے متعلق ہیں اور نہ مومنوں اور اسلامی اصطلاح میں اسے متناقض کہا جاتا ہے بشریت کے لیے۔ یہاں تک کہ یہ بھی دیکھ لیا جائے۔ اس بار مذہب میں جبر و اکراہ کا فرق کیا ہے۔ لیکن یہ اس وقت تک دیکھا گیا ہے کہ آیا جب یہاں تک کہ لا ادرکوا فی الدین (پ۔س۔ البقرہ ۲۵۶) کے الفاظ کا کیا کام نہیں۔ اسلام کے اس مقدس حکم اور داعی اسلام علیہ السلام کے طریق میں یہ تو نہ کرنا۔ ان حقائق ثابتہ کے مقابل میں کیا یہاں تک کہ اسلام پر تو شمشیر دیا میں بھلا یا کیا؟

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی سیرت و صفات صحبت سے بخران کے علاقہ میں اسلام پھیل گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں کے چند علماء و فضلاء دینِ فطرت کی اس کے احکام قوانین قدرت کے مطابق دیکھ کر اوائل اسلام کی وہاں کے اہل اسلام سے متاثر ہو کر حلقہ گوش اسلام بن گئے۔ اسلام کا پہلا راز انہی امور میں مضمر ہے ”فَمَنْ يُؤْمَرْ بِاللَّهِ أَنْ يُكْفَرَ بِهِ“ (س۔ الاحزاب ۵۱) اور ”لَا إِكْرَاهَ فِي دِينِكُمْ“ (س۔ البقرہ ۲۵۶) کے الفاظ سے ثابت ہے کہ راستہ راہ راست دکھائے اس کے سیدہ کو قبول اسلام کیلئے

### واقعات متجدد خیالات کے نتائج

اسلام نے مقابلہ مذہب کے لیے ایک عظیم الشان اصول قرار دیا ہے کہ

تمام مذاہب کا امر مشترک لیا جائے تو حقائق بھی نتیجہ نکلے گا کہ معبود حقیقی سوائے حق سبحانہ و تعالیٰ کے دوسرا کوئی ہو نہیں سکتا اور یہ امر صداقت اسلام پر دال ہے جس کا تمام تر دار و مدار لا الہ الا اللہ ہی ہے۔

(۲) بعض اوقات انسان کی حمیت تو ایک صداقت کو تسلیم کر لیتی ہے۔ لیکن وہ دنیوی وجاہت و وضع داری کے مارے زبان سے اس کا اعتراف نہیں کر سکتا۔ اسلامی اصطلاح میں ایسی حالت پر ہم کو اطلاق کیا جاتا ہے۔ بخران کے سرد و شرعیوں کے دل میں یقین آگیا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخ ہوئے ہیں مگر زبان سے اسے اس الٰہی شہادہ اس کا اقرار نہ کیا۔

(۳) زنا مائے اہل سنت اہل شیعہ کو مقدسین غیر مقدسین کو اپنی اپنی مسجدیں نماز میں پڑھنے دیتے وہ غور کریں کہ وہ اسوہ حسنہ دائمی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گناہ تک پیرو میں جنہوں نے عیب یوں کو اپنی مسجد میں ٹھہرایا اور ان کو وہیں کرنا کرنے کی بھی اجازت دی۔ معتزین اسلام اسی واقعہ سے اسلام کی بدنامی۔ سخت قلبی و فرائض جھلکی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا کوئی غیر مسلم اپنے مسجد میں ساتھ مسلمانوں کو ٹھہرانا اور اذان و صلوٰۃ کی اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے؟

(۴) اللہ وہ ذات ہے جو ہر قسم کا ذاتی کمال رکھتی ہے اور اس کے لیے کوئی حالت نظر باقی نہیں۔ اللہ نام ہی اس ذات کا جو سب نقصوں سے پاک اور سب کمالات کی جامع ہے۔ یہی اس کے معنی ہیں اور یہی اس جو بعضی کا نام ذات جو عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے نام کے واسطے کوئی ایسا معنی و لفظ نہیں جو خاص اسی کے واسطے ہو اور کسی دوسرے پر اس کا اطلاق نہ کیا جائے۔ آیت مجیدہ اللہ لا الہ الا اللہ الخ القیوم میں تردید تلیث اور ابطال کوئی دابہیت جناب مسیح علیہ السلام مضمر ہے۔

(۵) اصول کے بالمقابل کسی خصوصیت کو پیش کرنا مشابہت کی پیروی کرنا۔ (۶) خصائص فرد کو قوانین و اصول کے ماتحت رکھنا چاہیے۔ (۷) حق سبحانہ و تعالیٰ کے کلمات بے حدود لا تعد ہیں۔ حضرت علیہ السلام بھی ایک کلمہ ہیں۔ اس باران کا کلمہ من اللہ ہو مان کو دائرہ بشریت سے خارج نہیں کر سکتا۔

(۸) حجب مخالفین و معاندین حق و دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے رجوع الی الحق نہ کریں اور کچھ کچھ اور کچھ حجتی پھاڑے رہیں تو آخرین طریق مفید یہ ہے کہ ان سے مباہلہ کیا جائے۔

(۹) جو لوگ دنیوی علوم و فنون میں ترقی کا معرغ حاصل کر چکے ہوں یہ ضرور رہیں کہ انہیات اور دینی امور اور اخلاق و عادات میں بھی ان ہی کو غفلت سمجھا جائے۔

(۱۰) آباء و اجداد کی کو رائے تقلید یا مطلق پرستی اور توہمات کی پیروی اس سے سلاسل و اغلال ہیں کہ ان میں تمیز ہو کر ایک تفصیل و تمیزات ان بھی حریت رائے

اور احباب فکر سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۱۱) اسلامی جمہوری سلطنت کی غیر مسلم رعایا و برابرا ایک حقیقی ٹیکس سالانہ ادا کرنے پر فوری خدمات اور ادا سے عشر و زکوٰۃ سے مستثنیٰ کیجئے جاتے تھے اور ان کو مسلمانوں کے حقوق حاصل ہو جاتے تھے گو یہ مسلمانوں سے فائدہ میں رہتے تھے۔

(۱۳) قوانین قدرت کی ایک مقدس دفعہ کا نشا و منشا یہ ہے کہ کوئی کوئی زبردستی کی چیز نہیں۔ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر مذہب والوں کو پوری مذہبی آزادی عطا فرمائی۔ اس بنا پر یہ ایک بالکل غلط اور

بے بنیاد دعوے ہے کہ اسلام بزرگ مشیر دنیا میں پھیلا گیا ؟  
(۱۳۱) اسلام کی اشاعت کا اعلیٰ راز اس کی سادگی میں اس  
کی عظمت انسانی کے مطابق اور قوانین قدرت کے موافق ہونے میں اور  
پیروں کی حسن سیرت اور اخلاق و عادات و معاملات کی خوبی و  
اسلولی میں مرکوز ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِن الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

نورالدین

حضور انور کا عدل

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمُّهُمْ شَأْنَ الْمِرَاةِ الْخُرُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ جَابِرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلِمَتْ أَسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حَدِّ وَدِدِ اللَّهِ ثُمَّ كَامَرَا فَخُتِبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الدِّينَ مَمْلَكُكُمْ إِيَّاهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ اشْتَرَفَ تَرَكَ كَأَنَّهُ إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الصَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاللَّهُ لَوْ أَنَّ قَامِلَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا - سَمِعْتُ عَلَيْهِ (مَثْوًى شَرِيفًا) —

جناب مائتہ مدینہ سے مروی ہے کہ ایک قریشی عورت تمنا جفا فاطمہؑ ہوئی وہ مکہ میں چوری کی ترنگبار پر دستِ مخفی وہ قطع یہ کہ مستوجبِ ستائش نے جب حالِ بیتِ اوسو کا کیا یہ زید کے بیٹے اُسامہ سے سب نے کہ جبکہ خدمتِ سلطان دیں میں عرض کئے اُسامہ جو کہ تھے محبوبِ سرورِ عالم پہلے وہ کوئے سفارشِ سولِ اکرم سے پہنچے حضرت خیرؑ اور اکی خدمت میں قصور وار حقیقہ سے میں مبتلا اوسو سے یہ چاہتے تھے غلامانِ حضرت اقدس یہ ان سے حضرت ختمِ ازلؑ نے فرمایا کہ وہ مجھ سے سفارشِ حدودِ شرعی میں کروں گا اگر میں عایتِ قریشی کے ساتھ ہوئی اسی لیے میں تم سے یہی توقعیں ہلاک

مدینہ کی کتبِ مستند میں ہے مذکور صحابہؓ میں تمناؓ زینہؓ کا جس کے خود اور اُس کا محبتِ اعمال نے کیا مقہور کثابت ہو چکا تھا وہ دیں کو اُس کا قصور ہوئے محبتِ قومی سے انکے دل پر بخیر بجز تمنا سے یہاں اوس کو ہے مقہور اور اُس کی سعی سے ہو فاطمہ کا عفو مقہور قریش مکہ کے اصرار سے ہوئے مجبور ہوئے یہ دیکھ کر اہلِ مہد سب مسرور نہایت بخیر و ادب سے یہ عرض کی کہ حضورؐ مگر قریش کے دل اُس کے علم سے میں سمجھتا کہ ہوسنان کسی طرح فاطمہ کا قصور اور شرع کی تعمیل پرچوں میں مجبور کہ اس سے ہوتا ہوں نامِ رسولؐ میں بہت غلو نظامِ دنیا و دہر میں ہڈی کا سخت فتور کراچی ہو گیا تھا ان میں یہ مردِ ستور

شریف کرتے تھے چوری تو رہتے تھے مخفی  
تو کیا تھا سدا دے غیب بھی یہ سالی ہے  
نہ رکھو مجھ سے رعایت کی تم کبھی صاحب  
اگرچہ انکوں کی غنڈہک ہے خاطر نہ ہڑا  
مگر قصو یہ اُس سے بھی ہوتا گرسزد  
یہ اسود مسند ہے نبی اُمّی کا  
سیاست اور تدبیر میں جو کہ ماہر تھے  
عمل سے اپنے وہ دیتے تھے لوگوں کو حلیم  
وہ قدر و منزلت بدل سے جو واقف ہو  
ہمیشہ ایک نظر سے تھے دیکھتے سب کو  
رعایت ایسی کہ جو رشت مفاسد ہو  
کسی کے واسطے جائز نہ رکھتے تھے اُن کو  
شرف اور ذلت تھی تابعِ تقویٰ  
نظریں اُنکی قضا زیادہ سوز و محبوب  
طیلس گی تم کو نصیحت کی اور بھی آتیں  
مگر نصیحتیں سب بے اثر تھیں سود

ضعیف ساقوں کو ملتی تھی سزا سے تصور  
نشہ میں اپنے نسب کے جو رہتے ہو مخمور  
کہ ہے یہ عدل و موافقات سے سراسر دور  
اور اُس کے پنج سے ہوتا ہے دل ہر ارنجور  
تو حد شرع میں اُس پر بھی جاری کرنا ضرور  
کہ جن کا خلق حسن ہے جہاں میں مشہور  
رموز حکمت و انطلاق پر تاجان کو عبور  
سکھاتے باتوں ہی باتوں میں تھے وہ عقل و شعور  
کسی کی سعی و سفارش نہ کرتے تھے غفلت  
ہو اس میں بندہ مفلوک یا کچھ متغیر  
کہ جس سے قوم کا اخلاق میں ہو پیدا فہر  
ہمیشہ اُہیں سے رہا کرتے تھے بدعت افہر  
اخوت اور مساوات سے تھے دل محمود  
امیر خاست و فاجر سے متعلق مزدور  
پدھو گے غور سے گرم روایت مذکور  
نہ ہو عمل میں بھی حب کمالات کا آنکھ غور

۵۷۔ جن مغزوم فریش کا ایک معزز قبیلہ تھا۔ ۱۳

۱۵۴ امام حسینؑ وید مشهور صحابی - ۱۲

## ۱۵۔ قہیدہ قریش کی - ۱۲

۱۷ فاطمہ بنت اسود جس نے جوہری کی قتل۔ ۱۷





شہادت کی رحمت ہونے کے ہیں اور ان اسباب پر غور کرتا ہوں کہ کیوں شرع محمدی کا دنیا کی ان قوموں نے بھی جہاں اسلام کے جھنڈے نہیں پہنچے۔ اس قدر شوق سے استقبال کیا۔ تو قدرتنا طبیعت اس طرف مائل ہوئی ہے کہ اسلامی آئین ملی و مذہبی کا مطالعہ کیا جائے۔ جو قرآن مجید میں نازل ہوئے ہیں۔ اور جو نہ صرف ایک لائقانی دستور العمل بننے کے لائق کتاب جو ملک دنیا میں علم ادب کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔

میں نے ایک صدی کا جو تھا حقہ قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ میں صرف کیا ہے اور میں دعوت سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی شخص تعصب کی عینک سے آنکھوں سے دور کر کے کلام مجید کو خور و خور سے پڑھے تو ضرور ہے کہ ہم مہر وادہ و شہداء اس بشارت وارش کو زیادہ خوش حال بنا سکتے ہیں۔ اور اس نا اتفاقی کے گڑھے کو جواب ہم میں اور پیغمبر عرب کے پیروں میں مل رہا ہے پڑھ کر لیتے ہیں۔ ۵

سنو پھر شہداء است با تو سے گویم تو خواہی سنا و گوئی خواہ گیر طال و مَا عَلَيْنَا اَلَا الْبَلَاغُ الْمُبِين ۶ { عبد الکرم (ادکسید)

اٹھا کر نہیں دیکھتے اس روحانی آواز کو وہ سنا نہیں چاہتے۔ آنکھیں مودود مگر اندھی، کان ہیں مگر بے سہارے، اپنے قول و فعل کو اسلام و کمال ایدین سمجھتے ہیں حالانکہ ایمان و اسلام سے ان کے حالات کو کوئی تعلق نہیں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک  
مکن ہے مخالفت نکتہ چین کی تشبیہی خاک کے نیچے یہ داستان عبرت کافی ہو  
لیکن ایک محقق نکتہ بینی کے لیے اس میں ذاتی مایوس ہے کہ سوامی و براندہ جاتی کی سبق آموز اور درودناہ نصیحت کو علمی قدر وانی کی نظر سے دیکھا جائے ادب سے  
دور رہے بہا کو اپنا اور نہ گوش بنایا جائے۔

علم الہیات اور علم ریاضات کے مطالعہ کرنے والے کے لیے شاید اسلام کی تاریخ آغاز اور ترقی سے دلچسپی مضمون کوئی اور نہ ہوگا جس سنا ایشیا کو عیسائیوں کی بت پرستی سے پہنچایا اور ایک صدی سے کم عمر میں دنیا پر ایک عظیم انسان سلطنت قائم کی جو اہل وادائی سلطنت سے کسی صورت میں کم نہ تھی۔ جب میں ان گہرے اور روزگار کے تعلقات پر غور کرتا ہوں جو ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان بحیثیت

## خاندان کی ادبی اصلاح

اور فرمایا ہے کہ ”مردوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دو“ قرآن مجید کی یہ آیت ”وَلَا تَرْسَبْ اَرْحَامَکُمْ کَمَا رَسَبَتْ اَرْحَامُ الْاَبْنَاءِ صَغِيرًا“ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ بچوں کی تہذیب و تربیت میں عورت کو بہت کچھ دخل ہے۔

دوسرے اصول کو اسلام کے ساتھ منطبق کرنے کے لیے صرف ایک جامع حدیث کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”میں نے ہر شخص راہی ہے اور ہر ایک راہی سے اُس کی رعیت کی بابت سوال کیا جاوے گا اس بقدر ضرورت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کے تمام افراد کی ذمہ داری صرف باپ کی طرف عائد کی گئی ہے اور اُن کو اچھی فصلوں اور شرفیاء عاقلوں کے مطابق تربیت کرنا اُس کے ذمہ فرض کیا گیا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اس مجربانہ عقلیت کی نسبت کی اُس کو جواب دہی کرنی پڑے گی۔ اور اُس سے کہنا جائیگا ”یا راعی السوء اکلک اللعہ و شربک اللبن و لعمر و الضالۃ و لہ قبحہر الکسیر الیہما انتقم منہما“ (حدیث تھی) (ماخوذ)

ہر شخص کو خاندان کی ادبی اصلاح کا فرض اور اُن کے میں دھڑا اصولی باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اہل بیت کو وہ اپنی عورت کو تمام خاندانی معاملات میں اپنا شریک سمجھے اور اُس کی واجبی تعلیم و تہذیب میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے۔ اور دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو خاندان کے اُن بچوں کا مربی اور سرپرست خیال کرے جو غفلت و غیبی نسل اُسکے خاندان کے سرپرست اور اُس کو نہ کہ ممبر ہونے والے ہیں جس پر اُن کی باقی باقی تربیت کا اثر پڑے گا اور اس امر کا یقین رکھے کہ قوم میں کبھی ایسے افراد پیدا ہونگے جو کہ انکودلت اور ادا بار کے تحت الشرائع میں گراؤینگے اور یہ دونوں باتیں صرف بچپن کی تربیت پر منحصر ہیں اور نیز یہ کہ خاندان کا سرپرست اُن تمام برائے کا جواب دہ ہے جو اُسکے خاندان نے افراد سے جو ہوا تربیت کے سزاوہ ہوتے ہیں۔ یہی اصول ہیں جو جدید تمدن کی شریعت نے نافذ کیے ہیں اور جو خیر خاندانی تربیت کے تمام مسائل کا دار و مدار ہے۔

اسلام نے تمام دنیا سے پہلے ان اصول کو قائم فرمایا ہے۔ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے عورتوں کو واجبی تعلیم و تہذیب میں ترقی دینا کہ ”جو شخص عورت میں دو عورتوں کی عزت کرتا ہے اور جو باقی میں اُن کی تربیت کرتا ہے“

۱۰ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ مَا اَكْرَمُ النِّسَاءَ اَلَا کَرِهَ وَلَا اِهَانَهُنَّ اِلَّا لَعْنَهُ۔ ۱۰

۱۱ ابن ہدی نے کامل میں اس حدیث کو ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر میں اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔ ۱۱

۱۲ ترجمہ۔ کہ۔ اے خدا تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے بچپن کی حالت میں مجھ کو پرورش کیا ہے۔ ۱۲

۱۳ اس حدیث کو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ ۱۳

۱۴ ترجمہ۔ اے نالائقی چر داسے تو نے گوشت کھا لیا اور دودھ پیا لیا۔ نہ بیٹے ہوئے کو پناہ دی اور ٹوٹے ہوئے کو چڑا آج میں تجھ سے انتقام لوں گا۔ ۱۴

وَمِنْ نِعْمَةِ رَبِّكَ أَنْ نَعْلَمَ الْغُيُوبَ  
جس کو ملک دی گئی ہے شک اس سے بڑی دولت ہائی

# حکمت و موعظت

## مشقت

محصول اور امید دل میں جو انسانی قلوب کو گرائی اور انسانی سینوں کو مشتعل کرتی رہتی ہیں۔ سب سے زیادہ بلند ہیں کہ وہ انسان بچے کرے۔ چاہے وہ کام کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو وہ دوسروں کی مسرت میں اضافہ کرنے کی، دوران کی زندگیوں کو بہتر بنانے کی کوشش میں لگا رہے۔ یہ مسرت خواہ کیسی ہی اضمحلالی کیوں نہ ہو۔

رومان کا بڑا فلسفی سینیکا (Seneca) کہتا ہے کہ ”ہم لوگ ہمیشہ وقت کے کسی کی شکایت کیا کرتے ہیں۔ مگر کام اتنے سمیٹ بیٹے ہیں کہ ہم کو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ان کو کچھ نہ کر رہے ہیں۔ ہماری زندگیاں یا تو کچھ نہ کرنے میں صرف ہوا کرتی ہیں یا محض کام کے اندر چھو جا کر گئی ہیں۔ یا اپنی زندگی میں ہم وہ کام کیا کرتے ہیں جو کرنے کے نہیں، ہم ہمیشہ شاکر ہیں کہ زندگی اتنی لمبی ہے۔ مگر کام اس طے کرتے ہیں کہ گویا ہماری زندگی ختم ہونے والی ہی نہیں۔“

زندگی میں کامیابی و شادمانی کا ایک عنصر غنیمت بلکہ جس کہ سکتا ہوں کہ تمنا غنیمت ایسا زندگی کے ساتھ خوش کام کر کے کی صلاحیت ہے۔ ”سرد (Sard) (جو غنیمت) کہتا ہے کہ سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہے وہ دلیری ہے۔ پھر جو چیز دیکر ہوتی ہے وہ بھی دلیری ہے اور اس کے بعد بھی جس شے کی قربت انسان سمجھتی ہے وہ دلیری ہی ہے۔ لیکن شاید اس سے زیادہ صحیح یہ قول ہے کہ ”استقلال وہ شے ہے جس کی ضرورت انسانی زندگی کے مختلف۔ اور میں کیسا ہے۔“

جو تمہارا جی چاہے کروں گراں کچھ کرو ضرور سچے کہ کیا جیسی شے کے بنانے کے لیے جو کوشش کی گئی ہے اور ایک دائرہ کو مری بنانے میں جو جو عمل دماغ سوزوں ہوئی ہیں وہ بھی مفید نتائج سے خالی نہیں۔ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اسے پوری طرح کوئی بھی لگائے کرو۔ اپنے قوی کی تربیت کرو کیونکہ وہی صورتیں ہیں۔ یا تو تم انہیں کام میں لاؤ اور یا پھر ان سے لاتعلقی رہو۔

یہ جو تم دہی کا لیتوں کی داستانیں (جس ملک کہ وہ بیان کی جاسکتی ہیں) شاکر کہ ہر حقیقت اس پیہم مشقت کی داستان میں ہیں جو باصفت نام و لاؤ لائق

کبھی کوئی چیز غائب نہ کرو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وقت نہ ضائع کرو۔ آج کا دن صرف ایک ہی مرتبہ آتا ہے پھر واپس جانے والا نہیں۔ وقت عطیات قدرت میں سب سے زیادہ بیش قیمت چیز ہے۔ اگر یہ دولت ایک دفعہ کھو گئی تو پھر اس کا ان احوال ہے شاید یہ کتنا بھی بچاؤ کا کفو قدرت کو بھی زمانہ گزشتہ پر دسترس حاصل نہیں، کیونکہ جو کچھ ہوا وہ چھوٹا اور مجھے اپنا جو وقت ملنا تھا وہ مل چکا۔

آج اپنے وقت کو اس طرح صرف نہ کرو کہ کل پھر اپنے ہی اوپر لعنت و لعنت کرنی پڑے۔ ان دو خیالات سے زیادہ اور کوئی بات تکلیف دہ نہیں ہے کہ ”اب تو دیر ہو گئی“ اور ”کاش ایسا ہو گیا ہوتا۔“ وقت ایک تم کی دو لغت ہو اور یا دیکھو کہ تم کو ہر ساعت کا حساب دینا ہو گا ملک طعام و قلمت نام سے کہیں زیادہ کفایت وقت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

ایک مرتبہ نلسن (Nelson) یہ کہتا تھا کہ میری زندگی کی تمام کامیابیوں صرف ایک بات کی طرف منسوب کی جاسکتی ہیں کہ میں ہر کام کے مقررہ وقت سے پیش نہ رہا۔ وہ منٹ پہلے تیار رہ کر نکلتا۔ لارڈ بوٹون کا قول ہے کہ فوجان کو سوا اسکے اور کچھ نہ بتانا چاہیے کہ تم کو اپنے لیے خود ہی راہ تیار کرنا ہے۔ اب اس بات کا انحصار کہ آیا تم فائدہ کتنی کرو گے یا نہیں، تمہاری اور صرف تمہاری ہی توجہ ہے۔ صرف یہی نہیں کہ کامیابی کے لیے مشقت ایک ضروری ہی چیز ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسانی کیرئیر (معاذات و ضلائل) پر اس کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔

”نہو“ جی ٹائیل کہتا ہے ”بلکہ اپنے اوقات کو محنت اور کارآمد مشاغل سے بھر لو کیونکہ جہاں کہیں دماغ مصروف کار نہیں ہوتا، اور جسم آرام و آسائش میں پڑ جاتا ہے تو زندگی کے خالی اوقات میں شہوت رانی اپنی جگہ کر لیتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک صحیح و سالم انسان مگر کاملی اور متن آسانی کے ساتھ زندگی بسر کرنے والا ایک ذرا سی چیز کے مقابل میں بھی محنتیں رہ سکتا۔ تمام مشاغل میں جسمانی محنت و دفع شیطان کے لیے صحیح زیادہ مفید و سودمند ہے۔“

کی جاتی ہے اور وہ لوگ جو غیر معمولی قابلیت کا معیار قرار دیے جاتے ہیں اس بات کو دعوے سے کہتے ہیں کہ وہی قابلیت شفقت و جفاکشی سے ماورا، کوئی شے نہیں ہے۔ پریسیدنٹ، انٹرنیشنل سٹاکس مارکیٹ اور بی قابلیت کو شش کرنے کی قوت کا نام ہے۔

گداگری کرنا بہ حال کام کرنے سے زیادہ محنت ہے۔ اور بحیثیت مجموعی اگر دیکھیں تو ایسی زیادہ نافع شے نہیں، علاوہ اس بر شخص کو اپنے پاؤں پر آپ نظر ہوتا ہے، فرینکلن (Franklin) کہتا ہے کہ ایک بل جو تینے والا جو اپنے پاؤں پھینک میں کھڑا ہوتا ہے اس خلیق سے بہتر ہے جو کسی دوسرے کے سامنے اپنے گھٹنوں پر جھکا ہوا ہو۔

(Cobbett) کا بٹ اپنی مشہور انگریزی گرامر کے بارے میں کہتا ہے

کہ ”میں نے گرامر اس وقت بڑھی جب میں صرف چھ پنس روزانہ پر ایک معمولی سپاہی تھا، میرا سونپنے کا تختہ ہی میرے مطالعہ کا کمر تھا، میرا تھکدہ میری کتاب کی الماری اور میری گود میں ایک لکڑی کا تختہ میری بیڑ تھا اور میری ہل کام میں یہ تین ہوا کہ میری زندگی کا کوئی پورا بخشی سال صرف چوکیا ہو، میرے پاس اتنا پیسہ نہیں تھا کہ میں تیل یا موم بتی خرید کر کھانا چاڑے کے دونوں میں کبھی شاد و نواؤ ہی ایسا ہوا ہے کہ آگ کے سوا مجھے کوئی اور روشنی نصیب ہوئی ہو اور وہ آگ بھی جب ملتی جب میری باری آتی۔ تم میرے اس فارو ملک کی تحقیر نہ کرنا جو مجھے کبھی کسی دشمنی، ظلم و کاذب کے لیے دینا پڑتا تھا، آٹ، وہ فارو ملک تو میرے لیے ایک فخر کثیر تھا مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ نہ معلوم کن کن تدبیروں سے تمام ضروری اشیاءات کے بعد میں نے ایک جگہ کو نصیب پائی، بچا تھا کہ مجھے وقت بچھلی لڑکا، لیکن رات کو جب میں نے کپڑے اتارے ہیں اور اس وقت مارے ہو کہ کے میرا بہ حال تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ نصیب پتی بھی نہیں لگائی میں نے اپنے شمع کو چادر سے دو حنا لیا اور جوتی کی طرح روٹنے لگا۔ اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ باوصف ان مشکلات و موافقات کے میں نے اس کام کا مقابل کیا اور اس پر فخر جانی تو میرے دنیا میں کوئی فوجاں، وہی کسی کام کے نہ کرنے پر کوئی ہندو پیش کر سکتا ہے۔ دیکھو کا بٹ (Cobbett) سے پاس پیسہ نہ تھا مگر اس کے پاس قوت و محنت تھی۔ لیکن کہتا ہے کہ بہت سے لوگ نہ تو اپنی دولت کو سمجھتے ہیں اور نہ قوت کو اول الذکر سے وہ ایسی بڑی باتیں وابستہ کر لیتے ہیں جو ان کو نہ چاہئیں۔ اور نوزائید کرے جتنا چاہتے اس سے کم امیدیں وابستہ کیا کرتے ہیں، عموماً نفس و دنیا نفس انسان کو خود اپنے ہی وصف سے پانی پنا اور اپنی ہی پیدا کی بولی مٹی بولی کھانا سکھاتے ہیں یہ دونوں خوبیاں انسان کو محنت کرنا اور ان چیزوں کو جو اس کے سپرد کی گئی ہیں جائز طور پر صرف کرنا سکھاتی ہیں۔

پھر انسان سے کہا کرتی ہے کہ کام کر، ہر گھڑی کام کر، اجرت ملے پانچلے، میں دیکھ کہ تو کام کر ہاں یقین رکھنا کہ تو انجام سے پر نہیں سکتا، تیرا کام نازک ہو جاتا ہے تو کھیت لگانے یا نہ میہ شادی کرے، مگر ہاں کام ایسا نڈاری سے اور اطمینان طلب کے موافق کیا گیا جو تو تو انجام کا سستی ہے۔ اس کی مطلق پرواہ نہیں کہ تم کتنی مرتبہ شکست

کھاتے ہو۔ تم تو آخر میں فتح ہونے کے لیے پیدا کیے گئے ہو کسی چیز کے خوش اسلوبی سے انجام پانے کا انجام ہی ہے کہ وہ کام انجام پائی۔ کابل کی کو آرام نہیں کہا کرتے، یہ تو کام سے بھی زیادہ تھکا دینے والی چیز ہے، آدمیوں میں ایک ضرب المثل ہے جس کا منہم یہ ہے کہ جب تمہارے پاس کچھ بھی کرنے کو نہ ہو تو اس وقت آرام کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی محنت نہ کرو تو کچھ غیر محنت نہیں کیا کرتی، جو کچھ بھی محنت سے کر لیا جاتا ہے جلدت جاتا ہے۔ سوئٹزر لینڈ میں جو لوگ پہاڑوں کی سیر کو جاتے ہیں تو وہاں سے کہ رہنا اور ہر سب سے پہلی نصیحت یہی کرتے ہیں اور اسی نصیحت کو اکثر دہراتے رہتے ہیں کہ ”آہستہ آہستہ“ اور اطمینان سے، نہ قوت بزم ملو، اور نہ بہت سستی کے کام لو“ زندگی میں بھی ترقی کا بڑا راز یہی ہے کہ نہ کبھی محنت کرو اور نہ سہل انتشاری سے کام لو۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنی جد بڑی سے کچھ وقت بچالیں گے یہ بڑی غلطی ہے۔ پھر قی سے کام کرنا۔ سیدہ بات ہے۔ لیکن کسی کام کو اچھی طرح سے کرنا زیادہ ضروری ہے۔ جیسے اس نے کہ وہ کام محنت سے کیا جائے اور خراب کیا جائے۔ اس پر اس آخر وہ کام کی طرف دیکھو تو معلوم ہو جائیگا کہ اگر وہ بیتہ گئی سے محنت میں ہو جائے تو کس زیادہ تھکا دے والا اور بدگراں ہو جاتا ہے۔ بہتیت اس کے کہ وہ کچھ کام نہ پختی اطمینان باقاعدگی، بلاشبہ شخص نہ انجام پائے محبت نہ صرف کام ہی بلکہ نایاب کام ہے بلکہ زندگی کو جو برادرہ رہتی ہے نہ سخت محنت کرو لیکن سہل پکار نہ چوہ۔ اور شباب کاری کو دیکھا نہ اور۔

محنت نہ کرو، ایسا نہ کہ دنیا کی رفتار کو کسی دیت، ہم ہی وجہ سے نہ ہونے پڑے ہیں نہیں کیا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم سب سچے ہائے، ثواب فوراً نہ ملے پھر پوچھ کے نہ پھرنا اپنی قوت کا اندازہ کر لو۔ اگر بہت ترہ گئے تو ایک بار پروا نہ کام کی، نہ فی سادہ اسلوب میں بھی نہ ہو سکتی۔

استقلال ایک مدبر کے لیے منزلہ و مارت کے ہے وہ ایک سپاہی کی خواہ۔ ہوا۔ ایک موجد کی کامیابی کا راز۔ ملکہ و کونکر یہ صفات تاریخ میں کتنی مشہور کیوں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں بہت سے اوصاف تھے۔ لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ محنت سے کبھی ہٹے نہیں موزنی تھی ایک مرتبہ کسی نے اس کو کھلیجا تھا کہ ”صاف کیجیے گا میں آپ کو ایک تکلیف دے رہا ہوں“ اس نے جواب میں یہ لکھا کہ میرے پاسیے تکلیف کا لفظ نہ استعمال کیا کرو۔ مجھے صرف آغا بیا ویا رو کہ فلاں کام کرنا ہے، اور اسے کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے، میں سے المقدور اسے مزہ کر دینی ہے پس زندگی میں تمہارے جو کچھ بھی فراموش ہوں جو کچھ بھی کاروبار میں انگو اس خوش اسلوبی سے انجام دو جس انتہائی خوش اسلوبی سے وہ انجام پاسکتے ہیں۔

ڈیوگ آف ونگلش کی کامیابی کی بڑی وجہ جہاں اس کا ایک کامیاب سپ سالار ہونا ہے وہاں قریب قریب اس کا کاروباری آدمی جو نہ بھی ہے، وہ سادہ رسد کی جزئیات تک کو بڑی وجہ سے دیکھتا تھا۔ اس کے گھوڑوں کے سامنے کافی سے زیادہ گھاس پڑی رہا کرتی، اس کی فنی کے پاس گم کپڑے جوتے اور اچھے کھانے کی فراہم تھی۔ شفقت تو پنا

انعام خود ہی لاتی ہے۔ کوئٹہ ہندوستان کا مغربی راستہ دریافت کرنے کے لئے  
نکلنے ہے۔ مگر مرہٹوں کا اکتشاف ہوتا ہے اور جیسا کہ گئے کہتا ہے۔ سال اپنے  
باب کے گدھے دو ہونے چکے تھے مگر اس کو سلطنت مل جاتی ہے۔  
زینکھن آتا ہے کسی کام کے کرنے کا راہ وہیشہ کر لیا کرو اور پھر جس بات کا راہ  
کر لیا کرو وہ کر کے رہا کرو۔

بسی کسی یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ محنت کرنے کے بجائے غیر معمولی مدافعتی وقت  
کام دے جا کر کرتی ہے۔ جتنے اُن لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے جنہوں نے اپنے  
کام کا ابتدائی زمانہ تو سستی و کاہلی میں کاٹ دیا اور آخر وقت میں تھوڑے  
ہی دنوں محنت کر کے اپنے سروں پر تھکے کپڑے باندھ کر بڑا اور بڑی بڑی سنیوں  
جہاں صبر کریں۔ لیکن تم یقین کرو کہ آگے چلے اس تھکے کپڑے کی اُن کو بڑی گراں  
بیماری دینی پڑی ہے (یعنی اُن کی صحت پر اس ناگہانی جانکشی کا بڑا اثر ہے) اور اگر  
تھکے ہوئے دیر کے لیے اُن کی کامیابی تسلیم ہی کر لی جائے تو بھی آخر کار اُن کی محنت کو کوئی ہی بڑی  
بہت سے بڑے بڑے لوگوں کے طالب علمی کا زمانہ اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اُن کی  
کامیابی کا راز جانکشی ہے نہ بالائی و پوشیدہ کاری۔ ونگٹن، نیوٹن، لارڈ کلاؤ  
ٹائٹل، اور تھووالٹر اسکاٹ وغیرہ شہسب کے سب سب فنی و فنیوں سے تھے  
اس میں شک نہیں کہ بعض لوگوں کو عطیات قدرت سے نسبتاً زیادہ حصہ ملا تھا  
مگر ذرا غور سے دیکھ کر وہ زندگی میں قدم زن ہوتے ہیں جن میں  
سے ایک نہایت شاندار قابلیتیں کھتا ہے کہ وہ لاپرواہ، کاہلی، سستی، اور  
دوسرا آہستہ رو لیکن خیر دار و با اصولی، تمیز دہی ویریں دیکھ لو گے کہ یہ بہتر  
اُس شاندار بیوقوفوں والے کو بہت پیچھے چھوڑ دیا اور اس طرح اُن دونوں میں بڑا  
تفاصلہ ہو جائیگا۔ جانکشی بالائی و فنی قابلیت کے نسبتاً اُس وہی قابلیت سے جس کے  
ساتھ جانکشی نہ ہو زیادہ سود مند و مفید ہے۔ جانکشی و کیرکڑ کی کمی سے جو نقصان  
واقع ہو سکتا ہے اُن کا دنیویہ نہ تو مواقع زندگی میں کسی تعویذ سے ہو سکتا ہے  
نہ چالاکی سے نہ ذہن و دستوں سے اور نہ قابو یافتہ رشتہ داروں سے۔  
ایک دن لیکن کے ایک پادری کے پاس جو بڑا مدبر بھی تھا اُس کا ایک  
بھائی آیا جو بڑا اکابر تھا اور کھنے لگا کہ تم پیچھے بڑا آدمی بنا دو یا دوسرے جواب  
دیا کہ اگر تمہارا ہل ٹوٹ گیا ہو تو میں اُس کی مرمت کی اجازت دے سکتا ہوں، اگر  
بیل مر گیا ہو تو میں تمہارے لیے دوسرا بیل خرید سکتا ہوں، لیکن تم کو بڑا آدمی بنانا  
میرے اختیار سے باہر ہے یہ صرف تمہارے ہی میں کی بات ہے میں نے تم کو ایک  
کھیت جو تنے والا یا پھا اور وہی کھیت جو تنے والا میں تم کو چھوڑ دیا تھا۔  
اپنے کام کو ایک غیر دلچسپ فرض نہ خیال کیا کرو، تم اگر چاہو تو اسے دلچسپ بنا  
سکتے ہو، اُس میں ہی لگاؤ، اُس کے معانی و مطالب پر عادی ہو جاؤ، اُس کی گردش

تاریخ اور تمام اسباب و علل کا پتہ لگاؤ، اُس کے تمام پہلوؤں پر غور کرو، اُو  
یہ دیکھو کہ آیا اُس کے کھتے پہلو ہو سکتے ہیں، تم کو معلوم ہو گا کہ معمولی سے معمولی  
محنت بھی مفید ہوتی ہے۔ اور ہمارے فرض میں مشکل سے کوئی فرض ایسا  
نکلیا جائے جس پر ہم جوش و سرور کے ساتھ نگاہ نہ کر سکیں۔ تم رفتہ رفتہ اپنے کام سے محبت  
کرتے گئے، اگر کسی کام کو ہنسی خوشی کر دو وہ بہ سہولت انجام پا جائیگا۔  
یہ ایسا بہت بڑا سوال ہے کہ عین کے لیے کتنا وقت دینا چاہیے۔ پھر خود  
اس کو طے کر دو کسی کو زیادہ وقت کی ضرورت ہو کر تی ہے اور کسی کو کم کی۔ میں  
سمجھتا ہوں کہ جتنا وقت بچ رہا ہے اُس کا کم کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔ جو  
کچھ بھی وقت عین میں صرف ہوتا ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ضائع ہو رہا ہے، جیسا  
وقت کو یہ خوب تر و تازہ کرتی ہے، بعض لوگ کہتے ہیں جو گھنٹے سو بچا ہے  
بعض کہتے ہیں سات، لیکن میرے نزدیک نہ چھ نہ سات، ہم کو اتنی دیر سو بچا ہے  
کہ جب ہم اُنھیں تو تروتازہ ہوں نہ کہ اسرودہ و چرمزدہ۔

حیثیت کے دنوں میں وہ مشکل جس سے جی و ذہن میں پڑا ہے، بڑا آسان  
ہے، زندگی کی شاندار ہی میں ہے کہ آدمی کو کہے کہ اُسے کسی شے سے محبت ہو اور  
اُس کے ہلوں میں کچھ اسیدیں چھپا دیں۔ ہم میں سے بہت سے لوگ اپنی محنت  
کے اوقات میں خواہ مخواہ بھی غیر ضروری تفکرات و بے بنیاد فحش سے اپنے آپ کو  
دکھ دیا کرتے ہیں۔ تم اپنے آپ کو ہمیشہ شہمک رہو، تم کو معلوم ہو جائیگا کہ کام سے  
جو سکون نصیب ہو کر تاہم وہ غم کرنے سے نہیں ملتا کہ۔

اُن ایک بات اور بھی ہے جہاں تک جو سکے پھر کے ساتھ ساتھ کام کرو کہ اُن کے  
حالات۔ اگر ممکن ہو تو دریا کے بہاؤ کے خلاف کشتی نہ چلاؤ لیکن اگر مجبور ہو جاؤ تو پھر  
نہیں چلاؤ اور ضرور چلاؤ، پھر اُس وقت چٹانیں چاہیے۔ لیکن اگر ہم پچھلے  
نہ کریں تو گھوٹا ہی چھوٹا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کرے جیسے موافق ہی ہو گا۔

جو کیفیت اُس قوم کی ہے جو پھر سے بلند و بالا ہے بالکل دی جان بھرا بھی ہے  
کہ جس کی نے ایک قانون قدرت تو اُو تو وہ تمام قوانین قدرت توڑنے کا مجرم  
قرار دیا جاتا ہو، معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات اُس کے خلاف ہے جو کہی اور قدرت اپنے  
لائو اور دھنکی قوتوں کے ساتھ اُس سے اور اُس کی آنے والی سن سے انتقام لینے  
پڑا وہ ہو جاتی ہے اور اس غریب کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ یہ قدم کب اور کہاں چھوٹا  
بھٹان اسکے جو شخص دل ہو جان سے تو اُس قدرت کی فرمانبرداری کرتا ہے یا نہیں  
فلاح و بہبود کیلئے سرگرم کار ہو جاتی ہیں اُس کے اور قوانین قدرت کے دھماکے و مصلحت ہو  
جاتی ہے سو پورے انکی مدد کرتا ہے پونے نیچے زمین اُس کے ساتھ دینی ہے کیونکہ وہ انسان کا  
فرمانبردار ہے جسے نوح و خاں دونوں کو یہ الیا اور جسے اُن کو الیا یہ قانون خدا یا جو بھی واث  
نہیں سمجھا۔  
(لارڈ ایوری (ماخوذ)

معاذین اسوہ حسنہ نے توسیع اشاعت کی جانب توجہ مبذول فرمائی کم کر دی ہے۔ حالانکہ آج کل  
اُن کی اعانت و امداد اور ہمدردی و سرپرستی کی محنت ضرورت ہے۔ مینیجر

عصمت

جیسے ناہذب اور معقول بوجھ و نگہد امیب سے جو نیک ہیں۔ اور جنس غلو کر کے اکثر لوگ اپنی جسمانی قوتوں اور طاقتوں کو بر باد کر کے خدا رسیدہ لگاتے ہیں۔ سلام اس کو ہرگز لین نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ خدا رحمن کی نگاہ غلط انسان کے دل کے ایک نقطہ پر چوتی ہے۔ جسے وہ دیکھتا ہے اور جاننے کے اس کے اندر کس قدر ہلکی محبت اور اس کا عشق بھرا ہوا ہے۔ اسی لیے اس کی طرف پہنچنے اور اس کی خاصیت حاصل کرنے کے لیے ایسی مصیبتوں اور مشقتوں کی ضرورت نہیں۔ جو انسان کے دل پر اعلیٰ کو بیکار اور مختار کر دیں۔ بلکہ یہاں دل بہار و دوست بگاڑ ہے۔ اور جس دل میں محبت اور عشق ہے اس کو ایسی اعلیٰ جسمانی مشقتوں اور ریاضتوں کی ضرورت نہیں۔ جو انسان کے لیے اور اس کی اولاد و بیوی اور رشتہ داروں کے لیے باعث آزار ہے۔ دل آزادی ہوں۔ وہ دلوں کا مالک خدا اس سے واقف ہے اور خود جانتا ہے کہ اس کی خاطر اس کا محبوب اپنے دل کی خوشی سے ہر صورت تکلیف کو برداشت کر لے گا۔ اس لیے یہ ضروری نہیں کہ انسان خواہ غواۃ غتہ شقیں کر کے اپنی محبت کا اندازہ ہر وقت کی خاطر باغی کر لے۔ ضرورت نہیں۔ رہتا ہے جس میں دیکھتے ہیں کہ نبیؐ کا ہر کام جملہ مکان میں کہ ہر روز نبیؐ تکلیف اٹھاتا تھا۔ جو کام وہ کرنا چاہتا تھا ایک معزز شخص استہدہ ہم نہیں کر سکتا اگر ہم اپنی غلط فہمی اور نادانی سے اپنے دنیا دار اہل باب

لَقَدْ كَانَ قَصَصُهُ عَزِيزًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

بے شک عقل والوں کے لیے ان لوگوں کے حالات میں (بڑی) عبرت ہے

# تذکرۃ السلف

## حضرت عمرؓ کی خدا ترسی

تادمہ ایک یہ کمال ہے عمر فاروق نے  
دودھ بچوں کا نہ چھوٹے جیکل کی ٹیکو شیم  
اس غرض سے اپنے پیچھے کا جھڑائی ہوں میں دلو  
میں کے یہ طاری ہوئی حضرت یہ وقت خوف  
جان کئے بچوں کی لی ہوئی میرے حکم نے  
گھر پاتے ہی سنا دی یہ کرا دی شہر میں  
پیدا ہوئے ہی قطعہ سارے بچے پائینے  
جوڑوں پر کستے تھے شفقت اور بڑے تھے  
فلسفی اب وہ خدا ترسی کا مایہ پروردی  
تھا یہ سب کچھ اُس نے ہی توفیق محبت کا اثر  
ترجمی اُس نے عرب کے رکھو قدموں پر قدم  
کھتے ہیں سب جیکل جس کو امیر المومنین  
اُن کو بیت المال سے روزیہ مل سکتا ہیں  
بھوک سے بیتاب ہو کر روتا ہوا اندو گئیں  
دل میں یہ کہتے ہوئے کٹے وہ گریبان خزین  
کیا کوٹھا رہا ہے اپنے گروہی پرستش کہیں  
ہو گیا منوع وہ حکم امیر المومنین  
یاد رکھو قیاد کچھ دودھ چھیننے کی نہیں  
تھا بزرگانِ ملت کا بس ہی حصن حصین  
تھوٹنے سے بھی نہیں مل سکتی بالائے میں  
جسکے اوسنے اخلاص درگاہ تھے روح الامیں  
فلسفی کی نصیحت خوب کرو دلنشین

حضرت فاروقؓ کا عظیم نائب خیر الوری  
انکے عہدِ سعادت میں گزرا ہوا اک واحد  
ذکر ہے ایک مرتبہ پردیسیوں کا قافلہ  
تھار عاید کی خبر گیری کا از حد اتمام  
گوش شنو آؤ یہ دنیا سے تھی مصروف گشت  
بھاگے دیکھا رو رہا ہے ایک طفل شیر خوار  
پوچھا ماں سے تو نے بچہ کو کوار کھا جو کیوں  
کر کے تنبیہ مادر نامہرباں کو وہ چلے  
دیکھا بچہ کو اُسی صورت سے مصروف کجا  
سخت برہم ہو کے حضرت ماں سے فرما دیا  
بیتیں سب نکرو دیا یہ غمزہ ماں نے جواب

## امام حنبل

### ولادت ۱۹۷ھ وفات ۲۴۱ھ

اس لیے ابو حنیفہؒ کی شہرت اور بڑھی۔ جو لوگ حنفی ہیں وہ ابو حنیفہ کے جہا  
کے قائل ہیں اور جہاں امام ابو یوسف اور امام محمد کا اتفاق آرا امام ابو حنیفہ  
کے خلاف ہوتا ہے وہاں امامین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کی رائے مانی  
جاتی ہے۔ اور یاد ہو اس کے ان تینوں کے مقلدین اپنے آپ کو حنفی کہتے  
ہیں۔ بعد امام ابو حنیفہ کے امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام مالک نے اپنے  
اُستاد سے اتنا زائد اختلاف کیا کہ وہ دوسرے امام قرار پا گئے۔ اسی طرح  
امام مالک کے شاگرد امام شافعی اپنے اُستاد سے بھی بڑھ گئے۔ اور امام  
شافعی کے شاگرد امام حنبل نے بھی جہادِ امامت پایا۔ یعنی ابو حنیفہ سے

امام احمد بن محمد بن حنبل اہل سنت و جماعت میں چوتھے امام فقہ مجھے بتا  
ہیں یہ امام شافعی کے شاگرد تھے اور بڑے ذی علم متقی اور متوکل تھے اور متوکل  
بھی ایسے کہ لوگوں کے گناہ نہا مخالف سے انکار کرتے تھے۔

سکے پہلے امام ابو حنیفہؒ نے اس ضرورت کا احساس کیا کہ قرآن اور سنت  
کے موافق ایک مجموعہ قانون بنایا جائے تاکہ اختلاف آرا قوم میں پیدا نہ ہو  
اور نہ غلط مسائل کی اشاعت ہونے پائے۔ آپ کے اس خیال کی تائید آئمہ  
جیکر دربار خلافت سے بھی ہوئی۔ آپ کے دو شاگرد امام ابو یوسف اور امام  
محمد آپ کے مددگار تھے۔ امام ابو یوسف بغداد کے قاضی القضاۃ قرار پائے



لیکھو امام حنبلی تک شاگردوں نے اپنے استادوں کی راہوں سے جو اختلافات کیے انہیں قوم نے منظور کیا اور سلطنت نے جس کا کام ہے قانون بنانا ان ائمہ کی علیٰ خدمتوں کو تسلیم کیا۔ اس کے بعد عربوں کی سلطنت میں ضعف شروع ہوا اور دیگر اقوام کے مسلمان بادشاہوں نے یہ جرأت نہ کی کہ علماء وقت کی حوصلہ افزائی کریں اس لیے اجتہاد امام حنبلی پر ختم ہو گیا۔ لیکن ایسا نہ ہوتا تو اچھا ہوتا۔ ائمہ کا اختلاف آراء، بعینہ حجاز، انیکورٹ کے اختلافات آراء سے مشابہ ہے۔ جدید نظائر قدیم نظائر سے زائد تر صحیح ہوتے ہیں امام مالک نے اہم ابو حنیفہ کے مکتوبات کی نقل ثانی کی اور امام شافعی نے امام مالک کے مسائل کی نقل ثانی کی، امام حنبلی نے گویا تینوں ائمہ سابق کے مدون مسائل فقہ کی نقل ثانی کی۔ ان ائمہ کو محض تحقیق حق کی فکر تھی۔ اپنے استدلال کے بارے میں سے وہ کبھی اپنے آپ کو سبکدوش نہیں سمجھتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی بھی حنبلی تھے۔ گو ان کے فتاویٰ شافعی اور حنبلی دونوں طریقوں پر تقریباً ضرورت زمانہ و حالات طالبان فتوے جاری ہوتے تھے۔ امام حنبلی کے پیرواب کم ہیں لیکن اس سے ان کی حقیقات فقہ کی بے دقری نہیں ہو سکتی۔ ایک زمانہ میں شافعی و مہر کو یہ احتمال پیدا ہوا کہ ان چار اماموں کے مقلد باہمی تعصبات کی بنیادیں قائم کریں اس لیے اپنے اپنے خانہ کعبہ کے چاروں طرف چار مصلیٰ چاروں فرقوں کے لیے قائم کر دیے جنہیں گو امام نماز تو چار مختلف فرقوں کے ہوتے تھے لیکن مقصدیوں میں تقریباً ہوتی تھی یہی دستور اب تک قائم ہے۔ اس طرح ان چاروں فرقوں میں اتحاد و تعامل ہوا لیکن آئندہ اجتہاد کا سبب باب ہو گیا اور پیغمبر خدا نے مسائل اسلام کے متعلق جس آزادی خیالات کا دروازہ مفتوح رکھا تھا وہ مسدود ہو گیا۔

اُس زمانہ میں شیعہ سُنی میں یہ تفریق نہ تھی جو اب ہے اور نہ شیعوں کی فتنہ گردانہ قدون ہوئی تھی ورنہ شاید ان کا بھی ایک مصلیٰ کسی ایک مصلیٰ کی جگہ پر قائم ہو جاتا اور ایسا ہو گا تو کیا اچھا ہو گا کہ نفاق باہمی کا سبب باب ہو جاتا اور اس نتیجہ تک حالت نہ پہنچے کہ ایک دوسرے کو ناسی اور اپنے آپ کو ناجی سمجھیں اب بھی اگر علماء جاد اسلام شفق ہو کر مالکی اور حنبلی مصلیٰ ایک سمت میں کر کے شیعوں کو بھی ایک مصلیٰ قائم کروں تو شیعوں اور حنبلیوں کے اختلافات جلتے رہیں امام حنبلی کی والدہ حرا سے بغداد آئیں اور یہیں امام حنبلی پیدا ہوئے۔ یہ حالت شیرخواری میں یہ ماں کے ساتھ بغداد آئے۔ مسئلہ خلق و توفیق کے متعلق انہوں نے جواب شافعی خلیفہ وقت کو نہ دیا اس لیے یہ بھی مسئلہ ہمارے میں قید کیے گئے اور ۲۸ روز تک خانہ میں رہے اور سات روز تک بیمار ہو کر فوت کر گئے۔ قرآن کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کی بحث مامون الرشید نے قاضی احمد بن داؤد معمر کہ کی ایسا سے پیدا کی تھی۔ حالات شکر حیرت ہوتا ہے کہ مامون الرشید ایسے ہوشیار و فطیہ کے زمانہ میں ایسی لاطائل بحث پر بہت سے علماء کرام کو قید کیے ہوئے اور جانیں تلف ہوئیں علماء قرآن کو غیر مخلوق، ابو حنیفہ مخلوق کہتا تھا لفظی بحث تھی ورنہ خدا کے خالق مطلق ہونے میں کسی کو کلام نہ تھا لیکن ہے کہ علیٰ مصلحتیں بھی پردہ میں رہی ہوں۔ مامون الرشید نے امام حنبلی کو طلب کیا تھا مگر ان کے پیچھے کے قبل و عہد چکا تھا۔ اور امام کی قید کا حکم اُس کے بیٹے خلیفہ مستقیم نے دیا تھا۔ جو اپنے باپ کا ہم خیال یا اُس کے حکم کا نافذ کرنے والا تھا۔

ابو الفضل محمد احسان الشیبانی

## بہتری عمل ہے نصیحت عمل سے کہ

(از چودھری داورام صاحب کوثری نصیحت نامہ ری ضلع حصار)

مفسر عمر تھے اور تھا اُلع چڑھا ہوا  
ہر چند تھے ٹھکے ہوئے لیکن پیادہ لٹو  
چرخے کا پیر ہیں ہمت کہ پیوند تھے ہزار  
ناروق کا مدار نے اُموقت یوں کہا  
یہ دیکھ کر عمل جو دلوں پر اثر ہوا  
اس حال میں حضور کو دیکھنا قدم تھے  
چھوڑنا عدل ہفتہ ذی قضا تھے  
عش عش کیا خلیفہ پر اک اشد ہام نے  
ہم کو یہی سکھا یہ خیر الانا نام نے  
لکھ پڑھا جی کا گروہ عوام نے

یہ رو شکر کی راہ کو ایک یہ یاد ہے  
پہلے جو نصف طہ چوٹی آفتابے بس کہا  
اُلع چڑھا جناب عمر تیجے آگئے  
یوں چڑھتے اور اُترتے کیا کڑوہ سبیر  
چڑھنے کی باری اُگڑنے کی تھی مروت  
یعنی کیا جو کچھ سپاہ تمام نے  
چوڑی نکیل اونٹ کی نوز غلام نے  
بڑی ہمارا عادل عالی مقام نے  
تھے کہ پیچھے بیت مقدس کے سامنے  
پیدل عمر تھے ناز کیا کردگام نے

بہتری عمل ہے دیابت عمل سے کہ  
ہم کوثری کہیں گے مجھ کا درالکلام  
جیسے کیا تھا شیخ عدالت مرام نے  
سوسو اُتر دیکھا سے ترسے ایک کلام نے

یہ رو شکر میں فوج طہریج جب گئی پڑ  
سب نے کہا کرتے ہیں پیچھے امیر ملک  
پوچھا خلیفہ کون پڑ؟ یا بل شام پڑ  
یہ سن کے اُٹھ رکھا خاص و عام نے

فاظین اسوہ حسنہ کو اسوہ حسنہ کی توسیع اشاعت کیلئے کوشش ہمارے ہمارے

۱۱ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ اُلع حضرت عمر کا مشہور نظام ۱۳

جلد ۴

رسالہ اسوہ نمبر بابت ماہ جون جولائی ۱۹۱۶ء

نمبر ۳۵ و ۳۶

عذرخواہی

تبصرہ

نئی کتابیں - ارض القرآن جلد ۱

انتساب الامم جلد ۲

معارف القرآن

لیڈروں کے فرائض - جناب مولوی خواجہ عبدالحق صاحب دارالافتاء

۲۱۹

فہرست شاعری اور انشاء شہرہ رازی - مانوڑ

۲۱۵

تعلیم الاسلام

علم و اسلام - جناب مولوی عبدالحق صاحب کتب خانہ

۲۱۷

اصول اخلاق و ایمان

شہر رمضان - بنیاد البرکات مولوی عبدالحق صاحب دارالافتاء

۲۹۶

حکمت و مواعظ

عزم بالجزم - مولانا محمد حسن صاحب تحریر تھانہ کبیر گم پور

۲۱۱

مذاکرہ و مناظرہ

البطلان التقدیر - جناب مولوی سید محمد باون مستانی گئی پوری مولانا محمد حسن صاحب

۳۰۴

فلسفہ جذبات

علم النفس کا نام ہی نام سنتے تھے مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے۔ کمالا کرمیہ نفسیات جیسے مشکل دماغی موضوع کو پانی کر کے بہا دیا۔ زبان اردو میں کتاب نعمت غیر مترقبہ کی رنگائی اور جلد نگائی۔ دماغی سوتوں سے علمی روشنی کی تیز روش آسنے لگی تو جودل چاہے سو کیسے۔ قیمت (۱۰۰)

فلسفہ تعلیم

تعلیم ہر برکت اسپنسز کی سرکار کتاب ایجوکیشن کا ترجمہ جو عقلی، اخلاقی اور جسمانی تعلیم کے قابل عملی ترین اصول پر ہے۔

گناہ عظیم ہو گا

اگر کوئی صاحبِ ولاد اسکا مطالعہ نہ کریں، اور اپنے بچوں کی تعلیم نہ دیتے ہیں اس انمول کتاب کو چراغِ ہدایت نہ بنائیں۔

ترجمہ خواجہ غلام الحسین بی۔ اے۔ علیگ۔ حجم چار صفحے۔ قیمت (۱۰۰)

مطبوعات نجف کے متعلق تمام مرسلات بنام بہتم صاحب دارالانشاء نجف شریفی از رو کثرت سید حسین علی کاکلہ ہو چاہئے

الذی

چاند کے متعلق نئی تحقیقات، نظام شمسی، توانین حرکت سکون کا دلکھن بیان علم ہیئت پر زباں اردو میں بے نظیر کتاب ہے۔

مؤلف مولوی راحت حسین صاحب بنگلہ پوری بی۔ اے۔

قیمت (۸۰)

پولین اعظم

سیرتین سی ایت کی مشہور عالم تصنیف کا اردو ترجمہ

اس اولوالعزم سپہ سالار فاتح اعظم اور بیدار مغز تاجدار کے رزم و بزم سیاست و تدبیر علم و فضل، تہاری و جباری، گرم و گرم کا ایک لکھن اور ملاوڑ مرقع ہے اور لطف ہے کہ کورنڈہ ندری و بیجا نہ مست پاک و صاف ہے۔ اس کے پڑنے سے طبیعت میں جوشِ دل میں آئینہ پیدا ہوتا ہے۔ اور بے انتہا سبق آموز ہر جہت پر جلدوں میں ہر ضخامت سے اور ہزار صفحے۔ قیمت جلد اول ۱۰۰۔ جلد دوم ۱۰۰

جلد سوم ۱۰۰۔ جلد چارم ۱۰۰۔ جلد پنجم ۱۰۰۔ جلد ششم ۱۰۰

مطبوعات نجف کے متعلق تمام مرسلات بنام بہتم صاحب دارالانشاء نجف شریفی از رو کثرت سید حسین علی کاکلہ ہو چاہئے





لیکن اگست ۱۹۷۱ء کو صدر شاہد اعلیٰ کے رسالوں کا شائع ہوا اس بے سود بھی ہے اور ناگن بھی۔ اسلئے یہ طے کیا گیا ہے کہ پانچویں جلد کا آغاز جولائی ۱۹۷۱ء کے جنوری ۱۹۷۱ء سے ہو۔ اور جنوری کا پہلا چوتھ جلد تیار کر کے جنوری کے پہلے ہفتہ تک ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ آئندہ اسوہ حسنہ کی اشاعت میں تاخیر نہ کی جائے اور اسکا پابند وقت بنائے کیلئے اب اس کے سوا اور کوئی سبیل نہیں رہی ہو تو خدا کو دعا کرنا اختیار کی گئی۔ خدا کرے کارگزار ثابت ہو اور آئندہ اپنے معاونین سے ہم کو مشورہ مندہ نہ ہونا پڑے۔

آئندہ کے اشتقاق بعض تجربہ کار احباب کی رائے سے جو جلد یا انتظام اسوہ حسنہ کو زیادہ کفایت شعاری و عاقبت بینی کے ساتھ چلانے کا کیا گیا ہے اس سے امید تو جوتی ہے کہ غالباً اب اس قسم کی خدشہ خیز شائیں نہ آئیں مگر حقیقت یہ ہے کہ جب تک رسالہ کی مالی حالت درست اور ان کی آمدنی اخراجات کیلئے کافی دوائی نہ ہو جائے اس وقت تک ہم اس کی طرف سے کامل اطمینان نہیں ہو سکتا اور نہ ہم اپنے ناظرین کو اس معاملہ میں مکمل اطمینان دے سکتے ہیں کہ وہ اسوہ حسنہ کو بھی مالی اعتبار سے کامیاب رہیں گی یا شاکر کریں۔ جہاں تک ممکن ہو گا ہم اسوہ حسنہ کو قائم رکھنے اور وقت پر شائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر پھر بھی کامیابی ہمارے بس کی چیز نہیں ہے تمام اسباب کامیابی کے موافق بنائے کیلئے ہمارے علاوہ اوروں کی بھی کوششیں درکار ہیں جن حضرات کو ہمارے ساتھ حصہ تجارتنی اعلق ہے وہ تو غالباً ان منظور کو پڑھ کر اور آئندہ اسوہ حسنہ کی اعانت کو تاجرانہ مال از لشی کے خلاف سمجھ کر اس کی خریداری ترک کر دینا ہی مناسب سمجھیں گے۔ مگر وہ حضرات جو اسوہ حسنہ کو اس کی خدمات سابقہ کی بنا پر مستحق اعانت سمجھتے ہیں ایک ایسے نادر زمانہ میں جبکہ ہر چار طرف سے رسالہ پر مصائب و مشکلات کا غمزدہ ہو رہا ہے اسلئے اس کی ادوار و دشگیری کو اور زیادہ ضروری تصور فرمایا جائے اور کم از کم تو سبب اشاعت یعنی اسوہ حسنہ کیلئے جہد و خریدار ہوتا کرنے میں تمام ممکن ذرائع سے کام لیکر رسالہ کو اس قابل بنادینگے کہ اس کے چلانے والے بلطینان و فرارغ خاطر اسے کامیابی دیا بندی وقت کے شائع کئے جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر صرف توسیع اشاعت کے متعلق نظریں کرام اپنی ذمہ داریوں کو پورے طہر پر محسوس فرمایا کریں تو باوجود علمی مساعی کی ناقدری دوس ہوسری اور کاغذ و سامان طباعت کی روز افزائی ملک گرائی کے قومی رسائل و اخبارات کو مالی خطرات کی طرف سے بہت کچھ اطمینان حاصل ہو سکتا ہے مگر انہوں نے یہ ہے کہ قومی ہرچوں کے پرچوش شناخراں بھی ایسے ضروری معاملہ میں اکثر لا پرواہی برتتے ہیں اور بعد میں خود ہی نادم ہوتے ہیں۔

اسوہ حسنہ کی عدم اشاعت کے دوران میں ہمیں دوستوں نے ہم پر اپنی ناراضگی و غمی کا اظہار فرمایا ہے۔ گو ان کی بعض جگہائیاں ہمارے لئے تعلیف دہ ہوں۔ تاہم بتاؤ شکایت کے جائز ہونے سے ہم انکار نہیں کر سکتے اور سچا نقطہ نظر سے شکایات مذکور کی حتمی ذمہ داری یقیناً ہم پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اسلئے ہم ان احباب اپنے قصور کی ہادب معافی چاہتے ہیں اور امید ہے کہ وہ بھی اسوہ حسنہ کے مطالعہ سے دوبارہ غلط فہم ہو کر اور ہماری مذکورہ بالا مجبوریوں اور پریشانیوں پر نظر فرما کر کہو معاف کرنے میں پس پیش نہ فرمایا جائے۔ باقی وہ حضرات جنہوں نے ہماری مشکلات پر مطلع ہو کر یا اسوہ حسنہ کی غیر حاضری کو از خود ہماری پریشانیوں پر محمول فرما کر علمی، تحریری یا زبانی جہد و کوشش کا اظہار فرمایا ہے۔ انکا ہم بڑے دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسے ہی دردمند نفوس کی مستقل اعانت و سرپرستی اسوہ حسنہ کے بقا و ترقی کا باعث ہوگی نیز انہیں اللہ خیر العباد۔

آئندہ ہرچہ جو انشاء اللہ جنوری ۱۹۷۱ء کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو جائیگا اور حسب معمول مفید و دلچسپ مضامین سے آراستہ ہو کر نکلیگا۔ پانچویں جلد کو پہلا چوتھ جلد پر بھی جلد کی مکمل فہرست مضامین بھی حسب معمول اسی کے ساتھ شائع کی جائے گی۔ فہرست مضامین کا چوتھ جلد کے ساتھ ہونا نہایت ضروری اور بے حد مفید ثابت ہوا ہے اسلئے ناظرین کو اس پر بھی جلد کے رسالوں کو ابھی جگہ نہ کرائیں اور فہرست مضامین کا انتظار کریں۔

چونکہ جہاں انتظام سالانہ اشاعتوں میں کی میعاد و خریداری اشاعت نہا پر ختم ہو جائے گی۔ لہذا انکی خدمت میں اگلے چار سال ۱۹۷۱ء کی قیمت وصول کرنے کیلئے وی۔ پی۔ ایل ہو گا جو حضرات خریداری جاری رکھنا نہ چاہیں وہ براہ کرم اپنے اس فیصلہ کی اطلاع ایک پیسہ کے کارڈ کے ذریعہ سے فوراً دفتر کو دیدیں۔ تاکہ آئندہ رسالہ انکی خدمت میں وی۔ پی۔ ایل بھیجا جائے۔ وی۔ پی۔ کے دفتر سے روانہ ہوئیگی بعد اسکا بے نیل مرآم واپس آنا ہمارے لئے سخت تکلیف دہ اور نقصان رساں ہوتا ہے۔ کم از کم خریداری ترک کرنے والے حضرات ہم پر قہری عینیت فرمائیں کہ واپس وی۔ پی۔ کی تکلیف و ذریعہ وی۔ پی۔ سے ہیں غلط نہ کریں۔

ہمیں یہ کہ دفتر میں ماضی میں وہ جب رسالہ کی مالی مشکلات تمام ہادی غلاموں واد پریشانیوں پر نظر فرما کر اپنی اعانت و سرپرستی کے سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔

## تبصرہ

### حکایتیں

کی خدمت میں خدمت فرماتے ہیں۔ اور ان تمام حضرات جن کو اس بارے میں خبر ہے کہ وہ اسوہ حسنہ کی خدمت میں آکر اپنی غلطیوں کو بوجھ کر بیان کریں۔

ان کے پڑھنے کیلئے کم از کم تین ماہ کی ضرورت ہے۔ آج کی اشاعت میں چند کتابوں پر سرسری طور پر رائے دینی کر دی گئی ہے۔ اگر یہ رائے ذی ہمارے بعض محترم احباب کی توقعات کے خلاف ہو تو یہ سہہ سہہ کہہ دیں۔ مدد فرمائیے۔

پانی کتب پر بھی انشاء اللہ آئندہ پرچوں میں بتدریج رپو پوکھا جائے گا۔ مگر چونکہ کتاب کی وجہ سے دماغی کام آجکل جہ سے کم ہوتا ہے۔ اسلئے اصل کتابوں پر رپو پوکھنے میں دیر ضرور لگیگی اور شاید رپو پوکھا جی پور سے طور پر روانہ ہو سکے گا۔ پھر بھی ہم اپنے ایک ایسے فرض سے جسکو ہم ہمیشہ بہت اہم سمجھتے ہیں۔ بلا ضرورت انشاء اللہ بے انتہائی ہمیں برتیگیے۔ بشرطیکہ رپو پوکھنے کیلئے لکھنے کے ہم کو پریشان نہ کیا جائے۔

**ارض القرآن** یہ تصانیف تالیف جسکی اشاعت سے مسلمانوں کے ذخیرہ علوم میں

میں ایک نئی قیمت اضافہ ہوا ہے۔ جناب مولوی سید سلیمان صاحب ندوی کی محنت کاوش اور تلاش و تحقیق کا نتیجہ ہے۔

مولوی سید سلیمان صاحب ہائیں شہلی ہونے کا اپنے آپ کو ہر طرح پر اہل ثابت کر چکے ہیں اور انکی تحریرات و تصنیفات علمی العموم اسی تحقیق اور صریح رنگ میں آؤ گئی ہوتی ہیں جس دور آئین میں بعض اقتدارات سے مولانا شہلی مرحوم کا مخصوص حصہ تقابلاً چنانچہ موصوف کی جدید تالیف ارض القرآن بھی اس خصوصیت میں ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ اور ایک مفید و ضروری مقصد کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔

تالیف ارض القرآن کا مقصد مؤلف کے لفظوں میں یہ ہے کہ "بہر تعلیق معلومات قدیمہ و جدیدہ و ارض قرآن و عرب کے حالات قبل القرآن کی اس طرح تحقیق کی جائے کہ قرآن مجید کی صداقت اور معجزات میں کوئی شک نہ رہے۔"

ظہن ازم میں ترقی عقل و تمدن کے ساتھ ساتھ بیاد صداقت قرآن میں بھی تبدیلیاں آتی ہیں۔ ایک زمانہ میں بعض فصاحت و بلاغت صداقت قرآن کی تین و حکم دلیل بھی جاتی تھی۔ اسلئے بعد قرآن کے تعلیم کردہ عقائد و اصول کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری کیا گیا۔ اور حکم کلام کی بنیاد پر ہی۔ پھر وہ زمانہ آیا کہ ہر دوسرا ہائے مذکور کو مؤلف کے اس اس کے ثبوت کا مطالبہ کیا گیا کہ قرآن کے فردی احکام اور مجموعی تعلیم ترقی معاشرت و تمدن یا راج اور جدید قرین اصول و حقوق و مساوات کے منافی نہیں ہے۔ جب اس بارے میں بھی معترضین کی نشانی کر دی گئی تو ایک نیا سلسلہ اعتراضات اس بنیاد پر اٹھایا گیا کہ جدید علوم طبعیہ و ریاضیہ وغیرہ کی وہ سے قرآن حکیم کی بعض آیات و نحو و اشارہ محض جو توحید پر مبنی ہیں۔ چنانچہ اس میں ایک اہم اصولی اعتراض جو اور بہت سے اعتراضات کا مبنی تھا۔ یہ بھی کیا گیا کہ بعض توہم و تہاس اور جلد و مقامات کا جو ذکر قرآن میں آیا ہے وہ ان جدید تحقیقات کی رو سے جو تاریخ و جغرافیہ و عرب تہذیب کے متعلق علم و فلسفہ کے ہیں۔ یا تو جہل سے یا غلط فہمی سے ہے۔ جس کے حسب تصریح مؤلف ارض القرآن بعض شرعی اختلافات کی بنا پر بعض مدعیین تحقیق انی نے یہ خیال پھیلایا کہ اگر لکھا کہ "عرب قبل القرآن کی حالت طبعیہ و تمدنی سے ہونا اور بہتر تھی۔" اس قسم کے اعتراضات جو مفسرین و مفسرین نے اٹھائے ہیں ان میں صداقت کی

صحت و عدم صحت سے ہے جو قرآن پاک میں بغرض عبرت و بصیرت بیان کی گئی ہیں موضوع قرآن سے بھی بالواسطہ کچھ نہ کچھ تعلق ضرور رکھتے ہیں۔ خصوصاً ایسی صحبت میں کہ قصص و حالات کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ یہی بنیاد سے کیا گیا ہے۔ اسلئے ان اعتراضات کا جواب دینا ناہی و یا نہی ضروری ہے جیسا کہ موضوع قرآن سے براہ راست تعلق رکھنے والے اعتراضات کا۔

مولوی سید سلیمان صاحب نے اسی اہم اصولی مقصد کو نظر ہنگام ارض القرآن میں لکھا ہے جو کہ قرآن پاک کی ایک تاریخی اور جغرافیائی تفسیر ہے۔ اس کتاب میں ان عرب اقوام و قبائل کی تاریخی اور ان کی تحقیق کی گئی ہے جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے اور یوں کہ علماء تاریخ و علومات و تحقیقات کو قرآن کی مخالفت میں پیش کرتے ہیں انھیں سے لاطعی و لاف نے نہایت کاوش و کوشش کے بعد قرآن کی موافقت کے پسو پیدا کئے ہیں۔ مؤلف ارض القرآن لکھتے ہیں کہ اس موضوع پر تیس سو سو برس میں اب تک کوئی مستقل و مخصوص کتاب نہیں لکھی گئی تھی اور تفسیر و فیر میں جو معلومات منظر شری ہوئی تھیں وہ بے احتیاطانہ زبانی و آیات پر مبنی ہونے کی وجہ سے زیادہ قابل اعتماد نہیں تھیں۔ مسلمانوں کی اس عدم واقفیت سے غفلت کے بجائے کچھ جتنی کی گئی اور بھی جرات ہوتی تھی اور وہ ہماری اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر صرف بے جا اعتراضات کرنے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ اسلئے مولوی سید سلیمان صاحب کی یہ کوشش واقعی نہایت قابل قدر ہے کہ آپ نے بیٹھے مسلمانوں کے واسطے یوں کہ علماء تاریخ کے حصوں سے محذور رہنے کیلئے ایک ایسی سیر تیار کر دی ہے کہ اب غالباً کسی کو ان کی مقدم کتاب پر تصدیق کے تمیز سے محذور نہ کی جرات نہ ہوگی۔

جس حالت میں کہ ارض القرآن کے موضوع پر مسلمانوں کی گئی ہوئی کوئی مستقل کتاب موجود نہیں تھی اور اسلئے متعلق ضروری معلومات بھی ذخائر علوم و شہبہ میں نہ صرف منتشر بلکہ غیر مستند تھیں۔ ظاہر ہے کہ ارض القرآن کے مؤلف کو اسکی تالیف میں بے حد محنت و کوشش کرنی پڑی ہوگی۔ چنانچہ دیا چ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کے پورے تین برس اس کام میں صرف ہوئے ہیں اور ان تمام میں اختلافات ہونے کی وجہ سے اصل تورات کی طرف رجوع کر چکے لے آپ کو عبرت و زبان میں بھی اتنی واقفیت حاصل کرنی پڑی جو بعض اختلافات مذکور کیلئے ضروری تھی۔

قابل مؤلف سے کہیں کہیں بے احتیاطانہ اور غرض نہیں بھی ہوئیں ہیں مگر یہ کچھ شک نہ ہو اہم نمونے اور کچھ اپنی حیم افرامی کی وجہ سے ہم انھیں ان کو ظلم انداز کرتے ہیں۔ یہ بحیثیت مجموعی مؤلف کی کوشش و جان نشانی سستی داد و قبول قدر ہے۔ اسلئے کہ اعلان ارض القرآن خرید کر اپنی قدر والی کا ثبوت دینگے۔

ارض القرآن کچھ ایسا بیان نہایت سنجیدہ اور تاریخ سے سر رکھنے والوں کو دلچسپ ہے۔ دلچسپ و مضبوط۔ سباحت و مقامات ہیں۔ اور ان قابل قدر نمونی غریبوں کا ساتھ لکھائی چھائی بھی و غریب لکھنا خدا تعالیٰ کو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب ۲۸۸ صفحہ پر مشتمل ہے جس کا ایک قابل مصنف کے صرف وقت اور محنت و جان کا ہی کام نہ رکھتے ہوئے ہرگز نہ ہو سکتا ہے۔ ارض القرآن دارالمنیرین و اعلیٰ گزشتہ ن سکتی ہے۔



مسروری تنقید کر دیے۔ لیکن ان کے تحریر کردہ مقدمہ سے مطالعہ کتاب میں اس  
ادویا بصیرت کا لطف حاصل ہو سکے گا کہ تحریر مقدمہ کی غایت اس قدر ہی ہوا  
کرتی ہے۔

انقلاب الامم عربی سے اردو میں ترجمہ کی گئی ہے اور ترجمہ میں بھی سب  
ضرورت تھیں تو توضیح کو جائز رکھا گیا ہے۔ اس لئے باوجود ایک دقیق فلسفیانہ  
کتاب ہونے کے ”مسر طور الامم“ کے باعث علمی کو اردو جامعہ پڑھنے  
میں مولوی عبدالسلام صاحب جیسے مشائخ اہل علم اور عربی و اردو درجہ پورہ رکھنے  
والے مولف کو زیادہ وقت نہیں ہوئی ہوگی۔ ہم مولوی صاحب موصوف کو  
علمی خدمت کے کم قابل نہیں نہیں ہے کتاب نے ترجمہ کیلئے ایک ایسی کتاب کا  
انتخاب کیا جس کا مطالعہ خصوصاً اس زمانہ میں بالخصوص مفید ثابت ہو گا۔ اور اس طرح  
سے موصوف نے اردو دینی کی ایک مثال کو پیش کر دیا۔

انقلاب الامم اگرچہ ترجمہ ہے مگر اس کی عظمت و اہمیت اور پروردگار تعالیٰ  
کی مودت نے اس کو ایک مستقل تصنیف کے مشابہ کر دیا ہے۔ کہیں  
کہیں اگر خلاصہ بھی ہے تو اس کی وجہ سے بھی بحث کا امکان ہے۔ نہ کہ  
موزون الفاظ کا نہ ہونا۔ پھر قدس کی طرح ترجمہ اور اصل تصنیف میں کچھ نہ کچھ  
فرق ہوتا ہی ضرور ہے۔ مگر ہائیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انقلاب الامم  
ایک بسترین اور دقت ترجمہ کا نمود نہیں ہے اور اس کی سب سے زیادہ  
تصدیق غالباً وہ لوگ کر سکتے ہیں جو عربی پسند ایہ بیان سے مانوس  
نہ ہونے کی وجہ سے عربی طرز کی اردو کے سمجھنے میں دقت محسوس کرتے  
ہیں۔ لیکن جیسا کہ ہم قبل از اس کہ چکے ہیں بحیثیت مجموعی ترجمہ بہت اچھا ہے  
اگر علمی کتابوں کے اس سے کتب ترجمہ کے ترجمہ بھی اردو میں ہونے لگیں  
تو اردو کی قسمت کھل جائے۔

چونکہ انقلاب الامم کا مطلب اور مسلمانوں کیلئے خاص طور پر مفید ہے  
اور اس سے اسوہ حسنہ کے اہم مقاصد کی تکمیل میں مدد ملے گی  
اس لئے ہم ناظرین اسوہ حسنہ سے اس کی تحسین و ترویج کی خاص طور پر  
تحریر کرتے ہیں۔

کھائی چھائی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور کاغذ بہت نفیس لگا گیا ہے۔  
قیمت صرف چھ روپے۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ سے ملے گی۔

مختصر لفظی ہوگی اگر اس موقع پر ہم قوم کی جانب سے جناب مولانا  
صاحب بانو سے ترمیم جناب محمد بنیاد صاحب خلی کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے انقلاب  
امم میں مذکور کتاب کے تمام مصارف طبع قرض ہند کے طور پر ادا فرما کر ایک مفید مثال  
قائم کی ہے۔ ہمارے نزدیک قابل تحسین و تکرار کی حوصلہ افزائی کا بہترین نمونہ  
ہے کہ کم از کم اعلیٰ تعلیمات و تصنیفات کے مصارف طبع کا بار فرادو قوم  
اپنے ذمہ لے لیا کریں۔ امید ہے کہ مولانا دیگر صاحب کینک مثال کی  
تقدیر کی جائے گی۔ بخیر و امان دارالمصنفین اعظم گڑھ سے ملے گی۔

انقلاب الامم ایک کتاب بیرون ہندی کے مشہور معروف اہل پورکچہ ہند  
فرانسیسی مولانا و حکیم موسیٰ بیہان کی فلسفیانہ تصنیف ”سوسم“ عربی  
دورال اوقام کے قوانین فلسفیانہ کا اردو ترجمہ و خلاصہ ہے۔ جس کا جناب مولوی عبدالسلام  
صاحب ہندی نے کتاب مذکور کے عربی ترجمہ ”مسر طور الامم“ سے مترجم کیا ہے  
”مقدمہ عرب“ اور ”مقدمہ ہند“ کے مصنف ہونے کی حیثیت سے ڈاکٹر  
بیہان کا نام ہندوستان کے علمی حلقوں میں کافی شہرت حاصل رہ چکا ہے مگر  
بیہان کی علمی زندگی کا یہ عظیم الشان اور مفید حصہ کا نام نہ بہت کم لوگوں کو معلوم  
ہے کہ اس نے علم انسانی (سائنس) سے باوجود ان کے کہ وہ فلسفہ انبیاء کا  
ایک شعبہ ہونے کی حیثیت سے علاوہ زیادہ کارآمد نہیں خیال کیا جا سکتا تھا۔  
اجتماعی۔ تمدنی۔ تعلیمی اور تاریخی مباحث میں نہایت مفید کام لیا اور مشہور اوقام  
عالم کی تاریخ و تمدن کے ناقابل انقضاء جزئیات کا فلسفیانہ نظر سے بغیر مطالعہ  
کر کے ایسے گراں بہا ماحول و قوانین مستنبط کئے جسے علم تاریخ و انبیاء میں  
بیش بہت کم ایک گمراشتہ اور بے تعلق قائم ہو گیا اور کئی رہنمائی سے رہا رہے۔  
عظیم الشان مادی فوائد حاصل کئے۔

بیہان کی یکساں داد و تحسین از خود سمیت اگرچہ اس کی تمام تصانیف میں پائی جاتی  
ہے مگر جس کتاب کا انقلاب الامم ترجمہ ہے وہ چونکہ اسے خاص طور پر اپنے اجتہاد  
کے اساسی اصول اور فلسفہ پر لکھی ہے۔ اس لئے جانتے فلسفہ انبیاء کا تعلق ہے۔  
اس کو بیہان کی تمام تاریخی تصانیف کا لب لباب اور خلاصہ کہا جا سکتا ہے۔ اس  
لحاظ سے اس کو بیہان کی دیگر تصانیف پر ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ ایہ عقیدہ  
ہم سے ان دوسری تصانیف کی حقیقی قدر و قیمت واضح ہوتی ہے۔

فلسفہ بیہان کے اصل و تالیف اولیٰ بیان کے طریق استقرا پر مبنی  
کر چکے ہیں ایک مفصل و مبسوط مضمون کی ضرورت ہے۔ اور اس کی کتاب کے  
ترجمہ پر پوری بکریاں کو ضرور ہی نہیں ہے۔ تاہم ہم بتا دیا کہ اس کا کیا ہے کہ بیہان نے گو  
نہایت وقت نظر اور دقیق مشاہدہ سے کام لیا ہے اور بلاشبہ اس کو ایک علمی اجتہاد کا  
ظہور حاصل ہے مگر اس کے قائم کردہ اصول کو کچھ مبالغہ شدہ قرار دینا صحیح نہیں ہے  
بلکہ مزید غور و فکر اور تحقیق و تفتیش سے انہیں اصلاح و تصحیح کیلئے گنجائش موجود ہے  
اور کیا چاہے کہ یورپ کے کچھ محقق نے اس طرف توجہ کی بھی ہو۔

انقلاب الامم کے ساتھ قابل مشرق ایک بیسٹ مقدمہ خود کھل کر مثال کیلئے  
جس میں صرف اس پہلو پر بحث کی گئی ہے کہ اس یورپ جس فلسفہ کا بیہان کو مولد  
بتاتے ہیں وہ اس کا مولد نہیں بلکہ مدون آئیل ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں  
بھی بیہان کے مذکورہ اصول کی جانب سب ضرورت اشارات موجود ہیں اور  
مولانا جعفر علیؒ اور مولانا شاہ ولی اللہؒ کی بعض تحریرات بھی بیہان کے بعض مضمون  
بالکل اسی صورت میں جتنا اسے چاہتے ہیں اس سے بے باقی مترجم کا یہ کہنا صحیح ہے  
کہ بیہان کے نظریات سے اسوہ حسنہ کے اصولی اثر پر بالکل نا آشنا نہیں ہے۔ زیادہ اچھا  
ہوگا اگر مولوی عبدالسلام صاحب بیہان کے فلسفہ پر عقلی نقد و نظر سے بھی ایک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(آپ کی ہر ایک بات و کلام کا یہ ہے جو ہم نے تم پر اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی باتوں میں خود کریں اور تاکہ کلمہ رکھنے والے (اس کے مطابق) نصرت مل سکیں

# معارف القرآن

## سیڈروں کے فرائض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہنمائی

کرنے کے کسی وحشی سے وحشی عرب کی یہ ہمت نہ تھی کہ وہ قریش کے فاطمہؓ کے آگے قدم اور ان کو کسی قسم کی اذیت و تکلیف پہنچے۔

### سورۂ قریش

قریش کا عام قاعدہ تھا کہ تجارت کی غرض سے وہ سال میں دو سفر کیا کرتے تھے سردی کے زمانہ میں یمن کا سفر چماتا اور گرمی کے دنوں میں شام کی طرف پہنچتا تھا۔ مالک میں ان کا داخل ہونا تھا کہ لوگ جو حق ان کی زیارت کو آتے تھے ان کے احترام کے باعث ان کی چیزیں معمول سے زیادہ قیمت میں فروخت ہوتیں تاکہ دوسروں کے مقابلہ میں بہت جلد نفع چکر یہ اپنے وطن مافوق کو لوٹ آتے۔

### تذکرہ پالائے اللہ

اس وقت تک کہ یہ اس دولت و ثروت اور اس ریح و ذکر و علم عربیت کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ ان کو بیت اللہ سے ایک قسم کا ربط و تعلق حاصل تھا۔ قدس سرہ نے ان کے گھر کی خدمت اللہ اس کی مجاہدات ان کے لیے لوگوں کے دلائل کو کھول دی تھی۔ اور جہاں جاتے تھے قدر و منزلت سے دیکھے جاتے تھے تب اللہ اب نے قریش کو اس نعمت سے محروم نہ کیا۔

وَلَا يَلْعَنُ قُرَيْشٌ الْفَيْحِمَ رَحْلَةَ الشَّجَاءِ وَالْظَّبْيِ فَلْيَصْبِرْ  
رَبِّ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْلَعَتْ مِنْهُ جَبْرُوتُ جَبْرِوتِ الْجَنَّةِ وَآمَنَتْ مِنْهُ قُرَيْشٌ  
قریش میں بھی یمن و عدا کی آگ بھڑک رہی تھی مگر اس خداوند قدوس نے اس بے رحم و کرم کو الفت و محبت سے بدل دیا اور ہر دلی دگری کے سفر میں اسے اندر مروت پیدا کر دی محبت وہ ان تمام اہل بیت تمام دنیا سے ممتاز ہیں تو اور کیا

فرم کر غار اذیا کشم محل نہاں شد و نظر ایک کھٹھ فاضل کشم و صد سالہ راہم و دوشد

### مجاہدین بیت اللہ

سرزمین عرب میں مکہ کو نہایت ہی عزت و احترام قدر و منزلت اور اجلان و مجمل سے دیکھا جاتا تھا۔ یہی وہ ادیس ارضی مرکز تھا جہاں کائنات خلقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم الہی کی اساس و بنیاد رکھی اور تمام دنیا کے لیے اس کو "مَثَابَةَ الْبَنَاتِ" و "مَثَابَةَ الْبَنَاتِ" قرار دیا۔ اب ہر خاندان اپنے مخصوص فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہو گیا۔

نظر میں نہ کی اولاد دے دے اور نہ بیٹی اور نریم و احتیاط سے کام لیکر مستقبل قریب میں مناجات باہمی پیدا ہونے کے خطرہ کو رفع کرنے کی غرض سے بیت اللہ کی مختلف خدمات کو قریش میں تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم عمل و مصاحبت نے صدائے تکلیف و شہادت کا آن و آجیبا ہو گیا۔ اب ہر خاندان اپنے مخصوص فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہو گیا۔

بیت اللہ کی عزت و حرمت سرسبز عرب کے نزدیک مذہب و اعتقاد و نہایت ہی عزیز تھی اس لیے جو لوگ اس کے خادم مقرر ہوئے ان کی کرامت و مجد بھی عروج پر ہو گئی۔ ان کو بھی احترام سے دیکھا جانے لگا اور اس تعلق باللہ و انتساب الی بیت اللہ نے ان کو تمام باد و نشیب عرب میں عزت و منزلت دے دیا۔ ان کے لیے شہر حال جو تھا اگلی طرست میں مذہب و بادشاہیں جو تے ڈاکھوں اور رہہ زون سے ان کو بچانے کی ہر ہر سعی و کوشش کی جاتی۔

عرب ایک بے محب و گدہ ملک تھا۔ تجارت کے لیے ان کے محلے ساحلی شہروں اور دریاؤں کے کنارے آباد تھے مگر عرب کے خارجی کسی کا فائدہ نہ سمجھتے تھے۔ وہ صرف اپنے ملک کا سامان تجارت کو ذرا دیکھ کر باوجود ان فواحش کا اس کا

(ب) تزکیت نفوس  
(ج) تعلیم کتاب  
(د) تعلیم حکمت

### تلاوة آیات

قرآن حکیم لوگوں کو سنانا جس میں ترجمہ بھی آجاتا ہے کیونکہ ہمیں تلاوت کرنا  
میں یہ بھی خیال نہیں ہوتا کہ بعض الفاظ پر جو اور معانی سے اعتقاد کیا جائے  
بھی آجکل کے مسلمان اس معنی میں مبتلا ہیں۔

### تزکیت نفوس

مسلم خود اس تعلیم کا پیکر محترم بن جائے اس کا وجود مقدس ہی وقائم تصویر پر  
اور اپنے اسوہ حسنہ سے لوگوں کو اتہاد کتاب و سنت کی دعوت دے احسان و  
نعمت سے ان کو روشناس کرے اور ان کے باطنی نقائص و ذنائب کو مٹانے کے لئے  
کی کوشش کرے۔

### تعلیم کتاب

قرآن حکیم کا پڑھنا اور لوگوں کو اس میں جو خشک و شہات پیدا ہوں ان کو دور  
کر کے ثابت کر دینا کہ یہ ایک کتاب ہے جو دنیا میں علم صحیح شائع کرنے کی ذمہ دار  
و کفیل ہے۔ نامعلوم ظن و گمان سے آگے نہیں بڑھتے صرف کتاب الہی کی پیروی حاصل  
ہے کہ وہ یقین و اذعان کا وسیع کرے۔

### تعلیم حکمت

تعلیم کتاب میں تو ازالہ شکوک و مضبوطی ہو تا ہے مگر اس باب میں بلند تر نظر کی  
مقصدت ہے ان اصول کلیہ کو زائد یہ منجھ دینا یا جانے جن پر قرآن حکیم کی تعلیم کا  
دور دار ہے اور جو تمام احکام قرآن کے لیے اساس و بنیاد کا حکم رکھتے ہیں۔  
دنیا میں عداوت و انین و دغا پذیر ہیں ہر ایک کا جوئے ہے کہ اس سے بہتر  
کوئی قانون نہیں صرف اس کی ذمہ داری عالم میں اسن قائم ہو سکتا ہے ایک  
حق و صدق کا علم ہے کہ وہ ان تمام تقابیل باطلہ کا مار پودہ کچھ دھو کر  
کو دکھا دے کہ صرف قانون الہی دنیا میں قیام امن کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر تمام  
اوسم ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنے قانون کی تائید میں ہوں جہاں سے کہے کہ یہ نہیں  
اور کسی کو جو دور و فتنوں و شائبہ میں کی وجہ سے شک و شبہ کا شکار ہو  
تو ان میں قرآن حکیم ہو سکتا ہے و کائنات کے لئے کبریا کا وسیع  
مشہد کہ آیت الہیہ اس میں احکام الہیہ کے اسرار و حقائق اور اصول  
و قیام اس تعلیم حکمت میں داخل ہے۔

اگرچہ تعلیم کتاب کی ذمہ داری صحیحہ ہے مگر اس کے بغیر  
خالص احساس کی اور ہر شخص کے نام پر اس کے لئے کوشش کرنی چاہیے

کے مقابلہ میں ان کا فرض اولیٰ ہے کہ وہ صرف یہاں رہا دھکی غلامی کرے اور  
صرف اسی کے قانون کو بندہ ہو کر رہنے کے لیے جان و مال قربان کریں جس کے انکو  
جو کہ اس کے لئے لگا دیا اور کھانا دیا اور جو دیکھ کر آپ کا پیچھے قتل و غارتگری اور غلامی  
کا مرکز بن گیا تھا۔ مگر ان پر پانچ نہ کسادی اور دشمنوں سے ان کو اپنے خاندان و جان و مال

### سورہ قمر کی مثالی تعلیم

اس سورہ کا موضوع اصلی یہ ہے کہ جن لوگوں کی عزت و کھن اس وجہ سے ہوئی  
ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق حاصل ہے اسی تعلق یا بندگی بنا پر ان  
کو احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کی خاک پا کر سیرت و ہوتی ہے اور ان کی شان  
میں کسی قسم کی گستاخی و بے ادبی اللہ کے حضور میں شرمی خیال کی جاتی ہے ان کی زندگی  
کا مقصد حقیقی ہی ہونا چاہیے کہ وہ کرم حق و صدق کے نشر و اعلان کے لیے وقت  
جو چاہیں صرف اللہ کے قانون کے تحت غمیدہ گردن ہوں اور اس مالک يوم الدين  
کے غلام رہیں۔

### العالم فی واجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں "علم و عمل" ایک ہی وجہ و مقصد  
ہو چلا اور نہ تھے قرآن حکیم کی تعلیم قانون الہی کے اسرار و معارف اور تزکیہ  
نفس و تہذیب اخلاق کا اور رسول سلام علیہ سے تعلق جتنا خلفائے راشدین  
رضی اللہ عنہم ہی اسی منہاج و قیوم پر کار بند رہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا دین و منزل  
و اخلاط و خرد و جوی۔

جب پیش رفتی و رفاہیت کی ابتلا ہوئی تو ان فراموش کو ایک کر دیا گیا علم کے  
حق و ان کے مقصد سے غلبہ سے سرفرز ہوئے اور عمل کے وارث اور باب نصرت  
و احسان ہوئے۔ گویا اس وقت ہی دونوں گروہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم  
کے باشندین کے پاس تھے جس میں علماء و صوفیہ و کرام کا اولیٰ و فرقہ یہ ہے کہ وہ کتاب  
و سنت کی جانب لوگوں کو دعوت دیں اور اس ماہ حق و صدق میں جان و مال کی  
قربانی کر سکیں۔ اس سے بھی بدتر نہ کریں کہ ان لوگوں کی عزت کا اصلی سبب یہی ہے  
کہ ان کے ساتھ ان کے باطنی ربط و تعلق حاصل ہے۔

### فراموش کیا ہیں؟

سورہ صافات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فراموشی سے ذیل میں لکھا ہے  
وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ فِي الْأَمْرِ بَيْنَ يَدَيْكَ لَكُنْ أَعْلَىٰ خَلْقًا يَافِقُ  
وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ فِي الْأَمْرِ بَيْنَ يَدَيْكَ لَكُنْ أَعْلَىٰ خَلْقًا يَافِقُ  
فَمَا ذَكَرْتُمُ الْآيَاتِ وَاللَّامِزِ لَمْ يَكُنْ فِيكُمْ رُوحٌ مِنْ رَبِّكَ يَدْعُوهُ وَتَذَكَّرُوهُمْ  
کے دوس ایک رسول بھیجا جو یہ کام کرتا ہے۔

(العنبر) تلاوة آیات







الحمد لله الذي جعل في كتابه من كل شيء حكمة

اسی کتاب میں وہ کچھ ایسی باتیں لکھ کر رکھی ہیں جن سے ہم کو ہرگز نہ پتا چلتا تھا (اسی) دین اسلام کو پہنچاؤ

# تعالیٰ السلام علم و سلام

(سلسلہ کے لیے دیجو: اہل حق و حقیقت کی باتیں)

## تحقیق کتبناہ اسکندریہ

کچھ نگلیں۔ پیرس کے عظیم الشان کتب خانہ کو چھان کر صرف دو سو بیس اوراق  
اس نثر میں ہم عقلی کام اور ابراہان دہاتے ہیں۔

اگر دو سو برس سے زیادہ نہیں گزرے۔ کشف الخفون کے صاحب  
کا زمانہ ہم کو معلوم نہیں۔ تاہم اس کی نہ کوئی کتاب ہے۔ اس  
نے مورخوں میں شمار کیا ہے۔ اس کے اصلی الفاظ یہ ہیں۔

یروی انھما حرقا اما وجہ وامن الکتاب فی فتوحات البلاد  
بیان کیا جاتا ہے ان لوگوں (اہل عرب) نے شہر کے فتوحات میں جو کچھ  
اسکندریہ کا نام لیا۔ ان میں سے صرف ایک عاصیہ روایت ہے۔ یروی  
کے لفظ اور عبارت کے طرز نظام سے ہرگز نہیں پایا جاتا کہ مصنف اس کہانی کو  
واقعہ سلسلہ قرار دیتا ہے۔

مقدمہ میں غلدون میں ایک موقع پر خٹا ابراہان کے ایک کتب خانہ  
کا بیان آگیا ہے جو تمام صحیح و مستند تاریخوں کے خلاف ہے۔ اگر  
کوئی قلمی شخص تو یہ کہ اسکندریہ کا واقعہ محض بے اصل ہے ورنہ جس طرح ایران کے  
متعلق ہیں غلدون نے بیان کیا تھا کوئی نہ کوئی عربی ہونے اسکندریہ کے قلم کو  
حیثیت سے ذکر کرتا حالانکہ عربی کی سبکوں بڑا مدوں تاریخوں میں سے ایک ہیں  
بھی اس کا پتہ نہیں۔

سے عمود السواری کے لفظ سے عنوان قائم کیا ہے اور حرف جوف  
مقریزی

”مذہب میں کی دلیل روایت کی حیثیت سے صرف اس قدر ہے کہ“ اس واقعہ کو طیف  
مذہب اور مقریزی صاحب نے بیان کیا ہے۔ یہ مورخین نہایت متبر ہیں اور ان کی  
شہادت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

”اگر یہ واقعہ صرف ابراہان کے بیان پر مبنی ہو تا تو ہم کو تسلیم کرنے میں تامل ہوتا  
لیکن یہ واقعہ صرف اس کی سند پر مبنی نہیں مقریزی اور عبد اللطیف نے اس واقعہ  
کو بیان کیا ہے“ (مسٹر کریمین)

”جو اعتراض ابراہان کے بیان پر کیے جاتے ہیں ان میں یہ نہایت قوی اعتراض پیدا  
کیا جاتا ہے کہ عرب کے مورخ ایسے عظیم واقعہ سے خاموش ہیں لیکن اس اعتراض کو دور  
مقریزی اور مقریزی کی شہادت کے بعد ٹھٹھاتا ہے۔“ (پروفیسر سائی)

”اس شخص کی منشیانہ دلیل کے مطابق دو عربی مورخوں کی اثباتی شہادت میں  
کچھ کی شہادت کہنے۔ اس سے عبد اللطیف و مقریزی کو مراد لیتا ہوں۔“ (پروفیسر کریمین)  
مورخوں نے اسے ایک بے فطہ جس ابراہان عبد اللطیف کے ترجمہ پر لکھا ہے عربی  
مورخوں کی کتابوں سے مختلف شہادتیں جمع کی ہیں اور ان سے ابراہان کا بیان تامل  
وجہ رہا ہے۔“ (مسٹر کریمین)

”میں نے چند نئی خاص سندیں پیدا کی ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ عربوں نے  
جب تاریخ لکھی تو مورخوں میں نے فکر کے ذہان کے مطابق یہ حکم دیا تھا کہ ایک مجموعہ میں  
سب سے پہلے میں لکھیں اور بعد اسکندریہ میں لکھا کہ ہر رنگ دیا جاسے۔“ (پروفیسر سائی)  
میں نے یہ چند خاص سندیں اور غلدون کی حد سے نقل کی ہے۔ نیا خاص سندیں انہیں



میں اس کتاب کی کئی کئی کاپیاں تھیں۔ اس کی تفصیل سے لکھا ہے لیکن کتب خانہ کے متعلق ایک  
 حوالہ نہیں ملتا۔ سید لاٹنگل فرانس کے مشہور عالم کو جو یہ کتاب پیش کرنا چاہا۔  
 ”مکتوبہ“ کا بیان کوئی مستقل شہادت نہیں بلکہ صوفیہ لطیف کے فقرے کی  
 نقل ہے۔ (موسو لاٹنگل)  
 ”مکتوبہ“ کے کتب خانہ میں یہ کتب تھیں کہ ان کی صورت عبد الطیف کے فقرے  
 کی نقل ہے۔ (ڈی سی)

**عبد الطیف**

انہی ہمارے جو بہت بہت بڑا لطیف تھا لیکن اس کو  
 کسی نے مکتوبہ کا نام دیا، جو وہی مکتوبہ حوالہ سے اگر  
 کوئی تاریخ پوچھے گا تو اس قدر اعتبار کے قابل ہوگا اس نے مصر کی ایک  
 تاریخ لکھی ہے جس کا نام ہے کتاب الاذکار والاعتبار فی الامور المشاہد  
 والحوادث المشاہدہ جارہن معہ یہ کتاب اس نے ۱۰ شعبان ۱۱۸۵  
 میں تمام کی اور اس کا موضوع صوفیہ حالات و واقعات ہیں جو عبد الطیف نے  
 خود مصر میں مشاہدہ کیے اس میں ایک موقع پر بیٹو السواری کے لفظ سے ایک نون  
 قائل کیا ہے اس کے تمام حالات بیان کیے ہیں اور لکھا ہے کہ اس ستون کے  
 گرد گرد چاروں اور چھوٹے ستون تھے لکھتے تھے آخر میں منشا یہ عبارت لکھی ہے۔  
 ”اور کہا جاتا ہے کہ یہ ستون بغداد میں تھے ان کے ہے جس پر وہ جیت قائم تھی  
 جو اسطو کا رواق تھا اور جہاں اسطو صفت کا درس دیا کرتا تھا اور کہ وہ دارالعلم تھا  
 اس میں وہ کتب خانہ تھا جس کو عمر ابن الداحی عمر بن الخطاب کے اترے سے  
 بنوایا۔“

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ عبد الطیف نے اس کہانی کو کون سے  
 سے ذکر کیا ہے یہ تمام قول بدل کر کے تحت میں ہے جس سے کسی طرح ظاہر  
 نہیں ہوتا کہ وہ مورخانہ حیثیت سے لکھتا یا اس کو صحیح تسلیم کرتا ہے۔

”یہ بیان محض سبب التذکرہ معلوم ہوتا ہے اور اس سے کوئی خاص فوہ  
 معلوم نہیں ہوتی۔ یہ کسی خاص واقعہ کا ذکر نہیں بلکہ ایک مشہور بات کا احادہ  
 کہ وہاں ہے جس کو اس زمانہ کے سیاحوں نے یاد کیا ہے اور یہ من قبل اسی قسم کی  
 ”خبریں“ اور ”غلات“ محض“ بیانات کے ہے جو زمانہ وسط کے سیاحوں میں  
 کے بارے میں مشہور تھے۔“ (مستزیر مل جرن فاضل)

خبرے کی بات یہ ہے کہ عبد الطیف نے چونکہ بڑی زاری گوئی کا ذکر کیا اس لیے  
 اپنے واقعات بیان کے اتفاق سے سبباً نہ یہ مقام اسطو کا رواق تھا۔ نہ اسطو  
 نے بھی وہاں درس دیا۔ ”یکثیر“ میں عبد الطیف کے بیان کی غلطی پر عجیب لکھت  
 سے استدلال کیا گیا تھا۔

”کتب خانہ کا بنایا جانا تو ایک طرف عبد الطیف نے اس کے ساتھ اور جو واقعات  
 بیان کیے وہ کون سے ہیں؟“

مگر محققین نے تقریر کی ہے کہ پورے میں یہ روایت انہی  
**ابو الفرج** کے ذریعہ ہے۔

”جب سے ابو الفرج کی تاریخ ۱۱۸۵ میں درج ہو کر دنیا میں شائع ہوئی تھی  
 بار بار نقل ہوا ہے۔“ (انہی)

فاضل سبکی نے بھی اس واقعہ کو اس حیثیت سے نہیں لکھا جس سے ثابت  
 ہو کہ یہ یقیناً تسلیم کرنا اور صحیح سمجھنا تھا اس کی اصل تاریخ سریانی میں فتح اسکندریہ  
 کا حال تصدیقاً مذکور ہے اس میں ذکر کیا نہیں۔ اللہ اس تاریخ کا مطالعہ فرمائی  
 میں ہے اس میں اس کا ذکر ہے لیکن مشرکوں اس خلاصہ کی نسبت کہیں کہیں  
 میں بہت سی ایسی باتیں ہیں اصل سریانی میں ہیں اور یہ امر کہ اگرچہ مقامات زمانہ  
 مابعد کے اسحاق ہیں یا خود ابو الفرج نے بڑھائے ہیں بخوبی معلوم نہیں ہو گا اس  
 خلاصہ کل نسخے نامعلوم ہیں۔ واقعہ اسکندریہ اصل سریانی میں نہیں پایا جاتا۔ اس  
 عبارت کے اسحاق ہونے کا گمان اس وجہ سے زیادہ قوی ہو جاتا ہے کہ عربی  
 خلاصہ کو پروفیسر دوکان نے اپنے اہتمام و تفسیر سے چھپوایا ہے اور ان کو  
 مسلمانوں کے خلاف واقعات نظر لینے میں کمال حاصل تھا۔

**رواد کا صحیح ماخذ**

تقلی اور ابو الفرج دونوں جو مصر تھے۔ دونوں کی عبارت  
 بعینہ ایک ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ ”مختصر الدول“  
 ابو الفرج کی ابتدا کی تصدیق ہو اور ”خبر اکبر“ تقلی کی آخری اور تقلی کا  
 ماخذ ”مختصر الدول“ جو دونوں کی عبارتیں حرف بحرف ایک ہیں۔ ایک حقیقت  
 اصل ہے دوسرا ماخذ۔ اگر تقلی کا ماخذ ابو الفرج تسلیم کیا جائے تو یہ مسئلہ ٹھیک  
 آسانی سے طے ہو جاتا ہے کہ ایک عبادی مورخ اس فقرہ کا موجد ہے۔ اور اگر  
 خود تقلی کی تاریخ ابو الفرج کا ماخذ ہو تو یہ مشکل بھی اُس وقت حل ہو جاتی ہے جب  
 ہم ابن الذہبی کی کتاب الفہرست میں کتب خانہ اسکندریہ کا ذکر پاتے ہیں اور  
 وہ بعینہ تقلی کے یہاں موجود ہے اور ابن ندیم نے تقریر کی ہے کہ یہ ابن راہب  
 کی تاریخ سے خود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں میں یہ روایت عیسائیت  
 کی راہ سے آئی ہے۔ ایک اور امر جس کی وجہ سے تقلی کی شہادت نہایت ضعیف  
 ہو جاتی ہے یہ ہے کہ صحیح بخاری اور کتب خانہ اسکندریہ کے حالات تقلی نے لکھے  
 ہیں ان کی عبارت تقریباً حرف بحرف ابن ندیم سے ملتی ہے لیکن جہاں سے  
 تقلی میں جہاں کی حکایت شروع ہوتی ہے وہیں ابن ندیم خانہ کا ذکر کرتا ہے  
 جو عربی مورخین نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے وہ سب آہنی ہیں یا اسلامی

سائیں صدی کے مورخین ہیں۔ بغدادی تقلی سلطان صلاح الدین کے عہد باد  
 سے نقل رکھتے تھے اس سے ثابت ہے کہ اس زمانہ میں اس کتاب سے کمال  
 شہرت حاصل کی تھی۔ یہ وہ زمانہ ہے جب محمد بن ابی حنیفہ کے جوہر میں  
 مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کے زیادہ روایات مشہور کر رہے تھے اس لیے  
 قرین قیاس ہے کہ اس صدی کے ایک دو مورخین ایچہ واقعہ کے متعلق سریانی  
 صدی کے شروع میں واقع ہوا وہ شہادت معتبر ہے جو ملتی ہے جس کو ان  
 لوگوں نے بیان کیا جو پانچ سو برس بعد پیدا ہوئے ہیں کی نہ کوئی سند  
 نہ کوئی حوالہ۔

سبکی نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔



وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُرِ مِنْ آيَاتِ الذِّكْرِ أَنْ لَا تُخْلِكَ شَيْءٌ مِنْهَا وَتَكْفُرُ بِالْآيَاتِ

ہم نے ہر پند و نصیحت کو کتبہ لکھ کر ہے کہ زمین کے دارث ہمارے نیک بندے چوٹے

# صلاح الاخلاق والاعمال

تعلیم لائق شہر رمضان  
سیاست مدن

کہلے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان کے زنجیریں ڈالی جاتی ہیں۔ اور اوروں کے سوا چھٹوں کتب احادیث اس کی آیت ہیں۔ اور اسی مہینہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہر مبارک فرمایا ہے۔

اور اسی ماہ کے اول روز سے ہی ایک چار ماہ کے پینے پرگ درختا بہشت سے حوروں پر طی ہے اور وہ کہتی ہیں یا اللہ اپنے بندوں میں سے جتنا لیے شوہر بنا کہ ان کی آنکھیں ہم سے اور ہاری آنکھیں ان سے غنڈی ہوں۔

## فصل طاعت رمضان وعید مصیبت

اس مبارک ماہ میں نفل کا ثواب برابر رمضان کے اور رمضان کا برابر برتر رمضان کے ہوتا ہے۔ اور

ہر شب ایک بکارتے والا بکارتا ہے کہ اسے طالب خیر کے دوڑا اور طالب برائی کے باز آ اور اللہ تعالیٰ بتوں کو جہنم سے آزاد کرنا ہے شاید کوئی ان میں داخل ہو۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان سے بہشت ڈرو اور اُس میں اپنے کو محفوظ رکھو کیونکہ اُس میں جیسے کہ نیکیاں جو معنی ہیں دیکھ ہی گناہ بھی ٹھنک جاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ میری اُمم کو رمضان میں

بکارتا ہوا مومنو خلاق جہاں کا آنا جو مبارک نہیں ماہ رمضان کا مبارک ہوا ہے برادران اسلام! ہدیہ مبارک وہ مبارک اور متبرک مہینہ جس کا گیارہ ماہ سے بلا بدلتا رہتا ہے یہ ہوا ہو لعل کہ ہجر اس ماہ مبارک کی زیارت ہوئی گناہوں کی ناؤ غالت ہوئی۔

جنت کی بہشت ہوئی۔ اچھی وہ متبرک ماہ ہے کہ جس کی خاطر سال بھر تک جنت کو سوارا جاتا ہے یہی وہ مبارک مہینہ ہے کہ جس کی تیسری تاریخ کو صحبت ابراہیم اور عیسیٰ کو قورا اور تیرہویں کو یحییٰ اور چوبیسویں کو قرآن مجید فرقان حمید لوبا شرف کے آسمان دنیا پر نازل ہوا۔

اسی مبارک ماہ کے آنے سے شاہین مقید اور ابواب جہنم کے سدود اور ابواب جنت کے مفتوح ہجائے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔  
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وتفتح ابواب النار وتسلط الشیاطین اخرجه البیہقی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو بہشت کے دروازے

۱۵ روایہ البیہقی - ۱۲

۱۶ روایہ البیہقی - ۱۲

۱۷ روایہ الترمذی - ۱۲

۱۵ روایہ البیہقی - ۱۲

۱۶ روایہ البیہقی - ۱۲

۱۷ روایہ البیہقی - ۱۲





# عزم بالجزم

## کامیابی حاصل کرنے کا راز

”کوئڈ کوشش لگا کر تار سے پھر رفت کے توڑا“

لینے کو تو یہ ایک بھولی لفظ ہے مگر وقت میں تمام اوجہاں کی ترقیوں اور کامیابیوں کی جڑ ہے۔ ارادہ عزم۔ قوت کا نام ہے جس سے انسان کسی کام کے لیے ایک آخری نبرد کر لیتا اور پھر اسے تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہر ایک قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے۔

لیکن جن لوگوں کی طبیعت میں اتنی قوت فیصلہ کا فقدان ہوتا ہے کہ وہ کوئی نیا شے کرنا یا کوئی کام پر اٹھنا۔ آج ایک کام شروع کرتے ہیں چند دن کے بعد اسکو اس طرح سے اوجھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں تو بالکل ارادہ تو نہیں لیا تھا۔ ایسے لوگ کسی کام کو بھی مکمل نہیں کرتے۔ اور یہ صرف اپنا ہی نقصان نہیں کرتے بلکہ لوگوں کے ساتھ میں کٹ پتلی بن جاتے اور ان کے چند۔ میں چھینے رہتے ہیں۔ اور استقلال جس صفت سے کورے ہوتے ہیں

## استقلال کی ضرورت

ہر انسان کا یہ ایک فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنی طبیعت میں استقلال پیدا کرنے کی عادت ڈالے جس کام کا وہ ایک دفعہ ارادہ کرے اس کے راستے کی تمام مشکلات پر غور۔ جو پہلے سے سر و سامان اور جدوجہد میں مصروف رہے۔ ترقی اور کامیابی کا ہی ایک لازمت کہ طبیعت میں بلا استقلال ہو جس کام کا ایک دفعہ عزم کرے اسکو پورا کرنے کے چھوڑے۔ ہر انسان اس کی عادت پیدا کر سکتا ہے۔

اس کی ابتدا لچھوٹے چھوٹے کاموں سے کرنی چاہیے۔ مثلاً آپ اس بات کو عزم کریں کہ صبح پانچ بجے بیدار ہو کر صبح کی نماز پڑھا کر لیجئے اور کچھ میٹھا تو میں بھانجوری کر لیجئے اور اسکو ہمیشہ لیٹے اپنا ایک قاعدہ بنالیں۔ یا آپ اس امر کا عزم کریں کہ کھانے میں کثرت سے پانی نہ پینے کے ہیں سے آپ کی صحت و دل میں طر ہی۔ آپ کر سکتے ہیں۔

ال میں چھوٹے چھوٹے امور میں عزم بالجزم کی عادت ڈالنی چاہیے پھر آہستہ آہستہ جب یہ عادت راسخ ہو جائیگی تو تمام بڑے ترقی کے کاموں اور کاروباری امور میں بھی عزم بالجزم کو قائم رکھ سکتے ہیں

یہاں ہر ایک اعتراض اور دوا ہو سکتا ہے کہ عزم نیک اور عزم بے کسلی کیا۔ یہ دو قائم کیا جاسکے کیونکہ عزم ایک ایسے بے کلام اور بے کلام ہے جو اگر ایک شخص شراب پینے کا یا چوری کرنا عزم کرے تو کیا ہی عزم درست ہے۔

یہ ہے تو درست گو عزم و استقلال کی ماہ نام

## عقل و تمیز

اور ضمیر انسانی ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہر فیصلہ۔ ہر ارادہ اور ہر عزم کا خود سبب ہو۔ انکو عقل کی کسوٹی پر رکھے۔ تمیز و ادراک اور علوم کی نینک ہونے نیک و بد پر ایک نظر غائر ڈالے۔ اور ضمیر سے اس کے کرنے یا نہ کرنے کا آخری فیصلہ طلب کرے۔ ان کے عوا و فطرت انسانی اور مذہب انکی عزم کا حقیقی راہ نما ہو سکتا ہے۔ ان اصولوں کی تقلید کرتے ہوئے اگر وہ کسی بات کا عزم کر لیا تو وہ فیصلہ یقیناً راست ہوگا۔ پھر اسکو سادہ سراج کمال تک پہنچائیں گے۔ اسے عزم بالجزم کی ضرورت ہوگی۔ اور بہت دیر اس کو چہ نہ پھر قدم نہ لایا کہ تو تعزیرات میں گرے گی۔ اور کسی کی کسی کام میں کامیابی کا ثبوت نہ دیکھیں گے۔ یاد رکھو کہ مذہب کی کامیابی آخر اپنے سے کامیابی کا سہمہ الاتی ہے۔

## عزم کے فوائد

جو لوگ ارادہ کے پکے ہوتے ہیں ان میں بہت سی صفات حسن پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان میں خود ارادی۔ پرہیزگاری۔ شرافت۔ پابندی۔ پابندی اوقات۔ پابندی و کم جیسی چیز۔ ہر صفتیں دیکھی جاتی ہیں جب وہ کسی بڑے کام سے پہلے۔ اپنی کسی کوشش کو دیکھ کر عزم کر لیتے ہیں تو اسکو دھڑلے کے چھوڑتے ہیں ان میں خود ارادی جیسی بے نظیر عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے اقوال و افعال کی خود عزت کرتے۔ وہ کونہ ہتے ہیں۔ انکے ہر فعل ایک نظام۔ ایک حکم۔ فیصلہ کی تحت میں بخوبی وقت مقرر دیا جاتا ہے۔

## کامیابی کا راستہ

وہ لوگ جو گھروں میں تنہائی میں بیٹھ کر اپنی تہمتیں یاد کرتے یا دوست احباب میں اپنی لیاقت و قابلیت کے فسانے سن کر اپنی گتائی۔ اور لاچارگی کا نوچرٹھا کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر وہ اپنی تہمت کے باوجود اپنے فن میں لگے روزگار بہت نیچے دہمت کے شاکہ کیوں اپنی کامیابی کا صرف ایک ہی راز ہے کہ وہ عزم بالجزم کی صفت سے کورے ہیں۔ کیا وہ جانتے ہیں کہ جو لوگ باہم رفت پر کامیابی کے منار سے پر کھرتے نظر کرتے ہیں۔ وہ یونیورسٹیوں کے ڈپلوموں یا خاندانی رواج کے طفیل اس بلند ترین مقام ترقی پر پہنچے ہیں۔ نہیں بلکہ حقیقت میں انھوں نے اپنی خواہشات پر حکومت کی ہے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ قابو میں رکھا اور اپنے ہر عزم کو پورا کر کے چھوڑا ہے۔ وہ جس کام کو ایک دفعہ کرنے پر آمادہ ہو گئے پھر اس راستہ میں جان تک کی پروا نہیں کی۔ پھر کامیابی انکا پایا کیوں نہ چھو۔ عزم راسخ کے مرید ہی اور حقیقی خوشی کے مالک ہوتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کوشش کریں۔ کیونکہ

## انسان صرف کوشش سے کامیاب

جو کہ ہے۔ یہ ملک ہے۔ وہ انسان جو اپنے عزم کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ وہ قائم۔ مگر ترقی کی منزل میں نہ کرتا چلا۔



## مَا بَعَثْنَا نَبِيًّا إِلَّا هُوَ أَوْفَىٰ بِوَعْدِهِ

اور ان کے ساتھ بھٹ پسندیدہ طور پر کیا کرو

## مذکرہ مناظرہ

### ابطال التنقید

(ترجمہ مولوی سید محمد ہارون صاحب رنگی پوری مولوی فاضل و صدر بلا فاضل)

مسافر اگر وہ ایک کتاب پر اعتراض کرتا ہے۔

وَيَكُونُ طَاعَتُهُمْ فَإِذَا ابْرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيِّنَاتٍ عَلَىٰ مَا فِي قُلُوبِهِمْ مِمَّا عَدُوٌّ  
الَّذِي نَكُولُ لَدُنَّا وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يَشَاءُ وَيَكُونُ فَاكْشُفُ عَنْهُمْ وَتَوْعَلَّ  
عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكَفَىٰ

(ترجمہ) اے ہمارے حبیب (سائین ظاہریں) کہتے ہیں کہ ہم آپ کے مطلع ہیں پس جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو انہیں سے ایک گروہ رات کے وقت تمہارا باتوں کے علاوہ مشورہ کرتا ہے۔ حالانکہ ضامع کر لیتا ہے تمام ان باتوں کو جو رات کو (خلاف تھا) کہتے ہیں۔ و تم انہیں منہ پھیرے رہو اور خدا پر بھروسہ کرو۔ اور کافی ہے خدا اصلاح کار کے واسطے۔

مسافر اگر وہ اس آیت پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے: "اس آیت میں کی امور

قابل غور ہیں اول یہ کہ آیات میں حضرت محمد ص حب کو خطاب کیا گیا ہے

پسستی سے جکا وجود مبارک منحوس ہی پر موجود نہیں اور ایسی صورت میں

آیات باطل ہیں اور عقل تصور ہوئے۔ کیونکہ جس کلام کا مخاطب ہی موجود نہیں

ہے تو وہ کلام ہی کیسا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک خاص وقت

اور خاص مقام کیلئے تیار کیا گیا تھا۔ شق دوم۔ ان آیات میں صاف

الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ منافق لوگ جو بات چیت اور سرگوشیاں بات

کو کرتے ہیں خائناتے بھٹ اسکوں کے اعمال نامے میں

لیتے ہیں اور در قیامت میں اسکے مطابق سزا دی جائے۔

کہ اگر خدا برتر و برگ جو عظیم کل و ہر ایک کے اندرونی سے اندرون و بیرون

سے واقف ہے اور جس سے انسان کا کوئی راز مخفی نہیں رہ سکتا جو سو

و خط سے سزا و منزه ہے کیا چاہیے وہ خائناتے اس امر کی ضرورت نہ

کر سکتا ہے کہ وہ کسی کے اعمال نامے کے کھینے کی توفیق گوارا کر سکے

یا ایک سو فی صد بات ہے کہ کھینا سو و خط پر دلالت کرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے

کہ اگر چہ حج خدا تعالیٰ اعمال کو اپنے ہتھ سے کھینا لکھتا ہے کھینا

کس کتاب پر لکھے جاتے ہیں اور وہ کتاب کہاں رکھی جاتی ہے۔

سپر و رہتی ہے اسکی ضمانت کقدر ہے قلم و دات کہاں سے آتی

ہے یا پھیل ہی ست اعمال نوٹ کیے جاتے ہیں۔ الخ

جواب عرض اولیٰ اس تقریر میں مسافر اگر وہ نے تین اعتراض پیش کیے ہیں۔ ایک

تو دہی پڑا سوال کہ آیت میں آنحضرت سے خطاب ہے اور وہ موجود نہیں لہذا

آیت بیکار ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ کسی طرح کسی وقت میں بیکار نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ

مقصود اس سے اس دنیا کو مطلع کرنا ہے کہ رسول اللہ کے وقت میں بھی دیے لوگ موجود

ہوئے ہیں کچھ کہتے تھے اور پس پشت کچھ اور وہ خدا کے نزدیک غایت مذموم و مذموب

تھے۔ اسی طرح اگر آئندہ بھی کوئی شخص ایسا ہو گا یعنی منافق ہو گا وہ بھی ایسا ہی مذموم و

مذموب ہو گا۔ پس اس صورت میں یہ آیت قیامت تک کیراٹلے ہایت ہونے کر بیکار۔

دوسرا فائدہ اس آیت کا الیوم القیامہ پر بھی ہے کہ سب کو معلوم رہے گا کہ

محمد رسول میں بھی لوگ منافق تھے اور منافق کی باتیں بھی قابل قبول نہیں ہوں۔ لہذا

ضروری ہو گا کہ عام طور پر احادیث و روایات کی جانچ کی جائے جو روایت

کسی منافق کی ہوا سے ترک کیا جائے۔ اور جو مؤمن کی روایت ہو اُسے

تسلیم کیا جائے۔ یہ سائد و بھی قیامت تک باقی رہنے والا ہے جو ای آیت

سے حاصل ہوتا ہے۔

دوسرے سوال آیت کے معنی صرف لکھنے ہی کے نہیں۔ انہوں نے مسافر کے اذیت

کا جواب یہ ہے کہ خانی لغات کی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ ورنہ معلوم ہو جاتا کہ

نہیں کہ جہاں کتب یکتب کا استعمال ہو وہاں لکھنے ہی کے معنی لیے جاتیں۔

کتب اور کتاب کے معنی کسی میں مافوق کرنا۔ حکم کرنا۔ جمع کرنا۔ مشک کے درمیان

و فیرو و فیرو منوں کے لکھا بھی ہے ایسی صورت میں کہ اگر ان کی ایک ایک کتب کے معنی

لکھے ہی نہیں جیتے اس مقام پر یکتب کے معنی جمع و احصا کے ہیں جو مشتق ہے کتب سے لفظ

میں جمع ہوتا ہے (دیکھئے صراح لغتہ اور تفسیر لغات و فیرو) اور یقیناً یہ خائن خائناتے کی





توجہ دے۔ خدا تبارک و تعالیٰ کام کی لمبائی سے زمین تک پھر وہ تمام کام خدا کے پاس اُس دن (قیامت کے دن) موجود ہونگے جس قدر مقدار ہمارے شمار سے ایک ہزار برس کی ہوگی۔

جواب | اس آیت سے ہرگز خدا تعالیٰ کا جسم نہیں نکلا۔ بلکہ حاصل آیت شریفہ عید کا ہر الفاظ سے ہر عربی و ہندی سمجھ سکتا ہے اسی قدر ہے کہ پروردگار عالم ہی تمام امور مساوات دار میں کا انتظام کرتا ہے۔ اور وہ تمام امور قیامت کے دن چہ بہت بڑا دن ہوگا اور ان فی ربوں کے شمار سے ہزار برس کے برابر ہوگا خدا کے ہندویں پیش ہوئے۔ اُس وقت اہل عالم کو اُس کا کیا انتظام معلوم ہو جائیگا جس میں کوئی شبہ نہ رہیگا اس مطلب کو خدا کے تجسم سے کیا واسطہ | اس کا کوئی جواب نہیں کہ

میں نہ سمجھوں تو جھٹکا کوئی سمجھا دے مجھے

مسافر آکر سوال ایک جگہ مخلوقات کے بارے میں کان نیکون کہاں یہاں ہزار سال کی قید یہ امر قاسم غور ہے

یہاں | خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہیں کان نیکون نہیں فرمایا بلکہ کان نیکون ضرور فرمایا ہے۔ گو وہ کسی اور مقام پر ارشاد ہوا ہے اور ہزار برس کے دن کا بیان دوسرے مقام پر ہے۔ ہزار برس کا دن قیامت کا دن بیان کیا گیا ہے اور وہ اس کی صرف اسی قدر ہے کہ اُس دن تمام انسانوں سے سزا و جزا کا حساب دیا جائے گا اور اُس کے نیک و بد کام بتائے جائیں گے۔ اُس کے بعد جنت یا جہنم کی طرف اُس کو بھیجا جائیگا تو ضرور ہے کہ اس کے لیے بڑا وقت صرف ہو۔ پھر اگر

اُس دن کو ہزار برس کی برابر بنادیا جائے تو کیا اعتراض ہے؟  
راہن نیکون وہ اُس موقع پر ارشاد ہوا ہے جہاں کسی شے کی خلقت کا ذکر ہے اور اُس سے مقصود صرف اسی قدر ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ جس سے اُس کا ارادہ ہی کسی شے کے پیدا کر دینے کے لیے کافی ہے (اس بحث کو آپ چاہیں رسالہ ابطال تناسخ میں جو عنقریب شائع ہوگا لیکچر ۱۸ صاحب آنجنائی شائع ہونے والا ہے مفصل خط فرمائیے۔)

دو دن مضمون کو ایک سمجھنا یا ایک کا دوسرے پر تیس کرنا سخت غلطی ہے اور غریبی، الغرض۔

ایک اور آیت اَعْلَمُوا ان اللہ بخون بنین المرء وقلوبہ جان رکھو کہ خدا تعالیٰ خود انسان اور اُس میں دل کے درمیان عامل ہوجاتا ہے۔

ہمارے مخا طب کا خیال یہ کہ اس سے کچھ خدا تعالیٰ نکلتا ہے  
جواب | مخاطب کا فرض ہے کہ پہلے ہمارے عرب پر اطلاع حاصل کرے تب قرآن

کرسے میں عامل ہونے سے مراد نہیں ہے کہ انسان کے اور اُس کے دل کے درمیان خدا تعالیٰ آکر کھڑا ہوجاتا ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا تعالیٰ میں وہ قدرت ہے کہ اگر چاہے تو انسان کے اوٹلی آرزوؤں کے درمیان ایسا پردہ ڈالے جس سے وہ اپنی مراد تک پہنچ سکے۔ یہ کہ اُس کے قلب کی ہمتوں کو پست کر دے

رہتا ہے جوں) اور اگر خدا چاہتا تو میں پتھر سلا کر دیتا پھر وہ ضرور تم سے جنگ کرتے۔ پس اگر وہ لوگ تم سے گنہگار نہ ہوں اور تم سے لڑنا نہ چاہیں تو خدا نے نہیں اُن پر کوئی رستہ نہیں دیا ہے (کہ اُنہیں خواہ مخواہ قتل کر دے)

مسافر | اعتراض | کہیں شامی اور امن و امان کا آپدیش اور کہاں لوگوں کو اپنی رائے و نیاز کے سمجھنا۔ مانا کہ اس زمانہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے مگر صاحب مفسرین اسلام سے ہر سیکار و جنگ سے لکھن جم گئے ہیں کہ کیا وہ کلام جو ایک زور و قوت اور صرف جنگی ہند و فضا سے پروردگار تعالیٰ کلام کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟

مسافر نے سوال کا جواب | اسلام والوں کا اعتقاد ہے کہ دنیا میں ہر نبی جو مبعوث کیا گیا وہ اس لیے تھا کہ عالم میں امن و امان پھیلاے خواہ تعلیم و ہند و دھرم سے اور خواہ کسی اور ذریعہ سے ہو۔ اسی لیے جب وہ دیکھتا تھا کہ عالم میں امن و امان کچھ شر پر انفس آدمیوں کے قتل کے بغیر نہیں قائم ہو سکتا تو وہ انہیں قتل بھی کرتا تھا۔ محمد بنید و فضا اور غلط تارہ۔ اسی طرح ہر بادشاہ جو انتظام ملک کے لیے ہوا اپنے بقا کے لیے اس نظام سلطنت کے لیے ایسا ہی کرتا ہے اور اپنی قتل و کشت امن و امان کا باعث ہوتے ہیں۔ اہل ہندواریہ صاحبان نے بھی عید مقامات اور محاربات دنیا میں کیے ہیں۔ سورج بنی اور چند رہنمی راہبوں کی راہنمائی آج دنیا کی حکاموں سے مخفی نہیں ہیں۔ رام و بھیم جو پریشور کے اوتار کہلے جاتے ہیں اُن کی جنگ عظیم کے کارنامے جو رام سانی میں مندرج ہیں ہر شخص پڑھ سکتا ہے اور آپ بھی جانتے ہیں۔ پس اصلاح حالات عالم کے لیے اگر کوئی قانون جنگی بنایا جائے اور خدا تعالیٰ اپنے رسول کو اُس سے مطلع کرے اور اُنہندہ بھی ہر اُس کے قائم مقاموں کے لیے کارآمد ہو تو کیا محل استعجاب ہے اور کیا خلاف عقل لازم آتا ہے۔ حقیقت یہ اعتراض ہی خلاف عقل ہے یعنی ہدایات اصلاح نظام عالم کو بے عقلی کی بات کہنا بے عقل ہے۔

دوسرا جواب | علاوہ یہیں آیت کے محصل یہ اگر نظر آئے تو وہ یہ بتاتا ہے کہ جو لوگ تم سے لڑنا نہ چاہیں اور تم سے لڑنا چاہی قوم کو قتل کرنا چاہیں اور تم سے گنہگار نہ رہیں تو انہیں قتل نہ کرو تم کو اُن سے لڑنا ہرگز روا نہیں۔ یہ ایسا نہایت حکیمانہ قانون ہے جس کی خبر کسی عاقلہ پر بھی نہیں رہ سکتی۔ اور فائدہ بھی اس کا عام ہے یعنی ہر زمانہ میں اس پر عمل وراہد ہو سکتا ہے ایسے قانون کو خدا بے عقل کہنا آپ ہی بتائیے کیا ہے۔ مضامین شرط ہے۔

مسافر اگرچہ اپنے نمبر ۵۲ جلد ۱۲ میں خدا کے مجسم ہونے

پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے

آیت مترین علیا | یدبرا لاکام من السماء الی الارض تفرج الیہ فی یوم کان مقارۃ الف سنۃ مما تعدون۔

ہے اور معنی اس کے جائز نشست ہے جس طرح مقام کے معنی جاسے قیام کے ہیں۔ کسی زبان میں کسی لفظ کا غیر معنی حقیقی میں متعلق ہونا اس کے اصلی معنی میں استعمال ہونے پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا اور نہ کوئی ماعقل آدمی جبکہ وہ لفظ اپنے معنی حقیقی میں متعلق ہو اعتراض کر سکتا ہے۔

مسافر اگر جلد ۱۳۷ اور شریف قرآن کا دعویٰ

سورہ تبت بیدی ابی لہب لہز کے نزول کی وجہ جو صحیح مسلم میں لکھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے آیہ اندر عشرتک الاقرابین کے نازل ہونے کے بعد اپنے اہل قبیلہ کو طلب فرمایا اور اپنی نبوت کا اظہار کیا اس پر انہوں نے کوئی سخت کلمہ کہا جس کے جواب میں خدا نے یہ سورہ نازل فرمایا۔ اس مقام پر امام مسلم نے لفظ "تبت" کی تفسیر میں قدرت لکھ دی ہے جسے مسافر اگر نے "خریف قرآن کا نبی" ثبوت سمجھا ہے۔ لیکن اُسے کیونکر سمجھا جائے کہ اصل اور تفسیر و جزئیہ میں کسی جگہ کی شرح و تفسیر میں اگر کوئی لفظ توضیح مطلب کیلئے برعیا جائے تو اسے تخریف نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا نام وہی شریعت یا تفسیر بیگنا مسلم نے قی کا لفظ حصص موقع تفسیر میں اضافہ کیا ہے نہ یہ کہ اصل میں قدرت "تھا اور اب صرف تبت" لڑ گیا ہے جسے تخریف معلوم ہونے کے عقل اور انصاف دونوں کی ضرورت ہے۔ (باقی آئندہ)

سید محمد ہارون، زرنگی پوری (ممتاز الافاضل)

اور اپنے خیالات میں کامیاب نہ ہونے کے ساس سے مقصود صرف اظہار قدرت ہی اور جتنا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ چاہو گے کرو گے بلکہ میں انصاف ہے کہ جب چاہیں تمہیں تمہاری مرادوں تک پہنچنے سے روک دیں۔ اس کو مجھ سے کیا واسطہ۔ دیکھو

تفسیر مدارک حقیقہ وغیرہ۔  
مسافر ایک اور اعتراض ان المتعین فی جنات و تحریق مقلدین صلیتی عنہا مقلدین مقلدین۔ یہ جملہ۔ بیشک یہ مراد لوگ باغوں اور بڑوں کی لذتوں میں رہنے والے جو ان کے بادشاہ قادر کے نزدیک پسندیدہ مقام ہوگا۔ مسافر کو اس آیت میں ایک زخما کہیم دکھائی دیا ہے اور دوسرے لفظ مقصد نامسند بہ معلوم ہوا۔

جواب | لیکن ہر عالم عربی داں سمجھ سکتا ہے کہ آیت میں کہیں سے حمایت پڑوگا عالم پر روشنی نہیں پڑتی۔ کیونکہ آیت کا واضح اور صریح مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جو لوگ پرہیزگار رہیں وہ جنتوں اور بڑوں کی سیر و لذت میں ایسے مقام پر پہنچے جو بادشاہ مقتدر یعنی خدا تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ و مرضی ہوگا۔  
مقتصد صدق سے مراد مقام مہربانی (پسندیدہ) ہے دیکھو تفسیر مدارک التزیل و تفسیر بیضاوی وغیرہ۔ رہا آپ کا مذاق و تسخر لفظ مقصد پر وہ بالکل بے محل ہے اس لیے کہ عربی دار، بلکہ مولوی صرف خواں آدمی جانتا ہے کہ مقلد ہم طرف کا وزن

## نبوت کی تصدیق کیونکر ہوتی ہے؟

زانکہ جس بائگ اواندہ جہاں از کسی نشیندہ باشد گوش جان  
انام راغب اصغفانی لکھتے ہیں کہ انبیا کو دوسرے کے معجزے دیے جاتے ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ وہ پاک نسب ہوتے ہیں، اُن کے چہرے پر وہ نور ہوتا ہے جو دلوں کو فریقہ کر لیتا ہے۔ اُن کے اخلاق ایسے ہوتے ہیں جو کلوب کو سحر کر لیتے ہیں، اُن کی تقریر ایسی ہوتی ہے جس سے سامع کو شغفی ہو جاتی ہے پھر سمجھتے ہیں۔

وہذا الاکھال اذا حصلت لا یحتاج  
ذو البصیرۃ معها لے معجزۃ ولا  
یطلبہا۔

### ترجمہ

اور یہ حالات جب پائے جاتے ہیں تو سمجھ دار آدمی کو اور کسی معجزہ کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ کسی معجزہ کا طالب نہیں ہوتا۔  
امام غزالی نے مقدس الفضل میں جہاں نبوت پر بحث کی ہے لکھتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت کے دایات اور شادات پر بار بار غور کرے گا اُس کو خود آنحضرت کی نبوت پر یقین ہو جائیگا۔

(ماخوذ)

نبوت کی تصدیق اور نبی کی باتوں کو صحیح سمجھنا، خود انسان کی فطرت صحیح کا تقاضا ہے، ایک شمس جو حق کا نشندہ ہے، جس کا وجدان صحیح ہے، جو حق اور جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے، جسے دلی ہی پہلی بات آپ سے آپ اتر جاتی ہے، وہ جب کسی نبی سے تعین و ہدایت سنتا ہے تو یہ وہ کچھ جشیوں میں نہیں پڑتا بلکہ آپ سے آپ کا دل بان لیتا ہے کہ یہ سچ ہے اور سچائی کے مرکز سے نکلا ہے۔ مولانا روم نے لکھی یہ تشبیہ دی ہے کہ اگر کسی پیاسے کو پانی دیا جائے تو کیا وہ یہ بحث پیش کرے گا کہ پلے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ یہ پانی ہے، یا اگر ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پینے کے لیے بلائے تو کیا اس کو شک ہوگا کہ یہ میری ماں ہے اور واقعی دودھ پلانے کے لیے بلا رہی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں۔

نشہ را چوں بگونی توشتاب  
از برم اسے دمی۔ مجبور شو  
بمنش آب ست وازاں ماہیں  
کہ باین مادر ماں اسے ولد  
ماں باطن شیر۔ مادر بائگ زد  
مخل گوید مادر اجمت بیار  
تا کہ با شیرت بگرم من قرار  
در دل ہر احمق کو حق فرہ است  
روی و آدم و از پیغمبر معجزہ است  
جان مت در دروں سجدہ کند  
چوں پیر از برون بائگ زند

# پیشی اور ادبی کتابیں

## دو ترجموں اور دو تفسیروں والا عظیم الشان قرآن مجید

مؤلفہ: سیدہ امینہ بیگم کی فرمایاں علوم دینی

ہر یہ غیر مجلد علی علیہ جلد

سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کو نہایت دلکش اور جدید انداز میں آئینہ قیامت میں لکھا ہے۔ روایت

### آئینہ قیامت

اس کتاب میں علی گڑھ کانٹنٹ کے ایک سابق پروفیسر

### تفصیلات لطیفہ خیالات ظریف

نہایت مستند اور نظمیں بہت ہی موثر ہیں۔ قیمت ۴۰

حضرت مولانا عبدالمسیح صاحب

### نور ایمان مع ثنوی جوہر لطیف

محمد ظریف الدہلوی (دہریہ) کی کتاب اسلام اور عقلیت کا نہایت ہی مدلل اور دلچسپ جواب ہے اور اسلامی عقائد کا عقلی نقطہ نظر اور سائنس کے نازل و زیر بحث ثبوت دیا گیا ہے۔ قابل دیدار نہایت ہی مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف چھ آنے (۶)

شاہد امداد اللہ صاحب جرنی کا مشہور و معروف عقیدہ دیوان پر جبکہ اشاعت نہایت دلچسپ و مقبول بیچ لکھنا جو م کی نسبت غزلوں پر لکھی ہوئی ہے اور کمال کیفیت طاری ہو جاتی ہے قیمت ۶۰

حضرت مولانا شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر کی کی سوانح و

### شہام امداد

شرعیات و طریقت کے متعلق غلط فہمیاں اٹھانے سے پہلے ہونی چاہیے کہ اس کتاب میں نہایت خوش معلوم سے منع کیا گیا ہے اور عقلی و فطری دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ شرعیات و طریقت کے درمیان کوئی تناقض نہیں ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مصنوعی مونیوں کی قلمی گھڑائی

ہے۔ قابل دیدہ قیمت بارہ آنے (۱۲)

اپنی طرز کا اردو میں پہلا رسالہ ہے جس میں ولید بن کلاب

### فرائض والدین

بہ لہجہ اب کتاب چھ ہزار عربی درود و شریعت کا مجموعہ ہے جس کے فاضل مولف نے تمام مستند حدیث کی کتابوں کی چھان بین کر کے بڑی محنت و جانفشانی سے اس کو ترتیب دیا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام

لکھے ہیں صاحب ملا دیکھیں اس عزیز رسالہ کا مطالعہ نہایت مہربانی سے فرمائیے۔ قیمت صرف ۴۰

اس کتاب میں پانی پت کے مشہور بزرگ حضرت

### تذکرہ غوثیہ

سلسلہ روضہ حیات یعنی اخلاق و عادات و خوارق و معجزات و سوانح و غزوات وغیرہ کا درود شریف ہی کے پر ایہ میں ذکر کر دیا ہے۔ ہر سلمان کو خیر فی حاسنہ قیمت فکر و محنت

مولانا غوث علی شاہ صاحب قلندر کی نقل و روانہ اور روایت زندگی کے نہایت دلچسپ اور سببی امور حالات اور ہونی و ہونے والی بات سے بھر پور ہے۔ مولانا غوث علی شاہ صاحب کے حوالہ سے لکھا گیا اور تقریباً پورا یہ میں غوثیہ کی تشریح ناممکن ہے کہ کثرت سے دانویہ پر گروہ و خندہ کی متنازعہ کیفیتیں ظہور کر رہی ہیں۔ یہ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ لکھنے خود شروع کرنے کے بعد پھر نیز غور کے پھر لکھنے کو ہی نہیں چاہتا اور پڑھنے والا گویا ایک حصار دیدہ و بزرگ کی محبت میں پھنس کر وہ لذت حاصل کرتا ہے جیسا کہ سیدنا حضرت سیدنا زین العابدین (علیہ السلام) کے

سماں اللہ غوثیہ یہ کتاب چرچہ سے نہایت دلکش اور ہی سوز و گداز میں لکھا ہے۔ ہر کتاب اور طلب کا ہے ہر دراصل باطن کے اور صفات ۶۶ م سے پہلے ۱۱۲

جہاں تک ان اور کا قد وید و زیب مگر قیمت صرف دورہ پیر آٹھ آنے

انتخاب توحید

کارگزاروں کی یادگار میں اس کے منتخب خطا میں کا نہایت ہی دلکش و دلنواز مجموعہ ہے حضرت مولانا غوث حسن نظامی صاحب اردو دوسرے مستند افسانہ پردازوں کے قابل و پختہ

یہ طرازی کے ہوناک زمانہ میں اردو کے

انتخاب توحید

اس کتاب میں شائع ہوئے عقائد کا پیش کردہ سبلی لکھنا سحر نہایت ہی متاثر و معجزہ خیر و

یہ کتاب اسلامی دنیا کے جذبات کی گواہ زبان ہے جس کے مطالعہ سے مصیبت حال ہونی کو چاہیے

یہ کتاب کو اردو مصنفات میں اس کی نظر نکلے گی۔ قیمت صرف ۱۲

علی گڑھ کالج پریس پبلشرز

پریس پبلشرز



# تقریریں

**حضرات!** کیا ایک ہی مفسر مسلمان کے لئے یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہے قرآن کو دین و ایمان جانتا ہو، لیکن یہ نہیں جانتا کہ قرآن میں کیا لکھا ہوا ہے؟ یہ قرآن کو قرآن کہتا ہے۔ ایران، ترکستان، افغانستان میں ملنے والی زبان میں ترجمہ قرآن مجید شائع نہیں ہوا، لیکن اس کی وجہ ظاہر ہو کر ان ملک میں علم سے علم کوئی مراد ہے وہاں کوئی شریف مسلمان ایسا نہیں کہ ذی علم ہے اور قرآن عربی کو سمجھ نہیں سکتا۔ کتب عربیہ کے مفسرین کے مسلمان بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ یہ صرف آج کل کا ہندوستان ہے کہ یہاں کے ذی علم حضرات قرآن عربی سمجھنے سے کام لیں وہ ایسی ضرورت پر آمکا کر کے علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی کے جن کی جملہ تصانیف کی فہرست اس صفحہ پر درج ہے۔ ہندوستان میں قرآن مجید کا کیا حال ہے۔ ترجمہ عبارت قرآنی سے علم ایک کتاب کی صورت میں مرتب کیا ہے۔ اور مفسرین کی ایک فہرست نہایت مکمل تیار کر دی ہے۔ اور شروع میں ایک دیباچہ نہایت مستطاب لکھا ہے جس کی سرخیوں سب ذیل ہیں :-

- (۱) ترجمہ کر کے کا خیال کب اور کیوں پیدا ہوا۔ (۲) ترجمہ قرآن کی عظمت، نفاذ، کمال اور زمانہ اخیر میں (۳) زمانہ حال میں ترجمہ کی ضرورت (۴) ترجمہ کے خلق مترجم کے علم و تحقیق
- (۵) مولانا نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ (۶) ترجمہ برجہ دو کی اشاعت کے اسباب (۷) ترجمہ کی دقیقیت (۸) مختلف ترجمے (۹) مذہبی کتابوں کی ضرورت (۱۰) اصولی مذہبی تعلیم
- (۱۱) مذہب اسلام (۱۲) کتب آسمانی اور پیغمبر (۱۳) دیگر ملک کے پیغمبر (۱۴) حضرت جبریل اور نزول قرآن (۱۵) رسالت اور تکلیف (۱۶) قرآن مجید کا نزول (۱۷) قرآن کی مستحکمیت
- (۱۸) آیتیں (۱۹) ترجمہ قرآن (۲۰) اقوال قرآن (۲۱) قرآن کے تفسیر (۲۲) سنیاد احکام قرآن میں نہیں ہیں (۲۳) مفسرین قرآن کا اجمالی ذکر (۲۴) مکرر باتیں مترجم میں
- (۲۵) قرآن کے مفسرین کا مکتبہ (۲۶) قرآن مجید کے ساتھ تاریخ اسلام بھی دیکھنا چاہیے۔ (۲۷) روایات اسلام (۲۸) احکام قرآن میں یہ صرف یورپ کے مفسرین کو غافل کیا ہے (۲۹) روایات اسلام کے لئے اسلام بھی دیکھنا چاہیے (۳۰) عجرات (۳۱) روایات کی ضرورت (۳۲) آیات قرآنی میں ملنے والی اختلافات (۳۳) درخواست مسلمانوں سے

اس ترجمہ میں جو بیخ کنی کی گئی ہے اور جسے مسائل شرعی قرآن سے منسلک ہیں ان کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے اور اختلافات قرآنی و عملی جنسی الذہب و اہل تشیع میں جو سبب اختلاف فیہ ہو گئے ہیں ان کی توضیح کی گئی ہے۔ ہر مذہب کے موافق ترجمہ عقلانی ہیں یا عملی جنسی الذہب نے اپنی اختلافات کیے ہیں حاشیہ زیر میں سب کا بیان ہے تاکہ ترجمہ کے ذہب کے لئے عملی مفسرین کی نظر میں آئے اور وہی ترجمہ اختیار کیا گیا ہے جو سنی جنسی الذہب کے موافق ہو کیونکہ انہیں کی کثرت ہندوستان میں ہے۔

خاموشی و اندوہ کے قدم ترجمے اور اردو کے بہت سے جدید ترجموں کو متبادل کر کے نہایت محنت و محنت سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے اور باعتبار معنی و ادب و اعتبار زبان مجید ترین ترجمہ اسے کہنا چاہیے۔ یہاں دیکھنا ہے موقع نہیں ہے کہ علامہ نے پچیس برس کی محنت شاذ سے یہ ترجمہ مرتب کیا ہے بعض ناظرین کے یاد ہو گا کہ علامہ نے اول اول شیعہ میں ڈھائی پارہ کا ترجمہ شائع کیا تھا اور اس سے چار برس کے بعد شیعہ میں مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی کا ترجمہ شائع ہوا تھا پھر اس کے بعد علامہ کی کام میں مشغول رہے اور اس کا ترجمہ شائع ہوا ہے ناظرین کو ملے گا۔

دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ یہی کہیں گے کہ دیر آمد دوست آمد ناظرین سے امید ہے کہ وہ خود یہ ترجمہ پڑھ لیں وہی طلبہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں اور کہے کہ انا تو ہو کہ یہ قرآن مجید مسلمانوں کے دوسرے مسلمان کے اہل علم میں پہونچا رہا ہے ہاں جو داغ رہے کہ یہ ترجمہ مجلس زبان میں عام فہم طریقہ پر جسکے لئے علامہ کی قربات خاص شہرت رکھتی ہیں کیا گیا ہے۔

بدیہ قیمت فی جلد مذہب میں روپے پچیس (نوٹ) جہاں بیگزوں ہزاروں روپے اور کاموں پر خرچ ہونے ہیں اہل حق و حق قرآن کو سمجھنے میں ہے ہندوستان میں

| نمبر | نام کتاب        | بیان | موضوع      | صفحہ | تعداد | نمبر | نام کتاب        | بیان | موضوع      | صفحہ | تعداد |
|------|-----------------|------|------------|------|-------|------|-----------------|------|------------|------|-------|
| ۱    | ترجمہ قرآن مجید | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    | ۱    | ترجمہ قرآن مجید | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    |
| ۲    | تفسیر قرآن مجید | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    | ۲    | تفسیر قرآن مجید | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    |
| ۳    | الاسلام         | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    | ۳    | الاسلام         | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    |
| ۴    | نفاذ            | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    | ۴    | نفاذ            | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    |
| ۵    | الکتاب          | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    | ۵    | الکتاب          | اردو | مذہب اسلام | ۱۰۰  | ۱۰    |

المشتہر عبد الواحد منیر قاضی اینڈ کمپنی گورکھ پور

